تفسیر

سورۃ الم نشرح

حضرت مولانا نقی علی خان بریلوی

رضوی کتاب گھر

Ph.: 23264524

سورۃ الم نشرح کی بیمثال و بے نظیر تفسیر

الکلام الاوضح

فی

تفسیر سورۃ الم نشرح

تصنیف لطیف

حضرت مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ

والد ماجد امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

عرضِ ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ادارۂ تصنیفات امام احمد رضا کو قائم ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا لیکن اس قلیل عرصہ میں ادارہ نے بہت سی کتب شائع کی ہیں۔

دراصل ان تمام کتابوں کو منظرِ عام پر لانے کا مقصد یہ ہے کہ امام احمد رضا بریلوی کو علمی اور جدید حلقوں میں روشناس کرایا جائے اور ان کی غیر مطبوعہ نایاب کتب کو زیادہ سے زیادہ شائع کر کے عوام میں پھیلا دیا جائے تاکہ امام احمد رضا کی ہمہ گیر شخصیت اور ان کے دینی اور علمی کارناموں سے لوگ استفادہ کر سکیں۔ ہماری پہلے بھی یہی کوشش تھی اور اب بھی ہے کہ امام احمد رضا کی ان کتابوں کو خصوصًا جو عرصے سے نایاب ہیں دوبارہ شائع کیا جائے۔ ادارے کے مالی وسائل انتہائی محدود ہیں۔ مگر جذبہ کی کمی نہیں۔ اگر اسی طرح کام ہوتا رہا تو انشاء اللہ العزیز ہم مستقبل میں ان کتابوں کو منظرِ عام پر لائیں گے۔ جو اس وقت سرمایہ کی کمی کے باعث پیش نہ کر سکے۔

ہماری اس کاوش میں جن کرم فرماؤں نے ہمارا ساتھ دیا: ہمارے ساتھ تعاون فرمایا اور خلوص عمل سے ہمارے شریک کار ہے ہم ان کے تہہ دل سے مشکور ہیں اور امید کرتے ہیں کہ آئندہ بھی وہ تعاون فرماتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس نیک کام کو جاری رکھنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

ادارۂ تصنیفات امام احمد رضا

فہرست مضامین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم

مختصر حالات حضرت مصنّف علّام قدس سرہ ملک العلام

بقلم

اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد دین ملت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

وہ جناب فضائل مآب تاج العلماء راس الفضلاء حامی سنت ماحی بدعت بقیۃ السلف حجت الخلف رضی اللہ تعالیٰ عنہ وَاَرْضَاہُ وَفِیْ اَعْلٰی غُرَفِ الْجِنَانِ بَوَّاہُ سلخ جمادی الآخرہ یا غرہ رجب ۱۲۴۶ھ قدسیہ کو رونق افزائے دار دنیا ہوئے۔ اپنے والد ماجد حضرت مولائے اعظم جدّ امجد معظم فضائل پناہ عارف باللہ صاحب کمالات باہرہ و کرامات ظاہرہ حضرت مولٰینا مولوی **محمد رضا علی خاں** صاحب رَوَّحَ اللّٰہُ رُوْحَہٗ وَنَوَّرَ ضَرِیْحَہٗ سے اکتساب علوم فرمایا۔ بحمد اللہ منصب شریف علم کا پایہ ذروۂ علیا کو پہونچایا۔ ؎ راست میگویم و یزداں نہ پسندد جز راست کہ جو دقت انظار و حدت افکار و فہم صائب و رائے ثاقب حضرت حق جل وعلیٰ نے انھیں عطا فرمائی۔ ان دیار و امصار میں اس کی نظیر نظر نہ آئی فراست صادقہ کی یہ حالت تھی کہ جس معاملہ میں جو کچھ فرمایا۔ وہی ظہور میں آیا۔ عقل معاش و معاد دونوں کا بروجہ کمال اجتماع بہت کم سنا، یہاں آنکھوں دیکھا علاوہ بریں سخاوت و شجاعت و علو ہمت و کرم و مروت و صدقات خفیہ و مبرات جلیہ و بلندی اقبال و دبدبہ و جلال و موالات فقرا و امر دینی میں عدم مبالات باغنیا و حکام سے عزلت رزق موروث پر قناعت وغیر ذالک فضائل جلیلہ و خصائل جمیلہ کا حال وہی کچھ جانتا ہے جس نے اس جناب کی برکت صحبت سے شرف پایا ہے ع این نہ بحریست کہ در کوزۂ تحریر آید مگر سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ اس ذات گرامی صفات کو خالق عز وجل نے حضرت سلطان رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیہ کی غلامی و خدمت اور حضور اقدس کے اعدا پر غلظت و شدت کیلئے بنایا تھا۔ بحمد اللہ ان کے بازوئے ہمت و طنطنۂ صولت نے اس شہر کو فتنۂ مخالفین سے یکسر پاک کر دیا کوئی آنا نہ رہا کہ سر اٹھائے یا آنکھ ملائے۔ یہاں تک کہ ۲۶ شعبان ۱۲۹۳ھ کو مناظرہ دینی کا عام اعلان مسمّٰی بنام تاریخی اصلاح ذات بین ۱۲۹۳ طبع کرایا اور رساجہ سکوت یا عار فرار و غوغائے جہال و عجز و اضطرار کے کچھ جواب نہ پایا فتنۂ نجد خیل کا شعلہ کہ مدت سے سر بفلک کشیدہ تھا اور تمام اقطار ہند میں اہل علم اس کے اطفا پر عرق ریز و گرویدہ اس جناب کی ادنیٰ توجہ میں بحمد اللہ سارے ہندوستان سے ایسا فرو ہوا کہ جب سے کان ٹھنڈے ہیں اہل فتنہ کا بازار سرد ہے خود اس کے نام سے جلتے ہیں۔ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ خدمت روز ازل سے اس جناب کیلئے ودیعت تھی جسکی قدرے تفصیل رسالہ تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال ۱۲۹۱ میں مطبوع ہوئی ع وَذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ تصانیف شریفہ اس جناب کی سب علوم دین میں ہیں نافع مسلمین

ودافع مفسدین والحمدللہ رب العلمین۔ ازانجملہ اَلْکَلَامُ الْاَوْضَحُ فِی تَفْسِیْرِ سُوْرَۃِ اَلَمْ نَشْرَحْ کہ مجلد کبیر ہے علوم کثیرہ پر مشتمل۔ وسیلۃ النجاۃ جس کا موضوع ذکر حالات سیّد کائنات ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجلد وسیط سرور القلوب فی ذکر المحبوب کہ مطبع نولکشور میں چھپی ——— جواہر البیان فی اسرار الارکان جس کی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے چہ ذوق ایں مے نشناسی بخدا تانچشی۔ فقیر غفراللہ تعالیٰ لہٗ نے صرف اُسکے ڈھائی صفحوں کی شرح میں ایک رسالہ مسمّٰی بہ زواہر الجنان من جواہر البیان ملقب بنام تاریخی سلطنۃ المصطفٰی فی ملکوت کل الوریٰ تالیف کیا۔ اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد جس میں وہ قواعد ایضاح وثبات فرمائے جن کے بعد نہیں مگر سنت کو قوت اور بدعت نجدیہ کو موت حسرت۔ ہدایۃ البریہ الی الشریعۃ الاحمدیہ کہ دس فرقوں کا رد ہے۔ یہ کتابیں مطبع صبح صادق سیتاپور میں طبع ہوئیں اذاقۃ الآثام لمانعی عمل المولود والقیام کہ اپنی شان میں اپنا نظیر نہیں رکھتی اور انشاءاللہ العزیز عنقریب شائع ہوگی۔ فضل العلم والعلماء ایک مختصر رسالہ کہ بریلی میں طبع ہوا۔ ازالۃ الاوہام رد نجدیہ۔ تزکیۃ ایقان رد تقویۃ الایمان کہ یہ عشرہ کاملہ زمانہ حضرت مصنف قدس سرہٗ میں تبییض پاچکا۔ الکواکب الزہرا فی فضائل العلم وآداب العلماء جس کی تخریج احادیث میں فقیر غفراللہ تعالیٰ لہٗ نے رسالہ النجوم الثواقب فی تخریج احادیث الکواکب لکھا۔ الروایۃ الرویہ فی الاخلاق النبویہ النقادۃ التقویہ فی الخصائص النبویہ۔ لمعۃ النبراس فی آداب الاکل واللباس والتمکن فی تحقیق مسائل التزین۔ احسن الوعاء لآداب الدعاء۔ خیر المخاطبہ فی المحاسبۃ والمراقبہ۔ ہدایۃ المشتاق الی سیر الانفس والآفاق۔ ارشاد الاحباب الی آداب الاحتساب اجمل الفکر فی مباحث الذکر عین المشاہدہ لحسن المجاہدہ۔ تشوق الاواۃ الی طرق محبۃ اللہ۔ نہایۃ السعادہ فی تحقیق الہمۃ والارادہ۔ اقوی الذریعہ الی تحقیق الطریقہ والشریعہ۔ ترویج الارواح فی تفسیر الانشراح۔ ان پندرہ رسائل مابین وجیز ووسیط کے مسودات موجود ہیں جن کی تبییض کی فرصت حضرت مصنف قدس سرہٗ نے نہ پائی۔ فقیر غفرلہ اللہ تعالیٰ لہٗ کا قصد ہے کہ انہیں صاف کرکے ایک مجلد میں طبع کرائے۔ انشاءاللہ سبحانہ وتعالیٰ ع کہ حلوا بہ تنہا نبایست خورد۔ ان کے سوا اور تصانیف شریفہ کے مسودے بستوں میں ملتے ہیں مگر منتشر جن کے اجزا اول آخر یا وسط سے گم ہیں۔ ان کے بارے میں حسرت ومجبوری ہے۔ غرض عمر اس جناب کی ترویج دین وہدایت مسلمین ونکایت اعدا وحمایت مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں گذری جَزَاہُ اللہُ مِنَ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ خَیْرَ جَزَاءٍ آمین۔ پنجم جمادی الاولیٰ ۱۲۹۴ھ کو مارہرہ مطہرہ میں دست حق پرست حضرت آقائے نعمت دریائے رحمت سید الواصلین سند الکاملین قطب اوانہ وامام زمانہ حضور پرنور سیدنا ومرشدنا مولانا وماوانا ذخری لیومی وغدی حضرت سیدنا سیّد شاہ آلِ رسول احمدی تاجدار مسند مارہرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَاَرْضَاہُ وَاَفَاضَ عَلَیْنَا مِنْ بَرَکَاتِہٖ وَنَعْمَاءٖہٖ پر شرف بیعت حاصل فرمایا۔ حضور پیر ومرشد برحق نے مثال خلافت واجازت جمیع سلاسل وسند حدیث عطا فرمائی۔ یہ غلام ناکارہ بھی اسی جلسہ میں اس جناب کے طفیل ان برکات سے شرفیاب ہوا۔ والحمدللہ رب العالمین ۲۶ شوال ۱۲۹۵ھ کو باوجود شدت علالت وقوت ضعف خود حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص طور پر بلانے سے کہ مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِیْ عزم زیارت وحج مصمم فرمایا۔ یہ غلام اور چند اصحاب وخدام ہمراہ رکاب تھے۔ ہر چند احباب نے عرض کی کہ یہ حالت ہے آیندہ سال پر ملتوی فرمایئے ارشاد کیا مدینہ طیبہ کے قصد سے قدم دروازہ سے باہر رکھ لوں۔ پھر چاہے روح اسی وقت پرواز کر جائے۔ دیکھنے والے جانتے ہیں کہ تمام مشاہد میں تندرستوں سے کسی بات میں کمی نہ فرمائی۔ بلکہ وہ

مرض ہی خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک آبخورہ میں دوا عطا فرمانے سے کہ من رانی فقد رای الحق حدِ منع پر نہ رہا۔ وہاں حضرت اجل العلماء اکمل الفضلاء حضرت مولانا سید احمد زین دحلان شیخ الحرم وغیرہ علمائے مکہ معظمہ سے مکرر سند حدیث حاصل فرمائی۔ سلخ ذی القعدہ روز پنجشنبہ وقت ظہر ۱۲۹۷ھ ہجریہ قدسیہ کو اکیاون برس پانچ مہینے کی عمر میں بعارضۂ اسہال دموی شہادت پاکر شب جمعہ اپنے حضرت والد ماجد قدس سرہٗ کے کنار میں جگہ پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ روز وصال نماز صبح پڑھ لی تھی۔ اور ہنوز وقت ظہر باقی تھا کہ انتقال فرمایا۔ نزع میں سب حاضرین نے دیکھا کہ آنکھیں بند کئے متواتر سلام فرماتے تھے جب چند انفاس باقی رہے ہاتھوں کو اعضائے وضو پر یوں پھیرا گویا وضو فرماتے ہیں۔ یہاں تک کہ استنشاق بھی فرمایا۔ سبحان اللہ! وہ اپنے طور پر حالت بے ہوشی میں نماز ظہر بھی ادا فرما گئے۔ جس وقت روح پُرفتوح نے جدائی فرمائی۔ فقیر سرہانے حاضر تھا۔ واللہ العظیم۔ ایک نور ملیح علانیہ نظر آیا کہ سینہ سے اٹھ کر برق تابندہ کی طرح چہرہ پر چمکا۔ اور جس طرح لمعان خورشید آئینہ میں جنبش کرتا ہے۔ یہ حالت ہو کر غائب ہوگیا۔ اس کے ساتھ ہی روح بدن میں نہ تھی۔ پچھلا کلمہ کہ زبان فیض ترجمان سے نکلا۔ لفظ اللہ تھا وبس اور اخیر تحریر کہ دست مبارک سے ہوئی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تھی کہ انتقال سے دو روز پہلے ایک کاغذ پر لکھی تھی۔ بعدہٗ فقیر نے حضور پیر و مرشد برحق رضی اللہ عنہ کو رویا میں دیکھا کہ حضرت والد قدس سرہٗ الماجد کے مرقد پر تشریف لائے۔ غلام نے عرض کی حضور یہاں کہاں۔ اَدْ لَفْظًا ھٰذَا مَعْنَاہُ فرمایا آج سے یا فرمایا اب سے ہم یہیں رہا کریں گے۔ رحمہما اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

ذھب الذین یعاش فی اکنافھم
وبقیت فی ناس کجلد الاجرب
لیھن رعاء الناس ولیفرح الجمل
بعدك لا یرجو البقا من لہ عقل

اللّٰھم ارحمھما وارض عنھما واکرم نزلھما واقض علینا من برکاتھما آمین
برحمتك یا ارحم الرّاحمین
وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیّدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین آمین

عرض حال

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

عزیز محترم مولوی فیضان علی سلمہ بیسلپوری کے دل میں اعلیٰ حضرت مولٰنا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی کی بعض تصانیف جو غیر مطبوعہ ہیں، کی طباعت کا خیال پیدا ہوا شاہزادۂ اعلیحضرت حضور مفتیٔ اعظم ہند مولٰنا شاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں اپنی اس خواہش کا اظہار کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ کیا اچھا ہو تا کہ آپ اعلیحضرت کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں صاحب محقق بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف فرمودہ تفسیر اَلَمْ نَشْرَحْ طبع کرا دیں یہ میری دلی خواہش ہے۔ اس بنا پر کہ حضرت کی دلی خواہش ان کی موجودگی میں پوری ہو مولوی فیضان علی سلمہ نے اس کی طباعت کا بیڑہ اٹھایا۔ اس تفسیر کی اہمیت دیکھنے ہی سے معلوم ہو سکتی ہے۔ حضرت سے جو کتاب ملی وہ اصل مسودہ کی نقل ہے۔ اصل کتاب نہ مل سکی اس میں بعض بعض جگہ اوراق اور سطور اور الفاظ چھوٹے ہوئے ہیں اور بعض جگہ مکرر لکھ گئے ہیں اور کہیں پر کرم خوردہ بھی ہے ان میں جہاں جہاں ممکن تھا تصحیح کر دی گئی۔ جہاں تک ماسبق اور مالحق سے عبارت بن سکتی تھی بنا دی گئی اور جہاں مجبوری تھی بیاض چھوڑ دی گئی حتی الامکان کوشش کی گئی کہ کوئی غلطی نہ رہ جائے اور نقطہ نقطہ شوشہ شوشہ کی صحت کا خاص خیال رکھا گیا ہے اور بھرپور کوشش کی گئی ہے کہ کتاب صحیح اور مسودہ کے عین مطابق شائع ہو پھر بھی اگر کہیں کسی صاحب کو کوئی کمی نظر آئے تو یہ ہماری نظر کی کوتاہی اور بصیرت کی کمی ہو گی۔ محقق علیہ الرحمۃ کا دامن اس سے پاک ہے۔ ہم ان تمام حضرات کے شکر گزار ہیں جنھوں نے کسی قسم کا بھی ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے خاص کر مولٰنا محمد اعظم صاحب ٹانڈوی صدر مدرس مدرسہ مظہر اسلام بریلی شریف کا شکریہ پورے طور سے ہم ادا نہیں کر سکتے کہ انھوں نے اپنا قیمتی وقت اس کتاب کی تصحیح وغیرہ میں صرف فرمایا۔

فقیر محمد وجیہ الدین قادری رضوی غفرلہٗ
آستانہ ضیائیہ محلہ بھشتیان پیلی بھیت
۴ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ
مطابق ۱۸ مارچ ۱۹۷۵ء

یا فتاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد اس واجب الوجود و قادر مطلق کو شایاں ہے جس نے تمام ممکنات کو تشریف وجود سے مشرف فرمایا اور چھ دن میں ساتوں آسمان اور زمین کو بنایا عجائبِ حکمت وغرائبِ صنعت اُس کی ادراک عقول سے برتر اور احاطۂ وہم وخیال سے باہر۔

چناں آفریدی زمین و زماں | ہماں گردشِ انجم و آسماں
کہ چندانکہ اندیشہ گردد بلند | سرِ خود بروں نیاورد زیں کمند

ظاہر ترین موجودات محسوسات ہیں اور اظہر محسوسات جسم۔ تمام متکلمین اور حکماء اُس کی ماہیت میں حیران ہیں اور قریب ترین مخلوقات آدمی سے ہستی اُس کی ہے۔ انا کہتا ہے اور نہیں جانتا کہ حقیقت میری کیا ہے۔

؎ تنت زندہ بجان وجاں نہانی | تو از جاں زندۂ وجاں را ندانی

ہر مصنوع صنعتِ صانعِ باکمال پر بلسانِ حال شاہد ہے۔ اپنی پیدائش میں تامل کر کہ ایک قطرۂ ناچیز کو تخم تیری آفرینش کا کیا اور ایک مادہ سے پوست اور گوشت، رگ اور استخواں، ہاتھ، پاؤں، سر، سینہ، پیٹ، پیٹھ، آنکھ، لب، زبان، ناک، کان اس ہیئت وشکل سے بنائے کہ بہتر اُن سے ممکن نہیں۔ زمین دیکھ کس قدر فراخ ہے اگر تمام عمر چلے اُسکی سیر نہ کر سکے آسمان سے مینہ اُتارا اور اُس سے ہر قسم کے غلّے اور طرح طرح کے میوے تیرے کھانے کے واسطے پیدا کئے اور انواع انواع پھول اور رنگ رنگ کے شگوفے نئی نئی صورت کے بنائے۔ دریا کو دیکھ تمام زمین کو محیط ہے اور جس قدر کہ دریا زمین سے لطیف وبہتر ہے اُسی قدر عجائب اُس کے عجائبِ زمین سے زیادہ تر ہیں۔

نظامی

ہر آنچہ آفرید او بااسباب نیست | بدریافتن عقل را تاب نیست
خرد دانش آموز تعلیم اوست | دل از داغداران تسلیم اوست
پُر از حکمت وحکم او شد جہاں | بحکم آشکارا بحکمت نہاں

سکونِ نقطۂ خاک اور حرکت واضطراب ہوا سرسری نہیں۔ نسیم سحر کس کی تلاش میں کوچہ بکوچہ دواں ہے اور دریا کس کی طلب میں بے سروپا رواں ہے۔ درخت کس کے حکم سے جادۂ استقامت پر سیدھا کھڑا ہے کہ آرہ سر پر چلتا ہے مگر اپنی جگہ سے نہیں ٹلتا اور پہاڑ کس کے ہجر میں تنگ دل ہے کہ دیوانوں کے مانند دام ودد سے مانوس ہے اور آدمیوں سے جدا ہے۔ نے شب وروز کسے حکایت کرتی ہے اور کس کی جدائی سے شکایت۔ پھول نے کیا دیکھا کہ شگفتہ وخنداں ہے۔ بلبل نے کیا سُنا کہ رات دن نالاں ہے۔ آگ آتش کدہ میں اُس کی سوزِ محبت میں جلتی ہے اور پوجنے والوں کو خبر نہیں اور بُت بتخانے میں مدہوش ہیں مگر بت پرست اُنکے حال سے واقف نہیں۔ آسمان زمین عرش وکرسی کے ملائکہ اعلیٰ علیین سے تحت الثریٰ تک اُس کی تسبیح اور تہلیل میں مشغول۔

ع
ہمہ نقشِ ایں گنبدِ زرنگار   گواہ اند بر صنعِ پروردگار
اگر گوہر آمد و گرچہ خسے ست   برون و درونش حکایت بسے ست
تو گر گفت ایشاں ندانی خموش   کہ گفتند لیکن نداری تو گوش

ہر چیز میں بے شمار عجائب وغرائب ہیں۔ مگر عجیب تر یہ ہے کہ آدمی اچھی صورت کاغذ یا دیوار پر منقش دیکھکر اُس کے نقاش پر ہزار آفریں اور تحسین کرتا ہے اور اپنی شکل وصورت کو نہیں دیکھتا کہ نقاش ازل نے ایک قطرۂ آب پر کیسے کیسے نقشِ بدیع کھینچے ہیں اور کس کس طرح کی قوتیں اُسکے ظاہر و باطن میں پیدا کی ہیں۔

نظامی
چہ دولت کہ در بند کارِ تو نیست   چہ مقصود کاں در کنارِ تو نیست

نسیم لطف اُس کی جس طرف گذرتی ہے ایک لمحہ میں پُرعیب کو ہنرور اور ناقص کو کامل کرتی ہے۔ خاک بیچارہ کوہ ودشت میں آوارہ پھرتی ہے۔ ناگاہ خلافت زمین کی اُس کو عنایت ہوتی ہے۔ مقربین ملاء اعلیٰ کہ تسبیح و تقدیس میں سات لاکھ برس سے مشغول ہیں بکمال حیرت عرض کرتے ہیں۔ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ۔ الٰہی ہم مدت سے تیری عبادت کرتے ہیں یہ مایۂ فساد و خونریزی اس کام کی کب لیاقت رکھتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ۔ یعنی تم اُس کے فساد اور خونریزی پر نظر رکھتے ہو اور ہماری رحمت وعنایت کو نہیں دیکھتے۔ ہم اس سے ایک پاک مخلوق پیدا کریں گے اور اس کو تمام عالم سے برگزیدہ فرمائیں گے۔ ع

ہست مارا بسے زعالمِ پاک   رازہائے نہفتہ در دلِ خاک

عمر فاروق جس زمانہ میں بُت پوجتے تھے اُس کے نزدیک امیر المؤمنین تھے۔ اور فضیل بن عیاض جب راہ مارتے تھے اُس کے علم میں راہبر تھے۔ حبیبِ نجار ایک بُت تراش تھے سعادت ازلی نے اُن کی دستگیری فرمائی۔ قوم اُن کو قتل کرتی تھی اور وہ کہتے تھے۔ يَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ۔ جادوگر فرعون کے حضرت موسیٰ سے مقابلہ کرنے آئے ایک جھلک نور توحید کی ان پر چمک گئی بے اختیار پکارنے لگے وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ فرعون کہتا تھا تمہیں سولی دونگا اور تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹوں گا وہ کہتے تھے لَا ضَيْرَ إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ۔ کچھ پرواہ نہیں ہم اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں۔ یہ سولی نہیں وسیلہ حصول مطلوب اور نردبان بام محبوب ہے۔ الغرض جس طرف دریائے رحمت اُس کا جوش مارتا ہے ہزاراں ہزار دفتر معصیت ایک قطرہ سے دُھل جاتے ہیں یکایک رسول قبول یہ مژدۂ جانفزا سُناجاتا ہے اَلْحَبِيبُ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ إِنَّ لِي مَعَكَ كَلَامًا۔ اور برقِ غضب اس کی جس پر گرتی ہے ہزار برس کی اطاعت اور ریاضت کو ایک دم میں جلاکر خاک کرتی ہے معلم ملکوت کو ایک آن میں شیطان اور ملعون کرتی ہے اور بلعم باعور کو ایک لمحہ میں مردود و مقہور۔ اے عزیز جان ہزاروں طالبوں کی اُس کی غیوری سے برباد ہے اور لاکھوں دل سوختہ دریائے لاابالی میں غرق۔ عارف وعالم ندائے إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ سے اپنے کام میں حیران اور پیغمبر و صدیق اس کی بے نیازی سے

شب و روز خائف و ترساں کس کی مجال ہے کہ خلاف اُسکے دم مارے اور اُسکے کام میں چون وچرا زبان پر لاوے لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ اُسکی شان ہے اور غنا رحقیقی اُسکی ذات کو شایاں اگر ایک جہان کو آتش قہر سے جلا کر برباد کرے اصلا گردِ ظلم کی اُسکے دامنِ عدل پر نہ بیٹھے اور جو سب گنہگاروں کو آب رحمت سے دھو کر پاک کر دے اُس کی جباری اور عظمت میں ہرگز نقصان نہ آوے۔ اے عزیز جبکہ صفات اُس کے احاطۂ وہم وخیال سے منزہ بلکہ ادراک عقول سے برتر ہیں تو معرفت اُسکی ذات کی کسے حاصل ہو سکے۔ مصرع۔ قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا۔ ایک عالم اُس کی طلب میں سرگرداں ہے اور ایک جہان اُسکی تلاش میں سراسیمہ وحیران۔ کوئی مشرق ومغرب میں تگاپو کرتا ہے اور کوئی جنوب وشمال میں جستجو مگر دامنِ دولت اُسکا کسی کے ہاتھ نہیں آتا۔ ؎

طالباں چوں حلقہ بردر ماندہ اند　　زانکہ نزدیکت کسے را راہ نیست

موسیٰ علیہ السلام نے جس وقت اَرِنِیْ کہا حکم ہوا لَنْ تَرَانِیْ۔ ایک تجلی اُسکی چمکی اور جمال پروردگار دیکھا مگر پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا۔ ہاں سیدِ انس وجان محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ظرف عالی عنایت ہوا کہ مکہ سے قَابَ قَوْسَیْنِ تک سفر کیا اور جمال پروردگار دیکھا مگر کسی بات میں اصلا فرق نہ ہوا ؎

موسیٰ زہوش رفت بیک پرتوِ صفات　　تو عین ذات می نگری در تبسمی

اے عزیز یہ مقام سید انام کیلئے مخصوص ہے جو بات وزیرِ اعظم کو حاصل ہوتی ہے ہر کسی کو نہیں ملتی اور جو اسرار محبوب پر ظاہر ہوتے ہیں اوروں پر نہیں کھلتے۔ وہ جناب عنقائے قاف قدس ہیں۔ اور شہباز آشیان انس بلبل بوستان وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی طوطیِ شکر خائے سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی شاہین بلند پرواز اناسید ولد آدم عندلیب خوش آواز باغ وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ندیم خلوت کدہٗ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی مقیم عشرت کدہٗ وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی۔ مہمان خوان یطعمنی ویسقین۔ مرید صاحب اخلاص وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ۔ ؎

چابک قدم بسیط افلاک　　والا گہر محیط لولاک
خاکی و براوجِ عرش منزل　　اُمّی وکتاب خانہ در دل

سرورِ بنی آدم۔ روح روانِ عالم۔ انسان عین وجود۔ دلیلِ کعبۂ مقصود۔ کاشفِ سرِ مکنون۔ خازنِ علمِ مخزون۔ اقامت حدود واحکام۔ تعدیل ارکانِ اسلام۔ امام جماعتِ انبیاء۔ مقتدائے زمرۂ اتقیا۔ قاضیِ مسند حکومت۔ مفتی دین وملت۔ قبلۂ اصحابِ صدق وصفا۔ کعبۂ اربابِ حلم وحیا۔ وارثِ علومِ اولین۔ مورث کمالات آخرین۔ مدلول حروف مقطعات۔ منشار فضائل وکمالات۔ منزلِ نصوص قطعیہ۔ صاحب آیت بینہ۔ حجت حق الیقین۔ تفسیر قرآن مبین۔ تصحیح علوم متقدمین۔ سند انبیا رو مرسلین۔ عزیز مصر احسان۔ فخر یوسف کنعان۔ منظرِ حالات مضمرہ۔ مخبر اخبار ماضیہ۔ واقفِ امور مستقبلہ۔ عالمِ احوال کائنہ۔ حافظ حدود شریعت۔ ماحی کفر وبدعت۔ قائد فوج اسلام۔ دافع جیوشِ اصنام۔ نگین خاتم سروری۔ خاتمِ نگین پیغمبری۔ فاتح مغلقاتِ حقیقت۔ سر اسرار طریقت۔ یوسف کنعان جمال۔ سلیمان ایوان جلال۔ منادی طریق رشاد۔ سراجِ اقطار وبلاد۔ اکرم اسلاف۔ اشرف اشراف۔ لسان حجت۔ طرازِ مملکت

نورس گلشن خوبی۔ چمن آرائے باغ محبوبی۔ گل گلستان حسن خوبی۔ لالۂ چمنستان خوبروئی۔ رونق ریاض گلشن۔ آرائشِ نگارستان چمن۔ طرۂ ناصیہ سنبلستان۔ قرۂ دیدۂ گلستان۔ گلدستۂ بہارستانِ جنان۔ رنگ افزائے چہرۂ ارغواں۔ ترطیب دماغ گلروئی۔ طراوتِ جوئبار دل جوئی۔ تراوشِ شبنمِ رحمت۔ توتیائے چشم بصیرت۔ نسرین حدیقہ فردوس بریں۔ رَوح رائحہ رُوح ریاحین۔ چمن خیابان زیبائی۔ بہار افزائے گلستان رعنائی۔ نخل بندِ بہار نو آئین۔ رنگ آمیزِ لالہ زار رنگین۔ رنگ روئے مجلس آرائی۔ رونقِ بزم رنگیں ادائی گلگونہ بخش چہرۂ گلنار۔ نسیم اقبال بہار ازہار۔ نکہت عنبر بیزان گلزار۔ نغمۂ مشکریزان موسم بہار۔ اصل اصول۔ سرابستانِ ملکوت۔ بیخ فروغ نخلستان ناسوت۔ شہسوار مضمار لاہوت۔ فارس میدان جبروت۔ قمری سرو یکتائی۔ تدرو باغ دانائی۔ شاہباز آشیان قربت۔ طاؤس مرغزار جنت۔ شگوفۂ شجرۂ محبوبیت۔ ثمرۂ سدرۂ مقبولیت۔ نوبادۂ گلزار ابراہیم۔ نورس بہار جنت نعیم۔ اعجوبۂ صنعتکدۂ بوقلموں۔ زینتِ کارگاہِ گوناگوں۔ لعلِ آبدار بدخشان رنگینی۔ دریتیم گوش مہ جبینی۔ جگر گوشۂ کان کرم۔ دستگیر درماندگانِ امم۔ یاقوت نسخۂ امکان۔ روحِ روان عقیق و مرجان۔ خزانۂ زواہر ازلیہ۔ گنجینۂ جواہر قدسیہ۔ گوہر محیط احسان۔ ابر گہر بار نیساں۔ لؤلؤ بحرِ سخاوت و عطا۔ گہر دریائے مروت وحیا۔ مشکبار صحرائے ختن۔ گلریز دامن گلشن۔ غالیہ سائے مشام جان۔ عطر آمیز دماغ قدسیان۔ جوہر اعراض وجواہر۔ منشاء اصناف زواہر۔ مخزن اجناس عالیہ۔ معدنِ خصائص کاملہ۔ مقوم نوع انساں۔ ربیع فصل دوراں۔ مکمل انواع سافلہ۔ مربی نفوس فاضلہ۔ اختر برج دلبری۔ خورشید سمار سروری۔ آبروئے چشمۂ خورشید۔ چہرہ افروز ہلالِ عید۔ ہلال عید شادمانی۔ بہار باغ کامرانی۔ صفائے سینۂ نیر اعظم۔ نور دیدہ ابراہیم وآدم۔ زیب نجم گلستاں۔ گل ماہتاب باغ آسماں۔ مُشرق دائرۂ تنویر۔ مَشرقِ آفتاب منیر۔ شمس چرخ استوار۔ چراغ دودمان انجلاء۔ مجلیٔ نگارخانۂ کونین۔ سیارۂ فضائے قاب قوسین۔ زہرۂ جبین انوار۔ غرہ جبہۂ اسرار۔ عقدہ کشائے عقد ثریا۔ ضیائے دیدۂ ید بیضاء۔ نور نگاہ شہود۔ مقبول رب ودود۔ بیاض روئے سحر۔ طراز فلک قمر۔ جلوۂ انوار ہدایت۔ لمعان شموس سعادت۔ نور مردمک انسانیت۔ بہائے چشم نورانیت۔ شمع شبستان ماہ منور۔ قندیل فلک مہر انور۔ مطلع انوار ناہید۔ تجلی برق وخورشید۔ آئینۂ جمال خوبروئی۔ برق سحاب دلجوئی۔ مشعل خورتاب لامکاں۔ تربیع ماہ تاب درخشاں۔ سہیل فلک ثوابت۔ اعتدال امزجۂ بسائط۔ مرکز دائرۂ زمین وآسماں۔ محیط کرۂ فعلیت وامکاں۔ مربع نشین مسندِ اکتائی۔ زاویہ گزین گوشۂ تنہائی۔ مسند آرائے ربع مسکوں۔ رونق مثلثات گردوں۔ معدن نہار سخاوت۔ منطقۂ بروج سعادت۔ اوج محدب افلاک۔ رونق حضیض خاک۔ اسد میدان شجاعت۔ اعتدال میزان عدالت۔ سطح خطوط استقامت۔ حاوی سطوح کرامت۔ طبیب بیماران ضلالت۔ نباض محمومان شقاوت۔ علاج طبائع مختلفہ۔ دافع امراض متضادہ جوارش مریضان محبت۔ معجون ضعیفان امت۔ قوت دلہائے ناتواں۔ آرام جان ہائے مشتاقاں۔

تفریح قلوب پژمردہ۔ دوائے دلہائے افسردہ۔ مقدمۂ قیاس معرفت۔ ممہد قواعد محبت۔ عقل اول سلسلۂ عقول مبدء ضوابط فروع و اصول۔ نتیجۂ استقرائے مبادی عالیہ۔ خلاصۂ مدارک ظاہرہ و باطنہ۔ رابطۂ علت و معلول۔ واسطۂ جاعل و مجعول۔ مدرک نتائج محسوسات۔ مہبط اسرار مجردات۔ جامع لطائف ذہنیہ۔ مجمع انوار خارجیہ۔ حقیقت حقائق کلیہ۔ واقف اسرار جزئیہ۔ مبطل مزخرفات فلاسفہ۔ مثبت براہین قاطعہ۔ اوسط طرفین امکان و وجوب۔ واسطۂ ربط طالب و مطلوب۔ معلم دبستان تفرید۔ مدرس مدرسہ تجرید۔ سالک مسالک طریقت۔ دانائے رموز حقیقت۔ اثبات وحدت مطلقہ۔ برہان احدیت مجردہ۔ خزینۂ اسرارِ الٰہیہ۔ گنجینۂ انوار قدسیہ۔ تصفیۂ قلوب کاملہ۔ تزکیۂ نفوس فاضلہ۔ سر دفتر دیوان ازل۔ خاتم صحف ملل۔ تخم مزرع حسنات۔ ترغیب اہلِ سعادات۔ جمع محاسن فتوت۔ کفایت حوائج خلقت۔ ہادی سبیل رشاد۔ استیعاب قواعد سداد۔ شیرازہ مجموعہ فصاحت۔ بہجت حدائق بلاغت۔ سراج وہاج ہدایت۔ نسخۂ کیمیائے سعادت۔ تکمیل دلائل نبوت۔ صحیفۂ احوال آخرت۔ منبع منتہی الارب۔ لب اصول ادب۔ بیاض زواہر جواہر۔ تمہید نوادر بصائر۔ مقتدائے صغیر و کبیر۔ مفتاح فتح قدیر۔ میزبان نزل ابرار۔ مفید مستفیدان اسرار۔ قلزم درر قلائد۔ درج جواہر عقائد۔ تیسیر اصول تاسیس۔ روضۂ گلستان تقدیس۔ احیائے علوم و کمالات۔ مطلع اشعۂ لمعات۔ مقدمہ طبقات بنی آدم۔ رہنمائے دین محکم و مسلم۔ تشریح حجت بالغہ۔ تصریح واقعات ماضیہ۔ تقریر قصص انبیاء۔ تحریر معارف اصفیاء۔ دلیل مناسک ملت۔ منتقی ارباب بصیرت۔ وسیلۂ امداد فتاح۔ سبب نزہت ارواح۔ خازن کنز دقائق۔ درمختار بحر رائق۔ ذخیرہ جواہر تفسیر۔ مشکوٰۃ مفاتیح تیسیر۔ جامع اصول غرائب معالم۔ مصدر صحاح بخاری و مسلم۔ منظور مدارک عالیہ۔ مختار عقول کاملہ۔ ملتقط کتاب تکوین۔ نہایت مطالب مومنین۔ انسان عیون ایمان۔ قرۃ عینین انسان۔ منبع شریعت و حکم۔ مجمع بحرین حدوث و قدم۔ خلاصۂ مآرب سالکین۔ انتہاء منہاج عارفین۔ شرف ائمۂ دین۔ تنزیہ شریعت متین۔ زیور غرائب تدقیق۔ تلخیص عجائب تحقیق۔ ناقد نقد تنزیل۔ ناسخ توریت و انجیل۔ حافظ مفتاح سعادت۔ کشف غطاء جہالت۔ واقفِ خزائن اسرار۔ کاشفِ بدائع افکار۔ عالم علوم حقائق۔ جذب قلوب خلائق۔ زیب مجالس ابرار۔ نور عیون اخیار۔ تہذیب لطائف علمیہ۔ تجرید مقاصد حسنہ۔ بیاض الانوار مصابیح۔ توضیح ضیاء تلویح۔ حاوی علوم سابقین۔ قانون شفاء لاحقین۔ معدن عجائب و غرائب۔ مدار مکارم و مناقب۔ نقش فصوص حکمیہ۔ منتخب جواہر مضیئہ۔ عین علم و ایقان۔ حصن حصین امتنان۔ تبیین متشابہات قرآنیہ۔ غایت بیان اشارات فرقانیہ۔ تنقیح دلائل کافیہ۔ تصحیح براہین شافیہ۔ زبدۂ اہل تطہیر۔ ملجاء صغیر و کبیر۔ غواص بحار عرفان۔ زبدہ ارباب احسان۔ مرقات معارج حقیقت۔ سلم مدارج معرفت۔ موضح صراطِ مستقیم نجات۔ اقصی معراج اصحاب کمالات قوت قلوب ممکنات۔ صفاء ینابیع طہارات۔ وقایہ احکام الٰہیہ۔ افق مبین انوارِ شمسیہ۔ دستور قضاۃ و حکام۔ ایضاح تیسیر احکام۔ نور الانوار مطالع۔ تنویر منار طوالع۔ کمال بدور سافرہ۔ طلعت بوارق متجلیہ۔

مورد فتح باری ۔ تابش نور سراجی ۔ بحر جواہر درایت ۔ طغرائی منشور رسالت ۔ عدیم اشباہ و نظائر ۔ امین کنوز و ذخائر ۔ ملخص مضمرات عوارف ۔ شرح بسوط معارف ۔ سراج شعب ایمان ۔ برزخ وجوب وامکان دِرِ تاج افاضل ۔ ملتقیٰ بحر فضائل ۔ ناطق فصل خطاب ۔ میزان نصاب احتساب ۔ منشار فیض وافی ۔ مبدء علم کافی ۔ تبییض دُرِ مکنون ۔ موجب سرور محزون ۔ صراح برہانِ قاطع ۔ نقایہ دلیل ساطع ۔ رافع لوا ہدیٰ ۔ حکمت بالغہ خدا ۔ ضوء مصباح عنایت ۔ معطی زاد آخرت ۔ عمدہ فتوحات رحمانیہ ۔ مخزن مواہب لدنیہ ۔ نتیجہ دلائل خیرات ۔ لمعان مطالع مسرات ۔ قاموس محیط اتقان ۔ بلاغ مبین فرقان ۔ نہر خیابان توحید ۔ نور عین خورشید شمس بازغہ مشارق انوار ۔ رونق ربیع بستان ابرار ۔ شناور قلزم ملاحت ۔ آبیار جوئے لطافت ۔ تراوش ابر سیرابی ۔ ابر بہار شادابی ۔ سحاب دُر افشان سخاوت ۔ نیسان گہربار عنایت ۔ کوثر عرصۂ قیامت سلسبیل باغِ جنت ۔ آب حیاتِ رحمت ۔ ساحل نجاتِ اُمت ۔ روح چشمۂ حیوان ۔ آشنائے دریائے عرفان ۔ ؎

محمد شاہدِ دیں جانِ ایماں ۔۔۔ محمد رحمتِ حق لطفِ یزداں
بہارِ ہشت جنت رنگ و بویش ۔۔۔ بہشتِ نہ فلک خاکِ ز کویش
ابد از ہستیٔ او آفریدہ ۔۔۔ عدم را سایۂ او نور دیدہ

اَللّٰھُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ ۔ رَبَّ الْاَرْوَاحِ وَالْمَلَائِكَةِ ۔ بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ عٰلِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ غَافِرَ الذَّنْبِ وَقَابِلَ التَّوْبِ ۔ شَدِیْدَ الْقُوَّةِ وَالْحَوْلِ ۔ وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ وَبَاسِطَ الرِّزْقِ ۔ عَظِیْمَ الْفَضْلِ ذَا الطَّوْلِ ۔ لَا اِلٰهَ غَیْرُكَ ۔ وَلَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُكَ ۔ الائك متوالية خارجة عن حد البيان ۔ ونعمائك متكاثرة زائدة من عد الانسان ۔ انوار حكمتك الباهرة زاهرة من المصنوعات ۔ وآثار سلطنتك القاهرة ظاهرة من المقدورات ۔ تخشع من خشيتك قلوب الانبياء والمرسلين ۔ وتقشعر من رهبتك جلود الاصفياء والمخلصين ۔ يخضع دون سرادقات عزتك جباه العظماء ولا يحوم حول خيام عظمتك اذهان الفضلاء ۔ العالم كله ناطق بآيات وجوبك والخلق باسره مستغرق في بحار جودك ۔ ظهر كمال صفاتك فوق ظهور الاشياء ۔ وبطن كنه ذاتك عن معرفة الاولياء ۔ تقدست ذاتك العظمى عن الاشباه والامثال ۔ وتنزهت صفاتك العليا عن الحدوث والزوال ۔ طمس نورك ابصار العارفين ۔ وازاح كبريائك افكار العالمين ۔ عقد قدرتك لا تنحل بانامل الانظار ۔ وعجائب صنعتك لا تتصل الى كنهها الافكار ۔ خلقتنا فكيف يجد المخلوق الى اكتناه الخالق سبيلا وجعلتنا فانى يكون المجعول على ادراك الجاعل دليلا ۔ قصرت الفهوم عن وصف كمالك ۔ وارتعدت العقول بملاحظة جلالك ۔ تعالى شانك العظيم ۔ وارتفع سلطانك القديم ۔ ربنا انك فائض الجود وغاية المقصود ۔ الموجود قبل كل موجود ۔ والباقي بعد كل محدود ۔ لك الحقيقة حقا وما سواك المجاز ۔ ومنك البداية يقينا واليك المجاز لا احصى ثناء ذاتك وصفاتك ۔ ولنعم

قال عبد من عبادك ـ ؎

وانی لا استطیع کنہ صفاتہ　　　ولو انّ اعضای جمیعا تکلم

فحمد الک علی ما شرحت صدورنا بانوار الھدایۃ ووضعت عنا اوزار الضلالۃ وارسلت الینا رسولک بالھدیٰ ودین الحق لتظھرہ علی الدین کلہ ولوکرہ المشرکون۔ واعددت لنا ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولمثل ھذا فلیعمل العاملون۔ واتممت النعمۃ علینا بفضلک العمیم حیث یسرت الوصول الی طریقک المستقیم۔ لک المجد والبقاء۔ ومنک الجود والعطاء۔ لا مانع لحکمک ولا رادّ لفضلک۔ نواصی المقاصد الیک۔ وأزمۃ المطالب بیدک۔ فأسئلک اللّٰھُمّ ان تجعل شرائف صلوٰتک۔ ونوامی برکاتک علی محمد خاتم الانبیاء۔ وامام الاتقیاء۔ وصفوۃ الانام واکرم الکرام۔ ورحمۃ للعالمین۔ وشفیع المذنبین۔ وسید النبیین۔ حبیب رب العالمین۔ بشیر للمطیعین۔ ونذیر للمفسدین۔ نبی الحکم والحکمۃ۔ وسراج العلم والھدایۃ۔ بحر الانوار۔ معدن الاسرار۔ شارع الشریعۃ البیضاء۔ بارع الرسل والانبیاء۔ راکب النجیب والبراق۔ صاحب العوالم والآفاق۔ نور حدقۃ الرتبۃ العلیاء ونور حدیقۃ الشفاعۃ الکبریٰ۔ انسان عین الآدم عین اعیان العالم۔ قطب سماء العنایہ۔ بدر فلک الکرامۃ۔ ناشر الخیر والاحسان۔ ماحی الکفر والطغیان۔ باسط مھاد العدل والانصاف۔ ھادم اساس الجور والاعتساف۔ خیر من تکلم بفصل الخطاب۔ افضل من نطق بالصدق والصواب۔ عز العرب والعجم۔ خطیب الانبیاء والامم۔ شمس الفلاح والھدیٰ۔ صاحب المقام الاعلیٰ۔ مشید قصر الھدایۃ۔ ممھد قواعد السیاسۃ افضل البشر علی الاطلاق۔ اکرم الخلق علی اللہ الخلّاق۔ امین اللہ علی الارض۔ شافع الخلق یوم العرض عروۃ اللہ الوثقیٰ۔ نور اللہ الذی لا یطفیٰ۔ مفتاح خزائن الرحمۃ۔ شھید اللہ یوم القیامۃ۔ کنز الفضل والکرم والجود۔ شفیع الناس فی الیوم الموعود۔ سید الثقلین۔ امام القبلتین۔ دلیل الخیرات۔ صفوح عن الزلات۔ معدن الکمالات۔ مصحح الحسنات۔ مصباح الدجیٰ۔ مفتاح الدّریٰ۔ شمس الضحیٰ خیر الوریٰ۔ اشرف بنی عدنان۔ حبیب اللہ المنان۔ قدوۃ اصحاب الوحی والتنزیل۔ دامغ جیشات الشرک والاباطیل۔ رفیع المقام۔ واجب الاحترام۔ اکمل الموجودات۔ اجمل المخلوقات۔ رسول الراحۃ والرحمۃ۔ صاحب الوسیلۃ والفضیلۃ۔ کرمہ عمیم۔ فضلہ جسیم۔ ذاتہ علویۃ ودولتہ سرمدیۃ۔ صفاتہ سنیۃ۔ سجایاہ مرضیۃ۔ لونہ ملیح۔ وجھہ صبیح۔ لسانہ فصیح۔ برھانہ صحیح۔ علمہ وسیع۔ قدرہ رفیع۔ قلبہ سلیم۔ شانہ عظیم۔ ایاتہ باھرۃ۔ معجزاتہ متواترۃ۔ خصائلہ محمودۃ۔ شفاعتہ مقبولۃ۔ حجتہ ساطعۃ۔ حکمتہ بالغۃ۔ نسبہ ابراھیمی۔ حسبہ اسمٰعیلی اصلہ آدمی۔ فرعہ علوی۔ الطافہ کریمۃ۔ افعالہ جمیلۃ۔ اخلاقہ حمیدۃ۔ اوصافہ جلیلۃ۔ دینہ

خیرالادیان۔ ذھنہ عمدۃ الاذھان۔ جبرئیل ومیکائیل وزیراہ۔ ابوبکروعمرصاحباہ۔ الغلمان عبیدہ والحورجواریہ۔ الجنان قصورہ والملائکہ حواریہ۔ ھوالموصوف بالکرامۃ والمخصوص بالسیادۃ۔ المتصف بالصفات الکاملۃ۔ الممدوح بالاخلاق الفاضلۃ۔ المبعوث من اکرم القبائل۔ المبعوث باعلی الشمائل۔ المنصور بجنود الملائک۔ الثابت فی المغازی و المعارک۔ المتکلم بجوامع الکلم۔ المتمم للحکم بالطریق الاتم۔ المحمد فی الکلام القدیم۔ الموفق بالخلق العظیم۔ المتقدس عن شوائب النقص والدناأات۔ المؤید بساطع الحجج وواضح البینات۔ الحافظ لعھد المعھود۔ المستوفز فی مرضاۃ اللہ الودود۔ الحریص علی المسلمین الرؤف الرحیم بالمؤمنین۔ القایم بالعدل والحق۔ والمامور بالتیسیر والرفق۔ الواعی لوحی اللہ المنان۔ الداعی الی الرحیم الرحمٰن۔ الفائز بالمطالب اللطیفۃ۔ المخلص فی المواھب الشریفۃ الھادی باقرب الطریق الی النجات۔ الشاھد للرسل بتبلیغ الرسالات۔ الطاھر المطھر الطیب المطیب۔ النجم الثاقب الرسول المقرب۔ الامام الاصیل۔ السید النبیل۔ الرسول الکریم۔ النبی الفخیم۔ المصطفٰی والمجتبیٰ۔ لولاہ لم تخلق الدنیا۔ قرنت البرکۃ بذاتہ الکریمۃ واشرقت الانفس بانوارہ المضیۃ۔ ظھرت عند ولادتہ واقعات عظیمۃ۔ ووقعت لیلۃ میلادہ ارھاصات عجیبۃ۔ الملائکۃ بہ حفّت۔ والھواتف بذکرہ ھتفت۔ الاصنام علی الوجوہ خرت۔ قصور کسریٰ من ھیبتہ انکسرت۔ استنارت بضوءہ ارض الحرم حضرت مولدہ آسیۃ ومریم۔ تباشرت بہ الحور فی الجنۃ واھتز العرش المعلیٰ۔ خمدت النیران الفارسیۃ وحرست سماء الدنیا۔ حبست المردۃ بسلاسل النار۔ قمعت رؤس الکھنۃ بمقامع الخسار۔ ھوالذی اطمس غیاھب الطغیان بنورہ۔ واضاء مطالع الاکوان بظھورہ افاض رحمۃ علی العالمین فوقاھا۔ نھض باعباء الرسالۃ فاداھا۔ لامثل لہ فی العلی ولہ المثل الاعلی۔ این للشمس ید کالسحاب الماطر۔ وانّی للسحاب وجہ کالنیر الاکبر۔ واین للقمر کف کالبحر الزاخر۔ وانّی للبحر نور کالبدر الانور۔ فسبحان من صورہ فلحسنہ تصویرا وما خلق لہ فی العالمین نذیرا ؎ یاعاشقین تولموا فی وجھہ۔ ھذا ھوالحسن الجمیل المفرد۔ لم یات فی اولاد آدم مثلہ۔ فیما مضی ھذ احدیث مسند۔ صلوا علیہ بکورۃ وعشیۃ۔ الف الصلوٰۃ مع السلام وزیدوا۔ ارسلہ اللہ تعالیٰ مبشر المؤمنین بان لھم من اللہ فضلا کبیرا۔ وانزل علیہ الفرقان فیہ تبیان لکل شیئ لیکون للعالمین نظیرا۔ اسریٰ بہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ۔ واطلعہ علی ملکوت السمٰوات والارض لیری من آیات ربہ الکبریٰ اتم بہ مکارم الاخلاق ومحاسن الافعال۔ وقدسہ عن النقائص والشرور فی الاحوال والاعمال

اکمل بہ بنیان الرسالۃ۔ وانقذنا بہ من الطغیان والضلالۃ۔ غفر بشفاعتہ ذنوب عبادہ۔ وکشف بطلعتہ کروب عبّادہ۔ اظہر بہ علی العالمین عجائب الاوامر والاحکام۔ وامطر بہ علی العالمین سحائب الافضال والانعام۔ شید بہ قصر الارشاد بعدما شرف علی الانہدام۔ وبین بہ سبیل الرشاد عند تراکم الظلم وشدۃ العقام۔ ختم بہ دیوان النبوۃ والتبلیغ۔ واحکم بہ ارکان العطاء والتسویغ۔ کرّمہ باقسام الکرامات۔ وخصصہ بانواع السعادات۔ اودعہ فی اصلاب الشراف۔ واخرجہ من البطون الظراف۔ ؎ لہ النسب العالی فلیس کمثلہ ؛ حسیب نسیب منعم متکرم ؛ اقدمہ فی کل خیر لانہ ؛ اذا کان مدح فالنسیب مقدم۔ ہو النور المبین۔ والقوی المتین۔ سند جمیع الانبیاء والمرسلین۔ الذی کان نبیا وآدم بین الماء والطین۔ اظل علیہ سحاب الرحمۃ۔ ومال الیہ ظل الشجرۃ۔ بہ خبت نار الکفر والطغیان۔ ومنہ فاحت روائح العنایۃ والاحسان۔ عمت بافاضۃ بہ آثار العدالۃ۔ ولاحت من غرتہ انوار السعادۃ۔ قلع اصل الکفر والعناد۔ وقطع راس الشرک والفساد۔ القلوب بانوارہ الساطعۃ اشرقت والکروب بافضالہ الشاملۃ کشفت۔ العوالم بطیب ذکرہ تعطّرت۔ والرسالۃ بنسبتہا الیہ باہت۔ بساط قربہ مبسوط فی حضرۃ العزۃ۔ ولواء عزتہ مرفوعۃ الی السماء السابعۃ۔ اذ ازہرت بوجودہ ریاض العرفان۔ واترعت من جودہ حیاض الایمان جلیت الی جناب رفعتہ الکمالات الابدیۃ۔ ووجہت تلقاء مدین دولتہ العنایات الازلیۃ۔ عنایاتہ مصروفۃ نحو شفاعۃ الخاطیہ۔ وخزاین دولتہ مفتوحۃ لانجاح حاجۃ المساکین وجوہ الآمال مستقبلۃ الی جنابہ المقدس۔ ومحاسن الافعال مجتمعۃ فی حضرتہ الاقدس۔ اول مدارج عروجہ آخر مقامات النبیین۔ وآخر معارج ترقیہ خارج عن طوق المرسلین۔ عرج الی سدرۃ المنتہی ثم دنی۔ فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی ؎ بکمالہ فی الاوج بدر کامل ؛ بحر محیط زاخر بنوالہ۔ عجزت العقل عن ادراک اسرارہ۔ واستنارت الشمس من ضیاء انوارہ۔ الاتباع بسنتہ افضل الوسائل الی الفوز بالدرجات۔ والاتصاف بمحبتہ اجل ذخائر الکمالات والسعادات۔ ملاء بحار القلوب بمیاہ العلم والہدی تتلاطم امولجا۔ ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا۔ ؎ ملاء الخلاء بخیرہ ؛ خرق السماء بسیرہ ؛ ما ساغ ذاک لغیرہ ؛ صلوا علیہ وسلموا۔ الشمس یتنور من نیر جمالہ۔ والقمر یقتبس من بریق کمالہ۔ صحف الانبیاء مشتملۃ علی آیات جلالہ۔ وآیات الجلال مقترنۃ برایات اقبالہ۔ ؎ بلغ العلی بکمالہ ؛ کشف الدجی بجمالہ ؛ حسنت جمیع خصالہ ؛ صلوا علیہ وآلہ ؛ ؎ خسف القمر بجمالہ ؛ عجز البشر بکمالہ ؛ نطق الحجر بجلالہ ؛ صلوا علیہ وسلموا ؛

قد جرت القضاء وفق رأيه الصائب۔ واسطعت الافاق بعد له الثاقب۔ روحه المعلى مرجع الافاق۔ ونفسه العليا منبع الاخلاق۔ اذنه اذن خير لكم۔ ويده يد الله فوق ايديهم۔ وجهه كالنهار اذا تجلى۔ وشعره كالليل اذا يغشى۔ مدح صدره الم نشرح لك صدرك۔ ووصف ذكره ورفعنا لك ذكرك۔ نزل فى حيوته لعمرك۔ وورد فى قلبه لنثبت به فوادك۔ ظهره متكئ على الارائك۔ وراسه مبدء المشاعر والمدارك۔ البحر الزاخر سائل من كفه كالاكف من بحر الزاخر۔ والنير الاكبر ناظر الى عينه كالعين الى النير الاكبر۔ يتلالأ سنا وجهه تلالا ألبد والانوار۔ وتضوح روح حديه فيحان الورد الاحمر عرق خده اطيب من المسك والعنبر۔ وجلد كفه الين من حرير الجنه۔ تعطرت النسيم من عرق جسده الشريف۔ وطابت الارواح بشميم جسمه اللطيف يقول ناعته لم ار قبله ولا بعده مثله ولا احد يراه۔ اقسم الرب بتراب مولده واضاف اليه ارض مسكنه هو الذى اضاء العالم بشمس هدايته بعد ما كان فى ظلمة شقاه۔ خلفائه مصابيح مجالس الهدى ونجوم الشرع واليقين۔ واصحابه مفاتيح خزائن الانس وهداة مراسم الدين۔ اهل بيته محفوظون من رجس العصيان۔ واولياء امته متطهرون من دنس الطغيان۔ صلى الله عليه وعليهم اجمعين۔ وجعلنا بالصلوٰة عليهم من الفائزين۔

واقفانِ علوم دینیہ اور ماہرانِ فنون ادبیہ پر ظاہر ہے کہ کلام الٰہی باوجود قلتِ الفاظ و مبانی اس قدر مطالب و معانی پر مشتمل ہے کہ احاطہ ان کا امکان بشر سے باہر ہے ؎ وکل العلم فی القرآن لکن ۞ تقاصر عنہ افہام الرجال

؎ صد سال می تواں سخن از زلفِ یار گفت ۔۔۔ در بند آں مباش کہ مضموں نماندہ است

معالم التنزیل میں ابن مسعود سے منقول ہے کہ قرآن خدا کا خوان ہے علم حاصل کرو اُس کے خوان سے جس قدر قدرت رکھتے ہو بے شک یہ قرآن خدا کی رسی ہے اور نور روشن اور شفا نافع اور عصمت اپنے متمسک اور نجات اپنے پیرو کے لئے ٹیڑھا نہیں ہوتا کہ راضی کیا جاوے اور کج نہیں ہوتا کہ سیدھا کیا جاوے عجائب اُس کے تمام نہیں ہوتے اور پرانا نہیں ہوتا کثرت استعمال سے اُس کی تلاوت کرو خدا تعالیٰ اُس کی تلاوت پر ہر حرف کے بدلے تم کو دس نیکی عنایت فرمائے گا۔ اے عزیز قرآن رہبر سالکان ہے۔ یَهْدِیْۤ اِلَی الرُّشْدِ اور مرہم زخم طالبان وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ آفتاب قرآن آسمانِ دل پر طالع ہے۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اور سینہ کوہ قاف اُس کے ہیبت و جلال سے خاشع لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ۝ اے عزیز قرآن تمام مقاصد کو متضمن اور دین دنیا کے مطالب میں کافی ہے۔ اَوَ لَمْ یَكْفِهِمْ اَنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ یُتْلٰى عَلَیْهِمْ اِنَّ فِیْ

ذٰلِکَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ہ کیا خوب کہا ہے کسی نے کہ قرآن کی ابتدا با بسم اللہ سے اور انتہا سین والناس پر ہے یعنی قرآن بس ہے باقی ہوس ۔ بیضاوی آیۃ کریمہ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ ۔ آہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت سب آیاتِ قرآن سے جامع تر ہے ۔عثمان بن مظعون اسی آیت کو سن کر ایمان لائے ۔ اگر قرآن میں صرف یہی آیت ہوتی تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ہ اُس پر صادق آتا ہے ۔ اے عزیز قرآن ایک بحرِ بے پایاں اور دریا بے ساحل ہے اور تمام علوم اور امور کو شامل طریقت اور شریعت اس دریاے عظیم کی نہریں ہیں اور حقیقت ومعرفت اس بحرِ ذخّار کی لہریں اگر تمام عالم اُس کے عجائب وغرائب ذکر کرے لاکھ حصّہ میں سے ایک حصہ بیان نہ کرسکے وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ہ اور جو جن وانس جمع ہو کر اس کے معانی اور مضامین میں فکر کریں ایک آیت کی تفصیل پر کما حقہ مطلع نہ ہوں قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ہ مگر بحکم مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ اس میں بقدر امکان فکر کرنا اور جس قدر ہو سکے اُس کے معانی اور مضامین مسلمان بھائیوں کے لئے ذکر کرنا دلیل سعادت ہے اور موجبِ فلاح دنیا و آخرت لہٰذا فقیر حقیر سراپا تقصیر قلیل البضاعت کثیر المعصیت جفا کار ذلیل وخوار روسیاہ آلودہ گناہ ۔ احوج الخلق الی اللہ الغنی محمد نقی علی بریلوی عاملہ اللہ تعالیٰ بلطفہ الوفی وحفظہ من شر کل غبی وغوی چند اوراق سورۂ الم نشرح کی تفسیر میں لکھتا ہے اور اس مختصر کا نام الکلام الاوضح فی تفسیر الم نشرح رکھتا ہے ۔ ہر چند یہ بے مایہ اس جرأت وجسارت کی قابلیت نہیں رکھتا مگر پروردگار کا فضل بے علت استعداد و قابلیت پر موقوف نہیں ہے

شوئندہ چو فضل تست الوات مرا　　　　آلودہ بتحقیق بہ از پاک بود

اے عزیز دل قوی رکھ کہ مدار کار احسان وعنایت پر ہے نہ استعداد و قابلیت پر ایک قوم کو کہ مشتِ خاک سے ارذل مخلوقات ہی پیدا کرتے ہیں اور بے سابقہ طاعت اور بلا واسطہ خدمت تمام عالم سے برگزیدہ فرماتے ہیں ۔ نظم

مشواے عاصی بے چارہ نومید　　　　کہ چوں پیدا شود اشراق خورشید
اگر اُفتد بقصر پادشاہی　　　　ہم اُفتد نیز بر کنج گدائی

بلکہ افتادگی اور بے مایگی موجب مزید عنایت ہے ہے

کسے کو برہنہ اُفتاد در راہ　　　　درو بہ تابد آں خورشید ہر گاہ

تنبیہ :۔ اس تالیف سے افہام عوام مقصود ہے نہ اظہار فضل وکمال اس لئے اکثر مقام پر نقل عبارت عربی اور ترجمہ لفظی اور اسناد روایات اور رنگینی عبارات اور تقریرات مشکلہ اور مضامین مغلقہ اور سجع اور

ترصیع ترک کرکے سہل سہل باتیں جن کو ہر شخص بے تکلف سمجھ لے زبان اُردو میں لکھی جاتی ہیں اور بعض قصص وحکایات واخبار وروایات کتب صوفیہ اور ان کے مکتوبات اور ملفوظات سے کہ مخالف شرع اور محکوم بضعف ووضع نہیں تیمنًا وتبرکًا نقل کئے جاتے ہیں اور بہت جگہ بنظر اختصار اُس شخص یا اُس کتاب کے نام سے جس کی روایت یا عبارت سے کوئی مضمون نقل یا استنباط کیا گیا ایک یا دو حرف اختیار کئے جاتے ہیں اور مضمون سے پہلے لکھے جاتے ہیں۔

ف :۔ فرقان مجید۔ م :۔ محمد بن اسمٰعیل۔ س :۔ مسلم بن حجاج نیشاپوری۔ ت :۔ ابو عیسیٰ ترمذی۔ د :۔ ابو داؤد۔ ر :۔ ابو عبدالرحمٰن نسائی۔ ط :۔ مؤطائے امام مالک۔ جہ :۔ ابو عبداللہ محمد بن ماجہ قزوینی۔ ی :۔ ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن فضل تمیمی دارمی سمرقندی۔ نی :۔ طبرانی۔ قط :۔ دارقطنی۔ ک :۔ حاکم۔ ع :۔ غزالی۔ ق :۔ بیہقی۔ ین :۔ زرین۔ بل :۔ امام احمد بن محمد بن حنبل۔ ح :۔ ابن حبان۔ مخ :۔ مختارہ ضیاء مقدسی۔ ن :۔ ابو نعیم۔ ب :۔ محی السنۃ بغوی۔ و :۔ نووی۔ ص :۔ صحیح ابن خزیمہ۔ می ی :۔ مسند الفردوس دیلمی۔ نہ :۔ ابن عوانہ۔ مع :۔ جمع الجوامع سیوطی۔ خط :۔ خطیب بغدادی۔ عس :۔ ابن عساکر۔ عب :۔ عبدالرزاق۔ مل :۔ کامل ابن عدی۔ کش :۔ بدرالدین زرکشی۔ ما :۔ مؤطائے امام محمد۔ ز :۔ بزاز۔ سخ :۔ حافظ سخاوی۔ ع :۔ تفسیر عزیزی۔ ض :۔ بیضاوی۔ فر :۔ شرح سفر السعادۃ۔ مش :۔ مشکوٰۃ المصابیح۔ عص :۔ جامع الاصول۔ مد :۔ مدارج النبوۃ۔ مو :۔ مواہب لدنیہ۔ ضہ :۔ روضۃ الاحباب۔ فا :۔ شفاء قاضی عیاض۔ جو :۔ ابن جوزی۔ عل :۔ عین العلم۔ مط :۔ مطالع المسرات۔ شخ :۔ ابو الشیخ۔ حق :۔ ابن اسحٰق۔ تو :۔ توراۃ۔ ان :۔ انجیل۔ بو :۔ زبور۔ عہ :۔ رد البدعۃ۔ حس :۔ مزرع الحسنات۔ یع :۔ ابو یعلیٰ۔ حت :۔ حکیم ترمذی۔ حص :۔ حصن حصین۔ مر :۔ ابن مردویہ۔ سف :۔ سفر السعادۃ۔ ضو :۔ درمنضود۔ ل :۔ ابن بشکوال۔ صم :۔ ابن ابی عاصم۔ سم :۔ اسمٰعیل قاضی۔ غب :۔ ترغیب اہل السعادات۔ کف :۔ کفایہ۔ ہد :۔ ہدایہ۔ خت :۔ درمختار۔ خی :۔ ذخیرہ۔ تن :۔ مدارک التنزیل۔ تا :۔ مختار۔ لق :۔ ملتقط۔ حب :۔ مجمع البحرین۔ بد :۔ بدایع۔ قا :۔ قاضی خاں۔ لب :۔ مطالب المؤمنین۔ عد :۔ معدن۔ حا :۔ بحار۔ حر :۔ بحر الرائق۔ چ :۔ چلپی۔ ضم :۔ مضمرات۔ شب :۔ اشباہ۔ نہم :۔ نہر الفائق۔ حف :۔ تحفہ محمدیہ۔ اش :۔ مکتوبات شرف الدین یحییٰ منیری۔ مس :۔ مکتوبات مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی۔ شم :۔ شرح منیۃ المصلی لابن امیر الحاج۔ شا :۔ شرح فقہ اکبر للعلی القاری۔ حط :۔ محیط۔ قت :۔ مرقات۔

ناظرین کرام با انصاف سے اُمید ہے کہ بحکم لا تنظروا الیٰ من قال وانظروا الیٰ ما قال متکلم عاجز کی بے مایگی پر نظر نہ فرمائیں بلکہ کلام کو دیکھیں کہ ماخذ اُس کا قرآن وحدیث واقوال صحابہ وتابعین وائمہ وعلماء راسخین ومشایخ طریقت ومجتہدین اُمت ہیں اور جو لطائف اپنے ذہن سے لکھے ہیں وہ بھی اصول شرع اور طریقۂ سلف

سے خلاف نہیں مع ہذا اگر اس سراپا غلط سے کسی جگہ غلطی ہوگئی ہو بنا دیں لیکن زبان طعن و تشنیع کے ساتھ نہ کھولیں کہ معترف بقصور پر طعن و تشنیع کام بزرگوں کا نہیں۔ واسأل اللہ ان یجنبنی عن الخطاء والزلل ؞ ویحفظنی من موجبات الخلل ؞ ویوفقنی لما یحب و یرضی ؞ ویھدینی طریق الوصول الی جنابہ الاعلی ؞ ویعصمنی من تشتت الحال و تفرق البال ؞ ویبعدنی عن جمود القریحۃ و تغیر الاحوال ؞ ویسر علی جمع ھذا الکتاب ویثبت قدمی علی طریق الصواب ؞ ویشرفہ بتشریف القبول العظیم ؞ ویجعلہ خالصاً لوجہ الکریم ویصلی علی محمد سید المرسلین ؞ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

قال اللہ تقدس و تبارک ؞ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ؞ ع ایک روز سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب الٰہی میں عرض کیا خدایا تو نے ابراہیم کو خلعت خلت سے اور موسیٰ کو اپنی ہمکلامی سے سرفراز کیا۔ پہاڑوں اور لوہے کو داؤد کا مطیع اور جن اور انس اور طیور کو سلیمان کا محکوم کردیا مجھے کس کرامت سے خاص فرمایا جواب آیا اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِيْ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ کیا نہ کھولا ہم نے تیرے لئے تیرا سینہ اور اُتار لیا تجھ سے بوجھ تیرا جس نے تیری پیٹھ توڑ دی اور اونچا کیا تیرے لئے مذکور تیرا گویا ارشاد ہوتا ہے کہ اگر ابراہیم کو ہم نے اپنا خلیل کیا تمہارا سینہ کھول دیا کہ علم و حکمت اور نور معرفت اور لذت مناجات اور غم اُمت اور ذوق حضور اور شوق دار آخرت تمہارے دل میں سما وے اور وحی آسمانی کا اٹھانا اُس پر آسان ہو جاوے اور دعوت خلق مناجات حق سے اور تحمل مصیبت تبلیغ رغبت الی اللہ کے ساتھ ایک وقت میں جمع ہو سکے تا ان خوبیوں اور کرامتوں کی بدولت تم کو وہ مقام عنایت ہو کہ خلت ابراہیمیہ کو اُس سے کچھ نسبت نہ رہے اور جو موسیٰ کو انواع مصائب کے بعد کوہ طور پر دولت ہمکلامی سے بہرہ ور کیا تم کو حسرت نایافت اور غم فراق سے کہ جو تمہاری پشت پر نہایت گراں تھا نجات دیکر لامکاں میں بلا کر اپنے دیدار سے مشرف فرمایا کہ تمام ملاء اعلیٰ میں تمہاری قرب و منزلت کا شہرہ ہوگیا۔ اگر داؤد و سلیمان کو عالم سفلی کی بعض اشیاء پر حکومت بخشی تم کو عالم علوی پر قدرت دی کہ خادموں کے مانند تمہارے کام میں حاضر رہتے ہیں اور سپاہیوں کی طرح تمہارے دشمنوں سے لڑتے ہیں اُس عالم میں کوئی چیز ایسی نہیں جو تمہاری نبوت و رسالت سے واقف نہ ہو اور تمہارے حکم سے انحراف کرے۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ سو البتہ سختی کے ساتھ آسانی ہے۔ البتہ سختی کے ساتھ آسانی ہے۔ اگلے پیغمبروں نے طرح طرح کی مصیبتیں اٹھائیں تو یہ مرتبہ پایا فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ۔ تمہیں بھی چاہئے کہ ان کی طرح محنت و مشقت اختیار کرو تا مرتبہ تمہارا اس مقام سے بھی تجاوز کرے وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ۔ اور اپنے رب کی طرف رغبت کر۔ یعنی تمہارا مقام اور مرتبہ اس سے برتر اور اعلیٰ ہے کہ دنیا کی حکومت اور بادشاہی یا ہماری خلت اور ہمکلامی پر قناعت کرو اور اسی قسم کی کوئی چیز اپنے لئے ہم سے مانگو۔ تم کو چاہئے کہ ہماری ذات کے سوا کسی سے کام نہ رکھو اور منع و عطا

بلکہ تمام صفات سے قطع نظر کرکے جلال ذات میں مستغرق ہوجاؤ قولہ تعالیٰ۔ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ
ہمزہ اس جگہ استفہام انکاری کے واسطے اور نفی کی نفی اثبات یا استفہام تقریری کیلئے ہے اور ہمزہ تقریر اس
مضمون کو مقرر کرتی ہے جو طرز کلام سے مخاطب کی سمجھ میں آتا ہے۔ نظیرہ۔ قولہ تعالیٰ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ
وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور شرح صدر کو بخلاف اسکے معطوفات کے باوجود اس کے کہ ماضی بھی مفید تحقیق اور تقریر
ہے بصیغہ مضارع ذکر کیا تا ظاہری شرح صدر کے تعدد اور باطنی کے تجدد اور ترقی مستمر پر دلالت کرے اور ایراد صیغہ متکلم
مع الغیر واسطے افادہ اس مضمون کے ہے کہ میرے فرشتوں نے تمہارے سینہ کو کھولا یا اس لئے کہ یہ صیغہ متکلم مفرد
کی عظمت پر دلالت کرتا ہے اور عظمت منعم عظمت نعمت کو مقتضی ہے اور لفظ لکَ سے بھی اسی مضمون کی تاکید ہوتی
ہے کہ بادشاہ حقیقی نے یہ نعمت افضل مخلوقات اور اکمل موجودات کیلئے خاص فرمائی اور مقام امتنان میں قسمار کی
ظاہر ہے کہ اگر بادشاہ ہزار روپیہ وزیر اعظم کو دے گا وقت ذکر احسانات ان کو یاد نہ کرے گا کہ وزیر بعنایت سلطانی
صاحب ملک وخزائن ہے ہزار دو ہزار وہاں کس شمار میں ہیں گویا ارشاد ہوتا ہے کہ تم اس نعمت عظمیٰ اور دولت کبریٰ
یعنی شرح صدر کو حقیر نہ سمجھو کہ ہم بہ آں عظمت تم جیسے آدمی کو حقیر چیز نہ دیں گے اور مقام امتنان میں اُسے ذکر نہ
کریں گے اور توسیط اس کی فعل ومفعول میں ابہام قبل الایضاح ہے کہ مفید مبالغہ ہے۔ یا اس جگہ تشویق سامع
کیلئے ہے کہ جو شئے اشتیاق اور طلب کے بعد میسر ہوتی ہے زیادہ لذت بخشتی ہے یا نفس جب ایک معنیٰ کو دو صورت مختلف
میں پاتا ہے بہت لطف اٹھاتا ہے یا جو مضمون ابہام کے بعد بیان کیا جاتا ہے اس کو دل اچھی طرح قبول کرتا
ہے اور لام لکَ لام قولہ تعالیٰ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ وامثال ذٰلکَ کے مقابل ہے گویا فرمایا کہ تو ہر طاعت وعبادت
میرے ہی واسطے کر کہ میں جو کچھ کرتا ہوں تیرے لئے کرتا ہوں بعض مخاطبات میں وارد ہے انا وانت وما سوی
ذلک خلقت لاجلک انا وانت وما سوی ذلک ترکت لاجلک یعنی پروردگار عالم نے اپنے محبوب صلی اللہ
علیہ وسلم سے فرمایا کہ میں ہوں اور تو اور جو کچھ اس کے سوا ہے میں نے تیرے واسطے پیدا کیا۔ اُس جناب نے جواب میں
عرض کیا کہ میں ہوں اور تو اور جو کچھ اس کے سوا ہے میں نے تیرے واسطے چھوڑ دیا۔ اور شرح صدر لغت میں بمعنی
کشادہ اور فراخ کرنے سینہ کے آتا ہے اور وہ دو قسم ہے ظاہری اور باطنی۔ **ظاہری** ۔ چار بار واقع ہوا۔
اول مرتبہ۔ حلیمہ سعدیہ کے گھر۔ بیان اس کا اس طور پر ہے۔ ایک دن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حلیمہ سے کہا
میرے بھائی رضاعی دن بھر کہاں رہتے ہیں عرض کیا بکریاں چرانے جاتے ہیں فرمایا ہم بھی ان کے ساتھ جایا کریں
گے۔ ایک روز ان کے ساتھ جنگل کو گئے تھے ناگاہ حلیمہ کا بیٹا دوڑتا آیا اور حلیمہ سے کہا "اے مادر مہربان محمد کی
خبر لے کہ ان کا کام تمام ہوگیا" حلیمہ یہ بات سن کر مضطر و پریشان جنگل کی طرف دوڑیں جب آپ کے قریب پہونچیں
کیا دیکھتی ہیں کہ آپ پہاڑ پر کھڑے ہیں اور آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں کہا "میری جان آپ پر قربان کیا ماجرا تھا"
فرمایا تین شخص کہ ان کے منھ چاند کی مانند چمکتے تھے اور ایک کے ہاتھ میں ابریق جواہر دوسرے کے پاس
برف کا پانی تیسرے کے ہاتھ میں سندس سبز کی مندیل تھی آسمان سے اترے ایک نے میرا سینہ چاک کیا

اور احشا کو نکال کر آب برف سے دھویا دوسرے نے میرے دل کو نکالا اور اُسے چیر کر ایک سیاہ نقطہ خون آلود اُس میں سے نکال کر پھینک دیا اور عرض کیا ھذا حظ الشیطان منك یا رسول اللہ فما بقی للشیطان علیك سبیل پھر ایک نے دوسرے سے کہا تجھے جس طرح حکم ہے ان کے دل کو حلم اور علم اور رضوان سے بھر کر شگاف کو ملا دے اُس نے ایسا ہی کیا اور مجھے اُن کے کام سے اصلا تکلیف نہ پہونچی پھر دس آدمیوں سے تولا میں بھاری نکلا یہاں تک کہ لاکھ آدمیوں سے وزن کیا میں ہی بھاری نکلا۔ آپس میں کہا انھیں چھوڑ دو اگران کو تمام امت سے تولو گے یہی بھاری نکلیں گے پھر اونھوں نے میری دونوں آنکھوں میں بوسے دیئے اور آسمان کی طرف اُڑ گئے۔ اور اس مرتبہ کے شق صدر میں یہ نکتہ تھا کہ کھیل کی رغبت جو لڑکوں کے دل میں ہوتی ہے آپ کے دل سے دور ہو جاوے اور بزرگوں کی طرح تمکین اور وقار حاصل ہووے۔ **دوسری بار** دس برس کی عمر میں **کـ ح ن عـس مخ عبداللہ بن احمد**۔ فرشتوں نے سینہ مبارک کو چاک کیا اور شفقت و مہربانی سے بھر دیا تا غضب وغصہ کہ اس امر کا مقتضیٰ ہے فرو ہے اور مہر و محبت کی کہ گناہ گاران امت کو اُس کی حاجت ہوتی ہے عادت ہو جاوے حضرت فرماتے ہیں اُسی دن سے اپنے دل میں شفقت و مہربانی پاتا ہوں۔ **تیسری بار**۔ نبوت کے قریب دل مقدس کو چاک کیا کہ بار وحی کا تحمل اور کلام الٰہی کے سمجھنے کی قوت حاصل ہو۔ **چوتھی بار**۔ معراج کی رات یہ معاملہ واقع ہوا کہ دل مبارک میں انوار اور تجلیات اور علوم و معارف کی استعداد اور قابلیت پیدا ہو اور حوصلہ اُس کا بقدر اُن ترقیات اور کمالات کے کہ اُس رات عنایت ہوویں گے وسیع و فراخ ہو جاوے یہ مختصر حال آپ کے ظاہری شرح صدر کا ہے **لیکن** باطنی شرح صدر کے بیان میں تین مبحث ہیں۔ **پہلی مبحث اُس کی تفسیر میں**۔ واضح ہو کہ باطنی شرح صدر تین معنوں کو محتمل ہے۔ **معنی اوّل لغوی**۔ کہ سینہ کے فراخ اور گشادہ کرنے سے عبارت ہے پروردگار عالم نے اُس جناب کو شیطان کے وسوسوں سے کہ مورث ضیق صدر ہیں محفوظ رکھا چنانچہ وارد ہوا اسلم شیطانہٗ یعنی آپ کا شیطان فرمانبردار یا مسلمان ہو گیا اور جبکہ سینہ مقدس ضیق صدر کے سبب سے محفوظ رہا لاجرم بمقتضائے جبلت اور کبھی بسبب نزول انوار و برکات عالم جبروت ولاہوت کے اوسکو ایسی فراخی اور وسعت حاصل ہوئی کہ مافوق بھی اُس سے متصور نہیں امام رازی تفسیر کبیر میں محمد بن علی ترمذی سے نقل کرتے ہیں کہ قلب عقل و معرفت کا محل اور صدر اُس کا قلعہ ہے جب شیطان دل کی طرف ارادہ کرتا ہے صدر کیطرف جاتا ہے اگر راہ پاتا ہے تو دل کو غارت کرتا ہے اور وسوسہ اپنا اُس میں ڈالتا ہے اور غم اور رنج اور حرص میں اُس کو مبتلا کر کے اس قدر تنگ کر دیتا ہے کہ عبادت کی لذت اور اسلام کی حلاوت اُسے اصلا حاصل نہیں ہوتی اور جو دشمن ابتدائی قصد میں روک لیا جاتا ہے نزول ضیق سے امن ہاتھ آتی ہے اور عبادت سہل اور آسان ہو جاتی ہے۔ **معنی دوم** شرح صدر سے وسعت قلب اور فراخی میدان دل مراد ہے کہ علوم و معارف عالم امر و خلق کے اُس جناب کے دل میں سما گئے مگر آتش شوق اصلا فرو نہ ہوئی اور نعرہ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا زبان حال پر جاری رہا اور اُس کو شرح صدر کے

سے تعبیر کرنا تسمیۃ السبب باسم المسبب کے قبیل سے ہے ارباب طریقت فرماتے ہیں کہ قلب کے دو دروازے ہیں ایک نفس کیطرف جسے صدر کہتے ہیں دوسرا روح کی جانب۔ صدر کی تنگی سے کہ وسوسوں کے سبب سے عارض ہوتی ہے دل تنگ ہوجاتا ہے اور اُس کی کشادگی سے کشادہ ہوتا ہے اور انوار و اسرار کو اچھی طرح قبول کرتا ہے اور عبادت میں لذت پاتا ہے۔ معنی سوم۔ شرح صدر فراخی حوصلہ اور بلند ہمت سے کنایہ ہے اور وہ ایک عمدہ فضیلت ہے کہ کوئی دولت و نعمت اُس کی ہمسر اور کوئی خوبی اور بھلائی اُس کے برابر نہیں تمام کمالات اور فضائل کا مدار اُسی پر ہے جسے یہ نعمت ہاتھ آئی ہفت کشور کی سلطنت اُس کے نزدیک ہر بشہ کے برابر ہے اور جسے وہ دولت میسر نہیں اُسے کوئی کمال نہیں حاصل ہوتا اس عمدہ فضیلت کا بیان بتفصیل تمام دوسرے مبحث میں مذکور ہوگا انشاء اللہ العظیم۔ دوسری بحث اُس کے اسباب کے بیان میں۔ فطن مستیقظ پر بخوبی ظاہر ہے کہ کمال ہر شئے کا اُس کے اسباب کے کمال پر موقوف ہے پس کمال اس نعمت عظمیٰ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک کے لئے مخصوص ہے اس لئے کہ جملہ اسباب اُس کے کہ جن کا ذکر آگے آدے گا اُس جناب کو بروجہ کمال حاصل تھے جو طالب صادق اس خوان نعمت اور خرمن دولت سے کہ پروردگار عالم نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو کرامت فرمایا حصہ لینا چاہے اُسے لازم ہے کہ ان اسباب کے تحصیل اور تکمیل میں حتی الوسع کوشش کرے اور اُن کی تحصیل اور تکمیل اُن کے حقائق اور احوال کے جاننے پر موقوف ہے لہذا یہ مبحث شرح اور بسط کے ساتھ لکھی جاتی ہے شاید مسلمان بھائیوں کو نفع بخش اور بطفیل اُن کے اس فقیر کو بھی کچھ فائدہ پہونچے واللہ الموفق والمعین علیہ اتوکل وبہ استعین۔ پوشیدہ نہ رہے کہ اسباب شرح صدر کے چند ہیں۔ پہلا سبب کہ اشرف اسباب ہے توحید اور ایمان ہے کہ باندازہ اُس کے حوصلہ مومن کا فراخ سینہ اُس کا کشادہ اور دل اُسکا قوی اور محفوظ ہوتا ہے اور ایمان لغت میں بمعنی گرویدن اور بے بیم گردانیدن ہے اور عرف شرع میں بمعنی تصدیق بجمیع ما جاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آتا ہے عمل اُس میں داخل نہیں مگر کمال اُس کا عمل سے وابستہ ہے۔ عمل بے اُس کے کام نہیں آتا اور وہ بے عمل کے رونق نہیں پاتا ہے امام شمس الائمہ اور فخر الاسلام تلفظ بکلمۂ حقیقت ایمان میں داخل کہتے ہیں اور جو شخص باوجود تصدیق قلب بلا عذر اکراہ اور گنگے کے اقرار نہ کرے اُسے عند اللہ بھی مسلمان نہیں جانتے ہیں پس اُن کے نزدیک ایمان کے دو رکن ہیں۔ تصدیق اور اقرار مگر فرق اسقدر ہے کہ تصدیق اصلاً محتمل سقوط نہیں اور اقرار بعذر اکراہ وغیرہ ساقط ہوجاتا ہے مگر مذہب شیخ ابو منصور ماتریدی اور جمہور محققین کا یہ ہے کہ ایمان صرف تصدیق ہے اور اقرار اجراء احکام اسلام کے لئے شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کتب فی قلوبھم الایمان وقلبہ مطمئن بالایمان ولما یدخل الایمان فی قلوبکم اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے ہیں اللھم ثبت قلبی علی دینک اور اسامہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں ہلا شققت قلبہ اور توحید سے کبھی نفس ایمان مراد لیتے ہیں تسمیۃ الکل باسم الجزء اور کبھی بمعنی متعارف مقابل شرک کے استعمال کرتے ہیں اور جس طرح مراتب ایمان بحسب اجمال و تفصیل و قوت و ضعف متفاوت ہیں اسیطرح مراتب توحید بھی باہم تفاوت رکھتے ہیں کہتے ہیں توحید چار قسم ہے اوّل توحید بزبان بلا اعتقاد قلب جسے نفاق کہتے ہیں کہ محض بیکار ہے۔ دوم توحید عامی سوم توحید

متکلم کی کہ تقلیدی اور استدلالی ہے مانند پوست یا دام کے اگرچہ باطن میں ہے مگر مقصود سے خالی ہے۔ چہارم توحید عارفین کہ مشاہدہ سے حاصل ہوتی ہے گویا عامی اوروں کے کہنے اور متکلم در دولت پر سامان و تجمل سواری مجتمع دیکھنے سے اور عارف خود بادشاہ کو آمادہ سواری دیکھ کر اس بات پر یقین کرتا ہے کہ بادشاہ سوار ہونے والا ہے اس مقام میں بیان عیاں ہوجاتا ہے اسی واسطے اوروں کو حکم ہوتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کہو اور حضرت کو ارشاد ہوتا ہے فاعلم انہ لا الٰہ الا ھو تم جانو کہ خدا کے سوا کوئی پرستش کے قابل نہیں یہ مقام گویا مغز بادام ہے صاحب اس مقام کا چاند سورج ستارہ بادل مینہ آسمان اور تمام اسباب کو ید قدرت میں مسخر دیکھتا ہے جس طرح قلم کاتب کے ہاتھ میں کہ جدھر ہلاتا ہے ہلتا ہے اور جو چاہتا ہے لکھتا ہے اُس کے نزدیک ان چیزوں پر حوالہ کرنا خطا ہے جس طرح فرمان شاہی کا کاغذ اور قلم پر حوالہ کرنا بیجا ہے جب استغراق اس مقام پر جاری ہوتا ہے ایک ہی کو دیکھتا ہے اور ایک ہی کو جانتا ہے بلکہ اُس جاننے اور توحید کو بھی جلال ذات میں گم کرتا ہے نہ بایں معنی کہ کثرت نہیں ہے بلکہ اُس کی نظر سے ساقط ہوجاتی ہے اور وحدت نظر آتی ہے جس طرح ہر انسان دوسرے آدمی کو باوجود کثرت اعضا کے ایک سمجھتا ہے اور ایک کہہ سکتا ہے اس لئے کہ یہ کثرت بسبب تعلق وارتباط کے وحدت ہوگئی اسی طرح عالم بمنزلہ شخص معین کے ہے اور اجزاء اُس کے جیسے آسمان و زمین اور ستارے بمنزلہ اعضا کے اسی طرح تمام عالم جناب احدیت سے ایک طرح کا علاقہ رکھتا ہے اور ذات پاک سب اشیاء کو محیط ہے باعتبار اس علاقہ کے معرفت اُس کی گویا تمام عالم کی معرفت کو متضمن ہے۔ اور علم اُس کا تمام اشیاء کے علم کو حاوی اس مقام کو فنا فی التوحید اور توحید صدیقین کہتے ہیں۔ امام غزالی نقل کرتے ہیں کہ منصور حلاج نے ابراہیم خواص سے پوچھا کیا کرتے ہو کہا توکل پر قدم اپنا ثابت کرتا ہوں۔ فرمایا تم نے باطن کی آبادی میں عمر ضایع کی فنا فی التوحید کہاں ہے۔ اور یہ توحید قسم چہارم سے اسی طرح وہ سوم سے مشکل تر ہے اور توحید متکلمین توحید عوام سے کامل تر اور فاضل تر ہے اور جس قدر اُن کی توحید اور ایمان میں تفاوت ہے اسی قدر اُن کی وسعت حوصلہ وقت اور فسحت میدان دل میں بھی فرق ہے اور چونکہ توحید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام عالم کی توحید سے اعلیٰ اور افضل اور ایمان آپ کا سب کے ایمان سے اکمل ہے اسی سبب سے آپ کا حوصلہ تمام خلق کے حوصلہ سے فراخ تر اور آپ کا سینہ اوروں کے سینہ سے کشادہ تر ہے یہاں تک کہ کمال اس دولت کا آپ کے خصائص سے گنا گیا اور پروردگار تعالیٰ نے اُس کو مقام امتنان میں شمار کیا۔ تنبیہ:۔ یہاں سے ظاہر ہوا کہ فراخی سینہ ایک عمدہ نعمت اور تنگی اُس کی شقاوت کی علامت ہے جنکی بھلائی چاہتے ہیں اُسکو اس دولت عظمیٰ اور سعادت قصویٰ سے مشرف فرماتے ہیں اور جس کو خوار کیا چاہتے ہیں اُس کو اس نعمت سے محروم رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ خدائے تعالیٰ جسے راہ دکھانا چاہتا ہے اُس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کرتا ہے اور جسے گمراہ کیا چاہتا اُس کے سینہ کو ایسا تنگ کرتا ہے گویا وہ آسمان پر چڑھتا ہے۔ دوسرا سبب نور ایمان ہے کہ جب انسان کے دل میں جگہ پکڑتا ہے فرح اور سرور اور

فراخی اور انشراح اُس کو حاصل ہوتا ہے۔ سف۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا ادخل النور القلب انفتح وانشرح اور خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ اور جب وہ نور شامت معصیت سے جاتا رہتا ہے آدمی تنگ دل ہوجاتا ہے حاکم اور بیہقی روایت کرتے ہیں کہ آدمی کے دل میں گناہ کی شہوت پیدا ہوتی ہے اگر اُس سے بچتا ہے ایک سفید نقطہ دل پر پیدا ہوتا ہے اور جو اس میں مبتلا ہوتا ہے ایک سیاہ نقطہ اُس پر پڑتا ہے پھر دوسری مرتبہ اگر خواہش پیدا ہوا اور اس سے بچ جاوے تو وہ نقطہ سیاہ روشن ہوجاتا ہے اور اگر مبتلا ہوجاوے تو وہ سیاہی زیادہ ہوجاتی ہے اس مرتبہ میں اُس کو رین کہتے ہیں پھر غشاوۃ پھر طبع پھر ختم پھر قفل اور قلب متقفل کو منکوس سے تعبیر کرتے ہیں کہ حق بات سے اعراض کرتا ہے اور باطل کو حق سمجھتا ہے یہاں تک کہ موت حقیقی اور لعنت ابدی کا مورد ہوجاتا ہے اور آنکھیں اُس کی اندھی اور کان اُس کے بہرے ہوجاتے ہیں انک لا تسمع الصم الدعاء اور انک لا تھدی العمی عن ضلالتھم اور اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی سے یہی صم اور عمی اور موت مراد ہے۔ تنبیہ :- نور ایمان سبب مستقل ہے کہ بذاتہ دل کو مسرور اور سینہ کو کشادہ کرتا ہے بلکہ نور محسوس بھی شرح صدر اور فرح خاطر میں دخل رکھتا ہے اور ظلمت سے تنگدلی اور ضیق صدر پیدا ہوتا ہے کہ نفس نور پر عاشق ہے اور ظلمت سے متنفر دیکھو روشنی میں نیند نہیں آتی کہ روح باقتضاء طبع نور کی طرف متوجہ اور باہر کی طرف مائل ہوتی ہے اور تاریکی میں میل اُس کا اندر کی طرف ہوتا ہے اور جس طرح نور سبب مستقل ہے ایمان و توحید بھی مستقل ہیں نہ یہ کہ اس نور کے واسطہ سے اسباب میں معدود ہوں۔ تیسرا سبب :- علم ہے کہ جس وقت آدمی کو کسی چیز کا علم حاصل ہوتا ہے کہتے ہیں کہ یہ نکتہ کھل گیا اور یہ مسئلہ ظاہر ہوا۔ نکتہ نہیں کھلتا مسئلہ روشن نہیں ہوتا بلکہ دل کھلتا ہے اور روشن ہوتا ہے علماء کہتے ہیں علم آدمی کے دل کو اس قدر فراخ اور کشادہ کرتا ہے کہ زمین و آسمان سے زیادہ وسیع ہوجاتا ہے اور جو چیز زمین و آسمان میں نہیں سماتی اُس میں بے تکلف سما جاتی ہے۔ اے عزیز علم اشرف صفات اور افضل کمالات ہے کسی صفت سے دل کو وہ روشنی اور صفائی اور وسعت اور فراخی حاصل نہیں ہوتی جو علم کی بدولت ہاتھ آتی ہے امام غزالی فرماتے ہیں علم مدار کار اور قطب دین ہے جو کچھ زمین و آسمان میں ہے علم و عبادت کے واسطے ہے اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَھُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَھُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا وقولہ تعالیٰ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝ خلاصہ مطلب دونوں آیت کا یہ ہے کہ پروردگار عالم نے ساتوں آسمان اور زمین اس لئے پیدا کئے کہ تم اُس کے کمال قدرت اور اُس کے علم کی وسعت کو جانو اور جن اور انس کو اسلئے پیدا کیا کہ اُسکی بندگی اور پرستش کریں۔ اے عزیز کوئی کمال دنیا و آخرت میں بے اس صفت کے حاصل اور ایمان بے اس کے کامل نہیں ہوتا کہ "بے علم نتواں خدا را شناخت" اسی جگہ سے کہتے ہیں کہ کوئی راہ جناب احدیت کی طرف علم سے قریب تر اور کوئی چیز خدا کے نزدیک جہل سے بدتر نہیں۔ العلم باب اللّٰہ الاقرب والجھل اعظم حجاب بینک وبین اللّٰہ۔ علم موجب حیات بلکہ عین حیات اور جہل مورث موت بلکہ خود موت ہے۔

ولنعم ما قیل لا تعجب علی الجھول حلتہٗ فذاک میت وثوبہ کفن کوئی گناہ جہل سے بدتر نہیں اور جہل الجہل جہل سے بھی بدتر ہے۔ اگر خدا کے نزدیک کوئی شے علم سے بہتر ہوتی آدم علیہ السلام کو مقابلہ ملائکہ میں دیجاتی تسبیح وتقدیس فرشتوں کی علم اسمار کے برابر نہ ٹھہری علم حقائق و دیگر علوم دینیہ کی بزرگی کس مرتبہ میں ہوگی قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا اللہ جل جلالہ وعم نوالہ فرماتا ہے کہ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ گواہی دی اللہ نے کہ کوئی بندگی کے لائق نہیں سوا اُس کے اور فرشتوں نے اور عالموں نے وہ بانصاف ہے۔ اس آیت سے تین فضیلتیں علم کی ثابت ہوئیں۔ اوّل خدا عزوجل نے علمار کو اپنے اور فرشتوں کے ساتھ ذکر کیا اور یہ ایسا مرتبہ ہے کہ نہایت نہیں رکھتا۔ دوم اُن کو فرشتوں کی طرح اپنی وحدانیت کا گواہ اور اُن کی گواہی کو وجہ ثبوت الوہیت قرار دیا۔ سیوم اُنکی گواہی مانند گواہی ملائکہ کے معتبر ٹھہرائی دوسری آیت میں اپنی اور عالم کی گواہی کو کافی فرمایا قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ۔ کہہ کافی ہے اللہ گواہ میرے تمہارے بیچ میں اور وہ شخص جس کے پاس علم کتاب ہے تیسری آیت يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ۔ اللہ تعالیٰ بلند کرے گا اُن لوگوں کے جو ایمان لائے تم میں سے اور اُن کے جن کو علم دیا گیا ہے درجے۔ یہاں سے ثابت ہوا کہ علم ایمان کی طرح بلندی مراتب کا سبب ہے چوتھی آیت وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ اور پکے لوگ علم میں کہتے ہیں ہم ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے یہ آیت اہل علم کے کمال ایمان وعقل اور نہایت انقیاد پر دلالت کرتی ہے۔ پانچویں آیت اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا جز ایں نیست کہ ڈرتے ہیں اللہ سے اللہ کے بندوں میں سے علماء اور وجہ اس حصر کی ظاہر ہے کہ جب تک انسان خدا کے قہر اور بے پروائی اور احوال دوزخ اور اہوال قیامت کو بتفصیل نہیں جانتا حقیقت خوف وخشیت کی اُسکو حاصل نہیں ہوتی اور تفصیل ان چیزوں کی علمار کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ چھٹی آیت وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝ ولیکن ہو جاؤ تم اللہ والے بسبب کتاب سکھانے تمہارے اور بسبب درس کرنے تمہارے کے۔ یہاں سے ظاہر ہوا کہ مقتضار علم یہ ہے کہ آدمی تمام عالم سے علاقہ قطع کر کے خدا ہی کا ہو جاوے اور اُسی سے کام رکھے اسی واسطے عالم کو مولوی کہتے ہیں منسوب بمولیٰ یعنی اللہ والا۔

مولوی کا معنی

ساتویں آیت مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝ جو حکمت دیا گیا بہت بھلائی دیا گیا اور ظاہر ہے جو بہت بھلائی دیا گیا اُس کا مرتبہ بھی بہت بڑا ہوگا۔ آٹھویں آیت تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَاۤ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ۔ یہ کہاوتیں بیان کرتے ہیں ہم اُن کو لوگوں کے لئے اور نہیں سمجھتے اُن کو مگر جاننے والے۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ کلام الٰہی کے بھید اور خدا کی باتوں کے اسرار علمار کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ نویں آیت وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا۔ کہا اُن لوگوں نے جو علم دیئے گئے خرابی تم پر ثواب خدا کا بہتر ہے اُس کے لئے جو ایمان لاوے اور اچھا کام کرے۔ یہاں سے ظاہر ہوا کہ قدر و منزلت دار آخرت کی علمار ہی خوب جانتے ہیں۔ دسویں آیت قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

تو کہہ کیا برابر ہیں وہ لوگ کہ جانتے ہیں اور جو لوگ نہیں جانتے یعنی جاہل کسی طرح عالم کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا اسی واسطے وارد ہوا قلیل العلم خیر من کثیر العبادۃ قلیل العلم کثیر العبادت سے یا تھوڑا علم بہت عبادت سے بہتر ہے۔ ت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر ہوا ایک عابد دوسرا عالم آپ نے فرمایا فضل العالم علی العابد کفضلی علیٰ ادناکم۔ بزرگی عالم کی ایسی ہے عابد پر جیسے میری فضیلت تمہارے کمتر پر آپ فرماتے ہیں جب پروردگار قیامت کے دن اپنی کرسی پر واسطے فیصلہ بندوں کے بیٹھے گا علماء سے فرمائے گا انی لم اجعل علمی وحلمی فیکم الا وانا ارید ان اغفر لکم ولا ابالی۔ خلاصہ معنیٰ یہ ہے کہ میں نے اپنا علم و حلم تم کو صرف اسی ارادہ سے عنایت کیا کہ تم کو بخش دوں اور مجھے کچھ پرواہ نہیں۔ ق۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ بڑا جواد ہے اور میں سب آدمیوں سے زیادہ سخی ہوں اور میرے بعد ان میں بڑا سخی وہ ہے جس نے کوئی علم سیکھا پھر اُس کو پھیلا دیا۔ ذہبی اور فرماتے ہیں قیامت کے روز علماء کی دواتوں کی سیاہی اور شہیدوں کا خون تولا جائیگا۔ روشنائی اُن کی دواتوں کی شہیدوں کے خون پر غالب آئے گی۔ غ۔ اور فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ قیامت کے دن عابدوں اور مجاہدوں کو حکم دیگا بہشت میں جاؤ علماء عرض کریں گے الٰہی انہوں نے ہمارے بتلانے سے عبادت کی اور جہاد کیا حکم ہوگا تم میرے نزدیک بعض فرشتوں کے مانند ہو شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہو پس شفاعت کریں گے پھر بہشت میں جائیں گے اور حدیث میں آیا کہ جو شخص طلب علم میں مر جائیگا خدا سے ملے گا در انحالیکہ اُس میں اور پیغمبروں میں درجۂ نبوت کے سوا کوئی درجہ نہ ہوگا اور وارد ہوا کہ جو شخص ایک باب علم کا اوروں کے سکھانے کیلئے سیکھے اُس کو ستر صدیقوں کا اجر دیا جاوے۔ ب۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص طلب علم میں سفر کرتا ہے فرشتے اپنے بازوؤں سے اُس پر سایہ کرتے ہیں اور مچھلیاں دریا میں اور آسمان و زمین اُس کے حق میں دعا کرتے ہیں۔ منقول ہے کہ عالم کو ایک نظر دیکھنا سال بھر کے نماز و روزہ سے بہتر ہے۔ ت خ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْراً یُفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ۔ خدائے تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اُسے دین میں دانشمند کرتا ہے۔ الاشباہ والنظائر میں لکھا ہے کہ کوئی آدمی اپنے انجام سے واقف نہیں ہوتا سوا فقیہہ کے کہ باخبار مخبر صادق جانتا ہے کہ اُس کے ساتھ خدا نے بھلائی کا ارادہ کیا ہے درمختار میں اسمٰعیل بن ابی رجاء سے منقول ہے۔ میں نے امام محمد کو خواب میں دیکھا حال پوچھا کہا خدا نے مجھے بخش دیا اور فرمایا اگر میں تجھ پر عذاب کرنا چاہتا علم عنایت نہ فرماتا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص طلب علم میں ایک راہ چلے خدا اُسے بہشت کی راہوں سے ایک راہ چلا دے اور بے شک فرشتے اپنے بازو طالب علم کی رضامندی کے واسطے بچھاتے ہیں اور بے شک عالم کے لئے استغفار کرتے ہیں سب آسمان والے اور زمین والے یہاں تک مچھلیاں پانی میں اور بے شک فضل عالم کا عابد پر ایسا ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی بزرگی سب ستاروں پر اور بے شک علماء وارث انبیاء کے ہیں اور بے شک پیغمبروں نے درہم و دینار میراث نہ چھوڑی علم کو میراث چھوڑا ہے پس جس نے علم حاصل کیا اُس نے بڑا حصہ حاصل کیا۔ م اور فرماتے ہیں کہ جو شخص طلب علم میں کوئی راہ چلے گا خدائے تعالیٰ اُس کے لئے بہشت کی

راہ آسان کرے گا اور جب لوگ خدا کے گھروں سے کسی گھر میں جمع ہو کر کتاب اللہ پڑھتے ہیں اور آپس میں درس کرتے ہیں فرشتے اُن کو ہر طرف سے گھیر لیتے ہیں اور اُن پر سکینہ نازل ہوتا ہے اور رحمت اُن کو ڈھانک لیتی ہے اور خدا اپنے پاس والوں کے سامنے اُن کا ذکر کرتا ہے (یعنی فرشتوں پر اُن کی خوبی اور اپنی رضامندی اُن سے ظاہر فرماتا ہے۔ اور ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے عالم کی مجلس میں حاضر ہونا ہزار رکعت نماز اور ہزار بیماروں کی عیادت اور ہزار جنازوں پر حاضر ہونے سے بہتر ہے۔ کسی نے عرض کیا یارسول اللہ اور قرأت قرآن یعنی کیا عالم کی مجلس میں حاضر ہونا قرأت قرآن سے بھی افضل ہے فرمایا آیا قرآن بے علم کے نفع بخشتا ہے یعنی فائدہ قرآن کا بے علم کے حاصل نہیں ہوتا اور دوسری حدیث میں ارشاد ہوا ماعبد اللہ بشیئ افضل من فقہ فی الدین خدا کی عبادتوں میں کوئی چیز دین کی دانشمندی سے افضل نہیں۔ امام محی السنۃ بغوی معالم التنزیل میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے بھاری ہے۔ **توجیہہ**:۔ وجہ اس کی ظاہر ہے کہ عابد اپنے نفس کو دوزخ سے بچاتا ہے اور عالم ایک عالم کو ہدایت فرماتا ہے اور شیطان کے فریب و مکر سے آگاہ کرتا ہے اور ترمذی کی حدیث میں ہے بتحقیق اللہ اور اس کے فرشتے اور سب ایمان والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور یہاں تک کہ مچھلی یہ سب درود بھیجتے ہیں علم سکھانے والے پر جو لوگوں کو بھلائی سکھاتا ہے۔ امام غزالی احیاء العلوم میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں نزدیک تر لوگوں کے درجہ نبوت سے علماء و مجاہدین ہیں یعنی اُن کا مرتبہ پیغمبری کے مرتبہ سے بہ نسبت تمام خلق کے قریب ہے کہ اہل علم اُس چیز پر جو پیغمبر لائے لوگوں کو دلالت کرتے ہیں اور اہل جہاد اُس چیز پر کہ پیغمبر لائے تلواروں سے لڑتے ہیں۔ مسلم کی حدیث میں ہے کہ جب آدمی مرتا ہے اُسکا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزوں سے کوئی صدقہ جاریہ چھوڑ گیا یا ایسا علم جن سے لوگوں کو نفع ہو یا لڑکا صالح کہ اُسکے لئے دعا کرے۔ یعنی ان تین چیزوں کا فائدہ مرنے کے بعد بھی باقی رہتا ہے۔ رخ۔ ابراہیم علیہ السلام سے ارشاد ہوا اے ابراہیم میں علیم ہوں ہر علیم کو دوست رکھتا ہوں یعنی علم میری صفت ہے اور جو میری اس صفت پر ہے وہ میرا محبوب ہے۔ مولیٰ علی فرماتے ہیں کہ عالم روزہ دار شب بیدار مجاہد سے افضل ہے کسی نے مجتہد ابوبکر سے پوچھا کہ فقیہ کو قرأت قرآن بہتر ہے یا درس فقہ فرمایا ابو مطیع سے منقول ہے کہ ہمارے اصحاب کی کتابوں کو بے سماع کے دیکھنا شب داری سے بہتر ہے ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے ایک مسئلہ سیکھنا رات بھر کی عبادت سے زیادہ عزیز ہے عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہزار عابد قائم اللیل صائم النہار کا مرنا ایک عالم کی موت کے برابر نہیں کہ خدا کے حلال و حرام سے واقف ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں عالم با عمل کو ملکوت آسمان میں عظیم یعنی بڑا شخص کہتے ہیں اسی طرح فضائل و فوائد اس صفت کے اخبار و آثار میں بے شمار وارد ہیں صرف یہ بات کہ وہ صفت جناب احدیت اور حضرت رسالت کی ہے اُس کی فضیلت میں کفایت کرتی ہے بھلائی دونوں جہان کی علم سے حاصل ہوتی ہے اور سعادت دارین بوسیلہ اس صفت کے ہاتھ آتی ہے۔ جاہل درحقیقت حیوان مطلق ہے

کہ فعل انسان کی ناطق ہے۔ پس آدمی کو لازم ہے کہ اوقات اپنے اس دولت عظمیٰ کی تحصیل میں صرف کرے اور
اُس کے موانع کے دفع میں کوشش کرے۔ اور موانع اس صفت کے یہ ہیں۔ شیطان کہ جس قدر عداوت علم سے
رکھتا ہے کسی صفت سے نہیں رکھتا اور جس قدر وسوسے اس کام سے روکنے کے لئے دل میں ڈالتا ہے کسی کام
سے روکنے کے لئے نہیں ڈالتا مگر طریق اُس کے دفع کا سہل ہے جب مسلمان علم کے فضائل و بزرگی اور طلبِ علم
کے ثواب کو کہ شمہ اُس کا مذکور ہوا تصور کرے گا شیطان کی بات ہرگز نہ سنے گا۔ **مانع اول**۔ نفس کہ محنت و
مشقت سے متنفر اور آسائش و راحت کی طرف مائل ہے۔ لیکن جب آدمی خیال کرتا ہے کہ دنیا دارِ فانی اور آخرت
عالمِ جاودانی ہے۔ اگر یہاں طلبِ علم میں تھوڑی محنت کہ ہزاروں لطف و کیفیت سے خالی نہیں اختیار کروں گا اُس
عالم میں بڑے بڑے مرتبے پاؤں گا۔ تو محنت و مشقت اُس کو سہل ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بعد ایک عرصہ کے
ایسا مزا اور لطف حاصل ہوتا ہے کہ اگر ایک روز کتاب نہیں دیکھتا دل بے چین ہو جاتا ہے۔ **مانع دوم**
خلق کا تعلق اہل و عیال اور دوستوں اور آشناؤں سے تحصیل علم سے باز رکھتا ہے۔ لیکن ابتدائے امر میں تھوڑا
وقت اس کام کے واسطے خاص کر سکتا ہے۔ اور جب کیفیت علم کی حاصل ہوتی ہے از خود کتاب کے سوا تمام عالم سے
نفرت ہو جاتی ہے۔ ہم نشینے بہ از کتاب مخواہ ✦ کہ مصاحب بود گہ و بے گاہ ✧ ایں چنیں ہمدم و رفیق کہ دید ✦ کز نجید و ہم نرنجانید
ولنعم ما قال الجامی۔ بکن زیں کارخانہ در کتب روئے ✦ خیالِ خویش را دہ با کتب خوئے ✧ ز دانایاں بود ایں نکتہ مشہور ✦
کہ دانش در کتب داناست در گور ✧ انیس کنج تنہائی کتاب است ✦ فروغ صبحِ دانائی کتاب است ✧ بود
بے مزد و منت اوستادے ✦ ز دانش بخشدت ہر دم کشادے ✧ ندیمے مغز دارے پوست پوشے ✦ بسے پُر کار
دانائے خموشے ✧ درونش ہمچو غنچہ از ورق پُر ✦ بقیمت ہر ورق زاں یک طبق دُر ✧ عماری کردہ از زنگیں
ادیمت ✦ دو صد گل پیرہن در وے مقیمت ✧ ہمہ مشکیں عذاراں توئے بر توئے ✦ ز بس رقت نہادہ رشتہ
بر روئے ✧ ز یکرنگی ہمہ ہم روئے و ہم پشت ✦ کہ ایشاں را نہد کس بر لب انگشت ✧ بتقریر لطائف لب کشایند ✦
ہزاراں گوہر معنی نمایند ✧ گہے اسرارِ قرآں باز گویند ✦ گہہ از قولِ پیمبر راز گویند ✧ گہے با قند چوں صافی درونان ✦
با نوارِ حقائق رہنموناں ✧ گہے آرند در سلکِ عبارات ✦ بحکمت ہائے یونانی اشارات ✧ گہے از رفتگاں تاریخ خوانند ✦
گہہ از آیندہ اخبارت رسانند ✧ گہے ریزند از دریائے اشعار ✦ بجیب عقل گوہر ہائے اسرار۔
مانع سوم۔ طلبِ عزت اور ادنیٰ تامل سے ظاہر ہوتا ہے کہ عزتِ دنیا کی عزتِ آخرت کے مقابلے میں کچھ حقیقت
نہیں رکھتی جو شخص دنیا کے لئے علم کو کہ عزتِ آخرت کا سبب ہے۔ ترک کرتا ہے درحقیقت اپنی جان
ذلت میں ڈالتا ہے۔ اور جو شخص علم کو دنیا کی جاہ و حشمت پر ترجیح دیتا ہے۔ خدائے عزوجل اُسے دنیا کی
عزت بھی عنایت کرتا ہے۔ ابو اسود کہتے ہیں کہ علم سے زیادہ کسی چیز کی عزت زیادہ نہیں۔ بادشاہ سب لوگوں
کے حاکم ہیں اور علماء بادشاہوں کے دیکھو اس زمانے میں بھی جو کچھ علماء لکھ دیتے ہیں حکام وقت اہل اسلام
کے مقدمات میں اس پر عمل کرتے ہیں۔ ابن مبارک فرماتے ہیں جو شخص علم نہیں حاصل کرتا مجھے تعجب ہوتا

ہے کہ اپنی عزت کس کام میں سمجھتا ہے فی خبر سلیمان بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ منقول ہے کہ سلیمان علیہ السلام کو ملک و مال اور علم میں مخیر کیا گیا یعنی حکم ہوا کہ ملک و مال لو یا علم اختیار کرو آپ نے علم اختیار کیا ملک و مال بھی حاصل ہوا۔ اے عزیز علم سے زیادہ کوئی چیز نہیں۔ آدم علیہ السلام کو علم اسما نے مسجود ملائکہ اور خضر کو علم لدنی نے استاد موسیٰ علیہما السلام اور یوسف علیہ السلام کو علم تعبیر نے سلطنتِ مصر اور سلیمان علیہ السلام کو علم منطق الطیر نے بلقیس سی عورت اور مریم کو علم عیسیٰ علیہما السلام نے تشنیع قوم سے نجات دی ایک نقطۂ علمی نے مور ضعیف کا یہ مرتبہ کیا کہ پروردگار نے اُس کا قرآن میں بیان فرمایا۔ جو شخص قدر و منزلت علم کی جانتا ہے اُس کے نزدیک سلطنت ہفت کشور کچھ قدر و قیمت نہیں رکھتی۔ نقل ہے کہ ایک امیدوار بادشاہ کے دربار میں گیا بادشاہ نے کہا تو جاہل ہے۔ نوکری کی لیاقت نہیں رکھتا۔ اس نے امام غزالی سے علم حاصل کیا اور اُس کی لذت اور دنیا کی آفت اور صحبت ملوک و اُمرا کی مضرت سے واقف ہوا۔ ایک روز بادشاہ نے اُسے بلایا اور امتحان کے بعد فرمایا کہ اب تو نوکری کے لائق ہوا جو عہدہ چاہے حاضر ہے۔ کہا جب میں آپ کے کام کا نہ تھا اور اب آپ میرے کام کے نہیں۔ جب آپ نے مجھے پسند نہ کیا اور اب میں آپ کو پسند نہیں کرتا۔ **مانع چہارم** تحصیل مال اور ظاہر ہے کہ ثروتِ فانی اس دولت باقی کے برابر نہیں ہو سکتی مال رہ جاتا ہے اور علم قبر میں ساتھ جاتا ہے۔ بلکہ ہمیشہ مدد کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ بہشت میں پہونچا دیتا ہے۔ مال ترکۂ فرعون و ہامان ہے۔ اور علم دین میراث پیغمبران۔ مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے اور علم پڑھانے سے بڑھتا ہے مالدار مال کی نگہبانی کرتا ہے اور علم عالم کا نگہبان ہے۔ مال کفار کے پاس بھی ہوتا ہے اور علم دین خاصۂ اہل ایمان ہے۔ **مانع پنجم** فکر معاش اور مراد اُس سے بقدر ضرورت ہے کہ زائد زائد ہے۔ اگرچہ یہ مانع اس وجہ سے کہ مدافعت اُس کی طلبا کے اختیار میں نہیں قوی ہے لیکن جو شخص اس کام میں خدا کے واسطے کمر ہمت مضبوط باندھتا ہے۔ خدائے کریم اپنے فضل عمیم سے اُس کو محتاج نہیں رکھتا۔ امام غزالی احیاء العلوم میں مرفوعاً روایت کرتے ہیں من تفقه فی دین الله عزوجل كفاه الله تعالٰى ما اهمه ورزقه من حيث لا يحتسب جو شخص دین خدا میں دانائی حاصل کرتا ہے خدا اُسے اُس چیز سے کہ غمگین کرے کفایت کرتا ہے۔ اور اُس کو ایسی جگہ سے کہ نہیں جانتا رزق پہونچاتا ہے۔ **مانع ششم**۔ نہ ملنا استاد شفیق کا کہ اس زمانے میں کمیاب ہیں۔ مگر جس کو اپنا کرتے ہیں اُس کے لئے ہر دشواری کو آسان اور ہر دراز کو کوتاہ اور ہر چیز کو جو اس راہ میں درکار ہوتی ہے مہیا فرماتے ہیں۔ اے عزیز جب خدا تیرے ساتھ ہے تو تجھے کس بات کا غم ہے کہ وہ قدیر و غنی و رحیم و کریم ہے۔ یقین جان کہ تجھے ضائع نہ کرے گا۔ اور محروم نہ چھوڑے گا۔ **مانع ہفتم** خطرآل کہ جب آدمی قلت عمر اور کمی فرصت کو خیال کرتا ہے گھبرا کر کہتا ہے کہ علم ایک بحرِ بے کنار ہے اس تھوڑے سے وقت میں عُبور اس سے دشوار ہے اور یہ محض جہالت ہے۔ ہر چند کمال اس دولت کا کسی کو حاصل نہیں ہوتا یہاں تک کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا قُلْ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا مگر کوئی طالب محروم بھی نہیں رہتا نتیجہ علوم دینیہ کا کسی حد پر موقوف نہیں جس قدر حاصل ہو گا فائدہ بخشے گا۔

ابو اللیث سمرقندی کہتے ہیں کہ جو شخص عالم کی مجلس میں جاتا ہے اُسکو سات فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ اوّل جبتک اُس مجلس میں رہتا ہے گناہوں سے بچتا ہے۔ دوّم طلبہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ سوم طلب علم کا ثواب پاتا ہے۔ چہارم اُس رحمت میں کہ جلسۂ علم پر نازل ہوتی ہے شریک ہوتا ہے۔ پنجم جب تک علمی باتیں سنتا ہے۔ عبادت میں ہے ششم جب دقیق بات سنتا ہے اور سمجھ میں نہیں آتی دل اس کا ٹوٹ جاتا ہے اور شکستہ دلوں میں لکھا جاتا ہے ہفتم علم وعلماء کی عزت اور جہل وفسق کی خرابی سے واقف ہوتا ہے۔ یہ حال اُس کا ہے جو علماء سے استفادہ نہ کرے۔ کیا حال ہوگا اُس کا جو اُن سے پڑھے اور دین کی باتیں سیکھے علاوہ بریں اگر طالب علم مطلب کو نہ پہونچے گا اور اس مطلب میں مرجائے گا علماء کے گروہ میں اُٹھے گا۔ یہ فائدہ کیا کم ہے جو مآل کا اندیشہ اور غم ہے۔ وللہ در قائل حیث قال۔

در راہ تو بمیرم گرچہ تراشہ نیم + بارے خلاص یابم از ننگ زندگانی ۔ آدمی مالِ فانی کی طلب میں ہزاروں کوس جاتا ہے۔ لُو اور گرمی اور لوٹ مار کا ڈر اور سمندر میں ڈوبنے کا خطرہ گوارا کرتا ہے۔ اور کبھی یہ خیال نہیں آتا کہ تکلیف متیقن اور ضرر محتمل ہے اور خدا کے کام میں پس وپیش سوچتا ہے ایسی مآل اندیشی نری نادانی ہے۔ اگر قدر علم کی جانتا اس کی تحصیل میں جان دینا بھی سہل سمجھتا۔ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ انھوں نے ایک حدیث سیکھنے کیلئے منزلوں سفر کیا حدیث میں آیا ہے طلب کرو علم کو اگرچہ چین میں ہو اور فرماتے ہیں اگر علم ثریا سے معلق ہوتا تو مرد یا مردان فارسی اُس تک پہونچتے۔ نافع ہشتم:۔ شیطان کہ علم کو سب صفات سے زیادہ دشمن جانتا ہے۔ تنبیہ شیطان اس جگہ کئی طریقے سے بہکاتا ہے۔ اوّل:۔ عوام خلق کو بواسطہ متصوفانِ خام کار کے اغوا کرتا ہے کہ علم حجاب ہے اور کشف سے حاصل ہوتا ہے کسب کی کیا حاجت ہے۔ حالانکہ علم دین فرض ہے اور تعلیم وتعلم سے حاصل ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے انما العلم بالتعلم علم سیکھنے ہی سے آتا ہے۔ مقتدایان دین اور اصحاب سید المرسلین ہمیشہ کتاب وسنت سے استدلال کرتے رہے کسی نے یہ دعویٰ نہ کیا کہ مجھے اس چیز کی حرمت یا حلت الہام سے دریافت ہوئی۔ ان مدعیان خام کار نے کہ جہل مرکب میں گرفتار اور اتباع شیاطین اور قطاع طریق دین ہیں اگر معنی ریا اور کبر اور عجب اور حسد کے اور اُن سے بچنے کا طریق یا نماز روزے کے مسئلے پوچھے جاویں ہرگز نہ بتلا سکیں۔ بلکہ اکثر اُن کے عقائد اہل اسلام سے بھی واقف نہیں شیطان کے وسوسہ اور استدراج میں مبتلا ہیں اور اُس کو کرامت اور ولایت سمجھ رہے ہیں نعوذ باللہ من شرورھم۔ دوم:۔ طالب علم سے کہتا ہے کہ طلب میں نیت ضرور ہے اور وہ تجھے حاصل نہیں پھر اس مشقت سے کیا فائدہ ہے فی الواقع طلب علم میں رضائے الٰہی اور ثواب آخرت یا منفعت خلق اور نجات از جہل کی نیت چاہئے نہ طلب دنیا کی لیکن بستان العارفین میں لکھتے ہیں جو شخص تصحیح نیت پر قادر نہیں اُس کے حق میں بھی تحصیل علم اُس کے ترک سے افضل ہے کہ علم نیت کو صحیح کر دیتا ہے۔ مجاہد کہتے ہیں ہم نے علم طلب کیا اور اکثر اوقات نیت نہ پائی پھر ہم کو خدا نے بدولت علم کے نیت صحیح عنایت فرمائی۔ سوم:۔ قیامت کے روز جاہل پر صرف یہ تشنیع ہوگی کہ تو نے طلب علم میں غفلت کیوں کی اور عالم سے ہر فعل پر کہ علم کے خلاف واقع ہوا مواخذہ ہوگا کہ باوجود جاننے کے تو نے یہ کام کیوں کیا جواب اُس کا یہ ہے کہ کافر پر صرف یہی اعتراض ہوگا کہ مسلمان

کیوں نہیں ہوا اور مسلمان سے کہا جائے گا کہ تو نے نماز کیوں نہ پڑھی اور روزہ کیوں نہ رکھا اور زکوٰۃ کیوں نہ دی اور حج کیوں نہ کیا مگر وہ ایک اعتراض ان ہزاروں اعتراض سے سخت ہے اسی طرح جاہل پر ایک اعتراض عالم پر ہزار اعتراض سے سخت تر ہوگا اور ایک ویل جاہل کا عالم کے ستر ویل سے بدتر کہ اُس نے دو فرض ترک کئے۔ علم و عمل ایک ظریف سے پوچھا کہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جہل علم سے بہتر ہے اُس نے جواب دیا اگر صحیح ہے تاہم احسان علم کا تیری گردن پر ہے اگر علم نہ بتاتا تجھے کس طرح معلوم ہوتا۔

چہارم: ۔بعض اشخاص کو فریب دیتا ہے کہ تحصیل علم دشوار ہے اگر نہ حاصل ہوا محنت ضائع ہوئی عبادت میں مصروف ہو کہ جس قدر ہوگی فائدہ بخشے گی حالانکہ علم دین کی بھی یہی کیفیت ہے کہ جس قدر حاصل ہوگا فائدہ پہونچائے گا بلکہ باتفاق عقل ونقل فائدہ عبادت کا علم پر موقوف ہے علم امام عمل ہے اور عمل اُس کا تابع کہ صحت اعتقاد کہ موقوف علیہ صحت عمل کی ہے علم سے حاصل ہوتی ہے دوسری شرائط وارکان عبادت بواسطہ علم کے معلوم ہوتی ہیں اور عبادت بے اُن کے بیکار ہے اسی واسطے کہتے ہیں کہ مجاہدہ وریاضت بے علم کے مانند نماز بے وضو یا قرآن بغیر ایمان کے ہے بلکہ حاصل ہونا عمل کا بے علم کے دشوار ہے کہ جس شے کی حقیقت معلوم نہیں ہوتی نفس اُس کی طرف متوجہ نہیں ہوتا اور حق اُس کا ادا نہیں ہوسکتا تیسرے: مقصود عبادت اور ریاضت سے حضور ہے اور وہ بے علم کے ہاتھ نہیں آتا خواجہ حمید الدین فرماتے ہیں کہ مقصود بے حضور اور حضور بے سلوک اور سلوک بے توجہ اور توجہ بے عشق اور عشق بے صدق اور صدق بے نیت اور نیت بے علم کے صحیح نہیں پس حصول مقصود علم پر موقوف ہے العلم حجاب اللہ الاکبر سے یہ مراد ہے کہ انسان جب تک پردہ کو طے نہیں کرتا محبوب پردہ نشین تک نہیں پہونچتا یہ مطلب نہیں کہ علم خدا سے روکتا ہے کہ یہ خاصہ اُسکی ضد کا ہے عارف کہتے ہیں کہ جاہل ولی نہیں ہوسکتا ولم یکن لہ ولی من الذل اور جہل سب ذلتوں کی اصل ہے ہاں وہ علم کہ خود بینی اور تکبر کا سبب ہے خدا سے دور کرتا ہے اور وہ علم راہ محسوسات سے حاصل ہوتا ہے اور آدمی پابند خواہش ہو کر خدا سے محجوب ہوجاتا ہے یا وہ علم کہ عقل سے بلا اتباع صاحب شریعت دریافت ہوتا ہے اور بسبب اُس کے انسان فلسفہ بلکہ سفسطہ میں گرفتار رہوتا ہے اور خدا سے دور پڑتا ہے اور جو علم کہ بواسطہ نور نبوت کے منکشف ہوتا ہے وہ میراث انبیا رہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کے عالموں کو انبیاء بنی اسرائیل سے تشبیہ دیتے ہیں کہ جس طرح اکثر انبیاء بنی اسرائیل خلق کو اتباع توریت کی طرف ہدایت اور شریعت موسیٰ علیہ السلام کی ترویج میں کوشش کرتے اسی طرح علماء اس اُمت کے قرآن کی طرف ہدایت اور شریعت محمدی کی ترویج میں کوشش کرتے ہیں۔ اسی جگہ سے کہتے ہیں الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ شیخ اپنی قوم میں مانند پیغمبر کے ہے اپنی اُمت میں۔ چوتھی:۔ مبطلات ومفسدات عبادت کے بے رہبری علم کے دریافت نہیں ہوسکتی اور بے دریافت اُن کے عبادت بطلان وفساد سے خالی نہیں ہوتی۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ طلب علم نماز نفل سے افضل ہے کہ بے علم کے فرض بھی ادا ہونا مشکل ہے علاوہ بریں مقصود بے تزکیہ اور تجلیہ قلب کے ہاتھ نہیں آتا اور آدمی جب

تک توکل اور تفویض اور صبر اور رضا اور توبہ اور اخلاص اور سخط اور امل اور حسد اور کبر اور ریا اور عجب وغیرہا کو نہیں جانتا تزکیہ اور تجلیہ حاصل نہیں کر سکتا اس لئے کہتے ہیں کہ طہارت قلب ننانوے جز عبادت کا اور طہارت بدن ایک جز اُس کا ہے اور یہ بات بھی عقل و نقل سے ثابت ہے کہ علم کو عبادت سے بمراتب فضیلت ہے عبادت سے عابد کے نفس کو اور عالم سے ایک عالم کو فائدہ پہنچتا ہے اور اُس کا وجود باجود ایک جہان کو گمراہی اور ضلالت سے نجات بخشتا ہے اگر وہ عبادت ترک کرے سوا اپنے نفس کے کسی کو نقصان نہ ہو نچائے من عمل صالحا فلنفسہ اور جو یہ نصیحت چھوڑ دے تمام خلق گمراہ ہو جائے ۔ ب۔ سلمان فارسی فرماتے ہیں کہ لوگ ہمیشہ خیر کے ساتھ ہیں جب تک اگلے باقی ہیں کہ پچھلے اُن سے سیکھیں اور جب اگلا نہ رہے کہ پچھلا اُس سے سیکھے ہلاک ہو جائیں سعید بن جبیر کہتے ہیں ہلاک خلق کی علامت موت اُن کے علماء کی ہے عطا سے منقول ہے قولہ تعالیٰ نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا میں نقصان زمین سے علماء و فقہا کی موت مراد ہے کہ جب عالم نہ رہیں گے خلق مانند بیلوں اور گدھوں عقل سے خالی اور شتر بے مہار کی طرح بے طریق ہو جائیں گے اور انتظام جہاں کا درہم برہم ہوگا اور قتل اور غارت اور شر اور فساد اور وبا اور طاعون کی کثرت ہوگی اور عذاب آسمان سے پے در پے نازل ہوگا یہاں تک کہ زمین چار طرف سے ویران ہو جاوے گی اور خلق خدا ہر دم کم اور پریشان اسی واسطے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے طلب و تحصیل اور افشاء اور اظہار اور امر بمعروف و نہی منکر پر کمال تاکید فرماتے اور چھپانا اور نصیحت کو ترک کرنا اور پڑھانے اور مسئلہ بتلانے میں دریغ کرنا از حد بُرا جانتے حدیث میں ہے ۔ **ع ل** طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ طلب علم ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے ۔ اور ارشاد ہوتا ہے لیتفقھوا فی الدین ای یتکلفوا فی تحصیل الفقہ ابن مسعود فرماتے ہیں علم حاصل کرو پہلے اس سے کہ اہل علم انتقال کریں اے عزیز علم امان زمین و آسمان ہے صلاح معاش و معاد اور انتظام عالم اس سے وابستہ ہے جو فائدہ دین و دنیا کا کسی کو حاصل ہوتا ہے اصل اُس کی علم ہے کہ حصول تمام اشیاء کا علم پر موقوف ہے کہ طلب مجہول مطلق محال ہے ابواب سعادت اور اسرار معرفت اور حقائق اشیاء اور حقیقت نفس و روح حیوانی و انسانی اور عجائب ملک و ملکوت و غرائب معقولات اور واجبات و ممکنات و مستحیلات اور تہذیب نفس اور تقویت روح کہ آلات و اسباب اور مراتب و درجات اور خلقت عالم اور آدم کے بھید اور حقوق اسلام اور تعظیم شرائع اور امتثال اوامر اور اجتناب از نواہی کے طریق اور تمام حسنات اور سیئات کی تفصیل و تحقیق اور عبادات اور معاملات بوسیلہ اس حقیقت کے دریافت ہوتے ہیں اور جہل ایک وادی ہے کہ استیلاء کفر اور خرابی ایمان و آشنائی با شیطان و بیگانگی از انبیاء و اصفیاء اور انزہاق روح اور ابتلا بمعصیت اور محرومی از اطاعت اُس کی نبات اور روئیدگی ہے ۔ ابتداء علم حصول ایمان اور انجام اس کا حصول جنان اور ابتداء جہل کفر و معصیت اور انجام اُس کا عذاب آخرت ۔ علم خاصۂ اہل ایمان ہے ۔ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ اور جہل موجب شقاوت و عداوت العاقل حبیبی والاحمق عدوی فتویٰ شرع کا یہ ہے اعرض عن الجاہلین ۔ **پنجم**۔ بہکاتا ہے کہ تو عالم ہو گیا

اب تحصیل علم تحصیل حاصل ہے۔ اور جو کسی قدر باقی رہا تو اُس کی طلب میں دوسرے کے پاس جانا تیری قدر و منزلت لوگوں کی نظر میں گھٹا دے گا اور یہ نرا دانو ہے کہ علم حد و نہایت نہیں رکھتا کمال اس دولت کا کسی کو حاصل نہ ہوا کسی نے امام اعظم سے پوچھا کہ یہ مرتبہ کس طرح حاصل ہوا فرمایا ما بخلت بالافادة وما استنکفت عن الاستفادة میں نے سکھانے میں بخل نہ کیا اور سیکھنے سے نہ شرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب الٰہی میں عرض کیا الٰہی کون بندہ تیرا اقضیٰ ہے جواب ہوا جو حق کے ساتھ حکم کرے اور خواہش کی پیروی نہ کرے عرض کیا خدایا کون بندہ تیرا زیادہ عالم ہے فرمایا جو تحصیل علم میں مشغول رہے اور جس کے پاس جاوے اُس سے علم حاصل کرے شاید کوئی بات ہاتھ آوے جو اُسکو راہ پر دلالت کرے یا ہلاک اور ردیٰ سے بچائے۔ اے عزیز عالی ہمت کو لازم ہے کہ اس دولت سے کبھی سیر نہ ہو جس قدر زیادہ ہو زیادہ طلب کرے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے قل رب زدنی علما ہمت موسوی طلب علم میں دیکھو لا ابرح حتی ابلغ مجمع البحرین او امضی حقبا۔ **ششم:۔** کہتا ہے اس زمانہ پُر آشوب فساد میں پڑھانا بے فائدہ ہے لوگ پڑھکر طلب دنیا میں مصروف ہو جاتے ہیں اور غرور اور پنداشت میں مبتلا ہوتے ہیں جواب اس کا یہ ہے کہ مسلمان پر بدگمانی حرام ہے علاوہ بریں تجھے اپنے کام سے کام ہے اگر تیری نیت صحیح ہے تجکو ثواب حاصل ہوگا پھر اگر وہ علم کو ضائع کریں گے وبال اُس کا تجھ پر نہیں لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى اور تو سکھانے میں کوتاہی کریگا تو تجھ سے مواخذہ کیا جائے گا علامہ بیضاوی مولیٰ علی سے نقل کرتے ہیں کہ جاہلوں سے نہ سیکھنے پر پیچھے اور عالموں سے نہ سکھانے پر پہلے مواخذہ ہوگا طبرانی اوسط میں اور ابن ابی شیبہ مصنف میں روایت کرتے ہیں جو علم بیان نہ کیا جائے مانند اُس خزانے کے ہے کہ اُس میں سے خرچ نہ کیا جائے اور حضرت فرماتے ہیں کہ بعض عالم میری اُمت کے اوروں کو علم سکھاتے ہیں اور اُسے بعوض دنیا کی خسیس چیزوں کے نہیں بیچتے مچھلیاں دریا میں اور چرند جنگل اور پرند ہوا میں اُن کے واسطے دُعا اور استغفار کرتے ہیں اور بعض عالم میری امت کے علم کے سکھانے میں بخل کرتے ہیں اور اُسے کھانے اور روپئے کے بدلے بیچتے ہیں قیامت کو اُن کے منہ میں لگام ڈالیں گے اور جب تک حساب سے فارغ نہ ہو گا پکاریں گے یہ وہ شخص ہے جسے خدا نے علم دیا اور اُس نے مخلوق سے بخل کیا اور اُسے کھانے اور نقد کے بدلے بیچا۔ ب۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ اگر خدائے تعالیٰ اہل کتاب کو کتمان علم پر نہ پکڑتا میں حدیث تم سے بیان نہ کرتا بعض دانشمندوں سے منقول ہے کہ جو نکتۂ علمی کسی کے ذہن میں آئے اور وہ لکھا نہ جائے مؤودہ کے حکم میں داخل ہے۔ ض نی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص علم کو چھپاتا ہے۔ مانند اُس کے ہے کہ خزانہ جمع کرتا ہے اور خرچ نہیں کرتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَ الْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْكِتٰبِۙ اُولٰٓىٕكَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ۝ جو لوگ چھپاتے ہیں اُس کو جو ہم نے اتارا کھلی آیتیں اور ہدایت سے بعد اُسکے کہ ہم نے ظاہر کر دیا اُنکو لوگوں کیلئے لعنت کرتا ہے اُن پر اللہ اور لعنت کرتے ہیں اُن پر لعنت کرنے والے۔ ب جس حضرت فرماتے ہیں جو شخص جان کر علم کو سائل سے چھپاوے لگام آگ کی اُس کے منھ میں دی جائے بعض مفسرین آیۂ کریمہ مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا کی تفسیر میں لکھتے ہیں ای لم یعملوا بما فیها

ولم یودواحقھاکمثل الحمار یحمل اسفارا یعنی کہاوت اُنکی جو توریت دیئے گئے پھر اُسے لوگوں کو نہیں سکھاتے اور اُسکا حق ادا نہیں کرتے مانند کہاوت گدھے کے ہے کہ کتابیں اٹھاتا ہے یعنی جو لوگ کتاب سے واقف ہیں اور لوگوں کو نہیں سکھاتے اُنکا حال ایسا ہے جیسے گدھے پر کتابیں لاد دیں کہ اُسکو سوا محنت اور مشقت اور بوجھ کے ان کتابوں سے کچھ حاصل نہیں مگر جو قابل سکھانے کے نہیں اُس سے علم کا چھپانا جائز ہے۔ مثلاً انگریزوں کو علم عربی پڑھانا یا غوامضِ شریعت عوام اور جاہلوں سے کہنا یا اُس شخص کو کہ اعتقاد اُس کا صحیح نہیں علم حکمت و منطق پڑھانا بیجا ہے واضع العلم عند غیر اھلہ کمقلد الخنازیر الذھب علم نا اہل کے پاس رکھنے والا گویا سور کے گلے میں سونے کا توڑا ڈالنے والا ہے۔ حدیث میں آیا ہے علل موتی کتّوں کے مُنہ میں نہ ڈالو۔ امام احمد کے ایک شاگرد نے دیوار اپنی جو برابر شارع کی طرف بڑھائی آپ نے سبق اُس کا موقوف کر دیا کہ تو بدنیت ہے تجھے علم پڑھانا نہ چاہئے۔ **ھفتم**:۔ کہتا ہے کہ زمانہ فاسد ہے اسوقت میں وعظ اور نصیحت کرنا بے فائدہ ہے تیری بات کون سنے گا اور جو سنے گا وہ کب ملنے گا اس سے خلوت اختیار کر اور تہذیب نفس میں مشغول ہو اوروں کے لئے اپنا وقت ضائع کرنا حماقت ہے اور یہ اُس ملعون کا بڑا فریب ہے چاہتا ہے کہ علمار کو امر معروف و نہی منکر سے روکے اور بفراغ خاطر عوام کو گمراہ کرے خدا نے علمار کو وارثِ انبیار کیا۔ اُن کو امر معروف اور نہی منکر ترک کرنا خلقِ خدا کو شیطان کے قبضے میں دینا ہے جب تک ایک شخص کی ہدایت محتمل ہو علمار کو عزلت اور خلوت نہ چاہئے ہاں جب یقین ہو کہ ایک شخص بھی نصیحت پر عمل نہ کریگا اسوقت علم کو تہہ کرے اور خلق سے کنارا کر کے اپنے کام میں مشغول ہو علامہ ابوبکر نے جب ارادہ عزلت کا کیا منادی غیب نے اُن سے کہا اے ابوبکر خدا نے تجھے ہدایت کیلئے پیدا کیا نہ واسطے تنہائی اور گوشہ نشینی کے سلطان المشائخ حضرت مولانا نظام الدین قدس سرہٗ نے رجوع خلق سے گھبرا کر گوشہ نشینی کا ارادہ کیا ایک مردِ غیبی نے اُن کے پاس آکر یہ شعر پڑھا۔ بیت

آں روز کہ مہ شدی نہ دانستی　　　کانگشت نمائے عالمے خواہی شد

عزلت ابتدائے کار میں مفید ہے عالی حوصلہ وہ ہے کہ مخلوق کے ساتھ ہے اور سوا خالق کے کسی سے کام نہ رکھے منہاج العابدین میں لکھا ہے کہ ابو اسحاق نے عابدانِ کوہ لبنان سے کہا اے گھاس کھانے والو تم یہاں گھاس کھانے میں مشغول ہو اور اُمت محمدی اہل بدعت کے قبضے میں ہے اُٹھو اور خلق کو نصیحت کرو۔ اے عزیز عالم کے حق میں کوئی عبادت اشاعت علم اور ہدایت خلق اور امر معروف و نہی منکر سے بہتر نہیں کہ یہ ورثہ انبیار اور شعار مرسلین ہے۔ اور قطب ہے اقطاب دین سے پیغمبر اسی کے واسطے بھیجے گئے اور کتابیں اور صحیفے اُس کے بیان میں نازل۔ ع سب کا جہاد کے سامنے مانند قطرے کے ہیں بڑے دریا میں اور جہاد امر معروف کے سامنے مانند قطرے کے ہے بڑے دریا میں قال اللہ تعالیٰ وَلْتَكُنْ مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ امر معروف و نہی عن المنکر فرض کفایہ ہے ایک جماعت کا قیام بھی کفایت کرتا ہے دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا

عَنِ الْمُنْکَرِ یہاں اُسی نماز و زکوٰۃ کے ساتھ ایک آیت میں ذکر کیا۔ غ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اچھی بات کا حکم کرو ورنہ خدا تمہارے بدتروں کو تم پر غالب کریگا اور تمہارے افضل کی دعا نہ سنے گا۔ غ جو قوم گنہگار ہو اور اوروں کو نصیحت نہ کریں ایسا عذاب آئے کہ سب اُس میں مبتلا ہو جائیں۔ غ خدائے تعالیٰ خاص بندے بے گناہ کو عوام کے سبب عذاب نہیں کرتا مگر اسوقت کہ برائی دیکھے اور باوجود قدرت کے منع نہ کرے۔ غ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ ہاتھ سے جہاد کرے اور جو نہ ہو سکے زبان سے اور جو نہ ہو سکے دل سے مکروہ رکھے ورنہ مسلمان نہیں ہے غ جو گناہ کے وقت موجود ہے مگر دل اُس کا ناخوش ہے گویا وہ غائب ہے اور جو غائب ہے مگر دل سے گناہ پر راضی ہے گویا وہ گناہ میں حاضر ہے۔ غ حق سبحانہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ فلاں شہر کو زیر و زبر کرو عرض کیا الٰہی اُس میں ایک مرد نیک ہے کہ ایکدم تیری یاد سے غافل نہیں فرمایا اوروں کے گناہ پر ایکدم تیوری نہیں چڑھاتا۔ غ خدائے تعالےٰ نے ایک شہر پر عذاب بھیجا جس میں اٹھارہ ہزار شخص ایسے عابد تھے کہ عمل اُن کے مانند عمل پیغمبروں کے تھے۔ اس واسطے کہ خدا کے واسطے اوروں کے گناہ پر غصہ نہ کرتے تھے قال تعالیٰ واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصہ۔ بیضاوی بہتر آدمیوں کا امر بالمعروف وانہا عن المنکر واتقی للہ واوصل ہے۔ غ شہیدوں میں افضل وہ ہے جو ظالم بادشاہ پر حسبت کرے اور وہ اُسے قتل کرے اور جو نہ قتل کرے تمام عمر گناہ اُسکے نہ لکھے جائیں اگرچہ بہت عمر پائے۔ ع یوشع علیہ السلام پر وحی آئی کہ لاکھ آدمی تیری قوم کے ہلاک کرونگا چالیس ہزار اچھے اور ساٹھ ہزار بدکار عرض کیا الٰہی نیکوں کی ہلاکت کا کیا سبب ہے ارشاد ہوا میرے لئے اوروں سے دشمنی نہیں رکھتے ہیں اور کھانے پینے میں اُن سے پرہیز نہیں کرتے ہیں۔ فائدہ:۔ اس جگہ کئی امر قابل بیان کے ہیں۔ امر اوّل احتساب سب مسلمانوں پر واجب اور اُس کا جاننا اور شرائط کا دریافت کرنا لازم جاننا چاہئے کہ ہر مکلف مسلمان اگرچہ خود عادل اور پارسا نہ ہو اور بادشاہ نے اُسے مقرر نہ کیا ہو شرعًا احتساب کر سکتا ہے۔ اس لئے کہ اگر عدالت و پارسائی شرط ہو طریقہ احتساب درہم برہم ہو جائے۔ غ کسی نے حسن بصری سے پوچھا کہ گنہگار اوروں کو کیا نصیحت کرے فرمایا شیطان اس وسوسہ کو تمام جہان سے زیادہ عزیز رکھتا ہے کہ کسی طرح راہ احتساب کی بند ہو جائے ہاں بعض علمار کے نزدیک جو شخص کہ فسق میں مشہور ہو اُسے ہاتھ سے احتساب جائز نہیں کہ اُس سے رونق وعظ و حشمت شرع میں فرق پڑتا ہے۔ غ عیسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ اے بیٹے مریم کے پہلے اپنے نفس کو نصیحت کر پھر اوروں کو ورنہ مجھ سے شرم رکھ اور بعض علمار کے نزدیک فاسق کو بھی درست کہ شراب گرا دے اور چنگ و رباب توڑے اور ظالم کو ظلم سے روکے۔ اس لئے کہ ہر شخص پر دو بات واجب ہیں ایک یہ کہ خود نہ کرے دوسرے اوروں کو نہ کرنے دے جس نے ایک بات کو ترک کیا کیا ضرور ہے کہ دوسری کو بھی ترک کرے بُرا ہونا اور بات ہے اور باطل ہو جانا اس کام کا دوسری بات۔ بُرائی اس سبب سے ہے کہ اُس نے عمدہ کو ترک کیا نہ اس لئے کہ دوسری کو کیوں کیا اور بے اجازت بادشاہی مارنا فاسقوں کا مناسب نہیں کہ شاید کوئی مر جائے اور اس میں فتنہ برپا ہو باقی رہا نصیحت کرنا زبان سے اور خوف خدا دلانا ہر مسلمان پر واجب ہے اس میں شور اور اجازت شاہی کی کیا حاجت ہے سلف خود بادشاہوں اور خلیفوں پر احتساب کرتے

تھے اور سخت بات کہنا جیسے یا فاسق۔ یا ظالم۔ یا احمق۔ یا جاہل اُس کے حق میں ایک بات صحیح ہے اس کے لئے فرمان کیا درکار ہے اور بات سے دفع کرنا مثلاً شراب کا گرانا اور دستار ریشمین سر سے اُتار لینا عبادت ہے اس میں بھی حاجت اذن کی نہیں۔ امر دوم:۔ جو بات کہ منکر ہو اگرچہ گناہ نہ ہو مثلاً دیوانہ کا چارپایہ سے صحبت کرنا اور شراب پینا اور پرایا مال تلف کرنا یا صغیرہ ہو جیسے حمام میں ننگا ہونا اور عورتوں کو دیکھنا اور اُن سے خلوت میں بیٹھنا اور چاندی کے برتن میں پانی پینا ان سب باتوں پر احتساب جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ منکر بالفعل موجود ہو جو شخص کہ شراب پی چکا یا کہتا ہے کہ پیوں گا اُسے سوا زبان کے سمجھانے کے اور تکلیف دینا جائز نہیں۔ امر سوم محتسب کو تجسس و تلاش نہ چاہئے جس نے دروازہ بند کیا اُس کے گھر میں بے اجازت نہ جائے اور ہمسایوں سے نہ پوچھے اور کوٹھے پر چڑھ کر نہ دیکھے اور روزن میں سے نہ جھانکے۔ غ نقش حضرت لقمان کی انگوٹھی کا یہ تھا کہ جو ظاہر دیکھا اُس کا چھپانا بہتر ہے رسوا کرنے سے بسبب گمان کے محض ناروا ہے پردہ دری بے دستوری شرع خود معصیت ہے اور ایذا مسلمان کی بے طریق شرع نہایت مذموم۔ غ امیر المؤمنین عمر نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ امام کسی کو منکر میں مبتلا دیکھے حد جاری کر سکتا ہے علی مرتضیٰ نے جواب دیا کہ اس کام کو خدائے تعالیٰ نے دو گواہ عادل کے بیان پر موقوف کیا ایک عادل کا علم کفایت نہیں کرتا۔ امر چہارم جس چیز پر احتساب کیا جائے مرتکب کے مذہب میں ناشائستہ ہو مثلاً شافعی بے ولی کے نکاح کرے یا نبیذ تمر کھائے اور ربا بالیقین منکر ہو جیسے مبتدع خدائے تعالیٰ کو جسم اور قرآن کو مخلوق کہے اور دیدار الٰہی کو محال کہے مگر مبتدع پر احتساب اُس حالت میں چاہئے کہ اُس شہر میں ہم مذہب اُس کے کم ہوں اور ذلیل ورنہ اجازت بادشاہ کی ضرور ہے تا کہ فتنہ برپا نہ ہو۔ امر پنجم جس پر احتساب واقع ہو چاہئے کہ مکلف ہو اور محتسب پر اُس کی تعظیم بھی واجب نہ ہو مثلاً اُس کا باپ اور مولیٰ اور بادشاہ ہو ہاں اگر رنجیدہ نہ ہو تو نرمی اور لطف سے سمجھاوے یا شراب گرا دے اور کپڑا ریشمین اُس کا کھودے اور جس کا مال چھین لایا ہو اُسے دیدے اگرچہ باپ ناراض ہو جاوے کہ ناراضی اُس کی بیجا ہے۔ مگر امام حسن بصری کہتے ہیں ناراض ہو تو نہ کرے یہاں تک کہ باپ اگر کافر ہو قتل نہ کرے اور جو بیٹا جلاد ہو تو باپ کو حد نہ مارے لیکن اُستاد اور باپ کی تعظیم میں فرق ہے کہ تعظیم اُس کی بسبب علم کے ہے اور جب عمل نہ کیا تو تعظیم کہاں۔ اور دیوانہ کو ناشائستہ سے روکنا یا بیل کو مسلمانوں کے غلہ اور کھیت سے ہنکالنا حقیقت میں حسبت نہیں اور جو اُس میں تکلیف و رنج ہو واجب نہیں مگر راہ دراز واسطے ادائے شہادت کے قطع کرنا اور ظالم جاہل کو اتلاف مال مسلمان سے روکنا اگرچہ اُس میں تکلیف ہو واجب ہے اگر اس تکلیف کی قدرت رکھے ورنہ معذور ہے اسلئے کہ دین کیلئے تکلیف اُٹھانا چاہئے کسی کے مال کے واسطے ضرور نہیں۔ امر ششم جو شخص کہ غالب ظن احتساب میں یہ کرتا ہے کہ اُسے ماریں گے اور بات اُسکی نہ مانیں گے اُس پر احتساب واجب نہیں اور جو شخص جانتا ہے کہ معصیت دور کر دوں گا مگر مجھے ماریں گے اُس کے حق میں بہتر یہ ہے کہ زخم پر صبر کرے۔ وَلَا تُلْقُوا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ کے معنی یہ ہیں کہ مال راہ خدا میں خرچ کرو تا کہ ہلاک نہ ہو اور جب کہ ایک مسلمان کو صف کفار میں گھس کر شہید ہونا موجب اجر کا ہے حالانکہ ظاہراً نفس کو ہلاکت

میں ڈالتا ہے تو خدا کے واسطے فاسقوں اور بدکاروں کے ہاتھ سے تکلیف اٹھانا کیونکر موجب ثواب کا نہ ہوگا ہاں جس کو فی الحال جان ومال وجاہ وتن وعزیزوں واولاد میں نقصان پہنچے اُسے احتساب نہ کرنا اور خاموش رہنا روا ہے اور جو سمجھے کہ آئندہ ہرج میرا ہوگا یا زیادتی جاہ ومنزلت کی جاتی رہے گی یا پیادہ بازار میں مجھے پھرائیں گے یا میری غیبت کریں گے اور مجھ سے عداوت اور زبان درازی کریں گے اور اُس کی اطاعت ترک کریں گے اُسے ترک احتساب جائز نہیں کہ کوئی حسبت اس سے خالی نہیں ہوتی لیکن اگر غیبت سے منع کرے اور سمجھے کہ میری بھی غیبت کریں گے خاموشی جائز ہے مراتب حسبت کے سات ہیں۔ درجۂ اوّل نادان کو بہ نرمی جتلادے کہ شاید تمہارے قریب کوئی عالم نہیں یہ چیز حرام اور اصلاح کرنا چاہئے اور کوئی ماں کے پیٹ سے دانا نہیں ہوتا آئندہ احتیاط چاہئے اور جو نادان کو رنجیدہ اور اس پر سختی کرتا ہے گویا خون پیشاب سے دھوتا ہے۔ کہ نجاست بول کی نجاستِ خون سے سخت تر ہے۔ درجۂ دوم جو جانتا ہے اُسے بہ نرمی نصیحت کرے عیب میں مبتلا دیکھے تو کہے عیب سے سوا خدا کے کوئی خالی نہیں اپنے حال کو دیکھنا اور کے عیب سے بہتر ہے طوبیٰ لمن شغل عیبہ عن عیوب الناس یا عیب کی مذمت میں کچھ پڑھے اور مقصود اُس سے اپنا علم وورع ظاہر کرنا نہ ہو اور نہ اُس پر حکومت اور رفعت چاہنا اکثر معلوم ہوتا ہے کہ میں وعظ ونصیحت کرتا ہوں اور درحقیقت طاعت شہوت جاہ کی کرتا ہے کہ یہ اُسکے گناہ سے بدتر ہے اسی طرح اگر وہ دوسرے کی نصیحت سے یا اپنے آپ توبہ کرے خوش نہ معلوم ہو اور جو اپنے کہنے سے توبہ کرے خوشدل ہو یہ علامت اتباعِ جاہ کی ہے اور دعوت بخود ہے نہ دعوت بخدا۔ ع کسی نے داؤد طائی سے کہا کہ جو شخص بادشاہ پر حسبت کرے اُس کے حق میں کیا فرماتے ہو۔ فرمایا اگر زدوکوب وقتل سے محفوظ بھی رہے تو اندیشہ اُس بلا کا کہ اُن دونوں سے بدتر ہے یعنی عجب وخود بینی باقی ہے۔ ابو سلمان دارانی کہتے ہیں کہ میں نے خلیفہ پر احتساب کرنا چاہا لیکن اس خیال سے کہ ریا خلق کے دل میں پیدا ہو اور خلیفہ مجھے قتل کرے مفت میں جان بے اخلاص کے جائے خاموش رہا۔ درجۂ سوم جس جگہ نرمی ولطف سے کام نہ نکلے وہاں ترش روئی اور بحقارت دیکھنا کفایت کرتا ہے اگر سخت بات سے فائدہ نہ سمجھے ورنہ سخت کہے مگر جھوٹ نہ بولے اور فحش نہ بکے۔ درجۂ چہارم جب کلام درشت سے بھی مطلب نہ نکلے اُس سے کہے کہ اپنے ہاتھ سے اس منکر کو دور کر اگر نہ مانے خود دفع کرے اور حاجت سے زیادہ مبالغہ نہ کرے جس کا ہاتھ پکڑ کے نکال سکتا ہے اُس کی داڑھی نہ پکڑے اور جس کی شراب گرا سکتا ہے اُس کا برتن نہ توڑے درجۂ پنجم جس جگہ نرمی سے مطلب نہیں نکلتا وہاں دھمکانا ساتھ اُس چیز کے کہ کر سکے اور جائز بھی ہو لائق ہے مثلاً کہے کہ اس کام کو چھوڑ نہیں تو میں تجھے ماروں گا نہ یہ کہ تجھے دار پر کھینچوں گا اور قتل کرونگا کہ یہ جھوٹ ہے اور نہ یہ کہ تیرے کپڑے پھاڑونگا اور تیری عورت اور بچوں کو ایذا دوں گا کہ یہ ناجائز ہے۔ درجۂ ششم۔ جو بے مارے نہ مانے اُسے ہاتھ سے مارے اور جو ہاتھ سے بھی نہ مانے لکڑی سے مارے اور جو لکڑی سے بھی نہ مانے اُسے تلوار یا تیر کمان سے ڈرائے اور جو اُس سے بھی باز نہ آئے مثلاً کسی عورت سے صحبت کرتا ہو اور نہ

چھوڑے تو اُسے قتل کرے۔ درجۂ ہفتم اور جو تنہا کہنا اُس کا قصد نہ ہوا وروں کو جمع کرکے مقابلہ کرے مگر اکثر نے یہ درجہ اجازت سلطان پر موقوف رکھا کہ اس میں احتمال جنگ وجدال وطول فساد کا ہے۔ اصل کار اس بات میں یہ ہے کہ محتسب عاصی کے حال پر افسوس وغم کرکے بسبب شفقت کے اُسے منع کرے اُس طرح جیسے کہ اپنے فرزند کو بُرائی سے روکتا ہے اور جہاں تک ممکن ہو شدت نہ کرے نرمی سے کام نکالے اور یہ خیال نہ کرے کہ جسقدر گناہ اُس کے ہیں سب نہ چھڑا سکوں گا یہ زمانہ فساد سے بھر گیا کس کس کو نصیحت کرونگا بلکہ جو کچھ ہوسکے اُسے غنیمت سمجھے عجب کیا کہ اُس کی رفق ونرمی بہت گناہوں کو خلق سے دور کرے اور ثواب اُس کے نامۂ اعمال میں ابدالآباد تک لکھا جائے۔ غ کسی نے مامون خلیفہ کو سخت کلمہ کہا مامون نے فرمایا اے عزیز خدائے تعالیٰ نے تجھ سے بہتر کو مجھ سے بدتر یعنی موسیٰ وہارون کو فرعون پر بھیجا اور فرمایا فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰی اس سے نرم بات کہو تاکہ قبول کرے یا ڈرے۔ غ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک جوان نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے زنا کا حکم دیجئے صحابہ اُس پر خفا ہوئے آپ نے اُسے بلاکر فرمایا کہ تو اپنی ماں اور بہن اور بیٹی اور خالہ اور پھوپھی کیلئے یہ فعل روا رکھتا ہے عرض کیا نہیں فرمایا پھر اور کون روا رکھے گا کہ تو اُس کی ماں اور بہن اور خالہ اور پھوپھی سے زنا کرے۔ پھر دست مبارک اُس کے دل پر رکھا اور فرمایا الٰہی اسکے دل کو پاک کر اور اسکی شرمگاہ کو نگاہ رکھ اور گناہ اُسکا معاف کر اسی وقت سے اُس کے نزدیک کوئی فعل بدتر اور دشمن تر زنا سے نہ تھا۔ فضیل بن عیاض سے کسی نے کہا کہ صفیان بن عیینہ خلعت بادشاہ کا لیتے ہیں فرمایا وہ بیت المال میں اس سے زیادہ حق رکھتے ہیں مگر تنہائی میں اُن پر عتاب کیا اور ملامت کی انہوں نے کہا اے ابوعلی میں صالحوں میں نہیں ہوں مگر صالحوں کو دوست رکھتا ہوں۔ غ واصل بن اقیم نے ایک شخص کو دیکھا کہ تہبند زمین میں کھینچتا جاتا ہے شاگردوں نے منع کرنا چاہا فرمایا ٹھہرو میں منع کرونگا پھر اُسے آواز دی کہ اے بھائی مجھے تم سے کچھ کام ہے۔ جب قریب آیا کہا تہبند اپنا زمین سے اونچا کرلو گے کہا ہاں بعد اس کے شاگردوں سے کہا کہ اگر میں درشتی کرتا کبھی نہ مانتا بلکہ گالیاں دیتا۔ غ۔ ایک مرد نے کسی عورت کو واسطے زنا کے پکڑا تھا اور چھری ہاتھ میں رکھتا تھا مگر کوئی اُس کے پاس نہ جاسکتا تھا بشر حافی اُدھر سے نکلے اُس کے کان میں کہا کہ خدائے تعالیٰ حال تیرا دیکھ رہا ہے کہ تو کہاں ہے اور کیا کرتا ہے۔ اُسی وقت بے ہوش ہوکر گر پڑا اور پسینہ اُس کے بدن سے جاری ہوا جب ہوش آیا توبہ کرتا اور کہتا کیا منہ لیکر بشر حافی کے پاس جاؤں اُسی ندامت اور شرمندگی میں بیمار رہا اور اُسی ہفتہ میں مرگیا۔ ف احتساب میں رعایت چند باتوں کی ضرور ہے اوّل یہ کہ نرمی کرے اور جو ضرورت ہو تو بقدر ضرورت کے درشتی اور سختی بلا مبالغہ وتشدد کما عرفت آنفًا۔ دوم۔ طمع کو دور کرے کہ جس جگہ طمع کو دخل ہے وہاں حسبت باطل ہے۔ غ ایک بزرگ کسی قصاب سے چھچھڑے بلی کے واسطے لے جایا کرتے ایک روز اُس قصاب سے کوئی بات بیجا دیکھی گھر جاکر اول بلی کو نکال دیا پھر آکر اُس پر احتساب کیا اُس نے کہا اب سے کبھی چھچھڑے لوگے فرمایا کہ میں نے پہلے ہی بلی کو نکال دیا جب تجھ پر احتساب کیا۔ غ۔ کعب احبار نے ابومسلم خولانی سے پوچھا کہ تم اپنی قوم میں کس حال پر ہو کہا اچھے حال پر فرمایا توریت میں لکھا ہے کہ جو حسبت کرے وہ

قوم میں بُرے حال پر رہے کہا توریت سچی ہے اور ابو مسلم جھوٹا۔ سوم۔ رنج و تکلیف پر صبر کرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ جو شخص کہ رنج پر صبر نہیں کر سکتا ہے وہ احتساب نہیں کر سکتا۔ چہارم اپنے نفس کو اُس میں دخل و نصیب نہ دے۔ غ۔ علی مرتضیٰ نے ایک کافر کو پچھاڑا جب سینہ پر بیٹھے اور چاہا کہ اُسے قتل کریں اُس نے روئے مبارک پر آب دہن ڈال دیا آپ نے چھوڑ دیا اور فرمایا کہ مجھے غصہ آ گیا اس لئے اندیشہ کیا کہ شاید یہ قتل واسطے نفس کے واقع ہو نہ واسطے خدا کے۔ امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کو درہ مارا دوسرا مارا اُس نے گالی دی آپ نے چھوڑ دیا کہ تیسرا واسطے نفس کے نہ ہو اسی واسطے کہتے ہیں کہ محتسب کو خلق لازم ہے کہ جو شخص خلق و حلم نہیں رکھتا اگر کوئی اُسے رنج دے گا خفا ہو جائے گا اور خدا کو بھول کر اپنے نفس کا بدلہ چاہے گا وہ احتساب اس کے حق میں ثواب نہ رہے گا اور عذاب ہو جائیگا۔ پنجم۔ علم کہ بے علم کے معروف و منکر میں فرق کیونکر ہو سکے اکثر نادان اپنے ہوائے نفس سے مسئلہ بتاتے ہیں اور بے جانے قیاس فاسد سے حکم کرتے ہیں اور حرام کو حلال اور حلال کو حرام ٹھہرا لیتے ہیں۔ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ یعنی علیہ السلام فرماتے ہیں حق ظاہر پہ عمل کر اور باطل ظاہر کو چھوڑ اور مشکل کو عالم سے دریافت کر بغوی روایت کرتے ہیں کہ جو کچھ معلوم ہو بیان کرو اور جو نہ جانو عالموں سے پوچھو۔ قال اللہ تعالیٰ فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ب مسروق و ابن مسعود کہتے ہیں جو نہیں جانتا کہے اللہ اعلم کہ یہ کہنا بھی علم سے ہے۔ ششم۔ عمل کہ جو شخص خود عمل نہیں کرتا اور اوروں کو نصیحت کرتا ہے اگرچہ نصیحت کرنا اُسکو روا ہے لیکن اُسکے احتساب پر فائدہ معتد بہا مترتب اور کسی کے دل پر اُسکی نصیحت کا اثر نہیں ہوتا بلکہ بعض وقت نصیحت اُسکی ہیبت شرع میں فرق ڈالتی ہے اور ہنسی و تمسخر کا موجب ہوتی ہے اور لوگوں کے دل میں سختی و شدت اور راہ دین سے غفلت پیدا ہوتی ہے کہتے ہیں کہ بیان اگر اُسکا صحیح ہوتا خود بھی کرتا مفت ہمیں مشقت میں ڈالنا چاہتا ہے اور ہماری فراغت اور عشرت پر حسد کرتا ہے پس وہ کام اختیار کرنا کہ عین اُس کام سے منافی مقصود کا لازم آئے کام عقلمندوں کا نہیں۔ غ۔ حضرت داؤد علیہ السّلام مروی ہوئے کہ جس عالم کو محبت دنیا نے مسخ کیا اُس سے سوال نہ کر کہ تجھے میری محبت سے گرا دے گا وہ میرے بندوں کے راہزن ہیں بہتر یہ ہے کہ آدمی پہلے آپ کو سنوارے پھر دوسرے کو نصیحت کرے۔ کہتے ہیں ایک عورت نے امام اعظم سے شکایت کی کہ میرا بیٹا گڑ بہت کھاتا ہے آپ نصیحت کریں فرمایا بعد دو ہفتہ کے اُسے میرے پاس بھیجدینا جب آپ نے اُس سے فرمایا کہا حضرت میں نے قبول کیا مگر اس ذرا سی بات کے لئے آپ نے پندرہ دن کی مہلت کیوں چاہی فرمایا میں بھی گڑ بہت کھاتا تھا پہلے خود ترک کیا اگر خود نہ چھوڑتا تو بھی نصیحت نہ مانتا بڑی بے حیائی کی بات ہے کہ نقصان ایک چیز کا بیان کرے اور خود اُس سے باز نہ آئے لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ ت۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں شب معراج ایک قوم پر گذرا کہ ہونٹ اُن کے آگ کی قینچیوں سے کاٹے جاتے ہیں جبریل نے گذارش کیا کہ یہ تمہاری اُمت کے واعظ ہیں کہ خود نہیں

کرتے اور لوگوں کو نصیحت کرتے ہیں۔ب اور فرماتے ہیں میں اس اُمت پر اُس منافق سے ڈرتا ہوں کہ باتیں حکمت و دانائی کی کرے اور خود ظلم و جہل میں گرفتار رہے۔عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں تم چلنی کے مانند ہو جاؤ کہ آٹا چھن جاتا ہے اور بھوسی اس میں رہ جاتی ہے اسی طرح تم بھی حکمت و دانائی کی باتیں کرتے ہو اور بُرائی خود اپنے میں رکھتے ہو۔بخاری و مسلم روایت کرتے ہیں مرفوعاً قیامت کے روز ایک آدمی دوزخ میں ڈالا جائیگا کہ آنتیں اُس کی باہر نکل آئیں گی اور وہ گھومے گا جس طرح گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے دوزخی اس سے کہیں گے تجھے کیا ہوا تو ہم کو نصیحت کرتا تھا وہ کہے گا کہ تم کو کہتا اور آپ نہ کرتا اور تمہیں منع کرتا اور خود کرتا اور خطیب بن النجار روایت کرتے ہیں قیامت کو بہشتی دوزخیوں کی طرف نگاہ کریں گے اور کہیں گے کہ اے فلاں و فلاں ہم تمہاری نصیحت اور فرمانے پر عمل کرکے بہشت میں داخل ہوئے۔کہیں گے ہم تم کو تعلیم کرتے تھے مگر خود نہیں کرتے تھے الدال علی الخیر کفاعلہ اُس کے حق میں وارد ہے کہ خود بھی کرتا ہے یا خود قدرت نہیں رکھتا مگر اوروں کو نصیحت کرتا ہے۔ اے عزیز اگرچہ نفس اصل خلقت میں خیر سے متنفر اور شر کی طرف راغب ہے مگر سختی اور نرمی اور کردار اور گفتار سے راہ پر آسکتا ہے۔اور جب کسی کام میں بہت و ثمرہ اپنا سمجھتا ہے اُس کے لئے تھوڑی تکلیف اٹھا سکتا ہے اور جب آیۃ نصیحت و علم اُس کے سامنے رکھا جاتا ہے جہل و غفلت کا حجاب اُس سے دور ہو جاتا ہے وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ پس تجھے لازم ہے کہ اوّل اپنے نفس کی تہذیب و سنوارنے میں مشغول ہو اور اُس کی نصیحت و تادیب میں مصروف رہے اور کہہ اے نفس اگر سپاہی بادشاہ کا کسی کے پکڑنے کو آئے اور وہ گھر میں بیٹھا بے فکر کھیل میں مشغول رہے اُس سے زیادہ احمق کون ہے غور سے دیکھ کہ لشکر مرذوں کا دروازہ شہر پر بیٹھا ہے اور عہد کرتے ہیں کہ جب تک تجھے نہ لے لیں ہرگز نہ اٹھیں اور بہشت و دوزخ تیرے لئے تیار ہے۔اور موت کا وقت معلوم نہیں کہ جاڑا ہے یا گرمی دن ہے یا رات ناگاہ سر پر آجائے اور جو سامان اُس کا تیار نہ ہو حسرت و افسوس دل میں رہ جائے اے نفس دن رات گناہوں میں مبتلا رہتا ہے اگر جانتا ہے کہ خدا تجھے نہیں دیکھتا کافر اور غافل ہے اور جو سمجھتا ہے کہ وہ اس کام میں تجھے دیکھتا ہے تو بڑا بے حیا اور بے شرم ہے کہ ایسے مالک قہار کے سامنے ایسے بے موقعہ حرکت کرتا ہے۔ دیکھ اے نفس اگر تیرا غلام نافرمانی تیری کرے کسقدر ناگوار ہو اور تو اپنے آقا کی نافرمانی کرتا ہے اور اُس کے غضب سے نہیں ڈرتا کیا اُس کے عذاب کی طاقت اپنے میں پاتا ہے ذرا انگلی چراغ پر رکھ یا تھوڑی دیر دھوپ میں بیٹھ کہ تجھے بیچارگی اور بے طاقتی اپنی ظاہر ہو یا سمجھتا ہے کہ تجھے تیرے فعلوں پر نہ پکڑیں گے تو من یعمل سوءً یجز اور مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ کا انکار کرتا ہے اور جو تو کہتا ہے کہ وہ رحیم و کریم ہے مجھے عذاب نہ کرے گا۔دنیا میں دیکھ ہزاروں آدمی کو رنج و تکلیف اور بھوک اور پیاس اور درد و بیماری میں مبتلا کرتا ہے اور ذرہ گرد کا اُس کے دامنِ کرم و رحمت پر نہیں بیٹھتا یا یہ سمجھتا ہے کہ تکلیف و رنج و غم کیوں کر اٹھے گا اور نہیں جانتا کہ رنج و غم وہاں کا سخت تر ہے وہ کیونکر اٹھے گا تھوڑا رنج گوارا کرے تو اس رنج سے نجات پائے

اور جو رنج کو نہ اختیار کرے اُس سے کبھی نہ چھٹے طبیب کے کہنے سے بیماری میں سب شہوات ترک کرتا ہے اور فقیری کے خوف سے برسوں پہلے کا سامان ہزاروں تکلیف سے حاصل کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ دوزخ فقیری اور بیماری سے سخت تر ہے اور غم آخرت غم دنیا سے زیادہ ہے۔ دیکھ اے نفس اگر تو خدا کی تقسیم سے راضی ہے قناعت کر اور جو اُس کی تقسیم سے ناراض ہے تو اُس کا رزق مت لے اور رزاق ڈھونڈھ لے اگر ڈھونڈھ سکے۔ دیکھ اے نفس خدا جس بات کو منع کرے مت کر نہیں تو اُس کے ملک سے نکل جا اگر نکل سکے کہ اُس کے ملک میں رہ کر اُس کا حکم نہ ماننا بڑی بے حیائی اور نری نادانی ہے۔ دیکھ اے نفس اپنے رب سے چھپا کر گناہ کر اگر چھپا سکے اور جو نہیں چھپا سکتا تو اس بات سے شرم کر کہ اوروں سے شرماتا ہے اور اُس سے نہیں شرماتا۔ اے نفسِ سرکش تو بہ کیوں نہیں کرتا ہمیشہ کل پر ٹالتا ہے۔ ایک روز ناگہاں موت سر پر آجائے گی اور حسرت اور ندامت دل میں رہ جائے گی۔ کل توبہ آج سے آسان نہ ہوگی بلکہ جس قدر جڑ درخت گناہ کی زیادہ قائم رہے گی مضبوط ہوتی جائے گی جب کل آج سے سخت تر دیکھے گا دوسرے دن پر ٹالے گا اسی طرح کام تمام ہوجائے گا اور انجام خراب۔ اے نفس جوانی میں بڑھاپے سے پہلے اور فراغت میں مشغول ہونے سے پہلے اور بڑھاپے میں موت سے پہلے محنت نہیں کرتا اور جاڑے سے سامان گرمی اور گرمی سے سامان جاڑے کا کرتا ہے کیا دوزخ کے زمہریر کو اس سردی سے بھی حقیر اور آگ کو اس گرمی سے بھی کم جانتا ہے۔ دیکھ اے نفس نادان یہ نہ سمجھ کہ میری معصیت سے پروردگار کا ضرر ہے جو وہ غضب فرمائے بلکہ یقین کر کہ آگ دوزخ کی تیرے دل میں معصیت سے پیدا ہوتی ہے کہ وہ تیرے تن بدن کو جلادے گی طبیب اگر بد پرہیزی سے بیمار پر غصہ نہ کرے تاہم وہ بلا جو بسبب اُس کے اندرون بدن میں پیدا ہوئی اُس کی ہلاکت کے لئے کیا تھوڑی ہے اور سوا اس کے موت تو امر یقینی ہے۔ جب گناہوں اور لذتوں سے دل کو فریفتہ کیا اُس وقت چھوڑنا اُن کا کیا دشوار ہوگا اے نفس اگر تمام دنیا مشرق سے مغرب تک تجھے بے مزاحمت دیں اور چھوٹے بڑے تیری اطاعت اختیار کریں بالضرور سب تجھے ایک روز چھوڑنا پڑے اور پھر تجھے اُس میں سے سوا دو گز زمین اور چار گز کفن کے کچھ ہاتھ نہ لگے اور کوئی تیری قبر پر بھی نہ آئے نہ کبھی تجھے یاد کرے۔ اے نفس دون ہمت ٹھیکری خریدتا ہے اور سونا دیتا ہے اور جو کوئی دوسرا نادانی کرے اُس پر ہنستا ہے پہلے اپنے آپ کو سنوار اور اپنے تئیں وعظ و نصیحت سنا اور علم کے موافق عمل کر پھر دوسروں کو راہ پر لا کہ ثواب علم و عمل کا تجھے حاصل ہو عالم کو لازم ہے کہ فعل اپنے مطابق شریعت کے کرے کہ ہر چند اس کے فعل قابل اقتدا نہوں مگر طبع مخلوق کی اسطرف مائل ہے کہ جو طریق اپنے سردار کا دیکھتی ہے وہی کرتی ہے الناس علیٰ دین ملوکھم جبکہ دنیا کے سرداروں کا یہ حال ہو تو علماء کہ سردار دین کے ہیں اُنکی پیروی کیونکر نہ کریں پس وبال اتباع کا بھی اُس پر ہوگا مگر عوام کو چاہئے کہ اُسکے فعل پر نظر نہ کریں اور قول پر عمل کریں اور اُسکی تعظیم و توقیر بجالائیں اور مربی اور مرشد اپنا سمجھیں وہ اپنی راہ میں کانٹے بوتا ہے اور شامت اعمال سے اپنے علم کو ضائع کرتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ عالم بے عمل کے برابر کسی پر عذاب سخت نہ ہوگا۔ ابن مسعود کہتے ہیں

کہ آدمی بعض علوم شامت گناہ سے بھول جاتا ہے۔ حض مرفوعاً اگر علم پر عمل کرتا اللہ اُسکے علم میں ترقی بخشتا من عمل بما علم ورثہ اللہ علم مالم یعلم بایں ہمہ عوام کے گردن پر احسان اُسکا ایسا نہیں کہ کس طرح اُس سے سبکدوش ہوں منقول ہے کہ عالم بے عمل مانند فتیلہ چراغ کے ہے کہ آپ جلتا ہے اور اوروں کو روشنی بخشتا ہے۔ تذئیل۔ حبت نفس محاسبت اور مراقبت پر موقوف ہے محاسبت سے عیب نفس کے معلوم ہوتے ہیں اور مراقبت سے نفس کو گناہوں سے روکنے اور نیکیوں پر قائم کرنے کا طریق دریافت ہوتا ہے

مراقبت دو قسم ہے ایک مراقبت صدیقاں کہ دل اُن کے عظمت الٰہی میں مستغرق اور اُسکی ہیبت سے شکستہ اور غیر سے فارغ اور جوارح اُن کے معاصی بلکہ حصول مباحات سے بھی پاک ہیں نہ اُن کو تدبیر کی حاجت اور نہ حیلہ کی ضرورت۔ غ جو صبح کو اُٹھے اور ہمت اُس کی ایک ہو یعنی سوا خدا کے تعالیٰ کے نہ دیکھے اللہ تعالیٰ سب کام اُسے کفایت کرے اور کمال اس مراقبت کا یہ ہے کہ اگر کوئی اُس سے بات کہے نہ سنے اور جو سامنے ہو نہ دیکھے عتبہ العلام عبداللہ بن زید کے پاس بازار کی راہ سے آئے پوچھا راہ میں کسے دیکھا کہا کسی کو نہیں حالانکہ ہزاروں آدمیوں پر نظر پڑی ہوگی۔ غ یحییٰ بن زکریا نے ایک عورت پر راہ میں ہاتھ مارا گر پڑی لوگوں نے کہا حضرت اسے کیوں گرا دیا فرمایا میں نے جانا دیوار ہے۔ غ ایک شخص کہتے ہیں لوگ تیراندازی کرتے تھے اور ایک شخص اکیلا بیٹھا تھا اُن سے پوچھا کہ ان سے کلام کروں اُس نے کہا کہ ذکر خدا باتوں سے بہتر ہے کہا تنہا تم کیوں بیٹھے ہو فرمایا نہیں دو فرشتے خدا کے میرے ساتھ ہیں۔ کہا ان تیراندازوں میں کون پیشی لے گیا فرمایا جسے خدا نے بخش دیا کہا راہ کس طرف سے ہے مُنہ آسمان کیطرف اُٹھایا اور وہاں سے اُٹھ کر کہتا چلا الٰہی سب لوگ تجھ سے غفلت رکھتے ہیں۔ غ۔ شبلی نے نوری کو مراقبہ میں دیکھا کہ ایک بال بدن کا نہیں ہلتا کہا یہ مراقبت کہاں سے سیکھی کہا ایک بلی کو میں نے دیکھا کہ چوہوں کے سوراخ پر اس سے بھی زیادہ ساکن بیٹھی تھی عبداللہ بن خفیف نے دو شخص کو مراقبہ میں دیکھا سلام کہا جواب نہ دیا کہا خدا کے واسطے جواب دو جوان نے کہا دنیا تھوڑی ہے اور اس تھوڑی میں سے تھوڑی رہی اور اس تھوڑی سے بہت حصّہ لینا ہے تجھے خوب فرصت ہے کہ سلام علیک ہم سے کرتا ہے کہا مجھے نصیحت کرو کہا اے ابن خفیف ہم اہل مصیبت ہیں زبان نصیحت نہیں رکھتے تین روز میں وہاں رہا کسی کو کھانا نہ ملا اور نہ ہم میں سے کوئی سویا پھر اُس سے کہا خدا کے لئے مجھے کچھ نصیحت کرو جوان نے کہا صحبت کر اُس سے جس کے دیکھنے سے یاد خدا سے خالی نہ رہے اور ہیبت اس کی تیرے دل پر پڑے اور زبان فعل سے نصیحت کرے نہ قول سے والسلام۔ درجہ دوسرا مراقبت صحبت میں پارسایان کہ حق تعالیٰ کو اپنے حال پر مطلع جانتے ہیں اور اُس سے شرم رکھتے ہیں مگر عظمت وجلال میں بے ہوش نہیں ہوئے بلکہ اپنے حال اور عالم کے حال سے خبر اور ہر حال میں حرکات وخواطر پر نظر رکھتے ہیں اول خاطر کہ نفس میں پیدا ہوتی ہے اس کو دیکھتے ہیں اگر وہ اندیشہ واسطے خدا کے ہے اُس پر مستعد ہوتے ہیں ورنہ اس اندیشہ ورغبت پر نفس کو ملامت کرتے ہیں اور فضیحت عاقبت کی اُسے یاد دلاتے ہیں اُس سے کہتے ہیں کہ یہ کام حق تعالیٰ کے واسطے چاہئے

تھا تو نے کس واسطے بموافقت شیطان کے کیا اور کہتے ہیں کہ کس طرح اس کام کو ادا کیا کہ ہر کام کے لئے حق و شرط و ادب معین ہے اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ کے واسطے کیا یا دنیا کے لئے کیا اگر دنیا کیلئے کیا اجرت میں کچھ نہ پائے گا کہ دنیا میں لے چکا تجھ سے کہا تھا الا للہ الدین الخالص جو اسے سمجھے دل اُس کا مراقبت سے ایکدم غافل نہ رہے۔

تنبیہہ۔ مراقبت وقت عمل کے ہے طاعت میں، اخلاص اور حضور دل کو نگاہ رکھے اور معصیت میں شرم کرے اور توبہ اور کفارت میں مشغول ہو اور مباح میں نعمت کو ہر حال میں منعم حقیقی کی طرف سے سمجھے اور ہر فعل و قول میں ادب نگاہ رکھے ادب سے بیٹھے اور ساتھ ادب کے یعنی قبلہ رو دست راست پر سوئے اور جو کھانا کھائے دل کو تفکر سے خالی نہ رکھے کہ ہر کھانے میں اس قدر عجائب صنع اُس کے صورت و رنگ و بو و مزے اور شکل میں ہیں اور اسی قدر انسان کے اعضاء میں ہیں کہ کھانا کھانے میں درکار ہوتے ہیں جیسے ہات اور انگلی اور منہ اور حلق و معدہ و جگر و مثانہ میں ہیں کہ تفکر اُن میں بہت لطف بخشتا ہے یہ مقام علماء ہے اور بعض اسی تفکر سے عظمت و جلال صانع میں مستغرق ہو جاتے ہیں یہ مرتبہ موحدوں اور صدیقوں کا ہے اور ایک گروہ کھانے کو ساتھ کراہیت کے دیکھتے ہیں اور مجبوری سے کھاتے ہیں یہ تفکر زاہدوں کا ہے اور ایک گروہ ہمگی ہمت اُس کے مزہ داری اور پیٹ بھرنے پر رکھتے ہیں اگر اچھا پکتا ہے خوش ہو کر بہت بہت کھاتے ہیں اور نہیں تو اُس پر عیب کرتے ہیں یہ مرتبہ اہل غفلت کا ہے اور محاسبت بعد عمل ہے چاہئے کہ وقت سونے کے اپنے نفس سے حساب کرے کہ نفس شریک غابن و مفسد نے آج اس کے سرمایہ یعنی فریضہ کو ساتھ نفع نوافل کے بڑھایا یا ساتھ نقصان معاصی کے گھٹایا بلکہ مباحات میں بھی حساب کرنا چاہئے کہ کیوں کیا اور کس واسطے کیا افسوس انسان کے حال پر کہ اگر ہر گناہ پر ایک کنکر کسی مکان میں ڈالے تھوڑے عرصہ میں مکان بھر جائے اور جو کراماً کاتبین لکھنے پر اُجرت لیں تمام مال و اسباب اُن کی اجرت کو کفایت نہ کرے باوجود اس کے کبھی خیال نہیں کرتا کہ میں نے کیا کیا اور انجام اس کا کیا ہے ہاں اگر سو دفعہ سبحان اللہ پڑھے تسبیح پر شمار کرے اور تمام دن بے ہودہ باتیں بکے اُسے ایک مرتبہ بھی نہ گنے اور پھر اس غفلت و نادانی پر اُمید رکھتا ہے کہ پلہ نیکیوں کا بھاری ہو۔ ع حسن کہتے ہیں لوامہ وہ نفس ہے کہ آپ کو ملامت کرے کہ فلاں کام کیوں کیا اور فلاں طعام کیوں کھایا۔ امیر المومنین ایک باغ میں گئے تنہائی میں نفس کو نصیحت فرمائی بخ بخ تجھے امیر المومنین کہتے ہیں خدا سے ڈرتا رہ یا عذاب پر مستعد رہ۔ عبد اللہ بن سلام لکڑیاں کندھے پر اٹھا کر لے چلے کسی نے کہا غلام یہ کام نہ کر سکتے فرمایا نفس کو آزماتا تھا کہ اس حال میں کیونکر رہتا ہے۔ حق تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک روز ہم ذرہ ذرہ کا حساب لیں گے وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ وقال تعالیٰ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ بندہ کو چاہئے کہ اس جہان میں اپنے نفس سے حساب کرے کہ آخر حساب ہونا ہے کہ تو نے اس جہان کیلئے کیا کمایا ہے وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ۔ ع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ غافل وہ ہے کہ اگر ایک ساعت مباح دنیا مصروف رہے ایک ساعت اپنے نفس سے بھی حساب کرے۔ ع قال عمر حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا

بزرگان دین اس جہان کو سفر تجارت اور سود وزیاں اُسکا دوزخ وجنت بلکہ سعادت وشقاوت ابدی کو جانتے ہیں اور معاملہ اُس تجارت کا ساتھ نفس کے دیکھ کر اُسے مانند شریک مفسد کے تصور کرتے ہیں اس لئے ہر وقت اُس کے افعال وحرکات پر نظر رکھتے ہیں اور اُس سے حساب لیتے رہتے ہیں کہ غبن وخیانت کر کے نفع یعنی بہشت بلکہ راس المال ایمان کو بھی کہیں ضائع نہ کرے اور عمر عزیز کو کہ اُس کی ہر سانس میں ایک خزانہ حاصل کر سکتے ہیں مفت رائیگاں نہ کھوئے کہ جب یہ عمر رواں گزر گئی پھر تجارت کہاں اور نفع کیونکر ہاتھ آئے نہ اُس وقت دروازہ توبہ کھلا ہے کہ توبہ کریں اور نہ پھر وقت ہاتھ آئے گا کہ تلافی تقصیر کی کر سکیں اگر لاکھ حسرت سے عرض کریں فارجعنا نعمل صالحا جواب ہو گیا ہم نے پہلے اس قدر مدت دراز تک تمہیں عمر نہ دی جب کیا کیا کہ اب کرو گے۔ اے نفس سرکش غافل خیرہ رائے عمر کو سرمایۂ بزرگ اور چوبیس ساعت کو چوبیس خزانہ سمجھ دیکھ کل کے لئے ان میں کیا جمع کرتا ہے۔ ع۔ قیامت کو یہ چوبیس ساعت بصورت چوبیس خزانہ کے آدمی پر پیش کریں گے ایک دروازہ کھولیں گے انوار اُن نیکیوں کے کہ اُس ساعت میں کریں ہونگے دیکھے گا اسقدر خوش ہوگا کہ اگر خوشی اُس کی تمام دوزخیوں پر تقسیم کی جائے دوزخ کی تکلیف بھول جائے دوسرا دروازہ کھولیں گے سیاہی اور تاریکی اور ایسی بوئے بد پائے گا کہ کوئی ناک نہ رکھ سکے وہ ساعت معصیت کی ہے اسقدر ہول اور پریشانی اُسکے دل پر پیدا ہوگی کہ اگر وہ رنج تمام بہشتیوں پر بانٹیں عیش جنت کا تلخ ہو جائے۔ تیسرا کھولیں گے نہ اُس میں نور نہ ظلمت یہ وہ ساعت ہے جسے بے فائدہ ضائع کیا اس قدر حسرت اُس کے دل پر ہوگی جیسے ایک بڑا خزانہ کسی کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اے نفس تجھے لازم ہے کہ اس چوبیس خزانہ میں ایک کو بھی حسنات سے خالی نہ چھوڑ کر کل حسرت وندامت سے محفوظ ہے اگر گناہ بھی معاف ہوئے ثواب اور درجہ نیکیوں کا کہاں پائے گا۔ حدیث میں ہے کہ بہشتی اس ساعت پر حسرت کریں گے جس میں یاد خدا سے غافل رہے جب درجہ ذاکروں کا دیکھیں گے ع حضرت فرماتے ہیں عاقل وہ ہے کہ حساب اپنے نفس کا کرے اور وہ کام کرے کہ بعد موت کے کام آئے پس آدمی کو لازم ہے کہ کسی وقت اپنے نفس سے غافل نہ رہے ہر وقت حساب کرتا رہے کہ کیا صفت رکھتا ہے اور کیا کام کرتا ہے اور بہتر طریق یہ ہے کہ آدمی اپنے دوستوں اور آشناؤں سے کہے کہ حق محبت یہ ہے مجھ پر میری علت ظاہر کرتے رہو لیکن اس کام کے لئے دشمن دوست سے بہتر ہے کہ دوست دوست کے عیب کو عیب نہیں سمجھتا پھر اگر دشمن کوئی عیب بیان کرے اُسے دور کرنے میں مصروف ہو نہ یہ کہ اُس پر خفا ہو بلکہ ممنون و مشکور ہو جالینوس کہتا ہے اچھا آدمی وہ ہے جو دشمنوں سے فائدہ حاصل کرے داؤد علیہ السلام جب بادشاہ ہوئے چھپ کر شہر میں پھرتے اور ہر ایک سے پوچھتے داؤد کیسا شخص ہے کہ شاید کوئی شخص کسی عیب پر مطلع کرے ایک دن فرشتے نے کہا اچھا شخص تھا اگر نفقہ اپنا اور اپنے اہل کا بیت المال سے نہ لیتا اُسی دن سے زرہ بنانا شروع کیا اور

مراقبت یعنی پاسبانی ونگہداشت کے ہے جس طرح شریک کو مال دیتے ہیں مگر اس کے حال سے نگراں رہتے ہیں اسی طرح اہل کمال کسی وقت نفس سے غافل نہیں رہتے اور اس کے ہر فعل وحرکت پر نظر رکھتے ہیں کہ دیکھیں کیا کرتا ہے اور کہاں

جاتا ہے اور اصل مراقبت کی یہ ہے کہ آدمی سمجھے خدائے تعالیٰ ظاہر و باطن سے واقف ہے اور ہر وقت مجھے دیکھتا ہے اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى قال ع اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا جو شخص یہ جانے گا باگ نفس کی ہر وقت روکے رکھے گا اور کوئی بات خلاف ادب کے نہ کرے گا مگر جاننا اور بات ہے اور ماننا اور بات ہے قالت الاعراب آمنا قل لم تومنوا ولکن تولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم ایک شخص نے حضرت سے کہا خدائے تعالیٰ توبہ قبول کرتا ہے کہا ہاں کہا جب میں گناہ کرتا تھا مجھے دیکھتا تھا فرمایا ہاں ایک چیخ ماری اور دم نکل گیا غ ایک مرید کو مرشد بہت چاہتے سب مرید غیرت کرتے ایک روز سب کو ایک ایک جانور دیا کہ جس جگہ کوئی نہ دیکھتا ہو ذبح کرو سبھوں نے تنہا مکان میں ذبح کئے مگر وہ مرید مرغ اپنا لے آیا کہ میں نے کوئی جگہ نہ پائی جہاں کوئی نہ دیکھتا ہو کہ خدائے تعالیٰ ہر جگہ دیکھتا ہے اوستاد نے اس بات سے مرتبہ اُس کا اوروں پر ظاہر کیا کہ وہ ہمیشہ مراقبت و مشاہدہ میں ہے دوسرے کی طرف التفات نہیں کرتا۔ غ زلیخا نے جب اپنے بُت کے مُنہ پر کپڑا ڈالا یوسف علیہ السلام نے فرمایا یہ کیا کیا۔ کہا اسے عمر بھر پوجا ہے اب شرم آتی ہے کہ ایسی حالت میں مجھے دیکھے۔ فرمایا تو پتھر سے شرم رکھتی ہے میں پروردگار سے کیونکر نہ شرم رکھوں کہ ہر حال میں دیکھتا ہے۔ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ بہشت عدن اُن کے واسطے ہے جو قصد گناہ کا کرتے ہیں اور میری عظمت کو یاد کر کے اس سے باز رہتے ہیں اور مجھ سے شرماتے ہیں عبداللہ بن دینار کہتے ہیں کہ میں عمر بن خطاب کے ساتھ راہ مکہ میں تھا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک چرواہے سے کہا کہ ایک بکری ان میں سے میرے ہاتھ بیچ عرض کیا کہ میں غلام ہوں اور یہ مال میرا نہیں فرمایا آقا سے کہہ دینا بھیڑیا لے گیا اُسے کیا معلوم ہوگا۔ عرض کیا وہ نہ جانے گا خدا تو جانے گا عمر رضی اللہ عنہ روئے اور اُسے خرید کیا اور آزاد کیا اور فرمایا کہ اس بات نے تجھے دنیا میں آزاد کیا اور آخرت میں بھی آزاد کریں گے۔ محاسبت سے فائدہ جب حاصل ہو کہ اگر تقصیر یاد دے نفس کو سزا دے ورنہ اور بھی دلیر ہو جائے۔ غ ایک عابد نے بنی اسرائیل سے ایک عورت کو دیکھا کہ صومعہ کے باہر کھڑی اُسے بلاتی ہے ایک پاؤں صومعہ سے باہر رکھا اُس وقت خدا کا خوف آیا توبہ کی لیکن وہ پاؤں صومعہ کے اندر نہ رکھا کہ گناہ پر چلا تھا یہاں تک کہ باہر گرمی و سردی سے ہلاک ہوا اور گر پڑا۔ غ ابن الکرمعی کو احتلام ہوا نفس نے کہا اس وقت رات کو نہانے سے کیا نفع صبح حمام میں نہا لینا پانی سرد ہے اور موسم جاڑے کا مع کپڑوں کے غسل کیا اور کپڑے بدن پر خشک کئے ہرگز نہ آتا رے۔ غ ایک نے عورت کو دیکھا اُسکی سزا میں سردیانی عمر بھر چھوڑ دیا غ حسان بن سنان نے ایک کھڑکی دیکھی کہا یہ کس نے بنائی ہے پھر کہا کہ تجھے اس کے پوچھنے سے کیا فائدہ قسم خدا کی اس بے فائدہ بات کے پوچھنے میں تیری سزا یہ ہے کہ برس روز روزہ رکھوں۔ ابو طلحہ خرماستان میں نماز پڑھتے تھے اُسکے خیال میں عدد رکعات میں شک پڑا نخلستان خیرات کیا

مالک بن ضیغم کہتے ہیں رباخ قلسی میرے باپ کے پاس آئے میں نے کہا وہ سوتے ہیں

کہا یہ کون وقت سونے کا ہے روئے اور پھر کہا ایک سال تک سر بچھونے پر نہ رکھوں گا۔ تمیم داری ایک رات سو گئے نماز شب فوت ہوئی عہد کیا ایک برس تک نہ سوؤنگا۔ غ طلحہ کہتے ہیں ایک شخص گرم سنگریزوں پہ لوٹتا اور کہتا کہ اے مُردار دن کو بھی مُردار رات میں بھی مردار تجھ سے کب نجات ہوگی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا کیوں لوٹتا ہے عرض کیا کہ نفس میرا غلبہ کرتا ہے فرمایا اس وقت دروازے آسمان کے تیرے لئے کھلے ہیں اور خدائے تعالیٰ فرشتوں سے تیرے ساتھ مباحات فرماتا ہے پھر یاروں سے فرمایا حصہ اپنا اس سے لو سب جاتے اور دعا منگواتے وہ کہتا بار خدایا بہشت قرارگاہ اُن کا کر۔ مجمعؒ نے ایک بار چھت کو دیکھا وہاں عورت نظر پڑی عہد کیا کہ ہرگز آسمان کو نہیں دیکھوں گا۔ احنف بن قیس چراغ پر انگلی رکھتے اور کہتے فلاں دن تو نے یہ کام کیا فلاں دن تو نے یکام کیا۔ ابن عمر کی جماعت فوت ہوئی اسباب کی قیمت دو بست ہزار درہم کے راہ خدا میں صرف کیا کسی نے داؤد طائی سے کہا تمھاری چھت میں ایک درخت ٹوٹ گیا فرمایا بیس برس سے میں یہاں رہتا ہوں مگر میں نے نہ دیکھا اسلئے کہ بے فائدہ دیکھنا پسند نہ آیا۔ غ احمد زریں صبح سے شام تک ایک جگہ بیٹھتے اور کسی طرف نگاہ نہ کرتے اور فرماتے خدائے تعالیٰ نے آنکھ اسلئے پیدا کی کہ اُسکے عجائب صنع وحکمت وعظمت کو دیکھے جو اُس کی عظمت کو نہ دیکھے خطاکار ہے۔ غ ابو درداء کہتے ہیں کہ زندگی تین چیز کیلئے مجھے عزیز ہے سجدۂ دراز سنتوں میں اور پیاس بڑے روزوں میں اور صحبت اُن سے کہ جنکی سب باتیں پسندیدہ ہوں۔ غ علقمہ بن قیس سے کسی نے پوچھا کہ کیوں اسقدر ایذا نفس کو دیتے ہو فرمایا بہ سبب اسکے کہ اُس سے محبت بھی نہیں چاہتا کہ دوزخ میں پڑے کہا گیا یہ سب جہاد تم پر فرض ہیں۔ فرمایا جو ہو سکتا ہے کرتا ہوں کہ قیامت کو حسرت نہ اُٹھاؤں۔ غ جنید کہتے ہیں میں نے کسی کو سری سقطی سے عجیب تر نہ پایا۔ اٹھانوے برس کی عمر ہوئی مگر کسی نے انھیں بجز وقت مرگ کے لیٹے نہ دیکھا۔ محمد حریری ایک سال مکہ میں رہے نہ بولے نہ سوئے نہ بیٹھ سیدھی کی نہ پاؤں پھیلائے۔ کسی نے داؤد طائی سے کہا بالوں میں کنگھی کیوں نہیں کرتے فرمایا فراغت کسے ہے۔ غ اویس قرنی ایک رات ایک رکوع میں صبح کرتے دوسری رات ایک سجدہ میں تمام کرتے عقبۃ العلام صبح کو اچھا کھانا نہ کھاتے ماں اُنکی کہتی نفس پر مہربانی کر فرماتے مہربانی اس سے زیادہ کیا ہے کہ تھوڑے دن اُسے تکلیف میں رکھوں تاکہ ہمیشہ چین کرے غ ربیع کہتے ہیں میں نے اویس کو صبح کی نماز میں پایا جب فراغت ہوئی دل نے کہا کہ جب تک وظیفہ سے فراغت نہوں کلام کیونکر کروں وہ ظہر تک اسی حال پر بیٹھے رہے نماز ظہر پڑھکر عصر تک اور عصر سے مغرب تک اور مغرب سے عشاء تک اور عشاء سے صبح تک نماز و وظیفہ میں مشغول رہے ایک ساعت آنکھ لگ گئی جاگ اُٹھے فرمایا الٰہی میں تجھ سے چشم بسیار خواب اور شکم بسیار خور سے پناہ چاہتا ہوں۔ غ ابوبکر بن عیاش چالیس برس نہ لیٹے کالا پانی آنکھ میں آگیا بیس سال تک اپنے اہل سے چھپایا ہر روز پانچسو رکعت اور تیس ہزار بار سورۂ اخلاص پڑھتے اور ایک دن میں چند ختم کرتے اور فرماتے جو شخص تمام عمر دنیا کی آخرت کے لئے عبادت کرے تھوڑی ہے کہ آخرت بے نہایت ہے۔ سفیان ثوری کہتے ہیں ایک رات میں رابعہ کے پاس گیا تمام رات ہم دونوں نماز میں مشغول رہے۔ صبح کو کہا اس توفیق کا شکر کیا ادا کروں کہ رات بھر اپنے کام میں مجھے مصروف رکھا فرمایا شکر اس کا یہ ہے کہ دن کو روزہ رکھیں۔

ہشتم کہتا ہے کہ مقصود تحصیل علم سے افادہ مخلوق ہے اور وہ اس زمانہ میں مفقود ہے اور یہ بڑا دھوکا ہے افادہ مخلوق سے ثواب علم مضاعف ہوجاتا ہے نہ یہ کہ بے افادہ اصلا نفع نہیں بخشتا۔ جس طرح علم عمل سے رونق پاتا ہے نہ یہ کہ اپنی ذات میں خوبی نہیں رکھتا اے عزیز مرتبۂ علم اس سے برتر اور بالا ہے کہ دوسری چیز کے واسطے وسیلہ ہو بلکہ وہ محمود فی نفسہ اور مقصود بذاتہ ہے۔ مرتضیٰ علی سے منقول ہے اگر میں لڑکپن میں مرجاتا اور بہشت میں داخل ہوجاتا خوش نہ ہوتا کہ معرفت سے محروم رہتا۔ نہم بعض علماء کو تحصیل مال و دولت و طلب جاہ و منزلت میں مبتلا کرکے ثواب علم سے محروم کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو عالم امیروں اور بادشاہوں کی صحبت اختیار کرے اس سے پرہیز کرو۔ علماء فرماتے ہیں علم ایسی دولت نہیں کہ بہ مقابلۂ مال وجاہ دنیا بیچا جائے کہ ورثۂ رسالت ہے اور اجر اس کا بھیجنے والے پر ہے قال اللہ تعالیٰ ما اسئلکم علیہ من اجران اجری الا علی اللہ احمق ہے جو ایسے اجر اور ایسے اچھے اجر دینے والے کو چھوڑ کر دنیا داروں سے مال دنیا طلب کرے اور موتی چھوڑ کر ٹھیکری لیوے ہمت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر اس وجہ سے کہ صفورا نے کہا تعال لیجزیک اجری ما سقیت لنا باوجود کمال احتیاج کے شعیب علیہ السلام کی ضیافت کھانے سے انکار کیا کہ ہم لوگ دین کو دنیا کے عوض نہیں بیچتے جب شعیب علیہ السلام نے فرمایا یہ اجر نہیں بلکہ ہدیہ ہے تو کھانا تناول کیا وائے بر حال انکے کہ علم دین کو جو مویشی کے پانی پلانے سے بمراتب افضل ہے حطام دنیا کے عوض بیچتے ہیں آیۂ کریمہ لا تشتروا بآیاتی ثمنا قلیلا میں چھ فرقہ داخل ہیں۔ اول وہ علماء کہ دنیا داروں اور ظالموں کی خوشامد اور خاطر کے لیے جھوٹے مسئلے اور نادر روایتیں بیان کرتے ہیں۔ دوسرے قاضیانِ مرتشی اور مفتیان بے باک کہ رشوت لیکر خلاف شرع کے حکم دیتے ہیں۔ تیسرے بادشاہانِ ظالم کہ مظلوموں کے حال پر رحم نہیں کرتے اور اپنے عمال اور صوبوں کے کام سے غفلت رکھتے ہیں اُن کے حظ دنیا اور ہوائے نفس کے لئے اپنا دین و دنیا خراب کرتے ہیں۔ چوتھے متصدیانِ دفتر اور عاملانِ شاہی کہ تحصیل مال میں خیال حکم شرع کا نہیں رکھتے۔ پانچویں فقرائے مکار کہ واسطے گرویدگی خلق اور تحصیل حطام دنیا کے احکام شریعت پر طعن اور اباحت کو ترجیح دیتے ہیں خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور اوروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں اور لوگ اباحت طلب ہیں اُن کو مسیلمہ وقت سمجھ کر غاشیۂ اطاعت اُن کا اپنے دوش ہمت پر اٹھاتے ہیں۔ مسیلمہ کذاب نے سجاح سے کہ وہ بھی مانند مسیلمہ کے دعوی پیغمبری کا رکھتی تھی نکاح کیا نماز عشاء اور فجر کی مہر میں معاف کی۔ چھٹے معلمین و واعظین کہ تعلیم و نصیحت پر متاع دنیا طلب کرتے ہیں۔ مگر لڑکے پڑھانے والے اس گروہ میں داخل نہیں کہ اجرت انکی عوض تعلیم کے نہیں بلکہ عوض حاضر باشی کے ہے کہ صبح سے شام تک مانند دربانوں کے حاضر رہتے ہیں لیکن اسکا روزگار مقرر کرنا اور سوائے سر مکتب کے اور سے لینا شاید اس وعید سے ہو اور اسی پر حال مفتی محتسب مؤذن کو قیاس کرنا چاہیئے۔ اور اجرت کتابت پر قدماء مفسرین مثل اعمش و مسروق و شریح و عبداللہ بن یزید و مطرف حسن بصری سعی بن مسیب ابراہیم حماد بن مسلمہ و عبداللہ بن جابر و ابن عمر مکروہ سمجھتے اور ابن عباس اور محمد بن حنفیہ اور محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جائز فرماتے ہیں۔ آخرش جواز پر اجماع ہوگیا اور حسن بصری اور مطرف نے رجوع کی۔ دہم غرور و پندانشت اور تکبر اور حسد اور عجب اور ریا میں مبتلا کرتا ہے

اور عالم اکثر وجہ سے کہ یہ صفات افضل صفات ہے یہاں تک کہ جناب احدیت کے صفات سے ہے ان رذائل کو جلد قبول کرلیتا ہے امام غزالی بایزید بسطامی سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے تیس برس کے مجاہدے میں کوئی چیز علم سے سخت نہ پائی۔ فی الواقع عالم کو ہزار آفتیں پیش آتی ہیں اور سب سے سخت آفت یہ ہے کہ ازالہ اُس کے عیبوں کا دشوار ہے کہ وہ جہل مرکب میں گرفتار ہے مثل مشہور ہے پڑھا جن مشکل سے اُترتا ہے یہود کو اسی صفت نے مغرور کردیا کہتے ہم علوم انبیاء سے واقف ہیں بھیجنا پیغمبروں کا واسطے ہدایت ناواقفوں کے ہے یہاں تک کہ بعض اُن کے حضرت کو پیغمبر سمجھتے مگر نبوت آپ کی عرب کے لئے خاص جانتے اسی واسطے فلاسفہ بھی کہتے کہ وجود پیغمبر واسطے ہدایت خلق کے ضرور ہے مگر جن کے نفوس قدسی اور عقول عالی ہیں وہ عقل سے ہر مطلب دریافت کرسکتے ہیں اور حاجت اتباع پیغمبر و شریعت کی نہیں رکھتے فضیل کہتے ہیں کہ میرے لئے عالموں اور عابدوں سے گھر و دُر خرید کرکہ اگر خطا دیکھتے ہیں ہنستے ہیں اور جو نعمت دیکھتے ہیں حسد کرتے ہیں اور ہر آدمی کو حقیر سمجھتے ہیں۔ سفیان ثوری اور ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ مجھے علماء اور عابدوں کے سوا کسی سے اپنے قتل کا اندیشہ نہیں ۔غ مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ میں گواہی آنکی تمام خلق پر سنوں گا مگر گواہی ایک عالم یا عابد کی دوسرے پر نہ سنوں گا کہ وہ آپس میں حسد رکھتے ہیں۔غ امام سفیان ثوری کہتے ہیں کہ عالموں اور عابدوں سے خوف کرو کہ اگر وہ تیرے دوست ہوں اور تو خلاف اُن کی رائے کے ایک کلمہ زبان سے نکالے بیشک تجھے بادشاہ ظالم سے قتل کرانے میں کوشش کریں۔ اے عزیز اگر علماء انصاف کریں تو ہرگز ان باتوں کو پاس نہ آنے دیں خواجہ دو حرف جان کر ایسا مغرور ہوگیا کہ شہر میں کسی کو اپنی گفتگو کے قابل نہیں سمجھتا اور دونوں عالم میں نہیں سماتا مجلس میں ہزار ناز سے بیٹھتا ہے اور راہ میں سو انداز سے چلتا ہے۔ دستار خواجگی سر پر رکھ کر خلق خدا کو حقیر سمجھتا ہے اور کسی کو اپنے برابر نہیں جانتا اور نہیں جانتا کہ یہ باتیں علم کے منافی اور جہل سے ناشی ہیں جس کو کیفیت علم حاصل ہوتی ہے غرور و تکبر ریا و عجب اور کوئی بُری خصلت اُسکے پاس نہیں آتی علم اُس کو صدر سے کھینچتا ہے اور مناقشہ اور مجادلہ سے باز رکھتا ہے خوف خدا اُسکا دامن پکڑتا ہے۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ نظم

علم چہ بود آنکہ رہ بنمایدت — زنگ گمراہی زدل بزدایدت
این ہوسہا از دلت بیروں کند — خوف و خشیت در دلت افزوں کند

اُس وقت راہ حق اُسکو نظر آتی ہے اور آتش ارادت سب خواہشوں کو جلاتی ہے دنیا کے مال و دولت اور اُسکی جاہ و منزلت کیطرف نظر نہیں کرتا اور سلطنت ہفت کشور اور نعمت ربع مسکوں کو گوشۂ چشم سے نہیں دیکھتا اور جو اُسکی کیفیت سے بہرہ نہیں رکھتا کوئی کام اُسکا فساد اور نقصان سے خالی نہیں ہوتا اگر کسی وقت دین کیطرف متوجہ ہوتا ہے نفس سرکش کہ مانند دست مفلوج کے اُسکے اختیار میں نہیں دنیا کیطرف کھینچ لاتا ہے اور اُس کام کو خراب کردیتا ہے پس تمام ہمت اُسکی جاہ و شہرت اور مال و دولت کی طلب میں صرف ہوتی ہے اور ثواب آخرت سے کام نہیں رکھتا یہ شخص بڑا ناشکر ہے اور جو ناشکر ہے مردہ ہے۔ امام غزالی مرفوعاً نقل کرتے ہیں اهل الکفور اهل القبور یہ شخص قدر و قیمت علم کی نہیں جانتا ورنہ اُسکو حطام دنیا کے عوض نہ بیچتا۔ نظم

علم زیب از فقر یابد اے پسر — نے ز باغ و زاغ و اسپ و گاو و خر

مولوی راحست دائم ایں گماں ۔ کاں بیاید زیب ز اسبابِ جہاں
نقص علم است اے جنابِ مولوی ۔ حشمت و مال و منالِ دُنیوی
قاقم و خز چند پوشی چوں شہاں ۔ مرغ و ماہی چند سازی زیبِ ناں
خود بدہ انصاف اے صاحب کمال ۔ کے شوند اینہا میسر از حلال
اے علَم افراشتہ در علمِ دیں ۔ از چہ شد ملبوس و ماکولت چنیں
نے فروغت محکم آمد نے اصول ۔ شرم بادت از خدا و از رسول
درس گر قربت نباشد زو غرض ۔ لَیۡسَ دَرۡسًا اِنَّہٗ بِئۡسَ الۡمَرَضۡ

اسی جگہ سے کہتے ہیں کہ علم ہر ایک کو حاصل نہیں ہوتا نطق حاصل ہوتا ہے. طوطا موسیٰ عیسیٰ کہتا ہے مگر اُنکے مرتبہ سے واقف نہیں ہوتا اسکو علم سمجھنا جہل مرکب ہے کہ نکتہ داں نشود بکرم گر کتاب خورد اور یہ دعویٰ کہ میرے برابر کسی کو علم نہیں اُس سے بدتر ہے کیا قرآن میں نہیں دیکھا فوق کل ذی علم علیم ہر جاننے والے سے جاننے والا اوپر ہے. موسیٰ علیہ السلام نے تو قوم سے اسی قدر کہا تھا کہ میں نہیں جانتا کسی کو مجھ سے زیادہ علم ہے یا نہیں حکم ہوا ہمارا ایک بندہ ہے کہ ہم نے اُسکو علم عنایت فرمایا ہے اُسکے پاس جاؤ اور استفادہ کرو. اے عزیز غور کر جس نے موسیٰ علیہ السلام جیسے پیغمبر جلیل القدر سے اسقدر بات پر خضر کی شاگردی کرائی تیرے اس چھوٹے دعوے کو کب پسند کریگا کہ تیرا علم اولیاء کے علم سے وہ نسبت رکھتا ہے جو قطرہ کو دریا سے اور ایک دانہ ریگ کو ریگستان دنیا سے ہے اور اولیاء کا علم انبیاء کے علم اور انبیاء کا علم خدائے تعالیٰ کے علم سے یہی نسبت رکھتا ہے اسیواسطے علیم حقیقی علم خلائق کو قلیل فرماتا ہے وما اوتیتم من العلم الا قلیلا تم کو علم نہ ملا مگر تھوڑا سا هذا والله اعلم وعلمه اتم واحكم. یازدہم اکثر طلبا کو اس خبط میں [illegible] کہ شب و روز علوم فلاسفہ کی تحصیل میں کوشش کرتے ہیں یہاں تک کہ علم شریعت سے اصلا کام نہیں رکھتے ہزاروں اصول و فروع طبعی ریاضی الٰہی کے یاد ہیں اور نماز روزہ حج زکوٰۃ کے مسائل ضروریہ بھی نہیں جانتے بعض اُن میں سے فلسفہ سے علم حقیقی اور علم اعلیٰ جانتے ہیں اور یہ بڑی جہالت ہے کہ غایت علم سے اور عمدہ نتیجہ اُسکا یہ ہے کہ آدمی اپنی اور اپنے اعمال کی حقیقت اور شیطان کا دعوا کا علم و عمل میں پہچانے کہ جو ان امور میں غفلت کرتا ہے بالضرور شیطان کے داؤں میں گرفتار ہوتا ہے اور یہ امر علوم فلاسفہ سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا کما لا یخفی. بعض بزرگوں سے منقول ہے علم دو ہیں علم عبودیت اور علم ربوبیت باقی حظ نفس ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مہارت ان علوم میں استعداد کو کامل کرتی ہے اور بوسیلہ اُنکے علم دین کی تحقیق اور تنقیح اچھی طرح ہوتی ہے لیکن وسیلہ میں اس درجہ مشغولی مقصود سے باز رکھتی ہے. شعر
چو خواہی رخت در منزل نہادن + نباید بر سرِ پل ایستادن. پس معرفت الٰہی اور جو علم کہ مورث محبت و معرفت ہے مقصود حقیقی ہے جیسے علم قرآن و حدیث و عقائد و تصوف اور جو کہ محبت کو فرمانبرداری لازم ہے. علم فقہ و فرائض اور اصول فقہ بھی علم دین میں داخل ہیں علم منطق وغیرہ کو بقدر کفایت حاصل کرنا مضائقہ نہیں رکھتا لیکن اُس میں اسقدر مشغول ہونا مقصود اصلی سے باز رکھے زیادہ ہو گیا ہے ؎
گر کسے گوید کہ از عمرت ہمیں + ہفتہ ماندہ است واں گردد یقیں + تو دراں یکہفتہ مشغول کدام + علم خواہی گشت اے مرد تمام + فلسفہ یا نحو یا طب یا نجوم + ہندسہ یا رمل یا اعداد شوم + چند خوانی حکمت یونانیاں + حکمت ایمانیاں راہم بخواں + دل منور کن بانوارِ جلی + چند باشی کاسہ لیسِ بو علی + سرورِ عالم شہِ دُنیا و دیں + سور مومن را شفا گفت اے حزیں

سور ارسطالیس و سور بو علی ÷ کے شفا گفتہ بی اے معتلی + بادف دلے دوش آں مرد عرب + واہ چہ خوش میگفت از روئے طرب
ایّہا القوم الذی فی المدرسہ + کلما فصلتموا با وسوسہ + فکرکم ان کان من غیر الحبیب + مالکم فی النشأۃ الاخرٰی نصیب
فاغسلوا یا قوم عن لوح الفواد + کل علم لیس ینجی فی المعاد ۔ پوشیدہ نہ رہے کہ علم سات قسم ہے۔ اوّل فرض عین جیسے علم ضروریات دین کہ کمال ایمان کا اس پر موقوف ہے بعض علما کہتے ہیں یہ جو حدیث میں وارد ہے کہ طلب علم ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر فرض ہے مراد اُس سے صرف جاننا اس بات کا ہے۔ خدا ایک ہے اور قادر اور متکلم اور حی اور مرید اور سمیع اور بصیر اور عالم جمیع صفات کے ساتھ متصف اور تمام عیبوں اور نقصانوں سے پاک اور ہمارا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے بندے اور رسول ہیں ۔ جو کچھ خدا کے پاس سے لائے حق ہے اور قیامت آنے والی ہے اور فرشتے اور کتابیں حق ہیں فرشتے اور پیغمبر گناہوں سے معصوم ہیں توبہ و استغفار اُن کی محض تواضع و انکسار ہے کوئی اُن کے برابر نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں کمالات اور انبیاء اور ملائکہ کے محدود ہیں اور یہاں ہر دم ترقی پر ترقی ہے اس جگہ صرف یہ اعتقاد کافی ہے ؎

دع ما ادعیۃ النصارٰی فی نبیہم + واحکم بما شئت من خاقیہ واحتکم + وانسب الٰی ذاتہ ما شئت من شرف
وانسب الٰی قدرہ ما شئت من عظم ؎ مخواں اور اخدا از بہر امر شرع و حفظ دیں + دگر ہر وصف کش میخواہی اندر مدحش املاکن ۔ عوارف المعارف میں لکھا ہے کہ علم اُس کام کا جس سے خدائے تعالیٰ کی نزدیکی اور غیر سے دوری حاصل ہو فرض ہے ۔ بعض علما کہتے ہیں کہ جو چیز تجھ پر فرض یا تیرے ہلاک کا سبب ہے اُسکا جاننا بھی تجھ پر فرض ہے اور ابواب فقہ کا جاننا اگرچہ فرض عین نہیں مگر فرض عین سے اہم ہے کہ خلق اُسکی طرف نہایت حاجت رکھتی ہے۔ اسی طرح علم کلام اگرچہ بعضوں کے نزدیک مذموم اور بعضوں کے نزدیک فرض کفایہ ہے لیکن بہ نیت تائید اہل حق و تردید مخالفانِ دین فرض عین سے کم نہیں کہ بچنا خلق کا دشمنان دین کے وسوسوں سے کہ درحقیقت شیاطین انس ہیں خصوصًا اس زمانۂ پر آشوب میں بے دستگیری متکلمین کے ممکن نہیں میرے نزدیک علم اخلاق اور رذائل سے بچنے اور فضائل حاصل کرنے کا طریق جاننا ان دونوں سے اہم ہے کہ جو شخص عجب و ریا کو مثلاً اور طریق اُن سے بچنے کا نہ جانے گا بالضرور اُن میں مبتلا ہوگا اور کوئی عبادت ان دو صفت کے ساتھ صحیح نہیں ہوتی ہیہات اس زمانہ میں علم دینی خصوصًا یہ علم شریف دنیا سے اُٹھ گیا ۔ بعضے اشخاص سو دو سو مسئلہ نماز روزہ کے جانتے ہیں اور جو اُن سے توکل اور صبر اور شکر اور خوف اور رجا اور عجب اور ریا کی حقیقت اور اُن کی تحصیل اور ازالہ کا طریق پوچھا جاوے ہرگز نہ بتلا سکیں حالانکہ قرآن مجید میں نماز روزہ اور حج اور زکوٰۃ سے زیادہ ان چیزوں کا ذکر موجود ہے مگر یہ لوگ احکام الٰہیہ ابواب فقہ میں منحصر سمجھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ فقہ صرف حلال و حرام اور صحت و فساد سے بحث کرتی ہے اور شرح عجائب قلب اور افعال قلوب کی دوسرے علم سے متعلق ہے ۔ دوم ۔ فرض کفایہ مانند علم اخبار اور تفسیر فقہ کے ۔ سوم واجب جیسے علم صرف و نحو واسطے قرأت قرآن و حدیث کے ۔ چہارم ۔ مستحب تبحر فقہ میں بعض علماء کے نزدیک اور درمختار میں علم قلب کو بھی اُسکے ساتھ ذکر کیا ۔ پنجم ۔ مباح جیسے علم طب ۔ ششم ۔ مکروہ جیسے علم موسیقی ۔ ہفتم حرام جیسے علم فلسفہ اور نجوم اور شعبدہ اور رمل اور سحر اور کہانت اور درمختار اور اشباہ میں موسیقی اور منطق کو بھی حرام ٹھہرایا

اور بعضوں کے نزدیک کوئی علم مذموم نہیں کہ جاننا شئے کا نہ جاننے سے بہتر ہے اور کسی وقت کام آتا ہے یہاں تک کہ زاہدی نے سحر کا سیکھنا جائز ہے لکھا ہے کہ بچنا اُس سے بے اُس کے جاننے کے دشوار ہے کہتے ہیں کسی نے امیر المومنین عمر سے پوچھا کہ فلاں شخص سحر نہیں جانتا فرمایا کیا عجب کہ اُس میں مبتلا ہو جاوے لیکن چار سبب سے مذموم ہو جاتا ہے اول تعمق و تبحر ہر اُس علم میں کہ علوم زاجرہ سے نہیں اور نہ اُس میں کام آتا ہے حرام ہے اور اُس میں کہ کام آتا ہے قدرِ حاجت سے زیادہ عبث ہے کہ ثواب علم حدیث اور تفسیر اور فقہ اور عقائد و تصوف میں منحصر ہے۔ دوم بعض علوم اپنے جاننے والے یا دوسروں کو اکثر ضرر پہونچاتی ہیں مانند علم سحر و طلسم اور نجوم کے کہ جب آدمی بعد جاننے اوضاع نجوم و فلک کے آثار عالم کو ایک طور پر دیکھتا ہے کارخانہ عالم کو ستاروں اور برجوں کی تاثیر سے وابستہ سمجھتا ہے اور ہر کام کی نسبت اعتقاد کرتا ہے کہ اُس ستارہ اور اُس برج کی تاثیر سے واقع ہوا اور مالکِ نفع و ضرر کو بھول جاتا ہے اور ایک حجاب عظیم اُس کے دل پر پڑتا ہے۔ سوم بعض علوم بسبب دقت و غموض کے عقول ناقصہ اور افہام قاصرہ کو متحیر بلکہ کبھی جہل مرکب میں مبتلا کرتے ہیں جیسے مسئلہ جبر و اختیار اور مشاجرات صحابہ اور توحید وجودی و شہودی و طامات اولیا مثل کلمہ انا الحق و سبحانی اور بعض حقائق تصوفیہ اور دقائق اس علم کے جیسے بعض مواضع فصوص الحکم کے اور اسرار احکام شرعیہ میں خوض امثال ذٰلک۔ چہارم علوم زاجرہ میں افراط و تفریط جیسے علم فقہ میں حیلے اور نادرات بے اصل اور علم سلوک میں اشغال جوگیوں کے اور علم دعوت اسماء میں قواعد سحر و طلسم اور علم تواریخ میں مفتریات یہود و روافض کہ موجب فسادِ عقائد ہیں درج کرنا۔ اسی سبب سے بعض علماء علم کلام کو مذموم کہتے ہیں اور ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں اسکی مذمت میں نہایت مبالغہ کرتے ہیں ورنہ علم توحید و عقائد فی نفسہٖ محمود ہے مگر لوگوں نے فلسفیات اس میں اسقدر ملادی کہ علوم فلاسفہ اور اُس میں کچھ فرق نہ رہا۔ کہتا ہوں خلاصہ اس تقریر کا یہ ہے کہ کوئی علم فی نفسہٖ مذموم نہیں مگر بعض اسباب خارجہ اُس کو مذموم کر دیتے ہیں بلکہ درحقیقت اسباب مذموم ہیں نہ یہ علوم اور اس قدر مسلم ہے مگر حکم زاہدی کا صحیح نہیں کہ اس نفع کو مانند نفع خمر و میسر کے ضررِ سحر پر کسی طرح ترجیح معقول نہیں اور نقل کی صحت میں کلام ہے حق یہ ہے کہ سحر اور طلسم اور نجوم اور رمل اور کہانت اور اکثر علوم فلاسفہ اور اسی طرح منطق میں تعمق و تبحر حرام ہے اور مسئلہ جبر و اختیار اور مشاجراتِ صحابہ اور حقیقت روح اور وحدتِ وجود و شہود اور طامات اولیاء اور دقائق اور بعض حقائق تصوف اور متشابہات قرآن اور اسرار احکام شرعیہ میں عوام کو خوض کرنا زہر قاتل ہے۔ مانند اُن اشعار کے جس میں زلف و خال کا وصف ہے۔ کہ سننا اُن کا اہلِ شہوت کے حق میں نہایت مضر ہے تذنیب عالم کو سوا اُن باتوں کے جو احتساب اور مکائدِ شیطان میں مذکور ہیں اور چند امور کی بھی رعایت ضرور ہے۔ امر اول لازم ہے۔ وعظ و تذکیر میں احوال خلق کی رعایت کرے من لم یعرف باھل زمانہ فھو جاھل اگر ڈرانے میں خلق کا فائدہ سمجھے خدا کی قہاری اور بے پروائی سے ڈرا دے اور جو امیدوار کرنا مفید جانے اُسکا رحم و کرم بیان کرے تا خلق بے باک اور مایوس نہ ہونے پاوے کہ ایمان بین الخوف والرجاء ہے۔ عالم ربانی وارثِ انبیاء ہے اور اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو بشارت دینے اور ڈرانے کے لئے بھیجا ہے فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین

صفت فقیہ کی یہ ہے لم یقنطھم من رحمتہ ولم یؤمنھم عن مکرہ یعنی قہر الٰہی اور اُسکی بے پروائی کو اس طرح بیان نہ کرے کہ خلق اس کی رحمت سے نا اُمید ہو جاوے اور نہ اُس کے رحم و کرم کو اس ڈھب سے بیان کرے کہ اُس سے نڈر ہو جاویں بلکہ دونوں امر کی رعایت کرے قرآن میں بھی اس مضمون کی طرف اشارہ فرمایا ہے نبئ عبادی انی انا الغفور الرحیم وان عذابی ھو العذاب الالیم۔ اور اکثر جگہ وعدہ و وعید کو ساتھ ذکر کیا ہے نقل ہے کہ ایک واعظ دوزخ اور اُسکے سلاسل اور اغلال کے ذکر میں مبالغہ کر رہا تھا ابن مسعود رضی اللہ عنہ اُدھر سے گزرے فرمایا کہ بندگان خدا کو اُس کی رحمت سے کیوں نا امید کرتا ہے وہ فرماتا ہے قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا بعض محققین کہتے ہیں جس شہر کا عالم لوگوں کو وعدہ رحمت خوش دل کرتا ہے اور خدا کے قہر اور بے پروائی سے نہیں ڈراتا ہے وہاں ابلیس کی حاجت نہیں۔ ؎

واعظِ شہر کہ مردم ملکش می خوانند ۔۔۔ قولِ ما نیز ہمین ست کہ او آدم نیست

لوگ اُسکے وعظ کو شہد خالص سمجھتے ہیں اور وہ اُن کے حق میں زہر قاتل ہے کہ اس وعظ و نصیحت میں اُن کو دریائے غفلت میں ڈبویا اور گناہوں پر دلیر کیا پہلے ادنیٰ تنبیہ سے بیدار ہو جاتے اب مار پیٹ سے بھی کام نہ نکلے گا ہیہات ہیہات اس زمانہ کے کتاب خواں اور واعظین انذار اور تخویف سے کچھ کام نہیں رکھتے یہاں تک کہ ارحم الراحمین کی رحمت اور شفیع المذنبین کی شفاعت کے باب میں موضوع حدیثیں اور جھوٹی روایتیں بیان کرتے بلکہ خود وضع کرنے سے بھی نہیں ڈرتے حالانکہ صحیح حدیث میں وارد ہے من کذب علی متعمدا فلیتبوء مقعدہ من النار یعنی جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے وہ نشست گاہ اپنی دوزخ میں بنا دے۔ یہی سبب ہے کہ بیماری غفلت کی جہان کو محیط ہو گئی کہ بچہ ماں باپ کے جگانے سے بیدار اور بیمار طبیب کے علاج سے تندرست ہوتا ہے جب علماء کہ امراض قلب کے طبیب اور خلق کے بیدار کرنے والے ہیں تھپک کر سلا دیں اور دوا کے عوض زہر کھلا دیں تو خلق کس صورت سے ہوش میں آوے اور کس طرح بیماری سے نجات پاوے اُن کو لازم ہے کہ خدا سے ڈریں اور خلق کو خدا کی بے پروائی اور قہر اور دوزخ کے عذاب اور گناہوں کے وبال اور قیامت کے اہوال سے ڈرائیں اور جو اُن کی مجلس میں نہ حاضر ہو اُس کے گھر جا کر سمجھا دیں تا تلافی مافات ہو اور اُس آفت سے کہ اُن کے وعظ و نصیحت میں برپا کی ہے نجات ہو۔ امر ثانی علم کو خدا کے واسطے حاصل کرے اور خدا کی راہ میں صرف کرے کہ جو شخص اُسے مجالست اُمراء اور شہرت اور عزت دنیا کے لئے حاصل کرتا ہے زیاں کار ہے امر ثالث فتویٰ میں کمال احتیاط کرے کسی کی رعایت اور جانبداری اور خدا کے سوا کسی کی رضامندی اور خوشی سے کام نہ رکھے اور ضعیف روایتوں کو اختیار نہ کرے۔ حارث محاسبی فرماتے ہیں کہ عالم سے قیامت کے روز تین سوال ہوویں گے فتویٰ علم کے مطابق دیا یا نہیں اور صحیح دیا یا نہیں اور اخلاص کے ساتھ دیا یا نہیں۔ امر رابع کبھی کوئی مسئلہ بے سمجھے نہ بتلائے جو نہ معلوم ہو کتاب دیکھ کر بتلا دے یا دوسرے عالم سے دریافت کر دے یا سائل سے کہے کہ میں نہیں جانتا تو کسی اور سے پوچھ لے کہ جو بات عالم کی زبان سے نکلتی ہے خلق میں پھیل جاتی ہے پھر تدارک اُس کا دشوار ہو جاتا ہے۔ در مختار میں نقل کیا ہے امام اعظم نے ایک لڑکے کو مٹی سے کھیلتے دیکھا

گرنے سے ڈرایا۔ لڑکے نے کہا تم کو مجھ سے زیادہ ڈرنا چاہئے کہ عالم کا گرنا ایک عالم کا گرنا ہے اُس روز سے شاگردوں کو حکم کیا کہ اگر کوئی دلیل ہاتھ آوے بیان کرو پھر اگر کوئی شخص اُس کی غلطی نکالے اعتراف کرے اور معترض سے چیں بجبیں نہ ہو بلکہ اُسکا احسان سمجھے اور مکابرہ اور مجادلہ بلکہ مناظرہ سے بھی حتی الوسع پرہیز کرے اور کسی پر اعتراض نہ کرے ہاں اگر ضرورت سمجھے کتاب وسنت سے اُسکو سمجھا دے اور جو نہ مانے تو برعایت آداب مناظرہ مباحثہ کرے پھر اگر حق دوسرے کی طرف ظاہر ہو فوراً قبول کرے اور خدا کا شکر بجالائے کہ اس پر حق ظاہر کیا اور عجب سے محفوظ رکھا اگر یہ غالب آتا شاید نفس خیرہ والے عجب ونخوت میں مبتلا ہوتا۔ اسی واسطے امام شافعی مناظرہ کے وقت دعا کرتے الٰہی حق دوسرے کی زبان سے ظاہر کردے اور جو کفار ومبتدعین دین پر اعتراض کریں اور قرآن وحدیث سے نہ سمجھیں اُن کے ساتھ مجادلہ جائز ہے لیکن اُن کے معبودوں اور پیشواؤں کی توہین نہ کرے ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم اور سختی کے مقابلہ میں نرمی کے ساتھ پیش آئے ادفع بالتی ھی احسن اور گفتگو قوم کے معقول سے کرے الیس منکم رجل رشید نہ اُسکے عوام اور جاہلوں سے قال تعالیٰ اعرض عن الجاھلین مستوفی شریف میں لکھتے ہیں کہ تین شخص رحم کے قابل ہیں ایک وہ عزت دار جو خوار ہو دوسرا وہ مالدار کہ محتاج ہوگیا تیسرا وہ عالم کہ جاہلوں میں پھنسا ہو۔ امر خامس تقریر اور تحریر میں کلام موہم ملتبس سے احتراز کرے قال تعالیٰ لاتقولوا راعنا وقولوا انظرنا اور عبارت میں تشدق ممنوع ہے اور ہر شخص سے اُن کی سمجھ کے موافق کلام کرنا مسنون۔ امر سادس طلباء پر شفقت اور ان سے رفق ومدارا کے ساتھ پیش آئے اور تحکم اور زبان درازی اور سبق میں ہرج اور بخل اور دنیا کی جہت سے اُن میں فرق نہ کرے بلکہ استعداد اور لیاقت کو دیکھے اور مضمون عَبَسَ وَتَوَلّٰی پیش نظر رکھے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حدیث پڑھنے والوں کو فقہ پڑھنے والوں سے اونچی جگہ بٹھاتے ہارون رشید بادشاہ نے چاہا میرے بیٹے آپ سے فقہ پڑھا کریں اور حدیث پڑھنے والوں کی جگہ پر بیٹھیں منظور نہ فرمایا۔ عرض کیا مکان پر آکر پڑھا جایا کیجئے فرمایا اس میں علم کی بے عزتی ہے اور طالب علم کو چاہئے کہ تعظیم وتکریم اوستاد کی بجالائے اور اُس سے اخلاص ومحبت کے ساتھ پیش آئے کہ من وجہ حق اُس کا ماں باپ سے زیادہ ہے ماں باپ وجود ظاہری کے سبب ہیں اور وہ حیات حقیقی بخشتا ہے۔ امر سابع بادشاہوں اور امیروں کی مخالطت سے پرہیز کرے کہ محبت اہل دنیا اور عداوت مقبولان خدا عالم کے حق میں سم قاتل ہے۔ بلعم باعور کو انھیں دو خصلت نے مردود کردیا۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو عالم امیروں اور بادشاہوں کے پاس جائے اُس سے پرہیز کرو۔ ترمذی اور نسائی اور احمد کی حدیث میں وارد ہے کہ جو جنگل میں رہتا ہے درشت خو ہوجاتا ہے اور جو شکار کا شوق کرتا ہے غفلت میں مبتلا ہوتا ہے اور جو بادشاہوں کے پاس بیٹھتا ہے فتنہ میں پڑتا ہے۔ سلف اگر بضرورت امیروں اور بادشاہوں کے پاس جاتے بے خوف وخطر ان پر احتساب کرتے ایک روز سلطان محمد تغلق نے شیخ فخرالدین رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ مجھے نصیحت کیجئے فرمایا غصہ بے جا اور مردم آزاری چھوڑ دے لیکن وہ زمانہ اور تھا اُس وقت کے بادشاہ اور امراء علماء کی صحبت ونصیحت پر اگرچہ بحکم الحق مُرٌّ ان کو گراں گزرتی بسبب تعظیم وادب کے چیں بجبیں نہ ہوتے اور اُنکے

سامنے دم نہ مارتے اب تو امرا کا یہ حال ہے ؎

گر تو پیغام زناں آری وزر — پیش تو بنہند جملہ سیم وزر
ور تو پیغام خدا آری چو شہد — کہ بیا سوئے خدا اے نیک عہد
قصد خونِ تو کنند و قصدِ سر — نہ از برائے حمیتِ دین وہنر

جس وقت عالم کو دیکھتے ہیں تیوری پر بل پڑجاتے ہیں اور اُسکی تعظیم کو اُٹھنا ادر مرنا برابر جانتے ہیں اور جب کسی ہندوا ہلکار کو آتے دیکھتے ہیں تعظیم کیلئے دروازہ تک استقبال کرتے ہیں پھر اگر کوئی عالم بے شرمی سے اُنکے گھر جاتا ہے تو اُس سے اپنی خوشامد چاہتے ہیں اسلئے عالم کو ان حضرات کے گھر جانا ہی بیجا ہے کہ اگر صحبت کریگا اپنی جان کو بلا میں ڈالیگا خواجہ فرید فرماتے ہیں اہلِ دولت سے اس طرح مل کر دین میں نقصان نہ آئے۔ اور جو توہین مذاہب اور اُمرا کی خوشامد کریگا تو اپنے منصب کو ہاتھ سے کھودیگا کہ تملق اور چاپلوسی سوا طلب علم کے مذموم ہے خصوصًا عالم کے حق میں کہ وہ بادشاہوں پر حکمرانی کا منصب رکھتا ہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن اُم مکتوم کیلئے عتاب ہوا کہ اُنکے اعراض سے بادی الرائے میں احتمال امیروں کی خاطرداری اور رئیسوں کی خوشامد کا پیدا ہوتا تھا گو واقعہ میں وہ اعراض دین کیلئے تھا۔ آٹھواں من جمع ہمت اور صفائے فکر کیلئے تھوڑی دیر تک خلوت کرے اور جس وقت کارِ علم سے فراغت پاوے عبادت میں مشغول ہو۔ آٹھواں مع علم ظاہر کے ساتھ تصوف کو بھی جمع کرے کہ باطن بے ظاہر نافرجام اور ظاہر بے باطن ناتمام۔ امام فرماتے ہیں من تفقه ولم يتصوف تفسق ومن تصوف ولم يتفقه تزندق اسلئے بعض مشائخین یہ کہتے ہیں کہ فقہ کے بعد عجائب قلب اور کلام حکما اور شمائل صالحین میں نظر کرنا ضرور ہے ورنہ دل سخت ہوجاتا ہے اور قلب قاسی خدا سے دور کرتا ہے کہتا ہوں یہ قول ظاہر پر مبنی ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ علم فقہ باطن سے تعلق نہیں رکھتا اسلئے فقیہ صرف درشت خو اور سخت دل ہوتا ہے اور اس وجہ سے کہ سفید کپڑے پر دھبہ زیادہ معلوم ہوتا ہے طعن وتشنیع اُس پر زیادہ ہوتی ہے اور اُسکی بدخلقی کی شہرت ہوجاتی ہے لوگ سمجھتے ہیں یہ اثر علم فقہ کا ہے اور وہ رذائل باطنہ کا اثر ہے نہ اس علم شریف کا البتہ علوم فلاسفہ غیر زاجرہ مورث فسادات ہیں انھیں علوم کی نسبت بزرگوں نے فرمایا ہے محجوب تین گروہ ہیں زاہد بسبب اپنے زہد کے اور عالم بسبب علم کے اور عابد بسبب عبادت کے ہاں علم تصوف ورثہ انبیا وصدیقین اور اشرف علوم دین ہے کہ اشارات اُس کے لطیف وغامض ہیں او مبنیٰ اُس کا کتاب وسنت اور ذوق صحیح اور وجدان صریح اسی لئے کہتے ہیں ہر علم میں جودت طبع اور قوت عقل اور قیل وقال کی حاجت ہے بخلاف تصوف کے کہ سلامت فطرت وصحت قریحہ اور جودت فہم کے بعد قیل وقال کی اصلا حاجت نہیں محققین کہتے ہیں آدمی اس علم کے وسیلہ سے خدا کی حکمت وقدرت اور تمام صفات کا ملہ پر یقین لاتا ہے اور حقیقت نفس اور اُس کے افعال وحرکات سے واقف ہوکر تخلیہ اور تحلیہ میں مشغول ہوتا ہے اور یہ عمدہ طریقہ معرفت کا ہے سنريهم اياتنا فى الافاق وفى انفسهم حتى يتبين لهم انه الحق آخر دریائے وحدت میں مستغرق ہوجاتا ہے اور گونگا بہرا بن جاتا ہے اسی لئے اُس کو علم سینہ کہتے ہیں۔ خواجہ جنید فرماتے ہیں اگر آسمان کے تلے کوئی علم اس سے بہتر ہوتا ہم اُسی کو طلب کرتے۔ داؤد علیہ السلام کو وحی ہوئی اے داؤد علم نافع

سیکھ جس سے میری جلال وعظمت دریافت ہو امام غزالی اسی علم کی نسبت کہتے ہیں علم ایک نور ہے جس سے کمال حضرت احدیت کا دیکھتے ہیں اور وہ لذت جس کے سامنے بہشت کی لذتیں محتقر نظر آویں حاصل کرتے ہیں۔ امر عاشر جو علم خدا کے لئے خاص ہیں اور حصول اُن کا بشر کے لئے ممکن نہیں اُن میں خوض نہ کرے مانند علم روح اور متشابہات قرآن کے اور وہ جو اقلیم الاسلام میں لکھا ہے کہ خواص کو علم روح کا حاصل ہوتا ہے اور بعض صوفیاء سے منقول ہے کہ جو روح کو نہیں جانتا آپ کو نہیں جانتا اور جو آپ کو نہیں جانتا خدا کو نہیں جانتا مراد اُس سے علم بالوجہ یا علم بوجہہ ہے نہ علم بالکنہ اسی طرح قول بعض مشائخ کرام کا کہ محکمات اگرچہ ام الکتاب ہیں مگر متشابہات اُن کے ثمرات و نتائج ہیں پس مقاصد اور امہات اُن کی تحصیل کے وسائل ہیں علم صوری متعلق بمحکمات کتاب وسنت ہے اور حقیقی کہ علماء راسخین کو حاصل ہوتا ہے علم متشابہات کتاب و سنت کا ہے ظاہر پر محمول نہیں کہ قرآن میں تصریح ہے وما یعلم تاویلہ الا اللّٰہ اُس کی تعبیر خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا جب کہ تعبیر کا یہ حال ہے تو تحقیق اُسکی کس کو حاصل ہو سکتی ہے سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ اور اُتار لیا ہم نے تجھ سے تیرا بوجھ وِزْر۔ لغت میں بوجھ کو کہتے ہیں۔ قال اللہ عزوجل لا تزر وازرۃ وزر اُخریٰ ای لا تحمل حاملۃ حمل اخریٰ اور اس جگہ وزر سے وہ گرانی جو ابتداء حال میں تشویشات کی وجہ سے اُس جناب کے دل کو عارض ہوتی تھی اور وضع سے دور کرنا اُس کا سینہ کی کشادگی اور حوصلہ کی فراخی کے سبب سے مراد ہے قاعدہ ہے کہ آدمی کی روح میں جس امر کی استعداد ہوتی ہے پیدائش اور جبلت کے موافق اُس کی تحصیل کی طرف رغبت کرتا ہے اور جب موانع کی کثرت اور قوت اور طریق تحصیل کی سختی اور صعوبت پر نظر کرتا ہے تو وہ امر اُس پر کمال بھاری اور گراں ہو جاتا ہے جیسے کوئی بڑے اور حوصلہ والا کہ طبیعت اُس کی استعداد جبلی کے موافق ریاست و سلطنت حاصل کرنے کی طرف رغبت کرتی ہے اور یہ بات بدون بہت مال خرچ کئے اور بہت فوج جمع کئے اور مشقت بدنی اور رنج روحانی اُٹھانے کے حاصل نہیں ہو سکتی لاچار وہ طلب اُس کے دل پر نہایت بھاری ہو جاتی ہے اور غم مایوسی اور حسرت نایافت کے بوجھ سے پیٹھ اُس کی ٹوٹ جاتی ہے اسی طرح وہ جناب باقتضائے جبلت اُس مرتبہ کے حاصل کرنے کی طرف رغبت رکھتے تھے کہ انبیاء و مرسلین اور ملائکہ مقربین حاصل نہ کر سکے اور جس قدر مطلوب عمدہ اور عزیز ہوتا ہے اُس کی طلب میں زیادہ دقت پڑتی ہے اسی واسطے جس قدر مانع اور مزاحم اس راہ میں اُن کو پیش آئے اور جو سختی اور بلا کہ ابتداء سے انتہا تک اُس جناب پر گزری تحریر اور تقریر سے باہر ہے۔ ابھی آپ ماں کے پیٹ میں تھے کہ آپ کے والد ماجد نے انتقال کیا اور چھٹے برس ولادت کے والدہ شریفہ نے بھی جام موت کا نوش فرمایا عبد المطلب اُس جناب کی پرورش میں بجان و دل مشغول رہے مگر جب عمر شریف دس برس کی ہوئی انھوں نے بھی رحلت فرمائی اللہ تعالیٰ نے محبت اُس جناب کی ابو طالب کے دل میں ڈالی کہ اُنھوں نے

پرورش اور خبر گیری میں بہت کوشش کی جب خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ نے نکاح کیا دنیا کی تکلیف اور مشقت اور فاقہ کشی اور مصیبت فی الجملہ کم ایک غم تازہ پیدا ہوا کہ غم ناداری اور فاقہ کشی کا اس سے اصلا نسبت نہ رکھتا تھا یعنی دل مبارک باقتضائے ہدایت ازلی اور سعادت جبلی اُس عالم کیطرف میل کرنے لگا اور مذہب حق اور طریق معرفت کی تلاش میں مصروف ہوا اور اُس زمانہ میں علم اگلے پیغمبروں کا فترت کے سبب سے باقی نہ رہا تھا کہ جس سے مطلب حاصل کرتے اور نہ کوئی دلیل اور واقف کار میسر تھا کہ راہ کا پتا اور نشان اُس سے دریافت فرماتے اور یہ کیسی سخت مصیبت ہے کہ آدمی جس امر کا شائق ہو اُس کا پتہ نہ جانے اور کوئی شخص ہمدم اور رفیق درد و غم اُس کے ہاتھ نہ آئے ایک مدت وہ جناب اسی رنج و مصیبت میں مبتلا تھے اُس وقت ملت ابراہیمیہ سے جو کچھ معلوم ہو سکتا اُس پر عمل کرتے اور کافروں کی صحبت اور کفر کی مجلسوں سے نفرت رکھتے ناگاہ عنایت الٰہی نے دستگیری فرمائی اور صورت آفتاب ہدایت کی آئینۂ دل میں نظر آئی یعنی انوار اُس عالم کے آپ کے دل پر متواتر نازل ہونے لگے پھر تو آپ خلق سے اعراض فرما کر بفراغ خاطر تنہائی میں عبادت و ریاضت کرنے لگے یہاں تک کہ وحی آسمانی سے مشرف ہوئے اور سورہ اقرء نے نزول فرمایا اب ایک اور امر تازہ پیش آیا کہ جو بار گراں پہاڑ اور درخت اور زمین اور آسمان اور عرش اور کرسی سے نہ اُٹھ سکتا آپ کے دوش ہمت پر رکھا گیا قریب تھا کہ اوس بوجھ سے پیٹھ آپ کی جھک جاوے بلکہ روح مبارک خوف و دہشت سے پرواز کرے۔ صحیحین کی روایت میں وارد ہے کہ نزول اقرء کے بعد جب آپ گھر میں تشریف لائے دل مبارک کانپ رہا تھا فرمایا زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ مجھ پر بالاپوش ڈالو مجھ پر بالاپوش ڈالو فَزَمَّلُوْہُ پھر آپ کو کپڑا اوڑھایا جب خوف کم ہوا اُن سے فرمایا لقد خشیت علیٰ نفسی مجھے اپنی جان کا ڈر ہے کہ مبادا خوف و دہشت سے نکل جاوے اور صحیح روایتوں سے ثابت ہے کہ جس وقت آپ پر وحی نازل ہوتی ایک آواز مثل آواز جوشِ دیگ کے آپ کے سینہ سے نکلتی اور رنگ چہرۂ مبارک کا متغیر ہو جاتا جاڑے کے دنوں میں پیشانی سے پسینہ ٹپکنے لگتا اگر کسی جانور پر سوار ہوتے وحی کے بوجھ سے بیٹھ جاتا اور کوئی آدمی زانو پر سر رکھنے کی تاب نہ لاتا سوا ناقہ قصوا کے کسی جانور کی طاقت نہ تھی کہ اُس وقت آپ کو اُٹھا لیتا بیہقی اور احمد روایت کرتے ہیں کہ سورۂ مائدہ کے نزول کے وقت قریب تھا کہ ناقہ شریف کا بازو ٹوٹ جاوے اسی وجہ سے فتح مکہ کے روز جب مولیٰ علی نے درخواست کی کہ آپ میرے کندھوں پر پاؤں رکھ کر بتوں کو کعبہ کی چھت سے اُتار دیجئے اور تصویریں مٹا دیجئے منظور نہ فرمائی کہ خیبر شکنی اور بات ہے اور بار نبوت اٹھانا اور بات حضرت علی میں یہ قوت کہاں تھی کہ بار گراں نبوت کا اپنے کندھے پر اُٹھاتے اس لئے اُن سے فرمایا کہ تمھیں میرے کندھے پر چڑھ کر بت گرا دو اور تصویریں مٹا دو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انا سنلقی علیک قولا ثقیلا بیشک نزدیک ڈالیں گے ہم تجھ پر بھاری بات کہ وعد و وعید اور فرائض و حدود اُس کے سخت ہیں اور عمل اُس پر نفس کو شاق اور حضرت فرماتے ہیں انی تارك فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی بے شک میں تم میں چھوڑنے والا ہوں

دو چیزیں بھاری ایک کتاب خدا کی دوسرے عترت اپنی اے عزیز جس طرح اس بار گراں کا اٹھانا دشوار تھا یاد رکھنا اُسکا اور ادا کرنا اُسکے حق کا اُس سے بھی زیادہ سخت اور مشکل تھا جو مصیبت و بلا کہ تبلیغ رسالت میں اُس جناب پر گزری تفصیل اُسکی زبان قلم سے نہیں ہوسکتی جب آپ نے دعوی پیغمبری کا کیا سوا چند ضعیفوں کے کہ عنایت ازلی اُنکی ہادی اور دستگیر تھی تمام عالم دشمن جان کا ہو گیا یہاں تک کہ ہم وطن اور رشتہ دار بھی خون کے پیاسے ہو گئے جو شخص اُن کی بات مانتا اُس کو طرح طرح کی ایذا دیتے۔ ایک روز صدیق اکبر کو اس قدر مارا کہ مرنے کے قریب اور امیہ بن خلف بلال حبشی کو دوپہر کے وقت گرم ریت میں لٹا کر اس قدر کوڑے مارتا کہ بے ہوش ہو۔ عمار رضی اللہ عنہ کے والد یاسر کو کافروں نے شہید کیا اور اُن کی والدہ سمیہ کو دو اونٹوں کے بیچ میں رسیوں سے باندھ کر نہایت بے ادبی سے قتل کیا۔ اسی طرح بعض ضعفاء کو انواع عذاب سے شہید کیا اور بعضوں کو طرح طرح کی اذیت پہنچاتے تھے۔ چالیس آدمی مسلمان ہوئے تھے کہ حکم آیا یا ایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین اے پیغمبر خدا اور جو تیرے پیرو مسلمان ہیں تجھکو کفایت کرتے ہیں یہ گویا تمہید تھی اظہار دعوت کے حکم کی پھر صاف صاف ارشاد ہوا فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین ظاہر کر جو تجھے حکم دیا گیا اور مشرکوں سے منہ پھیرے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بامتثال حکم الٰہی امر دعوت کو ظاہر فرمایا اور مذمت بتوں اور بت پرستوں کی بیان فرمائی۔ پھر تو سب کفار قریش نے آپ کی ایذا اور عداوت پر کمر مضبوط باندھی اور طرح طرح کی تکلیف اور ایذا ہاتھ اور زبان سے پہنچانی شروع کی۔ ایک روز آپ نماز پڑھتے تھے عقبہ بن ابی معیط آپ کے کندھے پر جا بیٹھا۔ اور ام جمیل آپ کی راہ میں کانٹے پھیلا دیتی کہ پاؤں مبارک زخمی ہو جاتے ثقیف نے اُس جناب کو اسقدر پتھر مارے کہ پیر مبارک سے خون جاری ہوا بنی ہاشم اور بنی مطلب یہ حال دیکھ کر آپ کی حمایت پر مستعد ہوئے ابو جہل نے تمام قبائل قریش کو اس بات پر متفق کیا کہ اُن سے سلام و کلام اور مخالطت اور مناکحت ترک کریں ایک مدت تک وہ بھی حضرت کے ساتھ طرح طرح کے مصائب اور شدائد میں مبتلا رہے اکثر اوقات بسبب کمال شفقت کے اپنی قوم کی گمراہی اور انکار پر افسوس فرماتے اور کبھی بمقتضائے بشریت اپنی مصیبت اور تکلیف سے گھبراتے حکم آیا فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل صبر کر جیسا کہ اولوالعزم پیغمبروں نے صبر کیا ہے یعنی نوح نے ساڑھے ۹۵۰ نو سو برس قوم کے ہاتھ سے طرح طرح کی ایذا اُٹھائیں کافر اُن کو ایسا مارتے کہ بیہوش ہو جاتے اور ابراہیم کو نمرود نے آگ میں ڈالا اور جب حکم آیا تو بیٹے کے ذبح پر مستعد ہو گئے اور اسمٰعیل اپنی جان دینے پر راضی ہوئے اور یعقوب یوسف کی جدائی اور اپنی نابینائی پر اور ایوب ایسی سخت بیماری پر صابر رہے۔ داؤد ایک خطا پر چالیس برس روئے اور عیسیٰ نے دنیا کو ترک کیا تم کہ بسبب فراخی حوصلہ اور بلندی ہمت کے اُن کے مرتبہ سے بھی ترقی چاہتے ہو اُن کی طرح صبر اختیار کرو اور کسی مصیبت اور بلا سے کہ اس راہ میں پیش آوے نہ گھبراؤ ولولا ان ثبتناک لقد کدت ترکن الیھم اسی مضمون کی طرف اشارہ ہے۔ اے عزیز کیسی سخت بات ہے کہ بنا اس شریعت کی ہیبت و سلطنت پر ہے

بایں ہمہ حکم ہوتا ہے کہ تم دشمنوں کی ایذا رسانی پر ایسا صبر کرو جیسا اولوالعزم پیغمبروں نے کیا اور جو تکلیف اور مشقت اس راہ میں پیش آئے اُس پر دل تنگ نہ ہو جیسے وہ نہ ہوئے اجتماع ان دونوں امر کا اور ثابت رہنا ان پر محالات عادیہ سے ہے سوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسا عالی ظرف کون ہے جو دونوں باتوں کی رعایت کرے اور حکمرانی اور سلطنت کو ایسے تحمل اور بردباری سے جمع کر سکے سوا اسکے جس قدر ایذا کہ دشمنوں نے زبان سے اُس جناب کو پہنچائی بیان سے باہر ہے کبھی طعن اور تشنیع اور کبھی جدل اور کج بحثی کرتے کبھی کہتے بشر رسول نہیں ہو سکتا اور جو آدمی ہی کو یہ منصب ملنا تھا تو کیا خدا کو یتیم ابوطالب کے سوا اور کوئی شخص اس عمدہ منصب کے لئے میسر نہیں ہوا اگر ابوجہل یا عبدیالیل کو پیغمبر کرتا بیشک ہم ایمان لاتے ایسے مفلس اور نادار کی کون فرمانبرداری کرے یہ شخص جادوگر یا کاہن یا شاعر یا مسحور یا مجنون معلوم ہوتا ہے یا اگلے لوگوں کی کہانیاں کسی شیطان یا اُس عجمی سے کہ اُسکے پاس آیا جاتا ہے سیکھ کر ہمارے نادانوں اور اراذل کو بہکاتا ہے اگر حقیقت میں وہ خدا کا رسول ہے تو اُس کے انکار سے ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا اور کوئی ٹکڑا آسمان کا کس لئے نہیں گر پڑتا اور قرآن اکٹھا کیوں نہیں اُترا۔ مدعا اس کا صرف یہی ہے کہ ہم کو ہمارے دین سے پھیر دے اور حکومت عرب کی حاصل کرے ہم کو ڈراتا ہے کہ مر کر پھر زندہ ہوں گے ہم نے یہ بات اپنے کسی بزرگ سے نہ سنی کیا ہمارے بزرگ سب گمراہ اور نادان تھے۔ اسی کو تمام عالم سے زیادہ دانائی وعقل حاصل ہوگئی اور جو ایسا ہی عالم ہے تو بتا دے قیامت کب ہوگی اور ہم کب زندہ ہوں گے اور روح کی حقیقت سے ہم کو آگاہ کرے کہ وہ کیا چیز ہے اور کبھی سخت سخت معجزات بلکہ محالات آپ سے طلب کرتے کہ مکہ کی زمین میں کہ محض بے آب ہے ہمارے لئے چشمے جاری کردو اور آس پاس اُن کے باغ انگوروں اور کھجوروں کے لگا دو یا گرد سے پہاڑوں کو ہٹا دو کہ زمین فراخ ہماری زراعت کے لئے نکل آوے اور ہم اُس میں باغ لگا دیں اور زراعت کریں یا ہوا کو ہمارا فرمانبردار کر دو کہ اس پر سوار ہو کر شام کی طرف تجارت کیا کریں اور آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم پر گرا دو یا فرشتے ہم کو دکھا دو اور خدا سے باتیں کرا دو یا تمہارے واسطے سونے چاندی کا گھر تیار ہو جاوے یا ہمارے سامنے آسمان پر چڑھ جاؤ اور وہاں سے ایک کتاب جسے ہم پڑھ سکیں لے آؤ اور جو باتیں اس کتاب کی ہمارے قیاس میں نہیں آتی ہیں اُن کو بدل دو اور قصی یا کلاب کو ہمارے بزرگوں میں سے زندہ کر دو کہ ہم اُن سے تمہارا حال دریافت کریں۔ اگر وہ تمہاری پیغمبری کی گواہی دیں تو بے شک ایمان لائیں اور اسی طرح کے خرافات بکتے اور ہر وقت طعن وتشنیع سے پیش آتے اس سے زیادہ سخت مصیبت یہ ہے کہ دشمنوں نے مکہ معظمہ کہ وطن اور مولد اور منشا آپ کا تھا اُس جناب کو چھوڑایا ناچار آپ اور آپ کے یار گھر اور مال ومتاع اور عزیز واقربا چھوڑ کر مدینہ کو تشریف لے گئے ابھی چند روز آرام سے نہ بیٹھے تھے کہ حکم جہاد کا آیا مددگار تھوڑے اور بے سروسامان اور دشمن بہت سامان جنگ سے درست ہفت کشور کے بادشاہ مخالفت وعداوت پر کمربستہ اور ایک عالم دین کے مٹانے اور معدودا شخاص کی تخریب پر آمادہ۔ نہ آپ کے پاس مال ومتاع کہ اُس سے سامان جنگ درست

کریں اور نہ اسقدر فوج ولشکر کہ مقابلہ عالم کے لئے اُسے کافی سمجھیں اس تھوڑی جماعت سے بھی ستر آدمی احد کی لڑائی میں شہید ہو گئے اور غزوۂ احزاب میں تو تمام عرب کے مشرک اور یہود نے متفق ہو کر مدینہ کو اس ارادہ سے محاصرہ کیا کہ تمام مسلمانوں کو قتل کریں اور نام ونشان دین اسلام کا باقی نہ چھوڑیں۔ مسلمان بھوک پیاس میں خندق کھودتے اور حضرت بھی بہ نفس نفیس شکم مبارک پر پتھر باندھ کر اُن کے ساتھ خندق کھودنے میں شریک ہوتے منافقوں نے شوکت کفر اور مغلوبی اسلام دیکھ کر طعن وتشنیع شروع کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو کہتے ہیں تم کو کسریٰ وقیصر کے خزانے ملیں گے اور آپ اُن کے یار ومددگار پاخانہ کیلئے بھی شہر سے باہر نہیں نکل سکتے وعدہ اُن کا جھوٹا اور فریب اُن کا ظاہر ہو گیا اُس وقت کی تکلیف اور مصیبت حضرت اور یاروں کی خیال کیا چاہئے کہ باوجود اس ناداری وفاقہ کشی اور تکلیف اور بے سرو سامانی کے دشمن چار طرف شہر کو گھیرے ہیں اور جو لوگ ظاہر میں دوست اور خیر خواہ کہلاتے تھے آپ اور آپ کے یاروں پر طعن وتشنیع کرتے ہیں اسی طرح ہزاروں تکلیفیں اور مصیبتیں آپ پر متواتر نازل ہوتیں اور ہزاروں سختیاں اور بلائیں پیش آتیں یہاں تک کہ آپ اور آپ کے اکثر یار بھوک کی شدت میں پیٹ پر پتھر باندھتے اور بعضے اُن میں جاڑے کے موسم میں گڈھا کھود لیتے اور اُس میں رات کو جا پڑتے۔ دکٹ۔ ایک بار آپ نے یاروں کو کسی طرف دشمنوں پر بھیجا سواری میسر نہ تھی پیادہ پا دور تک حیران ہوئے اور کچھ حاصل نہ ہوا جب حضرت کے پاس آئے آثار مشقت وملال اُن کے چہروں سے ظاہر تھے اُس وقت آپ کو نہایت رنج ہوا اور بکمال عجز والحاح جناب باری میں عرض کیا الٰہی ان کے کام مجھ پر مت چھوڑ کہ میں طاقت ان کی غمخواری اور بوجھ اٹھانے کی نہیں رکھتا اور ان کے کام ان پر بھی نہ چھوڑ کہ یہ اپنے کام خود نہیں بنا سکتے اور اوروں پر بھی نہ چھوڑ کہ وہ اپنی حاجتوں کو ان کی حاجتوں پر مقدم کریں گے غرض کہ ہزاروں طرح کے مصائب وشدائد آپ پر اور آپ کے یاروں پر کافروں کے ہاتھ سے گزرتے اور اُن سے زیادہ ایذا اور تکلیف منافقوں کی طرف سے پہنچتی کہ گھر کے بھیدی اور چھپے دشمن تھے اور باوجود ایذا رسانی اور دشمنی کے مالک کا حکم نہ تھا کہ ان سے تعرض کریں اور سزا افعال اور کردار کی ان کو دیں بایں ہمہ فکر مآل کار اور خوف پروردگار سے ہر وقت دل مبارک بے قرار رہتا اور اُس کے ساتھ غم امت کی نجات کا اور بھی بے چین کرتا خدائے تعالیٰ نے امت خطا کار کی محبت اُس جناب کے دل میں اسقدر پیدا کی ہے کہ اُن کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے اگر ہم گنہگاروں کو اُس قدر فکر اپنی نجات اور مآل کار کی ہوتی جس قدر ہماری فکر آپ کو تھی تو ہم میں سے کوئی شخص کبھی گناہ نہ کرتا اور معصیت سے ملوث نہ ہوتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم جو کرامت اور بزرگی کہ آپ کو جناب الٰہی سے حاصل ہوتی بسبب کمال شفقت وعنایت کے امت گنہگار کو بھی اُس میں شریک کرتے ابو بکر صدیق کہتے ہیں ما خصصك الله لشرف الا اشرکتنا فیه اور کسی طرح اُنکی تکلیف اور مصیبت گوارا نہ فرماتے یہاں تک کہ اگر آپ حکم شرع سے اُن پر عتاب فرماتے یہ بھی مزاج مقدس پر شاق گزرتا جناب الٰہی میں عرض کرتے اللھم انی اتخذت عندك عھدا لن تخلفه انما انا بشر فای المومنین اذیته او شتمته او جلدته

او لعنته فاجعلها له صلوٰۃ وزکوٰۃ وقربۃ تقربہ بہا الیک یوم القیٰمۃ خدایا میں نے تجھ سے عہد لیا کہ تو اُسکے خلاف نہ کریگا میں ایک آدمی ہوں پس جس مسلمان کو ایذا دوں یا بُرا کہوں یا دُرّہ ماروں یا لعنت کروں اُس ایذا اور شتم اور جلد اور لعن کو اُس کے حق میں سبب رحمت اور پاکی اور نزدیکی کا کر اور بوسیلہ اُس کے نزدیکی اپنی قیامت کے دن اوسے عنایت فرما۔ اے عزیز اس سے زیادہ سخت مصیبت کیا ہوگی کہ ایک معصوم بے گناہ کو سب گنہگاروں کی شفاعت سپرد ہوئی اگر وہ گناہ کریں یہ اُن کی طرف سے عذر خواہی بجالائیں اور جو وہ قصور کریں یہ اُن کی بخشش کے لئے بارگاہ الٰہی میں آہ وزاری کریں وہ خواب غفلت میں ہوں یہ اُن کی شفاعت کیلئے بیدار رہیں وہ عیش وعشرت میں مشغول رہیں یہ اُن کے واسطے اپنے نفس نفیس پر محنت ومشقت گوارا فرمائیں بخشش اُنکی اُس کی محنت ومشقت اور مغفرت اُنکی اُس کی عذر خواہی اور شفاعت پر موقوف ہے اگر یہ بلا پہاڑوں پر ڈالی جاتی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے اور جو یہ منصب دریاؤں کو سپرد ہوتا سر پر خاک اُڑاتے پیغمبر اولوالعزم اور فرشتے مقرب اس بار گراں کو نہ اُٹھا سکتے اور تمام جن وانسان مل کر اس بوجھ کے متحمل نہ ہوتے اسی واسطے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں ما اوذی مثل ما اوذیت میرے برابر کوئی پیغمبر ایذا نہ دیا گیا ابتدائی حال میں جب وہ جناب ان مصائب پر کہ آپ کے مطلب عظیم الشان کو لازم تھے نظر فرماتے باقتضائے بشریت طلب اُسکی دل مبارک پر بھاری ہو جاتی اور خوف نایافت کے بوجھ سے پشت مقدس جھکنے لگتی پروردگار تقدس وتعالیٰ نے آپ کے حوصلہ کو کشادہ کر دیا کہ یہ تکلیفیں اور مصیبتیں سہل معلوم ہونے لگیں اور جملہ تشویشیں آپ کی طبیعت اقدس سے دور ہوئیں پس یہ نعمت یعنی وضع وِزر نعمت شرح صدر کی تاثیرات سے اور ہو سکتا ہے کہ وِزر سے مجموع ان مصائب کا یا ہر اک ان میں سے اور وضع سے اُسکا دور کرنا مراد ہو کہ جب آپ کی والدہ ماجدہ نے انتقال کیا عبدالمطلب ماں باپ سے زیادہ اُنکی کفالت اور پرورش میں مصروف ہوئے اور جب وہ مرے جناب الٰہی نے ابو طالب کے دل میں محبت آپ کی ڈالی کہ اپنی اولاد سے اُن کو زیادہ سمجھتے رہے تنگدستی اور فاقہ کشی کو اسطرح دور کیا کہ خدیجۂ کبریٰ جو عرب کی بڑی سوداگر اور مالدار تھیں آپ پر عاشق ہو گئیں بعد اسکے آپکے نکاح میں آئیں تمام مال اپنا حضرت کے سامنے رکھا اور اکابر قریش کو جمع کر کے کہا کہ آج سے یہ مال میرے شوہر کا ہے اُسے اختیار ہے چاہے رکھے اور چاہے لُٹا دے فکر راہ کے نہ پانے اور فقدان مطلوب کی راہ بتانے سے دور فرمائی بلکہ یہاں تک سینۂ مقدس کو فراخی اور حوصلہ عالی کو بلندی بخشی کہ اٹھانا بارِ گرانِ نبوت کا آسان ہو گیا اور بے دقت علم اگلوں اور پچھلوں کا آپ نے حاصل فرمایا اگر کسی وقت قرآن کے بھول جانے کا غم دل مبارک پر آتا یا سیکھتے وقت کسی لفظ کے رہ جانے کا خیال گزرتا ارشاد ہوتا سنقرئک فلا تنسیٰ الا ما شاء اللہ ورتلنا ہ ترتیلا یعنی ہم تمہیں اس طرح پڑھا دیں گے کہ تم کبھی نہ بھولو گے۔ مگر جس قدر خدا چاہے اور ہم اس کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے ہیں تاکہ تمہاری سمجھ میں اچھی طرح آجاوے۔ اور جو کبھی یہ خیال آتا کہ اگلی کتابیں تحریف وتصحیف سے محفوظ نہ رہیں مبادا لوگ اسے بھی بدل دیں۔ تسلی دی جاتی۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ بے شک ہم نے تجھ پر ذکر اُتارا ہے اور بے شک ہم اُس کے نگہبان ہیں کہ کسی کو اُس میں

دست اندازی نہ کرنے دیں گے اگر اپنی قوم کی گمراہی اور انکار پر افسوس فرماتے حکم ہوتا فان اللہ یضل من یشاء ویھدی من یشاء فلا تذھب نفسک علیھم حسرات ان اللہ علیم بما یصنعون ہ فھل علی الرسول الا البلاغ المبین ہ فما ارسلنٰک علیھم حفیظا ان علیک الا البلاغ ہ فذکر انما انت مذکر لست علیھم بمصیطر لست علیھم بوکیل ہ یعنی تم رسول ہو نہ نگہبان اور وکیل اور رسول کا کام صرف یہی ہے کہ پیام پہنچا دے ماننا نہ ماننا اُن کا کام اور راہ دکھانا اور نہ دکھانا ہمارے اختیار میں ہے تم اپنے کام سے فارغ ہوئے اور حق پیغمبری اور سمجھانے کا ادا کر چکے انکار اور گمراہی اُنکی تمہیں کچھ ضرر نہیں پہنچاتی ہم اُنکے حال سے خوب واقف ہیں اگر اُن کو گمراہی میں مبتلا رکھیں اور ہدایت نہ کریں تو تم کو اس حسرت میں اپنی جان کھونا ہرگز نہ چاہئے۔ کردانا کا کام دانائی اور حکمت سے خالی نہیں ہوتا ولو شاء اللہ لجمعھم علی الھدی فلا تکونن من الجاھلین اگر خدا چاہتا تو اُن کو ہدایت پر اکٹھا کرتا پس مت ہو تو جاہلوں میں سے اور جو اُن کی ایذارسانی اور شرارت اور طعن وتشنیع اور جدل وکج بحثی سے ناخوش اور غمگین ہوتے طرح طرح سے تشفی اور تسلی دی جاتی کبھی اگلے پیغمبروں اور اُن کی امتوں کے قصہ بیان کئے جاتے کہ یہ مصیبت تمہیں پر نہیں گزری بلکہ ہمیشہ ہر قوم اپنے پیغمبر کو جھٹلاتی رہی اور جیسی تم کو ایذا دی گئی اُن کو بھی ایذا دی گئی ہے اور شیاطین جن وانس اُنکی عداوت پر متفق رہے ہیں اور دشمن اسی طرح کے محالات ان سے طلب کرتے رہے ہیں نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو برس قوم کو سمجھایا مگر سوا انکار اور تکذیب کے اور کچھ جواب نہ پایا اسی طرح ہود اور صالح اور لوط اور شعیب اور ابراہیم اور یونس اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام اور سب پیغمبروں کے سرکش اور مفسد قوم کے تکذیب کرتے رہے وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فوادک اسی مضمون کی طرف اشارہ ہے اور کبھی وعدۂ فتح ونصرت سے خوش دل کیا جاتا کہ جب پیغمبر اپنی قوم کی راہ چلنے سے نا اُمید ہوتے ہیں مدد آسمانی ظہور فرماتی ہے اور کافروں کو اُن کے ظلم وکفر کا مزا ملتا ہے اور مسلمانوں کو جو ضعیف ومقہور ہو رہے تھے اُنکے ملک ومال کا وارث کیا جاتا ہے قریب ہے کہ تمہارے مخالف بھی ذلیل و خوار ہوں اور مسلمان فتح پائیں اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا ہ چنانچہ وعدہ الٰہی کے مطابق واقع ہوا تھوڑے عرصہ میں بڑے بڑے دشمن حضرت کے طرح طرح کے عذابوں اور مصیبتوں کے ساتھ واصل جہنم ہوئے۔ ابوجہل اور عتبہ وشیبہ اور اُمیہ بن خلف وغیرہم سب کافر بدر کی لڑائی میں مارے گئے اور ابی بن خلف کہ بڑا دشمن حضرت کا تھا آپ کے ہاتھ سے اُحد کے دن زخمی ہوا جو شخص زخم اُسکا دیکھ کر کہتا کہ بہت کاری نہیں جواب دیتا اے نادان یہ زخم اُس شخص کے ہاتھ کا ہے کہ اگر تمام کافروں کے بدن پر ہلکا سا ایک ایک چرکا لگا دے ایک بھی زندہ نہ بچے آخر دوزخ کو راہی ہوا۔ ام جمیل لکڑیوں کا گٹھا سر پر اُٹھائے آتی تھی کہ رسی اُس کے گلے میں پڑ گئی اور گٹھا لٹک گیا ہر چند تدبیر کی نہ نکل سکا آخر اُسکا گلا گھٹ گیا اور تڑپ تڑپ کر مر گئی اور شوہر اُس کا ابولہب عدسہ کی بیماری میں مبتلا ہو کر واصل جہنم ہوا تین رات تک پڑا رہا یہاں تک کہ نعش اُس کی سڑ گئی جو تھے دن مزدوروں نے دفن کر دی۔ ولید بن مغیرہ مخزومی اور عاص بن وائل سہمی اور اسود بن عبد المطلب بن حارث اسدی

اور اسود بن عبدیغوث زہری اور حارث بن قیس کا ذکر آپ پر ہنسا کرتے سخت سخت مصیبتوں میں مبتلا ہو کر مر گئے مغیرہ کے پاؤں میں ایک کانٹا لگا ہر چند علاج کیا جانبر نہ ہوا۔ اور حارث بن قیس ایسی پیاس میں مبتلا ہوا کہ جسقدر پانی پیتا پیاس زیادہ ہوتی پیٹ اُس کا پھول گیا اور العطش العطش کہتا فی النار ہوا۔ اسود بن عبدیغوث کا تمام بدن لُو سے اس قدر کالا ہو گیا کہ اپنے دروازہ پر سر ٹکرا کر مر گیا کسی نے نہ پہچانا اور دروازہ نہ کھولا کہتا تھا کہ قتلنی رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے محمد کے رب نے قتل کیا اسود بن عبدالمطلب کسی درخت کے تلے بیٹھا تھا حضرت جبرئیل نے اُسکا سر پکڑ کر پیڑ سے ٹکرایا ہر چند غلام سے کہتا کہ کوئی شخص میرا سر پیڑ سے ٹکراتا ہے جواب دیتا کہ مجھے کچھ نظر نہیں آتا آخر اسی حالت میں واصل جہنم ہوا اور عاص بن وائل کے پاؤں میں بھی کانٹا لگا ہر چند اُسے تلاش کیا پتا نہ ملا؛ ور پاؤں اُس کا سوجھ کر اونٹ کی گردن کے برابر ہو گیا اور اسی صدمہ سے مر گیا۔ اور جو باقی رہے تھے مکہ کے فتح ہوتے ہی دین اسلام میں داخل ہوئے سوا ثقیف اور ہوزان کے کہ بعضے اُن میں سے بھی غزوۂ حنین وطائف کے بعد مسلمان ہو گئے اور جو مسلمان نہ ہوئے اُن کو طاقت مقابلہ کی نہ رہی ناچار اطاعت اختیار کی اور تمام عرب مسلمانوں کے قبضہ میں آیا اور اس جگہ ایک لطیفہ ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنا حق معاف کر دیتا ہے مگر اپنے دوستوں کا حق نہیں چھوڑتا اور طریق انتقام کے مختلف ہیں کبھی عذاب آسمانی سے ہلاک کرتا ہے جیسا کہ دشمنان نوح وہود و لوط و شعیب کے ساتھ واقع ہوا اور کبھی آفات ارضی اُن پر مسلط کرتا ہے مانند غرق وخسف اور گاہے انھیں کے عزیز و قریب کو اُن کی مخالفت اور اُن کی حمایت پر مستعد کرتا ہے کہ موجب زیادتی ملال اور خفت کا ہوتا ہے جیسا حضرت یوسف کی برأت زلیخا کے رشتہ دار بچے سے کرائی اور کبھی اُسی کا محتاج کر دیتا ہے جیسا کہ اُن کے بھائیوں کو اُن کا محتاج کیا کہ فاقوں کے مارے آپ کے پاس آپڑے اور کبھی قوم دشمنوں کو دشمنوں پر مسلط کرتا ہے کفی اللہ المومنین القتال اور ان میں سے اکثر امر حضرت کے دشمنوں پر گزرے اور کبھی اپنی قدرت اور مجبوری کافروں کے معبودوں اور مددگاروں کی بیان کی جاتی کہ بت بے دست و پا ہیں اور شیطان کا مکر ضعیف اُن کے فرمانبردار خدا کی فوج جرار پر کہ ہر طرح کی قدرت رکھتا ہے کب غالب آسکتے ہیں اور کبھی کافروں کی طعن و اعتراض کا جواب آپ کو سکھایا جاتا اور کبھی خود جناب باری اپنے حبیب کی طرف سے جواب دیتا اور کبھی ارشاد ہوتا تم اُن کی باتوں سے غمگین نہو ہم اس کا بدلا لیں گے وطن چھوٹنے کا غم اس طرح دور کیا کہ مدینہ کے لوگ جن سے اصلا شناسائی اور علاقہ نہ تھا عزیزوں سے زیادہ کام آئے۔ رشتہ داروں نے تو گھر سے نکال دیا اور انھوں نے اپنے گھر اور مال مہاجرین کو تقسیم کر دیئے جیسے شریکوں کو حصہ دیتے ہیں اور کوئی دقیقہ مراعات اور سلوک کا باقی نہ چھوڑا یہاں تک کہ اپنی جان پر تکلیف اُٹھاتے اور اُن کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے یوثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصہ......

اُن کے ایثار اور بلند ہمتی کا بیان ہے آب وہوا اُس شہر کی آپ کو اور آپ کے ساتھ والوں کو ایسی موافق آئی کہ وطن کی آب وہوا جس کے ساتھ ہمیشہ مانوس تھے بھول گئے بلکہ خدائے تعالیٰ نے اُس شہر کی مٹی اور غبار میں یہ تاثیر پیدا کی کہ اکثر بیماریوں کو دور کرتا بایں ہمہ آپ کی طبیعت وطن کیطرف میل کرتی اور کبھی خواہش اُس کے دیکھنے

کی آپ کے دل میں پیدا ہوتی اسلئے ارشاد ہوتا ہے ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد یعنی جس نے تم کو ایسی نعمت شریفہ اور دولت عظیمہ سے کہ استعداد بشر اُس کے حاصل کرنے میں قاصر ہے محض اپنے فضل وکرم سے مشرف وممتاز فرمایا وہ تجھے وطن میں بھی پہنچادے گا اور کیفیت اُس پہنچانے کی سورۂ اذا جاء نصر اللہ میں مذکور ہے یعنی وہ پہنچانا اس طرح سے ہوگا کہ تم زور سے فوج ولشکر کے ساتھ وہاں جاؤگے اور بڑے بڑے سرکش شہر کے بطوع ورغبت یا بخواری وذلت تمہاری اطاعت کریں گے اور اُس شہر کی حکومت تم کو حاصل ہوگی کہ جسے چاہو گے اپنی طرف سے حاکم اور صوبہ کر دوگے اور تمہارا حکم اُس میں قیامت تک جاری ہوگا اور تمہارا کلمہ پڑھا جائے گا اور فکر جہاد کے مصائب اور شدائد کی اس طرح دفع کی کہ آپ کا رعب اور خوف دشمنوں کے دلوں میں ڈالا کہ باوجود کثرت جماعت قلیل اہل اسلام سے مقابلہ نہ کر سکے حضرت فرماتے ہیں نصرت بالرعب مسیرۃ شہر اللہ تعالی فرماتا ہے لایقاتلونکم جمیعًا الا فی قری محصنۃ او من وراء جدر باسھم بینھم شدید۔ ب ایام محاصرہ قریظہ میں کچھ لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ ہم نے دحی کلبی کو سفید خچر پر سوار قریظہ کی طرف جاتے دیکھا فرمایا وہ جبرئیل تھا کہ اُن کے قلعوں میں زلزلہ اور اُن کے دلوں میں رعب ڈالنے گیا ہے بارہا معدود مسلمانوں نے کفار کے بڑے لشکر کو بھگا دیا۔ س۔ اکیلے سلمہ بن اکوع نے بنی فزارہ سے کہ اونٹ حضرت کے لوٹ لے گئے تھے چھین لئے اور ابو قتادہ نے جن کو فارس الرسول کہتے ہیں غول میں گھُس کر اُنکے سردار عبدالرحمٰن کو قتل کیا اور کافروں سے بھاگنے کے سوا کچھ نہ بن پڑا۔ بنی نضیر کے یہود باوجود اس کے کہ تمام عرب میں سخت جرار مشہور تھے مسلمانوں کے مقابلہ سے ایسا گھبرائے کہ اپنے مساکن اور مال ومتاع اور شہر وطن کو بے لڑے ان کے حوالہ کرکے شام کی طرف چلے گئے اور خندق کی لڑائی میں کافروں نے اس ارادہ سے مدینہ کو گھیرا تھا کہ اس معرکہ میں مسلمانوں کا نام دنیا سے مٹا دیں گے عمرو بن عبد کے قتل ہوتے ہی مسلمانوں کے خوف اور دہشت سے رات میں بھاگ گئے اور بنی قریظہ بھی بے جنگ وجدال اپنے قلعہ سے اُتر آئے اور مسلمانوں کے ہاتھ سے مارے گئے حالانکہ ابولبابہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اُن کو حضرت کے ارادہ سے واقف کر دیا تھا کہ حضرت بے شک تمہیں قتل کرا دیں گے۔ اسی طرح اللہ تعالی نے تمام کافروں کے دل میں باوجود اُن کی کثرت وشوکت کے حضرت کا خوف اور رعب مسلط فرمایا تھا کہ آپ کا نام لینے سے گھبراتے اور مسلمانوں کے دلوں کو باآں ضعف وقلت ایسا مضبوط کر دیا کہ تمام عالم سے لڑنے کو تیار اور مستعد تھے آپ کو بدر کی لڑائی میں اندیشہ تھا کہ شاید انصار ہمارا ساتھ نہ دیں اس لئے کہ اُن کے عہد میں یہ امر بھی داخل تھا کہ جو شخص مدینہ پر چڑھ کر آئے گا ہم اُس سے لڑیں گے اور جو آپ کسی پر چڑھ کر جائیں تو ہم کو اختیار ہے خواہ آپ کے ہمراہ لڑیں یا نہ لڑیں اسواسطے آپ نے انصار کا استمزاج لیا مقداد بن عمرو نے گذارش کیا یا رسول اللہ ہم وہ نہیں کہتے جو بنی اسرائیل نے اپنے پیغمبر سے کہا فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون تو جا اور تیرا خدا پھر تم دونوں لڑو ہم یہیں بیٹھے ہیں بلکہ ہم کہتے ہیں فاذھب انت وربک فقاتلا انا معکما القاتلون یعنی خدا کی مدد اور اُسکا

پیغمبر ہمارے ساتھ ہو تو بے شک ہم لڑنے والے ہیں یا رسول اللہ قسم اُس کی جس نے آپ کو پیغمبری اور رسالت سے مشرف کیا اگر آپ حبش کے پرلے کنارے تک چلیں تو ہم میں سے کوئی شخص ساتھ آپ کا نہ چھوڑے گا۔ اور سعد بن معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کی پیروی کا اقرار کیا جو آپ کے مزاج میں آئے کیجئے اگر آپ حکم دیں کہ سمندر میں گھوڑے ڈالدو ہم میں سے کوئی شخص انکار نہ کرے گا الغرض خدائے تعالیٰ نے آپ کے یاروں کو وہ ہمت اور جوانمردی بخشی کہ سوا خدا کے کسی سے نہ ڈرتے اور کافروں کے پہلوانوں اور بہادروں کو پشہ سے زیادہ بے حقیقت اور ناچیز سمجھتے اور خدا اور رسول کی محبت میں اپنا گھر اور مال چھوڑنا بلکہ جان عزیز کو اس راہ میں قربان کرنا سہل اور آسان جانتے آدمی کو اپنے رشتہ داروں سے مقابلہ کرنا اور اُن کو اپنے ہاتھ سے قتل و غارت کرنا نہایت شاق ہوتا ہے مگر وہ خدا کی راہ اور آپ کی حمایت اور محبت میں ایسے ثابت قدم تھے کہ اپنے قریب رشتہ داروں کو کمال شوق اور خوشی کے ساتھ قتل کرتے اس لئے کہ سوا قرابت اسلام کے اور سب قرابتوں سے دست بردار ہو گئے تھے اور سوا خدا اور رسول کے کسی سے محبت نہ رکھتے تھے۔ خدا کے دشمن کو اگرچہ اپنا جگر پارہ ہو دشمن جانتے اور اُس کے دوست کو گو اُس سے کسی طرح کا علاقہ محبت کا نہ ہو دوست سمجھتے صدیق اکبر نے کہ پیشوا اور سردار اس گروہ کے تھے اپنے بیٹے سے مقابلہ کرنے کی اجازت چاہی مگر حاصل نہ ہوئی کہ انجام کار وہ مسلمان ہونے والے تھے اور لوح محفوظ میں اہل اسلام کے گروہ میں لکھے تھے ———

ابو عبیدہ بن جراح نے اُحد کے دن اپنے باپ کو اور مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی عبیدہ بن عمیر کو اور امیر المومنین عمر نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ اور علی مرتضیٰ اور حمزہ بن عبد المطلب اور عبیدہ بن حارث نے بدر کے دن عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ اور ولید بن عتبہ کو کہ قریب رشتہ دار اُن کے تھے قتل کیا خدائے تعالیٰ اُنکی تعریف فرماتا ہے لاتجد قوما یومنون باللہ والیوم الاٰخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولوکانوا اٰباءھم اوابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ پس وزر سے وہ شدائد اور مصائب کہ امر جہاد میں اُس جناب پر واقع ہوئے اور وضع سے دور کرنا اُن کا دشمنوں کو بددل اور خوفناک اور یاروں کو یکدل اور دلیر کرنے سے مراد ہے مگر قولہ تعالیٰ انقض ظھرک اس مطلب کو اباکرتا ہے کہ مقام رضا و تسلیم میں بھی اس قسم کے شدائد اور مصائب گوارا ہو سکتے ہیں مرتبہ حضرت کا اس سے اجل و اعلیٰ ہے کہ ایسی تکلیفیں آپ کی کمر جھکا دیں اور طبیعت مقدس پر سخت ناگوار گزریں ہاں عالی ہمت متعلقوں کی تکلیف اور مصیبت پر غمگین ہوتا ہے اور اس وجہ سے کہ تعلق و نسبت اُن سے اور شفقت اُن کے حال پر بھی خدا ہی کی طرف سے ہے غم و افسوس اُن کی تکلیف و مصیبت پر اُس کے مرتبہ اور وقت میں خلل نہیں ڈالتا شیبتنی ھود و امثالھا اسی شفقت کی طرف اشارہ ہے البتہ اگر وضع وزر سے عنایت فرمانا مرتبہ رضا و تسلیم کا مراد لیں وزر سے شدائد اور مصائب جہاد کہ نفس نفیس پر گزرے مراد لے سکتے ہیں گویا ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے تجھے مرتبہ رضا و تسلیم کا عنایت فرمایا کہ ایسی سخت مصیبتیں تجھ پر سہل اور آسان ہو گئیں اور پہلے معنی پر وضع سے

دور کرنا آپ کے یاروں کی تکلیف اور مصیبت کا تائید غیبی اور مدد آسمانی سے مراد ہے اور یہ مدد کئی صورت پر واقع ہوئی اول اُن کا رعب اور خوف دشمنوں کے دل پر غالب کیا کہ باوجود اُن کی قلت اور بے سروسامانی او اپنی کثرت اور ثروت کے اُن کے نام سے ڈرتے اور اُن کے مقابلہ سے گھبراتے دوسرے اُن کے دل کو دین پر ثبات اور قرار اور کافروں کے مقابلہ میں استقامت و استقلال بخشا اور حوصلہ عالی اور ہمت بلند اور جرأت و شجاعت اور قضا و قدر پر یقین کامل اور اطمینان کلی عنایت فرمایا فانزل اللہ سکینتہ علیٰ رسولہ وعلی المومنین گرد کلفت اور ملال کی راہ دین میں اُن کے دامن ہمت پر نہ بیٹھی اور ہر طرح کی تکلیف و مصیبت اس کام میں اُنکو گوارہ تھی۔ دشمنوں کی کثرت اور سطوت اور اپنے ضعف و قلت سے اصلا نہ گھبراتے اور تمام عالم سے لڑنے پر مستعد اور آمادہ تھے ایک شخص اُن کا بڑے لشکر میں بے تردد گھس جاتا اور ایک آدمی اُن کا فوج کثیر کو معرکہ سے بھگا دیتا آخر اُن کی ہمت و جرأت اور دلیری و شجاعت اور جانبازی اور مشقت کے سبب سے ملک عظیم اُنکے قبضہ میں آیا اور خزانہ قیصر و کسریٰ کا اُنکے ہاتھ لگا اور ناداری اور تنگدستی اُنکی فراغت اور فراخی عیش سے مبدل اور تکلیف و مصیبت کے بدلہ حکومت و ثروت اُن کو حاصل ہوئی ایک عالم نے اطاعت اُن کی اختیار کی اور بڑے بڑے زبردستوں اور سرکشوں نے اپنی گردن اُن کے سامنے جھکائی۔ تیسری صورت خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں اُن کو جابجا انعام اور اکرام کے وعدہ سے مسرور اور شادکام کیا اور اجر جمیل اور ثواب جزیل کا امیدوار فرمایا اور قاعدہ ہے کہ فوج اس قسم کے وعدہ سے جانبازی کرتی ہیں اور اُس اجر اور انعام کے شوق میں سختی اور شدت جنگ و پیکار کی اُنکو سہل نظر آتی ہے۔

اسی طرح یارانِ حضرت جب اُن خوبیوں اور نعمتوں پر جس کا خدا تعالیٰ نے اس عالم اور اُس عالم میں محنت و مشقت کے عوض میں یا اُسکے انعام و اکرام میں اُن کو وعدہ دیا تھا نظر کرتے تو جملہ تکلیفیں اُن پر آسان ہو جاتیں اور عمدہ نعمت اپنے مالک کی رضامندی اور خوشنودی ہے کہ اس جانفشانی اور جانبازی کے بدلے اُن کو حاصل ہوئی لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ اے عزیز محب صادق جس بات میں اپنے محبوب کی رضامندی سمجھتا ہے جان او مال اُس میں صرف کرنا سہل جانتا ہے اور کوئی تکلیف اور مشقت اُس امر میں اُس پر ناگوار نہیں گزرتی۔ چوتھی صورت بہت جگہ قرآن میں اُن کی صفت و ثنا کی اور اُن کی جانبازی اور جان نثاری بیان فرمائی اور یہ امر دفع کلفت میں اثر عظیم رکھتا ہے کہ قدردان کے کام میں جان دینا بھی سہل معلوم ہوتا ہے جب آقا اپنے نوکر اور غلام کی قدردانی اور اُس کی محنت و مشقت اور خدمت گزاری کی تعریف کرتا ہے تو وہ اُس محنت و مشقت کو ہزار آرام و راحت سے بہتر سمجھتا ہے چہ جائیکہ مالک حقیقی اپنے بندہ کی تعریف و توصیف اور اُسکی بندگی اور فرمانبرداری کی مدح اور تحسین کرے۔ پانچویں صورت اُحد اور بدر اور خندق اور حنین کی لڑائی میں فرشتوں کی فوج اُنکی مدد کیلئے آئی اور اس بات سے ہمت اور جرأت اُنکی بڑھ گئی اور اپنے مالک کی کمال مہربانی عنایت پر یقین کلی حاصل ہوا اذ یوحی ربک الی الملائکۃ انی معکم فثبتوا الذین امنوا سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب ہ یمددکم ربکم بخمسۃ آلاف من الملائکۃ مسومین جیسے بدر کی لڑائی میں مسلمان کافروں کو بہت دکھائی دیتے اور مسلمانوں کو کافر تھوڑے یہاں تک کہ ابن مسعود نے ایک شخص سے کہا یہ لوگ ستر ہوں گے اُس نے کہا شائد سو ہوں یقللکم فی انفسکم ویقللکم فی اعینھم

چھٹی صورت جس چیز کی اُن کو حاجت ہوتی غیب سے بے سامان ظاہری عنایت ہوتی تا اپنے مالک کے کمال مہربانی پر یقین کرکے دل قوی رکھیں اور اس فتوحات پر فتح کو کہ باسباب ظاہری دشوار نظر آتی تھی قیاس کریں چنانچہ بدر کی لڑائی میں چاہ بدر پر کفار پہلے سے مسلط ہو گئے تھے اور اکثر مسلمان رات کو احتلام میں مبتلا ہوئے پانی کے واسطے کمال حیران و پریشان تھے ناگاہ بے موسم پارۂ ابر نمودار ہوا اور اس قدر پانی برسا کہ تمام جنگل بھر گیا اور بافراغت اُس سے غسل کیا اور پیا اور گھوڑوں اور اونٹوں کو پلایا اسی طرح ایک جگہ پانی کی حاجت ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیاں چھاگل میں رکھیں فوارہ پانی کا آپ کی انگشتان مبارک سے جاری ہوا کہ تمام لشکر کو کافی ہو گیا م س اور جیش الخبط میں کہ ابوعبیدہ بن جراح اور اُن کے ساتھ والوں پر ایسی سختی گزری کہ مہینہ بھر کامل پتے درختوں کے کھائے اور اُن کی تاثیر سے ہونٹ پھٹ کر مانند ہونٹ اونٹوں کے ہو گئے ناگاہ ایک مچھلی کہ اُسے عنبر کہتے ہیں دریا سے اُچھل کر باہر آپڑی راوی کہتا ہے ہم نے اس قسم کی مچھلی اور ایسی بڑی کبھی نہ دیکھی تھی اُس کی ایک ہڈی کانٹوں پر کھڑی کی سوار معہ گھوڑے کے اُس کے نیچے سے نکل گیا اور تین سو گیارہ آدمی نے پندرہ دن تک اُس سے شکم سیر کھایا جب مدینہ میں آئے اور حضرت سے حال بیان کیا فرمایا یہ رزق خدا نے تمہیں غیب سے پہنچایا اگر اُس میں کچھ باقی ہو مجھے بھی دو ایک ٹکڑا اُس کا کسی کے پاس بچا تھا وہ اُس نے آپ کے پاس حاضر کیا آپ نے کمال رغبت سے تناول فرمایا۔ اسی طرح امر دین میں جو دشواری اُن کو پیش آتی غیب سے رفع ہو جاتی یہاں تک کہ سکینہ اُن پر نازل ہوا اور ایمان کامل اور یقین واثق اُنکو حاصل اللہ تعالیٰ اُن کے اس حال سے خبر دیتا ہے ھو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المومنین لیزدادوا ایمانا مع ایمانھم اور فکر مآل کار کہ سب افکار سے سخت اور دشوار ہے بشارت مغفرت سے دفع کی اور ارشاد ہوا لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر یعنی اے حبیب میرے میں نے جو امور کہ تجھ سے قبل از نبوت واقع ہوئے اور جو قصور کہ آئندہ واقع ہوں گے سب معاف کئے تم دل اپنا خوش رکھو اور کسی بات کا رنج وملال اپنے خاطر نازک پر مت لاؤ کہ تمہارے حال پر عنایت ہماری روز بروز زیادہ ہوتی جائیگی اور کسی بات پر تم سے مواخذہ اور باز پرس نہ کی جائیگی عطا خراسانی کہتے ہیں کہ ذنب متقدم سے قصور حوا وآدم اور متأخر سے گناہان اُمت مراد ہیں اور قرآن میں یہ محاورہ کمال شائع ہے اکثر جگہ قصور آباء و اجداد کے اُن کے لڑکوں اور اولاد کی طرف نسبت کیا ہے اور فرع اور تابع کے حالات اصول کے احوال سے گنے جاتے ہیں اور حقیقت میں وہ صفت بحال متعلق رہی کہ کبھی نفس متعلق کو اس سے متصف کرتے ہیں مثلاً کہتے ہیں کہ یہ درخت میٹھا یا کھٹا ہے حالانکہ یہ وصف اُس کے پھل کا ہے اور کہتے ہیں یہ سوار بہت تیز جاتا ہے حالانکہ یہ حال اُس کے گھوڑے کا ہے گویا ارشاد ہوتا ہے اے ہمارے محبوب تم اپنی اُمت گنہگار کے واسطے اپنے نفس نفیس کو رنج وغم میں مبتلا نہ کرو کہ ہم تمہارے سبب سے اُن کے قصور بخش دیں گے جبکہ قصور تمہارے ماں باپ حوا وآدم کا صرف تمہاری نسبت کے سبب سے معاف کیا تو اُمت کے گناہ جس کے واسطے رات دن تم اپنی زبان سے استغفار کرتے ہو اور اُن کی نجات کی فکر میں رات دن بے چین رہتے ہو اور اُن کی مغفرت کے لئے شب و روز ہم سے التجا کرتے ہو اور اُن کی بخشش کے واسطے اپنے نفس مبارک پر طرح طرح کی مشقت اور تکلیف اُٹھاتے ہو کس طرح

نہ بخشیں گے بعض کہتے ہیں یہ مضمون صرف واسطے تشریف اور تکریم سید کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے وارد ہے جیسے بادشاہ اپنے کسی خاص مقرب یا وزیر اعظم کی تشریف اور امتیاز کے واسطے فرماتا ہے کہ ہم نے تیرے تین خون معاف کئے اس سے لازم نہیں آتا کہ خون اُس سے واقع ہوئے ہوں یا آئندہ مرتکب اُن کا ہو اس تقدیر پر معنی میں اصلا تکلف نہیں کرنا پڑتا اور کسی طرح کا شبہہ وارد نہیں ہوتا اور غمِ نجاتِ اُمت کا سب رنجوں اور غموں سے دل مبارک پر زیادہ گراں تھا اور جس نے آپ کے تمام قویٰ کو ضعیف کر دیا تھا چنانچہ وارد ہے کہ ایک روز صدیق اکبر نے عرض کیا آپ پر آثار بڑھاپے کے طاری ہوئے یعنی قویٰ آپ کے بہت ضعیف حالانکہ عمر شریف اس قدر نہیں ہے فرمایا مجھے سورہ ہود اور واقعہ اور مرسلات اور عم یتساءلون اور کورت نے بوڑھا کر دیا کہ ان سورتوں میں عذاب کا ذکر ہے جب میں اُس کا خیال کرتا ہوں اپنی اُمت کے حال پر مغموم ہوتا ہوں یعنی دیکھئے اُن سے کیا معاملہ کیا جاوے شب و روز آپ اُمت کے غم میں مبتلا رہتے اور اُنکی بخشش کیلئے طرح طرح کی مشقت اور تکلیف اپنے نفس نفیس پر گوارہ کرتے کسی وقت اور کسی حال میں ہم گنہگاروں کو نہ بھولتے اور اُن کی فکر سے غفلت نہ کرتے پروردگار نے اس غم کو اس طرح دور کیا کہ آپ کے خاص یاروں اور عزیزوں کیواسطے جیسے عشرۂ مبشرہ اور حسنین اور فاطمہ زہرا کی مغفرت قطعی کی آپ کو خبر دی اور اہل بدر کیواسطے فرمایا فافعلوا ما شئتم قد غفرت لکم ولا ابالی جو تمہارا جی چاہے کرو میں نے تمہیں بخش دیا اور مجھے کچھ پروا نہیں اور اصحاب حدیبیہ کے لئے ارشاد کیا لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ بے شک خدا راضی ہوا مسلمانوں سے جب وہ بیعت کرتے تجھ سے نیچے درخت کے باقی رہی اور امت سو اُن کے واسطے وعدہ فرمایا کہ میں تمہاری شفاعت اُن کے حق میں قبول کروں گا اور تم کو اُن کے معاملہ میں راضی کردوں گا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے شفاعت یا نصف اُمت کی مغفرت میں مختار کیا میں نے شفاعت کو اختیار کیا کہ عام تر اور کافی تر ہے کیا تم اُسے متقیوں کے واسطے جانتے ہو لیکن وہ گنہگاروں کے لئے ہے بس یہ تشریف یعنی حصول مقام شفاعت تمام اُمت کی مغفرت اور بخشش سے خبر دیتا ہے اور اُن کی نجات اور مآل کی فکر کو جڑ سے اُکھیڑتا ہے۔ پروردگار تقدس وتعالیٰ ان سب بوجھوں اور اوزار کے وضع اور دور کرنے کی طرف اشارہ کرتا ہے انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر ویتم نعمتہ علیک ویھدیک صراطا مستقیما وینصرک اللہ نصرا عزیزا۔ ہم نے فیصلہ کر دیا تیرے واسطے صریح فیصلہ تا معاف کرے اللہ تیرے اگلے اور پچھلے گناہ اور پورا کرے تجھ پر اپنا احسان اور چلاوے تجھ کو سیدھی راہ اور مدد کرے تجھ کو خدا زبردست مدد فتح مبین سے وطن مالوف یعنی مکہ معظمہ کی فتح اور غفران ما تقدم وتاخر سے اندیشہ مآل سے نجات بخشی اور ہدایت سے طریق مطلوب کے دکھانے اور نصر عزیز سے بار گران نبوت کے سہل کرنے اور دشمنوں کی ایذا رسانی اور بدزبانی سے نجات دینے اور امر جہاد میں تائیدات غیبی اور یاروں کے یکدل اور مخالفوں کے بددل کرنے کی طرف اشارہ ہے اور باقی باتیں اتمام نعمت کے تحت میں داخل ہیں اسی واسطے حضرت نے وقت نزول اس آیت کے فرمایا مجھ پر وہ آیت نازل ہوئی جو مجھے ساری دنیا سے زیادہ عزیز ہے کسی نے کہا یا رسول اللہ آپ کو خوشی اور بشارت ہو کہ خدا نے

آپ کا انجام حال بیان کیا مطمئن کر دیا دیکھئے ہمارا کیا حال ہوگا جواب آیا لیدخل المومنین والمومنات جنّت تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا ویکفر عنہم سیئاتہم وکان ذالک عند اللہ فوزاً عظیماہ پہنچادے ایمان والے مردوں کو اور عورتوں کو باغوں میں نیچے بہتی اُن کے نہریں سدا رہیں گی اور اُتارلے اُن سے اُن کی بُرائیاں اور یہ بھی خدا کے یہاں بڑی مراد ملتی ہے اسی طرح جو مشکل راہ دین میں جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو پیش آتی پروردگار اپنے فضل وکرم سے اُسکو حل کرتا اور جو امر اس راہ میں آپ پر سخت گزرتا اُسے آسان فرماتا یہانتک کہ دین کامل ہوگیا اور نعمت کامل آپ کو اور آپ کے یاروں کو حاصل ہوئی اور آیۂ کریمۂ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا اس احسان کے بیان میں نازل پھر تو آپ بفراغ خاطر مطلوب حقیقی اور مقصود اصلی کی طرف متوجہ اور دوام وصال اور کمال قرب کی طرف کہ مافوق اُس سے بلکہ مثل اوسکے کسی مخلوق کو حاصل نہیں ہو سکتا مشتاق ہوئے آخر محبوب نے انکو اپنی جوار رحمت میں بلایا اور وصل دائم اور قرب اتم سے مسرور اور مشرف فرمایا قال اللہ عزوجل ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک یعنی اے حبیب ہمارے اور اے دوست ہمارے ہم نے ہر طرح کا رنج وغم اور مصیبت اور مشقت اور فکر اور تردد کہ جس نے بار گراں کی مانند تمہاری پیٹھ کو ٹوٹنے کے قریب کر دیا تھا انواع عنایات اور افضال کے ساتھ تم سے دفع کیا اور درد فراق کو کہ سب باتوں سے زیادہ تر تمہارے دل پر شاق تھا شربت وصل دائم پلا کر دور فرمایا اور سوائے ان معنیوں کے کہ مذکور ہوئے اور کئی معنی بھی ہو سکتے ہیں۔ اوّل جس وقت وہ جناب خدا کی نعمتوں اور انعامات پر جو آپ پر ہر وقت متواتر نازل تھے اور اُس کے احسانوں اور عنایات پر کہ ساعۃ فساعۃ بلافصل آپ کو حاصل تھے نظر فرماتے اور آپ کو اپنے مالک کے بحر رحمت وعنایت اور دریائے فضل وکرم میں سر سے پاؤں تک غرق پاتے عجب طرح کی حیرت آپ کو عارض ہوتی کہ شکر بے انتہا نعمتوں کا کس طرح ادا کروں گا اور بے ادا کئے کس طرح مراد کو پہنچوں گا کہ نا شکرا اپنے رب سے محجوب ہے پروردگار تقدس وتعالیٰ نے طریقہ شکر کا آپ کو تعلیم کیا اور بعضے بندوں کو شکور فرمانا حیرت آن کی دفع ہوا اور سمجھیں کہ شکر کا نعمت سے مساوی اور برابر ہونا ضروری نہیں بلکہ بندہ کے واسطے اُسی قدر کفایت کرتا ہے جس قدر اُس سے ممکن ہے اور ہو سکتا ہے۔ **دوم** بعضے کہتے ہیں کہ وزر سے وحی کا رکنا اور وضع سے بواسطہ جبرئیل کے آپ کو تسلی دینا یا سورہ والضحیٰ کا اُن کی تسلی کے واسطے نازل فرمانا مراد ہے۔ ب زید بن اسلم کہتے ہیں کہ آپ کے مکان میں ایک بچہ کتے کا پڑا تھا اس لئے آنا وحی کا موقوف ہوا کہ جس مکان میں کتا ہوتا ہے وہاں فرشتہ رحمت کا نہیں آتا۔ ض اور بعضے کہتے ہیں کہ آپ نے ایک سائل کو کہ بے محل الحاح کرتا تھا اور گڑگڑاتا تھا جھڑکا یہ امر باعث عتاب اور رکنے وحی کا ہوا۔ ع اور بعض کہتے ہیں کہ اہل مکہ نے مدینہ کے یہود کو کہلا بھیجا کہ ہم میں ایک شخص دعویٰ نبوت کرتا ہے تم اہل کتاب اور پیغمبروں کی نشانیوں سے واقف ہو کوئی بات ہم کو بھی اس طرح کی بتلادو جس سے ہم اُس کا امتحان کریں یہود نے جواب دیا تم اُس سے سکندر ذوالقرنین کا قصہ اور اصحاب کہف کا حال اور روح کی حقیقت پوچھو کفار مکہ نے یہ تینوں سوال آپ کے حضور میں پیش کئے آپ نے فرمایا کل جواب دوں گا مگر انشاء اللہ کہنا بھول گئے۔ ع دس دن ب اور بقول ابن جریج بارہ دن اور بقول ابن عباس پندرہ دن اور بقول مقاتل چالیس دن

اور بقول بعضوں کے تین برس وحی نہ آئی کفار خوش ہو ہو کر طعن کرتے یہاں تک کہ ابو لہب سر مجلس کہتا ان محمد اودعہ ربہ وقلی بے شک محمد کو اُس کے رب نے چھوڑ دیا اور اُس سے ناخوش ہوگیا اور اُسکی عورت اُم جمیل بنت حرب نے آپ سے کہا ما اری شیطانك الا قد ترکك یعنی تیرا شیطان تجھے چھوڑ کر چلا گیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کلام الٰہی کے شوق میں کمال بے قرار رہے اور ایسی وحشتناک باتوں اور دشمنوں کے طعنوں سے اور بھی زیادہ غمگین ہوتے یہاں تک کہ پہاڑوں پر جاتے اور آپ کو وہاں سے گرا کر ہلاک کیا چاہتے جبرئیل آپ کے پاس آتے اور کہتے کہ ایسا نہ کیجیے خدائے تعالیٰ آپ کو نہ چھوڑے گا بلکہ بڑی نعمت و دولت عنایت کرے گا۔ تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ اُم جمیل خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی وہ کلمہ جو مذکور ہوا کہہ رہی تھی رحمتِ الٰہی نے نزول فرمایا اور فرمان آیا والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ ما ودعك ربك وما قلی یعنی قسم ہے چاشت کے وقت کی اور رات کی جس وقت اپنی اندھیری سے اشیاء کو خلائق کی نظروں سے ڈھانک لیوے نہ چھوڑا تجھے تیرے رب نے اور نہ تجھے دشمن پکڑا اور ابتداء سورۃ کی دن رات کے ذکر سے واسطے بیان اس رمز کے ہے کہ دنیا کی چال ڈھال ایک حال پر نہیں گاہ روز روشن اور کبھی اندھیری رات ہے آدمی کو چاہئے کہ اُس کے انقلاب سے دل تنگ نہ ہو اور اُس کی آفتوں اور مصیبتوں سے طبیعت پر ملال نہ لائے کہ جسطرح رات دن کو قیام نہیں اسی طرح اُس کی باتیں بھی ایک حال پر نہیں رہتیں اور جیسے زمانہ نزول وحی کہ دن کی طرح دل کو خوش اور آنکھوں کو روشن کرنے والا تھا باقی نہ رہا اسی طرح یہ دن کہ رات کے مانند طبیعت کو مکدر اور متوحش اور پریشان کرنے والے ہیں ہمیشہ نہ رہیں گے پھر آفتاب تمہارے اقبال کا طلوع فرمائے گا کہتے ہیں رات تنہائی کا اور وحشت کا اور دن آپس میں ملنے کا وقت ہے پس اُن کے ذکر میں اس جگہ پر نکتہ ہے کہ تم اپنے دل کو خوش رکھو جسطرح رات ہمیشہ نہیں رہتی اُسکے بعد دن ہوجاتا ہے اسی طرح وحی کے بند ہونے کی وحشت کے بعد تمہیں فرشتوں اور اپنے مالک کے پیامبروں کے ساتھ مل بیٹھنا میسر ہوگا اور سب رنج و ملال دل سے دور ہوجائے گا اور ان دونوں چیزوں کی قسم اس مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ خاص کرتے ہیں اور مضمون سورت کو قسم سے موکد کرنے میں یہ بھید ہے کہ شریعت میں مدعی پر گواہ اور منکر پر قسم عائد ہوتی ہے سو جب کفار کہ مدعی اس بات کے تھے کہ خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا اور وہ اُن کا دشمن ہوگیا اپنے دعوے کو ثابت نہ کر سکے تو حضرت کی طرف سے خود مالک حقیقی اور حاکم مطلق نے قسم کھا کر دشمنوں کے دعوے کا انکار کیا کہ یہ دونوں چیزیں خوبی اور منفعت میں متساویۃ الاقدام ہیں اگرچہ اکثر لوگ صرف دن کو اچھا جانتے ہیں مگر حقیقت میں رات بھی حکمت اور منفعت سے خالی نہیں کہ حکیم کا کوئی کام حکمت کے مطابق ہوتا ہے گو اُسکی خوبی سمجھ میں نہ آوے اور بظاہر مکروہ معلوم ہووے عسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم اسی طرح وحی کا بند ہونا بھی مانند اُس کے نزول کی حکمت سے خالی نہیں اگرچہ نادان لوگ اُسے تمہارے حق میں برا سمجھتے ہیں اور اُس کی جہت سے تم پر طعن کرتے ہیں یا اس مطلب پر تنبیہ ہے کہ ہم جس طرح کبھی دن کی ساعتیں گھٹاتے ہیں اور رات کی بڑھاتے ہیں اور کبھی بالعکس کرتے ہیں اور یہ گھٹانا بڑھانا کچھ عداوت کی راہ سے نہیں بلکہ حکمت کے اقتضاء سے ہے اسی طرح رسالت اور وحی کے مقدمہ کو بھی سمجھا چاہئے کہ کبھی فیضان ہے اور کبھی روکنا مگر روکنا یہ عداوت کی راہ سے نہیں بلکہ حکمت

کے اقتضا سے ہے اور حکمت اُس میں یہ ہے کہ جس طرح غذائے جسمانی اگر وقت معتاد پر نہیں ملتی طبیعت اُس کی طرف زیادہ خواہش کرنے لگتی ہے اور جب اشتہاء صادق کے بعد میسر آتی ہے طبیعت کو نہایت خوشگوار اور اچھی معلوم ہوتی ہے اور لطف و مزہ زیادہ ہو جاتا ہے اسی طرح سے غذائے روحانی جب بعد شوق اور طلب کے میسر ہوتی ہے دل اُس کو اچھی طرح قبول کرتا ہے اور لطف اور مزہ زیادہ معلوم ہوتا ہے اسی سے صوفیا کرام فرماتے ہیں کہ قبض و بسط اور غیبت و حضور کہ دو پر ہیں سالک کو مطلوب کیطرف اُڑاتے ہیں جس طرح دھوپ اور سایہ کی مختلف تاثیریں کھیتی کے پکنے کو درکار ہیں اسی طرح یہ دونوں باتیں سالک کو پختہ کرتی ہیں آدمی کو چاہئے کہ کسی بات سے تنگ دل ہو کے اُمید قطع نہ کرے اور بلا و آفت سے جو اس راہ میں پیش آئے گھبرا کر بیٹھ نہ رہے اُسے کیا معلوم ہے کہ مطلوب کس طریق سے جلوہ فرمائے گا۔ راہِ عطا و نعمت سے یا راہِ بلا و مصیبت سے دیکھ موسیٰ علیہ السلام قبطی کو قتل کر کے فرعون کے ڈر سے مصر سے مدین کو بھاگے مدت تک عورت کے مہر میں بکریاں چگائیں جب اُسے لیکر چلے راہ گم کی اور بکریاں بھاگیں اور رات کو دردِ زہ شروع ہوا اندھیری رات اور جنگل لق و دق نہ آبادی کا نشان نہ آدمی کا پتا ہر طرف آگ تلاش کرتے تھے ناگاہ خطاب ہوا یاموسیٰ انی اصطفیتك علی الناس برسالاتی وبکلامی فخذ ما اٰتیتك وکن من الشاکرین اے موسیٰ میں نے تجھے اپنی رسالت اور ہم کلامی کے ساتھ برگزیدہ کیا پس لے جو میں نے تجھ کو دیا اور شکر کرنے والوں سے ہو جا یا بعید ادس میں یہ ہے کہ جو لوگ اوہام اور خیالات کے پابند ہیں اور عقل سلیم اور ذہن مستقیم سے قرآن کی حقیقت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدق دریافت نہیں کرتے وہ بھی ادنیٰ تامل سے سمجھ لیں کہ اگر یہ کلام خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو حضرت باوجود وعدہ فردا کے اس قدر مدت دراز تک کافروں کے جواب سے کیوں سکوت فرماتے اور دشمنوں کی طعن و تشنیع کیوں گوارہ کرتے کوئی عقلمند اپنے اختیار سے دشمنوں کی ملامت نہیں اُٹھاتا اور اُنکو اپنے پر نہیں ہنسواتا پس یہ امر کہ حضرت اس امر میں مجبور اور منصب رسالت پر خدا کی طرف سے مامور ہیں بخوبی ثابت ہوا اور مضمون وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ کا آفتاب نیمروز سے زیادہ روشن و ظاہر ہو گیا اور ایک لفظ میں حضرت کو بڑی تسلی ہے یعنی کب ہو سکتا ہے کہ جس مالک نے تم کو طرح طرح کی عنایت اور انواع تربیت کے ساتھ پرورش کیا یہاں تک کہ مرتبہ پیغمبری اور رسالت کا بخشا اور اپنے نور کی تجلی بے واسطہ اور بے وسیلہ کسی مرشد یا پیغمبر کے تمہاری روح مبارک پر نازل فرمائی وہ تم کو بے کسی قصور اور خطا کے یکایک چھوڑ دے اور تمہارا دشمن ہو جاوے یہ بات تو مجازی خاوندوں سے بھی بعید ہے۔ مثل مشہور ہے "نواختہ را نباید انداخت" اُس خاوند حقیقی کی نسبت جو ہر شخص کی استعداد اور قابلیت اور حوصلہ اور ہمت کو اُسکی پیدائش سے پہلے جانتا ہے اور بقدر اُسکے عمل اور حوصلہ کے اُسکو منصب اور مرتبہ بخشتا ہے ایسا خیال کرنا کہ بے کسی قصور کے اپنے ایسے معزز اور ممتاز بندہ کو چھوڑ دے گا اور اپنے محبوب کا دشمن ہو جائے گا ان کافروں کی نادانی اور حماقت ہے۔ وحی کا روک رکھنا ہرگز چھوڑ دینے اور عداوت کی راہ سے نہیں۔ جیسا یہ احمق گمان کرتے ہیں بلکہ عین پرورش اور عنایت ہے جیسے اُستاد شفیق کسی لڑکے کو چھٹی دے دیتا ہے کہ مبادا زیادہ محنت سے گھبرا نہ جائے ویسے ہی اگر تم پر پے در پے وحی نازل ہوتی تمہاری بشریت کی بنا منہدم ہو جاتی اور علاقہ تمہارا خلق

سے منقطع اور معاملہ تبلیغ و رسالت کا درہم برہم ہو جاتا اسی جگہ سے کہتے ہیں کہ مرشد کو چاہئے اپنے مرید پر ایسا بوجھ جو اُس کے نفس کو حد سے زیادہ ضعیف کر دے نہ ڈالے اس لئے کہ نفس جب حد سے زیادہ ضعیف ہو جاتا ہے طلب میں قصور کرتا ہے اور مطلب سے دور پڑتا ہے ان لنفسك عليك حقاً تعلیم اور تہذیب کے توسط اور اعتدال کی طرف اشارہ ہے ہاں جب رفتہ رفتہ نفس روح کا حکم پیدا کرے گا اور نور حق ظلمت بشریت پر غالب آئے گا اور وصال بے فراق تم کو میسر ہوگا۔ وللآخرة خير لك من الاولى اُس وقت اس رنج کے بدلے جو تم نے وحی کے رکنے سے اٹھایا کمال خوشی حاصل ہوگی اور تمہاری آرزو اور خواہش کے موافق وحی متواتر نازل ہوا کرے گی اور بعضے کہتے ہیں کہ آخرت سے احوال آخرت اور اولی سے حالت دنیا مراد ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ آپ کو ہزار محل سونے کے دے گا کہ مشک اُسکی خاک ہوگی ولسوف يعطيك ربك فترضى بیشک تجھے دے گا تیرا رب اسقدر کہ تو راضی ہو جاویگا۔ قاعدہ ہے کہ جب کوئی بادشاہ قدرداں اور حاتم مہربان کسی کو اپنی کسی خدمت پر مامور اور مقرر کرتا ہے اور وہ نوکر بڑی کوشش اور کمال استقلال سے اس خدمت میں مشغول رہتا ہے تب حاسد دشمنی اور عداوت کی راہ سے اُس کی دل شکنی اور رنج پہنچانے کیواسطے جھوٹی باتیں بے اصل مشہور کرتے ہیں کہ وہ اپنے مالک کی نظر سے گر گیا اور اپنے عہدہ اور منصب سے معزول ہوا اُسوقت مالک مہربان دشمنوں کی تکذیب اور اُسکی دلداری کرتا ہے اور اُس دلداری کے ساتھ کسی قسم کے خلعت اور انعام سے بھی اُسکو سرفراز فرماتا ہے کہ جو گرانی حاسدوں کی جھوٹی باتوں سے اُسکے دل پر آئی ہے دور ہو جائے اور اُس رنج و ملال کی جو بدخواہوں نے پہنچایا تلافی ہو اور اُسکے مرتبے کی ترقی سے مخالفوں کو اور بھی رنج پہنچے سو پروردگار نے دشمنوں کی تکذیب اور حضرت کی دلداری کے بعد اُس جناب کو اس خلعت اور انعام سے سرفراز فرمایا کہ آئندہ ہم تمہارے کام تمہاری خواہش اور مرضی کے موافق کیا کریں گے اس رنج و ملال کے عوض میں جو تمہیں بدخواہوں اور دشمنوں کی طرف سے پہنچا ہے اسقدر نعمت و دولت عنایت فرمائیں گے کہ تم راضی ہو جاؤ گے اور کسی بات کی حسرت تمہارے دل میں نہ رہے گی اور تمہاری استعداد اور حوصلہ کا جام بھر جائے گا اور ہر بات کا کمال تم کو حاصل ہوگا اور یہ وعدہ نہایت فراخی اور وسعت رکھتا ہے خصوصاً جب ایسے عالی حوصلہ اور بلند ہمت سے کیا جاوے جب ایسی بڑی بڑی نعمتیں اُن کو عنایت ہوں تو اُن کی مراد پوری ہو اور عمدہ عمدہ کمالات اور مرتبے اُنکو دیئے جاویں تو اُس کی آرزو کا جام بھرے اور سوف کے لفظ سے اس مضمون پر تنبیہ فرمائی کہ وہ کمالات اور انعامات جو تمہارے حوصلہ کے جام کو بھریں ایسے نہیں کہ تھوڑے دنوں میں حاصل ہو سکیں بلکہ اب سے قیامت تک حاصل ہوتے رہیں گے کہ جو کمال جلد حاصل ہوتا ہے ہمیشہ نہیں رہتا اور جو شئے زائل اور فانی ہے وہ حقیقت میں کمال نہیں اب اس وعدہ کو اگلی نعمتوں کی یاد دلانے سے محکم اور مضبوط کرتے ہیں کہ امید اُس کے ایفا کی قوی ہو جاوے اور حصول مدعا پر یقین کامل ہو وے کہ جس مالک نے ابتداءً بے کسی عمل اور بے تمہاری درخواست کے ہزاروں مہربانیوں اور عنایات کے ساتھ تم کو پرورش کیا اور کوئی دقیقہ تربیت اور تہذیب کا باقی نہ چھوڑا اب کہ تم اُسکی مہربانی اور عنایت سے بڑے مرتبہ کے لائق اور بڑی عزت اور امتیاز کے قابل ہوئے باوجود تمہارے اشتیاق اور طلب کے تم کو

کب چھوڑ دے گا اور کس طرح تمہارا دشمن ہو جاوے گا اور اپنے اگلے حال کو نظر تامل سے دیکھو کہ کس کس طرح تم کو ہر قسم کی آفت سے بچاتا رہا اور تمہاری پرورش اور تربیت اور تہذیب اور تکمیل فرماتا رہا الم یجدک یتیما فاوی کیا نہ پایا تجھ کو یتیم پھر جگہ دی یعنی ابتدائے حال میں ظاہری تربیت تمہاری اس طرح کی کہ جب تمہارے والد نے انتقال کیا عبدالمطلب کو تمہاری پرورش کیواسطے مقرر فرمایا اور جب وہ مرے ابوطالب کے دل کو اسقدر گرویدہ کیا کہ اپنی اولاد سے تم کو زیادہ چاہتے اور شب و روز تمہاری خبرگیری اور خدمت گزاری میں مشغول رہتے۔ اور باطنی تربیت کی طرف ہم خود متوجہ ہوئے کہ ہماری عنایت سے تمہارا چال چلن اور اخلاق تمام عالم سے افضل ہوا یہاں تک کہ سارے خاندان کو تمہارے سبب سے عزت حاصل ہوئی اور کوئی خوبی اور بڑائی تمہاری ذات سے باقی نہ بچی جب تم حد بلوغ کو پہنچے اس تہذیب کے سبب سے حوصلہ تمہارا فراخ اور ہمت تمہاری بلند ہوئی پھر تو دل آپ کا اس عالم سے سرد اور عالم علوی کی طرف مائل ہوا اور کمال عقل اور دانائی کے سبب سے بتوں کی پوجا اور کفر و جاہلیت کی رسموں کو ہیچ اور پوچ سمجھ کر حق دین اور راہ مولیٰ کی تلاش میں مشغول ہوئے اور دین ابراہیمی کہ اصل ادیان ہے اُن دنوں میں کسی کو یاد نہ تھا اور نہ کسی کتاب میں لکھا تھا اور نہ آپ کتاب پڑھ سکتے تھے ناچار اُس کے نہ ملنے سے ہمیشہ دلگیر اور ملول رہتے اور تسبیح و تہلیل تکبیر اعتکاف جنابت کا غسل حج کے مناسک خلوت نشینی اور عزلت اور اس قسم کی اور عبادات اور امور جس قدر معلوم ہو سکتے بجالاتے اللہ تعالیٰ نے اُن کے شوق کامل اور طلب صحیح پر نظر فرما کر اپنی وحی سے اُن کو اُس پاک اصول کے دین پر مطلع فرمایا اور اُس کے فروع کو بہت اچھی طرح سے تفصیل کے ساتھ بیان کیا اُسوقت وہ بے قراری جو حق دین کے نہ ملنے سے آپ کے دل پر تھی جاتی رہی اور ایسی خوشی حاصل ہوئی گویا کھوئی ہوئی چیز ہاتھ آئی ووجدک ضالا فھدی اور پایا تجھے راہ بھولا پھر تجھے راہ بتائی یعنی جس راہ سے چلا چاہتے تھے اور وہ راہ نظر نہیں آتی تھی ہم نے اپنے فضل و کرم سے تم کو اُس پر مطلع فرمایا۔ پس یہاں راہ کا نہ پانا ضلالت سے کہ بمعنی راہ گم کرنے کے ہے تعبیر کیا گیا مفسرین اس بات کو اچھی طرح نہ سمجھے کہ نزول وحی سے پہلے احکام شریعت سے جہالت اور حق دین کی طلب اور تلاش منافی مرتبہ نبوت کے نہیں لہذا اس آیت کی تفسیر میں متحیر اور ادھر اُدھر جا پڑے۔ امام رازی کہتے ہیں کہ ضلال سے ظاہری راہ بھولنا مراد ہے کہ لڑکپن میں آپ گھر کی راہ بھول گئے تھے اور ابوجہل آپ کو پہاڑوں میں پھرتا دیکھ کر عبدالمطلب کے پاس لے آیا تھا۔- - - - - - - - - - - - اور بعضے ضلال ہجرت کا رُخ بھولنے کہ کس ملک کی طرف جانا چاہئے اور بعضے قبلہ کو گم کرنے اور بعضے عبادات کے شغل میں دنیا کے کاروبار ضروری کے راہ بھولنے اور بعضے آسمانوں کے راستہ کو کہ شب معراج معلوم ہوا گم کرنے اور بعضے کافروں میں رلے ملے رہنے اور بعضے قوم کی گمراہی پر حمل کرتے ہیں اور بعض ضلال کو استغراق فی المحبت اور ہدایت کو مطلوب کی راہ دکھانے اور ہر بات کی اونچ نیچ سمجھانے سے تفسیر کرتے ہیں۔ اور آیۃ کریمہ انک لفی ضلالک القدیم سے اس معنی پر استدلال کرتے ہیں اور اس استغراق اور راہ دکھانے اور اونچ نیچ سمجھانے کو مرتبہ بقا و فنا سے تعبیر کرنا بھی ممکن نہیں کہ کمال ہر عمدہ مرتبہ اور مقام کا آپ کی ذات پاک میں منحصر ہے لیکن اصل معنی وہ ہیں جو پہلے مذکور ہوئے

ابن عباس وحسن بصری وضحاک وشہر بن جوشب اس معنی کی طرف اشارہ کرتے ہیں آیہ کریمہ ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان مؤید اُن کی ہے۔ تنبیہ اس جگہ سے اطلاق اس قسم کے الفاظ کا حضرات انبیاء کیلئے جو بظاہر شان نبوت کے منافی ہیں اگرچہ معنی اُن کے صحیح ہوں جائز نہ ہوا کہ جو بات بادشاہ وزیر کی نسبت کہہ سکتا ہے ہر عامی کو کہنا جائز نہیں وہ فرماتا ہے عصیٰ ادم ربہ فغویٰ تو اگر آدم کو گنہگار کہے گا زبان تیری پیچھے سے کھینچی جاوے گی خدا ہی کہہ سکتا ہے کہ رہ ورسم محبت میں اس قسم کی باتیں ناگوار نہیں مصرع جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خا را۔ اسی طرح جو کلمات کہ اولیا سے بعض حالات میں واقع ہوئے وہ اُس وقت اُنھیں کے لئے مخصوص تھے خواجہ یحییٰ معاذ رازی فرماتے ہیں کہ ملا میں کہتا ہوں اے خداوند اور خلا میں کہتا ہوں اے دوست اب اپنے تیسرے احسان کو یاد دلاتے ہیں یعنی نبوت سے پہلے تو عبد المطلب اور ابو طالب اور خدیجہ کبریٰ کے مال سے مستغنی اور نبوت کے بعد ابو بکر صدیق کی دولت سے فارغ البال کیا حضرت فرماتے ہیں مجھے کسی کے مال سے اسقدر فائدہ نہ پہنچا جس قدر ابو بکر کے مال سے کافروں کی شرارت سے آپ گھر اور وطن چھوڑ کر مدینہ تشریف لے گئے وہاں کے باشندے جان و مال سے حاضر ہوئے یہاں تک کہ اپنے مساکن اور اموال میں آپ کے ساتھ والوں کا حصہ مقرر کیا اور چالیس نصرانی حبشے کے مسلمان ہوئے اور تمام مال اپنا وطن سے لاکر مسلمانوں کو دیدیا اور جب حکم جہاد کا آیا اور ہتھیاروں کی درستی اور مفلس غازیوں کی دستگیری کے واسطے مال کی آپ کو زیادہ حاجت ہوئی جناب باری نے غنیمت آپ کے اور آپ کی امت کے واسطے حلال کی اور بنی نضیر اور بنی قریظہ اور یہود خیبر اور عرب کے اکثر قبائل کا مال اُس جناب کو عنایت فرمایا اور اُن کے یاروں کی ناداری اور عسرت کو دور کیا اور باوجود اس ظاہری غنا کے باطنی غنا اور بے پروائی جسے قناعت کہتے ہیں اُس جناب کو اس مرتبہ عنایت فرمائی کہ سونا اور پتھر آپ کے نزدیک برابر تھا اور جس طرح آپ کو یتیم کرنے میں یہ فائدہ تھا کہ لوگ یتیموں کو حقیر نہ سمجھیں بلکہ حضرت کی یتیمی یاد کرکے اس صفت کے سبب سے کہ حضرت کے صفات وحالات سے ہے اُن کی تعظیم کریں یا اس لئے کہ آپ یتیمی کے دکھ سے واقف ہو جاویں تا یتیموں پر زیادہ شفقت اور مہربانی فرماویں اور شروع سے آپ کو خدا ہی کی طرف التجا کرنے کی عادت ہو جاوے یا کسی اور کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاویں یا یہ کہ یتیمی اُس جناب کے نبی ہونے پر دلالت کرے کہ طفل بے پدر کا ایسے اخلاق شائستہ اور آداب پسندیدہ سے مہذب ہونا خارق عادت اور معجزہ کی جنس سے ہے اسی طرح آپ کو تنگ دست اور فقیر کرنا بھی حکمت سے خالی نہ تھا اگر آپ امیر ہوتے لوگ آپ کے تابع داروں پر بدگمانی کرتے کہ شاید یہ لوگ اس شخص عظیم الشان کی ثروت و امارت کی وجہ سے اطاعت کرتے ہیں اور بطمع مال و دولت اپنے باپ دادا کا دین چھوڑنا اور اپنے عزیزوں اور قریبوں سے رشتۂ الفت قطع کرنا گوارا کرتے ہیں اور آپ کو تواضع اور انکسار اور آشنا پروری اور مسکینی اور خدا سے دم بدم التجا کرنے کی لذت اچھی طرح سے معلوم نہ ہوتی اور باوجود ثروت کے مالداروں کے اخلاق یعنی خود پسندی اور خود بینی اور خود نمائی سے بچنا دشوار ہوتا سو اس واسطے حکمت الٰہی نے نہ چاہا کہ اُس جناب کو مالدار کرے بلکہ فقیر اور بے مایہ پیدا کرکے فقیری اور بے مائیگی کی تکلیف اس تدبیر سے دفع کی کہ لوگ گرویدہ ہو کر جان و مال اپنا

آپ پر نثار کرتے اور یہ بات آپ کے کمال پر بڑی دلیل ہے کہ خلق ظاہری اسباب کے بغیر اس قدر آپ پر گرویدہ ہوتی اور یہاں ایک نکتہ ہے کہ ہر آدمی ابتدا میں بے مایہ اور تہی دست ہوتا ہے اور دوسروں کے مال سے جمعیت حاصل کرتا ہے لیکن جو شخص ہوس اور لالچ کی راہ سے اُس کی طلب میں سرگرداں پھرتا ہے وہ سب کی نگاہ میں ذلیل اور خوار ہو جاتا ہے اور جو ظرافت اور دانائی کے ساتھ مناسب تدبیروں سے اوروں کے مال سے فائدہ اُٹھاتا ہے وہ سب کے نزدیک معزز اور مکرم ہوتا ہے فقیر ہر چند کہ تھوڑا مال خلق سے مانگتا ہے ذلیل ہے اور بادشاہ اگرچہ اُن سے بہت محصول اور خراج لیتا ہے مگر ہر ایک کی نگاہ میں عزیز ہے پس جو مال قناعت اور بے پروائی کیساتھ آوے عزت کا سبب ہے اور جو طمع اور دوڑ دھوپ سے میسر ہو ذلت کا موجب اسلئے پروردگار تقدس و تعالیٰ نے اپنے حبیب کی فقیری اور بے مائیگی کو قناعت اور بے پرواہی سے دور کیا اور دوسری صورت سے کہ ذلت و خواری کا سبب ہے محفوظ رکھا اب ان تینوں نعمتوں کی شکر گزاری کی طرف اشارہ ہوتا ہے پہلی نعمت کا شکر یہ ہے فاما الیتیم فلا تقھر یتیم کو کبھی مت دبا کہ تو بھی کبھی یتیم تھا اور یتیم کی لاچاری اور ناتوانی تجھے خوب معلوم ہے کہ ذراسی بات سے شکستہ اور آزردہ خاطر ہو جاتا ہے اور اُس کے ساتھ احسان اور مروت سے پیش آ کہ یتیم بے کس اور شکستہ خاطر ہوتا ہے اور خدائے تعالیٰ بے کسوں اور شکستہ دلوں پر مہربان ہے مثل مشہور ہے جس کا کوئی نہیں اُس کا خدا ہے پس تم کو بھی کہ خدا کی طرف سے زمین میں خلیفہ اور حاکم ہو اُن کے حال پر مہربانی اور اُن کی خبر گیری لازم ہے۔ اسی جگہ سے آپ فرماتے ہیں کہ جو مسلمان مر جاوے اُس کا مال وارثوں کو دوں اور جو مال نہ رکھتا ہو تو قرض اُس کا میں ادا کروں کہ میں اُسکا مولیٰ ہوں اور دوسری بات کا شکر یہ ہے واما السائل فلا تنھر یعنی مانگنے والے کو نہ جھڑک اور اُس کے بے محل گڑگڑانے اور منت زاری کے ساتھ سوال کرنے پر صبر کر اور تنگ دل نہ ہو کہ غرض سب کچھ کراتی ہے۔ اور تیسری بات کا شکر یہ ہے واما بنعمة ربك فحدث اپنے پروردگار کی نعمت کو بیان کر یعنی جس طرح اُس نے تجھے گمی ہوئی راہ دکھائی تو بھی اُس کے بندوں کو جو راہ سے آگاہ نہیں راہ دکھا اور اُس ہدایت سے جو تو نے اُس کی جناب سے حاصل کی اوروں کو حصہ عنایت فرما اور ان تینوں باتوں کے اجتماع سے شفاعت پر بھی تحریص اور ترغیب ہو گئی کہ جس وقت آپ خیال کریں کہ مجھے یتیموں اور بے کسوں پر شفقت کرنی اور حاجتمندوں کی حاجت روائی اور اُنکی بے جا حرکتوں سے چشم پوشی کا حکم ہے اور اُسکے ساتھ خدا کی مہربانی اور عنایت جو اُنکے حال پر ہے نظر فرما دیں ہمت آپ کی گنہگاروں کی شفاعت اور اُمت کی چارہ سازی پر قوی ہو جاوے اور سمجھیں کہ اس عالم بے کسی میں کہ تمام نسب اور سبب منقطع ہو گئے اور کوئی عزیز و قریب یہانتک کہ ماں باپ بھی ان بیچاروں کے حال پر متوجہ نہیں ہوتے بلکہ اُن کے ہی ہاتھ پاؤں اور تمام اعضاء اُن پر گواہی دیتے ہیں اُسوقت گویا وہ یتیموں کے حکم میں اور کمال مفلسی اور بیکسی کی حالت میں مبتلا ہیں لہذا ایسا کوئی عمل بھی اُن کے پاس نہیں جس کے وسیلہ سے دوزخ سے نجات پاویں اور بہشت کی نعمتیں حاصل کریں اور مجھ کو خدائے تعالیٰ نے یتیموں اور بیکسوں کی دستگیری کا حکم دیا ہے اور حاجتمندوں اور مفلسوں کی حاجت روائی اور خبر گیری اور اُن کے ساتھ احسان اور نیکی کرنے کی تاکید کی ہے اور اس وقت میرے سوا اُن کا کوئی

نہیں اگر میں بھی اُن کے حال پر متوجہ نہ ہوں تو اُن کا کہاں ٹھکانا ہے گو اُنھوں نے اپنی نادانی اور حماقت سے میری نافرمانی اور معصیت کی مگر مجھے اُن کی تقصیروں سے چشم پوشی کرنی چاہئے کہ وہ بُرے ہیں یا بھلے مگر میرے ہی کہلاتے ہیں اور میرا ہی نام لیتے ہیں مجھے لائق ہے کہ اُن کی خلاصی اور نجات میں کوشش اور جہانتک ہوسکے جناب الٰہی میں اُنکی سفارش کروں اور یقیناً میری شفاعت اُن کے حق میں موثر بھی ہوگی کہ جس مالک نے مجھ کو طرح طرح کی نعمت بخشی اور ہمیشہ مجھ پر مہربانی کرتا رہا کبھی کوئی سوال میرا رد نہ کیا اور کسی حسرت میں مجھے مبتلا نہ رکھا اس سوال کو بھی رد نہ کرے گا۔

— — — — — — — — — — — — — — — — — —

— — — — — — — — — — اور میری سفارش سے اُن کا قصور بخش دے گا انہ لذو فضل علی الناس وھوارحم الراحمین۔ تذئیل اس سورت کے نزول کے بعد آپ نے جبرئیل سے فرمایا یا جبرئیل ماجئت حتی اشتقت الیك اے جبرئیل تم میرے پاس نہ آئے یہاں تک کہ میں تمہاری ملاقات کا مشتاق ہو گیا عرض کیا انی کنت اشد شوقًا الیك ولکنی عبد ماموربما یتنزل الا بامرربك میں تم سے زیادہ مشتاق ملاقات کا تھا مگر ایک بندہ ہوں پابند حکم کا کہ تمہارے رب کے حکم بغیر اُتر نہیں سکتا۔ سوم اُس رنج کی طرف کہ بیت المقدس کے پتے اور علامتیں بتانے میں آپ کو پیش آیا۔ اور وضع سے اُن پر مطلع کرنے اور دشمنوں کو ذلیل کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ بغوی معالم میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب قریش مجھ سے بیت المقدس کے وہ حالات پوچھنے لگے جن کی طرف میں نے التفات نہ کیا تھا اور مجھے محفوظ نہ تھے تو مجھے اسقدر رنج ہوا کہ کبھی نہ ہوا تھا اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا کہ جو کچھ وہ پوچھتے بے تکلف جواب دیتا۔

چہارم وزر سے استقامت اور وضع سے اُس پر قوت اور توفیق بخشنا مراد ہے کہ بعضے استقامت کو امر دین پر قائم ہونے اور خدا کے حکم پر چلنے کے ساتھ تفسیر کرتے ہیں۔ معالم التنزیل میں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے الاستقامۃ ان یستقیم علی الامر والنھی ولا یروغ روغان الثعلب یعنی استقامت یہ ہے کہ تو امر ونہی پر قائم ہو جاوے اور لومڑی کی طرح حیلہ بازی اور بہانہ سازی نہ کرے اور یہ امر سخت دشوار ہے اور وہ جو شیخ عبدالحق دہلوی نے مشکوٰۃ کی عربی شرح میں لکھا ہے کہ عروض شیب قولہ تعالیٰ ومن تاب معك کے سبب تھا اس لئے کہ حقیقت استقامت کی حضرت کو حاصل تھی اور آپ کمال اعتدال کیساتھ متصف تھے اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو باوجود اس کے کہ یہ آیت بدون ومن تاب معك کے سورۂ شوریٰ میں بھی موجود ہے سورۂ ہود کی تخصیص کی کیا وجہ تھی اس معنی پر وارد نہیں ہوتا ہے۔ استقامت عوام کی یہ ہے کہ بقدر اپنی وسعت اور قدرت کے اعتقادات اور اعمال اور افعال میں شریعت اور اعتدال کی رعایت کرے اگر کسی وقت نفس سرکش اور کجرو طریق مستقیم سے جدا ہو کر گناہ اور معصیت کے گڑھے میں جا پڑے خوف کی رسی سے کھینچ کر اُسے راہ پر لاویں اور اسقدر آدمی کی نجات کے واسطے کافی ہے اور استقامت خواص کی یہ ہے کہ تمام اعتقادات اور اقوال اور افعال اور احوال میں دل اُنکا صراط مستقیم اور طریق قویم پر قائم ہو جاوے اور نفس کی کجروی اُن کے سلوک اور روش میں خلل نہ ڈالے اور یہ ایک فوز عظیم ہے جس کو

حاصل ہوتا ہے ایمان حقیقی اور نور یقین اور اطمینان کلی اُس کے سینہ کو کشادہ اور چشم بصیرت کو روشن کرتا ہے۔ سفیان بن عبداللہ ثقفی نے حضرت سے عرض کیا مجھے دین کے معاملہ میں ایسی بات بتا دیجئے کہ پھر کسی سے پوچھنے کی حاجت نہ رہے فرمایا قل اٰمنت باللہ ثم استقم کہہ میں خدا پر ایمان لایا پھر استقامت کر اور استقامت اخص خواص کی یہ ہے کہ نفس جملہ معاملات ظاہری و باطنی میں وسط حقیقی اور پرلے سرے کے اعتدال پر اس طرح ثابت اور راسخ ہو جاوے کہ کسی وقت اور کسی معاملہ میں افراط اور تفریط کی طرف سر مو میل نہ کرے اور سرکشی اُس کی سراپردہ عصمت کے قریب نہ آنے پاوے اور یہ نہایت دشوار بلکہ خرق عادت کی قسم سے ہے قاعدہ ہے کہ جب بادشاہ کسی بڑے سردار کو ایسے سخت کام کا حکم کرتا ہے کہ جس کا انصرام عادۃً دشوار ہے مثلاً کہتا ہے کہ فلاں قلعہ کو کہ نہایت مستحکم ہے اور بڑے لشکر سے تسخیر اُس کی مشکل اکیلا جا کر یا فلاں باغی سے کہ صاحب فوج و حشم ہے اور تمام فوج اُس کے مقابلہ سے عاجز ہے تنہا مقابلہ کر اور وہ سردار اپنی بلند ہمتی اور علو حوصلہ سے اُس کام کے انصرام میں مصروف ہوتا ہے مگر عین حالت مشغولی میں خائف و ہراساں رہتا ہے کہ مبادا اس کام میں کچھ نقصان رہے اُسکے سبب سے میری قدر و منزلت میں کہ بادشاہ نے جس پر نظر فرما کر ایسا سخت کام مجھے سپرد کیا فرق نہ پڑے بلکہ کسی قلعہ اور دشمن پر فتح پانے کے بعد بھی یہ خوف رہتا ہے کہ جو امور اس کام کے موافق کئے گئے ہیں اُن میں کچھ قصور نہ رہ جائے اور اُس حکم کیساتھ اور اقرار کی بھی قید ہوتی ہے مثلاً حکم کرتا ہے کہ اگر تو اُس باغی پر فتح پاوے اُس فتح پر قناعت نہ کر بلکہ ہمیشہ اُس سے لڑتا رہ اور کبھی اُس کے مقابلہ سے قدم پیچھے نہ ہٹا یہاں تک کہ وہ مارا جاوے یا ہماری اطاعت اختیار کرے تو اُس وقت وہ امر اور بھی گراں ہو جاتا ہے اور عین مقابلہ کے وقت بلکہ متواتر فتح کے بعد بھی خوف اور اندیشہ باقی رہتا ہے کہ مبادا کسی وقت اس حکم کی تعمیل میں قصور واقع ہو یا کوئی لڑائی بگڑ جاوے تو اُس وقت بادشاہ کی نگاہ میں میری قدر اور عزت نہ رہے گی اور یہ سب محنت اور مشقت رائیگاں ہو جاوے گی اس قسم کی دشواری میں کسی کو کلام نہیں اگرچہ حضرت کو توفیق کے بعد حاصل ہو گئی۔ علامہ طیبی شیبتنی ہود و اشالہا کی شرح میں بعض صحابہ سے نقل کرتے ہیں کہ سورہ ہود سے آیۃ فاستقم کما امرت مراد ہے یعنی وہ جناب استقامت کی فکر میں بوڑھے ہو گئے تھے اور اس غم میں آپ کے اعضا کی قوت زائل ہو گئی تھی ہاں اس تقدیر سے دوسرے معنی پیدا ہوتے ہیں کہ وزر سے آپ کی اُمت کو استقامت کا حکم کرنا مراد ہے کہ آپ اُمت کے ضعف اور استقامت کی دشواری پر نظر فرما کر نہایت غمگین اور ملول ہوتے۔

× × × × × × × × × × × × × × × ×

× × × × × × × × × × × × × × × × × × ×

× × × × × × × × × × × × × × × × × × ×

× × × × × × × × × × × ×۔ قال اللہ تعالیٰ وِزْرَكَ الَّذِىٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ

صلہ موصول سے معنی تعلیل کے مفہوم ہوتے ہیں گویا ارشاد ہوتا ہے کہ اُتارا اُس بوجھ کا اسلئے تھا کہ وہ بوجھ تمہارے

نفس نفیس پر گراں تھا جیسے کوئی بادشاہ اپنے خاص مقرب سے فرماوے کہ ہم نے یہ کام تیری خاطر سے کیا تو اس تقریر سے تمام مقربوں میں اُسکی عزت بڑھ جاتی ہے کہ بادشاہ کو اس امیر کی خاطر نہایت منظور ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلنولینك قبلة ترضٰها ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ اور اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ما اری ربك الا یسارع فی هواك اور نقض رحل کی آواز کو کہتے ہیں کہ بوجھ کی گرانی سے ٹوٹتے وقت اُس سے محسوس ہوتی ہے گویا ارشاد ہوتا ہے کہ اُس بوجھ نے تمہاری پیٹھ توڑ دی تھی ظاہر ہے کہ گرانی اُس بوجھ کی جس نے ایسے صاحب زور و قوت کی پشت مبارک جھکا دی جس کو خدا تعالیٰ نے چالیس مرد بہشتی کی قوت عطا کی اور اُس کے خادموں نے وہ بار گراں کہ آسمانوں اور زمین سے نہ اٹھ سکا اپنے دوش ہمت پر بے تکلف اٹھا لیا کس مرتبہ میں ہوگی اور شدت و صعوبت اُن امور کی جو حضرت رسالت کو اس راہ میں پیش آئی کس سے بیان ہوسکے گی لہٰذا صرف معنی آخر کی قسم اول یعنی استقامت عوام کی اسقدر بیان پر کہ کس کس امر میں مطلوب ہے اور جو امر اُس کی رعایت کے ساتھ ہوتا ہے انسان کو اُس سے کس قدر ثواب اور فائدہ ہاتھ آتا ہے اور جو اُس کی ضد افراط اور تفریط کے ساتھ واقع ہوتا ہے بسبب اُس کے آدمی کیسے عذاب اور وبال میں پڑتا ہے اقتصار کیا جاتا ہے تا دشواری اور صعوبت قسم اول استقامت کے کہ حضرت رسالت سے مطلوب تھی گرانی اور امور کے جو اس راہ میں آپ کو پیش آئی ظاہر ہو قیاس کن ز گلستان من بہار مرا اس بیان سے یہ اعتراض کہ بیان تقویٰ اور زہد اور تکبر اور عجب اور اسی طرح ذکر اُن سب اُمور کا جو اس جگہ مذکور ہیں تفسیر لفظ انقض ظهرك سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا بخوبی دفع ہوا کہ حقیقت استقامت کی یہ ہے کہ آدمی ہر چیز کا حق ادا کرے الاستقامة ان تسلم کل ذی حق حقه اور ہر بات کو حتی الوسع توسط اور اعتدال کے ساتھ بجالاوے اور افراط و تفریط کی طرف میل نہ کرے اسی جگہ سے کہتے ہیں کہ صفت معیار جمیع نضائل ہے جو صفت اور شہوت و غضب کے تعدیل سے حاصل ہوتی ہے فضیلت ہے اور افراط اور تفریط سے پیدا ہو رذیلہ ہے۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ٥ اور بلند کیا ہم نے تیرے لئے تیرا ذکر تیرے نام کو ۴ اپنے نام کے ساتھ اذان و اقامت و نماز و خطبہ و کلمہ طیب و کلمہ شہادت بلکہ عطسہ اور ذبح کے سوا ہر معاملہ و طاعت میں نزدیک کیا اور بہشت کے ہر قصر و غرفہ اور دیوار و در اور پردہ اور ساق عرش معلی اور اوراق سدرۃ المنتہیٰ پر لکھا ساتوں آسمان میں کوئی مکان نام نامی سے خالی نہیں جس جگہ لا الٰه الا اللّٰه مسطور ہے وہاں محمد رسول اللّٰه بھی ضرور ہے اور قرآن مجید میں جس جگہ کوئی امر اپنی طرف نسبت کیا ہے وہاں رسول مقبول کو بھی یاد فرمایا ہے تمام عالم کی طرف آپ کو مبعوث کیا اور اپنی محبت و طاعت کو آپ کی طاعت و محبت پر موقوف انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین سدرۃ المنتہیٰ سے تجاوز نہیں کرسکتے اور آپ مقام قاب قوسین تک پہنچے جمال پروردگار کا ان آنکھوں سے دیکھا اور کلام الٰہی بے واسطہ ان کانوں سے سُنا خود پروردگار تقدس و تعالیٰ آپ پر درود بھیجتا ہے اور مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے یاایها الذین اٰمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما اے ایمان والو درود بھیجو اُس پر اور سلام بھیجو سلام بھیجنا ابھی وہ محبوب خدا اور مقبول کبریا بلکہ عالم و آدم پیدا نہ ہوا تھا کہ اُسکی پیغمبری اور رسالت کا شور عالم بالا میں

بلند تھا۔ ؎ آدم سرو تن بآب وگل داشت ✦ کو حکم بملک جان و دل داشت۔ قال اللہ تعالیٰ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم یعنی جب عہد لیا خدا نے پیغمبروں سے کہ جب میں تمہیں کتاب وحکمت دوں پھر تمہارے پاس وہ پیغمبر آوے جو تمہاری پیغمبری اور کتابوں کی تصدیق کرے لتؤمنن بہ ولتنصرنہ تو تم اُس پر ضرور ایمان لانا اور اُس کی مدد کرنا پھر ارشاد ہوا اقررتم واخذتم علیٰ ذٰلکم اصری کیا تم نے اقرار کیا اور اس شرط پر میرا ذمہ لیا قالوا اقررنا عرض کیا ہم نے اقرار کیا ارشاد ہوا۔ فاشھدوا ایک دوسرے پر گواہ رہو وانا معکم من الشاھدین اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔ بسبب اسی عہد و پیمان کے اگلے پیغمبر آپ کی پیغمبری اور نبوت کی گواہی دیتے اور اپنی اُمت کو اُن کی محبت اور طاعت کی وصیت فرماتے اور بعد عروج عیسیٰ علیہ السلام کہ زمانہ فترت کا تھا علما ر دیندار اگلی کتابوں سے اوصاف اُس جناب کے بیان کرتے اور رہبان واحبار آپ کے عشق ومحبت میں مشغول رہتے یہاں تک کہ وہ آفتاب عالمتاب مشرق غیب سے طلوع فرماکر مسند ظہور پر جلوہ افروز ہوا اور تمام عالم کہ ظلمت کفر وشرک میں مبتلا تھا اُس کے انوار ہدایت سے روشن اور منور ہوگیا۔ جو لوگ کہ آئینۂ دل اُن کا زنگ حسد اور عناد سے پاک تھا فوراً ایمان لائے اور بے تامل کہنے لگے نشھد ان لا الٰہ الا اللہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ چنانچہ جب آپ مشرف برسالت ہوئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں پیغمبر ہوا عرض کیا میں ایمان لایا اور جن کے دل سیاہ اور کان بہرے اور زبان گنگ آنکھیں اندھی تھیں بحکم صم بکم عمی فھم لا یرجعون نور عرفان اور دولت ایمان سے محروم رہے ہزاروں معجزے دیکھے مگر مسلمان نہ ہوئے ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ✦ چشمۂ آفتاب راچہ گناہ۔ اور جو کہ تلوث دنیا اور تقلید آبا رسے کفر وشرک میں مبتلا تھے اور جہل وعناد اور حسد وفساد اُن کے دلوں میں متمکن نہ ہوگیا تھا بعض سمجھانے اور بعض معجزات یا آپ کے اخلاق وعادات کے دیکھنے سے مشرف بایمان ہوئے یہاں تک کہ تھوڑے دنوں میں یہ دین متین دور دور پھیل گیا اور ایک عالم آپ کا کلمہ پڑھنے لگا پانچوں وقت نام نامی آپ کا اذان واقامت میں پکارا جاتا ہے اور نماز پنجگانہ میں کلمہ اُن کا پڑھا جاتا ہے ساتوں آسمان کے فرشتے عالم بالا میں اور ہفت کشور کے باشندے اطراف زمین میں اُس جناب پر درود بھیجتے ہیں اور شرق وغرب وجنوب وشمال کے لوگ مناروں اور منبروں پر ذکر خیر اُن کا کرتے ہیں ایک عالم اُن کے دریائے محبت میں ڈوبا ہوا ہے اور ایک جہان اُن کے نام کو حرز جان اور وظیفہ کرتا ہے شب معراج تمام پیغمبر اور فرشتے آپ کی تعریف کرتے تھے اور سب حور وغلمان اُن کی محبت کا دم بھرتے تھے خود مالک حقیقی آپ کی مدح وثنا کرتا ہے اور اُس جناب کو کمال تعظیم وتکریم کے ساتھ یاد فرماتا ہے ؎

یا آدم است با پدر انبیا خطاب ✦ یا ایھا النبی خطاب محمد است۔ جس قدر شہرت اور ناموری اُس جناب کی اس عالم اور اُس عالم میں ہے کسی مقرب فرشتہ اور اولوالعزم رسول کو حاصل نہیں اور جو رفعت اور بزرگی کہ آپ کو عنایت ہوئی کسی نبی وولی کو میسر نہیں قطعہ سیمرغ روح ہیچ کس از انبیا نہ رفت ✦ جائیکہ تو بہ بال کرامت پریدۂ ✦ ہر یک بقدر خویش بجائے رسیدہ است ✦ آں جا کہ جائے نیست تو آنجا رسیدۂ ✦ اور یہ شہرت آپ کی ہر روز

ترقی پر ہے کمالات انبیار و ملائکہ محدود ہیں مگر تعیین و تحدید کو سراپردۂ کمال محمدی کی گرد گزر نہیں قال اللہ تعالیٰ وَلَلاٰخِرۃ خیرلک من الاولیٰ اسی واسطے کہتے ہیں کہ جو شہرت آپ کو قیامت کے دن حاصل ہوگی اس عالم کی شہرت اُس سے اصلا نسبت نہیں رکھتی اُس روز ستر ہزار فرشتے آپ کے جلو میں ہونگے اور آپ براق پر سوار ہو کر میدان حشر میں تشریف لاویں گے تاج شفاعت سر مبارک پر رکھا جاوے گا اور لباس سبز بہشتی بدن مقدس میں پہنایا جاوے گا اور ایک نشان اُن کے ہاتھ میں ہوگا کہ آدم اور اُن کی اولاد اُس کے نیچے ہونگے اور سب انبیار آپ کے پیچھے ہونگے جب اس جاہ وجلال کے ساتھ پروردگار کے حضور میں پہونچیں گے ایک کرسی نور کی عرش کے قریب بچھائی جاویگی آپ اُس پر جلوس فرمائینگے اور ہر شخص کو مرتبہ اور مقام اُس کے لائق تقسیم کریں گے اُس روز آپ کو بادشاہ حقیقی کے دربار میں نسبت وزارت کی حاصل ہوگی تمام حساب وکتاب خلق کا آپ کی رائے پر ہوگا جس کی شفاعت کریں گے بخشا جاویگا اور جو عرض کرینگے پروردگار منظور فرمائیگا۔ صواعق محرقہ جس وقت آپ کی صاحبزادی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا صراط پر تشریف لے جائیں گی ایک منادی پکاریگا اے اہل محشر اپنے سر جھکا لو اور آنکھوں کو بند کرلو کہ فاطمہ بیٹی محمد کی صراط سے گزرتی ہیں پس آپ بجلی کی طرح صراط سے گزریں گی اور ستر ہزار حوریں آپ کے ہمراہ ہوں گی اور اُس دن حضرت کو ایک حوض دیا جائے گا اُس کا پانی دودھ سے سپید اور شہد سے شیریں اور برف سے سرد اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہوگا چاندی سونے کے آبخورے اُسکے گرد رکھے ہوں گے لوگ بھوک پیاس کے مارے غول کے غول آئیں گے اور حضرت اُن کو آب کوثر پلائیں گے ایک قطرہ جس کے حلق میں جائے گا تمام دن قیامت کے کہ پچاس ہزار برس کا ہے بھوک پیاس سے محفوظ رہے گا گویا تمام اہل محشر اُس دن آپ کے مہمان ہوں گے اور اُس مصیبت میں آپ ہی کا منہ تکیں گے یہاں تک کہ شیخ الانبیار خلیل کبریا حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ سے کہیں گے اے محمد تم میری اولاد ہو اور میری دعا ہو آج مجھے اپنی اُمت میں داخل کرلو۔ بشارت اے امت محمد اُس روز تمہیں بھی ایسا ہی رتبہ عنایت فرمائیں گے دامن دولت تمہارے پیغمبر کا تمہارے ہات میں ہوگا۔ اور تمہاری شفاعت میں مشغول ہوں گے ایک گروہ تمہارا نور کے تودوں پر بیٹھا ہوگا اور چار ارب نوے کروڑ ستر ہزار آدمی تمہارے بے حساب بہشت میں جائیں گے امام ابوحامد کہتے ہیں نہ اُن کے لئے ترازو کھڑی کریں گے اور نہ اُن کے ہاتوں میں صحیفے دیں گے مگر ایک کاغذ دیا جائیگا اُس میں لکھا ہوگا ھذہ براءۃ فلان بن فلان فقد غفرلہ وسعد سعادۃ لاشقاوۃ بعدھا ابدا یہ فلاں بن فلاں کی برأت ہے کہ وہ بخشا گیا اور اُسے ایسی سعادت حاصل ہوئی جسکے بعد کبھی شقاوت نہیں روایت ہے کہ اُمت محمدی کا ایک گروہ پردار اونٹوں پر سوار ہو کر بہشت کی دیواروں سے اُترے گا فرشتے کہیں گے کیا تمہارا حساب ہوگیا کیا تمہارے عمل تُل گئے کیا تم نے اپنے نامے پڑھ لئے جواب دیں گے کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہیں نہ ہمارا حساب ہوا نہ ہمارے عمل تلے نہ ہم نے اپنے نامے پڑھے فرشتے کہیں گے لوٹو لوٹو کہ ابھی یہ سب کام باقی ہیں وہ کہیں گے تم نے ہمیں کیا دیا تھا جس کا ہم سے حساب چاہتے ہو اُس وقت منادی پکاریگا یہ سچ کہتے ہیں ما علی المحسنین من سبیل نیکی کرنیوالوں پر کوئی راہ مواخذہ کی نہیں اے عزیز یہ سب طفیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ورنہ وہ دن ایسی سختی کا ہے کہ آدم سے عیسیٰ علیہ السلام تک

سب پیغمبر نفسی نفسی کہیں گے اور مقرب فرشتے خدا کے خوف سے بید کی طرح کانپیں گے سوا ہمارے مولیٰ کے کسی کو مجال شفاعت کی نہ ہوگی تمام اگلے پچھلے آپ کی پناہ پکڑیں گے آپ عمامہ سر مقدس سے اُتاریں گے اور جبین مبارک بساط نیاز پر رکھکر بکمال تفرع حمد وثنا حق جل وعلیٰ کی کرینگے حکم ہوگا یا محمد ارفع راسک وقل تسمع وسل تعطہ واشفع تشفع اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور جو کہنا ہو کہو کہ تمہاری بات سُنی جائیگی اور جو مانگنا ہو مانگو کہ تم کو دیا جائیگا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہوگی آپ سر اٹھا کر عرض کریں گے رب امتی امتی میرے رب میری امت میری امت اُسوقت دریائے رحمت جوش مارےگا اور بحر فیض الٰہی کمال زور وشور کے ساتھ جاری ہوگا یہ مرتبہ دیکھ کر سب اہل محشر آپ کی عظمت اور بڑائی کے معترف ہونگے اور تمام موافق ومخالف آپ کی مدح وثنا کریں گے مناسب اسی مقام کے آپکا نام محمد رکھا گیا محمد کے معنی بکثرت اور بار بار سراہا گیا ؎ مقام تو محمود ونامت محمد ✦ بدینساں مقامے ونامے کرا دارد۔ پس اس جگہ رفعت ذکر سے شہرت مراد ہے چنانچہ دوسری جگہ صاف ارشاد ہوتا ہے اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ اے ذکرا کثیرا اور اُس کو برفع ذکر تعبیر کرنا واسطے بیان اُس مضمون کے ہے کہ جس طرح اس عالم میں ابتدا وانتہا تمہارا ذکر مشہور ہے اُسی طرح اُس عالم میں بھی ازلاً اور ابداً تمہاری عظمت اور بڑائی کا ایک شور ہے ولنعم ما قیل قبائے سلطنت ہر دو کون تشریفے است کہ جز بقامت اقبال وے نباید راست اور لام لفظ لک میں واسطے افادہ معنی نفع کے ہے یعنی شہرت کبھی آدمی کو ضرر کرتی ہے کہ رجوع خلق اُسکو کام سے باز رکھتی ہے اس لئے کہتے ہیں الشہرۃ آفۃ والخمولۃ راحۃ شہرت آفت ہے اور گمنامی راحت اور کبھی نہ مفید ہوتی ہے نہ مضر جیسا کہ شہرت مجاذیب سے ظاہر ہے سو یہ شہرت دونوں قسم سے علیحدہ بلکہ کمال نافع ہے کہ جو آپ کے حال سے واقف ہو جاتا ہے آپ پر درود وسلام بھیجتا ہے اور آپ کی پیروی کرکے سعادت دارین کی حاصل کرتا ہے اور بحکم ف من احیاھا فکانما احیا الناس جمیعا اور مش من سنّ فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا کے اُسکے اعمال کا ثواب اُس جناب کو بھی ملتا ہے وللہ در البوصیری حیث قال ؎ والمرء فی میزانہ اتباعہ ✦ فاقن اذن قدر النبی محمد۔ یا نفع اتباع کا تابع کو حاصل ہوتا ہے مگر معاملہ تابع کا متبوع کی طرف نسبت کیا جاتا ہے کہتے ہیں کہ زید کو بادشاہ نے قتل کیا اور فلاں ملک لڑ کر لیا حالانکہ جلاد اُس کے حکم سے قتل کرتا ہے اور فوج لڑتی ہے پروردگار تقدس وتعالیٰ فرماتا ہے لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر باوجود اس کے کہ حضرت گناہوں سے پاک ہیں یا حرف لام اس جگہ واسطے تخصیص کے ہے اور وہ دو قسم ہے بلا استحقاق مختص نحو الجل للفرس اور مع استحقاق کقولہم المال لزید اور مناسب اس مقام کے قسم ثانی ہے گویا ارشاد ہوتا ہے کہ یہ اختصاص امر اتفاقی نہیں بلکہ موجبات ومستلزمات شہرت تمہاری ذات مقدسہ میں موجود اور اُس کے لئے مخصوص ہیں واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ ھذا التحقیق مما تفردت بہ واللہ علیم حکیم تفصیل اس اجمال کی اور توضیح اس مقال کی یہ ہے کہ شہرت یا وجود مشہور سے پہلے ہوگی یا اُس کے بعد اور یہ دونوں قسم حضرت کو بروجہ کمال حاصل ہیں اسی طرح سبب شہرت کے دو ہیں حسن یا احسان اور آپ ان دونوں وصف میں کامل ہیں قطعہ ہم حسن وجمال بے نہایت داری ✦ ہم لطف وکرم بحد غایت داری

ہم حسن ترا سلم وہم احساں ✤ محبوب توئی کہ ہر دو آیت داری۔ قلم و زبان کی کیا مجال کہ ان اقسام کی تفصیل کماحقہ کر سکے اور انسان ضعیف و جہول کا کیا رتبہ کہ اُس جناب کے اوصاف و کمالات کو احاطہ کرے ؎ وصف خلق کسے کہ قرآن است خلق را وصف او چہ امکان است۔ مگر باقتضاء مقام ایک شمہ اُن کا بنظر اقسام مذکورہ چار ابواب میں لکھا جاتا ہے۔ باین وجہ کہ خصائص کو بہ نسبت غیر خصائص کے شہرت میں زیادہ مداخلت ہے اُن کیلئے ایک باب علیحدہ مقرر کیا جاتا ہے وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب فاسئلہ ان یوفقنی للاتمام انہ ھو السمیع المجیب۔ **باب اول شہرت متقدمہ کے بیان میں**۔ پیدائش زمین و آسمان اور خلقت زمان و مکان صرف واسطے اُس جناب کی شہرت کے واقع ہوئی اگر خالق کو آپ کی شان ظاہر کرنا منظور نہ ہوتا عرش و کرسی لوح و قلم زمین و آسمان ارواح و فرشتے جن و انسان بہشت و دوزخ کچھ نہ بناتا لولاک لما خلقت الدنیا ازل میں اُس جناب کو خطاب ہوا انت المختار المنتخب وعندک مستودع نوری وکنوز ھدایتی من اجلک وابسط البطحاء وارفع السماء واجعل الثواب والعقاب والجنة والنار تو برگزیدہ اور منتخب ہے اور تیرے پاس ہے میرے نور کی امانت اور میری ہدایت کے خزانے تیرے واسطے بچھاتا ہوں زمین اور بلند کرتا ہوں آسمان اور بناتا ہوں ثواب اور عذاب اور بہشت اور دوزخ عس مط اور ارشاد ہوتا ہے اے محمد میں نے کوئی شخص تم سے زیادہ بزرگ پیدا نہ کیا دنیا اور اہل دنیا کو صرف اس لئے بنایا کہ تمہارا مرتبہ بہچانیں اگر تمہیں پیدا نہ کرتا دنیا کو نہ بناتا۔ **تنبیہ** یہ مضمون کریمہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون سے منافات نہیں رکھتا کہ وہاں مستثنیٰ منہ عمل ہے اور یہاں حصر علم یعنی غایت تخلیق من جملہ اعمال عبادت اور من جملہ علوم تصدیق آنحضرت ہے اور اشتمال اس تصدیق کا توحید کو ظاہر ہے ابن جوزی محدث رسالہ میلاد میں لکھتے ہیں کہ جب وہ سر مکنون یعنی نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مسند ظہور پر جلوہ گر ہوا فوراً مانند ستون کے بلند ہو کر حجاب عظمت تک پہنچا اور جناب الٰہی میں سجدہ کر کے الحمد للہ کہا خطاب ہوا لِذٰلک خلقتک وسمیتک محمداً فمنک ابدءُ الخلق وبک اختم الرسل اسی واسطے میں نے تجھے پیدا کیا اور تیرا نام محمد رکھا تجھ سے خلق کی ابتدا اور تجھ پر رسولوں کو ختم کروں گا پھر اُس نور کو چار حصہ کیا پہلے سے لوح دوسرے سے قلم پیدا کیا اس قلم نے زمین اور آسمانوں کی پیدائش سے پچاس ہزار برس پہلے لوح پر لکھا ان محمداً خاتم النبیین بیشک محمد خاتم پیغمبروں کے ہیں اور معالم التنزیل میں مجاہد اور ابن عباس اور ابن جریج اور مقاتل سے روایت کیا ہے کہ لوح محفوظ کے شروع میں لکھا ہے لا الٰہ الا اللہ وحدہ دینہ الاسلام ومحمد عبدہ ورسولہ من اٰمن باللہ عزوجل وصدق بوعدہ واتبع رسلہ ادخلہ الجنة اور یہ اوّل مرتبہ ظہور مناقب شریفہ کا ہے قبل اس کے کون جانتا ہے کہ بیان کرے روایت ہے کہ جناب باری نے جب ہمارے حضرت کا نور مبارک پیدا کیا اُس کی طرف بہ نظر عظمت دیکھا ہیبت الٰہی سے اُسکو پسینہ آگیا اُس سے عرش و کرسی لوح و قلم پیدا کئے اور زمین و آسمان بنائے اور اُن سب کو اپنی وحدانیت اور حضرت کی رسالت سے آگاہ فرمایا کہ ملاء اعلیٰ میں شور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا بلند ہوا اور منقول ہے کہ کسی نے اُس جناب سے

پوچھا کہ آپ کو منصب نبوت کب سے حاصل ہوا فرمایا جب خدا نے عرش کو بنایا اور آسمان اور زمین کو پھیلایا اور عرش کو اُٹھانے والوں کے کندھوں پر رکھا اُس وقت ساق عرش پر قلم قدرت سے لکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء ؎ صدر عالم آفتاب داد و دیں ✤ قدر او را عرش اعظم چوں زمیں ✤ در ازل منشور او فخر البشر ✤ در ابد مشہور ختم المرسلیں۔ ؎ ایک بار صحابہ نے گذارش کیا آپ کب سے پیغمبر ہوئے فرمایا جب کہ آدم درمیان روح و جسد کے تھے ؎ گسترده در سرائے نبوت بساط خود ✤ آدم ہنوز رخت نیاورده از عدم۔ ابن جوزی اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں جو جب قلم پیدا ہوا جناب الٰہی نے اُس کو حکم دیا لکھ قلم اس خطاب کی ہیبت سے ہزار برس کانپتا رہا پھر عرض کیا اے میرے رب کیا لکھوں حکم ہوا اکتب توحیدی یعنی لکھ میری توحید قلم نے لوح پر لکھا لا الٰہ الا اللہ پھر ارشاد ہوا لکھ دستور العمل سب امتوں کا کہ اولاد آدم سے جو خدا کی اطاعت کرے گا بہشت میں جائے گا اور جو نافرمانی کرے گا دوزخ میں پڑے گا القصہ قلم نے حسب الحکم یہی مضمون سب اُمتوں کی نسبت لکھا جب اس اُمت کی نوبت آئی قلم نے لکھا کہ اُمت محمد سے جو خدا کی اطاعت کرے گا بہشت میں داخل ہوگا اور جو نافرمانی کرے گا چاہتا تھا کہ لکھے دوزخ میں پڑے گا ناگاہ خطاب آیا تادب یا قلم اے قلم ادب کر قلم یہ خطاب سُنکر ہیبت سے شق ہوگیا پھر دست قدرت سے قط لگا اور حکم ہوا لکھ امۃ مذنبۃ ورب غفور امت گنہگار ہے اور پروردگار بخشنے والا ہے یعنی اگرچہ وہ گناہ کرتے ہیں مگر ہم اُن پر نظر رحمت رکھتے ہیں اُدھر سے خطا ہے اور اِدھر سے عفو و عطا اے گنہگاران امت غور کرو کہ تمہارا مالک تم پر کس قدر مہربان ہے موسیٰ علیہ السلام کو باں عصمت و طہارت خطاب ہوتا ہے لن ترانی اور تم کو باوجود لوث معصیت کے حکم آتا ہے ادعونی استجب لکم آدم علیہ السلام کو بسبب ایک خطا کے بہشت سے باہر لائے اور تم کو باوجود ہزاروں گناہوں کے بہشت میں لے جائیں گے مگر اس جگہ سے فضل و بزرگی ہماری انبیاء پر لازم نہیں آتی کہ کمال اصلی اور طفیلی میں فرق ظاہر ہے ہم ہرگز اس عنایت کے لائق نہیں یہ سب طفیل ایک صاحب دولت کا ہے کہ تمام پیغمبروں کا سردار اور خدا کا پیارا ہے آدم علیہ السلام کو خطاب ہوتا ہے ق لولا محمد ما خلقتک عس ولا ارضا ولا سماء اگر محمد نہ ہوتا تو میں تجھ کو پیدا نہ کرتا اور زمین و آسمان کو نہ بناتا جو وہب بن منبہ کہتے ہیں جب آدم پیدا ہوئے بہشت کے دروازہ پر لکھا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ عرض کیا الٰہی کیا تو نے کسی کو مجھ سے زیادہ بزرگ پیدا کیا فرمایا ہاں اور وہ تیری اولاد میں ہے اگر وہ نہ ہوتا تو میں تجھے پیدا نہ کرتا ضمہ اے آدم وہ تیری اولاد میں سب سے پچھلا پیغمبر ہوگا تو اپنی کنیت ابو محمد کر ضمہ روایت ہے کہ جب نور مقدس آپ کا آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا گیا آدم علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی یہ نور کیسا ہے خطاب ہوا کہ یہ نور اُس پیغمبر کا ہے کہ سب پیغمبروں کا سردار اور تیری اولاد میں بہتر ہے مد رفتہ رفتہ اُس نور نے آدم علیہ السلام کے تمام اعضاء میں سرایت کی اور اُن کا جسم نور کا پتلا بن گیا پھر تو واسطے تعظیم اُس نور کے حق جل و علیٰ نے آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کرایا اور اُن کو اسماءِ مخلوق سکھا کر ملاء اعلیٰ کا اُستاد بنایا اور اُس نور کی حفاظت کا عہد نامہ لکھایا آدم علیہ السلام اکثر اوقات ایک آواز خوش

اپنی پیٹھ سے سنتے تھے عرض کیا الٰہی یہ آواز کیسی ہے جواب ہوا کہ یہ تسبیح خاتم الانبیاء کی ہے کہ تیری پشت سے اسکو پیدا کرونگا اور اصلاب طیبہ طاہرہ میں رکھوں گا بعض روایات میں اسقدر زیادہ ہے کہ پھر آدم نے عرش کی طرف دیکھا نام حضرت کا خدا کے نام کے ساتھ لکھا پایا عرض کیا الٰہی یہ کون ہے جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے ارشاد ہوا کہ یہ پیغمبروں کا سردار اور تیرا فرزند ہے جب آدم بہشت سے باہر آئے عجب طرح کی وحشت میں مبتلا ہوئے ق ن ناگاہ جبرئیل نے پکار کر کہا اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان محمدا رسول اللہ اشھد ان محمدا رسول اللہ ان کلمات کی برکت سے وحشت اُنکی جاتی رہی مگر اپنے قصور پر رات دن روتے اور توبہ و استغفار کرتے رہتے تھے پیارے عزیز غور کر کہ ابو البشر جن کو پروردگار عالم نے اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور فرشتوں سے اُن کو سجدہ کرایا تشریف ان اللہ اصطفیٰ آدم سے مشرف اور خلعت وعلم آدم الاسماء کلھا سے ممتاز فرمایا بہشت تم کو جاگیر بخشی اور فہرست رسولوں کی اُن کے نام سے شروع کی ایک نافرمانی کے سبب روز و شب روتے اور شرم سے آسمان کیطرف آنکھ نہ اٹھاتے تو رات دن گناہ کرتا ہے اور ایک ساعت بھی اپنے حال پر نہیں روتا تو عیش و عشرت میں مشغول ہے اور زمین و آسمان تیرے ماتم میں گریاں و ملول اے بے خبر غافل احمق جاہل جب تو گناہ کرتا ہے ش زمین بزبان حال کہتی ہے اے بدعہد بے وفا میں اس لئے پیدا ہوں کہ مجھ پر عبادت کریں نہ اس لئے کہ بار معصیت میرے سر پر دھریں میں وہ خاک ہوں کہ مجھ سے انبیا اور اولیا اور اقطاب اور ابدال پیدا ہوئے اور تو قدم معصیت میرے مُنہ پر رکھتا ہے اے بے ادب بعد موت کے میرے پاس آئے گا اور آخر مجھ سے کام پڑے گا اُس وقت مزا اس ظلم و ستم کا چکھاؤں گی اے نادان باوجود اس غفلت کے بہشت کی توقع محض بے جا ہے بہشت میراث آدم ہے پہلے نسب اپنا آدم سے ثابت کر پھر اُنکی میراث کا دعویٰ زیب دیتا ہے ق اگر تمام جہان کے آنسو جمع کئے جاویں اُنکے آنسوؤں کے برابر نہ ہو سکیں کہتے ہیں آدم علیہ السلام اپنی زلت پر دو سو برس روئے مگر رحمت الٰہی اُنکے حال کیطرف متوجہ نہ ہوئی ہر چند توبہ کرتے قبول نہ ہوتی ق ف ن ک حیران تھے کہ کیا کریں ناگاہ خیال آیا کہ میں نے عرش کے دروازہ پر لکھا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ معلوم ہوتا ہے کہ محمد سے زیادہ کوئی شخص خدا کو پیارا نہیں کہ اُن کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا ہے اُسی کو اپنی بخشش کا وسیلہ کیا چاہئے یہ تصور فرما کر جناب الٰہی میں عرض کیا الٰہی بطفیل محمد کے اُس کے باپ پر رحم فرما حکم ہوا اے آدم تو نے محمد کو کس طرح پہچانا عرض کیا الٰہی میں نے بہشت میں ہر جگہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ تجھے سب مخلوق سے زیادہ پیارا ہے کہ تو نے اُسکا نام اپنے نام کیساتھ لکھا ہے مو خطاب آیا اے آدم مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم اگر تو محمد کے وسیلہ سے سب زمین و آسمان والوں کو بخشواتا میں سب کو بخش دیتا اور شفاعت تیری اُن کے حق میں قبول فرماتا ابن جوزی اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں کہ جب آدم نے حوا سے ارادہ قربت کا کیا خطاب ہوا بے ادائے مہر اُسکو ہات نہ لگانا عرض کیا الٰہی اُس کا مہر کیا ہے حکم ہوا یہ کہ تو محمد پر دس بار درود بھیجے نقل ہے جو کہ حوا کے ایک حمل سے دو بچے ہوتے مگر حضرت شیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں ہیں تنہا پیدا ہوئے آدم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ شیث سے اس بات کا کہ وہ اُس نور پاک کے حفظ میں قصور نہ کرے اور کسی بدکار عورت کو نہ دے اقرار لے آدم علیہ السلام نے بموجب

حکم الٰہی شیث سے اقرار لیا اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر عرض کیا اے معبود پیدا کرنیوالے عرش کے اور روشن کرنیوالے آفتاب کے تو نے مجھے موافق اپنے علم ازلی کے پیدا کیا اور اُس نور سے کہ میری بزرگی اور بڑائی جس کے سبب سے ہے مشرف فرمایا اب وہ نور میرے فرزند شیث کے پاس گیا الٰہی تو اُسکی حفاظت کرنا اور اس عہد کا گواہ رہنا جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے ساتھ آئے اور کہا پروردگار تم کو سلام کہتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ شیث سے ایک عہد نامہ لکھواؤ اور اُس پران فرشتوں کی گواہی لکھو آدم علیہ السلام نے عہد نامہ لکھایا اور اُسکو خدا تعالیٰ اور فرشتوں کی گواہی سے مزین کرایا اُسوقت شیث کیلئے ایک خلعت بہشتی اترا اور اُنکا نکاح بیضا سے کہ حسن ظاہری و باطنی میں بے نظیر تھیں بحکم الٰہی ہوگیا عـــہ جب زمانہ آدم علیہ السلام کی رحلت کا قریب آیا شیث علیہ السلام سے فرمایا اے فرزند تو بعد میرے خلیفہ ہوگا عماد تقویٰ اور عروہ وثقیٰ کو نہ چھوڑنا یعنی جب خدا کا ذکر کرے محمد کو بھی یاد کرنا کہ میں نے ان کا نام بہشت کے ہر قصر اور غرفے اور پردے اور اوراق سدرۃ المنتہیٰ اور ساق عرش معلی پر لکھا دیکھا اور ساتوں آسمان میں کوئی مکان متبرک اُن کے نام مبارک سے خالی نہ پایا شیث علیہ السلام جب تک زندہ رہے اُس نور کی حفظ و تعظیم اور آپ کی تعریف اور توصیف میں مشغول رہے اسی طرح ہر زمانہ میں انبیا اور رسل آپکی مدح وثنا کرتے رہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پیغمبر ہوئے دست دعا بامید اجابت اُٹھا کر جناب الٰہی میں عرض کرنے لگے الٰہی میرے فرزندوں میں اُنھیں میں سے ایک رسول مبعوث کر کہ اُنکو تیری آیتیں سنائے اور کتاب و حکمت سکھائے اور اُن کو پاک کرے بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا صاحب لباب کریمہ ان من شیعتہ لابراھیم میں ضمیر کو حضرت کی طرف راجع ٹھہرا کر کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام ہرچند باعتبار زمانہ کے آپ سے مقدم ہیں مگر معنیً آپ کے تابع ہیں کہ پیرؤوں کے مانند اُس جناب کی مدح وثنا اور کمال تمنا کے ساتھ دعا کرتے ہیں ربنا وابعث فیھم رسولا منھم الآیۃ بلکہ اس اُمت کی بھی وصف اسلام کیساتھ تعریف کرتے ہیں ف ھو اے ابراھیم سماکم المسلمین من قبل اے قبل وجود کم حضرت فرماتے ہیں کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ ابراہیم اور عیسیٰ تم میں ہوں۔ لکھا ہے کہ بارہ پیغمبروں نے دعا کی ہے کہ خدا تعالیٰ ہم کو امت محمد میں داخل فرمائے کہتے ہیں کہ ایک بار لشکر اسلام کسی غار کے متصل ٹھہرا تھا ناگاہ اُس غار سے ایک آواز دردناک پیدا ہوئی کہ کوئی شخص کہتا ہے اللھم اجعلنی من الامۃ المرحومۃ المغفورۃ المستجاب لھا المبارکۃ دریافت کیا تو الیاس پیغمبر تھے اور موسیٰ علیہ السلام دعا کرتے ہیں اللھم اجعلنی من امۃ محمد خدایا مجھے محمد کی اُمت میں داخل کر ایک بار اُن کو خطاب ہوا کہ اے موسیٰ جو احمد کو نہ ملنے گا اُسکا ٹھکانہ دوزخ ہے عرض کیا الٰہی احمد کون ہیں فرمایا وہ تمام خلق کا سردار ہے آسمان و زمین کی پیدائش سے پہلے میں نے اُسکا نام عرش پر اپنے نام کیساتھ لکھا جبتک اُسکی امت نہ داخل ہولے بہشت کو سب مخلوق پر حرام کیا۔ عرض کیا الٰہی اُسکی امت کون ہیں فرمایا وہ لوگ کہ ہر بلندی و پستی پر میری حمد کریں گے اور ہر حال میں میری طاعت پر کمر باندھیں گے اپنے ہات پاؤں اور منہ پاک رکھیں گے دن کو روزہ رکھیں گے اور رات کو عبادت کریں گے میں اُن کی تھوڑی عبادت قبول کرونگا اور فقط کلمہ توحید پر اُنکو بہشت میں داخل فرماؤنگا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی مجھے اُس امت کا پیغمبر کر ارشاد ہوا کہ اُن کا پیغمبر انھیں میں سے ہوگا عرض کیا مجھے اُس پیغمبر کی امت میں کر حکم ہوا تو زمانہ میں اُس سے مقدم ہے وہ تیرے بعد آئے گا مگر بہشت میں تجھ کو اور اُسکو اکٹھا کردوں گا

نطق مفہوم میں روایت کیا کہ ایک دن موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کیا الٰہی تیرے نزدیک میری اُمت سے بھی کوئی امت زیادہ بزرگ ہے کہ تونے اُن پر ابر کو سائبان کیا اور من اور سلویٰ نازل فرمایا خطاب ہوا اے موسیٰ محمد کی اُمت سب امتوں سے افضل ہے عرض کیا الٰہی مجھے اُن کی صورت دکھادے فرمایا تو اُن کو نہیں دیکھ سکتا مگر اُن کی آواز تجھے سناتا ہوں پھر جناب باری نے اس امت کو ندا کی سب نے یکدفعہ آواز دی لبیک اللھم لبیک اے عزیز اہل کرم کا دستور ہے کہ جس کو بلاتے ہیں خالی ہات نہیں لوٹاتے کریم حقیقی نے اُمت محمدی کو اُسوقت اس انعام سے مشرف کیا ب انما رحمتی سبقت غضبی وعفوی سبق عقابی ب قد اعطیتکم قبل ان تسئلونی وقد اجبتکم قبل ان تدعونی ب وقد غفرت لکم من قبل ان تعصو نی من جاءنی یوم القیامۃ بشھادۃ لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدی ورسولی دخل الجنۃ وان کانت ذنوبہ اکثر من زبد البحر جزایں نیست کہ میری رحمت میرے غضب سے اور میرا عفو میرے عذاب سے زیادہ ہے تم کو میں نے مانگنے سے پہلے دیا اور تمہاری دعا سے پہلے اجابت کی اور نافرمانی کرنے سے پہلے تم کو بخش دیا جو میرے پاس اس بات کی گواہی کے ساتھ کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد میرا بندہ اور میرا رسول ہے آوے گا بہشت میں داخل ہوگا اگرچہ اُس کے گناہ دریا کے جھاگ سے زیادہ ہوں گے بہشت میں داخل ہوگا۔ تہدید اے گنہگاران امت اپنے پروردگار کی اس عنایت ورحمت پر نثار ہوجاؤ تو بجا ہے اور اپنا جان ومال اُس کی محبت واطاعت میں قربان کرو تو روا ہے انصاف کرو کہ ایسے مہربان مولیٰ کی فرمانبرداری لازم ہے یا نافرمانی شہر کا حاکم جس کو دس روپیہ مہینہ کا نوکر رکھتا ہے وہ رات دن اُسکی فرمانبرداری میں مستعد رہتا ہے اور اُس کے حکم کو اپنی خواہشوں پر مقدم رکھتا ہے اگر صبح کو بلاتا ہے تو رات کو نیند نہیں آتی اور جو کوئی کام سپرد کرتا ہے تو تعمیل سے پہلے اچھی طرح روٹی نہیں کھائی جاتی اور تمام جہان کا مالک تم پر طرح طرح کے احسان کرتا ہے کہ سلطنت ہفت کشور اُنکے مقابل اصلا قدر وقیمت نہیں رکھتی مگر تم اُسکی فرمانبرداری نہیں کرتے وہ فرماتا ہے نماز پڑھو تم نہیں پڑھتے وہ کہتا ہے روزہ رکھو تم نہیں رکھتے وہ ارشاد کرتا ہے زکوٰۃ دو تم نہیں دیتے وہ فرماتا ہے حج کرو تم نہیں کرتے وہ گناہوں سے منع کرتا ہے تم باز نہیں آتے اُس سے زیادہ آفت اور سخت شرارت یہ ہے کہ اپنے قصور پر شرمندہ بھی نہیں ہوتے اور اپنے گریبان میں منہ نہیں ڈالتے بلکہ اپنی بے قصوری ظاہر کرتے ہو یا کہتے ہو کہ اگر نوکر آقا کے کام میں مستعد نہ رہے یا اُسکی نافرمانی کرے تو آقا اُسکو موقوف کردے اور خدا تو ارحم الراحمین ہے ہم کسی قدر نافرمانی ورگناہ کریں وہ ہم کو اپنی رحمت سے بخش دیگا اور نہیں جانتے کہ وہ قہار مطلق بھی ہے اُسکے غضب سے کسی کا غضب زیادہ سخت نہیں اور اُسکی مار سے کسی کی مار زیادہ کڑی نہیں کیا تمہارے نزدیک نوکری سے موقوف ہونا دوزخ کے عذابوں اور وہاں کی مصیبتوں سے زیادہ سخت ہے جو وہاں کے اہوال وشدائد سے واقف ہے تمام دنیا کے عیش و عشرت اور مال ودولت کو اُن سے نجات پانے کے لئے چھوڑ دینا سہل سمجھتا ہے ع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں غرۃ باللہ جھلہ یعنی آدمی کو اُسکی نادانی نے دھوکا دیا کہ خدا کے کرم پر بھروسہ کر بیٹھا اور اُسکے قہر وانتقام کا اندیشہ نہ کیا ع اور فرماتے ہیں الاحمق من اتبع نفسہ ھواھا وتمنی علی اللہ احمق وہ ہے کہ خواہش نفس کی

پیروی کرے اور خدا سے آرزو بخشش کی رکھے غ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں الٰہی بہت لوگ تیری ستاری پر مغرور ہیں اور بہت تیرے احسان سے استدراج میں گرفتار ہیں تو کریم بھی ہے اور قہار بھی اور حلیم بھی ہے اور منتقم بھی حق جل وعلا فرماتا ہے ف فخلف من بعدھم خلف ورثوا الکتاب یاخذون عرض ھذا الادنی ویقولون سیغفرلنا ...... یعنی پھر پیدا ہوئی اُن کے بعد وہ اولاد کہ کتاب کی وارث ہوئی رشوت لیتے ہیں اور کہتے ہیں قریب ہے کہ ہم بخشے جائیں گے ولنعم ما قال العلمی ؎ کام دوزخ کے کئے جنت کا ہے امیدوار + قصر جنت تو بنا ہے پارسا کے واسطے غ سلیمان بن عبدالملک بادشاہ نے ابوحازم سے کہ بڑے دیندار عالم تھے پوچھا کہ قیامت کے دن بندہ اپنے مالک سے کس طور ملے گا فرمایا نیک اس طرح جیسے کوئی بہت مال اسباب کما کر سفر سے آتا ہے تمام گھر والے اُسکے آنے سے خوش ہوتے ہیں اور اُسکی خاطرداری اور عزت کرتے ہیں اور گنہگار اُس غلام کی طرح کہ اپنے آقا کا مال چورا کر بھاگا اور آقا کے پیادوں نے اُس کو گرفتار کرکے آقا کے حضور میں حاضر کیا بیڑیاں اُسکے پاؤں میں اور ہتھکڑیاں ہاتوں میں پڑی ہیں اور طوق کے بوجھ سے سر نہیں اُٹھا سکتا ہر طرف سے اُس پر نفرین و ملامت ہوتی ہے۔ ف اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ سلیمان نے کہا اگر ہمارے اعمال پر مدار ہے تو رحمت پروردگار کی کہاں ہے فرمایا اُس کا پتا قرآن میں موجود ہے ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین رحمت خدا کی نیکوں سے نزدیک ہے سلیمان اسقدر رویا کہ اُس کا رنگ بدل گیا اور ابوحازم سے کہا خاموش کہ میرا پتہ خوف سے پھٹا جاتا ہے۔ اے عزیز جب تو غفلت اور نافرمانی کرتا ہے ش شیطان بزبان حال کہتا ہے کیا مجھے نہیں جانتا میں وہ ہوں کہ مسند تدریس میری گنبد ہفت آسمان پر رکھی گئی اور خطبہ اُستاذی ملائکہ کا میرے نام پر پڑھا گیا ادنیٰ نافرمانی اور غفلت سے اس حال کو پہنچایا تاج اخلاص اپنے سر پر رکھا اور یا طوق ادبار گلے میں ڈال اور میرا شریک حال ہو گیا لطف کی بات ہے کہ تو خدا کی قدرت پر بھروسہ کرکے زہر نہیں کھاتا اور اُسکی رحمت پر بھروسہ کرکے زنا کرتا ہے اور شراب پیتا ہے اور نماز ترک کرتا ہے کہ مضرت اُسکی زہر کی مضرت سے بہت زیادہ ہے بلکہ در حقیقت تیرا یہ دعویٰ کہ میں خدا کی رحمت پر بھروسہ کرتا ہوں اور اُس سے اُمید مغفرت کی رکھتا ہوں عذر بدتر از گناہ ہے جو لوگ خدا سے اُمید رحمت رکھتے ہیں خدا تعالیٰ اُنکا پتا قرآن میں دیتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ یَرْجُوْنَ رَحْمَۃَ اللّٰہِ جو لوگ ایمان لائے اور خدا کی راہ میں اپنے گھر چھوڑے اور کافروں سے لڑے یہ لوگ رحمت الٰہی کی اُمید رکھتے ہیں ظاہر ہے کہ آدمی جس سے اُمید رکھتا ہے اُسکی فرمانبرداری کرتا ہے گناہ کرنا اور حکم الٰہی نہ بجالانا علامت نااُمیدی کی ہے نہ اُمید کی۔ مزدور دو آنہ کی اُمید پر دن بھر محنت کرتا ہے اور چوکیدار تھوڑے پیسوں کیلئے رات بھر جاگتا ہے تو بھی اگر خدا سے امید رکھتا اُسکی بندگی اور عبادت سے نہ گھبراتا وہ خود فرماتا ہے انھا لکبیرۃ الا علی الخاشعین الذین یظنون انھم ملاقوا ربھم وانھم الیہ راجعون ہ بیشک نماز گراں ہے مگر خاشعین پر جو گمان رکھتے ہیں کہ اپنے رب سے ملیں گے اور اُسکی طرف پھر جانے والے ہیں حقیقت رجا کی دو امر میں منحصر ہے ایک یہ کہ گناہوں سے توبہ کرے اور خدا سے بخشش کی امید رکھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن یعمل سوءا ویظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما جو بُرا کام یا اپنے نفس پر

ظلم کرے پھر خدا سے بخشش چاہے اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے دوسرے بکمال اخلاص روز و شب اس کی یاد میں مشغول رہے اور سمجھے کہ یہ عبادت ہرگز ہرگز اُسکی درگاہ کے لائق نہیں مگر وہ کریم و مہربان ہے اُس کے کرم سے اُمید ہے کہ رد نہ کرے وہ کہتا ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا جب کہ مجھے اپنی معرفت عنایت کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت مرحومہ میں پیدا کیا تو اُس کے فضل سے امید ہے کہ قیامت کے دن سخت نہ پکڑے گا وہ اس اُمت پر بہت مہربان ہے اور مہربان سے یہ توقع نہیں ہوتی کہ سخت پکڑے وہ ارشاد فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اے محمد اُن سے کہہ کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا تم کو دوست رکھے گا۔ سبحان اللہ ہمارے حضرت کا یہ رتبہ ہے کہ آپ کا پیرو بھی خدا کا پیارا ہے مگر اس بات پر مغرور ہونا محض بے جا ہے کہ اپنے منہ سے آپ کو پیرو کہنا اور بات ہے اور حقیقت میں پیرو ہونا اور بات خدائے تعالیٰ اپنے حبیب کے پیروؤں کی صفت بیان کرتا ہے فساکتبھا للذین یتقون ویوتون الزکوٰۃ والذین ھم بآیاتنا یومنون الذین یتبعون الرسول النبی الامی قریب ہے کہ میں اُس کو اُن کیلئے لکھوں جو پرہیز گاری کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں وہ لوگ کہ رسول نبی امی کی پیروی کرتے ہیں اور شعیا علیہ السلام پر وحی کرتا ہے ان میں بھیجنے والا ہوں ایک پیغمبر بے پڑھا کہ اُس کے سبب سے بہرے کانوں اور غافل دلوں اور اندھی آنکھوں کو کھولونگا مکہ میں پیدا ہوگا اور طیبہ کی طرف ہجرت اور شام میں بادشاہت کرے گا وہ میرا بندہ متوکل مصطفی مرفوع حبیب مختار ہے بدی کے بدلے بدی نہ کرے گا بلکہ معاف کرے گا اور درگذر فرمائے گا مسلمانوں پر بخشش اور گراں بار چارپائے پر مہربانی کرے گا اور یتیم کے حال پر روئے گا درشتخوئی اور سخت گوئی اور بازاروں میں غل نہ کرے گا اور فحش اور بے فائدہ بات زبان سے نہ نکالے گا بسبب آہستہ روی کے چراغ اُس کے دامن سے نہ بجھے گا اور پردہ نی کا اُس کے پاؤں کے تلے آواز نہ دے گا میں اُسے خوشخبری سنانے اور ڈرانے کے لئے بھیجوں گا اور اُس کی اُمت کو سب اُمتوں سے بہتر کروں گا کہ لوگوں کو اچھے کاموں کا حکم اور بُری باتوں سے نہی کریں گے اور اُن سے میری توحید اور اخلاص اور پیغمبروں کی تصدیق کرائیں گے چاند سورج کی رعایت یعنی اوقات نماز میں سیر آفتاب اور ماہ رمضان میں طلوع ماہتاب پر لحاظ کریں گے تسبیح و تکبیر و توحید و تحمید اپنی مسجدوں اور مجلسوں اور بستروں اور آرام گاہوں میں بجالائیں گے اور مسجدوں میں اس طرح جس طرح میرے فرشتے عرش کے گرد صف باندھتے ہیں صف باندھیں گے وہ میرے دوست اور انصار ہیں کہ اُن کے ہاتوں سے بُت پرستوں کو قتل کراؤں گا اور دشمنوں سے بدلہ لوں گا نماز میں قیام و قعدہ و رکوع و سجدہ کریں گے میری استرضا اور شوق میں اپنے گھروں سے نکلیں گے اور مال و دولت کو چھوڑ دیں گے اور میری راہ میں صف باندھ کر جہاد کریں گے اُن کی کتاب پر اپنی کتابوں کو ختم کروں گا اور اُن کو سب اُمتوں پر بڑائی اور بزرگی بخشوں گا وہ غصہ کے وقت لا الہ الا اللہ کہیں گے جھگڑے کے وقت تسبیح کریں گے اور اپنے مونھ اور سر اور ہاتوں اور پاؤں کو پاک رکھیں گے اور ہر بلندی اور پستی پر میری تہلیل اور تسبیح کریں گے رات کو راہبوں کے مانند تنہا بیٹھیں گے اور دن کو نرمی اور مہربانی کے ساتھ آپس میں ملے رہیں گے خوشی ہے اُسکے لئے جو اُن کے

ساتھ ہے اور اُسکو بشارت ہے جو اُن کے دین اور طریق اور شریعت پر چلے اور یہ میرا فضل ہے جسے چاہتا ہوں عنایت کرتا ہوں اور میں بڑا فضل کرنے والا ہوں اور شعیا علیہ السلام کو یہ بھی خطاب ہوا ب کہ میں نے زمین وآسمان کی پیدائش کے روز ٹھہرا دیا کہ پیغمبری دوسری قوم میں کروں گا اور رعایا کو بادشاہت اور ذلیلوں کو عزت اور ضعیفوں کو قوت اور فقیروں کو تونگری اور جاہلوں کو علم اور بے پڑھوں کو حکمت عنایت فرماؤں گا ب میں اس بات کیلئے ایک پیغمبر بے پڑھا امین بھیجوں گا اور اُس کو اندھوں اور نادانوں میں سے پیدا کروں گا کہ درشت خو اور بدگو اور بازاروں میں غل مچانے والا اور فحش بکنے والا نہو گا اُسے ہر خوبی سے آراستہ کروں گا اور ہر اچھی عادت عنایت فرماؤں گا کروں گا میں سکینہ اُس کا لباس اور نیکی اُس کا شعار اور تقویٰ اُس کا دل اور معقول اُسکی حکمت اور صدق و وفا اُس کی طبیعت اور عفو اُس کا خلق اور عدل اُس کی خصلت اور حق اُس کی شریعت اور ہدایت اُسکا امام اور سلام اُس کی ملت اور احمد اُس کا دین اور احمد اُس کا نام اُس کے سبب سے گمراہی کے بعد راہ ظاہر کروں گا اور جہالت کے بعد علم پھیلاؤں گا اور پستی کے بعد بلندی بخشوں گا اور گمنامی کے بعد شہرت اور قلت کے بعد کثرت اور تنگدستی کے بعد تونگری اور جدائی کے بعد اتفاق اور مختلف دلوں اور پراگندہ خواہشوں اور متفرق امتوں کو اکٹھا کروں گا اور توریت میں آیا ہے کہ احمد بہت ہنسنے والے نہایت قتل کرنیوالے اونٹ پر سوار ہوں گے اور شملہ پہنیں گے **فائدہ:۔** بہت ہنسنے اور نہایت قتل کرنے سے مسلمانوں کے ساتھ خوش خلقی اور کافروں کی خونریزی اور اہل محبت کے نزدیک تیغ تبسم سے عاشقان جاں نثار کو قتل کرنا اور شملہ پہننے سے عمامہ کا سرا چھوڑنا مراد ہے **مطم ب ی ن** اور توریت میں یہ بھی آیا ہے اے نبی ہم نے تجھے بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور بے پڑھوں کیلئے پناہ تو میرا بندہ اور میرا رسول ہے میں نے تیرا نام متوکل رکھا نہ سخت گو ہے نہ درشت خو نہ بازاروں میں چلّانے والا نہ بدی کے بدلے بدی کرتا ہے بلکہ معاف کرتا ہے اور بخش دیتا ہے اور درگذر فرماتا ہے دنیا سے انتقال نہ کرے گا جب تک لوگ کجی سے سیدھی راہ پر نہ آویں اور لا الہ الا اللہ نہ کہیں اور اندھی آنکھیں اور بہرے کان اور غافل دل اُسکے سبب سے شفا نہ پائیں ب اُمت اُسکی حمادین ہیں کہ ہر جگہ خدا کی حمد کرتے ہیں اور ہر بلندی پر تکبیر کہتے ہیں جہاد میں اور نماز میں ایک طرح صف باندھتے ہیں مولد اُس کا مکہ اور ہجرت گاہ اُس کا طابہ اور ملک اُس کا شام اور موسیٰ علیہ السلام کو خطاب ہوتا ہے **تو** اے موسیٰ تو چاہتا ہے کہ میں تجھ سے اس سے بھی زیادہ نزدیک ہو جاؤں جیسے تیرا کلام تیری زبان سے اور تیرا خطرہ تیرے دل سے اور تیری روح تیرے بدن سے اور تیری بینائی تیری آنکھوں سے نزدیک ہے عرض کیا ہاں یا رب فرمایا اگر تجھے میری نزدیکی مطلوب ہے تو محمد پر درود بہت بھیج اور بنی اسرائیل سے کہہ کہ جو مجھے مانے گا اور احمد سے انکار کرے گا اُس پر دوزخ کے فرشتے میدان حشر میں مسلط کروں گا اور اُسکو اپنے نور سے محجوب رکھوں گا کوئی شخص اُسکی شفاعت اور کوئی فرشتہ اُس پر رحم نہ کریگا یہاں تک کہ اُسکو کھینچ کر دوزخ میں ڈال دیں گے اے موسیٰ بنی اسرائیل سے کہہ جو احمد کی تصدیق اور اُس کی کتاب کو تسلیم کریگا اُس پر قیامت کے دن رحمت کی نظر کروں گا اور جو اُس کو نہ مانے گا اور اُس کی کتاب کے ایک حرف کو بھی رد کرے گا اُسے کھینچ کر دوزخ میں ڈالوں گا اے موسیٰ

تجھے اسی واسطے اپنی ہمکلامی سے مشرف فرمایا کہ تو احمد پر ایمان لایا اگر اُس پر ایمان نہ لاتا میری رحمت سے مشرف نہ ہوتا اور بہشت کی نعمتوں سے محروم رہتا اے موسیٰ جو شخص تمام انبیا اور مرسلین میں احمد کی تصدیق نہ کرے اور اُس سے محبت نہ رکھے اُس کی نیکیاں رد اور اُس کو اپنی حفظ و نگہداشت سے محروم کروں اور اُس کے دل میں نور نہ ڈالوں اور اُس کا نام جریدۂ نبوت سے مٹادوں اے موسیٰ جو احمد پر ایمان لائیں اور اُس کی تصدیق کریں وہی لوگ نجات پانے والے ہیں اور جو اُس کا انکار و تکذیب کریں وہی لوگ ٹوٹا پانے والے اور ندامت اُٹھانے والے اور غفلت کرنے والے ہیں ایک روز رب موسیٰ علیہ السلام پر وحی ہوئی کہ میں تمہارے واسطے زمین کو مسجد اور طہور کرتا ہوں اور تم پر سکینہ نازل فرماتا ہوں بنی اسرائیل۔ نے کہا ہم سکینہ کی طاقت نہیں رکھتے اور کلیسا کے سوا اور جگہ نماز نہ پڑھیں گے ارشاد ہوا قریب ہے کہ میں اُس کو اُن کے لئے لکھوں جو پرہیز گاری کریں گے اور زکوٰۃ دینگے اور ہماری آیتوں پر ایمان لاویں گے وہ لوگ کہ اُس رسول نبی امی کی پیروی کریں گے جس کو توریت اور انجیل میں لکھا پاویں گے وہ اُن کو اچھے کام کا حکم کرے گا اور بُری بات سے منع کرے گا اور پاک چیزیں اُنکے لئے حلال اور ناپاک چیزیں اُن پر حرام کرے گا اور اُن سے اُن کے بوجھ اتارلے گا اور اُن کی گردنوں کے طوق دور فرمائے گا پس جو لوگ اُس پر ایمان لائے اور اُس کی مدد و نصرت اور اُس نور کی جو اُس کے ساتھ اُتارا گیا پیروی کی وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں وذالك قوله تعالیٰ فساكتبها للذين يتقون ويؤتون الزكوٰة الآیہ اور اسمٰعیل علیہ السلام پر وحی ہوئی ستلد عظيما لامة عظيمة یعنی تیری اولاد میں ایک بڑا شخص ایک بڑی امت کے لئے پیدا ہوگا ﷺ اور صحیفہ شعیا علیہ السلام میں ہے کہ وہ خواہش کی طرف نہ جھکے گا اور سخت ذلیل کو بھی خوار نہ سمجھے گا اور صدیقوں کو قوت دیگا وہ رکن متواضعین کا ہے اور نور خدا کا کہ کبھی نہ بجھے گا ﷺ غافل دلوں کو زندہ کریگا اور اندھی آنکھوں اور بہرے کانوں کو کھولے گا اور جو مشقہ کو ملے گا کسی کو نہ ملے گا **فائدہ** مشقہ زبان سریانی میں بمعنی محمد ہے ﷺ اور مزامیر داؤد علیہ السلام کی چوالیسویں مزمار میں واقع ہے اے جبار اپنی تلوار لٹکا کہ ناموس و شرائع تیری تیرے دہنے ہات کی ہیبت سے مقرون ہے **فائدہ** کریمہ وما انت عليهم بجبار میں جبار بمعنی متکبر کے ہے اور دعا داؤد میں وارد ہے خدایا ہمارے واسطے اُس پیغمبر کو فترت کے بعد سنت یعنی طریقۂ انبیاء کو قائم کرے مبعوث فرما۔ کعب احبار کہتے ہیں ایک دن لشکر سلیمان علیہ السلام کا ہوا پر جاتا تھا ناگاہ مدینہ کی طرف سے گذرا سلیمان علیہ السلام نے فرمایا یہ شہر پیغمبر آخرالزماں کا ہجرت گاہ ہے خوشی ہے اُس کے لئے جو اُن پر ایمان لاوے اور اُن کی پیروی کرے پھر بیت اللہ کی طرف سے گزرے بیت اللہ رویا حکم آیا کیوں روتا ہے عرض کیا ایک پیغمبر تیرے پیغمبروں سے اور ایک گروہ تیرے دوستوں سے اس طرف گذرا لیکن نہ مجھ میں اترا نہ نماز پڑھی اور بُت میرے گرد رکھے ہیں ارشاد ہوا مت رو میں تجھے سجدہ کرنے والوں سے بھردوں گا اور تجھ میں نئی کتاب اُتاروں گا اور نبی آخرالزماں کو تجھ میں پیدا کروں گا کہ مجھ کو سب پیغمبروں سے زیادہ پیارا ہے اور تیرا حج خلق پر فرض کروں گا اور تجھے بتوں اور بت پرستوں سے پاک کردونگا۔ ﷺ وہب بن منبہ کہتے ہیں میں نے اکہتر کتابوں

میں لکھا دیکھا کہ تمام آدمیوں کی عقل حضرت کی عقل سے وہ نسبت رکھتی ہے جیسے ایک دانہ ریگ کا تمام ریگستان کے مقابلہ میں اور بیشک آپ کی عقل سب آدمیوں پر غالب اور آپ کی رائے سب سے افضل ہے اور انجیل مقدس میں آپ کی صفت اس مضمون کے ساتھ وارد ہے اُسکے ہات میں لوہے کا قضیب ہے کہ اُسکے ساتھ جہاد کرے گا اور اُس کی اُمت اسی طرح قتال کریگی ملخصًا اور عیسیٰ علیہ السلام کو خطاب ہوا آگاہ اور خبر دار رہو اے بیٹے پاک عورت کنواری بتول کے میں نے تجھے بے باپ کے پیدا کیا نشانی واسطے سارے جہان کے میری پرستش اور مجھ پر بھروسا کر اور اہل سوداں سے کھول کر کہہ دے کہ میں ہی ہوں اللہ زندہ قائم رہنے والا تصدیق کرو اُس نبی امی کی کہ صاحب اونٹ اور نعلین اور ہراواں کا ہے اُس کا سر میانہ ہے اور پیشانی کشادہ آنکھیں لمبی پلکیں سیاہ ناک اونچی رخسارے روشن داڑھی گھنی اُس کا پسینہ مثل موتی کے اور بدن کی خوشبو مانند مشک کے گردن اُس کی گویا چاندی کی صراحی ہے کذٰ اور حکم ہوا اے عیسیٰ ایمان لا تو اور تیری امت محمد پر اگر میں اُسے پیدا نہ کرتا بہشت و دوزخ نہ بناتا جب میں نے عرش کو پانی پر قائم کیا ہلتا تھا اُس پر لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ لکھ دیا ہلنا اُس کا اس کلمہ کے لکھنے سے موقوف ہوگیا فاما عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں تمہارے پاس فارقلیط یعنی حق اور ناحق کو جدا کرنیوالا آئے گا کہ کوئی بات اپنی طرف سے نہ کہے گا وہ کہے گا جو خدا اُس سے فرمائے گا اور چھپی باتوں اور حادثوں سے تم کو آگاہ کریگا اور یہ خبر کتاب یوحنا میں جسے میسحائی چوتھی انجیل کہتے ہیں اس طرح وارد ہے کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی سود مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں فارقلیط تمہارے پاس نہ آوے گا پھر اگر میں جاؤں گا تو اُسے تمہارے پاس بھیجوں گا اور جب وہ آوے گا جہاں کو توبیخ کرے گا اور الزام دے گا بسبب گناہ کے کیونکہ وہ مجھ پر ایمان نہ لائے الآخر فائدہ فارقلیط یونانی لفظ ہے کئی معنی میں مشترک کہ سب ہمارے حضرت پر صادق ہیں اول تسلی دینے والا دوم شفاعت کرنیوالا سوم وکیل چہارم بہت سراہا گیا اور یہی معنی محمد کے ہیں پنجم بہت سراہنے والا کہ معنی احمد ہیں اصل انجیل عبری میں لفظ احمد وارد تھا یونانی مترجم نے اُس کا ترجمہ بلفظ فارقلیط کیا اور ناموں کا ترجمہ کرنا مترجمین اہل کتاب کی عادت میں داخل ہے چنانچہ یہی لفظ نسخہ عربیہ مترجمہ ۱۸۱۶ء میں تو بعینہٖ لکھا ہے باقی مترجموں نے اس کا ترجمہ کر ڈالا کسی نے تسلی دہندہ کسی نے شافع کسی نے وکیل لکھ دیا مگر وہ ترجمہ جو اسمًا و رسمًا حضرت پر صادق آتا ہے اور لفظ قرآن سے مطابقت رکھتا ہے یعنی بہت سراہنے والا نہیں لکھتے طرفہ تماشہ ہے کہ میسحائی کتب مقدسہ کی تحریف سے صاف انکار کرتے ہیں اور اُن کے مترجمین اب تک باز نہیں آتے اسی خبر میں صاحب نسخہ ۱۸۳۹ء نے عجب کام کیا ہے کہ جس جگہ ضمیر مذکر کی فارقلیط کی طرف راجع ہے وہاں ضمیر مؤنث لایا ہے تا اس خبر کو روح القدس پر جمائے اور نسخہ ۱۸۱۱ء والے نے اُس سے بھی پیش قدمی کی کہ بجائے فقرہ اگر من نروم آں تسلی دہندہ بنزد شما نخواہد آمد کے جملہ انہ مقیم فیکم قائم کر دیا کیوں نہ ہو واہ شاباش ایماندار ایسے ہی ہوتے ہیں اب میسحائی انصاف کی عینک اپنی آنکھوں پر لگا کر دیکھیں کہ ہمارے اس دعوی کی کہ فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللّٰہ وما ھو من عند اللّٰہ انھیں کی دستاویز سے کیسی ڈگری ہوئی قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا مگر کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ تعصب

آدمی کی عقل کھو دیتا ہے یہ دونوں دانشمند مطلق نہ سمجھے کہ حضرت عیسیٰ کے اس کلام سے کہ جب وہ آویگا جہاں کو توبیخ کریگا اور الزام دیگا بسبب گناہ کے کیونکہ وہ مجھ پر ایمان نہ لائے صاف ظاہر ہے کہ فارقلیط حضرت عیسیٰ کے منکروں پر بھی ظاہر ہوگا اور اُن کی تصدیق اور منکروں کی تکذیب کریگا اور روح بقول عیسائیوں کے ایک گوشہ میں صرف حواریوں پر ظاہر ہوئی ہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کی اور یہود کو اُن کے نہ ماننے پر ملزم کیا اسی طرح سباق وسیاق خبریں بہت شواہد اس امر کے کہ یہ خبر ہمارے حضرت کی ہی موجود ہیں یہ بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ ہے کہ لاکھوں مخالف سیکڑوں برس سے آپ کی صفت وثنا اپنی کتابوں سے نکالنے میں کوشش کرتے ہیں ہزاروں آیتیں کتب مقدسہ کی اسی غرض سے بدل ڈالیں جس جگہ آپ کا نام پایا نکال ڈالا اور جو فقرہ آپ پہ صادق سمجھا دور کر دیا کسی جگہ کوئی لفظ بڑھا دیا کہ مضمون بدل جاوے حضرت کے حالات پر صادق نہ رہے اور بعض جگہ الفاظ مقدم موخر کر دیئے تا مطلب خبط ہو جائے مگر بقول شخصے سہ کرے حسن کو کوئی کس طرح ماند + چھپے ہے کہیں خاک ڈالے سے چاند۔ اب بھی اسقدر صفت وثنا ہمارے مولیٰ کی عہد جدید اور قدیم کی کتابوں میں موجود ہے کہ اُسکے بیان کے واسطے ایک دفتر چاہئے ایک شمہ اس کا صولت ضیغم اور استفسارات میں مذکور ہے جس کا جی چاہے اُن میں دیکھ لے اور بڑی دلیل اس بات کی یہ ہے کہ قرآن مجید و فرقان حمید سے جس کا وحی آسمانی اور کلام ربانی ہونا آفتاب نیم روز سے بھی زیادہ روشن ہے سیکڑوں دلائل و براہین اُسکی حقیقت کے منکروں سے بیان ہوئی اب تک ایک بات کا بھی جواب معقول نہ دے سکے اور برملا کہا گیا کہ اگر اس کلام پاک میں تم کو کچھ شک ہے تو سب جن وانس جمع ہو کر ایک چھوٹی سی سورت اُسکی مانند کہہ لائیں مگر آج تک نہ کہہ سکے بخوبی ثابت ہے کہ خدا نے پیغمبر اور اُن کی اُمت مرحومہ کی صفت وثنا اگلی کتابوں میں ذکر فرمائی اور عیسیٰ علیہ السلام نے اُنکی رسالت کی گواہی اور اُن کے آنے کی بشارت دی قال عم نوالہ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ بیشک ہم نے زبور میں ذکر کے بعد یہ بات لکھ دی کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے یعنی اُن کو ملے گی ف مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ؁ محمد رسول اللہ اور جو اُن کے ساتھ ہیں کافروں پر زور آور اور آپس میں نرم دل ہیں تو اُن کو دیکھے رکوع کرنے والے سجدہ کرنیوالے ڈھونڈھتے ہیں خدا کا فضل اور اُسکی خوشی پانا اُن کا اُن کے چہروں پر ہے سجدہ کے اثر سے یہ کہاوت اُن کی توریت میں ہے اور کہاوت اُن کی انجیل میں جیسے کھیتی نے نکالا اپنا پٹھا پھر اس کی کمر مضبوط کی پھر موٹا ہوا پھر سیدھا ہوا اپنی پنڈلی پر خوش لگتا ہے کھیتی والوں کو تا جلا دے اُن سے جی کافروں کا وعدہ دیا ہے اللہ نے اُن میں سے جو یقین لاتے ہیں اور کئے ہیں بھلے کام معافی اور بڑے نیگ کا اور مقولہ حضرت عیسیٰ کا اسطرح بیان فرمایا ہے یٰبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی

من بعدی اسمہ احمد اے اولاد یعقوب میں خدا کا رسول ہوں تمہاری طرف تصدیق کرنے والا اُسکی جو میرے آگے ہے اور خوشخبری دینے والا اُس رسول کی کہ میرے پیچھے سے آئے گا نام اُس کا احمد ہے اور حضرت فرماتے ہیں میں ابراہیم کی دعا اور عیسیٰ کی بشارت ہوں۔ سعادت ازلیہ نے جن لوگوں کی دست گیری فرمائی اس بشارت اور وعدہ کے منتظر رہے جب حضرت پیغمبر ہوئے فوراً ایمان لائے۔ ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں جس وقت آپ کا نامہ نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس پہنچا پڑھتے ہی ایمان لایا اور کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ ﷺ بیشک یہ وہی نبی ہے جن کے پیدا ہونے کی عیسیٰ نے بشارت دی تھی اگر بادشاہت کا جھگڑا میرے تعلق نہ ہوتا تو میں اُنکی خدمت میں حاضر ہوتا اور اُنکی کفش برداری اختیار کرتا اللہ تعالیٰ اُس کی اور اُسکے قوم کی تعریف کرتا ہے ولتجدن اقربھم مودۃ للذین اٰمنوا الذین قالوا انا نصٰرٰی اور بیشک تو پائے گا سب لوگوں سے قریب تر دوستی میں اُن لوگوں کو کہ کہتے ہیں ہم نصاریٰ ہیں ذالک بان منھم قسیسین ورھبانا وانھم لا یستکبرون یہ اس لئے کہ اُن میں عالم اور درویش ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینھم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق اور جب سنیں وہ اس کو جو اُتارا گیا رسول پر دیکھے تو اُنکی آنکھیں کہ اُبلتی ہیں آنسوؤں سے اسلئے کہ پہچانا انھوں نے حق کو یقولون ربنا اٰمنا فاکتبنا مع الشٰھدین کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہم کو گواہوں میں لکھ لے ومالنا لا نؤمن باللہ وما جاءنا من الحق اور ہم کو کیا ہوا کہ ایمان نہ لائیں خدا پر اور اُس پر جو ہمارے پاس آیا حق ونطمع ان یدخلنا ربنا مع القوم الصّٰلحین اور ہم کو توقع ہے کہ ہم کو ہمارا رب نیک بختوں کیساتھ داخل کرے فاثابھم اللہ بما قالوا جنّٰت تجری من تحتھا الانھار پھر اُن کو بدلا دیا اُن کے رب نے اس کہنے پر باغ بہتی ہیں اُن کے نیچے نہریں خالدین فیھا وذالک جزاء المحسنین رہا کریں اُن میں اور یہی ہے بدلا نیکی والوں کا اور جب نامہ نامی ہرقل بادشاہ روم کے پاس گیا ابو سفیان کہ ملک روم کو تجارت کے واسطے گیا تھا آپکی عادات اور احوال دریافت کرکے ترجمان سے کہا اس سے کہہ کہ تو اُسکو عالی نسب بتاتا ہے اور پیغمبر قوم کے اشراف ہی ہوتے ہیں اور تو کہتا ہے اُس کے بزرگوں میں کوئی بادشاہ نہ گذرا اگر اُن میں کوئی بادشاہ ہوتا میں سمجھتا کہ اپنے بزرگوں کا ملک چاہتا ہے اور تو نے اُس کے اتباع ضعفاء بتائے اور یہی لوگ پیغمبروں کے اتباع ہوتے ہیں اور تو اُسکو قبل از نبوت متہم بکذب نہیں کہتا پس معلوم ہوا کہ جب وہ خلق پر جھوٹ بولنا گوارا نہ کرتا تھا خدا پر کب جھوٹ باندھے گا اور تو کہتا ہے کہ اُسکے دین سے ناخوش ہوکر کوئی شخص مرتد نہیں ہوتا اور ایمان کا یہی حال ہوتا ہے جب کہ اُس کی لذت دل میں آجاتی ہے اور تو کہتا ہے کہ اُس کے پیرو بڑھتے جاتے ہیں اور ایمان بڑھتا جاتا ہے جب تک کامل نہیں ہوجاتا اور تو کہتا ہے کہ ہم نے اُس سے مقابلہ کیا کبھی ہم فتح پاتے ہیں اور کبھی وہ فتح پاتا ہے۔ اور پیغمبروں سے اسی طرح امتحان کیا جاتا ہے انجام کو وہی فتح یاب ہوگا اور تو کہتا ہے وہ عہد نہیں توڑتا اور پیغمبر عہد نہیں توڑتے اور تو کہتا ہے کہ ہم میں اُس سے پہلے کسی نے یہ دعویٰ نہ کیا اگر پہلے بھی کسی نے دعویٰ کیا ہوتا میں سمجھتا اُس کی پیروی کرتا ہے پھر ابو سفیان سے پوچھا وہ تمہیں کس بات کا حکم دیتا ہے جواب دیا نماز اور زکوٰۃ اور صلہ رحم اور پارسائی کا

کہا اگر تیرا بیان سچ ہے تو وہ بیشک سچا پیغمبر ہے اور میں جانتا تھا کہ وہ پیدا ہوگا مگر تم میں سے گمان نہ کرتا تھا اور جو مجھے اپنے پہونچنے پر یقین ہوتا تو بے شک میں اُس سے ملتا اور جو میں اُس تک پہنچتا تو اُسکے پاؤں دھوتا اور بیشک اُسکا ملک یہاں تک پہونچے گا بروایت صحیح مسلم ثابت ہے کہ ہرقل نے نامۂ مبارک پہونچنے سے پہلے اپنی قوم سے کہا تھا کہ آج کی رات میں نے نجوم سے دریافت کیا کہ مختون بادشاہ ظاہر ہوا لوگ سمجھے یہود میں کوئی شخص پیدا ہوگا جب نامۂ مقدس پہونچا اور بادشاہ کو معلوم ہوا کہ وہ بادشاہ مختون آپ ہیں اپنے دوست کو کہ رومیہ میں رہتا تھا اور علم میں اُس کا ہمسر تھا یہ حال لکھا اُس نے بھی لکھ بھیجا کہ بیشک آخر زمانہ کا پیغمبر پیدا ہوا پھر ہرقل نے روم کے سرداروں کو ایک محل میں جمع کیا اور محل کے دروازے بند کرا کے اُن سے کہا۔ اے لوگو اگر اپنی فلاح اور بھلائی اور اس سلطنت کا قائم رہنا چاہتے ہو اس پیغمبر آخرالزماں پر ایمان لاؤ اہل روم یہ کلام سُن کر وحشی گدھوں کیطرح کودنے لگے جب بادشاہ نے اُنکو اسلام سے متنفر دیکھا کہا میں تمہیں آزماتا تھا کہ تم اپنے دین پر کیسے مضبوط ہو یہ سُن کر سب راضی ہوگئے اور بادشاہ کو سجدہ کیا منقول ہے کہ جب وفدِ نجران نے سرورِ انس وجان سے ارادہ مباہلہ کا کیا عاقب اُن کے سردار نے اُن سے کہا تم جانتے ہو کہ محمد سچے پیغمبر ہیں اور جب پیغمبر قوم پر دعا کرتا ہے فوراً عذاب آتا ہے۔ صبح کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۂ زہرا اور حسنین اور علی مرتضیٰ کو ساتھ لیکر مباہلہ کیلئے تشریف لے گئے اُس وقت ابوالحارث نے قوم سے کہا اے لوگو میں ان صورتوں کو دیکھتا ہوں کہ اگر دعا کریں گے پہاڑ کو ہلا دیں گے اُن سے مباہلہ کروگے تو بیشک ہلاک ہو جاؤگے آخر کار انھوں نے مباہلے سے انکار اور جزیہ دینا اختیار کیا آپ فرماتے ہیں اگر وہ مباہلہ کرتے سب بندر اور سؤر ہو جاتے اور جنگل سے اُن پر آگ برستی اور برس دن میں نصاریٰ کا نشان زمین پر نہ رہتا **فائدہ** تفسیر بیضاوی میں ہے کہ بہلہ بالضم والفتح بمعنی لعنت اور اصل میں بمعنی ترک ہے اور معالم میں بھی الابتہال الالتعان یقال علیہ بہلۃ اللہ ای لعنتہ پس مباہلہ بمعنی باہم لعنت کرنے کے ہے اور طریق اُس کا یہ ہے کہ متخاصمین اپنے اہل وعیال کے ساتھ ایک جگہ جمع ہو کر کہیں کہ جو ہم دونوں سے جھوٹا ہو اُس پر خدا کی لعنت ہو جب نجران کے ایلچیوں نے مسئلہ توحید میں آپ سے جھگڑا کیا حکم آیا **ف** فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین ۝ پھر جو جھگڑا کرے تجھ سے اس بات میں بعد اس کے کہ پہونچ چکا تجھکو علم تو تو کہہ آؤ ہم اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں اور اپنی عورتوں اور تمہاری عورتوں اور اپنی جانوں اور تمہاری جانوں کو بلائیں پھر ہم مباہلہ کریں پھر خدا کی لعنت جھوٹوں پر ڈالیں **فائدہ** اسجگہ سے اہل عبا کی بزرگی بخوبی ثابت ہوئی کہ جناب سرورِ کائنات نے اُن حضرات کو تمام اہلبیت سے خاص کیا اور حسنین کو اپنا فرزند اور مولیٰ علی کو انفسنا میں شریک ٹھہرایا گویا ہمارے حضرت اور مولیٰ علی یکجان و دو قالب تھے اور یہ وہ مرتبہ ہے کہ نہایت نہیں رکھتا شاہ عبدالعزیز صاحب تحفۂ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں کہ جارود بن منذر نصرانی نے خدمت عالی میں عرض کیا قسم اُس کی جس نے آپکو حق کیساتھ بھیجا ہے ہم نے آپ کی تعریف انجیل میں لکھی پائی اور مریم کے بیٹے نے آپ کے ظہور کی بشارت دی **ف** جب طائف سے لوٹتے وقت آپ عتبہ اور شیبہ کے باغ میں ٹھہرے انھوں نے تھوڑے خرمے عداس نصرانی کے ہاتھ کہ اُن کا غلام تھا بھیجے۔

آپنے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہکر تناول فرمائے عداس متعجب ہوا کر اس شہر کے لوگوں کا یہ دستور نہیں آپ نے اُسکا وطن پوچھا عرض کیا نینوٰی فرمایا وہ گاؤں ایک نیک آدمی یعنی یونس پیغمبر کا ہے عرض کیا آپ اُن کو کیا جانیں فرمایا وہ میرا بھائی تھا میں بھی پیغمبر ہوں وہ بھی پیغمبر تھا عداس یہ بات سنکر آپ کے پاؤں پر گرا اور ہاتھ پاؤں چومنے لگا عتبہ اور شیبہ نے اُس سے اس تعظیم و توقیر کا سبب پوچھا کہا اے میرے مالکو زمین میں کوئی آدمی اس شخص سے بہتر نہیں انھوں نے وہ بات کہی کہ پیغمبر کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہوسکتی اور بعض روایات میں آیا کہ عداس نے کہا میں نے تمہارا وصف توریت و انجیل میں پایا اور مدت سے تمہارے مبعوث ہونے کا منتظر تھا کہتے ہیں ب بعد عروج عیسیٰ علیہ السلام کے جبکہ لوگوں نے دین حق کو چھوڑ کر کفر و شرک اختیار کیا اہل حق نے آپس میں کہا اگر ہم ان ظالموں سے لڑکر مر جاویں گے تو دین کی نگہبانی کون کریگا بہتر یہ ہے کہ اُس نبی کے آنے تک جس کا عیسیٰ نے وعدہ کیا ہے زمین میں متفرق ہو جاویں یہ مشورہ کرکے بعضے جنگلوں اور بعضے تنہا مکانوں میں جا بیٹھے اُن میں سے جو آپ کے وقت تک زندہ رہے آپ پر ایمان لائے اسی طرح یہود آپ کے ظہور سے پہلے اُس جناب کی نبوت اور بڑائی کے معترف تھے بالاتفاق ہمیشہ آپ کی صفت و ثنا کرتے اور لوگوں کو آپ کی ولادت کی بشارت دیتے اور کہتے جب تک وہ نبی جس کا ذکر توریت میں ہے اور اُس کا نام محمد ہوگا مبعوث نہ ہوگا ہم اپنا دین نہ چھوڑیں گے ض جب مشرک اُن کو ستاتے یہ دعا کرتے اللّٰھم انصرنا بنبی اٰخر الزمان المنعوت فی التوراۃ الٰہی ہماری مدد کر ساتھ پیغمبر آخر الزماں کے جس کی نعت توریت میں ہے ف وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا اور پہلے سے منکروں پر فتح چاہتے تھے حاکم اور بیہقی اور ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ خیبر اور مدینہ کے یہود جب عرب کے مشرکوں یعنی جہینہ اور غطفان اور بنی اسد سے مقابلہ کرتے کہتے اے اللہ ہمارے پروردگار ہم بحق احمد پیغمبر اُمی کے جس کے بھیجنے کا اس زمانہ میں تو نے ہم سے وعدہ کیا اور بحق اُس کتاب کے کہ اُسے تو اُتارے گا ہمارے دشمنوں پر ہم کو مدد دے اور اس دعا کی برکت سے ہمیشہ فتح پاتے جب حضرت پیغمبر ہوئے بعض یہود آپ کے حالات توریت اور انبیاء کے ارشادات سے مطابق دیکھ کر مسلمان ہوگئے جیسے حضرت ابن یامین اور ثعلبہ اور اسد اور عبید اور عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہم اجمعین اللہ تعالیٰ اُن کو آپ کی پیغمبری کا گواہ قرار دیتا ہے ف اولم یکن لھم اٰیۃ ان یعلمہ علمٰٓؤا بنی اسرائیل کیا نہیں تھی اُن کے لئے نشانی کہ جانتے ہیں اُس کو بنی اسرائیل کے عالم اور اُن کی تعریف و ثنا کرتا ہے ف لیسوا سواء من اھل الکتٰب امۃ قائمۃ یتلون اٰیٰت اللہ اٰناء الیل وھم یسجدون سب اہل کتاب ایک سے نہیں ایک گروہ قائم ہے پڑھتے ہیں خدا کی آیتیں رات کی ساعتوں میں اور وہ سجدہ کرتے ہیں ب کلبی اور ضحاک اور ربیع کریمہ ومن قوم موسیٰ امۃ یھدون بالحق وبہٖ یعدلون کی تفسیر میں کہتے ہیں یہ لوگ ملک چین کے پیچھے دریائی ریگ کے کنارے رہتے ہیں اُن کے ملک میں رات کو مینہ برستا ہے اور دن کو کھل جاتا ہے کھیتی کرتے ہیں اور سب آسودہ اور مال میں برابر ہیں جبرئیل امین شب معراج اُس جناب کو وہاں لے گئے اور اُن سے کہا انھیں پہچانو یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ سب ایمان لائے اور عرض کیا کہ ہم کو موسیٰ نے حکم دیا تھا کہ تم سے

جو شخص محمد کو پائے اُن کو میرا سلام پہنچائے آپ نے موسیٰ علیہ السلام کے سلام کا جواب دیا اور اُن کو حکم کیا کہ ہفتہ کی تعظیم چھوڑو اور جمعہ اختیار کرو اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور اپنے ملک کے سوا دوسری جگہ نہ رہو اور اُن کو قرآن کی دس سورتیں سکھائیں اور شریعت کی باتیں بتائیں سعادت ازلی نے جن کی مدد فرمائی اُن کا یہ حال اور جن کو مالک حقیقی نے روز ازل اشقیا میں لکھ دیا تھا اُنھوں نے کہا اگر یہ پیغمبر ہماری قوم میں پیدا ہوتا بیشک ہم ایمان لاتے یعقوب کی اولاد دوسری قوم کی اطاعت اور فرمانبرداری کس طرح منظور کرے بعضے کہتے ہیں یہ وہ نبی نہیں جنکا ذکر توریت میں ہے حالانکہ آپ کی پیغمبری اور رسالت پر خوب یقین رکھتے تھے ف فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ پھر جب اُن کے پاس وہ چیز آئی جس کو جانتے تھے تو اُس سے منکر ہو گئے فلعنۃ اللہ علی الکافرین پس کافروں پر خدا کی لعنت ہے نقل ہے کہ جب کریمہ یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم نازل ہوئی عبداللہ بن سلام نے امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے کہا بیشک ہم اہل کتاب حضرت کو اپنی اولاد سے زیادہ پہچانتے ہیں کہ اولاد میں شک ہے شاید عورت نے خیانت کی ہو اور آپ کی پیغمبری میں اصلا شک نہیں جلالین میں عبداللہ بن سلام سے منقول ہے کہ میں نے حضرت کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور بعض تفاسیر میں ہے کہ ایک دن اُنھوں نے سلمہ اور مہاجر سے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ خدا نے ابراہیم سے فرمایا تھا کہ اسمٰعیل کی اولاد سے ایک پیغمبر پیدا کرونگا اُسکا نام احمد ہوگا جو اُس پر ایمان لائیگا راہ راست پائے گا اور جو اُسکو نہ مانے گا ملعون ہو جائے گا سلمہ یہ سُن کر مسلمان ہوئی اور مہاجر دولت ایمان سے محروم اور مہجور رہا آیت اُتری ومن یرغب عن ملۃ ابراھیم الا من سفہ نفسہ ولقد اصطفینٰہ فی الدنیا وانہ فی الآخرۃ لمن الصٰلحین بل نی سلمہ بن قیس کہتی ہیں ایک یہودی کہ محلہ بنی عبدالاشہل میں رہتا ہماری مجلس کی طرف گزرا اور ہم سے باواز بلند کہا اے مشرکو بت پرستو تم نہیں جانتے کہ موت کے بعد کیا ہوگا مرنے کے بعد سب زندہ ہوں گے اور بہشت و دوزخ اور میزان کو حاضر لائیں گے اور اعمال کا حساب کیا جائیگا اور ہر شخص کو اُسکے عمل کا بدلہ دیا جائیگا خدا کی قسم اگر اُس دن کی آگ کے بدلے مجھے جلتے تنور میں ڈالیں اور اُس کا منہ بند کر دیں خوشی سے گر پڑوں میرے اس کلام کی دلیل ایک پیغمبر ہے کہ عنقریب مکہ کی طرف سے یہاں آئیگا اور جو کچھ میں کہتا ہوں تم پر ثابت کر دیگا جب حضرت مدینہ میں تشریف لائے وہ یہودی ایمان نہ لایا ہم نے اُسکو ملامت کی کہ تو اُس دن ہم سے کیا کہتا تھا کہا مجھے یاد ہے لیکن یہ وہ پیغمبر نہیں جس کا میں ذکر کرتا تھا۔ تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے کہ بعد فتح جنگ بدر کے یہود بنی نضیر نے اقرار کر دیا کہ یہ وہی نبی ہیں جن کا ذکر توریت میں ہے مگر بسبب حسد و عناد کے ایمان نہ لائے معالم التنزیل میں نقل کیا ہے کہ تبع حمیری شاہ یمن جس نے خانہ کعبہ کو اول لباس پہنایا اور سمرقند بسایا مدینہ شریف پر چڑھ آیا مدینہ کے لوگ دن بھر اُس سے لڑتے اور شام کو اُسکے لشکر میں کھانا بھیجتے بادشاہ اُن کی اس مروت سے متعجب ہوا ایک دن کعب اور اسد دو عالم مدینہ کے اُسکے پاس گئے اور کہا اے بادشاہ یہ شہر ایک بڑے پیغمبر کا ہے کہ مکہ میں پیدا ہوگا اور اس طرف ہجرت کریگا نام اسکا محمد ہے تبع نے بسبب تعظیم حضرت کے اہل مدینہ سے لڑائی موقوف کی بلکہ بت پرستی چھوڑ کر احبار کا دین اختیار کیا اے عزیز اُسکی قدرت بچشم عبرت دیکھ کہ تبع اور حبیب نجار اور زید بن عمرو موحد الجاہلیۃ قبل از وجود باجود صرف آپ کے اوصاف سُن کر ایمان لاتے ہیں اور

ابوجہل اور ابولہب اور عتبہ اور شیبہ اور ابی بن خلف اور امیہ اور عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن حارث اور کعب بن اشرف وغیرہم ہزاروں معجزات اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور قرآن آپ کی زبان سے سنتے ہیں مگر مسلمان نہیں ہوتے سلمان فارسی بغیر دیکھے اُس جناب پر عاشق ہوئے ڈھائی سو برس تک آپ کے شوق میں شہر بشہر پھرے کبھی یہود کا دین اور کبھی نصاریٰ کا مذہب اختیار کرتے آخر اپنی مراد کو پہونچے اور مشرکان مکہ باوجود قرابت وہم وطنی کے پنبۂ غفلت گوش دل سے نہ نکالتے رات دن آپکے حسن وجمال کو دیکھتے اور آپکی باتیں سنتے مگر ایمان نہ لائے ؎ حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از روم ✤ زخاک مکہ ابوجہل این چہ بوالعجبی است ۔ یہ سب ایک طرف ابوطالب جنھوں نے آپکی خدمت اور فرمانبرداری میں عمر بھر قصور نہ کیا اور آپ کی نبوت پر یقین کامل رکھتے تھے یہاں تک کہ آپ کی تعریف میں ایک قصیدہ لکھا دولت ایمان سے مشرف نہ ہوئے جب آپ نے اُنکے انتقال کے وقت کلمۂ شہادت تلقین کیا جواب دیا میں تمہیں سچا جانتا ہوں مگر لوگ کہیں گے موت کی تکلیف سے گھبراکر مسلمان ہوگئے اور ایک روایت میں ہے کہ کہا اختر النار علی العار میں نے دوزخ کو عار پر اختیار کیا اے عزیز وہ قادر مختار ہے جسے چاہے کعبہ میں محروم رکھے کہ ایمان کی خوشبو اُسکے مشام جان میں نہ پہنچے اور جسے چاہے بت خانہ میں محبت اور شوق اپنا عنایت کرے کہ بے اختیار زنار توڑ کر مسجد کیطرف دوڑے ؎ از صومعہ براند و بیگانہ خواندش ✤ وز بتکدہ بیارد و گوید کہ آشنا ست ۔ نوح اور لوط علیہما السلام کی عورتیں جہنم کو جاتی ہیں اور فرعون کی بیوی بہشت میں آرام فرماتی ہیں ابوجہل جس کی سرکشی اور عناد ضرب المثل اور شہرۂ آفاق ہے عکرمہ اُس کا بیٹا لشکر اسلام کا سردار ہے اور ولید جس کے آٹھ عیب خدا نے قرآن میں بیان فرمائے خالد اُس کا فرزند خدا کی تلوار ہے۔ اے عزیز اس تقریر سے یہ غرض ہے کہ نسبت بزرگوں سے بے اُن کی پیروی اور اتباع کے کام نہیں آتی نہ یہ کہ فرمانبرداروں کو نسبت سے بزرگی حاصل نہیں ہوتی حضرت کے جن رشتہ داروں اور یاروں نے اپنا جان ومال اُس جناب پر نثار کیا اور خدا کی راہ میں اپنا گھر اور شہر چھوڑ دیا اگر ہم سونے کا پہاڑ خدا کی راہ میں خیرات کریں اُن کے ایک صاع جو کے برابر رتبہ نہیں رکھتا۔ کہتے ہیں جب یہود بنی قریظہ محصور ہوئے اُنکے سردار کعب بن اسد نے کہا اے قریظہ تم کو ایسا سخت معاملہ پیش آیا کہ جس کا سوا تین باتوں کے کچھ علاج نہیں ہوسکتا یا محمد کی تصدیق اور اطاعت کرو خدا کی قسم تم خوب جانتے ہو کہ وہ سچے پیغمبر اور ان کی نعت توریت میں مذکور ہے اور اُن کی خبر ابن جواس نے بھی کہ اعیان احبار اور اجلہ علماء توریت سے تھا تم کو دی تھی کہ وہ نبی اس گاؤں میں ظاہر ہوگا اور وصیت کی تھی کہ تم اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا اور اُسکو میرا سلام پہنچانا اب مکابرے اور عناد کو چھوڑو اور اُن پر ایمان لاؤ۔ قوم نے کہا ہم توریت پر دوسری کتاب کو ترجیح نہ دینگے اسیطرح ضغاطر نے کہ عالم معتبر نصاریٰ کا تھا جب دحیہ کلبی سے کہ اُن کو قیصر نے واسطے بیان حال جناب رسالت کے اُسکے پاس بھیجدیا تھا آپکے پیغمبر ہونے کا حال سنا کلیسا میں کہ وہاں سب سردار روم کے جمع تھے جاکر کہا اے لوگو میں پیغمبر عربی پر ایمان لایا یہ وہی پیغمبر ہیں جنکی عیسیٰ نے بشارت دی ہے اور اُنکی صفت وثنا اگلی کتابوں میں لکھی ہے تم بھی ایمان لاؤ یہ سنتے ہی سب لوگ دوڑ پڑے اور اُسکو مار ڈالا عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ وادی فاطمہ میں اور وہ ایک موضع مکہ کے قریب ہے عیص نام ایک راہب رہتا تھا اہل مکہ سے کہا

کرتا کہ تم میں ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جسکی عرب اور عجم اطاعت کریں گے اُسکے پیدا ہونے کا زمانہ قریب ہے۔ جب عبدالمطلب نے آپکی ولادت کی خبر اُسکو پہنچائی کہا یہ وہی لڑکا ہے جس کا میں ذکر کیا کرتا تم نے اُسکا نام کیا رکھا فرمایا محمد کہا میں اسکو تین علامتوں سے جانتا تھا ایک یہ کہ اُسکا ستارہ رات کو نکلا کرتا دوسری ولادت اُسکی دوشنبہ کے دن تیسری یہ کہ اُسکا نام محمد ہوگا۔ ابن جوزی محدث لکھتے ہیں کہ زمانہ ولادت کے قریب عبدالمطلب نے خواب میں دیکھا کہ ایک زنجیر سونے کی اُن کی پیٹھ سے نکلی اُسکی چمک پر نگاہ نہیں ٹھیرتی تھی اور اُس کے چار کنارے تھے ایک کنارہ مشرق کی طرف دوسرا مغرب کیطرف اور تیسرا آسمان کی طرف اور چوتھا زمین کی طرف دراز ہوا پھر وہ زنجیر ایک سرسبز درخت ہوگئی اور دو شخص اُسکے نیچے کھڑے دیکھے ایک نے کہا میں نوح نبی اللہ ہوں اور دوسرے نے کہا میں ابراہیم خلیل اللہ ہوں ہم یہاں اسلئے آئے ہیں کہ تیرے پیڑ کے سایہ تلے آرام لیں اے عبدالمطلب یہ خواب تیرے لئے بشارت ہے۔ صبح کو عبدالمطلب نے یہ حال کاہنوں سے بیان کیا انھوں نے جواب دیا یہ خواب تمہارے لئے خوشی ہے نہ ہمارے لئے اگر یہ خواب سچ ہے تو تمہاری نسل میں ایسا شخص پیدا ہوگا کہ ایک قوم پر رحمت اور دوسری قوم کو تباہ کرے گا اہل مشرق و مغرب اُسکی اطاعت کرینگے اور جنگلوں اور جزیروں کے لوگ اُس کا کلمہ پڑھیں گے اور اُسی زمانہ میں عبدالمطلب نے دوسرا خواب نہایت عجیب و غریب دیکھا کاہنوں نے اُسکی تعبیر میں کہا کہ تمہاری پشت سے ایسا شخص پیدا ہوگا کہ زمین اور آسمان کے لوگ اُس پر ایمان لائیں گے اور سارے جہان پر اُسکے سچے ہونے کی دلیل ظاہر ہوگی روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ یہود کے پاس ایک کپڑا خون یحییٰ علیہ السلام سے رنگا رکھا تھا اور اُن میں یہ بات مشہور تھی کہ جب زمانہ نبی آخرالزماں کا قریب آئے گا یہ خون تازہ ہو جائیگا جس وقت نور محمدی عبداللہ کو عنایت ہوا اور وہ خون تازہ ہوگیا عبداللہ کی تلاش میں مصروف اور اُنکے قتل پر مستعد ہوئے جو اور یہاں عبداللہ کے حسن و جمال کا مکہ میں ایک شور پڑ گیا سیکڑوں عورتیں اُن پر مبتلا ہوگئیں عبدالمطلب نے یہ حال دیکھ کر اُن سے کہا تم شہر سے شکار کیلئے جنگل کو چلے جاؤ تا عورتوں کے فساد سے نجات پاؤ اور وہب زہری کو آپ کے ہمراہ کردیا غرضکہ وہب نے راہ میں یہود کا لشکر دیکھا پوچھا کہاں جاتے ہو کہا عبداللہ کو قتل کرنے کیلئے کہ اُسکی پشت سے ایسا شخص پیدا ہونے والا ہے جو سب دینوں اور کتابوں کو منسوخ کریگا اور ہم کو بڑی ذلت اور خرابی میں ڈالے گا۔ اثنا گفتگو میں فرشتے آسمان سے اُترے اور سب کو قتل کیا وہب یہ حال دیکھ کر بہت متعجب ہوئے جب عبداللہ کو لے کر مکہ میں آئے عبدالمطلب نے اُن سے کہا اکثر اہل مکہ آرزو رکھتے ہیں کہ اپنی لڑکیاں عبداللہ کو دیں مگر میں حیران ہوں کہ اُن میں سے کسے پسند کروں عرض کیا میری بھی ایک لڑکی ہے اگر عبداللہ کی والدہ اُسکو پسند کریں تو وہ آپ کی لونڈی ہے عبدالمطلب نے اپنی بیوی کو وہب کے گھر بھیجا وہ آمنہ کو دیکھ کر محو ہوگئیں اور اُن کی خوبیاں عبدالمطلب سے بیان کیں پس عبدالمطلب نے عبداللہ کا نکاح بیوی آمنہ سے کیا مکہ کی عورتوں پر کہ وصل عبداللہ کی خواہاں تھیں یہ امر نہایت شاق گزرا ابن جوزی لکھتے ہیں ایک روز فاطمہ نام ایک عورت نے کہ اگلی کتابوں سے واقف اور نبی آخرالزماں کی علامات ظہور سے اچھی طرح آگاہ تھی عبداللہ سے درخواست مواصلت کی کری اور اس کام پر سو اونٹ دینے مقرر کئے آپ نے جواب دیا کہ حلال کا موقع نہیں اور حرام سے موت بہتر ہے اُسی رات آمنہ سے ہم بستر ہوئے اور نور مقدس اُن سے منتقل ہو کر آمنہ کے پاس گیا صبح کو

اُس عورت کے پاس جاکر اونٹ مانگے اُس نے کہا اے عبداللہ میں زانیہ نہیں مگر میں نے نور نبوت تیرے چہرہ میں چمکتا دیکھا تھا اُس کا لینا چاہا تھا سو وہ نور اب نظر نہیں آتا سچ کہہ تو نے رات کس عورت سے صحبت کی فرمایا تیرے پاس سے جاکر اپنی بیوی آمنہ کو ہمبستر کیا کہا اُسے خوشخبری دے کہ خدا نے عجب دولت تجھے عنایت کی اُسکی نگہبانی میں قصور نہ کرنا۔ لکھا ہے جو جس رات آمنہ اُس نور پاک کی حامل ہوئیں انوار تمام عالم میں تاباں اور خوشی کے آثار اطراف زمین میں نمایاں ہوئے عالم بالا میں ندا ہوئی کہ عرش و کرسی کو انوار سے روشن کریں اور حوریں بہشت کا زیور پہنیں رضوان جنت کے دروازے کھول دے اور مالک درکات دوزخ بند کرے۔ مشام ملائکہ مقربین عطر قدس سے معطر کریں اور فرش نورانی اُنکی ضیافت کیلئے بچھائیں رحمت کے فرشتے زمین پر جائیں اور اُس کے چار طرف صف باندھیں کہ وہ نور مکنون اور سر مخزون جو ازل سے میرے خزانہ قدرت میں تھا آج اپنی ماں کے پیٹ میں آیا اور جبرئیل امین کو حکم پہنچا کہ علم سبز محمدی کعبہ کی چھت پر کھڑا کریں اور سب عالم کو خوشخبری سُنا دیں کہ نور محمدی نے آمنہ کے رحم میں قرار پایا بہترین خلائق بہترین امم پر مبعوث ہوگا۔ خوشا نصیب اُس اُمت کا جسے محمد سا پیغمبر ملے۔ اُس رات زمین و آسمان سے یہ آواز پیدا تھی کہ نبی آخرالزماں کے ظہور کا وقت ہزار برکت کیساتھ نزدیک آیا اور جنگل کے جانور اور قریش کے چارپائے باہم مبارکباد دیتے تھے اور آمنہ سے کہتے تھے ن مو قسم خدا کی تمہارے حمل میں خدا کا رسول ہے اور وہ تمام دنیا کا سردار ہے اور مشرق کے وحشی مغرب کے وحشیوں کو اور مغرب کے مشرق کے وحشیوں کو بشارت دیتے تھے اور سب بت روئے زمین کے اوندھے گر پڑے اور بادشاہوں کے تخت الٹ گئے۔ فرشتوں نے ابلیس کے تخت کو دریا میں ڈالا اور چالیس رات دن اُس پر عذاب کیا اُنکے ہاتھ سے بھاگ کر کوہ ابوقبیس پر گیا اور ایسا چلایا کہ سب لشکر اُس کا جمع ہوا اُن سے کہا تم پر خرابی ہے کہ وقت ولادت محمد بن عبداللہ کا نزدیک آیا ایسا شخص پیدا ہوتا ہے جسکے سبب سے کفر کی تاریکی دنیا سے جاتی رہے گی اور چوری اور شراب خوری اور کہانت یک قلم موقوف ہو جائے گی اور نور توحید کا جہان کو گھیرے گا اور اُس کا دین تمام عالم میں پھیلے گا بت خانوں کی جگہ مسجدیں بن جائیں گی ناقوسوں کی جگہ اذانیں ہونے لگیں گی ۔ آنجا کہ بود نعرۂ فریاد مشرکاں ٭ اکنوں خروش نعرۂ اللہ اکبر است الغرض اُس رات شیاطین پر انواع انواع مصیبت اور آدمیوں پر طرح طرح کی برکت نازل تھی اس لئے امام احمد کہتے ہیں وہ رات شب قدر سے بمراتب افضل تھی مو ابن اسحٰق آمنہ کہتی ہیں جب میں حاملہ ہوئی کسی نے مجھ سے خواب میں کہا کہ تمہارے پیٹ میں اس امت کا سردار ہے ایک دن کچھ سوتی اور کچھ جاگتی تھی کہ ایک شخص نے کہا تو سردار خلق کے ساتھ حاملہ ہوئی حیران تھی کہ انقطاع ایام کے سوا کوئی علامت حمل کی نہیں پائی جاتی جیسا بوجھ عورتوں کو معلوم ہوتا ہے اصلا نہیں ن جب چھ مہینہ اور حمل سے گزرے کسی نے مجھ سے خواب میں کہا تیرے حمل میں بہتر عالم کا ہے جب پیدا ہو تو اُس کا نام محمد رکھنا ابن اسحاق مو جب پیدا ہونے کے دن قریب آئے ایک شخص نے مجھے خواب میں یہ کلمات سکھلائے اعیذہ بالصمد الواحد من شر کل حاسد خدا کی پناہ میں دیتی ہوں اُس کو ہر حاسد کے شر سے ابن جوزی اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں کہ آمنہ نے پہلے مہینہ آدم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اے آمنہ تیرے پیٹ میں وہ شخص ہے جو تمام عالم سے زیادہ بزرگ ہے اسی طرح

دوسرے مہینہ ادریس اور تیسرے مہینہ نوح اور چوتھے مہینہ ابراہیم اور پانچویں مہینہ اسمٰعیل اور چھٹے مہینہ موسیٰ اور ساتویں مہینہ داؤد اور آٹھویں مہینہ سلیمان اور نویں مہینہ عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا سبھوں نے انکو بشارت دی اور حضرت کی تعریف کی جو جب مہینہ ربیع الاول کا شروع ہوا عالم انوار آسمانی سے معمور ہوگیا اور آمنہ کے دل میں عجب طرح کی خوشی پیدا ہوئی کبھی عالم رویا میں اُن کو بشارت دی جاتی کبھی بیداری میں فرشتوں کی تسبیح اور تہلیل کی آواز آتی ساتویں شب ربیع الاول کی ابراہیم علیہ السلام نے اُن سے خواب میں فرمایا اے آمنہ تجھے بشارت ہو کہ تیرے پیٹ سے وہ نبی پیدا ہوتا ہے جو صاحب اسمائے حسنیٰ اور آیات کبریٰ ہے پھر تو فرشتے رات دن آمنہ کے آس پاس رہتے اور پرند خوش آواز اُن کو مبارکباد دیتے گیارہویں شب فرشتے رات بھر تسبیح وتقدیس میں مشغول رہے بارہویں رات منادی نے ندا کی اے آمنہ تجھے بشارت ہو ساتھ اُس مولود کے جو آج کی رات تیرے پیٹ سے نکلے گا وہ آفتاب فلاح وہدایت ہے اُس کا نام محمد رکھنا اُس رات زمین وآسمان انوار سے منور تھے اور ستارے زمین کیطرف اس قدر جھکے تھے گویا سروں پر گر پڑیں گے متبرک مکانوں سے خوشی کا اثر ظاہر تھا عرش ذوق وشوق میں ہل رہا تھا آسمان کے فرشتے زمین کے گرد صف باندھے کھڑے تھے جبرئیل اور اسرافیل مولد شریف میں اُترے زمین آسمان پر طرح طرح سے ناز کرتی تھی بت اوندھے پڑے تھے شیاطین زنجیروں میں جکڑے تھے دریا ساوا خشک ہوگیا وادی سماوہ میں دریا جاری ہوا آگ فارس کی کہ ہزار برس سے جلتی تھی بجھ گئی محل ایران کے بادشاہ کا پھٹ گیا اور اُسکے چودہ برج گر پڑے ایک علم مشرق اور ایک مغرب میں اور تیسرا بام کعبہ پر منصوب ہوا اکناف عالم میں آپ کی ولادت کا ایک شور تھا وحش وطیر دھوم مچا رہے تھے اور فرشتے آپکے قدوم کے منتظر تھے کہ آمنہ کو درد زہ شروع ہوا اُسوقت تنہائی سے گھبرا کر کہنے لگیں کاش عبدمناف کی بیٹیاں میرے پاس ہوتیں ناگاہ کچھ عورتیں خوبصورت آسیہ ومریم کے ساتھ اُنکے پاس حاضر ہوئیں اور کہا اے آمنہ ہم حوریں ہیں خدا نے ہم کو تیرے پاس بھیجا ہے کہ تجھے مبارکباد دیں اور تیری خدمت کریں پھر ایک پرند آسمان سے اُترا اُس کے ہاتھ میں پانی کا پیالہ تھا کہ دودھ سے زیادہ سپید اور مشک سے زیادہ خوشبودار اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا آمنہ سے کہا اسے نوش فرما آمنہ کہتی ہیں میں نے نوش کیا پھر کہا سیر ہو کر پی میں نے سیر ہو کر پیا پھر اپنا ہاتھ میرے پیٹ سے ملنے لگا اور کہا اظہر یا سید المرسلین اظہر یا سید العالمین اظہر یا خاتم النبیین اظہر یا نبی اللہ اظہر یا رسول اللہ اظہر یا خیر خلق اللہ اظہر یا نور من نور اللہ بسم اللہ اظہر یا محمد بن عبد اللہ فظہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کالبدر المنیر ؎ ولد الحبیب ومثلہ لایولد + ولد الحبیب وخدہ یتورد + ولد الحبیب مکحلا ومطیبا + والنور من وجنتیہ یتوقد + ھذا امام المرسلین حقیقہ + ھذا ختام الانبیاء وسید + قالت ملائکۃ السماء باسرھم + ولد الحبیب ومثلہ یولد + صلوا علیہ بکورۃ وعشیۃ + الف الصلوٰۃ مع السلام وزیدوا + الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ **باب دوم شہرت متاخرہ کے بیان میں** ابن جوزی اپنے رسالہ میں کہتے ہیں کہ جسوقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ایک گوینده نے کہا یرحمک اللہ تم پر رحمت کرے پھر جو غیب سے ندا ہوئی وہ پیارا ہادی پیدا ہوا جو اُس پر ایک بار

درود بھیجے گا خدا اُس پر دس بار اپنی رحمت نازل فرمائے گا اور اُس کا اجر زیادہ کریگا جو پھر فرشتوں نے سبحان اللہ ولا الٰہ الا اللہ کہکر اُس جناب کے گرد ہجوم کیا اور حوروں نے بہشت میں خوشی کا سامان مہیا فرمایا متبرک مکانات خدا کی تسبیح وتہلیل کرنے لگے اور تمام عالم میں خوشی کے آثار اور آسمانی انوار ظاہر ہوئے مدا اور آپ کے ساتھ ایک عجیب روشنی پیدا ہوئی جس کے سبب سے اہل مکہ کو شام کے مکانات نظر آئے سہ شب میلادِ محمد چہ شب روشن بود + کز رُخِ مکہ و تا شام منور گردید + مکہ و شام چہ کز مشرق و مغرب نورش + ہمہ راگشت محیط و ہمہ جا در گردید۔ قسطلانی اور ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ جب آپ پیدا ہوئے خدا کو سجدہ کیا اور انگشت مبارک آسمان کیطرف اُٹھا کر فرمایا لا الٰہ الا اللہ انی رسول اللہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں میں بیشک خدا کا رسول ہوں ق عسؔ مو ابن عباس کہتے ہیں کہ اول کلمہ جو زبان فیض ترجمان سے نکلا یہ تھا اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا فسبحان اللہ بکرۃ واصیلا آمنہ سے روایت ہے کہ جب آپ تولد ہوئے چار عورتیں کہ مکہ کی عورتوں سے مشابہت نہ رکھتی تھیں آسمان سے اُتریں میں اُن کو دیکھکر ڈری کہا خوف نہ کر ہم چاروں حوا وسارہ وہاجرہ وآسیہ ہیں حوا کے پاس سونے کا طبق اور سارہ کے پاس ابریق نقرہ آب کوثر سے بھرا اور ہاجرہ کے پاس عطر بہشتی اور آسیہ کے پاس منديل سبز پھر اُنھوں نے حضرت کو اُس طشت زریں آب کوثر سے نہلایا اور منديل سبز سر مبارک پر باندھکر عطر بہشت اُس میں مل دیا اور آپ کو آمنہ کی گود میں لٹایا اُسوقت آپ نے جناب الٰہی میں سجدہ کیا اور کہا رب ھب لی امتی خدایا میری اُمت کو میرے واسطے بخش دے خطاب ہوا وھبتک امتک باعلی ھمتک میں نے تیری اُمت کو بسبب تیری بلند ہمت کے بخش دیا پھر فرشتوں سے ارشاد ہوا اشھدوا یا ملائکتی ان حبیبی لم ینسی امتہ عند الولادۃ فکیف ینساھا یوم القیامۃ اے میرے فرشتو گواہ رہو کہ میرا حبیب اپنی امت کو پیدا ہونے کے وقت نہ بھولا تو اُسکو قیامت کے دن کسطرح بھولے گا ابن جوزی لکھتے ہیں ہمارے حضرت دونوں ہات پر سجدہ کئے آسمان کی طرف آنکھیں اُٹھائے پیدا ہوئے۔ نکتہ تا معلوم ہو کر توجہ آپ کی اُس عالم کی طرف ہے سوا عبادت الٰہی اور معرفت باری کے دل کو کسی کام کی طرف متوجہ نہ کرینگے۔ ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا کہ بعد ولادت کے فرشتہ نے آپکو اُس پانی سے جو ساتھ لایا تھا تین بار نہلایا اور پارۂ حریر سے ایک مہر کہ شکل میں مثل بیضہ کبوتر کے اور چمک میں مانند زہرہ کے تھی نکال کر دوش مقدس پر ثبت کی پھر جو فرشتے اُس جناب کو آسمان کی طرف اٹھا لیگئے پروردگار نے تاج کرامت اور خلعت عظمت سے مشرف فرمایا پس آپ لباس نور و وقار میں لپٹے ہوئے تشریف لائے اور ملائکہ صف باندھکر اس جناب کے گرد کھڑے ہوئے پھر ایک ٹکڑا سپید بادل کا آپ کو اٹھا لے گیا اور منادی نے کہا اس مولود کو اکناف عالم اور اطراف زمین میں پھراؤ تا خلق اُس کے حال سے واقف ہو کر خدا نے اُسے صفوت آدم و معرفت شیث ورقت نوح وخلت ابراہیم واستسلام اسمٰعیل وصبر ایوب وشکر یعقوب وجمال یوسف وآواز داؤد وحکومت سلیمان وحکمت لقمان وقوت موسیٰ وبشارت عیسیٰ وزہد یحیٰی عنایت کیا ہے اور اُسے تمام انبیاء ومرسلین کے اخلاق میں غوطہ دیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آن کو مشرق و مغرب میں پھراؤ اور موالد انبیاء میں لے جاؤ تا پیغمبر اُن کے حق میں برکت کی دعا کریں اور اُن کو ملت حنفیہ کا لباس پہناؤ اور ابراہیم علیہ السلام کے پاس لیجاؤ اور دریا وصحرا پر عرض کرو کہ اُن کا نام اور اُن کی صفت پہچانیں اور نام اُن کا ماحی ہے یعنی کفر وشرک کے مٹانے والے

اور ایک روایت میں اس طرح وارد ہوا کہ کہنے والے نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام زمین کی سیر کراؤ اور ارواح وملائک اور جن وانس اور وحش وطیر پر عرض کرو اور کنجی نبوت اور نصرت کی اور خزانہ عالم کے اُن کے ہات میں دو اور سب پیغمبروں کے اخلاق اُن میں جمع کرو آمنہ کہتی ہیں پھر وہ ابر ہٹ گیا اور آپ کو سبز حریر میں لپیٹ کر کسی نے میرے حوالے کیا میں نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مانند چمک رہا اور اُن کا بدن مشک اذفر سے مہک رہا ہے اور پسینہ آپ کے کپڑوں سے ٹپک رہا ہے اور تین شخص ایسے خوبصورت آپ کے پاس کھڑے ہیں گویا آفتاب اُن کے چہروں میں چمکتا ہے ایک کے ہات میں چاندی کا ابریق ہے کہ اُس سے خوشبو مشک کی آتی ہے اور دوسرے کے پاس زمرد کا طشت ہے جس کے چار کونے ہیں ہر گوشہ میں موتی آبدار لگے ہیں پھر ایک کہنے والے نے کہا اے خدا کے پیارے یہ طشت دنیا ہے اس کے جس گوشے کو چاہے پسند کرلے آپ نے اُسکے بیچ میں ہات رکھدیا غیب سے ندا ہوئی بخدائے کعبہ اُس نے کعبہ کو کہ وہی اُسکا مولد ہے اور وہی اُس کا قبلہ ہوگا اختیار کیا اور تیسرے کے ہات میں حریر سبز کا ٹکڑا تھا حضرت کو اُس طشت میں بٹھا کر ابریق کے پانی سے سات بار نہلایا پھر اُن میں سے ایک نے آپ کو اپنے پروں کے تلے چھپایا اور اُن کے کان میں کچھ کہا پھر اُن کی آنکھوں کے بیچ بوسے دیکر عرض کیا اے محمد تم کو بشارت ہو کہ خدا نے تم کو سب پیغمبروں کا علم عنایت کیا اور سخاوت وشجاعت اور علم اور ہر خلق تم کو سب سے زیادہ دیا اور خزانہ نصرت کی کنجیاں تمہارے ہات میں رکھیں اور تمہاری ہیبت اور بڑائی خلق کے دل میں پیدا کی کہ لوگ بے دیکھے تمہارا نام سُنکر کانپ جائیں گے پھر اُس نے اپنا مُنہ حضرت کے مُنہ پر رکھا جیسے کبوتر اپنے بچے کو بھراتا ہے آمنہ کہتی ہیں میں دیکھتی تھی کہ آپ انگلی سے اسطرح اشارہ کرتے تھے جیسے کوئی زیادہ مانگتا ہے قسطلانی اور بدرالدین زرکشی نقل کرتے ہیں کہ رضوان داروغہ بہشت نے حاضر ہوکر آپ کے کان میں کہا اے محمد تم کو بشارت ہو کہ سب پیغمبروں کا علم تم کو عنایت ہوا پس تم اُن سب سے زیادہ دانشمند اور بہادر ہو۔ آمنہ کہتی ہیں منادی نے ندا کی کیا خوب حکومت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی کہ تمام خلق آپ کے قبضہ میں اور آپ کی فرمانبردار ہوجائے گی۔ عبدالمطلب کہتے ہیں کہ میں شب ولادت خانہ کعبہ میں تھا آدھی رات کے وقت کیا دیکھتا ہوں کہ خانہ کعبہ نے مقام ابراہیم میں سجدہ کیا اور کہا اللہ اکبر اللہ اکبر رب محمد المصطفیٰ الآن قد طہرنی ربی من انجاس الاصنام وارجاس المشرکین اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے پروردگار محمد مصطفیٰ کا اب مجھے میرے رب نے بتوں کی نجاستوں اور بت پرستوں کی پلیدیوں سے پاک کیا اور جس قدر بت حوالی کعبہ رکھے تھے ٹوٹ گئے اور سب سے بڑا بت کہ اُس کا نام ہبل تھا مُنہ کے بل گر پڑا اور آواز آئی کہ آمنہ کے پیٹ سے محمد پیدا ہوئے اور سحاب رحمت اور طشت فردوس اُن کے نہلانے کیلئے لائے یہ مژدہ سُنکر گھر میں گئے جب اُس مکان میں جہاں آپ تشریف رکھتے تھے جانے لگے ایک شخص تلوار کھینچ کر اُن کے سامنے ہوا اور کہا ثکلتک امک تیری ماں تجھے پیٹے کہاں آتا ہے جب تک سب فرشتے اُس کی زیارت سے مشرف نہولیں گے کوئی آدمی اُسکو نہ دیکھ سکے گا عبدالمطلب کہتے ہیں اُس وقت میرا بدن کانپ گیا اور باہر نکل کر چاہا کہ قریش کو اس حال کی خبر کروں مگر قدرت نہ پائی اور میری زبان بند ہوگئی جب فرشتے زیارت سے فارغ ہوئے دایہ نے نہلانے کا ارادہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بزبانِ فصیح فرمایا کہ میں آب رحمت سے غسل

دیا گیا ہوں ازل میں بھی پاک تھا اور اب بھی پاک پیدا ہوا ہوں بعدہٗ عبدالمطلب آپ کو خانہ کعبہ میں لے گئے اور شکر الٰہی بجالائے اور چند اشعار آپ کی تعریف میں کہے پھر وہاں سے لاکر آمنہ کی گود میں دیا تین دن آمنہ نے آپ کو دودھ پلایا پھر ثویبہ کنیزک ابولہب جس کو ابولہب نے ولادت باسعادت کی خبر سُنکر آزاد کیا تھا اس دولت سے مشرف ہوئی بعد ازاں یہ سعادت کبریٰ حلیمہ سعدیہ کو نصیب ہوئی کتب سیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب حضرت پیدا ہوئے منادی نے اطراف عالم میں ندا کی اے خلائق محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے خوشا حال اُن چھاتیوں کا جو اُنھیں دودھ پلائیں اور خوشا حال اُن ہاتوں کا جو اُن کی پرورش کریں اور زہے نصیب اُن مکانوں کے جن میں وہ رہیں یہ آواز سُن کر تمام مخلوق ابر اور باد اور چرند و پرند اس کام کی آرزو اور آپ کی خدمت کی تمنا کرنے لگے اور آپس میں جھگڑنے لگے غیب سے ندا ہوئی تم سب اس تمنا سے ہات اُٹھاؤ کہ یہ سعادت روز ازل سے حلیمہ سعدیہ کو ملی ہے حلیمہ کہتی ہیں جس سال حضرت پیدا ہوئے بسبب قحط کے تین تین دن مجھے روٹی میسر نہ ہوتی ایک روز بھوک کی حالت میں میری آنکھ لگ گئی خواب میں دیکھا کہ کسی نے مجھے ایک نہر میں کہ اُس کا پانی، دودھ سے زیادہ سفید تھا غوطہ دیکر کہا کہ یہ پانی پی لے کہ تیرا دودھ زیادہ اور خیر و برکت تجھے حاصل ہو خدا کی قسم وہ پانی شہد سے زیادہ شیریں و خوشگوار تھا پھر اُسی شخص نے کہا تو مجھے پہچانتی ہے یا نہیں اے حلیمہ میں تیرا شکر ہوں کہ مشقت اور تکلیف میں کرتی رہی اب تیری روزی کھلے گی بطحائے مکہ کیطرف جا وہاں سے ایک نور روشن تیرے ساتھ آئے گا مگر یہ حال کسی سے نہ کہنا پھر اُس نے ایک ہات میرے سینے پر مار کر کہا خدا تعالیٰ تیرا رزق کشادہ اور تیرا دودھ زیادہ کرے گا جب میں خواب سے بیدار ہوئی بھوک کا اثر مطلق نہ پایا اور اپنی چھاتیاں دودھ سے بھری دیکھیں قوم کی عورتیں کہ شدت گرسنگی سے سوکھ کر کانٹا ہو گئی تھیں مجھے دیکھکر متعجب ہوئیں کہ کل تو بھی ہماری طرح لاغر اور پریشان حال تھی اور آج تیرا رنگ شہزادیوں کی مانند چمکنے لگا میں اُنکی باتیں سنتی اور چپ ہو رہتی کہ افشار راز کی اجازت نہ تھی القصہ جب بنی سعد کی عورتیں مکے کو چلیں میں بھی اُنکے ساتھ ہولی جب قریب پہنچی غیب سے ایک آواز سنی کہ کوئی کہتا ہے خدا تعالیٰ نے اُس لڑکے کی برکت سے جو قریش میں پیدا ہوا ہے اور وہ دن کا آفتاب رات کا چاند ہے اس برس کو تم پر آسان اور فراخ کر دیا خوشا وقت اُن چھاتیوں کی جو اُسے دودھ پلائیں اے بنی سعد کی عورتو دوڑو اور اس دولت و سعادت کو لو یہ سُنکر سب عورتیں چلنے میں شتابی کرنے لگیں میں ہر چند جلدی کرتی تھی مگر میری گدھی بسبب ضعف و لاغری کے سب سے پیچھے رہتی تھی ناگاہ غیب سے آواز آئی ھنیئًا لک یا حلیمہ خوشا حال تیرا اے حلیمہ اور ایک شخص بلند قامت نے پہاڑوں کے درے سے نکل کر مجھ سے کہا اے حلیمہ خدائے تعالیٰ نے تجھے بشارت دی ہے اور مجھے حکم کیا ہے کہ شیطانوں اور سرکشوں کو تجھ سے دور کروں رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک سرسبز اور گھنے درخت نے مجھ پر سایہ کیا اور ایک درخت خرمے کا نظر آیا کہ طرح طرح کے چھوارے اُس میں لگے ہیں اور بنی سعد کی عورتیں کہتی ہیں اے حلیمہ تو ہماری ملکہ ہے میں نے اُسکا ایک چھوہارا کھایا شہد سے زیادہ شیریں پایا اور اُسکی حلاوت میرے ذائقہ سے مدت تک نہ گئی جب میں مکہ میں پہنچی بنی سعد کی عورتوں نے مالداروں کے لڑکے پہلے سے لے لئے تھے مجھے کوئی لڑکا نہ ملا ناگاہ ایک شخص باہیبت و عظمت کہ اُس کے چہرے سے آثار ریاست ظاہر تھے میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا تیرا کیا نام ہے میں نے کہا حلیمہ سعدیہ فرمایا بخٍ بخٍ

خصلتان حسنتان سعد وحلم فیهما عز الدھر وعز الابد یعنی خوش خوش دو خصلتیں نیک ہیں نیک بختی
وبردباری ان دونوں میں عزت سرمدی اور عزت ابدی ہے اے حلیمہ میرے پاس ایک لڑکا یتیم ہے محمد نام اُسے بنی سعد
کی سب عورتوں کو سپرد کرتا رہا کسی نے قبول نہ کیا کہ یتیم کے دودھ پلانے سے کیا نفع ہوگا تو اُسے قبول کر شاید اُسکی برکت
سے خدا تجھے غنی کردے میں نے اپنے شوہر سے مشورہ لیا خدا نے محبت حضرت کی اُسکے دل میں ڈالی کہ مجھے بخوشی اجازت دی
میں عبدالمطلب کے ساتھ اُن کے گھر گئی حضرت جامۂ صوف میں لپٹے بستر حریر پر آرام کر رہے تھے دیکھتے ہی اُن کے حسن وجمال
پر عاشق ہوگئی آہستہ سے آپ کو جگایا آپ نے مسکرا کر آنکھیں کھولیں اور میری طرف دیکھا ایک نور دندان مبارک سے نکل
کر آسمان کی طرف بلند ہوا میں نے آپ کی آنکھوں میں بوسہ دیا اور گود میں لے کر پستان راست سے دودھ پلایا جب
پستان چپ دینے لگی آپ نے نہ لی اور منہ پھیر لیا۔ جب میں آپ کو لے کر اپنے شوہر کے پاس گئی وہ صورت مبارک دیکھتے
ہی عاشق ہوگیا اور میری اونٹنی کے تھنوں میں کہ مدت سے خشک ہوگئے تھے دودھ اُتر آیا۔ میرے شوہر نے یہ حال دیکھکر
مجھ سے کہا اے حلیمہ تجھے بشارت ہو کہ تجھکو ایسا لڑکا خیر وبرکت کا ملا اُمید ہے کہ خدا اسکی برکت کو زیادہ کرے گا۔ جب میں
آپ کو اپنے گھر کی طرف لیکر چلی جس جنگل میں گزرتی سرسبز اور شاداب ہوجاتا اور جس درخت کے تلے اترتی آپ کو سلام
کرتا اور اُس کا سایہ آپ کی طرف جھک آتا ابن طغربل مو میری سواری کا جانور نہایت سست رو تھا آپ کے
سوار ہوتے ہی سب قافلہ کے آگے چلنے لگا قافلہ کی عورتوں نے اُس کی چالاکی اور تیز روی پر تعجب کیا اُس نے بزبان
فصیح جواب دیا اے بنی سعد کی عورتو تم نہیں جانتی ہو مجھ پر وہ شخص سوار ہے جو خدا کا پیارا اور سب انبیاء سے بہتر
اور سب رسولوں کا سردار ہے پھر تو ہر طرف سے آواز آنے لگی اے حلیمہ تو تونگر ہوئی اور بسبب اس لڑکے کے
تیرا مرتبہ قوم میں بلند ہوا۔ راہ میں بکریاں چرتی تھیں مجھ سے بزبان فصیح کہنے لگیں اے حلیمہ تو اس بچے کو جانتی ہے یہ مالک
زمین وآسمان کا پیغمبر اور اولاد آدم کا سرور اور تمام جن وانس سے بہتر ہے اور ایک پیر مرد نظر آیا کہ حضرت کو دیکھتے ہی
کہنے لگا یہ لڑکا ختم المرسلین ہے وادی سدرہ میں حبشہ کے کئی عالم ٹھیرے ہوئے تھے آپ کو دیکھکر بولے بیشک یہ لڑکا
پیغمبر آخر الزماں ہے اور وادی ہوازن میں ایک اور پیر مرد نظر آیا اُس نے کہا یہ خاتم الانبیاء ہیں۔ انھیں کے پیدا ہونے
کی عیسیٰ نے خبر دی تھی۔ قبیلہ بنی سعد اُن دنوں قحط میں مبتلا تھا جب میں حضرت کو لے کر اپنی قوم میں پہنچی
قحط دور ہوا اور زمین سرسبز وشاداب ہوگئی درختوں میں پھل لگے اونٹ موٹے ہوگئے سب قوم بالاتفاق کہتی
تھی کہ یہ فراغت اس مہمان عزیز کی بدولت حاصل ہوئی جو میں نے اپنی بکریوں کو آپ کا ہات لگا دیا اسقدر دودھ
دینے لگیں کہ ایک دن کا دودھ چالیس دن کو کفایت کرتا۔ رات کو چہرہ مبارک اس قدر چمکتا کہ چراغ کی حاجت
نہ ہوتی۔ ایک روز ام خولہ سعدیہ کہ میرے گھر کے پاس رہتی تھی مجھ سے کہنے لگی اے حلیمہ کیا تو اپنے گھر میں رات
کو آگ جلایا کرتی ہے کہ تمام رات عجب طرح کی روشنی تیرے گھر میں نظر آتی ہے میں نے کہا یہ آگ کی روشنی
نہیں بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ روشن کی چمک ہے جو جب زنان بنی سعد نے دیکھا کہ حلیمہ کی سات
بکریوں سے سات سو ہوگئیں اور اس قدر آسودگی اُن کو حاصل ہوئی کہ سیکڑوں محتاج اُن کے دروازے پر

پڑے رہتے ہیں حلیمہ سے درخواست کی کہ ہمیں بھی محمد کی برکت سے بہرہ مند کر حلیمہ نے پائے مبارک حوض میں دھو کر اُس کا پانی قوم کی بکریوں کو پلایا سب حامل ہوگئیں اور قوم اُن کے دودھ سے آسودہ و متمول جو ایک دن حلیمہ کو غیب سے آواز آئی کہ کوئی شخص کہتا ہے اے حلیمہ تجھے اُس فرزند کیسا تھ بشارت ہو جو تمام عرب کا سردار ہے جو حلیمہ کہتی ہیں جو دعا میں نے حضرت کے وسیلہ سے مانگی قبول ہوئی اور کبھی میں نے آپ کا بول و براز نہ دھویا کہ آپ بستر پر کبھی پاخانہ پیشاب نہ کرتے اور آدھی رات کے وقت اکثر فرمایا کرتے لا الٰہ الا اللہ قد وسا قدوسا نامت العیون والرحمٰن لاتاخذہ سنۃ ولانوم کوئی قابل پرستش کے نہیں سوا خدا کے وہ پاک ہے وہ پاک ہے آنکھیں سوتی ہیں اور رحمٰن کو نہ اونگ آتی ہے نہ نیند کہتے ہیں کہ چاند آپ سے جھولے میں باتیں کرتا صابونی محدث اور جس طرف اشارہ فرماتے جھک جاتا اور اُن کو بہلا کر رونے سے باز رکھتا اور فرشتے آپ کو جھولا جھلاتے اور آپ کی حفظ و نگہبانی اور خدمت گزاری میں حاضر رہتے اور ستر آپ کا ظاہر نہ ہوتا اگر ہوتا تو فرشتے چھپا دیتے یا خود چھپا لیتے اور بائیں پستان سے دودھ نہ پیتے اگر حلیمہ پستان چپ آپ کے مُنہ میں دیتیں مُنہ ہٹا لیتے نکتہ اس میں یہ بھید تھا کہ خالق نے اُس جناب کو مکارم اخلاق سے آراستہ پیدا کیا تھا لہٰذا آپ ایام شیر خورگی میں بھی ضرورت سے زیادہ دنیا کی طرف ملتفت نہ ہوتے اور اسقدر دودھ کہ بقائے حیات کیلئے کفایت کرے قناعت فرماتے اور اسقدر فقط پستان راست سے حاصل ہو سکتا تھا اس لئے پستان چپ کی طرف التفات نہ کرتے یا بسبب کمال عدالت کے کہ پروردگار نے اُنکی طبیعت میں پیدا کی تھی پستان چپ اپنے رضاعی بھائی کے واسطے چھوڑ دیتے حلیمہ کہتی ہیں ایک رات کیا دیکھتی ہوں کہ آپ کے گرد نور پھیلا ہوا ہے اور ایک شخص سبز پوش آپ کے سرہانے کھڑا ہے میں نے اپنے شوہر کو جگا کر یہ حال سنایا اُس نے کہا اس بھید کو کسی پر ظاہر نہ کرنا کہ جس دن سے یہ لڑکا پیدا ہوا ہے علمار یہود کو کھانا پینا خوش نہیں آتا ہے اور ہم کو اس لڑکے سے خدا کے فضل و کرم کا بھروسا ہے جب عمر شریف نو مہینہ کی ہوئی بفصاحت تمام کلام کرنے لگے۔ لڑکے کھیلنے کے لئے بلاتے آپ فرماتے مجھے کھیلنے کے لئے نہیں پیدا کیا ہے حلیمہ کہتی ہیں ایک دن حضرت میری گود میں بیٹھے تھے کئی بکریاں اُدھر سے گزریں اُن میں سے ایک نے آپ کو سجدہ کیا اور سر مبارک پر بوسہ دیا۔ ایک روز آپ نے حلیمہ سے کہا کہ میرے بھائی دن کو کہاں جایا کرتے ہیں عرض کیا جنگل کو بکریاں چرانے کے لئے فرمایا میں بھی کل سے اُن کے ساتھ جاؤں گا ہر چند عذر کیا قبول نہ ہوا۔ نکتہ پروردگار نے بکریاں چرانے کی رغبت اُس جناب کے دل میں اسلئے پیدا کی کہ یہ کام سیاست اور شفقت بر ضعفار اُمت اور صبر بر مشقت وغیرہا امور سے جن کی آپ کو حاجت ہوتی تھی نہایت مناسبت رکھتا ہے اور آدمی کو تواضع اور انکسار سکھلاتا ہے علاوہ بریں جب مرد احسان شناس ایسے حقیر کام سے کسی منصب عمدہ اور عہدہ جلیلہ پر سرفراز ہوتا ہے شکر اپنے مولیٰ کا بجالاتا ہے اور اُس نعمت خیر حرقبہ کی اُس کے دل میں قدر و منزلت ہوتی ہے الغرض آپ فرزندان حلیمہ کے ساتھ بکریاں چرانے جایا کرتے دن بھر جنگل میں رہتے شام کو گھر آتے حلیمہ کہتی ہیں ایک دن میرے بیٹے نے مجھ سے کہا اے میری ماں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عجیب ہے جو کہیں جنگل میں جاتے ہیں ہرا ہو جاتا ہے اور دھوپ میں ابر اُن کے سر پر سایہ کرتا ہے اور اُن کے ساتھ پھرتا ہے

ریت پر اُن کے قدم کا نشان نہیں پڑتا اور پتھر اُن کے پاؤں کے تلے خمیر کیطرح نرم ہو جاتا ہے اور اُس پر قدم شریف کا نشان بن جاتا ہے۔ جنگل کے جانور آتے ہیں اور اُن کے قدم چوم کر چلے جاتے ہیں میں نے کہا اے حمزہ اپنے بھائی کا یہ حال کسی سے نہ کہنا جب عمر شریف چار برس کی ہوئی فرشتوں نے سینہ مقدس چاک کیا اور دل مبارک چیر کر ایک سیاہ نقطہ خون آلود اُس میں سے نکال کر پھینک دیا اور کہا ھذا حظ الشیطان منک یا رسول اللّٰہ یہ حصہ شیطان کا ہے تجھ سے اے رسول خدا کے اور آپ کی دونوں آنکھوں میں بوسہ دیکر عرض کیا اے پیارے تم خوف نہ کرو اگر تم اُن خوبیوں سے جو حق تعالیٰ نے تمہارے لئے تیار کی ہیں واقف ہو جاؤ ہر آئینہ تمہاری آنکھیں کھل جائیں۔ حلیمہ کہتی ہیں ایک دن کیا دیکھتی ہوں کہ میرا بیٹا دوڑتا روتا گرتا پڑتا چلاتا چلا آتا ہے کہ اے میری ماں بھائی محمد حجازی کی خبر لے یقین ہے کہ تم اُسکو جیتا نہ پاوے میں یہ بات سُنکر ترساں ولرزاں روتی ہوئی پہاڑ کی طرف دوڑی جب وہاں پہنچی دیکھا کہ حضرت بخیر و عافیت بیٹھے آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں حلیمہ کو دیکھکر تبسم فرمایا حلیمہ دوڑ کر لپٹ گئیں اور آپ کو وہاں سے گھر میں لائیں قوم نے کہا اس لڑکے پر جن کا سایہ ہو گیا کاہن کے پاس لے چلو آپ نے فرمایا الحمد للّٰہ میں اپنے کو صحیح و سالم پاتا ہوں تم اندیشہ مت کرو مگر قوم نے نہ مانا جب حلیمہ آپ کو کاہن کے پاس لے گئیں اور آپ نے اُس کو سب حال سنایا سنتے ہی کود کر حضرت سے لپٹ گیا اور چلانے لگا اے اہل عرب اس لڑکے کو قتل کرو اور اسکے ساتھ مجھے بھی مار ڈالو کہ اگر یہ زندہ رہے عقلمندوں کو احمق ٹھیرائے گا اور تمہارے دین کو دنیا سے مٹائے گا اور ایک نیا دین نکالے گا اور نئے معبود کی طرف سب کو بلائے گا۔ حلیمہ آپ کو اُس کاہن سے چھین کر کہنے لگیں تو دیوانہ ہے جو ایسی باتیں بکتا ہے اگر میں یہ جانتی تو اپنے بیٹے کو تیرے پاس کبھی نہ لاتی اور بیشک تو قتل کرنے کے لائق ہے پھر حضرت کو وہاں سے گھر لائیں اور مکہ کا قصد کیا۔ رات کو غیب سے آواز آئی کہ خیر و برکت بنی سعد سے جاتی ہے اور اے بطحاء مکہ خوش ہو کہ روشنی و زینت تجھ میں پھر آتی ہے۔ القصہ آپ کو ساتھ لیکر مکہ کی طرف روانہ ہوئیں جب حرم کے متصل پہونچیں عارف رومی غیب سے آواز سنی اے حطیم مبارک ہو آج آفتاب جود و سخاوت شاہ جواں دولت تجھ میں تشریف لاتا ہے حضرت کو حطیم میں بٹھا کر گوئیندہ کی تلاش کرنے لگیں لوٹ کر آئیں تو سید عالم کو وہاں نہ پایا یہ حال دیکھ کر بے تاب ہوئیں اور آپ کو چار طرف ڈھونڈھتی پھرتی تھیں ہر چند چپ و راست تلاش کیا کہیں سراغ نہ ملا رونے اور وا محمدا اور وا ولدا کہنے لگیں اُنکی بیقراری اور گریہ و زاری سے عالم بالا میں لرزہ پڑگیا جس نے حال زار اُن کا دیکھا بے اختیار رونے لگا ایک بوڑھے نے اُن سے کہا تجھے عزیٰ کے پاس لے چلتا ہوں وہ بُت غیب کی باتیں بتاتا ہے جو اُس کے پاس جاتا ہے اپنی مراد پاتا ہے القصہ وہ مرد ضعیف حلیمہ کو بت خانہ لے گیا اور عزیٰ کو سجدہ کر کے کہا اے خداوند عرب اور دریائے کرم یہ حلیمہ مسافرہ تیری پناہ میں آئی ہے اور تجھ سے اپنی مراد مانگتی ہے اس کا بیٹا کہ نام اُس کا محمد ہے تیرے ملک میں گم ہو گیا یہ کہتے ہی عزیٰ اور سب بُت زمین پر گر پڑے اور اُن سے آواز آئی اے شخص کس کا ذکر کرتا ہے اور ہمارے زخم دل پر کیوں نمک چھڑکتا ہے یہ وہ شخص ہے کہ ہم کو سنگسار اور بے اعتبار کرے گا ہماری کیا مجال کہ اُسکے معاملہ میں دخل دیں جس کا نام سننے سے ہمارے سب حیلے اور فتنے مٹ گئے کہ اپنے میں اصلاً قدرت نہیں پاتے پیر مرد نے یہ ماجرا عجیب و غریب

دیکھ کر اور بتوں کا کلام سنکر حلیمہ سے کہا مبارک ہو کہ وہ لڑکا ہرگز گم نہ ہوگا بلکہ گمراہوں کو راہ بتائیگا اور ایک عالم اُس کی فرمانبرداری اور اطاعت کریگا جب آپ کے گم ہونے کی خبر عبدالمطلب کو پہونچی روتے ہوئے خانہ کعبہ میں آئے اور جناب الٰہی میں عرض کیا الٰہا یا دخدایا اگرچہ میں اس لائق نہیں کہ میری بات تیرے دروازہ پر سنی جائے مگر اس طفل جواں دولت میں تیری عنایت کے آثار پاتا ہوں اسلئے اُسی کو تیری جناب میں شفیع لاتا ہوں کہ بطفیل اُسکے مجھ کو اُس کے حال سے آگاہ کر ندا ہوئی اے عبدالمطلب قریب ہے کہ وہ تجھ سے ملے اور ہم اُسکے حافظ و نگہبان ہیں عرض کیا الٰہی اُس کا پتہ مجھے بتا جواب ہوا کہ فلاں درخت کے تلے بیٹھے ہیں عبدالمطلب اکابر قریش کو ساتھ لیکر اُس درخت کی طرف چلے اُدھر سے جبرئیل امین آپ کو لئے آتے تھے ہات عبدالمطلب کے ہات میں دیا بعض روایات میں ہے کہ ابو جہل اُس درخت کی طرف سے نکلا آپ کو اکیلا دیکھ اپنے پیچھے اونٹ پر سوار کیا ہرچند چاہا اونٹ نے قدم نہ اُٹھایا جب آگے بٹھایا چلنے لگا حیران و ترساں عبدالمطلب کے پاس آیا اور حضرت کو اُن کے سپرد کرکے کہا مجھے بڑا اندیشہ ہے دیکھئے تمہارا یہ لڑکا میرے ساتھ کیا کرے اور یہ اُس مرتبہ کی تکمیل تھی کہ پروردگار عالم نے حضرت موسیٰ کو فرعون سے پرورش کرایا فر ولادت سے چھٹے برس آپ کی والدہ ماجدہ نے کہ مدینہ شریفہ کو اپنے بھائیوں سے ملنے گئیں تھیں لوٹتے وقت منزل ابوا میں وفات پائی اور آپ کے والد ایام حمل شریف میں یا جب حضرت دو برس چار مہینہ کے ہوئے رحلت کر چکے تھے نکتہ غیرتِ الٰہی نے نہ چاہا کہ میرے حبیب کو غیر سے التجا کرنے کی عادت اور اُس کی تادیب و تہذیب دوسرے کے ہات سے واقع ہو اِس لئے ابتداہی سے اسباب ظاہر کو منقطع کیا اور اُس جناب کو بے پدر اور بے مادر کردیا کہ پروردگار کے سوا کسی کی توجہ نہ کریں اور علل و اسباب سے دل نہ لگائیں اور اپنے مالک کی عنایت کا شکر بجالائیں کہ اُن کو باوجود یتیمی اور بیکسی کے کس خوبی کے ساتھ پرورش کیا اور کیسے اخلاق فاضلہ اور عادات شائستہ سے مہذب فرمایا کہ اگر تمام جہان ازل سے ابد تک ایک شخص کی تہذیب و تادیب میں مشغول رہے ایک شمہ آپکے اوصاف و اخلاق کا اُس کو تعلیم نہ کرسکے یہی دلیل آپ کی نبوت اور محبوبیت پر کفایت کرتی ہے کہ لڑکے بے پدر اکثر بد وضع اور آوارہ ہوتے ہیں وہ جناب باوجود یتیمی کے ایسی خوبیوں کیساتھ مہذب تھے کہ اتصاف اُن کے ساتھ بے تائید آسمانی اور عنایت الٰہی کے دشوار ہے اے عزیز وہ ذات مستجمع صفات واسطہ امکان و وجوب ہے اسلئے مفتقر الی الخالق اور مستغنی عن المخلوق ہے مرتبہ وجوب میں اگر استکمال بالغیر ممنوع ہے اس جگہ بھی استکمال بغیر اللہ محال ہے اگر اُس جناب کے والدین زندہ رہتے لوگ اُنکو تہذیب کا واسطہ ٹھیرلیتے کہ اُنھوں نے کی کیا اچھی طرح اپنے فرزند ارجمند کی تعلیم و تادیب کی غیرت الٰہی نے یہ شرکت پسند نہ فرمائی اور دفتر کمالات محمدیہ پر تعلیم خلق کا حرف گوارا نہ فرمایا اور اسی وجہ سے ولادت آپ کی محرم اور رجب اور رمضان میں کہ مشہور بکرامت و عظمت ہیں اور جمعہ کے دن کہ روز ولادت آدم اور موصوف بہ برکت ہے واقع نہ ہوئی تا لوگ آپ کو مشرف بزمان نہ سمجھیں اور یہ نہ کہیں کہ ہمارے حضرت ایسے بزرگ مہینہ اور مبارک دن میں پیدا ہوئے بلکہ آپ کی ولادت سے زمانہ کو مشرف جانیں اور کہا کریں کہ روز جمعہ اگرچہ سید الایام اور ماہ رمضان سید الشہور ہے مگر پیر کے دن اور ماہ ربیع الاول کے برابر نہیں کہ خوبیاں اور دنوں اور مہینوں کی اس دن اور مہینہ کی خوبی کے تابع ہیں اگر خوبی اس دن اور مہینہ کی کہ ولادت باسعادت سے عبارت ہے

ظہور میں نہ آتی جمعہ اور رمضان کو یہ حرمت اور عزت کس طرح ملتی القصہ بعد انتقال آمنہ کے عبدالمطلب آپ کی پرورش اور خبرگیری میں مشغول ہوئے انھیں دنوں قریش میں قحط پڑا ایک دن ہاتف نے پکارا کہ اس پیغمبر آخرالزماں کے وسیلہ سے دعا مانگو گے تو مینہ برسے گا عبدالمطلب نے آپ کو کندھے پر اٹھا کر دعا کی آپ کی برکت سے خوب مینہ برسا اور قحط دور ہوا اکثر اہل سیر اس قصہ کو ابوطالب کیطرف نسبت کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ جب بارش خوب ہوئی ابوطالب نے آپ کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا اور اُس میں اس قصہ کو بھی ذکر کیا ؎ وابیض یستسقی الغمام بوجہہ + ثمال الیتامیٰ عصمۃ للارامل اور براہ فراست بعض باتیں اس قصیدہ میں ایسی ذکر کیں جن کا ظہور بعثت کے بعد ہوا ساتویں یا آٹھویں برس ولادت کے عبدالمطلب نے رحلت فرمائی اور پرورش اور خبرگیری آپ کی ابوطالب سے متعلق ہوئی حق تعالیٰ نے اسرافیل علیہ السلام کو آپکی نگہبانی اور خدمت کیواسطے مقرر کیا تین برس اور بقول مجدالدین فیروزآبادی صاحب صراط المستقیم کے ساتویں برس سے گیارہویں تک آپکے پاس حاضر رہے اس عرصہ میں کبھی کبھی آپ پر ظاہر بھی ہوئے بارہویں سال جبرئیل علیہ السلام خدمت کیلئے مقرر ہوئے اور اکیس برس ساتھ رہے مگر کبھی نہ دکھائی دیئے اسی سال ابوطالب آپکو ملک شام کیطرف لیگئے جب بصرے میں پہونچے بحیرا راہب کہ اگلی کتابوں سے حضرت کا اُس نواح میں پہونچنا دریافت کرکے بامید زیارت وہاں رہتا تھا آپ کو علامات نبوت سے پہچان کر تعظیم کیلئے اُٹھا اور ابوطالب سے کہا ھذا سید العالمین ھذا رسول رب العالمین یبعثہ رحمۃ للعالمین یہ تمام عالم کے سردار اور رسول پروردگار ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو تمام عالم کیلئے رحمت بھیجے گا اے ابوطالب اُن کو ملک شام میں مت پھراؤ اور یہود کے شر سے نگاہ رکھو اور اس سفر میں دو امر عجیب آپ کے ارہاصات سے واقع ہوئے ایک یہ کہ جب قریش صومعہ بحیرا کے پاس پہنچے بحیرا نے دیکھا کہ ان میں سے کسی شخص کو درخت اور پتھر سجدہ کرتے ہیں اور وہ جانتا تھا کہ پتھر اور درخت پیغمبر کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتے پس وہ آپ کی تلاش کیلئے اپنے صومعہ سے اترا اور قافلہ میں ڈھونڈھنے لگا آپ اُس وقت جنگل کو اونٹوں کے ساتھ گئے تھے دوسرے یہ کہ جب آپ اُدھر سے لوٹے بحیرا نے دیکھا کہ ابر آپ پر سایہ کئے آتا ہے جس وقت قوم کے قریب پہنچے لوگوں نے سایہ درخت کا پہلے سے گھیر لیا تھا آپ دھوپ میں بیٹھ گئے درخت کا سایہ آپ کی طرف جھک گیا بحیرا نے کہا دیکھو درخت کا سایہ اُنکی طرف جھکتا ہے اٹھارویں برس ابوبکر صدیق نے آپکی صحبت اختیار کی اور آپ کے ہمراہ ملک شام کو گئے راہ میں خوارق و عجائب دیکھکر دل سے معتقد ہوئے پچیسویں سال آپنے مال خدیجہ کا بطور مضاربت لیکر شام کیطرف سفر کیا اور میسرہ غلام خدیجہ کا آپ کے ساتھ گیا جب آپ بصرے میں پہونچے نسطورا راہب نے آپ کو دیکھتے ہی کہا بیشک یہ جوان نبی آخرالزماں ہیں میسرہ نے یہ حال اور جسقدر خوارق راہ میں دیکھے تھے خدیجہ سے مفصل بیان کئے اور لوٹتے وقت خود خدیجہ نے فرشتوں کو آپ کے سر پر سایہ کرتے دیکھا اسوجہ سے اُن کے دل میں آپ کی خدمت کا اشتیاق پیدا ہوا اور آپ سے نکاح کی درخواست کی آپ نے بمشورہ ابوطالب اُنکی عرض قبول فرمائی اور اُن کو اپنی مناکحت سے مشرف فرمایا پینتیسویں سال قریش نے کعبکو از سر نو بنایا اور اُن میں حجر اسود کے اُٹھانے پر نزاع واقع ہوئی آخر یہ ٹھیرا کہ کل جو شخص سب سے پہلے مسجد حرام میں آوے اُسی کو اس معاملہ کا حکم کیجیے اتفاقاً اُس دن آپ مسجد حرام میں سب سے پہلے پہنچے قریش بہت خوش ہوئے کہ حضرت کی امانت و دیانت پر اعتماد کامل رکھتے تھے اور آپ کو محمد امین کہتے تھے آپ نے بمقتضائے

عقل سلیم یہ فیصلہ کیا کہ حجر اسود کو ایک چادر میں رکھ کر اور ہر قوم سے ایک شخص اُس چادر کے کنارے کو تھام کے دیوار کعبہ کے متصل جس جگہ رکھنا منظور ہو پہنچا دیں پھر سب قریش مجھے اپنی طرف سے وکیل کر دیں کہ میں اُسکو موقع پر رکھ دوں اس تدبیر سے تمام قریش حجر اسود کے رکھنے میں شریک ہو جائیں گے کہ فعل وکیل بمنزلہ فعل موکل کے ہے سب قوم اس فیصلہ پر راضی ہوئی اور آپ نے حجر اسود کو اپنے ہات سے اُٹھا کر اُسکی جگہ پر رکھا۔ اسی طرح بچپن میں اور نبوت سے پہلے نیک کاموں میں آپ اُن کے شریک ہوتے اور بد باتوں میں اُن کی شرکت سے احتراز فرماتے اکثر کفر کی مجلسوں میں آپ کو بلاتے کبھی تشریف نہ لیجاتے جب نزول وحی اور حصول مرتبہ رسالت کو تیرہ برس باقی رہے غیب سے ایک آواز سننے لگے کہ کوئی کہتا ہے یا محمد مگر کہنے والا نظر نہ آتا اور سات برس پہلے ایک روشنی نظر آنے لگی جس کے دیکھنے سے عجب طرح کا سرور دل میں پیدا ہوتا ابن اثیر جامع الاصول میں اور ابن جوزی کتاب الوفا میں نقل کرتے ہیں کہ جب نبوت کو تین برس رہے اسرافیل آپ کی خدمت میں حاضر رہنے لگے پھر جبرئیل مامور بخدمت ہوئے اور وحی لائے نکتہ حکیم مطلق نے نزول وحی سے پہلے آپ پر انوار و اسرار ظاہر فرمائے اور فرشتوں کو آپ کی خدمت میں رکھا اور اُن کی آواز آپ کو سنائی تا حضرت کو عالم ملکوت اور ملائکہ کی باتوں سے مناسبت ہو جائے اور رفتہ رفتہ بار نبوت کی طاقت اور مشاہدۂ انوار و تجلیات جبروت و لاہوت کی قوت حاصل ہو اگر ناگہاں وحی نازل ہوتی بنائے بشریت منہدم ہو جاتی یہی سبب ہے کہ ابتداء وحی کی سچے خوابوں سے شروع ہوئی جو کچھ خواب میں دیکھتے وہی ہوتا پھر تو ذوق و شوق اُس طرف کا آپ کے دل میں زیادہ ہوا یہاں تک کہ اُس شوق میں گھر اور مال اور زن و فرزند سے دل کو اصلا تعلق نہ رہا غار حرا میں تشریف لیجاتے اور تنہائی میں اپنے مالک کی یاد کرتے اور اُس محبت کو ہر روز ترقی تھی یہاں تک کہ دریائے ذکر قلبی میں مستغرق ہو گئے اور عالم غیب کے انوار و اسرار ساعت بساعت آپ کے دل پر نازل ہونے اور درخت اور جانور آپ کو بشارت دینے لگے جب استعداد و قابلیت کا مرتبہ انتہا کو پہنچا بقول ابن اسحٰق ماہ رمضان میں اور باکثر محدثین کے نزدیک اکتالیسویں برس ولادت سے ماہ ربیع الاول میں ایک جوان خوبصورت خوش لباس کہ اُس کے بازو یاقوت درخشاں کے تھے نظر آیا اور کہا اے محمد میں جبرئیل ہوں خدائے تعالیٰ نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور تم کو آدمیوں اور جنوں کا پیغمبر کیا ہے بعدہٗ ایک نامہ مرصع باقسام جواہر آپکے سامنے رکھا کہ اسے پڑھیے آپ نے فرمایا ما انا بقاریٔ میں پڑھا نہیں ہوں پھر آپ کو خوب زور سے دبوچا پھر چھوڑ کر کہا اِقْرَأْ پڑھیے آپ نے وہی جواب دیا پھر خوب دبوچا پھر چھوڑ کر کہا اِقْرَأْ پڑھیے وہی جواب پایا تیسری مرتبہ پھر خوب نے دبوچا اور اس مرتبہ کے دبوچنے سے ایک عجیب حالت جسے شان ملکی کہنا لائق ہے پیدا ہوئی اور آپ مرتبۂ انسانیت و ملکیت کے جامع ہو گئے الغرض تیسری مرتبہ چھوڑ کر اقرأ سے مالم یعلم تک آپکو پڑھایا بعد ازاں آپ گھر میں تشریف لائے اور دل مبارک کانپ رہا تھا خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا مجھے کپڑا اُڑھا دو اُنھوں نے کپڑا اوڑھایا جب خوف کم ہوا فرمایا لقد خشیت علی نفسی میں اپنی جان پر ڈرتا ہوں۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کلا واللہ لا یحزنک اللہ ابدا

انک لتصل الرحم وتصدق الحدیث وتودی الامانۃ وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق خدا کی قسم اللہ آپکو کبھی غمگین نہ کریگا کہ آپ صلہ رحم کرتے ہیں اور بات سچی کہتے ہیں اور امانت ادا کرتے ہیں

اور بوجھ اُٹھاتے ہیں اور کسب معدوم کرتے ہیں اور مہمان کی ضیافت اور خاطرداری اور حق کاموں پر مدد فرماتے ہیں۔
پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اُس جناب کو ورقہ بن نوفل کے پاس کہ اگلی کتابوں کے عالم تھے اور انجیل کا ترجمہ زبان
عربی میں کیا کرتے تھے لے گئیں آپ نے اُن سے ماجرہ بیان کیا انھوں نے سنکر کہا ھذا الناموس الذی انزل اللہ
علی موسیٰ یہ وہ جبرئیل ہیں جن کو خدا نے موسیٰ پر اتارا تھا کاش میں اُس وقت زندہ اور جوان ہوتا جس وقت آپکی قوم آپکو
نکالے گی آپ نے فرمایا کیا وہ مجھے نکال دیں گے ورقہ نے کہا ہاں ہر نبی سے لوگ عداوت کرتے رہتے ہیں اگر میں اُس وقت
ہوتا تو آپ کی قوی مدد کرتا پھر تھوڑے دنوں بعد ورقہ نے انتقال کیا اور وحی کا اترنا موقوف ہوگیا سرور عالم صلی اللہ علیہ
وسلم اشتیاق وحی میں حد سے زیادہ بیقرار رہتے اور اس شعر کا مضمون بزبان حال بیان فرماتے ؎ دیر است کہ دلدار
پیامے نہ فرستاد + ننوشت کلامے وسلامے نہ فرستاد۔ بعض اوقات پہاڑوں پر جاکر گرنے کا ارادہ کرتے جبرئیل امین
حاضر ہوکر آپ کو تسلی دیتے کہ آپ ایسا ارادہ نہ کیجئے اور ہرگز نہ گھبرائیے خدائے تعالیٰ نے آپکو روز ازل صاحب دولت
کیا ہے اور بڑا رتبہ دیا ہے ؎ مصطفےٰ را ہجر چوں برداختی + خویش را از کوہ می انداختی + تا بگفتے جبرئیل اش ایں
مکن + کہ ترا بس دولت است از امر کن۔ پھر سورۂ مدثر نازل اور رسالت آپ کو حاصل ہوئی صدیق اکبر اور مولیٰ
علی اور خدیجہ اور بلال اور زید بن حارثہ ایمان لائے اُن کے بعد عثمان بن عفان اور عبدالرحمٰن بن عوف اور طلحہ بن
عبیداللہ اور زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص اور سعید بن زید اور ابو عبیدہ بن جراح اور عبداللہ بن مسعود اور جعفر بن
ابی طالب اور خالد بن سعید بن عاص اور ابوذر غفاری اور صہیب رومی رضی اللہ عنہم مشرف باسلام ہوئے اُن دنوں آپ
قریش سے پوشیدہ دعوت کرتے تھے کہ حکم آیا فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین ظاہر کر جس بات کا تجھے
حکم دیا جاتا ہے اور مشرکوں سے مُنہ پھیرلے آپ نے دعوت کو ظاہر کیا اور بتوں کی مذمت علی الاعلان شروع کی کفار
نے یہ حال دیکھ کر دشمنی پر کمر باندھی اور مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیف دی آپنے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ ضعفاء
صحابہ کو ساتھ لیکر حبشہ کیطرف چلے جاویں حسب الحکم دس مرد اور چار عورتوں کیساتھ حبشہ کیطرف روانہ ہوئے کفار نے عمرو
بن العاص کو بہت تحفوں اور ہدیوں کے ساتھ نجاشی بادشاہ کے پاس بھیجا اور درخواست کی کہ اپنے ملک سے مسلمانوں کو
نکال دے اُس نے مسلمانوں کو بلا کر حال پوچھا جعفر بن ابی طالب نے کہا اے بادشاہ ہم لوگ گمراہی اور بتوں کی پوجا میں مبتلا
تھے اور حلال و حرام سے جاہل خدا نے ہم پر فضل کیا اور ہمارے پاس اپنا پیغمبر بھیجا اور اپنا کلام پاک اُس پر اتارا کہ اُس
کے سبب سے ہم راہ راست پر آئے اور وہ سب بھلے کاموں کا حکم کرتے ہیں اور سب بُری باتوں سے منع فرماتے ہیں نجاشی
نے کہا اُس کلام میں سے کچھ پڑھو جعفر بن ابی طالب نے سورۂ مریم شروع کی جب اس آیت پر پہنچے فکلی واشربی وقری
عینا بادشاہ پر رقت طاری ہوئی یہاں تک کہ آنسو داڑھی سے ٹپکنے لگے اور کہا یہ کلام جو کلام موسیٰ پر اترا تھا ایک ہی روشندان
سے روشن ہیں کافروں نے کہا یہ لوگ حضرت عیسیٰ کی نسبت بھی وہ باتیں کہتے ہیں جو مذہب بادشاہ کے خلاف ہیں بادشاہ نے
جعفر سے پوچھا جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ خدا کے بندے ہیں خدائے تعالیٰ نے اُن کو بغیر باپ کے مریم طاہرہ کے پیٹ
سے پیدا کرکے منصب نبوت سے سرفراز فرمایا نجاشی نے کہا عیسیٰ کی صفت انجیل میں بھی اسی طرح لکھی ہے جس طرح

تم نے بیان کی مرحبا تمہیں اور اُنھیں جن کے پاس سے تم آئے بیشک وہ خدا کے پیغمبر ہیں اُنکی تعریف انجیل میں مذکور ہے اور اُن کی بشارت عیسیٰ نے دی ہے تم بفراغ خاطر یہاں رہو پھر قریش کے تحفے واپس کر دیئے اور اہل اسلام کو بڑی تعظیم اور احترام کیساتھ رکھا اور خود بھی مع اپنی قوم کے مسلمان ہوگیا جب مشرکین حبشہ سے خائب وخاسر مکہ میں آئے اہل مکہ نے مسلمانوں پر پہلے سے زیادہ ظلم وستم شروع کیا بنی ہاشم اور بنی مطلب یہ حال دیکھ کر حضرت کی حمایت پر مستعد ہوئے اور سوا ابولہب کے کہ دشمن جان حضرت کا تھا سب نے آپکی شرکت اور مدد کا عہد کیا اُدھر ابوجہل وغیرہ کافروں نے اس مضمون کا ایک عہدنامہ کہ جب تک بنی ہاشم اور بنی مطلب حضرت کی حمایت سے دستبردار نہوں گے ہم اُن سے مخالطت اور مناکحت نہ کریں گے لکھ کر دروازہ کعبہ پر لٹکا دیا اور بنی ہاشم و بنی مطلب سے کلام اور سلام ترک کیا کہتے ہیں کاتب عہدنامہ کا ہات قدرت الٰہی سے شل ہوگیا تین برس بنی ہاشم اور بنی مطلب قریش سے جدا رہے پھر اُس عہدنامہ کو کیڑے نے کھالیا آپ نے بنی ہاشم کو اس بات سے آگاہ کیا ابوطالب نے قریش کو کہلا بھیجا میرا بھتیجہ کہتا ہے کہ صرف اللہ محمد کا نام باقی ہے باقی سب مضمون کیڑے نے کھالیا اگر یہ بات سچ ہے تو اُس کی عداوت سے ہات اٹھاؤ دیکھا تو فی الواقع عہدنامہ کو کیڑا کھا گیا تھا صرف خدا و رسول کا نام باقی رہا تھا یہ حال دیکھ ہشام بن عمرو بن حارث عامری نقض عہد پر آمادہ ہوا اور مطعم بن عدی اور زمعہ بن اسود وغیرہما کو اپنے ساتھ متفق کر کے مجلس قریش میں آکر اپنے ارادے کو ظاہر کیا قریش بھی نادم ہو کر چپ ہو رہے مطعم نے اُس عہدنامہ کو چاک کیا مگر قوم کے اشرار اور بدمعاش مسلمانوں کی ایذا رسانی سے باز نہ آئے ضعفاء مسلمین کو انواع انواع اذیت پہنچاتے صدیق اکبر سے مسلمانوں کی تکلیف نہ دیکھی گئی ناچار حبشہ کا ارادہ کیا راہ میں مالک بن دغنہ سردار قوم قارہ سے ملاقات ہوئی اُس نے کہا تمہیں مکہ سے جانا مناسب نہیں میں تم کو اپنی پناہ میں لے چلتا ہوں اور قریش سے مصلحت کرائے دیتا ہوں آپ اُس کے کہنے سے لوٹ آئے جب اُس نے قریش سے اپنی پناہ کا حال بیان کیا قریش نے کہا ہم کو منظور ہے مگر یہ قرآن چلا کر نہ پڑھا کریں کہ آپ کے پڑھنے سے لوگ فریفتہ ہوتے ہیں چند مدت آپ نے قرآن آہستہ پڑھا مگر ضبط نہ ہو سکا بدستور جہر کرنے اور رونے اور اُن کی آواز سُن کر مکہ کی عورتیں اور لڑکے اُن کے پاس جمع ہونے لگے۔ مشرکوں نے یہ حال مالک بن دغنہ کو لکھ بھیجا اُس نے آپ سے شکایت کی کہ تم بدعہدی کرتے ہو تو میری پناہ بھی قائم نہ رہے گی آپ نے فرمایا مجھے خدا کے سوا دوسرے کی پناہ میں رہنا منظور نہیں وہ اپنی پناہ توڑ کر چلا گیا اور خدا تعالیٰ نے اُن کو حفظ و امان میں لیا اور ظالموں کے ظلم وستم سے محفوظ کیا اُنھیں دنوں حضرت نے دعا کی کہ اے اللہ اسلام کو ابوجہل یا عمر کے ایمان سے قوت دے۔ عمر کے حق میں آپ کی دعا قبول ہوئی صحیح بخاری شریف میں امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک روز میں بت خانہ میں تھا اور مشرکوں نے بتوں کے واسطے قربانی کی تھی ناگاہ ایک بت کے پیٹ سے آواز آئی یاجلیح امر نجیح رجل فصیح یقول لا الہ الا اللہ اے شخص ایک کام کی بات ہے ایک مرد فصیح کہتا ہے لا الہ الا اللہ لوگ یہ آواز سُنکر بھاگ گئے میں کھڑا رہا پھر وہی آواز سنی اُنھیں دنوں معلوم ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لا الہ الا اللہ کی طرف دعوت کرتے ہیں الغرض اس واقعہ سے اُنکا دل اسلام کی طرف فی الجملہ راغب ہوا آخر ہدایت الٰہی نے دستگیری فرمائی اور بدعائے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم دولت ایمان سے

مشرف ہوئے اُن کے اسلام سے تین روز پہلے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو چکے تھے اُن دو شیر کے مسلمان ہونے سے اسلام کو رونق حاصل ہوئی اور کافروں کی پیٹھ ٹوٹ گئی ؎ مسلماں ہوئے جب یہ فرخ عمل ✢ تو سب کافروں کے گئے دم نکل ✢ جو پھرتے تھے گردن اُٹھائے ہوئے ✢ وہ چلنے لگے سر جھکائے ہوئے۔ نقل ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمان ہوتے ہی حضرت سے پوچھا کہ مسلمان کس قدر ہیں ارشاد ہوا اب چالیس پورے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ کفار بتوں کو باعلان پوجتے ہیں اور ہم خدا کی بندگی پوشیدہ کریں پھر حضرت کو لے کر مسجد حرام میں آئے اور بآواز بلند اذان کہی اور نماز جماعت کے ساتھ پڑھی بخاری شریف میں عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ما زلنا اعزۃ منذ اسلم عمر یعنی جب سے عمر مسلمان ہوئے ہم ہمیشہ معزز رہے جب نبوت کو دس برس گزرے حضرت خدیجہ اور ابوطالب نے رحلت کی آپکو کمال رنج و ملال ہوا اور اس برس کا نام عام الحزن یعنی غم کا سال رکھا اسی سال آپ یزید بن حارثہ کو ساتھ لیکر طائف کو تشریف لے گئے اور عبدیالیل اور مسعود اور حبیب ابناء عمرو بن عمیر سرداران ثقیف کو اسلام کی طرف بلایا اُنھوں نے آپ کے ارشاد پر عمل نہ کیا جب آپ اُن سے مایوس ہوئے فرمایا تم میرے سمجھانے اور اپنے جھٹلانے کا حال ظاہر نہ کرنا کہ میری قوم مجھے طعنے دے گی۔ اُن احمقوں نے یہ بات بھی نہ قبول کی بلکہ اپنے غلاموں اور تابعین کو ارشاد کر دیا کہ اُن ظالموں نے آپ کے جسم نازنین پر پتھر مارے اور پاؤں آپ کے خون سے رنگین کر دیئے ناچار آپ مکہ کو لوٹے راہ میں بمقام بطن نخلہ عمرو نامی جن مع چھ جنوں کے مسلمان ہوئے ایک روز عقبہ کے متصل موسم حج میں خلق کو دعوت و نصیحت فرما رہے تھے کہ اسعد بن زرارہ اور عوف بن حارث وغیرہما چھ شخص قبیلہ خزرج کے اُدھر سے نکلے چونکہ یہود مدینہ سے ہمیشہ سنا کرتے تھے کہ نبی آخر الزماں کا زمانہ قریب ہے آپ کو اس کا مصداق سمجھ کر اور علامات نبوت کو ذات بابرکت سے مطابق دیکھ کر مشرف بایمان ہوئے جب مدینہ شریفہ کو گئے آپ کا حال اوس و خزرج سے بیان کیا اکثر لوگ آپ کی زیارت کے مشتاق ہوئے بارہویں برس جابر بن عبداللہ اور عبادہ بن صامت اور معاذ بن حارث وغیرہم اکابر اوس و خزرج مکہ میں آئے اور ایمان لائے جب لوٹ کر مدینہ میں پہنچے لوگوں کو اسلام کی ترغیب دی اور بصلاح اوس و خزرج حضرت کو عرضی لکھی کہ آپ کسی کو واسطے تعلیم شریعت کے ہمارے پاس بھیجیے مصعب بن عمیر اس کام پر مامور ہوئے مصعب مدینہ میں پہنچ کر اسعد بن زرارہ کے گھر اُترے اور تعلیم شریعت اور دعوت اسلام میں مشغول ہوئے سعد بن معاذ اور محمد بن مسلمہ اور اسید بن حضیر اُن کی فہمائش سے مسلمان ہوئے اور سعد کے سمجھانے سے تمام قبیلہ بنی عبدالاشہل مسلمان ہو گیا اسی سال خدائے کریم نے نبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو مرتبہ معراج سے مشرف کیا اور جو نعمتیں اور کرامتیں آپ کو اُس رات عنایت کیں کوئی بشر اور فرشتہ اُن کی حقیقت نہیں ادراک کر سکتا تیرھویں سال مدینہ شریفہ سے پانچسو آدمی حج کیلئے آئے اُن میں سے تہتر مرد اور دو عورت نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی جب یہ لوگ آپ سے رخصت ہو کر مدینہ کو گئے آپ نے صحابہ کو ہجرت کا حکم دیا حسب الارشاد سعد بن ابی وقاص اور بلال بن رباح اور عمار بن یاسر اور عبداللہ بن جحش اور عامر بن ربیعہ اور اُن کے بعد عمر اور اُن کے بھائی زید بن خطاب بیس سوار کے ساتھ مدینہ سکینہ کی طرف ہجرت کی کہتے ہیں سب صحابہ کافروں سے چھپ کر ہجرت فرماتے تھے مگر عمر رضی اللہ عنہ جاتے وقت خانہ کعبہ میں آئے اُس وقت

قریش کے غول مسجد حرام میں جابجا بیٹھے تھے اُن کی طرف دیکھ کر فرمایا خراب ہوں وہ لوگ جو پتھروں کو پوجتے ہیں جس کو اپنی جورو کو بیوہ کرنا اور اپنی اولاد کا یتیم کرنا منظور ہو زمین حرم سے باہر چل کر میرا مقابلہ کرے کسی کو مقابلہ کی طاقت اور دیکھنے کی قدرت نہوئی اُن کے بعد امیر المومنین عثمان اور عبد الرحمٰن بن عوف اور طلحہ بن عبید اللہ اور حمزہ بن عبد المطلب اور زید بن حارثہ اور صہیب رومی رضی اللہ عنہم نے ہجرت کی اور قریش کو خبر ہوئی کہ اہل مدینہ حضرت کی فرمانبرداری اور مدد پر بجان و دل مستعد ہیں اور سرور عالم بھی مدینہ کو جلد جانے والے ہیں حسد اور عناد کی آگ اُن کے دلوں میں بھڑکی اور دار الندوہ میں جمع ہو کر باہم مشورت کی شیطان بھی آدمی کی شکل بن کر مشورہ میں شریک ہوا ایک نے کہا قید کرو شیطان نے کہا بنی ہاشم اور بنی مطلب چھوڑا لیں گے دوسرے نے کہا شہر سے نکال دو جواب دیا کہ وہ یہاں سے نکلکر تمام عرب میں فساد برپا کریں گے اور قبائل عرب کو مسلمان اور اپنا فرمانبردار کرلیں گے ابو جہل نے کہا سب قبائل قریش سے ایک ایک آدمی لو اور بلوے میں اُنکو قتل کرو تا بنی ہاشم اور بنی مطلب اُن کے خون کا دعویٰ نکر سکیں اور تمام قبائل کے مقابلہ سے عاجز ہو کر خاموش ہو رہیں شیطان نے اس رائے ناصواب کی بہت تعریف کی اور یہی بات قرار پائی۔ پروردگار نے آپکو اس مشورہ سے اطلاع فرمائی ف واذ یمکر بك الذین کفروا لیثبتوك او یقتلوك او یخرجوك القصہ شب دوشنبہ کفار بقصد قتل سید ابرار در دولت پر جمع ہوئے آپ کریمۂ افاقرأت القرآن جعلنا بینك وبین الذین لا یومنون بالاٰخرۃ حجابا مستورا پڑھتے ہوئے باہر تشریف لائے اور مٹھی بھر خاک اُن پر پھینکی کہ اُس خاک کی تاثیر سے وہ کور باطن بینائی ظاہر سے بھی بے بہرہ ہوگئے کہ دروازہ پر کھڑے رہے اور آپ اُنکے سامنے سے بفراغ خاطر صدیق اکبر کے گھر چلے گئے اور اُنکو ساتھ لیکر غار ثور کی طرف روانہ ہوئے تین دن اُس غار تیرہ و تار میں رہے مکڑی نے غار کے مُنہ پر جالا تانا اور کبوتر نے انڈے دیئے اور قدرت سے ببول کے درخت جم اُٹھے تا کسی شخص کو آپ کا وہاں ٹھیرنے کا گمان نہو۔ کفار اُس غار کے چار طرف آپکی تلاش میں سراسیمہ پھرتے تھے۔ صدیق رضی اللہ عنہ ٹاپوں کی آواز سے گھبرائے کہ مبادا کوئی کافر ادھر آ نکلے اور جناب رسالت مآب کو ایذا پہنچائے آپ نے اُن کو پریشان دیکھ کر فرمایا لاتحزن ان اللہ معنا **فائدہ** اس جگہ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جانبازی اور جاں نثاری اور سرور دو عالم کے کمال عنایت و مہربانی اُن کے حال پر غور کیا چاہئے کہ وہ کس طرح اپنی جان آپ پر قربان کرتے ہیں کہ اس وقت بھی اپنا کچھ خیال نہیں یہی ڈرتے ہیں کہ کہیں حضرت کو کسی طرح ایذا نہ پہنچے اور وہ جناب بھی کس لطف و عنایت کے ساتھ اپنے یار جاں نثار کی تسلی کرتے ہیں اور اُن کو معیت خاصہ الٰہی سے مبشر فرماتے ہیں کہ تو غم نہ کر بے شک خدا ہمارے ساتھ ہے **لطیفہ** موسیٰ علیہ السلام نے بھی جب فرعون نے اُن کا پیچھا کیا تسکین قوم کیواسطے فرمایا تھا کلا ان معی ربی سیھدین مگر اس کلام موسیٰ اور کلام محمدی میں فرق بیّن ہے یہاں لفظ کلا کہ زجر کے لئے مستعمل ہے واقع ہے اور وہاں زجر کا کوئی کلمہ مذکور نہیں دوسرے موسیٰ علیہ السلام نے معیت کو خاص اپنی طرف اضافت کیا اور سرور انام نے اپنے یار کو بھی اس نعمت عظمیٰ اور غایت قصوا میں شریک کرلیا ولنعم ما قیل ؎ ہر کہ را چوں تو پیشوا باشد ✦ نا اُمید از خدا چرا باشد۔ تیسرے حضرت موسیٰ علیہ السلام

نے ہدایت کو اثر معیت کا قرار دیا اور سید انبیا نے بسبب کمال حوصلہ اور نہایت علو ہمت کے اُسے مطلق چھوڑا۔ الغرض حضرت کے تسلی دینے سے ابوبکر صدیق کو اطمینان حاصل اور جناب الٰہی سے اُن پر سکینہ نازل ہوا قال تعالےٰ فانزل اللہ سکینتہ علیہ سیاق و سباق آیت صریح دلالت کرتا ہے کہ ضمیر ابوبکر کی طرف راجع ہے کہ حزن انھیں پر طاری تھا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو تو پروردگار عالم نے ابتدائے امر سے مطمئن القلب کر دیا تھا کہ کسی طرح خوف و خطر آپ کے سراپردہ استقامت کے گرد نہ آسکتا تھا بلکہ وہ جناب تو اُسوقت صدیق اکبر کو تسلی دیتے تھے اور اُنکو خوف و حزن سے باز رکھتے تھے پس نزول سکینہ اُس جناب پر تحصیل حاصل تھا سوال جملہ مابعد یعنی وایدہ بجنود لم تروھا میں ارجاع ضمیر ابوبکر کی طرف خلاف واقع اور حضرت کی طرف موجب انتشار ضمائر ہے جواب . . . ضمیر . . . میں کہ یہ جملہ قولہ تعالیٰ نصرہ اللہ پر معطوف ہے نہ انزل اللہ سکینتہ پر اور برتقدیر تسلیم ایدہ بھی ابوبکر کی طرف ہو سکتی ہے اس لئے کہ تائید نبی بعینہ تائید مسلمانوں کی ہے۔ قرآن میں بھی دوسری جگہ . . . مسلمانوں کی طرف اضافت فرمایا یمددکم ربکم بخمسۃ آلاف من الملٰئکۃ مسومین القصہ حافظ حقیقی نے آپ کو کفار کے شر سے محفوظ رکھا اور آپ بخیر و عافیت مدینہ کے قریب پہونچے انصار شاداں و فرحاں آپ کے استقبال کے لئے شہر سے نکلے اور بکمال خوشی و خرمی اُس جناب کو مدینہ میں لے گئے اور ابوایوب انصاری کے گھر میں اتارا اُسی سال حجرہ مقدسہ تیار ہوا اور آپ اُس میں تشریف لے گئے۔ دوسرے سال جہاد کا حکم آیا اور غزوہ بدر واقع ہوا اس لڑائی میں ابوجہل بن ہشام اور عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ اور امیہ بن خلف وغیرہم ستر کافر مارے گئے اور ستر قید ہو کر آئے آپ نے فدیہ لیکر اُن کو چھوڑ دیا تیسرے برس جنگ اُحد واقع ہوئی اس غزوہ میں امیر حمزہ شہید ہوئے اور ابی بن خلف حضرت کے ہات سے مارا گیا چوتھے برس آپ نے یہود بنی نضیر کو جلاوطن کیا پانچویں برس بنی المصطلق سے لڑائی ہوئی۔ اُس میں دس کافر مارے گئے اور اہل اسلام نے فتح پائی اسی سال ابوسفیان نے باتفاق قبائل عرب و یہود قریظہ کے مدینہ مقدسہ کو محاصرہ کیا مسلمانوں نے شہر کے گرد خندق کھودی اور عمرو بن عبدود جس کو کافر زور و قوت میں ہزار آدمی کے برابر گنتے تھے مولیٰ علی کے ہات سے مارا گیا اور بعد فتح کے آپ نے یہود بنی قریظہ کو قتل کیا چھٹے سال صلح حدیبیہ اور بیعت الرضوان واقع اور سورہ انا فتحنا نازل ہوئی ساتویں برس خیبر فتح ہوا اور مرحب یہودی مولیٰ علی کے ہات سے مارا گیا اسی سال خالد بن ولید اور عمرو بن العاص مسلمان ہوئے اور مسلمانوں نے وادی القریٰ کو فتح کیا آٹھویں برس مکہ معظمہ مسلمانوں کے قبضہ میں آیا اور ابوسفیان اور اُن کے دونوں بیٹے معاویہ اور یزید اور حکیم ابن حزام اور حارث بن ہشام اور سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبد العزیٰ اور اقرع بن حابس وغیرہم رؤسائے مکہ مشرف بایمان ہوئے اور صفوان بن اُمیہ اور عکرمہ بن ابی جہل بھاگ گئے باقی اہل مکہ نے آپ کی اطاعت اختیار کی پھر تو غول کے غول قبائل عرب کے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ایمان لاتے وعدہ الٰہی کہ سورہ نصر میں فرمایا تھا وفا ہوا اور تمام عرب پر مسلمانوں کا تسلط ہو گیا نویں برس غزوۂ تبوک واقع ہوا اور اسی سال نجاشی بادشاہ حبشہ نے انتقال کیا حضرت نے اُن کے جنازہ کی نماز مدینہ میں پڑھی اور اُن کے حق میں مغفرت کی دعا کی دسویں برس حجۃ الوداع کیواسطے مکہ کو تشریف لے گئے اور لاکھ آدمی سے

زیادہ آپ کے ساتھ تھے گیارہویں برس تریسٹھ برس کی عمر میں دوشنبہ کے دن بارہویں تاریخ ربیع الاول کی دوپہر سے پہلے عالم فانی سے کوچ فرماکر جوار رحمت الٰہی میں نزول کیا تمام عالم تاریک ہوگیا انصار کہتے ہیں کہ ہم نے کوئی دن روشن تر اُس دن سے کہ حضرت مدینہ میں تشریف لائے اور کوئی دن تاریک زیادہ اُس دن سے کہ آپ نے انتقال فرمایا نہ دیکھا جا نثر جنوں کے رونے کی آواز آتی تھی صحابہ کرام فرشتوں کی آواز سنتے تھے کہ کہتے تھے حص السلام علیکم ان فی اللہ عزاء من کل مصیبۃ وخلفا من کل فائت فایہ فسقوا وایاہ فارجوا فانما المحروم من حرم الثواب اور ایک شخص جسیم اُن کے پاس آیا اور روکر کلمات تعزیت زبان پر لایا جب چلا گیا تو ابو بکر اور علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ خضر علیہ السلام تھے کہ تمہارے پاس برسم تعزیت آئے تھے بعد انتقال اُس جناب کے عجب طرح کا تزلزل دین اسلام میں واقع ہوا اکثر قبائل عرب کے مرتد ہوگئے اور کہتے اگر حضرت پیغمبر ہوتے زندہ رہتے اور بعض لوگوں نے زکوٰۃ سے انکار کیا مسیلمہ کذاب اور اسود بن کعب کہ پہلے سے پیغمبری کا دعویٰ کرتے تھے یہ فتور اسلام میں دیکھ کر قوی دل ہوئے اور بہت مرتد اُن سے جا ملے اور سجاح بنت حارث تمیمیہ نے بنی تغلب میں پیغمبری کا دعویٰ کیا آخر کو سقوط نماز فجر وعشا اپنا مہر قرار دے کر مسیلمہ سے نکاح کرلیا اور بنی اسد میں طلیحہ بن خویلد اسدی نے خروج کیا اور عیینہ بن حصن فزاری معہ قبیلہ فزارہ مرتد ہوکر اُس سے جا ملا غرضکہ تمام عالم میں عجب اختلال تھا اور اہل حرمین کہ اسلام پر قائم رہے تھے اُنکا یہ حال تھا کہ غم وفات سے کسی کے ہوش وحواس بجا نہ تھے عثمان غنی کی زبان گنگ ہوگئی تھی علی مرتضیٰ بے ہوش تھے عمر ابن الخطاب تلوار کھینچ کر مسجد کے دروازہ پر آبیٹھے تھے کہ جو شخص کہے گا حضرت نے انتقال فرمایا میں اُسے قتل کروں گا مگر پروردگار تقدس وتعالیٰ نے کہ حافظ حقیقی اس دین متین کا ہے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اُس روز استقلال عظیم عنایت فرمایا تھا گویا اُنکے ہات سے دین اسلام کو دوبارہ قائم کیا منقول ہے کہ جناب صدیق اکبر مسجد میں تشریف لائے اور عمر رضی اللہ عنہ کا ہات پکڑ کر اندر لیگئے اور ایک خطبہ بکمال متانت پڑھا اُسکا مضمون یہ تھا کہ جو شخص محمد کو پوجتا تھا سو محمد نے انتقال کیا اور جو خدا کی بندگی کرتا تھا سو خدا تعالیٰ زندہ ہے کبھی نہ مرے گا جو پیدا ہوا اُس کیلئے فنا ضرور ہے انک میت وانہم میتون قرآن میں مذکور ہے یعنی حضرت کو خطاب ہوتا ہے کہ تم بھی مروگے اور وہ بھی مریں گے عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہماری آنکھوں پر ایک پردہ پڑا تھا کہ ابو بکر کے خطبہ سے اُٹھ گیا پھر آپ عمر بن خطاب اور ابو عبیدہ بن جراح کو ساتھ لیکر انصار کے پاس کہ اپنا خلیفہ سعد بن عبادہ کو کیا چاہتے تھے اور منا امیر ومنکم امیر کا دعویٰ رکھتے تھے تشریف لے گئے اور فرمایا خلافت قریش کیلئے مخصوص ہے ان دونوں میں سے جسے چاہو خلیفہ کرو انصار اپنے دعویٰ سے باز آئے اور کہا تم سے زیادہ کون مستحق ہے اوّل عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے بیعت کی پھر سب صحابہ نے آپ کی خلافت پر اجماع اور اتفاق کیا بعد استحکام امر خلافت کے آپ تائید دین اور تنبیہ مفسدین کی طرف متوجہ ہوئے خالد بن ولید کو بیس ہزار سوار اور پیادہ کیساتھ مسیلمہ پر بھیجا اُس کے لشکر میں چالیس ہزار جوان تھے مقابلہ کیوقت لشکر مسیلمہ بڑی جرأت ودلاوری سے لڑا یہانتک کہ اُس کی فوج نے خالد کے خیمہ پر قبضہ کرلیا اُس وقت ثابت بن قیس بن شماس اور زید بن خطاب اور براء بن مالک لشکر اسلام سے میدان میں آئے اور اس جرأت وجانبازی سے لڑے کہ مسیلمہ کا لشکر پراگندہ ہوگیا اور وہ شیطان سراسیمہ وپریشان میدان سے

بھاگا بھاگتے میں وحشی قاتل امیر حمزہ کے ہات سے مارا گیا وحشی کہتے ہیں قتلت خیر الناس وشر الناس میں نے آدمیوں کے بہتر اور اُن کے بدتر کو مارا اور خیر الناس سے امیر حمزہ اور شر الناس سے مسیلمہ مراد لیا **فائدہ** اس کلام سے اپنا فخر مقصود نہیں بلکہ قدرت الٰہی کا بیان منظور ہے یعنی اُس کی قدرت دیکھو ایک وقت وہ تھا کہ میں مسلمانوں سے لڑا اور حضرت کے چچا کو شہید کیا اور آج میں لشکر اسلام میں شامل ہوں اور ایسے مردود کا قاتل القصہ بعد قتل مسیلمہ کے سجاح مسلمان ہوگئی اور مقبول الاسلام ہوئی اُنھیں دنوں صدیق رضی اللہ عنہ نے عکرمہ بن ابی جہل کو اسود بن کعب عیسیٰ پر روانہ کیا اُن کے پہنچنے سے پہلے زیاد بن عبید نے اُس کے لشکر پر شبخون مار کر کئی سردار اُس کے واصل جہنم کئے تھے کہ عکرمہ بھی پہونچے صبح کو دونوں لشکر مقابل ہوئے مسلمانوں کی فتح ہوئی اور اسود فیروز کے ہات سے مارا گیا اُس زمانہ میں جب خالد کار مسیلمہ سے فارغ ہوکر آئے بحکم امیر المومنین طلیحہ بن خویلد پر روانہ ہوئے بنی طے اور جو قبائل اُن کے گرد رہتے تھے اثناء راہ میں خالد کے ساتھ ہولئے جب مقابلہ ہوا لشکر طلیحہ نے شکست کھائی اور طلیحہ ملک شام کی طرف بھاگ گیا وہاں سے مدینہ میں آکر مسلمان ہوگیا اور حرب نہاوند میں شہید ہوا اور قبیلہ فزارہ بھی طلیحہ کی شکست کے بعد پھر ایمان لایا اسی طرح جو لوگ مرتد ہو گئے تھے اکثر اُن میں سے مسلمان ہوگئے اور بعض ذلیل و خوار ہوکر سزائے کردار کو پہنچے اور مسلمانوں کا غلبہ ملک عرب میں بدستور ہوگیا بلکہ اور ملکوں میں بھی تسلط ہو چلا۔ ناگاہ صدیق اکبر نے رحلت کی اور خلافت حضرت عمر کو پہنچی اُن کے وقت میں اسلام کو وہ رونق حاصل ہوئی کہ کسی زمانہ میں نہ ہوئی ہوگی دس برس کے عرصہ میں ہزار سے زیادہ شہر فتح ہوئے اور روم کی سلطنتِ نصاریٰ مسلمانوں کے قبضہ میں آئی ایران کی بادشاہت کہ جمشید و فریدوں کے وقت سے سب ریاستوں پر غالب تھی ایسی تہہ و بالا ہوئی کہ بادشاہ کی تین بیٹیاں قید ہوکر آئیں الغرض لشکر اسلام جس طرف جاتا فتح پاتا بڑے بڑے زبردست بادشاہ حضرت عمر کے نام سے کانپنے لگے اور وہ جناب ہیبت و رعب میں ضرب المثل ہوگئے اگر کسی پارسی کا گھوڑا چونکتا تو وہ کہتا کیا تجھے عمر کا سایہ نظر آیا اور نصاریٰ نے تو ایسی شکست کسی سے نہ کھائی ہوگی جیسی حضرت عمر کے مقابلہ میں کھائی آج تک بعض مصنفین اُن کے اقرار کرتے ہیں کہ ایسا بہادر اور دلاور اور قواعد ملک گیری اور فن سپہ گری کا ماہر پیدا نہ ہوا۔ اے عزیز آدمیوں کا کیا ذکر ہے شیطان لعین بھی عمر کے سایہ سے بھاگتا بلکہ غیر ذوی العقول اُن کے خوف سے کانپتے۔ فصل الخطاب میں بروایت امام مستغفری منقول ہے کہ جب مصر فتح ہوا ایک دن وہاں کے لوگوں نے عمرو بن عاص سے کہ حاکم مصر تھے کہا ہمارے ملک کا یہ دستور ہے کہ ایک کنواری لڑکی کو زیور و لباس پر تکلف پہنا کر دریائے نیل میں ڈبو دیتے ہیں اور جس سال ایسا نہیں کرتے ہیں دریا خشک ہوجاتا ہے اور زراعت تباہ ہو تی ہے اُنھوں نے فرمایا کہ ہم کبھی خون ناحق کی اجازت نہ دینگے آخر وہ دن گزر گیا اور دریا خشک ہونے لگا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے یہ حال حضرت عمر کو لکھا آپ نے ایک رقعہ بنام دریائے نیل لکھ کر اُنکو بھیجدیا کہ اسے دریا میں ڈال دو مضمون اُس کا یہ تھا یہ خط بندۂ خدا امیر المومنین عمر کی طرف سے نیل مصر کو ہے اگر تو اپنے اختیار سے بہتا ہے تو خشک ہو جا اور جو خدائے قہار کہ پاک ہے تجھے بہاتا تھا تو میں خدا سے سوال کرتا ہوں کہ تجھے جاری کرے جس وقت وہ خط دریا میں ڈالا پانی میں ایک جوش پیدا ہوا اور بدستور بہنے لگا نقل ہے کہ روم کے بادشاہ کا ایلچی آپ کے پاس آیا لوگوں سے

پوچھا خلیفہ کا قلعہ کہاں ہے لوگوں نے کہا خلیفہ قلعہ اور دیوان خاص اور بارگاہ عام نہیں رکھتے اس وقت آپ گھر میں نہیں ہیں جنگل کو گئے ہیں وہ بھی جنگل کو گیا دیکھا آپ ایک درخت کے تلے بوریہ پر لیٹے ہیں اور چٹائی کے نشان بدن پر بن گئے ہیں دیکھتے ہی ہیبت سے کانپنے لگا اور زبان بند ہوگئی جب ہوش میں آیا دل میں کہنے لگا میں بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار میں گیا مگر یہ رعب وجلال کہیں نہ دیکھا بیشک یہ ہیبت خدا ہے اور ان کا دین سچا ہے ؎ ہیبت حق است این از خلق نیست + ہیبت این مرد صاحب دلق نیست۔ اسی باب میں مذکور ہوا کہ جب آپ مسلمان ہوئے تمام دنیا میں صرف ۳۹ مسلمان اور تھے اور ایک جہاں دشمن جان آپ نے بے تکلف مسجد حرام میں اذان کہی اور دین کو ظاہر کیا کسی کی مجال نہ ہوئی کہ مقابلہ کرتا۔ اے عزیز اس دین میں ایسے ایسے صاحب کمال گزرے جن کے حالات اُن کے مذہب وملت کی صحت حقیقت پر گواہی دیتے ہیں اور اُن کے اوصاف وکمالات اس دین کے اس بات میں کفایت کرتے ہیں۔ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے کیسے کیسے زبردست کافر قتل کئے دروازہ خیبر جس کو چالیس آدمی بدقت کھولتے بند کرتے بے تکلف ہات سے اکھیڑ کر سپر بنایا اور اسد اللہ الغالب لقب پایا خالد بن ولید سیف اللہ کے ہات میں ایک معرکہ میں نو تلواریں ٹوٹیں۔ رستم بن زال زابلی جس کی شجاعت اور جوانمردی کا عالم میں شور ہے اگر ان حضرات کے مقابل ہوتا زال ناتواں کی طرح عمر بھر لڑائی کا نام نہ لیتا خدا تعالیٰ نے اُسے قد وقامت دیو کا دیا تھا اور لڑائی کا سامان اُس کے پاس مہیا رہتا اور ایک لشکر عظیم جس میں طوس وگودرز اور گیو وبیژن وغیرہم دلیران ایران موجود تھے اُس کی امداد کو حاضر تھا بایں ہمہ سہراب کے مقابلہ سے بھاگا جاتا تھا اور اسفندیار کی لڑائی میں تو ایسا گھبرایا کہ گھر سے نکلا جاتا تھا اور یہاں تو نہ قد نہ قامت نہ زور نہ قوت نہ ساز نہ سامان نہ فوج نہ لشکر ایک جہان دشمن اور ایک عالم برسر پرخاش باوجود اس کے کبھی ہراس اُن کے پاس نہ آیا اور ایسے ایسے کارنمایاں کئے کہ رستم بھی دیکھتا تو حیران رہ جاتا اے عزیز رستم وسہراب وسام ونریمان کس شمار میں ہیں ملائکہ زمین وآسمان آپکی جرأت وجوانمردی دیکھ کر حیران ہیں جب حضرت زبیر بن عوام اور مقداد بن اسود خوید بن عدی بلیع الارض کی نعش مشرکوں کی سولی پر سے اُتار لائے تین سو سوار قریش کے اُن کے پیچھے ہوئے زبیر نے نعش زمین پر رکھ دی زمین اس کو نگل گئی اور آپ سوار سے مخاطب ہوئے کہ میرا نام زبیر اور میرے باپ کا نام عوام اور میری ماں صفیہ رسول اللہ کی پھوپی ہے اگر تمہاری قضا آگئی ہے مجھ سے مقابلہ کرو ورنہ لوٹ جاؤ اسقدر آپ کی دہشت اُن پر غالب ہوئی کہ لوٹنے کے سوا کچھ بن نہ پڑا جبرئیل علیہ السلام خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا آپ کے اُن دو یاروں کے ساتھ فرشتے آپس میں مباہات کرتے ہیں یعنی ایک فرشتہ دوسرے فرشتہ سے کہتا ہے کہ بہادر ایسے ہوتے ہیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمام مال اپنا خدا کی راہ میں کئی بار خرچ کیا یہاں تک کہ ایک دن کملی کو کرتے کی طرح گلے میں ڈال کر اور اُس میں کانٹے لگا کر حضرت کی خدمت میں آئے جبرئیل علیہ السلام پیغام لائے کہ حق تعالیٰ ابوبکر کو سلام کہتا ہے اور پوچھتا ہے کہ اس حال میں بھی ہم سے راضی ہے یا نہیں صدیق اکبر یہ پیغام سن کر اس قدر روئے کہ بے ہوش ہوگئے مگر اس بیہوشی میں بھی یہی فرماتے تھے انا عن ربی راض انا عن ربی راض میں اپنے رب سے راضی ہوں میں اپنے رب سے راضی ہوں

اور امام حسن نے بھی خدا کی راہ میں کئی بار سب مال اپنا اور کئی بار آدھا صرف کیا یہاں تک کہ ایک جوتہ رکھا تو ایک فقیر کو دیدیا اور عبداللہ بن جعفر وغیرہ کی حکایات باب الزہد میں مذکور ہیں حق یہ ہے کہ بزرگان دین حاتم طائی کا نام صفحۂ دنیا سے مٹا گئے اور امیر المؤمنین عمر بن الخطاب اور عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما نوشیروان کی عدالت اہل انصاف کی نظروں سے گرا گئے اسی طرح یہ اُمت تمام کمالات ظاہری و باطنی اور معاملات دینی و دنیوی میں پیشوائے خلائق اور ضرب المثل ہوئی دنیا میں بھی اُس نے سب قوموں پر حکمرانی کی اور آخرت میں بھی سب سے زیادہ رتبہ پائے گی عبادت و ریاضت و تنویر قلب و تصفیۂ باطن و تحصیل ثمرات مجاہدہ میں وہ باتیں حاصل کیں کہ اور امتوں نے خواب میں بھی نہ دیکھیں اور فراخی ذہن اور تعمق نظر اور قوت علم اُن کی اس مرتبہ کو پہنچی کہ علوم جمیع طوائف کو محک امتحان پر رکھا اور اہل علوم کو اُن کی غلطیوں پر متنبہ کر کے اپنا مشکور و ممنون کیا یہانتک کہ تمام اہل ملل اُن کے اعتراضات کو مطابق واقع پا کر پردۂ توجیہ میں اپنے اصل مذہب سے دستبردار ہوئے۔ نصاریٰ مسئلۂ تثلیث اور یہود تشبیہ اور ہنود حلول اور فلاسفہ نفی علم میں جزئیات و قدم عالم و فنائِ نفس بعد المفارقت و توسیط عقول اور مجوس تحلیل محرمات اور تعدد خالق میں توجیہات رکیکہ کرنے لگے اور معاملاتِ دنیا میں بھی اس اُمت نے وہ باتیں حاصل کیں جن کو سیکھ کر اور قومیں دانشمند اور حکیم اور صناع مشہور ہو گئیں جودت طبع سے انواع اطعمہ و اشربہ و البسہ اور استعمال لذات اور ترتیب مکانات اور ترفہ بوجہ حلال میں وہ انداز نکالے کہ خلق کو حیرت ہوئی قطع نظر اور دلائل کے اجتماع ایسے عقلاء کا اثباتِ دین اسلام کے لئے کافی ہے ایسے عقلمند کسی مذہب میں نہیں اور جو شاذ و نادر کوئی ذہین اور ہوشیار ہے تو وہ اپنے دین میں خوض نہیں کرتا ہمہ تن طلب دنیا میں مبتلا اور گرفتار ہے علاوہ بریں جھوٹ کو اس قدر فروغ نہیں ہو سکتا جب ہمارے حضرت نبوت و رسالت سے مشرف ہوئے چند مسکینان عرب کہ علم و ہنر سے محض ناواقف اور قواعد جنگ و پیکار سے مطلق بےخبر تھے نہ کوئی بادشاہ زبردست مانند گستاسپ کے اُنکا شریک حال اور نہ کوئی صاحب زور و قوت مثل اسفندیار روئیں تن کے اُنکا مددگار ہوا بلکہ تمام عالم اسی فکر میں تھا کہ کس طرح اس دین کو مٹا دے خود اُن کے ہم وطن اور رشتہ دار دشمن جان تھے مگر عنایت الٰہی ہمیشہ اُن کے شامل اور تائید غیبی پے در پے اُن پر نازل تھی جس طرف حملہ کرتے غالب ہوتے اور جس قوم سے لڑتے فتح پاتے یہاں تک کہ تھوڑے عرصہ میں شام اور روم اور مصر اور ایران پر مسلط ہو گئے اور خزانہ قیصر و کسریٰ کا اُن کے ہات لگا پھر تو سامان ظاہری بھی مہیا ہو گیا اور تمام عالم نے اُن کی اطاعت اختیار کی اور ہر جگہ اُنکا دین پھیلا اور اُن کی شریعت کا حکم جاری ہوا اس زمانہ پر آشوب میں بسبب اسکے کہ بعض ملکوں کے مسلمان غیر لوگوں سے دنیا طلبی سیکھ کر دین سے غافل ہو گئے اور عبادت و ریاضت سے اعراض کر کے عیش و عشرت میں مبتلا ہوئے اقبال اُن کا جاتا رہا اور معصیت و نافرمانی نے اُن کو دام ادبار میں پھانسا اور غیروں کے قبضہ میں کر دیا اور جو اپنے دین پر مضبوط ہیں ابھی تک اپنے دشمنوں پر غالب ہیں تھوڑے دن ہوئے کہ روسیوں نے باوجود اس کثرت اور زور و قوت کے سلطان روم سے ایسی شکست کھائی کہ آج تک مقابلہ کا نام نہیں لیتے اگر اور ملکوں کے مسلمان عیش و عشرت میں نہ پڑتے اور فسق و فجور و گناہ و معصیت اختیار نہ کرتے کبھی مغلوب نہ ہوتے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے

ہیں ب لایزال من امتی امۃ قائمۃ بامر اللہ لایضرھم من خذلھم ولا من خالفھم حتی یاتی امر اللہ وھم علیٰ ذالک دیکھو حدیث شریف سے ثابت ہے کہ جو لوگ خدا کے حکم پر قائم رہیں گے اور شریعت پر چلیں گے اُنکے مخالف قیامت تک اُنکو ضرر نہ پہنچا سکیں گے امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں معصیت و غفلت دور ہوگی تائید آسمانی پھر مسلمانوں کی دستگیری کرے گی اور اس دین متین کو ایسی ترقی حاصل ہوگی کہ تمام عالم میں اسی کا حکم جاری ہوگا اور روئے زمین پر کوئی غیر مذہب مسند حکومت پر نظر نہ آئے گا الغرض جو شہرت اور غلبہ کہ اس دین کو عنایت ہوا اور ہوگا کسی دین کو میسر نہ ہوا اور جو بزرگی اور عظمت اور عزت و شہرت ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوئی کسی پیغمبر اور فرشتے کو ایک شمہ اُس کا نہ ملا ایک جہاں نے آپ کی فرمانبرداری اختیار کی اور زمانہ امام میں تمام زمین میں آپ کی شریعت جاری ہوگی قیامت کے دن سب اگلے پچھلے آپ کا مُنہ تکیں گے اور آپ کا دامن پکڑیں گے انبیاء مرسلین و ملائکہ مقربین خدا کے خوف سے کانپتے ہوں گے اور آپ عرش بریں پر بفراغ خاطر پروردگار کے حضور میں بیٹھے ہونگے کسی کی کیا مجال جو اُس مقام کی کیفیت بیان کرے اور محب محبوب کے معاملہ میں دخل دے۔ ؎ قلم بشکن سیاہی ریز و کاغذ سوز و دم درکش ٭ حسن این قصہ عشق است در دفتر نمی گنجد **باب سوم حسن محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں** اور اس باب میں دو فصلیں ہیں **پہلی فصل آپ کے حسن ظاہری کے بیان میں۔**

امام المحدثین محمد بن اسمٰعیل بخاری اور مسلم بن حجاج نیشاپوری حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازھر اللون رنگ آپ کا کمال روشن تھا کان عرقہ اللؤلؤ گویا آپ کا پسینہ موتی تھا مامسست دیباجۃ ولا حریرا الین من کف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا شممت مسکا ولا عنبرۃ اطیب من رائحۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نے کوئی حریر و دیبا حضرت کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہ چھوا اور کوئی مشک و عنبر آپکی خوشبو سے زیادہ خوشبودار نہ پایا **مش** جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رأیت رسول اللہ صلی اللہ وسلم فی لیلۃ اضحیان وعلیہ حلۃ حمراء میں نے حضرت کو شب ماہ میں سرخ یعنی سرخ دھاری دار جوڑا پہنے دیکھا فجعلت انظر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی القمر فاذا ھو احسن عندی من القمر پھر میں نے شروع کیا کہ کبھی آپ کو دیکھتا اور کبھی چاند کو پس اُسوقت مجھے حضرت چاند سے زیادہ خوبصورت معلوم ہوتے تھے ابوہریرہ کہتے ہیں **مش** ما رأیت شیئا احسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان الشمس تجری فی وجھہ یعنی میں نے کوئی شے حضرت سے زیادہ خوبصورت نہ دیکھی گویا آفتاب اُنکے چہرہ میں رواں ہے **ق** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی منقول ہے جب حضرت ہنستے دیواریں روشن ہو جاتیں اور آپ کے دانتوں کا نور عکس آفتاب کی طرح اُن پر پڑتا بعض صحابہ سے منقول ہے کہ خوشی کیوقت چہرۂ مبارک اسقدر چمکتا کہ دیواروں کا عکس اُس میں نظر آتا اور ابن عباس فرماتے ہیں **مش** اذا تکلم رؤی کالنور یخرج من بین ثنایاہ جب آپ کلام کرتے یہ معلوم ہوتا کہ ایک نور آپ کے اگلے دانتوں سے نکل رہا ہے بعض صحابہ کہتے ہیں اگر تو حضرت کے چہرہ کو دیکھتا تو یہ معلوم ہوتا گویا آفتاب طلوع کرتا ہے ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا آپ خوبصورت ہیں یا یوسف فرمایا میں ملیح زیادہ ہوں اور وہ خوب گورے تھے نکتہ نمک کا خاصہ ہے کہ

ہر چیز کو اپنے مزے پر لے آتا ہے اور جس کھانے میں ڈالا جاتا ہے اُسکو مزے دار کر دیتا ہے اسلئے حکیم مطلق نے اُس ہادی برحق کو ملیح کیا تا ایک عالم کو اپنی کیفیت سے متکیف اور مذاق معرفت سے بہر مند و مشرف کریں۔ بروایات صحیحہ ثابت ہوا کہ حضرت جس سے مصافحہ کرتے خوشبو مشک کی اُس کے ہات سے آتی اور جس بچے کے سر پر ہات رکھتے اُس کے سر سے عرصہ تک خوشبو نہ جاتی نیز جس گلی سے گذرتے لوگ خوشبو سے پہچانتے کہ ہمارے حضرت اس طرف سے تشریف لیگئے ام سلیم آپ کا پسینہ شیشی میں جمع کرتیں اور کپڑوں میں لگاتیں مشک اور عطر سے زیادہ خوشبو پاتیں ایک عورت کو تھوڑا پسینہ عنایت ہوا جب کپڑوں میں ملتیں تمام گھر مہک جاتا یہاں تک کہ لوگ اُس کے گھر کو بیت المطیبین کہنے لگے اور کئی پشت تک اُسکی اولاد میں خوشبو باقی رہی جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک دن حضرت نے اپنا ہات میرے رخسار کو مس کیا اس طرح کی خوشبو اور سردی محسوس ہوئی گویا ابھی صندوقچہ عطار سے نکلا ہے وائل بن حجر کہتے ہیں میں نے حضرت سے مصافحہ کرکے اپنے ہات کو سونگھا مشک سے زیادہ خوشبو آتی تھی محمد بن سعید بن مطرب نے خواب میں دیکھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے رخسار پر بوسہ دیا بیدار ہوئے تو تمام گھر مہک رہا تھا اور اُس رخسار سے آٹھ دن تک مشک کی خوشبو آتی رہی اور سید قمر الدین اورنگ آبادی خواب میں مصافحہ شریف سے مشرف ہوئے مدت تک مشک کی خوشبو اُنکے ہاتھوں سے محسوس ہوتی تھی ؎ ز نسیم جانفزایت تن مردہ زندہ گردد ✤ ز کدام باغ اے گل کہ چنیں خوش است بویت۔ کسی نے براء بن عازب سے پوچھا کیا آپ کا مُنہ تلوار کی مانند چمکتا تھا فرمایا نہیں بلکہ چاند کی طرح اور ابن ابی ہالہ کہتے ہیں کہ آپ کی گردن مانند چاندی کے صاف تھی سعد بن وقاص سے منقول ہے میں بیمار ہوا حضرت میری عیادت کو تشریف لائے اور اپنا ہات میری پیشانی پر رکھا پھر میرے مُنہ اور سینہ پر پھیرا اُس دن سے اب تک دست مبارک کی سردی اپنے جگر میں پاتا ہوں۔ مستور بن شداد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت کے ہات کو ہات لگایا ابریشم سے زیادہ نرم اور برف سے زیادہ سرد پایا روایت ہے کہ آپ نے قتادہ بن ملحان کے مُنہ پر ہات پھیرا اُن کا چہرہ ایسا روشن ہو گیا کہ ہر چیز کا عکس اُس میں نظر آنے لگا اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ آپ کا حسن عالم سے نرالا تھا اور رنگ بدن نہایت روشن جو آپ کا وصف بیان کرتا چودھویں رات کے چاند سے تشبیہ دیتا اور پسینہ آپکا چمک اور صفائی میں موتی کے مانند اور خوشبو میں مشک اذفر سے بہتر تھا کعب بن مالک کہتے ہیں جب آپ خوش ہوتے یہ معلوم ہوتا کہ آپ کا مُنہ ٹکڑا ہے چاند کا علامہ قسطلانی کہتے ہیں کہ یہ سب تشبیہات راویوں کی سمجھ پر واقع ہیں ورنہ درحقیقت چاند اور سورج اور آئینہ کو اُس جمال باکمال سے کچھ نسبت نہیں ؎ فتنہ سوار من کہ مہ آئینہ دار حسن اوست ✤ تاج خورشید بلندش خاک نعل مرکب است۔ جمال یوسفی کہ ایک عالم اُس پر شیدا ہے اور نظیر و ثانی اُس کا جہان میں ناپید احسن محمدی کا ایک شمہ تصور کیا چاہئے اذا ھو قد اعطی شطر الحسن سے یہ مراد ہے کہ اُس حسن خداداد کا ایک پرتو عالم پر چمکا اُس میں سے ایک حصہ یوسف علیہ السلام کو ملا باقی تمام جہان میں تقسیم ہوا ماہ و خورشید و زہرہ و مشتری میں وہی نور درخشاں ہے اور زمین و آسمان عرش و کرسی اُس پرتو سے روشن و تاباں اُسی کے فیض سے چمن دنیا تازہ و سیراب ہے اور اُسی کی آب و تاب سے گلشن جنت سرسبز و شاداب پروانہ اُسی کی جھلک شمع میں پاتا ہے کہ اُس کے سوز

عشق میں اپنی جان جلاتا ہے اور مرغ چمن آسی کا رنگ گل میں دیکھتا ہے کہ اُس کے درد فراق سے آہ و نالہ کرتا ہے اور شور و غوغا مچاتا ہے جملہ ارواح و اجسام ظل اُس جمال سراسر نور کے ہیں اور تمام انوار ارضی و فلکی عکس اُس نور سراپا ظہور کے ہیں ؎ اے قصہ بہشت زکویت حکایتے * شرح جمال حور زرویت روایتے * انفاس عیسیٰ از لب لعلت لطیفۂ * آب خضر زنوش دہانت کنایتے ۔ ہر چند کہ اُس کا عکس ہر رنگ میں چمک رہا ہے مگر اُس کی حقیقت ادراک عقول سے برتر اور ورا ہے صانع باکمال نے اُس جمال کو اپنے دیکھنے کیواسطے بنایا اور اپنی محبوبیت کے واسطے پسند فرمایا عقول بشریہ کی کیا تاب جو اُسے ادراک کریں اور اُس کی حقیقت و ماہیت کی تنقیح کر سکیں شپر آفتاب کو کب دیکھ سکتا ہے اور سایہ نور کے مقابل کب آسکتا ہے علامہ قرطبی کہتے ہیں آپ کا جمال کسی پر ظاہر نہ ہوا اگر ظاہر ہوتا کوئی شخص دیکھنے کی تاب نہ لاتا اور ثابت ہے کہ جبرئیل امین خدمت سید المرسلین میں بصورت دحیہ کلبی آیا کرتے صورت اصلی اُن کی کسی کو نظر نہ آتی ایک بار ابن عباس نے دیکھ لئے تھے بسبب شرف صحبت و قرابت حضرت کے اُس وقت محفوظ رہے مگر آخر عمر میں اندھے ہو گئے اگر حور بہشت کا ایک کنگن دنیا میں ظاہر ہو جائے اُسکی روشنی نور آفتاب کو اس طرح محو کر دے جیسے آفتاب کی روشنی ستاروں کو چھپا دیتی ہے پس صورت محمدی کہ ہزار درجہ صورت جبرئیل اور جمال حور سے روشن تر اور لطیف تر ہے کس طرح نظر آسکے اور اُس کے دیکھنے کی کون تاب لا سکے ؎ کیا منہ ہے آئینہ کا تری تاب لا سکے * خورشید پہلے آنکھ تو تجھ سے ملا سکے ۔ مگر ہر شخص اُس جمال باکمال کو اپنے حال کے موافق دیکھتا ایک دن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے ماہ بنی ہاشم دنیا میں کوئی شخص آپ سے زیادہ خوبصورت نہ پیدا ہوا فرمایا تو سچ کہتا ہے ابوجہل نے کہا مجھے تم سے بدشکل زیادہ کوئی نظر نہیں آتا فرمایا تو سچ کہتا ہے صحابہ نے تعجب سے کہا یا رسول اللہ یہ کیا فرمایا ارشاد ہوا ہر شخص مجھے اپنے ایمان کے موافق دیکھتا ہے یعنی ابوبکر کی نگاہ میں تمام جہان سے زیادہ خوبصورت اور ابوجہل کو سب سے بدصورت معلوم ہوتا ہوں ولٰلہ در من قال ؎ تراچناں کہ توئی ہر نظر کجا بیند * بقدر بینش خود ہر یکے کند ادراک ۔ اگر چشم ظاہر اسکو دیکھ سکتی رویت میں تفاوت نہ ہوتا اور یہ تفاوت اس سبب سے نہیں کہ مرئی میں تغیر یا اُسکے ظہور میں نقصان ہے بلکہ در حقیقت دیکھنے والے کا نقصان اور اُس کی نظر میں فتور ہے ؎ گر نہ بیند بروز شپر چشم * چشمۂ آفتاب راچہ گناہ ۔ اس مقام سے ایک اور دقیقہ بھی حل ہوتا ہے کہ وہ جمال باکمال خواب میں بھی بقدر ایمان و استعداد خواب دیکھنے والوں کے مختلف احوال پر نظر آتا ہے یہ خواب جھوٹا نہیں ہوتا جس نے دیکھا بے شک حضرت کو دیکھا مگر دیکھنے دیکھنے میں فرق ظاہر ہے کما لا یخفی علاوہ بریں کوئی محب نہیں چاہتا کہ محبوب کا حسن دوسرے پر کما حقہٗ ظاہر اور جو ادا میرے ساتھ ہے کوئی اور بھی اُس میں شریک ہو تبتل الیہ تبتیلا یعنی تمام عالم سے انقطاع کلی کر کے میری طرف ٹوٹ رہ اور کسی سے کام نہ رکھ انا و انت و ما سویٰ ذلک خلقت لاجلک میں اور تو اور جو کچھ میرے اور تیرے سوا ہے میں نے تیرے لئے پیدا کیا ہے کہتے ہیں ام المومنین محبوبہ سید المرسلین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک دن اپنی سوئی ڈھونڈتی تھیں کہ حضرت تشریف لائے اور اُن کی اس بات پر متبسم ہوئے اثنائے تبسم میں دندان مقدس کا ایک کنارہ ظاہر ہوا کہ اُسکا نور آفتاب کی روشنی پر غالب آیا اور اُس کی

روشنی میں سوئی مل گئی شاید وہی دندان مبارک جنگِ احد میں شہید ہوا اور ظاہر ہے کہ جب مخلوق ادراک حقیقت سے قاصر ہے تو تعریف و توصیف بھی اُس کی قدرت سے باہر ہے ولنعم ماقیل ؎ یا صاحب الجمال ویا سید البشر ✤ من وجهك المنير لقد نور القمر ✤ لايمكن الثناء كما كان حقه ✤ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ✤ خدا اُس کو جانتا ہے اور وہ خدا کو پہچانتا ہے فضولی کو یہاں دم مارنا بے جا ہے حقیقت اُس جمال دلربا کی وہی ہے جو اُس کے پروردگار نے قرآن مجید و فرقان حمید میں بیان فرمائی یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝ اے نبی ہم نے تجھے بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ چمکتا **فائدہ** علماء نے اس جگہ چار وجہ تشبیہ کی بیان فرمائیں **اوّل** جس طرح چراغ سے تاریکی دور ہوتی ہے اور مکان روشن ہوجاتا ہے اسی طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود سے کفر و شرک کی تاریکی دور ہوئی اور تمام عالم نور ایمان و عرفان سے منور اور روشن ہوگیا **دوم** جس گھر میں چراغ ہوتا ہے اُس میں چور نہیں جاتا اسی طرح جس دل میں حضرت کی محبت کا چراغ روشن ہے دُزدِ متاع ایمان یعنی شیطان اُس پر قابو نہیں پاتا۔ **سوم** چراغ کا نور خانہ تیرہ کو روشن کرتا ہے اور آپ کی محبت کا نور دل تیرہ کو روشنی بخشتا ہے **چہارم** جس گھر میں چراغ ہوتا ہے وہاں بیٹھنے سے جی نہیں گھبراتا اسی طرح جس دل میں حضرت کی یاد ہے غم و الم اُسکے پاس نہیں آتا اور بعض مفسرین سراج منیر کو آفتاب سے تفسیر کرتے ہیں اور کریمہ تبارك الذی جعل فی السماء بروجًا وجعل فیها سراجا وقمرا منیرا کو اس تفسیر کی دلیل ٹھیراتے ہیں اس تقدیر پر وجہ تشبیہ کی یہ ہے کہ جس طرح سورج کا نور تمام عالم میں منتشر ہے اسی طرح سارا جہان آپ کے نور سے منور ہے اور جس طرح خدا تعالیٰ نے ستاروں کو مسافروں کی رہنمائی کے واسطے بنایا اور آفتاب کو بکثرت نورانیت اُن سے ممتاز فرمایا اسی طرح انبیاء علیہم السلام کو گمراہوں کی ہدایت کیواسطے بھیجا اور ہمارے حضرت کو اس بات میں اور تمام فضائل و کمالات میں اُن سے افضل و اکمل کیا والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ یعنی اے محمد قسم تیرے روئے درخشاں کی کہ صبح کی مانند روشن و تاباں ہے اور قسم تیری زلف مشکیں کی کہ رات کی طرح سیاہ ہے ما ودعك ربك وما قلیٰ نہ تجھے تیرے رب نے چھوڑا اور نہ دشمن پکڑا طٰهٰ ما انزلنا علیك القرآن لتشقیٰ۔ طا کے عدد نو اور ہا کے پانچ ہیں نو اور پانچ چودہ ہوتے ہیں یعنی اے چودہویں رات کے چاند ہم نے تجھ پر قرآن اس لئے نہیں اُتارا کہ تو مشقت میں پڑے ؎ ممدوحِ خدا ہے وہ ازل سے ✤ ہوں کس سے بیاں وصف اُس کے وصاف ہو جس کا خود ہی باری ✤ ہے وصف میں اُس کے خامہ عاری۔ اے عزیز اگرچہ حقیقت اُس جمال دلربا کی دریافت نہیں ہوسکتی مگر جس طرح عالم رویت میں ہر شخص بقدر اپنے ایمان و محبت کے دیکھ لیتا تھا اسی طرح عالم تصور میں بقدر تصفیہ و تجلیۂ قلب و ایمان و محبت کے ادراک اُس کا جائز و روا ہے پس بحکم مالا یدرك كله لا يترك كله کے صورت بابرکت کی صفت و ثنا بقدر اپنی استعداد کے اس مختصر میں لکھنا گنجائش رکھتا ہے اور بایں وجہ کہ رعایت ادب اور پاس شریعت نزاکتِ معنی و حسنِ عبادت سے اہم ہے اُن امور سے کہ شعراء عصر میں بے تکلف مروج ہیں احتراز کیا جاتا ہے۔ اب قلم اور زبان بہزار عجز و انکسار عرض مطلب میں مشغول ہوتا ہے **نظم** ان نلت یا ریح

الصبا یوما الی بیت الحرم ÷ بلغ سلامی روضۃ فیہا النبی المحترم ÷ من خدہ بدر الدجیٰ من وجہہ شمس الضحیٰ ÷ من ذاتہ نور الہدیٰ من کفہ بحر الھمم **نظم** دیدۂ خورشید زار از رویش ÷ سنبلستان مشام از بویش ÷ پیش رویش بہشت ساختہ رو ÷ حبذا خوائے صاحب این خو۔ یا ایہا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ وآلہ۔

سر انور سراسر سرِ الٰہی سے معمور مخزن دانش و شعور سر دفتر دیوان سر بلندی درۃ التاج فرق ارجمندی قبۂ انوار غیبیہ خزانہ اسرار الٰہیہ درج گوہر نبوت برج سپہر رفعت حبّ بلند و بالا ہمسر اُسکا دیکھا نہ سنا اور فر رسالت اُس سے پیدا افسر شفاعت اُس پر زیبا سر فرازان عالم اُسکی سرکار میں فرق ارادت زمین انکسار پر رکھتے ہیں اور سرشاران بادہ نخوت اُسکے حضور اپنی سرکشی اور خودسری سے توبہ کرتے ہیں ؎ تاج خورشید ہمیشہ ہے اُسی سے پرنور ÷ بہر تسلیم جھکے رہتے ہیں سر اُس کے حضور۔ فلک نیلگوں اُسکی طلب میں سرگرداں ہے اور اوج گردوں اُس فرق ہمایوں پر قربان سرو سرفراز اُسکی یاد میں بہار و خزاں سے آزاد۔ اور ہمائے بلند پرواز اُسکے ہوائے شوق میں خانماں برباد۔ فرقد فلک اُسکی جناب میں سر بزمین نیاز اور سر سربلنداں اُس کے قصر رفعت کا فرش پا انداز۔ طائر تیز پرواز عقل اُسکے اوج سے بال و پر شکستہ۔ اور سمند صبا گام خیال اُس کی توصیف میں پائے خرام بستہ ؎ دامن صبا نہ چھو سکے جس شہسوار کا ÷ پہنچے کب اُس تک ہاتھ ہمارے غبار کا۔ یا ایہا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ وآلہ۔ **جبین انور** آگیں لوح سیمیں یا مشرق خورشید ہے اور لوح سیمیں جبیں بیاض بیت ابرو یا مطلع ہلال عید۔ گل صبح اُس مہر تابندہ کے پرتو سے شگفتہ خاطر۔ اور آئینہ حلب اُس ماہ درخشاں کے تصور سے حیران و ششدر۔ گلستان ارم اُس فاتح مصحف رخسار کے افاضہ سے شگفتہ و خنداں۔ اور نیر اعظم اُس آفتاب عالم افروز کے انارہ سے تاباں و درخشاں۔ ماہ سیمیں عذار اُس کی صفائی کا بندہ اور زر مغربی آفتاب اُس کی رنگینی کا شرمندہ۔ آب بلور اُس کی صباحت سے پانی پانی۔ اور رنگ شفق عشق طلعت میں زعفرانی۔ یا ایہا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ وآلہ **ابروئے دل نشیں** لوح جبیں کے قریں مطلع نجم سعادت۔ موج بحر لطافت۔ ہلال ماہ عید۔ طاق خانہ خورشید۔ مد تسمیہ صباحت حرم حریم ملاحت بیت حمد کبریا۔ جوہر آئینہ مصفا سفینہ نجات نوح کلید ابواب فتوح۔ فلک پیر خم اُس محراب کعبہ کے گرد طواف کناں۔ اور ہلال عید اُس طاق حرم پر جان و دل سے قربان۔ دل زاہد اُس گوشۂ عافیت میں چلہ نشیں۔ اور کماندار فلک اُس کے حضور سر بہ زمیں۔ تیر قضا اُس کے اشارہ پر چلتا ہے اور سینہ ماہ دوہفتہ اُس کے تیر محبت سے خستہ ہے۔ تودۂ خاک سے قاب قوسین تک اُس کی شہرت ہے اور گاؤ زمین سے اسد فلک تک نشانہ تیر محبت کشتی ہلال گرداب شوق میں سرگرداں اور قوس فلک خون شفق میں غلطاں ؎ ہر مہینہ میں نیا عکس مہ نو اُس کا ÷ زیب طاق حرم کعبہ ہے پرتو اُس کا۔ یا ایہا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ وآلہ **رگ ہاشمی** تو سین ابرو میں نمایاں ہے یا کمان ہلال میں تیر کہکشاں کمان رستم اُس تیر غضب سے سہمناک اور سینۂ دشمناں اُس نشتر رگ جان سے چاک چاک۔ اعدائے خطا کار اُس ناوک جگر دوز کے خوف سے بیجاں۔ اور کفار بد اطوار اُس سنان خوں بار کی خلش سے تودۂ خاک پر غلطاں یا ایہا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ وآلہ **مژگان دلستاں** اعراب قرآن ہیں۔ یا رگ جان مشتاقان۔ جوہر آئینہ

عارض تاباں۔ شعاع خورشید روئے رخشاں بسالک مسالک راستی اکسیر ایمان کی بوٹی۔ صحرائے عرب اُس غزۂ مشک فام کی خوشبو سے رشک تاتار۔ اور گریبان سحر اُس تار شعاعی کے سودائے محبت میں تار تار۔ کماندار چرخ اُسکے تیر محبت کا گھائل اور نیزہ باز فلک اُس کے پیکانِ عشق سے بسمل یا ایھا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ وآلہٖ چشم نرگسیں اور دیدہ سرمگیں۔ گنجینہ نگاہ حق بیں۔ آئینہ تجلی رب العالمین۔ نرگس گلزار جمال۔ مرآت حسن لایزال۔ بینائے جمال کبریا ناظورہ دیوان اصطفا۔ طبیب صحت نرگس بیمار۔ مبداء سواد و بیاض لیل و نہار۔ مخزن انوار و اسرار منظور نظر اولو الابصار قرۃ العین حور عین چشم و چراغ اہل دین۔ نور عیون اہل نظر۔ روشنی چشم ابوالبشر۔ چشم بد دور عجیب آنکھ ہے ماشاء اللہ کہ چشم فلک کو باین گردش لیل و نہار نظیر اُس کا نظر نہ آیا اور آہوئے حرم نے چین و ختن تک ڈھونڈا کہیں ہمسر اُسکا نہ پایا دام سے اُسکو تشبیہ دینا سراسر بے مغزی اور آہوئے ختن کی آنکھ سے مشابہ کہنا عین خطا اور نادانی غزالان چین اگر اُس چشم سرگیں کو دیکھ پائیں عمر بھر اشک حسرت آنکھوں سے بہائیں اور آہوان ختن اگر اُس دیدہ نرگسیں کے سامنے آئیں چوکڑی بھول جائیں۔ آفتاب اُس عین عنایت کے شوق میں سرگرداں اور چشم صدف اُسکی یاد میں دیدۂ طوفاں دیدہ سے گوہر فشاں۔ ابر گہربار اُس کے سیر چشمی کا کاسہ لیس اور کماندار فلک اُسکے تیر نظر پر قربان ہونے کو لیس۔ گنہگاران اُمت کو اُس سے چشم شفاعت اور تہیدستان عالم کو چشم داشت عنایت سے چراغے کہ تا او نیفروخت نور + ز چشم جہاں روشنی بود دور + سواد فلک گشت گلشن بدو + شدہ روشناں چشم روشن بدو۔ پتلی طور تجلی خدا۔ منظور نظر کبریا۔ تار نگہ کو شعاع خورشید کہنا ناروا اور سرمۂ چشم کو سنگ موسیٰ سے تشبیہ دینا بیجا آئینہ مازاغ اُس چشم خدا بیں کا سرمہ بصر ہے اور کریمہ ما طغی اُس دیدۂ سرگیں کا کحل جواہر مانگ کوچۂ خلد دنیا میں دکھاتی ہے اور کہکشاں فلک کو راہ بتاتی ہے شعرا کا زلف معنبری کی تعریف میں قافیہ تنگ ہے اور شب دیز فکر کا اُسکے میدان مدحت میں پائے خرام لنگ۔ موشگافان جہاں اُسکی توصیف میں قاصر۔ اور باریک بینان عالم اُس کی تشبیہ میں سراسیمہ و پُر تحیر سے بال بھر بھی نہیں وصف اُس کا ادا ہوتا ہے + موشگافی کریں گر لاکھ تو کیا ہوتا ہے۔ نہ اُسے افعی پیچاں کہہ سکتے ہیں اور نہ زنجیر جنوں اور شب ہجراں سے تشبیہ دے سکتے ہیں کہ یہاں حد ادب سے سرِ مو تجاوز بلائے ایمان ہے اور بال بھر بیباکی سراسر اندھیرا اور وبال جان بلکہ تشبیہ اُن بالوں کی شب قدر سے بھی بیجا ہے اور تمثیل اُن زلفوں کی لیلۃ البرات سے سراسر خطا۔ سنبل ژولیدہ مو کو اُس طرۂ شائستہ سے کیا مناسبت اور مشک ختن کو اُس گیسوئے عنبری سے کیا مشابہت کہ مشک خون ظبیات ہے اور وہ لام اسم ذات سنبلۂ فلک اُسکے طلب میں سرگرداں اور سنبل چمن سودائے نکہت میں آشفتہ و پریشان سے ہے پریشانی سنبل سے عیاں خود اس کی + ہوش پھولوں کے اڑا دیتی ہے خوشبو اُسکی۔ سایہ اُس زلف سیاہ فام کا سینۂ ماہ میں نمایاں ہے اور دماغ عشاق خیال نکہت سے غیرت سنبل و ریحاں سے دماغ از تار موئے او تتا راست + نگہہ را باغ روئے او بہار است۔ شہباز فکر اس جگہ دام حیرت میں گرفتار ہے کہ مہتاب سنبلہ میں جا سکتا ہے اور ابر آفتاب پر آ سکتا ہے مگر یہ طرفہ تماشہ ہے کہ رات کون کیجا واللیل اذا یغشی والنہار اذا تجلی سے کیا زلف کا قرینہ ہے روئے جناب سے + لب ریز دامن شب قدر آفتاب سے روئے روشن زلف سیاہ میں نمایاں

ہے یا نور بصر مردمک چشم سے نمایاں ۔ زہرہ اُس مشتری طلعت سے شرمندہ ۔ اور چاند اس مہر جہاں تاب کا داغی بندہ ۔ ماہ دو ہفتہ پرتو عارض سے تاباں ۔ اور مہر منور نور رخسارے سے درخشاں ۔ شمع حرم اُس کے شعلۂ محبت سے روشن ۔ مرغ چمن اُس کی یاد سے گل مراد بدامن ۔ شمس بازغہ اُسکے مدرسۂ تنویر میں شمسیہ خواں ۔ اور قمر دو ہفتہ اُس مصباح ہدایت کی ضو سے سراج آسمان ۔ چراغ خرد اُسکی لَو سے منور ۔ اور فانوس خیال اُسکے پرتو سے چراغ در بر عکس تجلی مرات عارض میں باہر ۔ اور صورت معنی آئینہ رخسارے سے ظاہر ۔ اس آئینہ سے صاف عیاں قدرت حق ہے + پہلا تو یہی حسن کے دیواں کا ورق ہے ۔ لعل بدخشاں کا اُس کی رنگینی سے دم فنا ۔ اور گل گلستاں کا مرمر خجالت سے رنگ ہوا ۔ روئے گل ہی پہ نہیں تیز وہ رخسارے ہیں + ایک رُخ کیسا خجل اُن سے تو رُخ سارے ہیں ۔ اُس عارض پر نور کے عشق میں رنگ رخسار سحر فق ہے ۔ اور سینۂ ماہ شق ۔ مرآت خیال کو سکتہ ۔ چراغ صبح سسکتا ۔ گل سوکھ کر کانٹا ۔ نسیم بہار بے دست و پا ۔ مطبخ گلزار سرد ۔ رنگ شفق زرد ۔ دل شبنم افسردہ روئے گل پژمردہ ۔ دریا گریاں ۔ خورشید سرگرداں ۔ مرجان بیجان ۔ آئینہ حیران ۔ شمع چراغ سحر ۔ عقیق خون در جگر پروانہ فدا ۔ بلبل بے نوا ۔ لالہ خونیں کفن ۔ قمری طوق غم بگردن ۔ یاقوت بیدم ۔ لعل زیر بار غم ۔ ید بیضا دست بر دل ۔ تدروئے تیغ بسمل ۔ مرغ چمن کو اُس گلستان خوبی کی یاد میں سبق بوستاں فراموش اور عندلیب طبع اُس گل رنگین کے نشار شوق میں گلزار جہاں سے غافل اور مدہوش ۔ آئینہ حلب پر اگر وہ ماہ عرب عکس افگن ہو سوز محبت سے گل جائے ۔ اور ورق گل پر اگر وصف رخسار رنگین زیب رقم ہو اپنے پیرہن میں پھولا نہ سمائے ۔ یاایھا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ وآلہٖ ۔ ریش مطہر گرد رخسارۂ انور ہالہ قمر یا جدول قرآن ہے ۔ اور خط مبارک مصحف عارض پر منہیہ لوح محفوظ یا حاشیہ صحیفہ ایمان ۔ خط شفاعت اُسے کہنا زیبا ۔ اور فرمان بخشش اُمت سمجھنا روا ۔ انیس بال سپید اُس میں نمایاں ہیں ۔ یا شعاع قمر تاریکی شب میں تاباں ۔ یاایھا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ وآلہٖ ۔ نگاہ ماہ دو ہفتہ کی تابش دنداں پہ کام نہیں کرتی ۔ اور نظر مہر تابندہ کی اُن کی چمک دمک پر نہیں ٹھیرتی ۔ ماہتاب اُن کے خیال میں رات بھر تارے گنتا ہے ۔ اور آفتاب سودائے محبت میں تمام دن تنکے چنتا ہے ۔ نیساں اُن کے عشق میں نالاں اور سبعہ سیارہ سرگرداں ۔ ستارہ تبخالہ دریا ۔ آتش لعل کا نالہ ۔ برق بیتاب ۔ مروارید غرق گرداب ...... لکڑی اُن دانتوں سے الماس کا بھی دل ہووے ۔ بیدھا جاوے کوئی موتی جو مقابل ہووے ۔ نہ انھیں دانہ انار سے تشبیہ دے سکیں اور نہ تسبیح ثریا اور عقد پروین کہہ سکیں بلکہ دندان رشک دُر ہیں دہن رشک درج ہے + بتیس آفتاب ہیں اور ایک بُرج ہے یاایھا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ وآلہٖ دہن رشک چمن اسرار الٰہی کا خزینہ ۔ جواہر جنت کا گنجینہ ۔ پھول اُس گل رعنا کی مشابہت سے شگفتہ دل ۔ اور غنچہ اپنی نارسائی سے دل تنگ اور منفعل ۔ کہ ہزار رنگ لاتا ہے ۔ مگر مداح دہن اُسے منہ نہیں لگاتا ۔ باین وجہ منتظر کمال کو کامل سے کیا مناسبت اور انقص کو اکمل سے کیا مشابہت تنگی دہن زناں ناقصات العقل والدین کی صفت ہے ۔ اور مناسب حال مردان میدان فراخی و وسعت ۔ افواہ اُس دہن رشک

عدن کی آسمان وزمین میں منتشر۔ اور آوازہ اُس شگاف قلم صنع کا تقریر و تحریر سے باہر۔ جوہری فلک اُس کانِ جواہر کی جستجو میں سرگرداں۔ اور خضر رہنما اُس چشمۂ حیواں کی تلاش میں سربہ بیاباں۔ دہن خوبرویاں اُس کے مقابل کالمعدوم۔ اور غنچہ خاطر خوباں اُس کی یاد میں مغموم۔ بلبل خوش نوا نثار طرز تکلم اور گل رنگیں ادا قتیل جلوہ تبسم یا ایھا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ وآلہٖ زبان چشمۂ حیواں کی موج روح افزا ہے۔ یا دائرۂ دوہلال لب میں ایک خورشید جلوہ فرما۔ ہر زباں داں اُس کی تعریف میں عذب البیان۔ اور سوسن دہ زبان اُسکی توصیف میں رطب اللسان۔ یوسف مصری اُسکی مدحت سے شیریں دہاں۔ اور طوطی سدرہ اُسکی نعت میں شکر فشاں ہے۔

حلاوت چاشنی گیر از بیانش + بہ شیرینی موطف از زبانش یا ایھا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ وآلہٖ لب نوش آگین غیرت انگبیں۔ اور لعل نوشیں رشک قند شیریں۔ حب نبات شیریں کلامی۔ قند مکرر عذب البیانی ورق ورد احمر۔ آب روئے گوہر۔ جان لعل و مرجان۔ روح گلزار رضواں۔ لطافت موج طراوت۔ طراوت جوئبار لطافت گلدستہ بزم زیبائی۔ بہارستان رنگیں ادائی۔ نام خدا ہر بات اُس کی آب خضر سے جانفزا تر۔ اور ہر کلمہ اُس کا معجزہ مسیح سے افضل و برتر ہے دم میں مردوں کو جلاتی ہے عنایت اُس کی + لب عیسیٰ سے کوئی پوچھے حقیقت اُس کی۔ نیشکر اُس کی شیریں بیانی سے انگشت حیرت در دہاں اور حلوائے مقراض وصف شکر افشانی میں بریدہ زباں آب شیریں فرات اُس کے حسن و صفا کے آگے پانی بھرتا ہے اور شکر لبوں کا اُسکے سامنے اپنی گفتار شیریں سے دل کٹھا ہے لبش جاں داروئے لعل بدخشاں + زمیں بوسش کناں یاقوت درکاں۔ محبوبان مصری اُسکے ہجر میں تلخ کام اور عقیق یمنی اُسکے عشق میں خون آشام ہے کوثر کا اشتیاق میں اُن کے یہ حال ہے + گویا وہ تشنہ لب تہہ آب زلال ہے۔ یا ایھا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ وآلہٖ گوش حق نیوش تعلب فلک سے ہم دوش اور در یتیم اُس کان صباحت کا حلقہ بگوش ہے اُس کان کی ثنا نہیں ممکن زبان سے + دیکھا نہ آنکھ سے نہ سنا کان سے۔ شمع کافوری اُسکی لو میں سرگرم سوز و گداز اور صدف دربار آوازہ زیبائی سے گوش بر آواز یا ایھا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ وآلہ یعنی الف ابجد ازل ہے یا نخل طوبیٰ کا پھل۔ جوہر آئینہ رو۔ تیر کمان ابرو نخل بادام جنت موج بحر رحمت۔ شاخ نہال اُمید شعاع نور خورشید۔ گل باغ مہربانی نصف مصحف کی نشانی یا ایھا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ وآلہٖ۔ گردن انور فوارۂ نور ہے یا صراحی بلور۔ اور چراغ فلک اُسکے پرتو سے روشن خیال ناعت اُسکی لو سے شمع انجمن۔ یا ایھا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ وآلہ طبع نازک اگر باریک بینی پر کمر چست باندھے اور بال کی کھال نکالے عقدۂ کمر مبارک نہ کھول سکے اُس سرمایۂ اقبال کو بال کہنا وبال اور اُس باعث ایجاد کو عنقا سمجھنا محال ہے قاف تک ہم نے بہت کاف کمر ڈھونڈا ہے + کمریں دیکھی ہیں مگر ایسی کمر عنقا ہے۔ اُس کنہ حق کو تار شیرازہ ہستی لکھنا بجا ہے۔ اور اس رشتہ یقین کو جوہر آئینہ قدرت کہنا زیبا سینہ مہر گنجینہ حسن و صفا کا خزینہ۔ لوح محفوظ ہے یا مرأت تجلی۔ آئینہ قدرت یا سیم فردوس کی تختی ہے صدر دیوان رسالت کا عجب سینہ ہے صورت علم لدنی کا وہ آئینہ ہے۔ اہل انصاف کے نزدیک انکشاف اُس کی حقیقت کا محال ہے اور زبان وصاف

بیان اور صاف میں لال۔ خط سیاہ اُس سینہ صاف پر کھنچا ہے یا دست قدرت نے دست اوپر صحبت ورق آفتاب پر لکھا ہے۔ **شکم مبارک** تختہ سیمیں ہے یا لوح صندلین۔ الماس کا پرچہ یا چاند کا ٹکڑا۔ آئینہ مصفا اُس کی صفائی سے حیران ہے کہ پشت مبارک اُس شکم صاف سے صاف عیاں ہے ؎ ہے سوا بدر سے شان شکم صاف اُس کی + چشم اختر بھی جھپک جائے وہ ہے ناف اُسکی یا ایھا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ وآلہٖ **ناف جناب** دریائے لطافت کا گرداب یا بحر صفا کا گوہر خوش آب۔ کاخ تجلی کا روزن سربستہ۔ یا حسن وصفا کی چشم نیم واسہ یا ناف پاک ننھا سا اِک جام نور ہے + جس میں زلال چشمۂ آب بلور ہے یا ایھا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ وآلہٖ۔ **مہر نبوت** پشت مقدس پر مختوم ہے اور نام خدا اُس میں مرقوم ہے ؎ نئے انداز کی یہ مہر ہوئی عالمگیر + سکہ میں کھدا نام شہنشاہ و وزیر۔ **شانہ** ایک ایک شان وشوکت میں یگانہ۔ زور و قوت میں یکتائے روزگار لشکر کشی کو سر سے تیار جس نے ہات ملائے سلطنت دارین عنایت فرمائے ؎ محیطے چہ گویم کہ بارندہ میغ + بیک دست گوہر دگر دست تیغ + بہ گوہر جہاں را بیاراستہ + بہ تیغ از جہاں دا ذو دیں خواستہ **ہات** موج دریائے کرم ہے۔ اور دستگیر عاصیان اُمم۔ الف الطاف واکرام۔ شاخ نہال انعام۔ مفتاح باب رحمت۔ کلید ابواب جنت۔ ید بیضا اُس گلدستۂ فردوس کا ہوا خواہ اور دست اندیشہ اُس کے دامن ثنا سے کوتاہ۔ **پنجہ** خورشید رات دن پھرتا ہے مگر پنجہ مبارک کا ہمسر شش جہت اور ہفت کشور میں ہات نہیں آتا اور سوسن دہ زبان ہر چند شش و پنج کرتا ہے لیکن دونوں عالم میں ایک شے کو بھی اُس مربع نشین چار بالش یکتائی سے تشبیہ کے قابل نہیں پاتا۔ **بازو** موج بحر حسن وضیا۔ شمع **ساعد** اندھیرے کا اُجالا مہ نو ناخن کی صفا سے شرمسار۔ اور ناخن تدبیر اُس کی عقدہ کشائی پر نثار یا ایھا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ وآلہٖ شاخ نسرین **ساق سیمیں** پر فدا اور گل رنگیں کا اُس کی رنگینی دیکھ کر دم ہوا۔ شمع اگر اُس مہر طلعت کو دیکھ لے روشنی اُس کی کافور ہو جائے۔ اور سکندر اگر اُس مرأت تجلی کا وصف سُن لے آئینہ اپنا طاق دل سے گرائے یا ایھا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ وآلہٖ سرداران عالم **قدم مبارک** کو آنکھوں سے لگاتے ہیں اور ارباب بصیرت خاک پا سے کحل الجواہر بناتے ہیں بنائے دین اُس کے ثبات سے قائم واستوار اور طاؤس طناز یا دخرام ناز میں بیقرار و اشکبار ؎ حسن رفتار زمانہ سے جدا اُس کا ہے + چرخ پامال نشان کف پا اُس کا ہے۔ نرگس جنت انتظار قدوم میں چشم براہ۔ اور آب حیواں اُس کی خاک پا کا ادنیٰ ہوا خواہ پشت قدم رخسارہ حور سے صاف۔ اور کف پا لوح بلور سے شفاف **نکہت** جسم مشک بو سے مشام جان معنبر اور دماغ قدسیاں معطر اور شمیم بدن گلگوں سے صحن کعبہ رشک چمن۔ اور کوچہائے مدینہ غیرت گلشن آسکے نفحۂ عنبرین سے بخت خفتہ بہار بیدار اور سودائے رائحہ مشکیں میں دامن تاتار تار تار۔ مشک ختن اُس کا حبشی بندہ اور عرق بہار اُسکے سامنے شرمندہ اور گل عرق تشویر برود ستہ سنبل آشفتہ منہ یا ایھا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ وآلہٖ **لطافت تن** رشک یاسمن سے محیط۔ فکر بر گرداب۔ اور زورق خیال در تہہ آب **نرمی بدن** فلک اطلس پر پشت پا مارتی ہے اور **نزاکت جسم** حریر جنت پر پاؤں نہیں رکھتی ایک عالم عشق ملاحت سے شوریدہ سر اور در یتیم یاد صباحت میں چشم تر رنگ **صفا** آئین

اُس تن سیمیں کا نور دیدہ صفائی ہے اور آئینۂ جمال رنگین ادائی۔ رنگِ روئے خورشید روبرو اُسکے زرد اور گرم بازاری آفتاب حضور اُسکے سرد۔ آئینہ سکندر مقابل اُس کے حیران۔ اور مشتری فلک اُس کی طلب میں سرگرداں۔ چراغ بدخشاں اُس کے سامنے بادِ خجالت سے گل اور گل رخان فرخار اُس کی یاد میں ہمصفیر بلبل یادِ قامت میں سینہ گلشن سے آہ سرد بلند اور سروِ آزاد زنجیر حسرت میں پابند۔ سرو در باغ بیک پائے ستادہ است نگر + بر کاب تو رود گر بودش پائے دگر۔ نخل طوبیٰ میں کیا شاخ ہے جو اُس نونہالِ خوبی سے ہمسری کا دعویٰ کرے اور شمشاد کی کیا بنیاد جو اُسکے سامنے سر اُٹھائے مصرعِ سروِ گلستاں اُس کے وصف میں موزونی سے بے بہرہ اور الف اُس کی مشابہت سے حروف تہجی کا پیشوا۔ ہزار داستان چمن اگر اُس قامت موزوں کا وصف سُن پائے ہزار شاخیں مصرعِ شمشاد میں نکالے اور قمریِ مسجع سخن اگر اُس غیرت طوبیٰ کو دیکھے الف سرو کو صفحہ خاطر سے مٹائے وہ قامت زیبا اور قد رعنا نخل میوہ بہار ہے یا نہال خورشید بار۔ رونق نونہالان چمن رایت اقبال گلشن۔ نونہال باغ ارم۔ الف اسم اعظم ؎ اس ایک الف سے ارض بھی ہے اور سما بھی ہے + دنیا کی ابتدا بھی ہے اور انتہا بھی ہے یاایہا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ وآلہ سایہ بلند پایہ اُس قد زیبا کا عنقا رقاف نایابی ہے یا سرمۂ چشم عدم اور ظل ہمایوں اُس سروِ رعنا کا مردمک دیدۂ آدم ہے یا نور عین نیّر اعظم ماہ منور کے قریب اندھیرا کس نے دیکھا ہے اور مہر انور کے پاس سایہ کب آسکتا ہے ؎ فتادہ سایہ زاں خورشید رخ دور + کہ باہم راست ناید ظلمت و نور۔ اگر جسم نورانی کیلئے سایہ فرض کیا جائے نور کے سوا کیا نظر آئے اگر وہ سایہ دیدہ اہل بصیرت میں نہ سماتا نور معرفت اُنکو نظر نہ آتا اور جو وہ ظل ہمایوں آئینہ مہر و ماہ میں منعکس نہوتا آسمان اُنکو آنکھ کا تارا نہ بناتا مقام اُس قامت سراپا عظمت کا اس سے برتر اور اعلیٰ ہے کہ ہمسر اُسکا پایا جائے اور مرتبہ اُس قد مبارک کا اس سے بہت بالا ہے کہ پیروِ اُس کا خاک پر افتادہ نظر آئے ؎ پیغمبر ما نداشت سایہ + تا شک بہ دل یقیں نیفتد + یعنی ہر کس کہ پیرو اوست + لاریب کہ بر زمیں نیفتد۔ یاایہا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ وآلہ اللّٰھم صل علیٰ محمد نور الھدیٰ وبدر الدجیٰ وسلم تسلیما۔

دوسری فصل آپ کے حسن باطنی کے بیان میں پوشیدہ نہ رہے کہ یہ بیان نہایت نہیں رکھتا کہ حق تعالیٰ نے اُس جناب کو ہزاروں خوبیاں ایسی عنایت کیں جن سے کوئی آدمی اور جن واقف نہیں اور جو مخلوق پر ظاہر ہوئیں جیسے قربِ دائم و عرفانِ اتم و معیت خاصہ و محبوبیت مطلقہ اُنکی حقیقت سمجھ میں نہیں آتی ؎ وانی لا استطیع کنہ صفاتہ + ولو ان اعضائی جمیعاً تکلم۔ اور جن کی حقیقت سمجھ میں آتی ہے جیسے آپ کے بعض اخلاق و عادات اُنکی تفصیل نہیں ہو سکتی کسی نے ام المومنین محبوبہ سید المرسلین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے التماس کیا کہ حضرت کے اخلاق سے مجھے خبردار کیجئے فرمایا تو دنیا کی سب چیزیں گن دے۔ عرض کیا دنیا کی سب چیزیں کون شمار کر سکتا ہے فرمایا حق تعالیٰ متاعِ دنیا کو قلیل فرماتا ہے اور خلق محمدی کو عظیم جبکہ متاعِ دنیا شمار میں نہیں آسکتی تو آپ کے خلق عظیم کا بیان کس سے ہو سکتا ہے سچ فرمایا مسلمانوں کی ماں نے خدا اُن کو جزائے خیر دے اور اعلیٰ علیین میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت سے مشرف کرے جبکہ پروردگار آپ کے خلق کو بڑا فرماوے...... تو بشر کی کیا مجال کہ اُس کا بیان کر سکے ؎ وصف خلق کسے کہ قرآن است + خلق را

وصف او چہ امکانست۔ بل طاب آپ فرماتے مجھے اللہ تعالیٰ نے واسطے اتمام مکارم اخلاق ومحاسن افعال کے بھیجا ہے اور بہت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ تمام عالم سے زیادہ خوبصورت اور خوش سیرت تھے بعض صحابہ سے منقول ہے کہ میں نے کوئی شخص حضرت سے زیادہ تبسم کرنے والا اور خوش خلق نہ دیکھا اے عزیز زہد وورع اور عفت وحیا اور خوف ورجا اور رحم وکرم اور شجاعت وسخاوت اور صبر وشکر اور تسلیم ورضا اور تواضع وتقویٰ اور خورش وپوشش اور کلام وروش اور نشست وخاست اور تمام امور معاش ومعاد وسیاست وتدبیر منزل وتہذیب اخلاق اور سب قول وفعل اُس جناب کے ایسی خوبی کے ساتھ تھے کہ آج تک نظیر اُن کا پیدا نہ ہوا عدالت کہ رعایت اُس کی تمام اخلاق میں ضرور ہے آپ کے عادات واخلاق میں اس درجہ مرعی تھی کہ مافوق اُس سے متصور نہیں بالفرض اگر اور معجزات ظہور میں نہ آتے تو آپ کے سچے ہونے پر گواہی آپ کی صورت وسیرت کی کہ دو گواہ عادل ہیں کفایت کرتے ہزاروں منکر آپ کی صورت دیکھ کر کہتے لیس ھذا وجہ الکذابین یہ منہ جھوٹوں کا سا نہیں ہے اور بہت مخالف آپکے اخلاق وعادات دیکھ کر ایمان لاتے۔ صاحب مواہب مغازی اور واقدی سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے حنین کے دن اسقدر اونٹ اور بکریاں لوگوں کو دیں کہ صفوان بن اُمیہ نے باوجود اُس دشمنی اور عداوت کے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ ایسی بخشش پیغمبر کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ اور عکرمہ بن ابی جہل آپکے کمال عفو پر نظر کر کے ایمان لائے۔ علامہ مجدالدین صراط المستقیم میں لکھتے ہیں کہ ایک یہودی کا آپ پر کچھ قرض آتا تھا اُس نے تقاضا کیا فرمایا صبر کر ابھی وعدہ کا دن نہیں آیا اُس نے کہا اے اولاد عبدالمطلب جھوٹ تمہارا پیشہ ہو گیا صحابہ یہ بے ادبی دیکھ کر برہم اور اُسکے قتل پر آمادہ ہوئے آپ نے اُن کو روکا اور فرمایا حلم کرنا چاہئے یہودی نے کہا اے خدا کے سچے رسول میں پیغمبروں کی سب نشانیاں آپ میں پاتا تھا صرف یہی بات باقی تھی کہ پیغمبر سے جس قدر جہل وبے ادبی کے ساتھ پیش آتے ہیں وہ اُسکے مقابلہ میں عفو اور حلم کرتا ہے سو اس بات کی آزمائش کیلئے یہ بے ادبی مجھ سے واقع ہوئی اور یہ صفت بھی آپ میں پائی اب مجھے آپکی پیغمبری میں کچھ شک نہ رہا اور میں ایمان لایا۔ جب عبداللہ بن ابی کہ منافقوں کا سردار اور بڑا دشمن سید ابرار کا تھا واصل جہنم ہوا آپ نے بدرخواست اُس کے بیٹے کے کہ مسلمان کامل تھے اپنا قمیص مبارک اُس کے کفن کیواسطے عنایت فرمایا تھا اور اُس کے جنازہ کی نماز پڑھی یہ حال دیکھ کر ہزار آدمی ابن ابی کی قوم سے مسلمان ہو گئے۔ اے عزیز جو شخص تعصب کو چھوڑ کر آپ کے حالات اور اخلاق وعادات میں بنظر انصاف فکر کرے بے تامل آپ کی نبوت ورسالت پر ایمان لاوے اس لئے کہ وہ جناب ایسے لوگوں میں کہ بکریاں چرانے کے سوا کچھ نہ جانتے تھے اور عقلاء زمانہ اُن کو وحشی سمجھتے تھے پیدا ہوئے اور اُنھیں میں پرورش پائی نہ کبھی طلب علم کے لئے باہر گئے اور نہ کسی دانشمند کی صحبت میں بیٹھے نہ پڑھا نہ لکھا نہ کسی نے آپ کی تادیب وتہذیب میں سعی کی بلکہ لڑکپن ہی میں یتیم اور بیکس ہو گئے باایں ہمہ ایک کتاب عجیب وغریب فصاحت وبلاغت ومتانت میں عدیم المثل اور بےنظیر جملہ علوم وحکمت کو متضمن اور تمام مصالح معاش ومعاد کو شامل کہ فصحاء عالم اور دانایان زمانہ بر تقدیر اجتماع اور اتفاق اُسکی ایک چھوٹی سی سورۃ کے معارضہ سے عاجز ومجبور ہے خلق پر پیش کر کے علی الاعلان دعویٰ کیا ان اجتمعت الجن والانس علی ان یاتوا بمثل ھذا القراٰن لا یاتون بمثلہٖ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا یعنی اگر

جن وانسان ملکر مثل اس قرآن کا کہنا چاہیں نہ کہہ سکیں اور اگرچہ بعض اُن کا بعض کی مدد کرے سوا اس کے انواع علوم کہ ایک شمہ اُن کا کتب متداولہ میں مذکور ہے آپ کی زبان فیض ترجمان سے صادر ہوئے اور مصالح خلق میں وہ قواعد اور ضوابط مقرر فرمائے کہ مخالفین بھی اُن کی خوبی سے انکار نہیں کر سکتے۔ ظاہر شرع کی تفصیل سے تمام عقلاء اور فقہا عاجز ہیں دقائق واسرار احادیث کون بیان کر سکتا ہے اگر۔ سلم تسلم یا اسکی مانند کسی چھوٹی سی حدیث کی تفصیل کیجا وے ایک دفتر لکھنا پڑے۔ ہر ذی عقل جانتا ہے کہ یہ کمالات کسب سے حاصل نہیں ہو سکتے اور انصاف ساتھ ایسے اخلاق وعادات کے بے تعلیم الٰہی اور تادیب غیبی محالات سے ہے آپ فرماتے ہیں ادبنی ربی فاحسن تادیبی لڑکپن سے وہ جناب ایسے اخلاق وعادات کے ساتھ مہذب تھے کہ کوئی شخص ہزاروں برس کی ریاضت ومشقت کے بعد ایک شمہ اُن کا حاصل نہیں کر سکتا حلیمہ کہتی ہیں کہ آپ بچپن میں بھی سب بدخصلتوں سے کہ بچوں میں ہوتی ہیں مجتنب رہتے اور جو چیز ہاتھ میں لیتے بسم اللہ کہہ کر سیدھے ہات میں لیتے اگر لڑکے آپ کو کھیلنے کیلئے بلاتے فرماتے مجھے کھیلنے کے لئے نہیں پیدا کیا ہے بھوک پیاس کی کبھی شکایت نہ کرتے اکثر اوقات چاہ زمزم پر تشریف لیجاتے اور اسی کے پانی پر قناعت فرماتے ایک روز حلیمہ نے مہرہ یمانی کا ہار دفع نظر کیواسطے اُس جناب کے گلے میں ڈالا آپ نے اُتار کر پھینک دیا اور فرمایا کہ میرا محافظ ونگہبان میرے ساتھ ہے اور ہمیشہ شرک کی رسموں اور کفر کی مجلسوں سے احتراز فرماتے اگر کفار احیاناً کسی ایسی تقریب میں آپ کو بلاتے تشریف نہ لیجاتے بلکہ خلق کی صحبت ومخالطت سے نفرت کرتے خلوت و تنہائی پسند فرماتے غارِ حرا میں جا کر عبادت کرتے یہاں تک کہ منصب رسالت پر سرفراز ہوئے پھر تو نور نبوت نے آپ کے اخلاق وعادات کو اور بھی رونق حاصل ہوئی اور ہدایت ازلی کہ روز ولادت سے درپردہ آپ کی مربی تھی ظاہر اور برملا تربیت فرمانے لگی یہاں تک کہ سب خوبیوں میں اُس جناب کو کمال حاصل ہوا۔ اور کوئی دقیقہ تہذیب وتکمیل کا باقی نہ رہا اور یہ کمال عنایت پروردگار کی اس امت بابرکت پر ہے **ف** فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک اُمت کو لازم ہے کہ سب اخلاق وعادات میں اپنے پیغمبر کی پیروی کریں اور اتباع سنت ملحوظ رکھیں تا سعادت ابدیہ اور دولت سرمدیہ حاصل ہو اور یہ ایک فوز عظیم ہے خدائے کریم اپنے فضل عمیم سے اس فقیر کو اور سب مسلمانوں کو توفیق عنایت فرمائے پوشیدہ نہ رہے کہ وہ جناب کسی وقت اور کسی حالت میں خدا کی یاد سے غافل نہ ہوتے اس لئے کہ امر ونہی وبیان احکام شرع اور وعدہ و وعید اور ترغیب و ترہیب اور دعا وسوال بلکہ کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا چلنا پھرنا اور تمام افعال واقوال اُس جناب کے صرف خدا ہی کیواسطے تھے اور باوجود اس کے اگرچہ بظاہر ان امور میں مشغول ہوتے مگر باطن آپ کا ہر وقت خدا کیطرف متوجہ رہتا اور کوئی کام آپ کو ذکر الٰہی سے مانع نہ ہوتا ولنعم ما قیل سہ ادھر مخلوق کا شامل اُدھر اللہ سے واصل + خواص اُس برزخ کبریٰ میں تھا حرف مشدد کا۔ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یذکر اللہ علی کل احیانہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کو ہر وقت یاد کرتے یہاں تک کہ عالم خواب میں بھی دل مبارک انتظار وحی میں بیدار رہتا یہی وجہ ہے کہ آپ کا وضو سونے سے نہ جاتا اور جو کچھ خواب میں

دیکھتے سپیدہ صبح کی طرح ظاہر ہوتا اے عزیز جانِ لیا ہے یہ بات ثابت ہے کہ اُن کی ارواح طیبہ جسم سے نکل کر شاید خیر کی سیر کر آتی ہیں اور پاس بیٹھنے والوں کو اصلا خبر نہیں ہوتی تو اگر خواب آپ کی حکم بیداری کا رکھے اور جو کچھ اُس حالت میں دیکھیں بعینہ ظہور میں آوے اور سوتے میں دل مبارک بیدار اور پروردگار کی یاد میں مشغول رہے کیا بعید ہے اور آپ خدا کی بندگی سے نہایت رغبت رکھتے شب و روز عبادت میں مشغول رہتے خصوصاً نماز کو تمام عبادت سے زیادہ عزیز سمجھتے اور فرماتے میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ بعض اوقات پائے مبارک نماز کی کثرت سے سوج جاتے علی الخصوص نماز تہجد سفر و حضر میں ترک نہ کرتے اور باوجود اس بات کے کہ اُمت پر فرض نہیں ہے اُس کی مداومت پر نہایت تحریص و ترغیب فرماتے اور نماز میں ایسی آواز سینہ مبارک سے محسوس ہوتی جیسے دیگ جوش مارتی ہے اور اس عبادت کو نہایت خشوع اور خضوع کیساتھ ادا کرتے اگر تنہا ہوتے قرأت دراز کرتے اور جو امامت کرتے مقتدیوں کے لحاظ سے جلد ادا فرماتے اور جو شخص نماز میں اس قدر دیر لگاتا کہ مقتدیوں پر ناگوار ہوتا اُس سے نہایت ناخوش ہوتے کسی نے ایک صحابی کی شکایت کی کہ وہ نماز بہت دیر میں پڑھاتے ہیں اس قدر غضبناک ہوئے کہ کبھی ایسے نہ ہوئے تھے اور فرمایا بعض تمہارے لوگوں کو بھگانے والے ہیں اور فرماتے جو شخص نماز پڑھاوے سبک کرے کہ مقتدیوں میں ضعیف اور بوڑھے اور حاجتمند ہوتے ہیں اور جو تنہا پڑھے اُسے اختیار ہے چاہے جس قدر دراز کرے اگر اثنار نماز میں کسی بچے کے رونے کی آواز سُن لیتے اور اُسکی ماں مقتدیوں میں ہوتی نہایت تعجیل کے ساتھ تمام فرماتے بشارت قربان اپنے مولی کی رحمت و عنایت کے کہ اس قدر تکلیف بھی اُمت کیلئے گوارا نہ فرماتے اور افضل عبادات کو باوجود اُس ذوق و شوق کے بلحاظ مقتدیوں کے جلد ختم کرتے ایسے مہربان پیغمبر سے اُمید واثق ہے کہ قیامت کے دن ہماری تکلیف و مصیبت گوارا نہ فرمائیں گے اور جناب الٰہی سے شفاعت کر کے عذاب دوزخ سے بچالیں گے تنبیہ یہاں سے ظاہر ہوا کہ واعظوں اور کتاب خوانوں کو سامعین کا لحاظ ضرور ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کو کہ بمنزلہ آپ کے وعظ کے تھا دراز نہ کرتے اور شیخ عطاء اللہ اسکندری تاج العروس میں لکھتے ہیں کہ وہ بات اختیار کر جس پر نفس مدد کرے اور خوشی سے بجالائے اور امام غزالی فرماتے ہیں کہ عابد کو جس وقت عبادت میں مزا نہ ملے اور سونے یا مزاح کی طرف دل رغبت کرے ان کاموں میں مشغول ہونا اُس عبادت سے کہ کلفت اور ملال کیساتھ کیجائے بہتر ہے اور یہ عذر کہ ہم پڑھنے کے شائق اور رسول اللہ کے عاشق ہیں گناہ سے بدتر ہے اگر تمہارا دعوی سچا ہوتا تو تم کتاب خوانی کو تحصیل جاہ و شہرت کا ذریعہ نہ کرتے اور اس کام پر خلق سے اُجرت نہ لیتے اور جاہلوں کے خوش کرنے کے واسطے جھوٹے قصے دل سے گڑھ کر یا اُردو فارسی کی کسی غیر معتبر کتاب میں دیکھ کر بیان نہ کرتے اور لوگوں کو رولانے کیلئے محفل میلاد کو کہ خوشی اور سرور کے لئے موضوع ہے مرثیہ خوانی اور تعزیت کی مجلس نہ ٹھیراتے اور تمہارے پڑھنے سے کوئی شخص نہ گھبراتا عاشق کی بات تو ہر دل پر اثر کرتی ہے اور عوام کا رونا تمہارے پڑھنے کی تاثیر سے نہیں بلکہ ان جھوٹے قصوں اور بے اصل روایتوں کی وجہ سے ہے دیکھو جس وقت دبیر انیس کے مرثیہ سنتے ہیں دیواروں سے سر پھوڑتے ہیں اور خدا و رسول کے کلام سے اُن کے

دل اصلا متاثر نہیں ہوتے اصل یہ ہے کہ جس بات میں شیطان کا دخل نہیں ہوتا نفس سرکش اُسکی طرف رغبت نہیں کرتا نعوذ باللہ من شرہ لطف یہ ہے کہ بعض صاحب خود اقرار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ہم یہ قصے اور اشعار پڑھنا چھوڑ دیں اور کسی عالم کی تصنیف پڑھیں تو لوگ خوش نہوں انصاف تو یہ ہے کہ یہ لوگ بڑے عالی ہمت ہیں کہ اوروں کے مزے کیلئے اپنی جان کو بلا میں ڈالتے ہیں صحیح حدیث میں ہے **مش** من کذب علی متعمدا فلیتبوء مقعدہ فی النار جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر افترا کرے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا رکھے اللہ تعالیٰ اُن کو اور سب مسلمانوں کو شیطان اور نفس کی پیروی سے بچاوے اور اپنی اور اپنے رسول کے کلام کی محبت اور اتباع سنت کی توفیق عنایت فرما دے۔ اب ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہیں شاید خدائے کریم مسلمان بھائیوں کو اس کے بیان سے نفع پہنچا وے عادت کریمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی کہ زکوٰۃ لینے میں دونوں طرف کی رعایت کرتے نہ اہل مال کو نقصان پہنچاتے اور نہ اُس سے کم لیتے کہ فقیروں کو نقصان پہنچے اور ماہ رمضان میں ذکر و تلاوت و صدقہ و خیرات کی کثرت کرتے کبھی طے کا روزہ رکھتے یعنی دو دو تین تین دن افطار نہ کرتے مگر اُمت کو بسبب کمال شفقت و رحمت کے اس فعل سے منع فرماتے اور کہتے **م س** لست مثلکم انی ابیت عند ربی یطعمنی ویسقین میں تم جیسا نہیں رات کو اپنے رب کے پاس ہوتا ہوں وہ مجھے کھلا دیتا ہے اور پلا دیتا ہے اور روزہ کے افطار میں تعجیل کی تاکید فرماتے اور ارشاد کرتے کہ **م س ت طا** لوگ ہمیشہ خیر کے ساتھ رہیں گے جب تک روزہ جلد افطار کرینگے **ت** رب العزت جل جلالہ فرماتا ہے کہ افطار میں جلدی کرنے والا مجھے اپنے بندوں میں زیادہ پیارا ہے اور **طا** سحر کھانے میں تاخیر کرتے اور فرماتے **م س ت** سحری کھاؤ کہ سحور میں برکت ہے **د** اور اُس وقت چھوارے کھانا دوست رکھتے اور افطار کیلئے بھی فرماتے کہ **ت** روزہ دار تر چھواروں سے افطار کرے اگر تر نہ ملیں خشک کھائے اگر خشک بھی نہ ملیں پانی سے روزہ کھولیں **فائدہ** وجہ اس کی اطبا ر قلوب پر تو بخوبی ظاہر ہے کہ حکیم مطلق نے مدینہ کے چھواروں کو تریاق سموم اور دافع جملہ امراض و ہموم کیا حدیث سے ثابت ہے عجوہ عالیہ کہ مدینہ کے چھواروں کی ایک قسم ہے کہ تمام بیماریوں سے شفا ہے اور ناشتا اُس کا تریاق کا فائدہ بخشتا ہے اور دوسری حدیث میں وارد ہے جو شخص صبح کو مدینہ کے سات چھوارہ کھالے تمام دن زہر اور جادو اُس پر اثر نہ کرے لیکن فائدہ اُس کا اطبا ابدان کے طور پر یہ ہے کہ خلو کے وقت معدہ طعام کو اچھی طرح قبول کرتا ہے پس اُس حالت میں شیریں چیز کھانا بدن کو زیادہ نفع بخشتا ہے اور تمام قویٰ اور حواس خصوصاً قوت باصرہ کو کہ یہ نسبت اور قوتوں کے شیرینی سے زیادہ منتفع ہوتی ہے بہت فائدہ پہنچاتا ہے اور جو کہ ملک حجاز میں سوا چھوارے کے اور شیرینی نہیں ہوتی اور طبیعت اُس ملک کے لوگوں کی اُس سے پرورش پاتی ہے تو استعمال اُسکا اُن کیلئے زیادہ نافع اور اُن کے حال کے زیادہ مناسب ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال منہ المبدء والیہ المآل اور افطار کے وقت پڑھتے اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت اور بعض روایات میں یہ کلمات وارد ہیں **بن** الحمد للہ **ین** و ذھب الظماء وابتلت العروق وثبت الاجر انشاء اللہ تعالیٰ اور کبھی اسقدر نفل روزے رکھتے کہ لوگ جانتے کہ اب افطار نہ کریں گے اور کبھی اس قدر افطار

کرتے کہ لوگ گمان کرتے اب روزہ نہ رکھیں گے مگر کوئی مہینہ روزہ سے خالی نہ چھوڑتے اور نہ رمضان کے سوا کسی مہینہ میں ہمیشہ روزہ رکھتے اور یہی حال نماز کا تھا کہ نہ کوئی رات نفل نماز سے خالی چھوڑتے اور نہ تمام رات نماز پڑھتے اور شعبان میں م س بہ نسبت اور مہینوں کے زیادہ روزہ رکھتے اور فرماتے ابن خزیمہ در کہ یہ ایسا مہینہ ہے جس کے رتبہ سے لوگ غافل ہیں رجب اور رمضان کے بیچ میں کہ اُس میں لوگوں کے اعمال خدا کے حضور پیش ہوتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال اُس حال میں کہ میں روزہ دار ہوں عرض کئے جائیں اور شش عید کے روزوں کے لئے فرماتے ہیں کہ جو شخص رمضان کے روزے رکھ کر عیدالفطر کے بعد چھ روزے رکھتا ہے تمام برس کے روزوں کا ثواب پاتا ہے تنبیہ وجہ اس کی ظاہر ہے کہ بحکم من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا کے ہر نیکی کا ثواب دہ گونہ ملتا ہے اور سال کے تین سو ساٹھ دن ہیں اور چھتیس کو دس میں ضرب دینے سے بھی تین سو ساٹھ حـ ـل ہوتے ہیں اسی وجہ سے ایام بیض یعنی تیرھویں چودھویں پندرھویں کے روزوں کیواسطے بھی ایک ایک سال کے روزوں کا ثواب موعود ہے اور ایام بیض اور روز عاشورا اور سوا روز عید کے عشرہ ذی الحجہ کے روزوں پر مواظبت کرتے اور سوا سال حج کے عرفہ کے دن ہمیشہ روزہ رکھتے اور یہ روزہ روز عاشورا سے افضل ہے کہ اُس سے س سال بھر کے گناہ اور اس سے دو برس کے ایک برس پہلے اور ایک برس آئندہ کے بخشے جاتے ہیں اور صوم دہر یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا پسند نہ فرماتے عبداللہ بن عمرو بن عاص نے ہر چند الحاح کی کہ مجھ میں روزہ رکھنے کی قوت بہت ہے صوم داؤد سے زیادہ اجازت نہ ہوئی فائدہ داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے اس لئے ایسے روزہ کو صوم داؤد کہتے ہیں اور دوشنبہ اور پنجشنبہ کو روزہ کے لئے پسند فرماتے اور اکثر اوقات گھر والوں سے پوچھتے کچھ کھانے کے لئے ہے اگر نہ ہوتا روزہ رکھ لیتے اور عورت کو بے اجازت شوہر کے نفل روزہ رکھنے سے منع کرتے اور جمعہ کی تخصیص روزہ کے لئے مکروہ سمجھتے کہ وہ دن عید کا ہے اور ہر رمضان میں دس دن اعتکاف کرتے جس سال انتقال فرمایا بیس دن اعتکاف کیا پھر فرمایا میں نے دو عشروں میں شب قدر کو ڈھونڈا اب فرشتہ نے کہا کہ وہ عشرہ اخیرہ میں ہے جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہو عشرہ اخیرہ میں پھر کرلے اور ایک سال اعتکاف رمضان میں نہ ہوسکا شوال کے پہلے عشرہ میں قضا کیا اور ہجرت کے بعد آپ نے ایک حج کیا جسے حج الوداع کہتے ہیں اس سفر میں ستر ہزار یا لاکھ آدمی ہمراہ تھے مگر ہجرت سے پہلے کئی حج کئے اور جس سال حج فرض ہوا فوراً ادا کا ارادہ کیا مگر بسبب بعض ضرورتوں دینیہ کے نہ جاسکے امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امیر الحجاج کرکے مکہ کی طرف روانہ کیا اور عمرہ آپ سے بعد ہجرت کے تین بار ثابت ہے مگر جو کہ سال حدیبیہ آپ نے عمرہ کا ارادہ کیا اور بسبب مزاحمت کفار کے نہ ہوسکا ثواب عمرہ کا مسلمانوں کو حاصل ہوا اسکو بعض علما نے چوتھا عمرہ شمار کیا اور قربانی ہمیشہ نماز عید کے بعد کرتے اور فرماتے س ت در قربانی کرنیوالا ذی الحجہ کا چاند دیکھکر ناخن اور بال کم نہ کرے یعنی چاند دیکھنے کے بعد حجامت نہ بنوائے اور ناخن اور بال نہ ترشوائے جبتک قربانی سے فراغت نہ پائے تہدید تعجب کہ لوگ اس امر سے واقف نہیں باوجود اس کے کہ صحیح حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس باب میں وارد ہے اور بعض علما مذہب امام احمد اسی حدیث سے استدلال کرکے قص اشعار و قطع

اظفار کو ان دنوں میں حرام کہتے ہیں اور قربانی کو عیدگاہ میں ذبح کرتے اور منہ اسکا قبلہ کی طرف کرکے پڑھتے انی وجہت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین لاشریک لہ وبذلک امرت وانا من المسلمین اللھم منک ولک عن محمد بسم اللہ اللہ اکبر

فائدہ قربانی کرنیوالا بجائے نام نامی کے اپنا نام لے اور ایک بار فرمایا ھذا عنی وعن من لم یضح من امتی یعنی میری طرف سے اور اس کی طرف سے جو شخص میری امت سے قربانی نہ کرے اور ایک بار کہا اللھم تقبل من محمد وال محمد و امۃ محمد اور فرماتے کہ ذبح کرنے میں احسان کرو یعنی تیز ہتھیار سے ذبح کرو کہ جلد کام تمام ہو جاوے اور تکلیف نہ پہنچے اور ایک جانور کو دوسرے کے سامنے ذبح نہ کرو اور جب تک سرد نہ ہوجائے اسکی کھال نہ اُدھیڑو اور قتل مجرم کیلئے بھی یہی حکم وارد ہے کہ احسان کرو یعنی تکلیف نہ پہنچاؤ اور تیز ہتھیار سے قتل کرو اور صدقہ فطر کا نماز عید سے پہلے دیتے اور صدقہ نافلہ کو بہت دوست رکھتے اور محتاج کو دیکر اسقدر خوش ہوتے جیسے بخیل مال کے ملنے سے خوش ہوتا ہے اور جو کچھ خرچ کرتے اُسکو بہت نہ سمجھتے اور جو مانگتا اُسے دینے سے انکار نہ فرماتے بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا کہ آپ نے کبھی کسی سائل کے جواب میں لا نہ فرمایا قال الفرزدق ؎ ما قال لا قط الا فی تشہدہ + لولا التشہد لکانت لاءہ نعم۔ ؎ نرفت لا بزبان مبارکش ہرگز + مگر در اشہدان لا الہ الا اللہ۔ اگر موجود نہ ہوتا یا سائل کے لئے مصلحت نہ دینے میں سمجھتے سکوت فرماتے یا ملائم باتوں سے اُس کو ایسا راضی کر دیتے کہ دینے سے زیادہ خوش ہوجاتا اور دیتے وقت ہرگز یہ اندیشہ نہ کرتے کہ صبح کہاں سے آئے گا بلکہ رات کو دینار و درہم گھر میں نہ رکھتے اگر رہ جاتا بے صرف کئے گھر میں نہ جاتے ایک رات چھ دینار رہ گئے تھے تمام شب بے چین رہے پچھلی رات کو کسی محتاج کو بھیجدیئے اور فرمایا میرا کیا حال ہوتا اگر یہ دینار چھوڑ کر مرجاتا اور فرماتے اگر میرے پاس کوہ اُحد کے برابر سونا ہو تو میں نہ چاہوں کہ کچھ باقی رہے سوا اُس کے کہ ادائے قرض کے لئے رکھوں جب آپ نے رحلت فرمائی ایک دن کا کھانا گھر میں موجود نہ تھا اور زرہ شریف آپ کی ایک یہودی کے پاس کئی سیر جو کے بدلے گرو تھی۔ بحرین سے نوے ہزار درہم آپ کے پاس آئے مسجد کی چٹائیوں پر رکھوا دیئے اور صبح کی نماز پڑھ کر تقسیم شروع کی ظہر کے وقت تک ایک باقی نہ رہا اتفاقاً کسی نے سوال کیا فرمایا اب تو میرے پاس کچھ نہیں بازار میں جا کر جو چیز چاہے میرے نام سے خرید کر لا جب کچھ میرے ہات آئے گا ادا کردونگا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حق تعالیٰ آپ کو آپ کی قدرت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا پھر آپ قرض کا بوجھ کیوں گوارا کرتے ہیں یہ بات پسند نہ آئی اور چہرۂ مبارک پر ناخوشی کے آثار ظاہر ہوئے ایک انصاری نے کہ اُسوقت حاضر تھے گزارش کیا کہ آپ بے تکلف دیجیئے اور عرش کے مالک سے محتاج ہونے کا اندیشہ نہ کیجیئے یہ سنکر ہنسے اور خوشی چہرۂ مبارک پر معلوم ہونے لگی اور فرمایا مجھے یہی حکم ہے۔ ع

اور صحیح بخاری میں وارد ہے کہ ایک عورت نے اپنے ہاتھ سے چادر سی کر حضرت کو بھیجی اور التجا کی کہ میری یہی آرزو ہے کہ آپ اسے اوڑھیں کہ میں نے آپ کیواسطے اپنے ہات سے سی ہے اور کنارے بہت ستھرے لگائے ہیں آپکو اُسوقت چادر درکار بھی تھی اُس سے لے کر اوڑھی ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ چادر مجھے عنایت کیجیئے کہ اس کے

کنارے بہت اچھے تھے فوراً عنایت کی جب آپ مسجد سے اُٹھ گئے یاروں نے اُسکو ملامت کی کہ حضرت نے یہ چادر کمال ضرورت اور رغبت کیساتھ اوڑھی تھی تونے کیوں مانگ لی کیا تو نہیں جانتا کہ آپ سائل کا سوال رد نہیں کرتے اُس نے کہا میں نے چادر اوڑھنے کیلئے نہیں مانگی بلکہ اپنے کفن کیلئے لی ہے کہ آپ نے پسند فرمائی تھی اور دل مبارک کو اچھی لگی تھی مو ابن فارس لکھتے ہیں کہ غزوہ حنین میں کسی عورت نے آپ کے حضور ایک شعر پڑھا اور دودھ پینا آپکا ہوازن میں ذکر کیا تمام مال ہوازن کا کہ قیمتی پانچ لاکھ کا تھا اور لوٹ میں آیا تھا اُنکو پھیر دیا ص صفوان بن اُمیہ کہتے ہیں کہ حضرت نے مجھے دیا جو دیا ایک وقت میں آپ کو سب سے زیادہ دشمن جانتا تھا مجھے اسقدر دیا کہ آپ کو سب سے زیادہ چاہنے لگا س انس کہتے ہیں ایک سائل کو اسقدر بکریاں دیں کہ دو پہاڑوں کے بیچ میں کھچ کھچ کھڑی تھیں اُس نے اپنی قوم سے جا کر کہا اے قوم ایمان لاؤ محمد ایسی عطا کرتے ہیں کہ فقیری سے اصلا نہیں ڈرتے ب ایک لڑکے نے عرض کیا میری ماں آپ سے جبہ مانگتی ہے فرمایا ایک ساعت کے بعد آنا پھر آکر عرض کیا یہی جبہ جو آپ پہنے ہیں عنایت کیجئے اسی وقت عنایت کیا حالانکہ دوسرا جبہ آپ کے پاس نہ تھا جب نماز کا وقت آیا اور بلال نے اذان کہی برہنگی کے عذر سے مسجد میں نہ جا سکے اصحاب گھبرا کر خدمت والا میں حاضر ہوئے اور اُس حال کو دریافت کرکے نہایت پریشان خاطر آیۂ کریمہ آئی لاتجعل یدك مغلولة الی عنقك ولاتبسطها كل البسط فتقعد ملوما محسورا خلاصہ مطلب یہ ہے اے میرے حبیب تم بخل نہ کرو مگر اسقدر ہات نہ کھولو کہ تمہارے بدن پر کپڑا نہ رہے یہاں تک کہ باہر نکلنے اور اصحاب کی ملاقات سے معذور ہو جاؤ حنین کے دن سائلوں نے اسقدر ہجوم کیا کہ آپ مجبور ہو کر درخت سے بھڑ گئے اور لوگ ردائے مبارک اُتار لیگئے۔ فرمایا میری چادر مجھے دو اگر بقدر اس درخت کی ٹہنیوں کے چار پائے میرے پاس ہوں سب تم کو بانٹ دوں اور تم مجھے بخیل اور کذاب اور جبان نہ پاؤگے اکثر اوقات اپنا کھانا محتاج کو کھلاتے اور آپ بھوکے رہ جاتے اور خیرات اور عطا اُس جناب کی کئی طرح پر تھی کبھی بطریق ہبہ یا ابرار ذمہ کے کسی سے سلوک کرتے اور کبھی بطریق صدقہ یا ہدیہ کے دیتے اور کبھی مال خرید فرماتے اور اُسکی قیمت ادا کرکے مال بھی بیچنے والے کو بخشتے ایک بار م س جابر رضی اللہ عنہ نے ایک اونٹ پیش کش کیا فرمایا بیچ ڈال عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اونٹ آپکا ہے فرقیمت اسکی آپ سے کیا لوں م س آپ نے وہ اونٹ اُن سے مول لیا اور اُنھیں کو بخش دیا اور کبھی قرض لیتے اور اُس سے بہتر عنایت کرتے چنانچہ س ابو رافع کہتے ہیں آپ نے ایک شخص سے نو عمر اونٹ قرض لیا جب اونٹ صدقہ کے آئے مجھ سے فرمایا کہ ایک بچہ اونٹ کا اُسے دے میں نے کہا یا رسول اللہ ان میں سات برس سے کم کا اونٹ نہیں ہے فرمایا یہی دیدے کہ بہتر آدمیوں میں وہ شخص ہے جو قرض اچھی طرح ادا کرے اور کبھی چیز مول لیتے اور قیمت سے زیادہ بائع کو دیتے اور ہدیہ قبول فرماتے اور اُس سے بہتر بدلہ عنایت کرتے۔ غرض کہ جس صورت سے ہو سکتا سخاوت کرتے اور خلق کو فائدہ پہنچاتے اور باوجود اس سخاوت و عطا کے محتاجوں کی اس قدر خاطر کرتے کہ دینے سے زیادہ آپ کی باتوں سے خوش ہوتے اور خلق کو قال و مقال سے سخاوت کی ترغیب و تحریص کرتے یہاں تک کہ سخت بخیل آپ کا حال دیکھ کر سخی ہو جاتا بلکہ جو شخص آپ کی خدمت اور صحبت میں رہتا تھوڑے دنوں میں اس صفت کا کمال اُس کو حاصل ہو جاتا اور تمام

اخلاق اور افعال اور عادات اور احوال اُس کے نہایت شائستہ ہو جاتے اور رمضان میں اور دنوں سے زیادہ سخاوت کرتے صحیح روایت میں آیا ہے کہ جب جبرئیل آپ سے ملاقات کرتے آپ باد مرسل سے زیادہ خیرات فرماتے یعنی جس طرح ہوا جب چلتی ہے ہر چیز کو اور ہر جگہ پہنچتی ہے اسی طرح جب جبرئیل رمضان میں دور قرآن کے لئے آپ کے پاس آتے اثر آپ کی جود و سخاوت کا ہر جگہ پہنچتا اور آپ کی عادت تھی کہ اپنے نفس کے واسطے کسی پر غصہ نہ کرتے اور ہر شخص خصوصاً سائل کے بے موقع بات پر تحمل کرتے اور جس کسی سے آپ کی جناب میں کچھ قصور ہوتا باوجود قدرت کے معاف فرماتے انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں دس برس آپ کی خدمت میں رہا کبھی کسی خطا پر ہوں نہ فرمایا ایک اعرابی نے چادر مبارک اس زور سے کھینچی کہ اُس کا نشان کندھے پر بن گیا اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے کچھ دو آپ نے اُس کی طرف دیکھ کر ہنس دیا اور جو کچھ حاضر تھا عنایت کیا ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ کو عادل نہیں پاتا فرمایا ویحک میرے بعد کون عدل کرے گا جب چلا صحابہ سے ارشاد کیا اسے بلاؤ حنین کے دن ایک انصاری نے کہا میں اس تقسیم کو خدا کے واسطے نہیں دیکھتا فرمایا اللہ میرے موسیٰ (علیہ السلام) بھائی پر رحم کرے کہ اس سے زیادہ ایذا دیئے گئے اور صبر کیا جس یہودیہ نے آپ کو زہر دیا تھا جب اُس نے اقرار کر دیا کہ میں نے آپ کے قتل کیلئے یہ حرکت کی تھی صحابہ نے اُسکو قتل کرنا چاہا آپ نے چھوڑ دیا اور یہ امر صرف اپنے حقوق میں تھا خدا کے حق میں نرمی نہ کرتے اور ایک یہودی نے آپ پر جادو کیا جبرئیل علیہ السلام نے خبر دی مگر آپ نے اُس پر کچھ تہدید نہ کی۔ ایک اعرابی سائل کو کچھ عنایت کیا پھر فرمایا میں نے تجھ سے بھلائی کی اُس نے کہا آپ نے کچھ بھلائی نہیں کی اصحاب نے چاہا کہ اُسے بے ادبی کی سزا دیں آپ نے منع کیا اور اُس کو اور کچھ دیا پھر اُس نے کہا آپ نے مجھ سے بھلائی کی خدا آپ کو جزائے خیر دے فرمایا اگر میں تم کو منع نہ کرتا تو تم اُسے قتل کرتے اور وہ دوزخی ہو جاتا مدینہ کے لونڈی غلام پانی برتن میں آپ کے پاس لاتے اور درخواست کرتے کہ آپ ان میں اپنا ہات ڈالدیں آپ اُن کی خاطر سے جاڑے کی شدت میں بھی انکار نہ کرتے اور اُن کے برتنوں میں ہات ڈال دیتے سوا جہاد کے آپ نے کبھی کسی شخص کو نہ مارا اور اپنے نفس کے واسطے کسی کو ایذا نہ پہنچائی اور غصہ نہ فرمایا خداوند کریم آپ کی نرم خوئی کی تعریف فرماتا ہے اور مسلمانوں پر اپنا احسان جتلاتا ہے فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لا نفضوا من حولك بسبب رحمت الٰہی کے تو نرم خو ہوا اُن کے لئے اور جو سخت دل ہوتا تو تیرے آس پاس سے پریشان ہو جاتے اور بعض اوقات صحابہ نے درخواست کی کہ کفار کے ہلاک کی دعا کیجیے فرمایا میں لعنت کہنے والا مبعوث نہ ہوا بلکہ میں رحمت ہوں ہدیہ کی گئی یعنی میں لعنت اور بد دعا کے واسطے نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ رحمت کے لئے آیا ہوں اور باوجود اس قرب و منزلت اور علو مرتبت کے کہ پیغمبروں کے سردار اور معصوموں کے پیشوا اور ازل و ابد میں مامون العاقبۃ اور مبشر بانواع کرامت تھے زمین و آسمان اور آدم و عالم اُن کے واسطے پیدا ہوا اور مرتبہ محبوبیت مطلقہ اور شفاعت کبریٰ کا انھیں دیا گیا خدا کے خوف سے اس قدر کانپتے کہ اگر تمام عالم کا خوف جمع کیا جاوے اُن کے خوف سے برابر نہ ہو سکے۔ غم عالم کا آپ کے دل میں تھا مگر اثر حزن و ملال کا چہرۂ مبارک پر ظاہر نہ ہوتا ہمیشہ کشادہ رو اور بشاش

اور منشرح القلب اور شاداں نفس اور منبسط الخاطر نظر آتے اگر اصحاب آخرت کی باتیں کرتے آپ بھی آخرت کی باتیں کرتے اور جو کھانے پینے اور دنیا کی باتیں کرتے آپ بھی اس قسم کی باتیں کرتے اور شعر پڑھتے اور ہنستے آپ بھی اُنکے ساتھ ہنستے اکثر اوقات تبسم فرماتے اور کبھی ضحک کرتو اجذ شریفہ ظاہر ہوتے مگر قہقہہ آپ سے ہرگز ثابت نہیں اور رونے میں بھی آواز بلند نہوتی ہاں نماز میں ایک آواز جوش دیگ کے مانند باطن سے سنی جاتی اکثر خدا کے خوف سے یا اُسکی محبت دشوق میں سماع قرآن یا نماز شب میں یا امت کیلئے روتے ایک بار نماز میں روتے تھے اور کہتے تھے اللھم تعدنی ان لاتعذ بھم وانا فیھم وھم یستغفرون ونحن نستغفرك خدایا تو مجھ سے وعدہ کرتا ہے یہ کہ تو اُن پر عذاب نہ کرے گا جب تک میں اُن میں ہوں اور وہ استغفار کرتے ہیں اور ہم بھی استغفار کرتے ہیں اور اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم اور اپنے نواسے یعنی حضرت زینب کے بیٹے کی وفات اور زید اور جعفر اور ابن رواحہ کی شہادت پر بھی رونا آپ سے ثابت ہے اور کبھی دوستوں سے مزاح فرماتے مگر کوئی بات بے موقع اور فحش اور جھوٹ اور لغو زبان پر نہ لاتے ایک دن کسی سے فرمایا میں تجھے اونٹ کے بچے پر سوار کروں گا اُس نے کہا بچے پر کس طرح چڑھ سکوں گا فرمایا ہر اونٹ اونٹ کا بچہ ہے۔ اپنی پھوپھی بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا سے کہا کوئی بڑھیا بہشت میں نہ جائے گی یہ سُن کر وہ بہت بیقرار ہوئیں اور رونے لگیں فرمایا جوان ہو کر بہشت میں جائے گی کیا تو نے نہ سُنا کہ خدا نے فرمایا انا انشانا ھن انشاءً فجعلنا ھن ابکارا کسی عورت نے عرض کیا میرا شوہر آپ کو بلاتا ہے فرمایا تیرا شوہر وہی ہے جس کی آنکھ میں سپیدی ہے وہ گھر جا کر شوہر کی آنکھیں چیر کر دیکھنے لگی اُس نے کہا کیا دیکھتی ہے کہا مجھے حضرت نے خبر دی ہے کہ تیری آنکھ میں سپیدی ہے کہا سپیدی سب کی آنکھ میں ہوتی ہے ایک بار زاہر بن حرام کو پیچھے سے آکر دبوچ لیا اُنھوں نے کہا تو کون ہے مجھے چھوڑ دے مُنہ پھیر کر دیکھا تو حضرت تھے اپنی پیٹھ ہلانے لگے تا بدن مقدس سے اچھی طرح مس ہو فرمایا اس غلام کو کوئی مول لیتا ہے عرض کیا یا رسول اللہ میں متاع کاسد ہوں مجھے کون خریدیگا فرمایا مگر تو خدا کے نزدیک کاسد نہیں تذئیل انھیں زاہر کیلئے وارد ہے زاہر بادیہ نشین ہمارا ہے اور ہم اُسکے شہری ہیں کر وہ گاؤں کی چیزیں آپ کے لئے لاتے اور آپ اُنھیں شہر کی چیزیں خرید دیتے اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں لوگوں سے باتیں کرتا تھا اور میرے مزاج میں چُہل تھی کہ لوگوں کو ہنساتا تھا آپ نے میری خاصرہ میں لکڑی چھوائی میں نے کہا مجھے بدلہ دیجئے فرمایا لے عرض کیا میں برہنہ تھا آپ نے پیراہن شریف اُتارا میں نے کشح مبارک کو چوم کر کہا یا رسول اللہ میرا یہی مطلب تھا خطابی مدینہ میں ایک شخص تھا کہ آپ سے اکثر ہنسا کرتا بازار سے ہر چیز خرید لاتا اور بطور ہدیہ حضور میں پیش کرتا جب آپ قبول کر لیتے مالک مال کو خدمت شریف میں بلا لاتا اور کہتا کہ تیرا مال حضرت کے صرف میں آیا ہے آپ سے قیمت لے لے آپ تبسم فرماتے اور قیمت اُسکی ادا کرتے ایک دن انس کے بھائی کو کہ خرد سال تھا چڑیا سے کھیلتے دیکھا اُسکی کنیت ابو عمیر مقرر کی اور فرمایا یا ابا عمیر ما فعل النغیر ایک دن انس ترہ تیزک جسکو عربی میں خمرہ کہتے ہیں لائے اُس دن سے ان کی کنیت ابو خمرہ ٹھیرا دی عبدالرحمٰن بلی کو بہت چاہتے تھے اُنھیں ابو ہریرہ کہنے لگے ایک شخص کو عورتوں کے مجمع میں کھڑا دیکھا فرمایا کیا کرتا ہے عرض کیا یا رسول اللہ میں بدکار نہیں مگر اپنے سرکش گھوڑے

کو تسکین دیتا ہوں پھر جب اُسکو دیکھتے فرماتے اب بھی وہ گھوڑا سرکشی کرتا ہے یا نہیں ایک اعرابی نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پوچھنا چاہا اُس وقت چہرۂ مبارک متغیر تھا صحابہ نے اُسے روکا کہ ہم رنگ مبارک پہچانتے ہیں اُس نے کہا مجھے چھوڑ دو قسم اُس کی جس نے اُن کو سچ کیساتھ بھیجا ہے میں اُن کو بے ہنسائے نہ مانوں گا پھر آپ سے کہا یارسول اللہ ہم نے سنا ہے کہ مسیح دجال لوگوں کو بھوک کے وقت ثرید دیگا میں اُس سے پرہیز کروں یہاں تک کہ بھوک سے دُبلا ہو کر مرجاؤں یا اُسے کھاکر خوب موٹا ہو جاؤں پھر کہا امنت باللّٰہ وکفرت بہ اس بات کے سننے سے آپکو ہنسی آئی یہاں تک کہ نواجذ شریفہ ظاہر ہوئے اور فرمایا خدا تجھے اُس سے اُس چیز کے ساتھ بے پرواہ کردیگا جس کے ساتھ مسلمانوں کو بے پرواہ کرے گا۔ صحیحین میں منقول ہے کہ آپ اشجع الناس تھے دنیا میں آپ سے زیادہ کوئی بہادر پیدا نہ ہوا جب جنگ حنین میں سب لشکر میدان سے ہٹ گیا ابوبکر و عمر و علی اور سفیان بن حارث وغیرہم چند صحابہ آپ کے پاس رہے کفار نے آپکو تھوڑے آدمیوں کے ساتھ دیکھکر حملہ کیا اور چار طرف سے تیروں کا مینہ برسا دیا اُس وقت وہ جناب بے خوف و ہراس حملہ کرتے اور فرماتے انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب جب کافر بہت قریب آگئے آپ سواری سے اترے اور مٹھی بھر خاک اُن پر پھینک کر فرمایا شاھت الوجوہ سب کی آنکھوں میں پہونچی اور مُنہ اُن کے پھر گئے۔ غزوۂ نجد میں وہ جناب ایک درخت پر اپنی تلوار لٹکاکر سورہے کسی گنوار نے تلوار اٹھاکر آپ پر حملہ کیا اور کہا کہ اب تم کو کون بچائے گا فرمایا اللہ ابوبکر اسمٰعیلی اپنی صحیحین میں نقل کرتے ہیں کہ اس کلمہ سے ایسا خوف و ہراس اُس کے دل پر غالب ہوا کہ تلوار اُس کے ہات سے گر پڑی فرس ایک روز اہل مدینہ کو ایک آواز سے خوف پیدا ہوا لوگ آواز پر چلے آپ ابوطلحہ کے گھوڑے پر سوار ہوکر سب کے آگے بڑھ گئے جب لوٹے فرمایا خوف نہ کرو میں نے کچھ نہ دیکھا اور اس گھوڑے کو دریا پایا اسی طرح جو سخت معاملہ پیش آتا حضرت سب سے آگے ہوتے اور سب سے پہلے دشمن پر وار کرتے ب مولیٰ علی کہتے ہیں جب لڑائی سخت ہوتی ہم آپ کی پناہ پکڑتے اور آپ سب سے بڑھکر دشمن سے مقابلہ فرماتے بڑا بہادر ہم میں وہ تھا جو لڑائی کے وقت حضرت کے قریب ہوتا کہ آپ سب سے زیادہ دشمن سے قریب ہوتے تھے اور وجہ اس جرأت کی ظاہر ہے کہ آپ تقدیر پر یقین کامل رکھتے تھے اوروں کا یقین آپ کے برابر نہیں کہ اُس قدر جرأت کرسکیں روایت ہے کہ جنگ بدر میں آپ کے پاس ایک تلوار تھی اُس پر یہ شعر لکھا تھا فی الجبن عار وفی الاقبال مکرمۃ ٭ والمرء بالجبن لاینجو عن القدر۔ نامردی میں عار ہے اور بڑھنے میں بزرگی اور آدمی نامردی سے قضا و قدر سے نہیں بچ سکتا اور کوئی شخص غصہ کیوقت آپ کے سامنے نہ ٹھہر سکتا اور اُس جناب کے عتاب کی تاب نہ لاتا جس وقت آپ کو غصہ آتا دونوں ابروؤں میں ایک رگ جسے رگ ہاشمی کہتے نظر آتی اس وقت کسی کو بات کرنے کی مجال نہ ہوتی اور آپ کے زور و قوت کو کوئی پہلوان نہ پہنچتا بڑے بڑے زبردستوں کو اُس جناب نے زیر کیا دکت رکانہ نام ایک پہلوان کہ بڑا کشتی گیر اور نہایت زبردست تھا لوگ دور دور سے کشتی لڑنے آتے وہ سب کو پچھاڑتا ایک دن آپ کو ملا فرمایا اے رکانہ تو خدا سے کیوں نہیں ڈرتا اور میری فرمانبرداری کس لئے نہیں کرتا عرض کیا تمہارے دعویٰ کا گواہ ہے فرمایا اگر میں تجھے پچھاڑوں تو تو مسلمان ہوجائے گا اُس نے اقرار کیا آپ نے اُسے

بچھاڑ دیا کہا ایک بار اور زور کیجئے اسی طرح تین بار گرایا کہا ان شانك لعجیب بے شک آپ کی شان عجیب ہے
فر مو ایک روز ابوالاسد جمحی سے کہ بڑا زور مند اور پہلوان تھا یہاں تک کہ گائے کے چمڑے پر کھڑا ہوتا لوگ اُس چمڑے
کو چار طرف سے کھینچتے چمڑا ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا مگر اُس کا پاؤں اپنی جگہ سے نہ ہلتا فرمایا مسلمان ہو جا عرض کیا اگر آپ
مجھے بچھاڑیں تو میں مسلمان ہو جاؤں آپ نے اُسے زمین پر گرا یا مگر وہ بدقول ایمان نہ لایا اور وہ جناب دنیا سے
نہایت بے رغبت تھے اُس کی عیش وعشرت کی طرف اصلا التفات نہ کرتے اور فرماتے بل ت جہ مالی و
الدنیا وما انا والدنیا الا کراکب استظل تحت شجرۃ ثم راح وترکھا یعنی مجھے دنیا سے کیا کام ہے
اور میری اور دنیا کی یہ مثال ہے جیسے ایک سوار سایہ درخت کے تلے ٹھہرا اور اُسے چھوڑ کر چلا گیا اور دعا کرتے عل
اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین الٰہی مجھے مسکین رکھو اور مسکین مارا در مسکینوں
کے گروہ میں اُٹھا اور فرماتے فقیری میرا پیشہ ہے جو اُسے دوست رکھے گا وہ میرا پیارا ہے عل اے بلال فقیری کو
ڈھونڈ اور اس بات میں کوشش کر کہ نہ مرے تو مگر محتاج عغ ایک دن آپ نے ہات سے کسی چیز کو ہٹایا اصحابہ
نے گذارش کیا یہاں کوئی چیز نہیں آپ کسے ہٹاتے ہیں فرمایا دنیا میرے پاس آتی ہے اور اپنے نفس کو مجھ پر عرض کرتی
ہے اُس کو ہٹاتا ہوں ع ایک شب عائشہ نے آپ کے نیچے نرم بچھونا بچھایا رات بھر کروٹیں لیتے رہے صبح کو فرمایا
اس بچھونے کو لے جاؤ اور وہی کملی لاؤ شیخ ق فی اللہ تعالیٰ نے اسرافیل کو آپ کے پاس بھیجا کہ چاہو پیغمبری اور
بادشاہت اختیار کرو اور چاہو پیغمبری اور بندگی فرمایا مجھے بندگی منظور ہے بادشاہت مطلوب نہیں بل ت
ایک بار جناب الٰہی سے پیغام آیا اے محمد اگر کہو تو مکہ کے پہاڑ تمہارے لئے سونے کے ہو جائیں عرض کیا نہیں
اے رب ایک دن مجھے بھوکا رکھ کہ تیرے حضور میں عاجزی کروں اور دوسرے روز پیٹ بھر کر کھلا کہ تیرا شکر
بجالاؤں بل د ثوبان کہتے ہیں کہ فاطمہ نے حسنین کو گہنا پہنایا اور دروازہ پر ٹاٹ کا پردہ لٹکایا آپ ناخوش
ہوئے جب جناب سیدہ کو یہ خبر پہنچی پردہ پھاڑا اور گہنا اُتار کر حضرت کے پاس بھیجدیا آپ نے مجھ سے
فرمایا اے ثوبان یہ گہنا فلاں شخص کو دے آ مجھے منظور نہیں کہ میری آل دنیا کا مزا اٹھاوے م س ایک بار کچھ
کفار قید ہو کر آئے فاطمہ رضی اللہ عنہا کہ ہات چکی پیستے پیستے تھک گئے تھے یہ خبر سُن کر حضرت کے پاس گئیں کہ شاید
میرا حال دیکھ کر کوئی لونڈی عنایت فرمائیں آپ اُسوقت تشریف نہ رکھتے تھے جب یہ حال سنا فاطمہ کے گھر گئے
اور فرمایا سونے کے وقت تینتیس بار سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر کہہ لیا
کر کہ خادم سے زیادہ تیرے کام آئے گا۔ ب ایک دن ازواج مطہرات نے تنگی معاش کی شکایت کی آپ اسقدر
ناخوش ہوئے کہ مہینہ بھر اُن کے پاس نہ گئے حکم آیا یا ایھا النبی قل لازواجك ان کنتن تردن الحیوۃ
الدنیا وزینتھا فتعالین امتعکن واسرحکن سراحا جمیلا وان کنتن تردن اللہ ورسولہ
والدار الاٰخرۃ فان اللہ اعد للمحسنات منکن اجرا عظیما اے نبی اپنی عورتوں سے کہہ کہ اگر تم دنیا کی
زندگی اور اُس کی آرائش کا ارادہ کرتی ہو تو آؤ میں تم کو چھوڑ دوں اچھا چھوڑنا اور جو خدا اور اُس کے رسول

اور دار آخرت کا ارادہ کرتی ہو تو بے شک خدا نے تم میں سے نیکی کرنے والوں کے لئے بڑا اجر تیار کیا ہے آپ نے پہلے عائشہ صدیقہ سے یہ مضمون بیان فرمایا انھوں نے کہا میں نے خدا و رسول کو اختیار کیا پھر سب نے اُنکی پیروی کی اور دنیا کی طلب سے ہات اُٹھایا ع عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ایک روز میں نے حضرت کے پیٹ پر ہات پھیرا بھوک کے سبب سے گڑھا پڑ گیا تھا یہ حال دیکھ کر مجھے رونا آیا عرض کیا میری جان آپ پر قربان اگر آپ پیٹ بھر کھائیں کیا نقصان ہو فرمایا اے عائشہ میرے اولوالعزم بھائی پیشی کر گئے اور خلعت کرامت کے مستحق ہوئے اگر میں دنیا کا لطف اُٹھاؤں اُنکا مرتبہ کس طرح پاؤں ت آپ فرماتے ہیں جس قدر میں خدا سے ڈرتا ہوں کوئی نہیں ڈرتا اور جو کچھ میں نے خدا کی راہ میں اُٹھایا کسی نے نہ اُٹھایا بارہا تین رات دن مجھے پیٹ بھر کھانا میسر نہ ہوا ت اور جس قدر میں خدا کی راہ میں ڈرایا گیا کوئی نہ ڈرایا گیا اور جس قدر ایذا میں نے اُٹھائی کسی نے نہ اُٹھائی تیس دن تک مجھے اور بلال کو کھانا نہ ملا مگر بہت تھوڑا کہ بلال اپنی بغل میں چھپا لاتا تم س عائشہ فرماتی ہیں تمام عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کی روٹی پیٹ بھر کے نہ کھائی اور کپڑے آپ کے پیوندوں کی کثرت سے نمدے کی مانند ہو گئے تھے تم بعض دنوں میں مہینہ بھر آگ نہ جلتی ت اگر کوئی انصاریہ کچھ بھیج دیتی کھا لیتے نہیں تو پانی اور چھوارے پر دن کاٹ دیتے محب الدین طبری رات کو جب بھوک حضرت پر غلبہ کرتی بار بار مسجد میں جاتے اور نماز پڑھتے تم جب انتقال ہوا تیس صاع جو کے بدلہ زرہ شریف آپ کی ایک یہودی کے پاس گرو تھی غ اور آپ کے تینوں کپڑے دس درہم سے زیادہ کے نہ ہوتے بعض اوقات اسقدر میلے ہو جاتے کہ تیلیوں کے کپڑوں سے مشابہت رکھتے ش کبھی اہل بیت سے پوچھتے کچھ کھانے کو موجود ہے عرض کرتے یا رسول اللہ آپ گھر کے مالک ہیں مالک کو اپنے گھر کا حال خوب معلوم ہوتا ہے آپ کیا لائے تھے جو ہم پکاتے یہ سنکر تبسم فرماتے اور باہر چلے جاتے غ ابو رافع کہتے ہیں ایک دن کوئی مہمان آپ کے گھر آیا کچھ موجود نہ تھا مجھ سے فرمایا فلاں یہودی کے پاس جا اور تھوڑا آٹا قرض لا میں نے اُس سے آٹا مانگا کہا خدا کی قسم جب تک حضرت میرے پاس کوئی چیز گرو نہ کریں گے میں نہ دونگا میں نے حال عرض کیا فرمایا خدا کی قسم میں زمین و آسمان میں امین ہوں اگر وہ دیتا میں مار نہ لیتا خیر میری زرہ لے جاؤ اور اُسے رہن کرکے آٹا لاؤ آیت آئی لا تمدن عینیک الی ما متعنا بہ ازواجا منھم زھرۃ الحیوٰۃ الدنیا لنفتنھم فیہ ورزق ربک خیر وابقی یعنی اے محمد مت دراز کر اپنی آنکھیں اُس متاع کی طرف جو ہم نے اُن کو دی جوڑے میں اُن سے آرائش زندگی دنیا کی تا ہم اُن کو اُس میں آزماویں اور تیرے رب کا رزق بہتر اور باقی تر ہے ت ابوہریرہ کہتے ہیں ایک دن آپ بے وقت گھر سے نکلے ناگاہ ابوبکر و عمر بھی آ گئے فرمایا تم اس وقت کیوں باہر آئے عرض کیا بھوک کے مارے فرمایا مجھے بھی بھوک نے اس وقت گھر سے نکالا ت ابو طلحہ کہتے ہیں ہم نے آپ کے سامنے بھوک کی شکایت کی اور پتھر پیٹ سے کھول کر دکھائے ہمارے پیٹ پر ایک ایک پتھر بندھا تھا اور آپ کے شکم مبارک پر دو بندھے تھے کہتے ہیں کہ غزوہ خندق میں صحابہ کرام پیٹ سے پتھر باندھ کر خندق کھودتے ایک دن حضرت نے کپڑا شکم مبارک سے اُٹھایا تین پتھر بندھے

تھے معلوم ہوا کہ تین دن سے کچھ نہیں کھایا اور خندق کھودنے میں یاروں کے شریک ہیں ایک روز ابن عمر سے
ؔت فرمایا اے عمر کے بیٹے میں نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا اگر میں خدا سے قیصر و کسریٰ کا ملک مانگتا بیشک مجھے
عنایت فرماتا مگر میں ایک دن کھاتا ہوں تو دوسرے دن فاقہ کرتا ہوں اے ابن عمر کیا حال ہوگا جب تو اُن لوگوں
کو دیکھے گا کہ سال بھر کا کھانا جمع کریں گے اور یقین اُن کے ضعیف ہووینگے ؔت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں
نے حضرت کو دیکھا کہ چٹائی پر لیٹے ہیں نشان اُس کا بدن مبارک پر بن گیا ہے اور چھوارے کی چھال کا تکیہ سرہانے
رکھا ہے یہ حال دیکھ کر مجھے رونا آیا عرض کیا یا رسول اللہ قیصر و کسریٰ کیسے ناز و نعمت میں ہیں اور آپ خدا کے رسول
اس تکلیف و محنت میں ہیں فرمایا اے عمر اُن کے لئے دنیا اور ہمارے لئے آخرت ہے ؔت وہ لوگ اپنی نیکیوں
کا بدلہ دنیا میں پاچکے ایک بار کسی عورت نے ایک نرم بچھونا آپ کو بھیجا فرمایا اے عائشہ یہ کیا ہے عرض کیا فلاں
عورت نے آپ کیلئے بھیجا ہے فرمایا اس کو اُس کے پاس بھیجدے خدا کی قسم اگر میں چاہوں تو خدا سونے اور
چاندی کے پہاڑ میرے ساتھ کردے ؔت نعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ تم بافراغت کھاتے پیتے ہو اور میں نے تمہارے
پیغمبر کو دیکھا ہے کہ انھوں نے بے مزا خراب سوکھے چھوارے بھی پیٹ بھر کر نہ کھائے ؔغ ابو درداکہتے ہیں تم دنیا میں
مبتلا ہوگئے چپاتیاں کھاتے ہو اور بے سالن کے لطف نہیں سمجھتے دن کے کپڑے رات کے کپڑوں سے علیحدہ بناتے
ہو حضرت کے وقت میں یہ بات نہ تھی ؔغ ابو ہریرہ ایک قوم پر گزرے کہ بکری کا بھنا گوشت کھارہے تھے آپ سے
بھی کھانے کیلئے کہا فرمایا میں کیسے کھاؤں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور پیٹ بھر کر جو کی روٹی
کبھی نہ کھائی ؔغ ایک دن فاطمہ ایک ٹکڑا روٹی کا لائیں پوچھا کیا ہے عرض کیا ایک روٹی پکائی تھی بے آپکے نہ کھائی
گئی فرمایا اے فاطمہ تین دن بعد یہ ٹکڑا مونہہ میں گیا ہے ؔت مسروق سے منقول ہے کہ آپ نے عائشہ سے فرمایا
اے عائشہ دنیا محمد اور آل محمد کے لائق نہیں اللہ تعالیٰ اولوالعزم پیغمبروں سے اس لئے راضی ہے کہ انھوں نے اپنی
خواہشوں کو روکا اور دنیا کی تکلیفوں پر صبر کیا اور مجھ سے بھی وہی چاہتا ہے جو اُن سے چاہا اور حکم کرتا ہے صبر کر جیسا
اولوالعزم پیغمبروں نے صبر کیا امام غزالی کیمیائے سعادت میں لکھتے ہیں کہ جب مال غنیمت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں
بکثرت آنے لگا ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے اُن سے کہا اے باپ میرے آپ اچھا لباس پہنئے اور باریک
کپڑے سلوائیے آپ نے فرمایا اے بیٹی عورت اپنے شوہر کا حال خوب جانتی ہے کیا تجھے یاد نہ رہا کہ کئی برس رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے اہل وعیال کو دوسرے وقت کھانا میسر نہ ہوا فتح خیبر تک آپ نے پیٹ بھر کر چھوارے کبھی
نہ کھائے ایک روز خوان کھانے کا سامنے لائے نہایت خراب تھا آپ کو کراہت آئی فرمایا اسے اٹھالو ہم کھانا زمین
پر رکھ کر کھالیں گے ہمیشہ دوہری کملی بچھاتے ایک دن کسی نے چار تہہ کرکے بچھادی فرمایا آرام سے رات کی نماز میں
خلل پڑتا ہے کپڑے جب میلے ہوجاتے گھر میں دھولیتے بلال اذان کہتے مگر آپ اُن کے سوکھنے تک باہر نہ آسکتے کہ
دوسرا جوڑا پاس نہ تھا ایک روز دوسرا کپڑا نہ پایا ایک ہی کپڑے سے تمام بدن لپیٹ کر باہر تشریف لائے یہ کہکر
عمر رضی اللہ عنہ اس قدر روئے کہ روتے روتے بے ہوش ہوگئے ؔغ عمران بن حصین کہتے ہیں کہ میں حضرت

کے ساتھ فاطمہ کے گھر گیا آپ نے دروازہ پر آواز دی فاطمہ نے کہا تشریف لائیے فرمایا اور وہ بھی جو میرے ساتھ ہے عرض کیا یا رسول اللہ ایک پرانا کمل میرے پاس ہے بدن چھپاتی ہوں تو سر کھل جاتا ہے آپ نے اپنا تہبند اُن کو دیا اُسے اوڑھکر ہم کو بلایا آپ نے فاطمہ سے فرمایا اے فرزند عزیز کیا حال ہے عرض کیا سخت بیمار ہوں اور بھوک کی سختی میں گرفتار آپ روئے اور فرمایا بے صبری نہ کر میں نے بھی تین دن سے کچھ نہیں کھایا ہے اور میں تجھ سے خدا کو زیادہ پیارا ہوں اگر چاہوں تو خدا مجھے دے مگر میں آخرت اختیار کرتا ہوں پھر اپنا ہاتھ فاطمہ کے کندھے پر رکھ کر فرمایا تجھے بشارت ہو کہ تو بہشت میں سب عورتوں کی سیدہ ہے مریم اور آسیہ اپنے زمانہ کی سردار تھیں اور تو تمام عورتوں کی سردار ہے بہشت میں تم تینوں کو مکلف مکان ملیں گے کہ کسی شغل اور غل اور رنج کو اُن میں دخل نہ دیں گے اے فاطمہ غنیمت سمجھ کر میں نے تیرا نکاح ایسے شخص سے کیا جو دنیا میں بندہ اور آخرت میں سردار ہے حکمت تفسیر فتح العزیز میں لکھتے ہیں کہ اگر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم دولتمند اور مالدار ہوتے لوگ آپکے یاروں اور فرمانبرداروں پر بدگمانی کرتے کہ شاید یہ لوگ بطمع مال و دولت کے آپ کی اطاعت کرتے ہیں اے عزیز نعمت و راحت ہر کسی کو دیتے ہیں مگر بلا و مصیبت دوستوں کیلئے مخصوص ہے سہ اے گشتہ اسیر دربلایت + آنکس کہ زندم ولایت + جز جان و دل وجگر نہ بینم + درگردش چرخ آسیایت + عشاق جہاں شدند والہ + در عالم عز و کبریایت ب کسی نے حضرت سے پوچھا بلا کس پر زیادہ آتی ہے فرمایا پیغمبروں پر ع موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ زمین پر سو رہا ہے اور اینٹ سرہانے رکھی ہے عرض کیا الٰہی تو اپنے نیک بندوں کو اسقدر تکلیف میں رکھتا ہے جواب ہوا اے موسیٰ جس کی طرف ہم متوجہ ہوتے ہیں دنیا کو ہر طرح اُس سے دور کرتے ہیں۔ ع اے موسیٰ اگر فقیری تیرے پاس آئے کہہ مرحبا بشعار الصالحین ع فضیل بن عیاض اپنے نفس سے کہتے تو بھوک کی کیا شکایت کرتا ہے اللہ نے محمد اور آن کے آل و اصحاب کو بھوک میں مبتلا کیا ہے ع محمد بن فضل کہتے ہیں اُسے بشارت ہے جو صبح کو بھوکا اُٹھے اور رات کو بھوکا سوئے اور خدا سے راضی رہے حض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قیامت کو نمازیوں اور صدقہ دینے والوں اور حاجیوں کیواسطے میزان کھڑی کرینگے اور اُن کو ثواب تول تول کر دیں گے اور مصیبت والوں کو اسقدر ثواب بے تولے دیں گے کہ جو لوگ دنیا میں آرام سے رہے آرزو کریں گے کاش ہمارے گوشت قینچیوں سے کترے جاتے کہ ہم بھی اُن کے برابر ثواب پاتے انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب اے عزیز جسقدر عنایت زیادہ دنیا کی اُسی قدر بلا و مصیبت زیادہ ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم رئیس مراداں وسردار محبوباں تھے اسلئے دنیا کی تکلیف و مصیبت اُن پر سبسے زیادہ تھی باوجود اس کے ہر وقت اور ہر حال میں خدا کا شکر بجالاتے رات کو بکمال سوز و گداز نماز میں مشغول اور دن کو خلق کی رہنمائی اور ہدایت اور امور متعلقہ رسالت میں مصروف رہتے اور اوقات عزیز اپنے طب روحانی اور معالجہ امراض قلبی میں صرف کرتے مگر کبھی تبعًا طب جسمانی اور علاج بدنی کی بھی طرف التفات فرماتے تو ضیح واضح ہو کہ مرض دو قسم ہے قلبی اور قالبی مرض قلبی گناہوں کی تاریکیوں کو کہتے ہیں کہ اُنکے سبب سے ثبات و استقامت دل کہ صحت اُسکی

ہے جاتی رہتی ہے اور غلبہ اور دوام اُن کا معرفت اور ذوق ذکر کہ حیات حقیقی ہے زائل کرتا ہے اسوقت آدمی مردہ سے بدتر ہوجاتا ہے **ف** انک لاتسمع الموتیٰ اور **ف** ولا انت بمسمع من فی القبور اسی موت کیطرف اشارہ ہے اور جو کہ اس بیماری کا ضرر بیماری بدن کے ضرر سے سخت تر ہے کہ وہ موت کے بعد زائل ہوجاتا ہے اور یہ ہمیشہ رہتا ہے مقصود بالذات دین میں معالجہ دل کا اور اصلاح باطن کی مفاسد معنوی سے قرار پایا سب پیغمبر اور رسول اسی معالجہ اور اصلاح کے لئے بھیجے گئے لیکن آپ کی شریعت اس امر میں اتم اور اکمل اور افضل و اشمل ہے جو تحقیق اور تفصیل اور انضباط اور تنقیح اسکی اس شریعت میں ہے کسی شریعت و ملت میں نہیں حفظ صحت دل اور ازالہ امراض باطن کے لئے آپ نے ہزاروں قاعدے اور سیکڑوں ضابطے ایسے مقرر کئے کہ کسی دین و مذہب میں نہیں پائے جاتے اور اس وجہ سے کہ امراض جسم عبادت کو مانع ہیں گاہ گاہ اُن کے ازالہ کی طرف بھی توجہ فرماتے مگر چونکہ نظر اس فن کی طرف طبعاً واقع تھی اکثر اوقات اُن بیماریوں کے علاج پر کہ ملک عرب میں کثیر الوقوع ہیں اقتصار کرتے اور وہاں کے باشندوں اور آب و ہوا خصوصاً اہل مدینہ کے مزاجوں اور احوال کی رعایت فرماتے چنانچہ بخار کیلئے ٹھنڈا پانی پینا اور اُس سے نہانا مفید کہتے اس لئے کہ اُس ملک کے لوگوں کو اکثر حمیات شدتِ حرارت آفتاب سے حمیٰ یومی کی قسم سے عارض ہوتے اگرچہ بشرط نیت خالص اور اعتقاد صحیح اور یقین واثق اور عدم موانع مثل خبث باطن کے اور لوگ بھی اُن سے منتفع ہوتے ہیں ہاں کبھی کسی وجہ سے بعض علاج بطور کلیت اور عموم کے ارشاد کرتے مگر انتفاع اُن قواعد و ضوابط سے یہی اخلاص اور یقین مریض پر موقوف ہے کہ معالجہ اطبا ظاہر غالباً حدس اور تجربہ اور استقرار ناقص پر کہ منشا خطر ہے مبنی ہے وہاں یقین شرط نہیں بلکہ وہ یقین کے قابل نہیں اور طب نبوی وحی الٰہی اور نور نبوت اور کمال عقل سے صادر ہے جو شخص بصدق نیت اور اخلاص قلب اور یقین کامل اور قبول تام کے اُس پر عمل کرے قطعاً فائدہ اٹھائے اور جس کے دل میں شک اور شبہہ ہے وہ یقیناً اُس سے منتفع نہ ہوگا بلکہ عجب نہیں کہ اُس کی بیماری بڑھ جاوے چنانچہ ایک شخص کو دست آتے تھے اُس کے بھائی سے کہا شہد پلادے اُس نے پلایا دست زیادہ ہوگئے حال عرض کیا ارشاد ہوا شہد اور پلا تیسری یا چوتھی بار میں جب اُس نے شکایت کی کہ دست زیادہ ہوتے جاتے ہیں فرمایا صدق اللہ وکذب بطن اخیک یعنی اللہ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے کہ شفا قبول نہیں کرتا **فائدہ** شاید اُس کو بدہضمی کے دست آتے تھے اور آپ بار بار واسطے اخراج مواد فاسدہ کے شہد پلانے کا حکم کرتے تھے جب اس قدر کہ دفع مرض کو کافی ہو پلوا چکے اور دست بند نہوئے اُسکو فساد باطن پر متنبہ فرمایا چنانچہ جب وہ اس ارشاد سے متنبہ ہوا اور شک اور شبہہ کو اپنے دل سے دور کیا اُسی علاج سے دست موقوف ہوگئے بخاری اور مسلم نے اس قصہ کے آخر میں روایت کیا فبرء یعنی پھر وہ اچھا ہوگیا پس طب نبوی نفع و ضرر میں قرآن سے مشابہت رکھتی ہے کہ قرآن مجید امراض قلبی کو دور کرنے والا ہے لیکن جو شخص اُسپر یقین نہیں کرتا اُس کی بیماری زیادہ ہوجاتی ہے قال اللہ تعالیٰ وننزل من القرآن ما ہو شفاء ورحمۃ للمومنین ولا یزید الظالمین الا خسارا **تذئیل** آپ کا کلام اکثر اوقات کمال جامع ہوتا اسی لئے

جو قواعد و ضوابط اس فن کے زبان مبارک سے صادر ہوئے ہر ایک قاعدہ اُن میں سے تمام فن طب کو جس میں سیکڑوں حکماء یونان اور لاکھوں دانایان عالم نے برسوں خوض کیا اور ہزاروں کتابیں اُس میں تالیف کیں جامع اور متضمن ہے نقل ہے کہ علی بن حسن بن واقد سے کسی نصرانی طبیب نے کہا کہ تمہاری کتاب اور پیغمبر نے طب کا کچھ بیان نہ کیا جواب دیا کہ پروردگار نے آدھی آیت میں تمام طب کو جمع فرمایا کلوا واشربوا ولا تسرفوا کہ سب بیماریاں کھانے پینے کی بے اعتدالی سے پیدا ہوتی ہیں اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں المعدۃ بیت الداء والحمیۃ راس کل دواء واعط کل بدن ما عودتہ **تن** تب نصرانی نے کہا ما ترک کتابکم ولا نبیکم لجالینوس طبًا بے شک تمہاری کتاب اور پیغمبر نے جالینوس کے لئے طب نہ چھوڑی فی الواقع تمام قانون بوعلی سینا اور مؤلفات محققین حکما کو اگر اُس آیت اور اس حدیث کی تفصیل اور تشریح کہا جائے لائق اور بجا ہے اکثر اوقات علاج آپ کا ادعیہ اور اذکار اور آیات کے ساتھ ہوتا اور کبھی مفردات ادویہ طبیعی یعنی اجزاء جمادی و نباتی و حیوانی اور کبھی دونوں کی ترکیب سے علاج کرتے مگر معالجہ آپ کا مرکبات و معاجین کے ساتھ نہ ہوتا کبھی واسطے دفع سورت دوا یا کسی اور غرض صحیح کے کوئی چیز زیادہ کرتے اور عمدہ چیز جو اُس زمانہ کے بیماروں کو کمال نفع کرتی آپ کی بیمار پرسی اور عیادت تھی اکثر بیمار آپ کی صورت دیکھتے ہی اچھے ہو جاتے اور جو صحت مقدر نہ ہوتی آپ کی تشفی اور تسلی دینے سے مرض گھٹ جاتے اور آداب عیادت کہ احادیث میں وارد ہیں الکلام الاوضح فی تفسیر الم نشرح میں مذکور ہیں اگر مریض مرجاتا اُس کے جنازہ کے ساتھ جاتے اور نماز جنازہ کی پڑھاتے اور اُس کے لئے استغفار کرتے اور در حقیقت ایسی موت ہزار زندگی اور صحت سے بہتر ہے اور جس مسلمان کے گھر لڑکا پیدا ہوتا آپ کے پاس لاتا آپ اُس کے حق میں برکت کی دعا کرتے اور چھوارے یا کچھ اور شیرینی چباتے اور کبھی اپنا تھوک اُس کے مونھ میں ڈالتے چنانچہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے مونھ میں ڈالا اور یہ ایسی نعمت تھی جس کا بیان نہیں ہو سکتا **ت** ابورافع کہتے ہیں میں نے حضرت کو حسن کے کان میں اذان کہتے دیکھا **فائدہ** عمر ابن عبدالعزیز کہتے ہیں داہنے کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی **ت** اور لڑکے کا نام ساتویں دن رکھتے اور عقیقہ بھی اُسی دن سنت ہے **تذئیل** بعضے ختنہ کو بھی ساتویں دن سنت کہتے ہیں اور بعض سات اور بعض نو اور بعض دس برس کی عمر میں سنت جانتے ہیں مکحول شامی کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے اسحٰق علیہ السلام کا ساتویں دن اور اسمٰعیل علیہ السلام کا تیرہویں برس ختنہ کیا اس لئے اولاد اسمٰعیل علیہ السلام میں تیرہویں برس ختنہ کرتے ہیں **قم** ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ صحابہ بعد بلوغ کے یعنی بعد اس کے کہ لڑکا قوی ہو جاتا قبل از بلوغ شرعی ختنہ کرتے اصل یہ ہے کہ ختنہ ایسے وقت کہ لڑکے پر تکلیف کم ہو بہتر ہے اور اچھے نام کو پسند کرتے اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ سب ناموں سے عبداللہ اور عبدالرحمٰن کو زیادہ دوست رکھتا ہے اور سب ناموں سے سچے حارث اور ہمام اور سب سے بُرے حرب اور مرہ اور خدا کے نزدیک سب سے خوار زیادہ شاہنشاہ ہے اور یسار اور افلح اور اس قسم کے ناموں سے منع فرماتے کہ اگر کوئی پوچھے گا یسار ہے اور وہ اُس وقت نہ ہوگا کہیں گے نہیں ہے اور اس کلام میں بدفالی ہے

اور کبھی بُرے نام کو بدل دیتے چنانچہ عاصیہ بنت عمر کا نام جمیلہ رکھا اور اسی طرح ام المومنین برہ کو جویریہ اور اجزم کو زرعہ اور حرب کو اسلم اور مضطجع کو منبعث اور بنو زنیہ کو بنو رشدہ اور شعب الضلالۃ کو شعب الہدیٰ سے بدلا اور حزن سے کہ سعید بن مسیب کے دادا تھے کہا تیرا نام سہل ہے ﷺ انھوں نے کہا میں اپنے باپ کا رکھا نام نہیں بدلتا سعید کہتے ہیں اسی سبب سے سختی اور شدت آج تک ہم میں باقی ہے اور اُمت کو تاکید فرماتے کہ نام لڑکوں کے اچھے رکھو کہ قیامت کے دن نام لے کر پکارے جائیں گے اور کبھی تعبیر خواب نام سے اخذ کرتے چنانچہ ایک بار ﷺ آپ نے خواب میں دیکھا کہ عقبہ بن رافع کے گھر آپ کے اور اصحاب کے لئے چھوارے لائے ہیں تعبیر دی کہ رفعت و عاقبت انھیں حاصل ہوگی عاقبت کو عقبہ سے اور رفعت کو رافع سے اخذ کیا اور سہل بن عمرو سے کہ روز حدیبیہ کفار کی طرف سے سوال و جواب کے واسطے آئے پوچھا تیرا کیا نام ہے عرض کیا سہل فرمایا اب کام ہمارا سہل ہوا اور جس راہ اور منزل کا نام اچھا نہ ہوتا اُس کی طرف جانے سے پرہیز فرماتے اور ارشاد کرتے کہ پیغمبروں کے نام پر نام رکھو اور کبھی کسی کی کنیت مقرر کرتے چنانچہ عائشہ کی کنیت ام عبداللہ اور مولیٰ علی کی ابوتراب مقرر کی۔ **فائدہ** اس کنیت میں ارباب تصوف نے اشارات دقیقہ اور نکات بلیغہ ذکر فرمائے ہیں ایک اُن میں سے یہ ہے کہ تراب اہل توحید و فنا کے وجود سے اشارہ ہے اور مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سلاسل طریقت کی اصل اور مقتدا اور مرجع اور منتہی ہیں یعنی مٹی سے یہ خاک مراد نہیں بلکہ وہ لوگ کہ جیتے جی مر گئے اور بسبب نفس کشی کے خاک ہوگئے مراد ہیں کہ وہ آپ کے فروع اور پیرو اور تربیت یافتہ ہیں اور آپ اُن کے اصل اور مربی اور پیشوا **خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ** من حاصل ایں خطاب گویم ✚ مضمون ابوتراب گویم ✚ خاک اند جماعتے کہ مردند ✚ بستی بخدائے خود سپردند ✚ سر حلقۂ خاکیاں علی بود ✚ سر سلسلۂ جہانیاں علی بود۔ اور وہ جو بعض صوفیہ سے واقع ہے آدم من التراب و علی ابوالتراب سوء ادب سے خالی نہیں مقام پیغمبروں کا اس سے برتر اور اعلیٰ ہے کہ کسی کو اُن پر ترجیح دیجائے۔ ہاں یہ کنیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کمال بزرگی اور علو مرتبہ پر دلالت کرتی ہے مع اور اجازت اس امر کی بھی کہ اپنے بیٹے کا نام محمد رکھیں اور اُسکی کنیت ابوالقاسم کریں حضرت علی کے خصائص سے ہے چنانچہ انھوں نے بعد وفات سید کائنات کے حضرت محمد بن حنفیہ کو اس نام اور کنیت سے مشرف کیا اور دوں کو نام اور کنیت شریف کے جمع کرنے کی اجازت نہ تھی بلکہ صحیح حدیث میں جسے ابوداؤد و بخاری اور مسلم نے روایت کیا وارد ہے تسموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی یعنی اپنے لڑکوں کو میرے نام سے مسمیٰ کرو اور میری کنیت سے دور رہو مگر تسمیہ باسم شریف جائز بلکہ مستحب ہے جیسا کہ لفظ حدیث سے ظاہر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھانے میں تکلف نہ کرتے جو میسر ہوتا کھا لیتے اور کھانے سے پہلے اور اُس کے بعد دونوں ہات بند دست تک دھوتے اور فرماتے ﷺ برکۃ الطعام الوضوء قبلہ والوضوء بعدہ یعنی کھانے سے پہلے اور اُس کے بعد وضو کرنا موجب برکت طعام ہے **تنبیہ** اس جگہ کئی امر قابل بیان کے ہیں اوّل حدیث میں وضو سے ہات دھونا اور کلی کرنا مراد ہے کہ وضو لغت میں بمعنی حسن و نظافت کے آتا ہے ہاں وضو مصطلح قبل از طعام افضل اور بہتر ہے۔

دوم طعام ایک عمدہ نعمت ہے اور اُس سے پہلے ہات دھونا تعظیم نعمت اور بعد اُس کے موجب مغفرت چنانچہ آیا ہے کہ وضو قبل از طعام فقر کو دور کرتا ہے اور بعد اُس کے گناہان صغیرہ کو اس لئے کہ سنت حسنہ ہے و ان الحسنات یذھبن السیئات سوم جنب کو بے ہات دھوئے اور کلی کئے کھانا مکروہ ہے نہ حائض کو کذا فی فتاویٰ قاضیخان چہارم طحطاوی حاشیہ درمختار میں لکھا ہے کہ ہاتوں کو رومال وغیرہ سے نہ پونچھے تا اثر دھونے کا کھانے کے وقت باقی رہے حظ اور دوسرے شخص سے ہات نہ دھلوائے کہ غسل یدین قبل الطعام حکم وضو میں ہے پنجم مجمع میں فا پہلے لڑکے اور جوان اپنے ہات دھوئیں پھر بوڑھے اور یہ ادب اس ملک میں متروک ہے اور آپ کی عادت تھی کہ کھانا دسترخوان پر رکھ کر کھاتے خوان پر رکھ کر کھانا آپ سے ثابت نہیں مگر جو تکبر کیلئے نہ ہو جائز ہے اور کبھی زمین پر رکھتے کہ تواضع سے قریب تر ہے اور اسی طرح چھوٹے چھوٹے برتنوں میں کئی طرح کھانا رکھ کر جیسا اہل تکلف و تنعم میں مروج ہے نہ کھاتے اور کھانے کے وقت تکیہ نہ لگاتے اور فرماتے انما انا عبد اٰکل کما یاکل العبید واجلس کما یجلس العبید جز این نیست کہ میں بندہ ہوں کھاتا ہوں جس طرح بندے کھاتے ہیں اور بیٹھتا ہوں جس طرح بندے بیٹھتے ہیں فائدہ کھانے کے وقت مسنون یہ ہے کہ بہیئت ادب اس طرح جیسے کوئی دو چار لقمے کھانے کے لئے بیٹھتا ہے بیٹھے کہ جم کر بیٹھنا بہت کھانے والوں کی عادت ہے اور لیٹ کر یا کھڑے ہو کر یا چار زانو یا تکیہ لگا کر کھانا بہتر نہیں عل مگر تفکہہ ہر طرح روا ہے اور فرماتے س کہ جب رات کا کھانا رکھا جاوے اور نماز برپا کی جائے تو رات کے کھانے سے ابتدا کرو یعنی پہلے کھانا کھالو جب نماز پڑھو شرح عین العلم ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ اتباع سنت میں یکتائے عالم تھے قرأت امام کی سنتے لیکن کھانے سے نہ اُٹھتے اور وجہ اس کی ظاہر ہے کہ کھانے میں نماز کا خیال رہنا نماز میں کھانے کا خیال رہنے سے بہتر ہے اور کھانے سے پہلے یہ دعا پڑھتے اللھم اجعلھا نعمۃ مشکورۃ تصل بھا نعمۃ الجنۃ۔ غ اور تنہا کم کھاتے مجمع کے ساتھ کھانا پسند فرماتے د اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کھاتے ہیں اور سیر نہیں ہوتے ارشاد ہوا اکٹھے ہو کر کھایا کرو اور خدا کا نام ذکر کرو تا تمہارے لئے کھانے میں برکت کی جائے اور ابن ماجہ کی حدیث میں وارد ہے کہ جمع ہو کر کھاؤ اور متفرق نہ ہو کہ بتحقیق برکت ساتھ جماعت کے ہے اور بہت گرم کھانا نہ کھاتے اور فرماتے کہ وہ بے برکت ہے ہم کو خدا نے آگ نہ کھلائی پس اُسے ٹھنڈا کر لو اور ماحضر پر قناعت فرماتے احیاء العلوم میں مرقوم ہے کہ اگر روٹی تیار ہو سالن کا انتظار نہ کرے کہ مقصود کھانے سے حفظ قوت ہے نہ تنعم اور بہت کھانے کو پسند نہ کرتے اور کہتے ن کہ حق تعالیٰ نے کوئی برتن پیٹ سے بڑا پیدا نہ کیا جب آدمی کو کھانے کی ضرورت ہو اُسے تین حصہ کرے ایک حصہ کھا دے اور ایک پانی کے واسطے چھوڑے اور ایک حصہ سانس کے آنے جانے کے لئے خالی رکھے اور شروع کے وقت بسم اللہ کہتے اور فرماتے س کہ بے شک شیطان اپنے لئے کھانے کو حلال کرتا ہے اس سے کہ خدا کا نام اُس پر نہیں لیا جاتا یعنی جو شخص کھانے سے پہلے بسم اللہ نہیں کہتا شیطان اُس کے ساتھ کھاتا ہے لیکن اگر بھول جائے تو بعد کھانے کے بسم اللہ فی اولہ و آخرہ کہہ لے کہ اس کے کہنے سے وہ ملعون

نے کر دیتا ہے اور عین العلم میں ہر لقمہ کے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہنا بہتر لکھا ہے اور ترمذی نے بسند حسن صحیح روایت کیا ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھ یاروں کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے ایک اعرابی آیا اور دو لقمہ میں سب کھانا کھا گیا فرمایا اگر وہ بسم اللہ کہتا تو یہ کھانا تم کو کفایت کرتا۔ **تذییل** اکثر فقہا تسمیہ کو کھانے سے پہلے مستحب اور بعض اہل محدثین واجب کہتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ اگر جماعت سے ایک آدمی بسم اللہ کہہ لے کافی نہیں بلکہ ہر شخص کو کہنا چاہئے کذا فی المرقاۃ اور باواز بلند کہنا اولی ہے تا اہل مجلس کو بھی یاد آجائے اور فرماتے **س** بائیں ہات سے نہ کھائے کہ بیشک شیطان بائیں ہات سے کھاتا ہے۔ امام نووی شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں کہ بسبب زخم یا بیماری یا کسی عذر کے داہنے ہات سے نہیں کھا سکتا تو بائیں ہات سے کھانا مضائقہ نہیں رکھتا ورنہ مکروہ ہے **مرقات** یہاں تک کہ بعض علما داہنے ہات سے کھانا واجب جانتے ہیں اسی طرح دو انگلیوں اور ایک انگلی کے ساتھ کھانا کہ عادت متکبروں کی ہے اور چار یا پانچ انگلیوں کے ساتھ کھانا کہ عادت حریصوں کی ہے بے ضرورت کے نچاہئے مستحب یہ ہے کہ تین انگلیوں سے کھائے **ت** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اکثر اوقات تین انگلیوں سے کھاتے اور **س م** فرماتے کل مما یلیک یعنی اپنے سامنے سے کھا کہ جب کھانا ایک طرح کا ہے تو پھر ادھر اُدھر ہات دوڑانا بے فائدہ اور کمال حرص پر دلالت کرتا ہے ہاں اگر کھانا کئی طرح کا ہو تو ہر جانب سے کھانا مضائقہ نہیں رکھتا اور ارشاد کرتے **جہ ت ی** کہ پیالے کے کناروں سے کھاؤ بیچ میں سے نہ کھاؤ کہ برکت اُس کھانے میں جو کاسہ کے بیچ میں ہے نازل ہوتی ہے **فائدہ** جو کہ وسط افضل اور اعدل مواضع ہے پس نزول خیر و برکت کے لئے احق اور اولی ہے اور باقی رکھنا اُس کھانے کا کہ محل برکت ہے آخر تک مناسب ہے اس قیاس پر روٹی کا بھی بیچ میں سے کھانا بہتر نہ ہوگا بلکہ کناروں سے کھانا چاہئے اور کناروں کو چھوڑ دینا اسراف میں داخل ہے مگر اور جو کوئی شخص ایسا موجود ہو کہ اُن کو کھالے تو جائز ہے لیکن ترک اولی ہے اور پکے گوشت کو چھری سے کاٹنا پسند نہ کرتے اور فرماتے **ق و** کہ وہ فعل اہل عجم کا ہے یعنی تکبر اور تنزہ پر دلالت کرتا ہے اور اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ نہی تنزیہی اُسی صورت میں ہے کہ گوشت نرم ہو ورنہ حدیث صحیحین سے ثابت ہے کہ آپ نے گوشت چھری سے کاٹا ہے اور ابن حبان کی حدیث میں آیا ہے کہ روٹی کو چھری سے نہ کاٹو **فائدہ** کہ منافی اُس کی تعظیم کے ہے اسی وجہ سے **ق** نمک دان روٹی پر رکھنا یا برتن سیدھا کرنے کے لئے روٹی کی آڑ لگانا بھی ممنوع ہے ابو القاسم صفار کہتے ہیں ضیافت میں سوا اس بات کے کچھ نیت نہیں پاتا کہ لوگوں کو روٹی پر نمک دان رکھنے سے منع کروں گا اور یہ بھی آداب اکل سے ہے **عل** کہ روٹی کو دونوں ہات سے توڑے ایک ہات سے توڑنا عادت متکبروں کی ہے اور ٹوٹی روٹی کو پہلے کھالے جب دوسری توڑے **ع** اور گرم کھانے میں پھونک نہ مارے بلکہ **عل** ٹھنڈا ہونے تک ڈھکا رکھے **ی** کہ موجب مزید برکت ہے لیکن طحطاوی کہتے ہیں کہ آواز کے ساتھ پھونک مارنا منہی عنہ ہے مطلقا ممنوع و مکروہ نہیں اور کھانے کو نہ سونگھے کہ عادت بہائم کی ہے **عل** اور کھاتے وقت داہنے بائیں نہ دیکھے اور جو

لقمہ ہات سے گرجائے عل اُسے اُٹھا کر کھالے اور شیطان کے لئے نہ چھوڑے طحطاوی میں وجیز سے نقل کیا ہے کہ گرے لقمہ کو چھوڑ دینا اسراف میں داخل ہے پہلے گرے لقمہ کو کھالے کہ حدیث میں آیا ہے جس قوم نے روٹی کی تحقیر کی خدا نے اُن کو بھوک میں مبتلا کیا اور کسی قسم کی سبزی مانند پودینہ وغیرہ کے دسترخوان پر رکھے شرح عین العلم کہ حضرت فرماتے ہیں اپنے دسترخوانوں کو سبز کرو کہ وہ شیطان کو ہکالتا ہے اور مروی ہے کہ جس دسترخوان پر ترکاری ہوتی ہے فرشتے اُس پر حاضر ہوتے ہیں اور غ آداب الصالحین امیرالمؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ کھانا نمک سے شروع اور نمک پر ختم کرے اور کھانے کے وقت حکایات صالحین اور اچھی باتیں کرے نہ چپ رہے اور نہ بیہودہ بکے ھکذا فی شرح العلم آداب الصالحین اور پانی بہت نہ پئے کہ معدہ کو مضر ہے غ اور خرما وغیرہ طاق کھائے کہ خدا طاق ہے اور گٹھلی اور اسی طرح ہر چیز کا سفل کھانے کے برتن میں نہ ڈالے اور ہات میں نہ لے بلکہ ہتھیلی کی پشت پر رکھ کر پھینک دے اور کھانے کو بُرا نہ کہے س م اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کھانے کو برا نہ کہتے پسند آتا کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے نووی یہ بات کہنا کہ نمک بہت ہے یا کم ہے یا شوربا پتلا ہے یا گاڑھا ہے تعییب ہے مگر ملا علی قاری بعض علما سے نقل کرتے ہیں کہ اگر عیب پکانے والے کی طرف سے ہے تعییب مضائقہ نہیں رکھتی اور گرم کھانا نہ کھائے حدیث میں ہے انه غیر ذی برکة وان الله لم یطعمنا نارا اور چاندی سونے کے برتن میں کھانا پینا حرام ہے کہ حضرت فرماتے ہیں کہ جو شخص پیتا ہے سونے اور چاندی کے برتن سے پلاتا ہے اپنے پیٹ میں آگ دوزخ کی تنبیہ سلائی اور سرمہ دانی اور چمچہ اور آئینہ اور اسی طرح سونے چاندی کی ہر چیز استعمال میں لانا حرام ہے مگر تانبہ اور پیتل کے برتن میں کھانا پینا مکروہ نہیں اور عبارت درمختار کی کہ کراہت پر دلالت کرتی ہے بے قلعی پر محمول ہے یا مراد مکروہ سے ترک اولیٰ ہے اس لئے کہ لکڑی اور پتھر کے برتن میں کھانا پینا مسنون اور تواضع سے نہایت مناسبت رکھتا ہے اور استعمال شیشہ اور بلور اور عقیق اور چینی کے برتنوں کا بے کراہت روا ہے اور اسی طرح اُس برتن سے پینا کھانا جس میں چاندی کی میخیں یا پھول وغیرہ لگے ہوں اگر چاندی مونہہ لگانے کی جگہ نہ ہو جائز ہے طحطاوی اور کھڑے ہو کر اور چلتے میں نہ کھا دے عالمگیری اور ننگے سر کھانا بہتر نہیں اور تاریکی میں کھانے کو بھی اچھا نہیں کہتے م س اور اگر مکھی کھانے میں پڑ جائے اُس کو دوبارہ غوطہ دے کر پھینک دے کہ اُس کے ایک بازو میں بیماری اور دوسرے میں دوا ہے تذنیل اور عادت اُس کی یہ ہے کہ پہلے بیماری کے پر کو ڈالتی ہے اور بعد کھانے کے م س اپنے ہات کو یعنی انگلیوں کو چاٹے یا چٹوائے س حضرت فرماتے ہیں تم نہیں جانتے کہ کون سے میں یعنی کھانے کے کس جزو میں برکت ہے اور برتن کو بھی چاٹ لے کہ رزین کی حدیث میں آیا ہے کہ کاسہ کہتا ہے خدا تجھے دوزخ سے آزاد کرے جیسا اُس نے مجھے شیطان سے آزاد کیا اس لئے کہ جس برتن میں کھانا لگا رہتا ہے اُس کو شیطان چاٹتا ہے اور قا کھانے کے بعد کاغذ سے انگلیاں رگڑنا مکروہ اور روٹی سے رگڑنا موجب اُس کی اہانت کا ہے بغوی نے

معجم صحابہ میں مرفوعاً روایت کیا اکرموا الخبز فان اللہ انزلہ من برکات السماء یعنی روٹی کی تعظیم کرو کہ خدا نے اُسے آسمان کی برکتوں سے نازل فرمایا اور بعض احادیث میں وارد ہے کہ جو روٹی کی تعظیم کرتا ہے وہ خدا کی تعظیم کرتا ہے اس لئے کہ تعظیم نعمت شکر منعم اور اُس کی تعظیم ہے اور ٹکڑے روٹی کے کہ دسترخوان پر جمع ہو جائیں کھالے ابو الشیخ نے کتاب الثواب میں جابر سے نقل کیا کہ جو شخص گرا ہوا کھانا کھاوے زندگی فراخی کے ساتھ کرے اور فقیری اور برص اور جذام سے محفوظ رہے اور اُس کی اولاد حماقت اور بلادت سے روکی جائے۔ شرح عین العلم اور دسترخوان اُٹھانے سے پہلے نہ اُٹھے کہ عادت متکبروں کی ہے اور دانتوں میں خلال کرے لیکن ع جو کھانا دانتوں سے زبان کی اعانت سے نکلے کھالے اور جو خلال سے نکلے پھینک دے علی اور غرارہ کرے عالمگیری اور چوب ریحان و انار اور سینکھ سے خلال کرنا مکروہ ہے اور بید سیاہ اور درخت تلخ سے بہتر طحطاوی اور بعد کھانے کے پہلے بوڑھوں کے ہات دھلائے کہ حدیث میں ہے جو ہمارے بوڑھے کی توقیر نہ کرے ہم سے نہیں قا اور بھوسی سے جس میں آٹا نہ ہو ہات دھونا جائز اور آٹے سے ترک اولی اور صابن اور اشنان سے بہتر اور جب کھانے سے فارغ ہو خدا کی حمد بجالائے ت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خدا اُس بندہ سے راضی ہوتا ہے جو ایک نوالہ کھاتا ہے اور ایک گھونٹ پیتا ہے اور اُس پر خدا کا شکر بجالاتا ہے سفر السعادت میں ہے جب آپ کھانے سے فارغ ہوتے فرماتے الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ غیر مکفی ولا مودع ولا مستغنی عنہ ربنا اور کبھی فرماتے الحمد للہ الذی اطعم من الطعام وسقی من الشراب وکسی من العری وھدی من الضلالۃ وبصر من العمی وفضل علی کثیر ممن خلق تفضیلا الحمد للہ رب العالمین اور کبھی کہتے الحمد للہ الذی اطعم وسقی وسوغ ایک بار دودھ لے کر فرمایا جو شخص کوئی چیز کھاوے کہے اللھم ارزقنا خیرا منہ اور جو دودھ پیوے کہے اللھم بارک لنا فیہ وزدنا منہ اور اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ ماکولات میں دودھ سے بہتر کوئی چیز نہیں اور آداب شرب سے یہ ہے کہ آبخورہ داہنے ہاتھ سے پکڑے سس کہ شیطان بائیں ہات سے پیتا ہے اور صحیحین میں ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت تیامن کو ہر چیز میں دوست رکھتے یہاں تک کہ کنگھی کرنے اور جوتہ پہننے میں دوم علی ہات برتن کے نیچے رکھے سوم علی پینے سے پہلے پانی کو دیکھ لے تا خس مونہہ میں نہ جائے چہارم تین گھونٹ میں پئے ہر بار کوزہ کو مونہہ سے جدا کرے کہ م س رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین گھونٹ میں پیتے تھے اور فرماتے کہ اس طرح پانی پینا خوب سیراب کرنے والا اور تندرستی بخشنے والا اور گوارا تر ہے ق اور ایک سانس میں پینا طریق شیطان کا ہے پنجم جہ د برتن میں سانس مارنے اور پھونکنے سے منع فرماتے اشعۃ اللمعات کہ تنفس پانی میں فعل بہائم کا ہے ششم فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سانس کے شروع میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ کہتے اور احیا میں لکھتے ہیں پہلی سانس میں بسم اللہ اور اُس کے آخر میں الحمد للہ اور دوسری میں بسم اللہ الرحمن الرحیم اور آخر میں الحمد للہ

رب العالمین اور تیسری کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور اُسکی انتہا میں الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم اور بعد فراغ کے الحمد للہ الذی جعله عذبا فراتا برحمته ولم یجعله ملحا اجاجا بذنوبنا کہتے اور دودھ پینے کے وقت یہ دعا پڑھے اللھم بارک لنا فیه وزدنا منه کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہی دعا پڑھتے **ہفتم غ** اگر ڈکار آوے مونہہ کو کوزہ کی طرف سے پھیر لے **ہشتم** حدیث میں ہے **مؔی** کہ پانی چوس چوس کر پیو اور مونہہ بھر کر نہ پیو کہ مونہہ بھر کر پینے سے درد جگر ہوتا ہے **نہم کنز العباد** سونے کے بعد اور حالت اضطجاع اور اتکاء اور چلنے میں اور بعد کھانے میوہ کے پانی نہ پیئے اور آب دریا اور آب چاہ کو جمع نہ کرے لیکن کھڑے ہو کر پینے میں اختلاف ہے اور دلائل طرفین متعارض مسلم کی حدیث میں آیا کوئی تمہارا حالت قیام میں نہ پیئے پس اگر بھول جائے قے کر دے اور ترمذی نے بسند صحیح انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا کسی نے پوچھا کھانے کا کیا حکم ہے کہا وہ زیادہ سخت ہے۔ اور بروایت صحیحہ حضرت اور خلفاء اربعہ سے ثابت ہوا کہ انھوں نے بحالت قیام پانی پیا علماء نے وجہ تطبیق کی یہ قرار دی کہ نہی تنزیہی ہے اور فعل حضرت کا واسطے بیان جواز کے یا آب زمزم اور بقیہ وضو کے پینے پر محمول ہے **دہم عالمگیری** مشک کے مونہہ سے اور اسی طرح گھڑے وغیرہ سے مونہہ لگا کر نہ پیئے اگر چھوٹا برتن نہ ہو تو ہات سے پینا چاہیے **یازدہم قاری** اگر بے مانگے کوئی شخص پانی دے رد نہ کرے کہ تعظیم نعمت کے خلاف ہے لیکن اگر نہ لے تو دینے والے کو مبالغہ اور اصرار کرنا نہ چاہیے **دوازدہم** مسلمان کے جھوٹے کو متبرک سمجھ کر پیئے کہ جھوٹا مسلمان کا خصوصًا علما و مشائخ کا امراض قلبی سے شفا اور تواضع سے شمار کیا گیا ہے **قط** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اپنے بھائی کا جھوٹا پینا تواضع سے ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے سقایہ کا پانی واسطے حاصل کرنے مسلمانوں کے ہاتوں کی برکت کے پیتے **سیزدہم** جب پانی پیئے یا اور کوئی چیز پیئے یا کھائے تو کسی قدر برتن میں چھوڑ دے کہ مروی ہے جس طعام اور شراب کیلئے پس خوردہ نہیں اُس میں بھلائی نہیں **چہاردہم** بقیہ پہلے داہنی طرف والے کو دے کہ ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی طرف ایک اعرابی اور بائیں طرف صدیق اکبر تھے آپ نے لسی پی کر اُس کا بقیہ اعرابی کو دیا ہرچند عمر رضی اللہ عنہ نے گزارش کیا کہ ابو بکر کو دیجیے بسبب کمال عدل و انصاف کے منظور نہ فرمایا اور ارشاد ہوا الایمن فالایمن یعنی داہنی طرف والا اولی اور اسبق ہے **فائدہ** بموجب اس قاعدہ کے ہات دھلانے والے کو بھی داہنی طرف سے دھلانا اور جو کسی وجہ سے وسط مجلس سے شروع کرے تو اُسکے داہنے طرف کی رعایت کرنا مناسب ہے اور مجمع میں رعایت افضل کی لازم ابن عساکر نے ابو ادریس خولانی سے مرسلًا روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کھانا رکھا جاوے تو چاہیے کہ امیر قوم یا صاحب طعام یا بہتر قوم کا شروع کرے **تذئیل** بروایت صحیحہ ثابت ہوا کہ آپ نے گوشت اونٹ اور بکری اور مرغی اور حباری اور خرگوش اور مچھلی اور عنبر بحری کا اور خرما تر اور خشک اور دودھ اور لسی اور دودھ شہد

پڑا ہوا اور روٹی خرما اور زیت اور سرکہ اور پیہ گداختہ کے ساتھ اور خرما خیار کے ساتھ اور جگر گوسفند بریاں کردہ اور گوشت خشک اور کدو پختہ اور پنیر اور ثرید اور خرما مسکہ اور زیت اور خربوزہ کے ساتھ تناول فرمایا آور سرکہ اور گوشت سے رغبت رکھتے اور بعض کھانے کی تعریف بھی کرتے مگر جو میسر آتا کھا لیتے کسی چیز کو رد اور اُس کی مذمت نہ فرماتے اگر نہ ملتا صبر کرتے اور پتھر پیٹ سے باندھتے آور جس کے گھر کھانا کھاتے اُس کے لئے یہ دعا کرتے اللھم بارك لھم فیما رزقتھم واغفر لھم وارحمھم اور فرماتے جو شخص کسی کے گھر کھائے پیئے پھر اُس کے لئے دعا کرے حق مکافات سے بری ہو جائے آور فرماتے ہیں جب کھانا کھاؤ اُس کو خدا کی یاد سے ہضم کرو آور یہ بھی ارشاد ہوا کہ کھانے کے بعد سونے سے دل سخت ہوتا ہے آور صحیحین میں مروی ہے کہ فرمایا اپنے مشکوں کے مونھ کو بند کرو اور خدا کے نام کو یاد کرو اور اپنے برتنوں کو ڈھکو اور خدا کا نام یاد کرو یعنی رات کو سوتے وقت پانی کا برتن کھلا نہ چھوڑو اور اُس کے ڈھکتے وقت بسم اللہ کہو بالجملہ وہ جناب قولاً و فعلاً ذکر الٰہی کی ترغیب میں مشغول رہتے اور ہر کام کو خدا کے نام سے شروع اور اُس کے نام پر ختم کرتے جب کوئی مرغوب چیز حاصل ہوتی الحمد للہ رب العالمین اور جو کوئی امر مکروہ واقع ہوتا الحمد للہ علی کل حال فرماتے اور جس طرح کا کپڑا میسر ہوتا پہنتے تکلف کو پسند نہ فرماتے اور جامۂ شہرت سے منع کرتے آور ارشاد کرتے کہ جو شخص جامۂ شہرت پہنے گا اُسے جامۂ مذلت پہنائیں گے کہ اُس میں آگ لگ جائے گی۔ **تنبیہ** جامۂ شہرت دو قسم ہے ایک یہ کہ عمدہ کپڑا واسطے تفاخر کے پہنے اور جو بہ نیت اظہار نعمت حق کے پہنے جائز ہے دوم گدڑی یا رنگین لباس واسطے اظہار فقر اور زہد کے اختیار کرے بالجملہ مدار کار نیت پر ہے ترک تجمل بسبب خست طبع یا اظہار فقر و زہد کے مذموم اور بقصد زہد و تواضع کے محمود ہے اور تزئین اور لباس فاخر پہننا بقصد تکبر و تفاخر و اسراف کے ممنوع اور واسطے اظہار نعمت الٰہی اور ستر حال یا کسی اور غرض صحیح کے جائز حدیث میں ان اللہ جمیل یحب الجمال اللہ جمیل ہے جمال کو دوست رکھتا ہے اسی وجہ سے طریق صوفیہ کا اس باب میں ایک صورت پر نہیں کسی نے امام ابو الحسن شاذلی پر اعتراض کیا کہ آپ فقیر ہو کر اچھا لباس پہنتے ہیں فرمایا اے شخص یہ سیرت میری بزبان حال اس مقال کے ساتھ مترنم ہے الحمد للہ الذی اغنانی بفضلہ شکر اُس خدا کو جس نے مجھے اپنے فضل سے غنی کیا اور یہ لباس تیرا بزبان حال کہتا ہے اعطونی شیئا من دنیاکم مجھے اپنی دنیا سے کچھ دو مگر مرید کے حق میں ترک تجمل و تزئین بہتر ہے بعد تکمیل کے جیسی نیت پائے اُسکے مطابق کرے کہ اکثر بزرگوں نے ابتدائے امر میں اُسکو ترک کیا ہے جناب غوث الثقلین پچیس[۲۵] برس تک بغداد کے جنگلوں میں بے زاد و راحلہ پھرتے رہے اس عرصہ میں ستر عورت سے زیادہ لباس میسر نہ تھا پھر حکم ہوا اچھا لباس پہنا کرو چنانچہ ایک دینار گز کا کپڑا پہنتے اور فرماتے یہ کفن میت کا ہے کہ ہزار موت کے بعد میسر ہوا ہے اور شریعت میں بھی مردے کو کفن اچھا دینا چاہئے مگر علامت صدق نیت کی یہ ہے کہ اگر کسی وقت اچھا لباس موجود نہ ہو تو موٹا کپڑا پہننے سے باک نہ کرے یہی آپ سے منقول ہے کہ ایک روز بہت گراں بہا کپڑا خرید کر جبہ قطع کرایا کسی قدر کم ہوا پرانے کمبل کا پیوند لگوایا آور ہمارے مولیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم کی بھی عادت کریمہ اس امر میں یہی تھی کہ اگر اچھا لباس میسر ہوتا پہنتے ورنہ موٹا اور پھٹا پہن لیتے اور اکثر اوقات آپ کے کپڑوں میں پیوند لگے ہوتے اور سفید رنگ کو دوست رکھتے اور فرماتے سفید پہنو کہ وہ پاکیزہ تر اور پاکیزہ تر ہے اور اُس میں اپنے مردوں کو کفناؤ اور سفید کے بعد سبز رنگ کو دوست رکھتے اور کبھی سیاہ بھی پہنتے اور قمیص کو پسند کرتے اور عمامہ قبلہ رو کھڑے ہو کر باندھتے اور اُس کا ایک سرا چھوڑتے اور ارشاد کرتے عمامہ باندھو تا عقل و بزرگی زیادہ ہو مسلمانوں کو ہر پیچ کے بدلے قیامت کو ایک نور دیا جائے گا اور ایک حدیث میں آیا عمامہ کو لازم پکڑو کہ سنت ملائکہ ہے اور سرا عمامہ کا اکثر پیٹھ کے پیچھے اور کبھی داہنی طرف چھوڑتے اور کبھی بے سرا چھوڑے باندھتے اور تحقیق یہ ہے کہ ارسال عذبہ مستحب اور سنن زوائد سے ہے کہ اُس کے کرنے میں ثواب ہے اور ترک میں گناہ نہیں جیسا آپ کے تمام ملابس و مطاعم اور قیام و قعود کے لئے مقرر ہے اور نئے کپڑے کا نام مقرر کرتے اور پہننے کے وقت یہ دعا پڑھتے اللّٰھم لک الحمد البسہ واسئلک خیرہ وخیر ما صنع لہ اور یہ دعا بھی منقول ہے اللّٰھم لک الحمد انت کسوتنی ھذا اسئلک خیرہ وخیر ما صنع لہ واعوذ بک من شرہ وشر ما صنع لہ اور نیا کپڑا اکثر جمعہ کے دن پہنتے اور داہنی طرف سے ابتدا کرتے اور کلاہ لاطیہ یعنی سر سے چپٹی جیسی ٹوپی اکثر پہنتے اور کلاہ ناشزہ بھی یعنی سر سے بلند کہ مشائخ میں مروج ہے کبھی کبھی آپ نے پہنی ہے اور سُرخ اور زرد رنگ کو مردوں کیلئے منع فرماتے سُرخ کپڑے کیلئے وارد ہے کہ یہ لباس کفار کا ہے اسے مت پہنو اور ایک روایت میں آیا ہے اسے جلا دو **فائدہ** اکثر علما کے نزدیک معصفر حرام ہے اور شیخ قاسم حنفی مصری کہتے ہیں کہ حرمت رنگ کی وجہ سے ہے نہ بسبب کثوم کے اور بعض علما کہتے ہیں کہ اگر سینے کے بعد رنگ کیا ہے حرام اور جو رنگ کر کے سیا ہے جائز بعض کہتے ہیں اگر خوشبو اُسکی زائل ہو گئی ہے تو مباح ہے ورنہ حرام اور بعض کے نزدیک محفل میں پہننا نا درست اور گھر میں جائز لیکن مختار مذہب حنفی میں کراہت ہے اور وہ جو حدیث میں آیا ہے کہ آپ سُرخ حلہ پہنتے تھے مراد اُس سے مخطط ہے نہ سُرخ خالص اور ریشمین کپڑے کا بھی یہی حکم ہے حدیث میں ہے جو دنیا میں حریر پہنے گا آخرت میں نہ پہنے گا ایک بار حریر کو داہنے ہات میں اور سونے کو بائیں میں لے کر فرمایا یہ دونوں میری اُمت کے مردوں پر حرام ہیں لیکن جوؤں کی کثرت سے زبیر اور عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خارش ہو گئی تھی اُن کو حریر پہننے کی اجازت ہوئی اور صاحبین لڑائی میں پہننا اُس کا جائز سمجھتے ہیں کہ ہتھیار اُس پر اثر کم کرتا ہے اور آدمی مخالف کو مہیب نظر آتا ہے لیکن امام اعظم کے نزدیک مطلقاً حرام ہے مگر چار انگشت تک بطور سنجاف یا گوٹ کے جائز ہے اور معلم اور پوستین جس کے اطراف میں سندس لگا تھا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہنی ہے اور معلم بھی پہنا ہے اور آپکے جبہ کی آستین نہ تنگ ہوتی نہ فراخ مگر جبہ رومیہ کہ آستین اُسکی تنگ ہوتی ہے آپ نے سفر میں پہنا ہے اور وضو کے واسطے اُتارا ہے لیکن صحابہ و مشائخ متقدمین جبہ وسیع پہنتے تا کفار کی نظروں میں حقیر نہ معلوم ہوں کہ بسبب ریاضت کے لاغر ہو گئے تھے۔ اور آستین جبہ کی فراخ رکھتے کہ وضو کے وقت دقت نہ ہو اور جیب کہ شعار صالحین سے ہے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص مقدس کی جیب سینہ مبارک پر رہتی بعض ناواقف اس کو بدعت اور بعض فقہا بسبب

مشابہت زنان عجم کے مکروہ کہتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اس باب میں احادیث صحیحہ وارد ہیں ہاں شق جیب کتفین پر بدعت ہے تہبند شریف بالائے ناف سے فوق کعبین ہوتا **فائدہ** یہاں سے ثابت ہوا کہ ناف عورت میں داخل ہے اور جو لوگ اس دلیل سے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن کی ناف چومی ہے اسے عورت سے خارج کرتے ہیں قول ان کا خلاف تحقیق کے ہے اور کپڑا لٹکانے کو مکروہ سمجھتے اور فرماتے کہ جو شخص تکبر سے کپڑا زمین پر لٹکاتا چلے گا خدا اس پر قیامت کے دن نظر رحمت نہ کرے گا **فائدہ** بعض علما کہتے ہیں کپڑے سے ازار مراد ہے کہ دوسری حدیث میں تصریح ہے کہ شب نصف شعبان یعنی شب برات خدائے تعالیٰ سب کو بخشتا ہے مگر ماں باپ کو ناراض کرنے والا اور شرابی اور ازار لٹکا کر چلنے والا نہیں بخشا جاتا لیکن صحیح یہ ہے کہ کسی کپڑے کو لٹکا کر چلنا درست نہیں اور چاندی کی مہر داہنے ہات اور کبھی بائیں چھنگلیا میں پہنتے کندہ اس کا یہ تھا محمد رسول اللہ اور یہ مہر آپ کے بعد شیخین اور ان کے بعد امیر المومنین عثمان کے پاس تھی ان کی خلافت میں معیقب خادم کے ہات سے چاہ اریس میں گر پڑی ہرچند تلاش کیا نہ ملی کہتے ہیں جس قدر تفرقہ اور اختلاف کہ آپ کی آخر خلافت میں اور ان کے بعد واقع ہوا بسبب اس مہر کے گم ہونے کے تھا خدائے تعالیٰ نے اس مہر میں مانند مہر سلیمان کے ایک تاثیر رکھی تھی جس کے سبب موجب انتظام امر ریاست کی تھی تذئیل ترجمہ شرح وقایہ میں کافی اور قاضیخان سے نقل کیا ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر عقیق کی پہنی ہے اور فرمایا ہے کہ وہ مبارک ہوتی ہے اور بعض روایات میں اسقدر زیادہ ہے کہ محتاجی کو دور کرتی ہے اور یہ بھی آیا ہے کہ جو شخص عقیق کی مہر بنوائے اور اس پر یہ عبارت کندہ کرے وما توفیقی الا باللہ خدا اس کو ہر بھلائی کی توفیق دے اور دونوں فرشتے اسکو دوست رکھیں مگر محدثین کو ان حدیثوں کی صحت میں کلام ہے اور انگوٹھی یا مہر سونے یا لوہے یا پتھر کی حرام ہے اور صحیح یہ ہے کہ مہر چاندی کی مرجع خلائق یعنی عالم یا قاضی کے لئے جائز ہے اوروں کو ترک اولیٰ ہے کذا فی فتاوی قاضیخان واللہ اتیہ والکافی اور بروایات صحیحہ ثابت ہوا کہ ہمارے مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم موزہ پہنتے اور اس پر مسح کرتے یہاں تک کہ بعض علما کہتے ہیں سنی ہونے کی علامتیں تین ہیں ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بعد پیغمبروں کے سب آدمیوں سے افضل سمجھے اور عثمان اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت رکھے اور مسح موزہ کا جائز جانے اور سنت موزہ پہننے میں یہ ہے کہ اسے جھاڑ کر حالت قعود میں پہنے اور اتارنے کے وقت بھی بیٹھ جائے اور بعض روایات میں آیا ہے کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ننگے پاؤں بازار کو جاتے اور ترکاری وغیرہ خرید کر اٹھا لاتے اسی لئے حضرت بشر حافی نے ہمیشہ ننگے پاؤں پھرنا اختیار کیا اور بعض شعرا نے کہا ؎ گنجے کہ زمین وآسماں طالب اوست ÷ گرد زنگری برہنہ پایاں دارند۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ امر حضرت سے بعد نبوت کے ثابت نہیں قبل نبوت کے تکلیف وعسرت کی حالت میں واقع ہوا ہے پس جس کو بسبب عسرت کے جوتا میسر نہ ہو اس کے حق میں ننگے پاؤں پھرنا مضائقہ نہیں رکھتا ورنہ بدعت ہے اور جوتا پہننا سنت اور حضرت کے نعلین مقدس پر دوال تھے مولانا عبدالرحمن جامی فرماتے ہیں ؎ ادیم طائفی نعلین پاکن ÷ شراک از رشتہ جانہا ماکن۔ اور آپکے بال تمام سر پر تھے موسوا حج کے حلق آپ سے ثابت نہیں اور اکثر صحابہ کرام حج اور عمرہ کے سوا حلق نہ کرتے

عالمگیری میں طحاوی سے نقل کیا ہے کہ حلق بھی سنت ہے اور ائمہ ثلثہ اُسے سنت کہتے ہیں اور روضہ زندلسی میں بھی اُسے سنت لکھا ہے مگر ملا علی قاری اور حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ حلق سیمائے خوارج سے ہے اور اتباع مولیٰ علی کا خلاف فعل نبوی سنت نہیں ہو سکتا مگر حج اور عمرہ میں قصر سے حلق افضل ہے کہ پروردگار عالم نے محلقین کو مقصرین سے پہلے ذکر کیا اور عالمگیری اور کافی میں بھی اُسے افضل لکھا اور سنت حلق میں یہ ہے کہ پہلے داہنی طرف کے بال مونڈائے لحدیث الصحیحین وفی فتح القدیر ھو الصواب وان کان خلاف المذھب وصرح العینی فی شرح البخاری انه ھو الصحیح من مذھب ابی حنیفة ملتقط میں امام اعظم سے نقل کرتے ہیں کہ ایام حج میں میں نے حلق کرایا حلاق نے تین جگہ میری خطا پکڑی ایک یہ کہ میں قبلہ کی طرف پیٹھ کرکے بیٹھا کہا قبلہ کی طرف مُنہ کرکے بیٹھو دوسرے میں نے بائیں طرف سے بال مونڈانا چاہے کہا پہلے داہنی طرف سے مونڈنا چاہئے تیسرے جب میں بعد فراغت کے اٹھا کہا اپنے بالوں کو دفن کرو اور موئے مبارک کبھی نرمہ گوش اور کبھی دوش مقدس تک پہونچتے اور اس حد سے متجاوز نہ ہوتے اور بالوں میں کنگھی کرتے اور کبھی عائشہ سے کنگھی کراتے اور مانگ نکالتے اور تیل ڈالتے اور فرماتے من کان له شعر فلیکرمه جس کے بال ہوں وہ ان کا اکرام کرے یعنی پریشان اور میلے نہ رکھے اور جس کے بال پریشان اور میلے نظر آتے اُس سے ناخوش ہوتے مطالب المومنین اور نصاب الاحتساب میں لکھا ہے کہ بالوں کو پریشان رکھنا بدعت اور بجوگیان ہنود سے مشابہت رکھتا ہے اور شب و روز بالوں کی خدمت میں مصروف رہنا بھی پسند نہ فرماتے توسط اور اعتدال کو دوست رکھتے ریش مبارک بقدر قبضہ کے رہتی غرائب مفاتیح اگر بڑھ جاتی کم کراتے پس وہ جو وظائف النبی میں نقل کیا کہ آپ کی داڑھی چار انگشت کی تھی یعنی از روئے خلقت کہ کبھی زیادہ نہ ہوتی صحیح نہیں اور قول قاضی کا شفا میں کہ آپ کی داڑھی انبوہ تھی کہ سینہ مبارک کو بھر دیتی پُری سینہ از جانب عرض پر محمول ہے **تنبیہ** علما کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے نہایہ میں لکھا ہے کہ قبضہ سے زیادہ کا کتروانا واجب ہے اور بعضوں کے نزدیک ارسال لحیہ اور اُسکو بحال خود چھوڑنا مستحب ہے اختارہ النووی وعلیه الفتوی الحمیدیة مفتاح النجاة اور تنزل الابرار بدخشی میں لکھا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کی داڑھی گھنی اور طویل تھی کذا ذکرہ النووی فی التھذیب و ذکر ابن عبد الله فی الاستیعاب والعسقلانی فی الاصابة فی ترجمة امیر المومنین عثمان رضی الله عنه انه کان کثیر اللحیة عظیمها شیخ عبد الحق مدارج میں لکھتے ہیں کہ امیر المومنین عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کے داڑھی بڑی تھی اور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے حلیہ میں بھی وارد ہے کان طویل اللحیة وعریضها اور حدیث میں آیا اعفوا اللحیٰ مدارج النبوة میں لکھا کہ ارسال لحیہ موجب حسن و جمال ہے خصوصاً جبکہ گردہ ہو اور بعضوں کے نزدیک کتروانا اور بڑھانا دونوں جائز اور علما و مشائخ کے لئے بڑھانا بہتر بلکہ سنت ہے اور حسن بصری در قتادہ زائد علی القبضہ کا تراشنا مکروہ کہتے ہیں اور بعضوں کے نزدیک ارسال لحیہ اگر اعتدال سے متجاوز نہ ہو جائز ہے لیکن قبضہ زائد کو کم کرنا مسنون و مستحب ترمذی میں ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی کو طول اور عرض سے لیتے تھے اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ خفت لحیہ آدمی کی سعادت سے ہے غرائب میں ہے

کہ ابن عمر اور ایک جماعت صحابہ و تابعین سے ما تحت القبضہ کو کم کرتے تھے اور حدیث اعفوا اللحی سے جواب دیتے ہیں کہ بخاری نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ حج اور عمرہ میں اپنی داڑھی مٹھی میں پکڑتے اور جو بال اُس سے بڑھتے انھیں لے ڈالتے اور عمل راوی خصوصًا ابن عمر جیسے متبع سنت کا خلاف اپنی روایت کے دلیل نسخ ہے یا عفو سے یہ مراد ہے کہ داڑھی کو مٹھی سے کم نہ کرو کہ حرام ہے اور موجب تشبہ اہل عجم چنانچہ دوسری حدیث میں ہے کہ مسلم نے روایت کی اسی مضمون کی طرف اشارہ فرمایا جزوا الشارب واعفوا اللحی خالفوا المجوس امام محمد ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے عفو کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں ھو ترکھا حتی تکث وتکثر اور یہ بات اسی طرح مخالفت عجم کے قدر قبضہ سے حاصل ہوسکتی ہے اور آثار میں بعد نقل ابن عمر کی اثر کے کہتے ہیں وبہ ناخذ جامع صغیر میں ہے وبہ اخذ علماءنا الثلثۃ وفی الغرائب واستحسنہ الشعبی وابن سیرین بزازیہ میں ہے کہ زائد از قبضہ کو تراشنا چاہیئے اور اختیار شرح مختار میں ہے کہ تقصیر زائد از قبضہ کا سنت اور طول فاحش خلاف زینت ہے امام غزالی احیاء العلوم میں لکھتے ہیں کہ طول مفرط چہرہ کو بدنما اور عیب کرنے والوں کی زبان کو دراز کرتا ہے نخعی کہتے ہیں عجب ہے عاقل سے کہ داڑھی کو متوسط نہیں کرتا کہ توسط سب چیزیں میں محمود ہے اسی لئے کہتے ہیں جسقدر داڑھی بڑھتی ہے عقل گھٹتی ہے ابو عمرو سے منقول ہے جسکو بلند قامت کوتاہ سر عریض اللحیہ دیکھو اُسکی حماقت کا حکم دو اقول وباللہ التوفیق یہ اطلاق باطل ہے اور داڑھی کے بڑھانے میں کچھ قباحت نہیں البتہ زائد علی القبضہ کو ترشوانا اولیٰ ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم تذئیل اس جگہ چند باتیں قابل بیان کے ہیں اوّل بالوں کو بے فائدہ نوچنا یا ابتدائے جوانی میں اُکھیڑنا تا بے ریش معلوم ہو مکروہ ہے کیمیائے سعادت میں لکھا ہے کہ یہ جہالت ہے خدا کے بعض فرشتے یہی تسبیح کہتے ہیں سبحان اللہ الذی زین الرجال باللحی والنساء بالذوائب وفی روایۃ بالقرون والذوائب دوم کہ درازی لحیہ جب بقدر مسنون یعنی قبضہ کے ہوجائے تو اُسکو بڑھانے کیلئے استعمال روغن کا نہ چاہیئے اور مراد یہ ہے کہ اس غرض کیلئے بے فائدہ اور عبث میں داخل ہے ورنہ استعمال روغن کا حضرت سے ثابت ہے کما سیجیئ فانتظر سوم سیاہی کے ساتھ خضاب کرنا مکروہ ہے حدیث میں آیا ہے عل کردہ خضاب دوزخیوں کا ہے لیکن مطلق خضاب بہتر ہے ہم س آپ نے ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو روز فتح مکہ دیکھ کر فرمایا غیروا ھذا الشیب واجتنبوا السواد اس بڑھاپے کو بدلو اور سیاہی سے بچو اور خضاب سرخ و زرد کے لئے فرمایا عل یہ دونوں خضاب مسلمین و مومنین کی ہے اور یہ بھی آیا کہ بہتر اُس چیز کا جس سے بڑھاپے کو تغیر کریں حنا اور کتم ہے یعنی دونوں کو ملا کر خضاب کرنا بہتر ہے ورنہ کتم صرف میں کلام ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی ان دونوں چیزوں کو ملا کر خضاب کرتے لیکن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے خضاب کرنا ثابت نہیں اور وہ جو محمد بن عقیل نے انس سے نقل کیا کہ میں نے حضرت کے بالوں کو مخضوب دیکھا مراد اُس سے یہ ہے کہ آپ نے روغن خوشبو جس میں زردی اور سُرخی تھی لگایا تھا اُس سے موئے مبارک مخضوب معلوم ہوتے تھے ورنہ حضرت حد خضاب کو نہ پہنچے تھے صرف انیس بال ریش مبارک میں سپید ہوئے تھے چہارم سپید بال چننا مکروہ ہے ابو داؤد

نے مرفوعاً روایت کیا لا تنتقوا الشیب فانه نور المسلم بڑھاپے کو مت اکھیڑو کہ وہ مسلمان کا نور ہے امام مالک نے مؤطا میں روایت کیا ہے کہ اوّل ابراہیم علیہ السلام نے سپیدی کو دیکھا عرض کیا اے رب یہ کیا ہے جواب ہوا تیرا وقار عرض کیا رب زدنی وقارا پروردگار میرے زیادہ کر میرے لئے وقار لیکن مطالب المومنین میں امام محمد سے نقل کرتے ہیں لا بأس به اور امام اعظم سے بھی ایک روایت عدم کراہت میں آئی ہے مگر مختار حرمت وکراہت ہے لیکن جواہر اخلاطی میں ذکر کیا کہ نتف شیب تزئین کیلئے مکروہ اور ترہیب عدو کے لئے مکروہ نہیں واللہ اعلم۔ **پنجم** مرقاۃ اور مطالب المومنین میں مذکور ہے کہ عقد و تصغیف ریش یعنی بیچدار کرنا اُس کا مکروہ ہے **ششم** بحر الفوائد اور خزانۃ الروایات میں مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ اگر داڑھی کا بال گر پڑے اسے کاٹ ڈالو وسیلۃ الطالبین میں لکھتے ہیں تا سحر سے مامون ومحفوظ رہو **ہفتم** عین العلم میں لکھا ہے کہ زلفیں بڑھا کر داڑھی میں ملانا مکروہ ہے اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم **مت** قص شارب کرتے اور فرماتے **بلت** جو اپنے شارب سے نہ لے ہم میں سے نہیں **انتباہ** شارب موئے بروت یعنی اوپر کی مونچھ کے بالوں کو کہتے ہیں اُن کا کم کرنا مسنون اور غیر مجاہدین کو بڑھانا ممنوع اور رسم مشرکین ہے خزانۃ الروایات اور مضمرات میں مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ قیامت کو جب سجدہ کا حکم ہوگا جس کے شارب دراز ہوں گے لوہے کی میخوں کی طرح ہو جائیں گے کہ سجدہ کی قدرت نہ پائے گا لیکن مقدار قص میں اور اُس کے حلق اور قصر میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ حلق بدعت ہے اور قصر سنت مگر قصر میں مبالغہ کرے نہ اسقدر کہ مثلہ معلوم ہووے واللہ اعلم **تذییل** شارب کے دونوں کناروں کے بال بڑھانا جائز کہ عمر رضی اللہ عنہ کے دنبالہ شارب دراز رہتے تھے کذا ذکرہ الغزالی فی الاحیاء والشیخ فی شرح سفر السعادۃ اور شرح مہذب، فقہ شافعی میں لکھا ہے کہ اُن کا تراشنا بھی درست ہے روی البیہقی عن ابن عمر رضی اللہ عنهما انه کان یقصهما وکرہ الزرکشی ترکهما واللہ اعلم اور آپ موئے بینی دور کرتے اور **جہ** موئے عانہ نورہ سے دور کرتے اور ناخن ترشواتے اور مستحب یہ ہے کہ ہر ہات میں مسبحہ سے شروع کرے اور ابہام پر ختم پھر ہر پاؤں میں خنصر سے شروع کرے اور ابہام پر ختم کرے کہ اس میں مسبحہ نہیں ہے اور ابتدا بیمین کرے احیاء العلوم اور غرائب میں لکھا ہے کہ داہنے ہات کی انگشت شہادت سے شروع کرے اور اُس کے ابہام پر ختم اس طرح کہ مسبحہ دست راست سے اُسکی خنصر اور خنصر دست چپ سے اُس کے ابہام تک کے پھر ابہام دست راست کا ناخن تراشے پھر خنصر پائے راست سے شروع اور خنصر پائے چپ پر ختم کرے اور آپ بغل کے بال اُکھیڑتے غزالی کہتے ہیں حلق جائز اور نتف اولیٰ ہے کہ سنت انبیا ہے شرح مشارق میں لکھا ہے کہ حلق ابط کا سنت ہونا ثابت نہیں بلکہ سنت نتف ہے کہ حلق سے بال کڑے ہوتے ہیں اور بغل میں بدبو آنے لگتی ہے نووی کہتے ہیں جو نتف پر قدرت رکھے اُسکو نتف افضل ہے اور امام شافعی کہتے ہیں میں جانتا ہوں کہ نتف ابط سنت ہے مگر درد کی طاقت نہیں رکھتا۔ **تذییل** یہ سب کام ہر ہفتہ میں جمعہ کے دن مستحب ہیں اور چالیس دن سے زیادہ تاخیر اُن میں مکروہ ہے **سس** حضرت قص شارب اور تقلیم اظفار ہر جمعہ کو **وقت ی قت ز** جمعہ سے پہلے کرتے اور موئے

زہار بیس دن اور بغل کے بال چالیس دن سے زیادہ نہ رکھتے کذا فی مجمع البحار نووی کہتے ہیں جس وقت بڑھ جاویں اُس وقت دور کرنا مستحب ہے لیکن اس مدت سے تجاوز نہ کرے قنیہ میں ہے کہ ہر ہفتہ میں ایک بار افضل اور پندرہ روز بعد اوسط اور چالیس دن بعد جائز اور اس سے زیادہ توقف کرنا ممنوع **تذییل** **مسئلہ** خزانۃ الروایات میں تاتارخانیہ سے نقل کیا کہ اگر ابرو کے بال بسبب کثرت کے نظر کو مانع ہوں یا آنکھ میں گرتے ہوں کترنا چننا اُن کا درست ہے ورنہ حرام کہ حدیث میں ابرو چننے اور چنوانے والے پر لعنت آئی ہے **مسئلہ** مقرونۃ الحاجبین کو دونوں ابرو کے بیچ میں کے بال زیبائش کے لئے دور کرنا جائز نہیں کذا فی غایۃ التوضیح شرح جامع الصحیح۔ **مسئلہ** حمادیہ میں ہے رخساروں کا جو بال زیبائش ریش میں ہرج کرتا ہے اُس کا لینا درست ہے ھکذا فی خزانۃ الروایات ونقل ابن ھانی عن الامام احمد انہ اخذ من حاجبیہ وعارضیہ وفی المضمرات لاباس باخذ الحاجبین وشعور وجھہ مالم یشبہ المخنث **مسئلہ** عالمگیری میں لکھا ہے کہ ابو یوسف کے نزدیک حلق کے بال منڈوانے میں کچھ مضائقہ نہیں اور مطالب المومنین میں ہے کہ منڈانا نہ چاہئے بلکہ کسی حکمت سے دور کرے **مسئلہ** شرح سفر السعادۃ میں ہے کہ سینہ اور پیٹھ کے بال لینا ادب کے خلاف ہے اور ہاتھ پاؤں کے بال لینے میں اختلاف ہے لیکن راجح یہ ہے کہ ترک کرے **مسئلہ** عورتوں کو ریش و بروت کے بال دور کرنا مستحب ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم اور بروایت صحیحہ ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالوں میں کنگھی کرتے اور روغن ڈالتے اور یہ بھی ثابت ہے کہ آپ مانگ نکالتے اور آئینہ دیکھتے اور مسواک کرتے اور اُسے فطرت سے شمار کرتے صحیح مسلم میں مرفوعاً منقول ہے کہ دس چیزیں فطرت سے ہیں قص شارب۔ اعفاء لحیہ مسواک۔ استنشاق قص اظفار۔ براجم کا دھونا۔ نتف ابط۔ حلق عانہ۔ استنجا راوی کہتا ہے دسویں چیز میں بھول گیا شاید مضمضہ ہوگا کہتے ہیں کہ مسواک کی فضیلت میں چالیس حدیثیں وارد ہیں یہاں تک کہ اگر کسی بستی کے سب لوگ مسواک کو ترک کریں اُن پر جہاد۔ ۔ ۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ جناب سفر میں مسواک اور سرمہ دان اور آئینہ اور شانہ اور قینچی اور سوئی دھاگا اپنے ساتھ رکھتے اور سوتے وقت اور نماز تہجد اور نماز صبح سے پہلے مسواک کرتے اور رات کو سرمہ لگاتے عین العلم میں ہے کہ ہر آنکھ میں تین سلائیاں اور بعض روایت میں آیا ہے کہ بائیں میں دو سلائیاں لگاتے اور حدیث روایت کرتے ہیں کہ سوتے وقت اثمد کو اختیار کرو کہ وہ نظر کو زیادہ کرتا ہے اور بالوں کو اُگاتا ہے شارح کہتے ہیں میں نے ایک معتمد سے سنا ہے کہ اثمد سرمہ اصفہانی کو کہتے ہیں لیکن کثرت سُرمہ واسطے تزئین کے جائز نہیں اور حضرت خوشبو لگاتے اور سونگھتے اور پسند کرتے ابن حجر اور جمعہ کو استعمال خوشبو اور غسل کیواسطے خاص کرتے مگر حمام میں نہانا آپ سے ثابت نہیں اور حدیث انہ دخل حمام جحفۃ بالاتفاق موضوع ہے کہ حضرت کے زمانہ میں حمام نہ تھے بعد فتح بلاد عجم کے عرب میں اُن کا رواج ہوا لیکن آپ نے اُنکے بننے سے خبر دی تھی اور عورتوں کو بلاضرورت علاج کے اُن میں جانے سے منع فرمایا تھا واللہ اعلم پختہ مکان بنوانا اور اینٹ پر اینٹ رکھوانا آپ سے ثابت نہیں بلکہ اس فعل کو ناپسند فرماتے ایک انصاری نے محل بنایا تھا آپ اُدھر سے نکلے دریافت کیا کہ کس کا محل ہے لوگوں نے اُس کا نام بتایا اسی اثنار

میں وہ بھی آیا اور سلام کیا آپ نے مُنہ پھیر لیا جب اُسے معلوم ہوا کہ آپ میرے محل بنانے سے ناخوش ہوئے اُس مکان کو کھود کر زمین کے برابر کر دیا عین العلم میں لکھا ہے کہ جو شخص مکان سات گز سے اونچا بناتا ہے فرشتہ کہتا ہے اے فاسق کہاں تک اونچا کرے گا پس بہ نیت تعبد صرف اُس مقدار پر کہ گرمی اور سردی کو دفع کر سکے قناعت کرے اور اُس میں ایک جگہ واسطے وضو اور غسل کے اور ایک مکان واسطے ضیافت مہمانوں کے بنائے کہ وہ زکوٰۃ بیت ہے اور دار الحرب نہ رہے کہ اُس میں وعید وارد ہے اور صحن مکان کو صاف رکھے لیکن نقش و نگار نہ کرے اور دیوار گیری نہ لگائے کہ عادت متکبروں کی ہے اور نیو مکان کی اتوار کے دن لگا دے اور بعد تعمیر کے آیۃ الکرسی اور سورۂ اخلاص پڑھ کر اندر جاوے کہ موجب فراغت رزق ہے اور رات کو دروازہ مکان کا بسم اللہ کہکر داہنی طرف سے بند کرے اور مکان کے پردوں کو چھوڑ دے اور آگ کو بجھا دے اور سوتے وقت وضو کر لے تا جھوٹی خوابوں سے محفوظ رہے مگر جنب کو وضو کرنا مسنون ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت جنابت میں کبھی بے وضو کئے آرام نہ فرمایا تذئیل اور آداب خواب سے یہ ہے کہ سونے سے پہلے اور اُٹھنے کے بعد مسواک کرے کہ طریقہ سلف صالح ہے اور سوتے وقت نیت رات کو اُٹھنے کی اور ارادہ عبادت کا مصمم کرے کہ اگر نہ اُٹھے گا ثواب اُٹھنے اور عبادت کا پائے گا اور وصیت کاغذ پر لکھ کر سرھانے رکھ لے شاید موت صبح تک فرصت نہ دے اور گناہوں سے توبہ اور مسلمانوں کے لئے دعا کرے کہ موجب فلاح و نجات ہے اور بچھونا نرم اور باتکلف واسطے غلبہ نوم اور قصد ترفہ کے اختیار نہ کرے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نرم بستر پر آرام نہ فرماتے ایک دن کسی نے کملی چار تہہ کرکے بچھا دی تھی رات بھر کروٹیں لیتے رہے نیند نہ آئی اور بچھونے کو جھاڑ لے اور سوتے اور اٹھتے وقت خدا عزوجل اور موت کو یاد کرے اور آیۃ الکرسی اور خواتیم بقرہ اور شھد اللہ الاسلام تک اور الٰھکم الٰہ واحد یعقلون تک اور ان ربکم اللہ الذی خلق السمٰوات الآیہ اور دس آیتیں سورہ کہف کے اول سے اور دس اُس کے آخر سے اور معوذتین اور اخلاص پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر پھونک لے پھر ہاتھوں کو مونھ اور بدن پر پھیرے اور قبلہ کی طرف مونھ کرکے سووے اور اگر بُری خواب دیکھے بائیں طرف تھوک دے اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھکر کروٹ بدل لے پھر ھو اللہ لا شریک لہ کہے کہ حدیث سے ثابت ہے اور اگر بعد اسکے دو رکعت پڑھے اور کچھ خیرات کرے تو بہت بہتر ہے اور جو اچھی خواب دیکھے معتبر خیر خواہ کے سامنے بیان کرے ہر کسی سے نہ کہے اور جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ چلنے میں یہ تھی کہ دوڑ کر اور جھپٹ کر اور اکڑ کر اور اترا کر چلتے اور فرماتے عل جو اپنے جی میں بڑائی کرے اور چلنے میں اترا وے خدا سے ملے درحالیکہ خدا اُس پر غضبناک ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حمام میں نہانا ثابت نہیں بلکہ حمام عرب میں آپ کے بعد بنے ہیں اور آپ نے اُن کے بننے کی خبر دی تھی اور یہ بات اُس جناب کی پیشین گوئیوں میں شمار کی گئی لیکن صحابہ کرام حمام میں کبھی کبھی بہ نیت نظافت یاد کرنے ظلمت لحد اور حرارت دوزخ کے نہایا کرتے اور حضرت کی عادت تھی کہ اکثر اوقات دو زانو قبلہ رو دونوں ہات زانوؤں پر رکھ کر بیٹھتے اکڑوں اور سرین پر بیٹھنا اچھا نہیں اور مجلس میں پاؤں پھیلا کر

اور یاروں سے بڑھ کر نہ بیٹھتے اور کنارہ مجلس پر یا جہاں جگہ مل جاتی بیٹھ جاتے بالا نشینی اور صدر محفل کا ارادہ نہ فرماتے اور فرماتے کوئی شخص کسی مجلس میں نہ بیٹھے مگر ذکر الٰہی کیساتھ اُٹھے یعنی کسی مجلس کو خدا کی یاد سے خالی نہ چھوڑے اور جب مجلس سے اٹھتے فرماتے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ اور جو کوئی آپ کو پکارتا اُس کے جواب میں لبیک فرماتے یعنی حاضر ہوں اور ہر شخص سے اُس کی زبان میں اور اُس کی سمجھ کے موافق کلام کرتے اور کبھی لغو اور فحش اور کوئی بات بے محل زبان مبارک پر نہ آتی اور کوئی بات آپ کی فائدہ اور حکمت سے خالی نہ ہوتی اور مرضی الٰہی کے خلاف کوئی بات نہ کرتے تمام قول و فعل اُن کے خدا کی مرضی کے مطابق ہوتے اور آداب مجلس کی رعایت فرماتے اور کلام آپ کا فصیح مبین جامع روشن، موجز، مختصر، غیر مخل، بلا فضول و تقصیر مسلسل ہوتا نہ ایسا متصل کہ سامع ایک کلمہ کو دوسرے سے جدا نہ کر سکے اور نہ ایسا منقطع جیسے بعض لوگ توڑ توڑ کر باتیں کرتے ہیں اکثر اوقات سمجھانے کے واسطے ایک بات کو تین بار اعادہ کرتے اور بے ضرورت کے کلام نہ فرماتے اکثر ساکت رہتے اور چلا کر بات نہ کہتے اور نہ بہت آہستہ کہ سامع کی سمجھ میں نہ آوے اور تھوڑی عبارت میں بہت مضمون بیان فرماتے اور عربی زبان کو دوست رکھتے اور فرماتے کہ بولی اہل بہشت کی عربی ہے اور صحابہ سے امر جہاد اور اور کاموں میں مشورہ کرتے اور ہر وقت اپنی اُمت کی غمخواری اور شفاعت میں مصروف رہتے اور ہر کام میں اُمت کے لئے آسانی دوست رکھتے یہاں تک کہ نماز تراویح کو صرف اسی خیال سے ترک کیا کہ مبادا امت پر فرض ہو جاوے۔ اسی طرح جس دو امر میں اختیار دیئے جاتے آسان کو اختیار فرماتے اور رشتہ داروں سے بہت سلوک کرتے اور قطع رحم کو مکروہ سمجھتے اور ہر ایک سے یہاں تک کہ بچوں سے بھی ابتدا بسلام کرتے اور محتاجوں اور شکستہ حالوں کو سلام کرنے میں عار نہ رکھتے اور فرماتے کہ نزدیک تر اور اولیٰ تر خلق میں خدا سے وہ شخص ہے جو پہلے سلام کرے اور مجلس اور گھر میں آتے جاتے وقت سلام کرتے اور فرماتے کہ آنے کا وقت جانے کے وقت سے سزاوار زیادہ نہیں ہے اور ارشاد کرتے اگر دو شخصوں میں درخت حائل ہو جاوے پھر باہم ملیں تو چاہئے کہ ایک دوسرے کو سلام کرے اور فرماتے اگر سلام کو فاش کرو گے تو تمہیں محبت پیدا ہوگی اور لوگ بے ایمان کے بہشت میں نہ جاویں گے اور ایمان حاصل نہ ہوگا جب تک خدا کے لئے آپس میں محبت نہ رکھیں گے اور دو چیزوں کو بہتر اور افضل فرماتے ایک کھانا کھلانا دوسرے ہر واقف ناواقف کو سلام کرنا اور گھر میں تشریف لاتے تو اس طرح سلام کرتے کہ جاگتے سُن لیتے اور سوتے بیدار نہ ہوتے اور فرماتے سلام کلام سے مقدم ہے کسی سے کھانے کے لئے نہ کہو جب تک وہ سلام نہ کرے اور فرماتے سلام سوال سے پہلے ہے جو سلام سے پہلے سوال کرے اُس کا سوال قبول نہ کرو اور جو سلام نہ کرتا اُسے مکان میں آنے کی اجازت نہ دیتے اور فرماتے اذن نہ دو اُسے جو سلام نہ کرے ایک بار اکارہ بن جبل بے سلام کے اندر چلے آئے فرمایا پھر جا اور سلام کر کے آ اور جو شخص آپ سے کسی کو سلام کہدیتا اُس کو پہونچا دیتے ایک روز جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ خدیجہ کو میرا سلام پہنچایئے اور اُن کو بشارت دیجئے کہ اُن کے لئے بہشت میں جواہر کا مکان تیار ہے کہ نہ اُس میں غل ہے نہ خصومت اور نہ تعب

اور نہ مشقت اور جو شخص آپ کو سلام کرتا اُسی طرح یا اُس سے بہتر طور پر فوراً رد کرتے اور جواب اس طرح دیتے کہ سلام کرنیوالا سن لے اور اشارہ پر اکتفا نہ کرتے اور جس کو آپ سلام کرتے السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ فرماتے ایک شخص آیا اور کہا السلام علیك آپ نے جواب دیا اور فرمایا عشرۃ اُسکو دس نیکیاں حاصل ہوئیں دوسرے نے السلام علیك ورحمۃ اللہ کہا اُس کو بیس نیکیوں کی بشارت دی تیسرے نے السلام علیك ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا فرمایا ثلثون اُس کو تیس نیکیاں حاصل ہوئیں چوتھے نے کہا السلام علیك ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ کہا فرمایا اربعون ھٰکذا یکون الفضائل اُسکو چالیس نیکیاں حاصل ہوئیں اور فضائل اسی طرح حاصل ہوتے ہیں اور لفظ علیك السلام کو پسند نہ فرماتے کہ یہ تحیت مُردوں کے لئے مخصوص ہے اور جواب میں بھی علیك السلام نہ کہتے بلکہ وعلیك السلام واو کے ساتھ فرماتے تا قبول سلام پر دلالت کرے **فائدہ** بعض علما فرماتے ہیں کہ جو شخص واؤ کے ساتھ جواب نہ دے واجب اُس کے ذمہ باقی رہے اور بعضوں کے نزدیک واجب ساقط ہوتا ہے لقولہ عزوجل قالوا سلامًا قال سلام مگر ترک واؤ کا ترک اولیٰ ہے واللہ اعلم اور اہل کتاب کو سلام کرنا پسند نہ فرماتے بلکہ منع کرتے اور اُن کے جواب میں فقط علیکم کی اجازت دیتے اور جس کسی کے گھر میں جانا چاہتے پہلے سلام کرتے اور فرماتے کہ جو شخص بے اجازت کسی کے گھر کو جھانکے گھر والوں کو اُس کی آنکھ پھوڑنا مباح ہے ولا دیۃ ولا قصاص اور فرماتے تین بار اذن طلب کرنا چاہئے اگر گھر والے اذن دیں اندر جاوے ورنہ پھر جاوے ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ کیا میں اپنی ماں سے بھی اجازت لیا کروں حالانکہ میں اُسکے ساتھ ایک گھر میں رہتا ہوں فرمایا ہاں کیا تو چاہتا ہے کہ اُس کو برہنہ دیکھے مگر جس کو گھر والے آدمی بھیجکر بلا دیں اُسکے حق میں یہ بلانا ہی اذن ہے اور جس کو بادشاہ اور سردار اجازت دے کہ جس وقت چاہے دربار میں یا دیوان خاص میں چلا آوے اُس کے حق میں بھی یہ اجازت کافی ہے جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سردار دو عالم نے اجازت دی تھی اور فرماتے جو اُس سے پوچھے تو کون ہے، میں نہ کہے بلکہ اپنا نام بتاوے اور آپ کی عادت تھی کہ اگر کسی جگہ مشورہ یا دوسری تقریب کے واسطے خلوت فرماتے دروازہ پر آدمی متعین فرماتے تا کسی کو بے اذن کے نہ آنے دے اور چھینک کے وقت ہات یا کپڑا موںھ پر رکھ لیتے تا آواز زیادہ نہ نکلے اور فرماتے خدائے تعالیٰ چھینک کو دوست اور جماہی کو مکروہ رکھتا ہے مگر سخت چھینک شیطان کی طرف سے ہے اور فرماتے جماہی شیطان کی طرف سے ہے اُسے روکنا چاہئے اور جو شخص اُس میں مبالغہ کرتا ہے اور موںھ زیادہ کھولتا ہے شیطان اُس پر ہنستا ہے اور فرماتے جسے جماہی آوے چاہئے کہ موںھ پر ہاتھ رکھ لے ورنہ شیطان گھس جاتا ہے اور فرماتے جسے چھینک آوے الحمد للہ کہے اور بھائی مسلمان کہ حاضر ہوں اور سنیں یرحمك اللہ کہیں پھر وہ یھدیکم اللہ ویصلح بالکم کہے اور جو عاطس حمد نہ بجا لائے اُسے یرحمك اللہ نہ کہیں بلکہ بعض علماء کے نزدیک زجر اور توبیخ کے واسطے الحمد للہ کہنا چاہئے اور فرماتے کہ تین چھینک پر یرحمك اللہ کہیں اگر زیادہ آویں تو زکام کے سبب سے ہیں اور ثابت ہوا کہ جعفر بن ابی طالب جب حبشہ کے سفر سے آئے حضرت نے اُن سے معانقہ کیا اور اُن کی آنکھوں میں

بوسہ دیا اور صحابہ کرام بھی جب سفر سے آتے آپس میں معانقہ کرتے **تذئیل** یہاں سے ثابت ہوا کہ معانقہ سنت ہے اور تخصیص اُسکے جواز و استحباب کی مسافر کے لئے محض بے اصل ہے اصول فقہ میں صرف اُن احکام کو جو خلاف قیاس ہے مورد پر مقتصر کیا ہے اور تخصیص اُس کی بروز عید مبطل سنیت نہیں کہ تخصیص سے کوئی چیز سنیت سے خارج نہیں ہو جاتی اور جو شخص آپ کا کام کرتا اُس کے حق میں دعا کرتے ایک روز ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وضو کیلئے رات کے وقت پانی لا دیا اُنکے حق میں دعا کی اللھم فقھہ فی الدین وعلمہ التاویل خدایا اسے دین میں دانشمند کر اور تاویل سکھا اور ایک رات ابو قتادہ نے اپنے تئیں آپ کا تکیہ بنایا اُن کے حق میں حفظک اللہ فرمایا اور ربیعہ بن کعب آپ کی خدمت میں رہتے ایک دن اُن سے فرمایا مانگ جو تیرا جی چاہے عرض کیا بہشت میں آپ کی رفاقت مجھے نصیب ہو فرمایا یہ کام بہت بڑا اور دشوار ہے اور کچھ مانگ عرض کیا یہی آرزو ہے فرمایا کہ سجود کی کثرت سے میری مدد کر یعنی نماز بہت پڑھا کر کہ اس مرتبہ کی قابلیت تجھے حاصل ہو۔ **فائدہ** یہ فرمانا اس طور پر تھا جیسے طبیب مہربان بیمار سے کہتا ہے کہ میں تیرا علاج کرتا ہوں تو پرہیز کر، تا میرا علاج اثر کرے اور فرماتے جس نے محسن کو کسی احسان کے عوض جزاک اللہ خیرا کہا اُس نے تعریف اور ثنا اُس کی انتہا کو پہنچائی اور ہوا اور مسلمان اور زمانہ کو گالی دینے سے منع کرتے اور شکایت مینہ اور گرمی کی بھی اسی قسم سے ہے اور جاہلیت کے طریقوں سے منع فرماتے اور ارشاد کرتے کہ کوئی عورت دوسری عورت کی خوبی اور تعریف اپنے شوہر سے بیان نہ کرے اور قسم بہت نہ کھاؤ کہ اس سے دل پر غفلت اور سختی طاری ہوتی ہے اور کبھی کسی کام کی قسم کھاتے اور جو اُس کے کرنے میں نفع سمجھتے کفارہ دے کر کرتے اور فرماتے لوجہ اللہ سوال نہ کرو یعنی کسی کو کسی کام کیلئے خدا کا واسطہ نہ دو اور مدینہ کو یثرب نہ کہو امام مالک کہتے ہیں جو شخص مدینہ کو یثرب کہے قابل تعزیر کے ہے اُس کو چاہیئے دس بار طابہ کہے اور کمان باراں کو توس قزح کہنے سے منع فرماتے اور واسطے یاد رہنے کسی کام کے مہر میں دھاگا باندھ لیتے جیسا کہ اس زمانہ میں دستور ہے کہ اس غرض کے واسطے بند میں گرہ لگا لیتے ہیں اور لڑائی میں زرہ اور خود اور زرہ اور جوشن اور کبھی دو زرہ پہنتے اور یہاں سے ثابت ہوا کہ اسباب عادیہ کی مباشرت مقام توکل کے منافی نہیں اور سب چیز سے زیادہ اپنی ازواج مطہرات اور خوشبو کو دوست رکھتے جو شخص آپ کو خوشبو دیتا قبول فرماتے اور صحابہ کو اُس کے رد کرنے سے منع کرتے اور شگوفہ حنا کو اور سب خوشبوؤں سے زیادہ مشک کو پسند فرماتے اور غالیہ کہ ایک خوشبو ہے مرکب اور مشک آپ نے سونگھا ہے اور عود اور کافور کا بخور کیا ہے اور فرماتے خدا نے میری لذت خوشبو اور عورتوں میں رکھی ہے اور ٹھنڈک میری آنکھوں کی نماز میں ہے۔ اور اکثر ایک شب میں نو بیبیوں اور بموجب بعض روایات کے گیارہ ازواج سے قربت کرتے اور اس امر میں نہایت قوی تھے اس لئے چار سے زیادہ نکاح آپ کیلئے جائز ہوئے اگرچہ بعض علما کے نزدیک عورتوں کے معاملہ میں رعایت مساوات کی اس جناب پر واجب نہ تھی اور یہ امر آپ کے خصائص سے ہے مگر بسبب کمال فضل و مروت کے سب باتوں میں اُن کو برابر رکھتے کہ اہل کرم وفضل مروت کو کالواجب سمجھتے ہیں مگر موانست اور محبت میں کہ اختیار بشر سے باہر ہے البتہ فرق کرتے اور باوجود اضطرار کے

جناب باری میں عذر کیا کرتے کہ خدایا جس بات میں مجھے اختیار ہے اُس میں ان سب کو برابر رکھتا ہوں اور جس میں اختیار نہیں رکھتا اُس میں مجھ پر ملامت نہ فرما اور وجہ اس عذر کی یہ تھی کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ سے زیادہ خصوصیت اور محبت رکھتے اور ازواج کے پاس ایک رات اور اُن کے پاس دو رات رہتے کہ حضرت سودہ نے اپنی باری اُن کو بخش دی تھی اور جس بات کی وہ خواہش کرتیں اگر اُس میں کچھ حرج شرعی نہ ہوتا فوراً منظور فرماتے اور جس برتن سے پانی پیتیں اُن کے ہاتھ سے برتن لیکر اُن کے مونہہ لگانے کی جگہ پر اپنا مونہہ رکھتے اور پانی پیتے اور اگر مونہہ سے ہڈی کا گوشت چھٹاتیں وہ ہڈی اُن سے لے لیتے اور اُن کے مونہہ لگنے کی جگہ سے گوشت تناول فرماتے اور کبھی اُن پر تکیہ لگاکر اور کبھی سر مبارک اُن کی گود میں رکھ کر قرآن پڑھتے اور ایام حیض میں ازار کے اوپر سے اُن کے ساتھ معانقہ کرتے اور روزہ میں اُن کا بوسہ لیتے اور اُن کے کھیلنے کے لئے انصار کی لڑکیوں کو بلاتے مس عائشہ کہتی ہیں ایک بار حبش عید کے دن صحن مسجد میں بازی کرتے تھے آپ میرے حجرہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور مجھے اپنی چادر سے چھپاکر اُن کا تماشا دکھایا میں نے اپنا مونہہ آپ کے کان اور کندھے پر رکھ لیا اور تماشا دیکھنے میں مشغول ہوئی جب تک میں کھڑی رہی آپ اُسی طرح کھڑے رہے اور دو بار سفر میں آپ نے اُن سے مسابقت کی ایک بار وہ آگے نکل گئیں دوسری بار آپ آگے نکل گئے اور فرمایا ھذا بذالک جیسے کہتے ہیں ہم تم برابر ہوئے اور ایک بار دونوں دروازے سے ساتھ نکلے ایک دوسرے کو - - - تھا کہ میں آگے نکل جاؤں اور فرماتے جبرئیل میرے پاس کسی عورت کے لحاف میں سوا لحاف عائشہ کے نہیں آتے عائشہ کہتی ہیں مجھے وہ ملا جو کسی عورت کو نہ ملا وحی میرے بستر پر آتی اور انتقال حضرت کا میری گود میں ہوا اور بعد انتقال کے میرے حجرہ میں دفن ہوئے۔

لطیفہ محبت اسی کو کہتے ہیں کہ حالت حیات میں اور بعد وفات کے اُن کا ساتھ نہ چھوڑا اور اُن کو بسبب کمال محبت کے حُمیرا فرماتے حُمیرا اُس عورت کو کہتے ہیں جس کا رنگ بہت سُرخ ہو اور فرماتے آدھا علم اس حمیرا کے پاس ڈھونڈو۔ تنبیہ اس جگہ سے علم حضرت عائشہ کا خیال کرنا چاہئے لکھا ہے کہ عائشہ صدیقہ سے زیادہ علم کسی عورت کو عنایت نہ ہوا چاروں خلیفوں کے وقت میں فتویٰ دیتیں اور اُن کے فتویٰ پر اکثر عمل ہوتا اور صحابہ جس مسئلہ کو مشکل سمجھتے عائشہ صدیقہ سے حل کرتے موسیٰ بن طلحہ کہتے ہیں میں نے کسی کو عائشہ سے زیادہ فصیح نہ پایا ایک بار آپ نماز پڑھتے تھے اور عائشہ اس طرح لیٹی تھیں کہ اُن کے پاؤں آپ کے اور قبلہ کے بیچ میں تھے جب آپ سجدہ میں جانا چاہتے اشارہ فرماتے کہ وہ پاؤں اپنے سمیٹ لیتیں اور جب سر اٹھاتے پھر پھیلا دیتیں مگر بسبب کمال عنایت کے اُن کو اس بات سے منع نہ فرماتے۔ بخاری اور مسلم روایت کرتے ہیں کہ مرض الموت میں بار بار فرماتے کل میں کہاں ہوں گا آخر لوگ سمجھ گئے کہ عائشہ کے حجرہ میں جانا چاہتے ہیں اور آپ کو وہاں لے گئے آپ فرماتے ہیں کہ جبرئیل میرے پاس عائشہ کی تصویر لائے اور کہا کہ یہ دنیا اور بہشت میں آپ کی زوجہ ہے عائشہ فرماتی ہیں کہ جبرئیل میری تصویر حریر میں لپیٹ کر لائے اور کہا یہ تمہاری زوجہ ہے اور میری برأت میں قرآن کی آیتیں نازل ہوئیں اور مجھ کو خدا نے پاک کیا اور رزق کریم کا وعدہ دیا اے عزیز جس قدر وعید کہ قصہ افک میں وارد ہوئی کفر کے

سوا کسی فعل پر نہیں پائی جاتی یہاں تک کہ جو لوگ اس قضیہ میں ساکت رہے نہ اُنھوں نے بہتان اُٹھانے والوں کی تکذیب کی اور نہ تصدیق اُن پر بھی عتاب ہوتا ہے اور کس غضب و قہر کے ساتھ ارشاد ہوتا ہے لولا اذ سمعتموہ ظن المومنین والمومنات بانفسھم خیرا وقالوا ھذا افک مبین ۰ اس سے زیادہ کیا ہے کہ باوجود حد شرعی کے وبال اُس فعل کا باقی رہا جس کی شامت سے مسطح بن اثاثہ اندھے اور حسان بن ثابت اندھے اور اپاہج ہو گئے والذی تولی کبرہ منھم لہ عذاب عظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بزرگی عائشہ کی عورتوں پر ایسی ہے جیسے بزرگی ثرید کی سب کھانوں پر بخاری ومسلم وترمذی ونسائی وابوداؤد عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا اے عائشہ جبرئیل تجھے سلام کہتا ہے میں نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ایک بار ازواج مطہرات نے باہم مشورہ کیا کہ جو ہدیہ حضرت کے پاس آتا ہے برابر تقسیم ہوا کرے اس لئے کہ لوگ حضرت کی رضامندی سمجھ کر جس دن عائشہ کی نوبت ہوتی اکثر ہدیہ بھیجتے ام سلمہ نے اس باب میں آپ سے گفتگو کی فرمایا عائشہ کے مقدمہ میں مجھے ایذا نہ دے ام سلمہ نے عرض کیا پناہ خدا کی اُس بات سے جس سے آپ ناراض ہوں پھر ازواج مطہرات نے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو اس غرض کیلئے بھیجا آپ نے فرمایا اے فاطمہ کیا تو دوست نہیں رکھتی جس کو میں دوست رکھتا ہوں عرض کیا میں اُسے دوست رکھتی ہوں جسے آپ دوست رکھیں فرمایا میں عائشہ کو دوست رکھتا ہوں تذئیل اس لئے اُن کو محبوبہ رسول اللہ کہتے ہیں مسروق تابعی جب حدیث اُن سے نقل کرتے کہتے حدثتنی الصدیقۃ بنت الصدیق حبیبۃ رسول اللہ المبراۃ من السماء نکاح کیا اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ شوال ---- میں کنیت اُن کی ام عبداللہ وفات اُن کی سال ۵۸ ہجری میں نماز پڑھی اُن پر ابوہریرہ نے کہ معاویہ کی طرف سے مدینہ میں عامل تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہا وعن سائر امہات المومنین الغرض آپ حضرت صدیقہ پر کمال عنایت فرماتے اور سب ازواج میں اُن سے زیادہ خصوصیت رکھتے مگر اور ازواج مطہرات سے بھی ہمیشہ کشادہ رو رہتے اور ہر روز عصر کی نماز کے بعد اُن کے گھر جاتے اور احوال اُن کا پوچھتے شب کو جس کی باری ہوتی اُس کے گھر آرام فرماتے اور فرماتے خیرکم خیرکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلی بہت اچھا تم میں وہ ہے جو اپنے اہل سے بہت اچھا ہے اور میں تم سب میں اپنے اہل سے بہت اچھا ہوں حجۃ الوداع میں فرمایا مرد اپنی عورت کا حق پہچانے عورتوں کے ساتھ سلوک اور احسان کرو اور خدا سے اُن کے معاملہ میں ڈرو یعنی بے جا تکلیف نہ دو اور آپ کی عادت تھی کہ جب سفر کو تشریف لے جاتے امہات المومنین میں قرعہ ڈالتے جس کے نام قرعہ پڑتا اُس کو ساتھ لیجاتے اور سفر سے رات کو دولت خانہ میں نہ آتے اور کبھی کسی لڑکے کو اپنے پیچھے سواری پر سوار کرتے اور اکثر اونٹ اور گھوڑے پر سوار ہوتے اور اپنی آستین سے گھوڑے کا موتھ پونچھتے اور گھوڑے کی سواری کو پسند کرتے اور فرمایا کہ بھلائی گھوڑے کے پیشانی سے بندھی ہے اور خچر عرب کے ملک میں کم تھا ایک خچر مقوقش بادشاہ اسکندریہ نے بطریق ہدیہ کے آپ کو بھیجا تھا اُس پر سوار ہوا کرتے اور سوا اُس کے کئی خچر اور تھے ایک کا نام فضہ تھا جسے فروہ بن عمرو نے بھیجا تھا اور ایک ابن العلانے اور ایک رئیس دومۃ الجندل

نے پیشکش کیا تھا اور آپ کے پاس سو بکریاں تھیں اگر سو سے زیادہ ہو جاتیں ذبح کر لیتے اور گیارہ لونڈیاں اور تنتالیس غلام تھے لیکن آدھے سے زیادہ آزاد کر دیئے تھے اور فرماتے جو شخص ایک غلام یا دو لونڈیاں آزاد کرے دوزخ کی آگ سے آزاد ہو جاوے اور ہر عضو بدن اُس کا اِسکے ایک عضو کو کرے اور پیغمبری سے پہلے ایک شخص کی بکریاں چرانے پر مقرر ہوئے اور فرماتے کہ سب پیغمبروں نے بکریاں چرائی ہیں **نکتہ** شاید اس میں حکمت یہ تھی کہ ریاست چوپانی سے مشابہت رکھتی ہے اور اس فعل سے تواضع اور غمخواری اُمت کی عادت ہوتی ہے اور دو بار حضرت خدیجہ کی طرف سے تجارت کا اسباب ملک شام کو لے گئے اور آپ کی برکت سے اُنکو بہت فائدہ حاصل ہوا اور آپ اوروں کو ہدیہ بھیجتے اور ہدیہ قبول کرتے اور اُس کے بدلے اُس سے بہتر چیز عنایت فرماتے اور ضیافت کھاتے اور اوروں کی ضیافت کرتے اور سفارش کرتے اور اوروں کی شفاعت قبول فرماتے اور کبھی کسی مصلحت کے لئے سمت سفر کو پوشیدہ رکھتے مگر اس اخفا میں جھوٹ بات زبان پر نہ لاتے جیسے وقت ارادہ فتح مکہ کے خیمہ شریف خیبر کی طرف نصب فرمایا تا بالفعل خبر فاش نہ ہو اور دشمن تیاری سے غافل رہیں اور کبھی کسی طرف کا ارادہ کرتے اور دوسری طرف کی راہ اور منزلوں کی کیفیت اسی غرض کے لئے لوگوں سے دریافت فرماتے اور یہ امر سلف کے بادشاہوں اور داناؤں میں بھی شائع تھا ؎ سکندر کہ با شرقیاں حرب داشت ؛ در خیمہ گویند در غرب داشت۔ اور شاعروں سے اپنی تعریف اور ثنا سنتے اور اُن کو انعام اور خلعت دیتے اس لئے کہ وہ انعام سچی بات کا صلہ تھا اور اپنی مدحت سے اس وجہ سے کہ وہ مادح کے اخلاص اور ایمان پر دلالت کرتی نہایت خوش ہوتے اور جو کہ امیروں اور بادشاہوں کی تعریف جھوٹ سے خالی نہیں ہوتی اس لئے اُس سے منع فرماتے اور فرماتے مدح کرنے والے کے مونھ میں خاک جھونک دو اور فقرا و مساکین اور محتاجوں اور ضعیفوں کی صحبت میں اکثر بیٹھتے اور بہ نسبت اغنیا کے ان پر زیادہ مہربانی فرماتے اس لئے فقرا صحابہ اپنی محتاجی اور مسکینی کو غنیمت سمجھتے ؎ رقیباں را ازیں معنی خبر نیست ؛ کہ سلطان جہاں با ماست امشب۔ اور عاجزوں سے عاجزی اور رانڈوں او یتیموں کی دلجوئی اور ضعیفوں کی مدد فرماتے یہاں تک کہ معراج کی صبح ایک یہودی کی لونڈی کا بوجھ اپنی پیٹھ پر اٹھا کر اُس کے گھر پہنچا دیا یہودی نے جو اُس جناب کو اس حال سے دیکھا عرض کیا شاید رات آپ کو معراج ہوا فرمایا تو نے کس طرح جانا عرض کیا میں نے اگلی کتابوں میں دیکھا ہے کہ آخر زمانہ کے پیغمبر معراج کی صبح ایک منکر کی لونڈی کا بوجھ اٹھا کر اُس کے گھر پہنچا دیں گے **توجیہ** شاید وہ یہودی مکہ میں بتقریب تجارت یا کسی اور کام کے لئے آیا ہوگا ورنہ سکونت یہود کی مدینہ میں تھی اور معراج مکہ میں واقع ہوئی یا مراد معراج روحانی ہے کہ قبل اور بعد ہجرت کے بارہا اُس جناب کو حاصل ہوئی اور آپ کی رافت و رحمت کی یہ کیفیت تھی کہ جانوروں کی تکلیف بھی آپ سے نہ دیکھی جاتی اور جو اتفاقاً کسی کی مضرت پر دعا زبان مبارک سے صادر ہوتی فرماتے **ص** اللھم انی بشر فمن دعوت علیہ فاجعل دعای رحمۃ خدایا میں آدمی ہوں پس اگر کسی پر بد دعا کروں تو میری دعا کو اس کے حق میں رحمت کر دے اور آپکی عادت تھی کہ جس سے مصافحہ کرتے ہاتھ اپنا نہ ہٹاتے جب تک دوسرا نہ ہٹاتا اور جس کے پاس بیٹھتے نہ اٹھتے جب تک وہ نہ اُٹھتا

اور کافروں سے خدا کی راہ میں جہاد کرتے اور مال غنیمت بکمال عدالت مجاہدین کو تقسیم فرماتے اور امر جہاد میں وہ قواعد قولاً وفعلاً آپ سے صادر ہوئے کہ آپ سے پہلے کسی نے سُنے بھی نہ تھے اور غصہ کے وقت حلم کرتے اور جن سے وعدہ کرتے وفا فرماتے ایک شخص نے آپ سے کچھ خریدکیا اور کہا کہ باقی قیمت اسی جگہ حاضر کروں گا تین دن تک بھول گیا چوتھے دن یاد آیا جاکر دیکھا تو حضرت کو اُسی جگہ بیٹھا پایا فرمایا تو نے مجھے تکلیف میں مبتلا کیا کہ میں تین روز سے اسی جگہ تیرے انتظار میں بیٹھا رہا اور بخاری کی روایت میں وارد ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنواری پردہ نشین سے بھی زیادہ حیادار تھے اور آپ کی چال کمال خوبی اور اعتدال کے ساتھ تھی باوجود اس کے صحابہ ساتھ جھپٹتے چلتے تھے اور سفر میں سب صحابہ کے پیچھے رہتے تھے اور بیماروں اور ضعیفوں کی خبرگیری کرتے تھے جس کو سواری کی حاجت ہوتی سواری عنایت فرماتے اور کبھی اپنے پیچھے بٹھالیتے اور حضر میں بھی یاروں کو اپنے پیچھے نہ چلنے دیتے اسلئے کہ آپ اُن کے نگہبان تھے اور کبھی وجہ اس کی یہ بیان فرماتے کہ میری پیٹھ فرشتوں کے لئے چھوڑو کہ فرشتے آپ کی نگہبانی اور خدمت کے لئے آپ کے پیچھے چلتے تھے اور جو بات آپ کو ناگوار ہوتی اثر ناخوشی کا چہرہ منور پر ظاہر ہوجاتا بلکہ دونوں بھوؤں کے بیچ میں غصے کے وقت ایک رگ باریک جسے رگ ہاشمی کہتے نظر آتی اُس وقت کوئی شخص آپ کے رعب وہیبت سے دم نہ مار سکتا اور قرض لیتے لیکن کمال خوشی کیساتھ ادا کرتے اور کبھی جو لیتے اُس سے بہتر دیتے اور اُس کے حق میں دعا فرماتے اور کہتے کہ قرض کا بدلہ یہی ہے کہ ادا کرے اور خدا کا شکر توفیق ادا پر بجالاوے اور اگر قرض خواہ سختی کرتا تحمل کرتے ایک انصاری کا آپ پر قرض آتا تھا اُس نے مانگا فرمایا اسوقت موجود نہیں وہ چاہتا تھا کہ کچھ کہے فرمایا زبان کو روک اور اچھی بات کے سوا کچھ نہ کہنا کہ میں سب قرضداروں سے بہتر ہوں پھر اُسے اُسکا قرض عنایت کیا اور اُسی قدر بطور انعام کے دیا ایک روز ایک قرض خواہ نے سخت تقاضا کیا عمر رضی اللہ عنہ نے اُسے ڈانٹنا چاہا آپ نے اون کو روکا اور ہر ایک کی اُسکے مرتبہ کے لائق تعظیم کرتے ایک بار حلیمہ سعدیہ خدمت مبارک میں آئیں آپ نے اُن کے لئے اپنی چادر بچھائی لیکن کسی محتاج کو بسبب اُس کے فقر کے ذلیل نہ سمجھتے اور نہ کسی بادشاہ سے بسبب اُس کے جاہ وحشمت کے ڈرتے اور آپ کی تواضع کا یہ حال تھا کہ جب مدینہ کی لونڈی غلام یا لڑکوں پر گذرتے اُن کو سلام کرتے بلکہ ایک لونڈی مدینہ کی لونڈیوں سے آپ کا ہات پکڑکے جہاں چاہتی لے جاتی ایک عورت نے عرض کیا مجھے آپ سے کچھ کام ہے راہ میں بیٹھ گئے اور جب تک وہ باتیں کرتی رہی بیٹھے سنتے رہے ایک روز کوئی مسافر آپ کے پاس آیا آپ کی ہیبت سے کانپنے لگا فرمایا میں بادشاہ نہیں ہوں ایک قرشیہ عورت کا بیٹا ہوں ابن عباس کہتے ہیں میں نے آپ کو ناقہ صہبا پر سوار رمی جمار کرتے دیکھا نہ آپ کے ساتھ ضرب تھی اور نہ طرد اور نہ الیک اور آپ اپنے یاروں اور گھر والوں سے کسی کام میں امتیاز دوست نہ رکھتے اپنے ہاتھ سے کپڑوں میں پیوند لگاتے اور نعلین مقدس گانٹھ لیتے اور گھر میں جھاڑو دیتے اور بکریاں دوھ لیتے اور کپڑوں میں اگر کوئی چیز لگ جاتی اپنے ہات سے دھوڈالتے اور گھر والوں کی خدمت کرتے اور مسجد کے بنانے میں بنفس نفیس شریک ہوئے اور غزوہ احزاب میں تیسرے فاقے پتھر پیٹ سے باندھے یاروں کے ساتھ خندق کھودنے میں شریک ہوئے ہرچند

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا ادب

صحابہ نے روکا پذیرا نہ فرمایا طبری موکسی سفر میں بکری ذبح کرنے کی ٹھہری ایک صحابی نے کہا کہ ذبح کرنا اس کا میرے ذمہ ہے دوسرے نے کہا میں گوشت بناؤں گا تیسرے نے کہا میں پکاؤں گا فرمایا میں لکڑیاں جمع کر لاؤں گا عرض کیا یارسول اللہ کیا ہم کافی نہیں آپ کس لئے تکلیف اٹھاتے ہیں فرمایا میں جانتا ہوں کہ تم کفایت کروگے مگر خدا تعالی اس کو دوست نہیں رکھتا جو یاروں سے اپنا امتیاز چاہتا ہے **تذئیل** امام اعظم رحمہ اللہ اپنے شاگرد رشید امام ابو یوسف رحمہ اللہ کو وصیت کرتے ہیں

چوتھا باب احسان نبوی کے بیان میں قال اللہ تعالیٰ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ-

مدارک میں لکھا ہے کہ رحمۃ مفعول لہ ہے یا حال ای ذا رحمة **ب ق** قال علیہ السلام انما انا رحمة مهداة پہلی صورت میں معنی آیت کے یہ ہیں کہ خلق پر ہماری بڑی مہربانی ہے جو ہم نے تم کو نبی [illegible] اور ان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے بھیجا اور دوسری تقدیر پر یہ معنی ہیں اے محمد نہ بھیجا ہم نے تم کو مگر مہربان سارے جہان پر اور عالم ماسوائے اللہ کو کہتے ہیں کہ ہر فرد اس کا وجود صانع پر علامت ہے اور اس کے کسی خاص اسم و صفت کا مظہر ہے اور اجناس و انواع اس کے اسماء کلیہ اور صفات اطلاقیہ کے مظہر ہیں باعتبار انھیں انواع و اجناس کے صیغہ جمع کا واقع ہوا اور تغلیباً للعقلاء یا اور نون کے ساتھ آیا گویا اس مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ جو شئے ہمارے کسی اسم و صفت کی مظہر ہے وہ تمہاری رحمت سے بھی بہرہ ور ہے اے عزیز عالم امکان میں کونی چیز ایسی ہے کہ آپ کی رحمت سے مستفیض نہ ہو کمالات موجودات کے وجود پر متفرع ہیں اور وجود عالم کا آپ کے طفیل سے ہے اگر آپ نہ ہوتے عالم نہ ہوتا لولاک لما خلقت الدنیا اور جب افراد عالم موجود نہ ہوتے کمالات بھی ان کے عالم ظہور میں نہ آتے نہ زمین کو فراخی حاصل ہوتی نہ آسمان کو بلندی نہ چاند سورج کو روشنی نہ دریا کو صفائی نہ آگ کو چمک نہ ہوا کو لطافت نہ آدم کو خلافت نہ ابراہیم علیہ السلام کو خلعت نہ موسیٰ علیہ السلام کو ہمکلامی نہ داؤد علیہ السلام کو خوش بیانی نہ سلیمان علیہ السلام کو حکومت نہ نوح علیہ السلام کو رقت نہ ادریس علیہ السلام کو رفعت نہ الیاس علیہ السلام کو عزت نہ ایوب علیہ السلام کو صبر نہ یحییٰ علیہ السلام کو شکر نہ عیسیٰ علیہ السلام کو زہد نہ یوسف علیہ السلام کو جمال نہ فرشتوں کو قرب نہ پیغمبروں کو نبوت نہ اولیا کو کرامت نہ مسلمانوں کو جنت جسے جو نعمت حاصل ہوئی آپ ہی کا صدقہ ہے وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اے محمد نہ بھیجا ہم نے تم کو مگر رحمت سارے جہان کے لئے ماں باپ اولاد کے حق میں رحمت ہیں کہ ہزار محنت و مشقت سے ان کو پرورش کرتے ہیں اور بادشاہاں عادل رعیت کے حق میں رحمت ہیں کہ ان کی آسائش کے واسطے طرح طرح کی تدبیریں کرتے رہتے ہیں اور مرشدان کامل مریدوں کے حق میں رحمت ہیں کہ ان کو راہ راست بتاتے ہیں اور مطلوب حقیقی سے ملاتے ہیں اور فقرا و مساکین اغنیا کے حق میں رحمت ہیں کہ بکمال امانت ان کا مال اصلی گھر تک پہنچاتے ہیں اغنیا فقرا و مساکین کے حق میں رحمت ہیں کہ اپنا مال ان کو کھلاتے ہیں اور اطبا بیماروں کے حق میں رحمت ہیں کہ ان کا علاج کرتے ہیں اور اقویا ضعفا کے حق میں

رحمت ہیں کہ مصیبت کے وقت اُن کے کام آتے ہیں اور علما اپنے شاگردوں کے حق میں خصوصًا اور عوام زمانہ کے حق میں عمومًا رحمت ہیں کہ تعلیم وتدریس وعظ وتذکیر وامر معروف ونہی منکر میں مشغول رہتے ہیں اور پیغمبر اپنی قوم کے لئے رحمت ہیں کہ اُن کو ہدایت کرتے ہیں اور کفر وضلالت سے نجات بخشتے ہیں مگر ذات پاک ہمارے مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام عالم کے لئے رحمت ہے اور انبیا کے حق میں ارشاد ہوتا ہے وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ نہ بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر ساتھ زبان اُس کی قوم کے تا وہ لوگ بآسانی اُس کی بات سمجھیں اور اُس سے فائدہ حاصل کریں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین نہ بھیجا ہم نے تم کو مگر رحمت سارے جہان کے لئے تاکہ تمام عالم تمہاری ذات پاک سے فائدہ اٹھاوے **فاموضعہ** ایک روز آپ نے جبرئیل امین سے پوچھا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے رحمۃ للعالمین کہا تمہیں میری رحمت سے کیا فائدہ حاصل ہوا عرض کیا یارسول اللہ میں اپنے انجام سے ڈرتا تھا جب آپ پر قرآن اُترا اور پروردگار نے اس میں میری تعریف کی ذی قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین خوف میرا زائل اور اپنی عاقبت پر مجھے اطمینان حاصل ہوا **جو** آدم علیہ السلام پر جب عتاب ہوا رات دن روتے اور فریاد کرتے مگر توبہ اُن کی قبول نہ ہوتی ایک روز عرض کیا الٰہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے میرا قصور معاف فرما حکم ہوا اے آدم تو ہماری جناب میں بڑا شفیع لایا اگر محمد کے طفیل سے تمام عالم کے گناہ بخشواتا ہم بخش دیتے **ب** قیامت کے دن نوح علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ ہم نے تمہیں خلق کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے بھیجا تم نے حکم ہمارا اُن کو پہنچایا یا نہیں عرض کریں گے الٰہی میں نے تیرا حکم اُن کو پہنچایا اور تیرے غصہ سے ڈرایا مگر وہ اپنی سرکشی اور شرارت سے باز نہ آئے قوم کے لوگ کہیں گے ہم ان کو نہیں جانتے نہ یہ ہمارے پاس گئے اور نہ حکم تیرا ہمیں سنایا علام الغیوب ارشاد کرے گا اے نوح تمہارا کوئی گواہ ہے عرض کریں گے خدایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت اس حال سے واقف ہے اُس وقت اُمت محمدی بلائی جائے گی اور حضرت نوح پیغمبر کی گواہی دے گی۔ اُمت نوح عرض کرے گی الٰہی یہ ہمارے زمانہ میں نہ تھی اس حال سے کیونکر واقف ہوئی امت مرحومہ جواب دے گی کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حال تمہارا ہم سے بیان فرمایا اور اپنی کتاب میں ہم نے لکھا پایا پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے اور اپنی اُمت کی تعدیل اور تصدیق فرمائیں گے کہ بیشک میری امت سچی ہے اور امت نوح کی جھوٹی ہے اُس وقت وہ مردود لاجواب ہوجائیں گے اور حضرت نوح علیہ السلام اُن کے انکار اور اعتراض سے نجات پائیں گے اسی طرح یہ امت مرحومہ ہر پیغمبر کی گواہی دے گی اور آپ اُس کی تصدیق فرمائیں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وکذٰلک جعلنٰکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا اور اسی طرح ہم نے کیا تم کو بیچ کی امت یعنی بہتر سب امتوں سے کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور پیغمبر تم پر گواہ ہو گا پس پیغمبروں کو آپ کی ذات پاک سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ آپ اور آپ کے پیرو اُن کی گواہی دیں گے اور اُن کی تصدیق اور اُن کے دشمنوں کی تکذیب کریں گے اور فرشتوں کو یہ فائدہ ہوا کہ آپ پر درود بھیجتے ہیں اور بسبب اُس کے رحمت الٰہی کی مورد ہوتے ہیں آپ فرماتے

ہیں جو محمد پر ایک بار درود بھیجتا ہے خدا تعالیٰ اُس پر دس بار اپنی رحمت نازل فرماتا ہے اور ارواح کو یہ فائدہ حاصل ہوا کہ آپ نے اُس عالم میں اُن کو ہدایت فرمائی اور راہ معرفت دکھائی پس دین فطری ہر شخص کا اسلام ہے بعض اس پر قائم رہتے ہیں اور بعض بتقلید آبا یا بسبب انہماک فی الدنیا کے کفر و شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں اُسوقت پھر شریعت اُن کو ہدایت کرتی ہے جو تسلیم کرتا ہے نجات پاتا ہے اور جو نہیں مانتا اپنے پاؤں سے دوزخ میں جاتا ہے اور زمین کو آپ کے وجود با جود سے یہ فائدہ ہوا کہ کفر و شرک سے پاک ہوئی اور نور ایمان کا چار طرف اُس کے پھیل گیا جہاں بت خانے تھے مسجدیں بن گئیں جس جگہ ناقوس بجتے تھے اذانیں ہونے لگیں۔ خدا کا نام اُس پر ہر جگہ پکارا جاتا ہے نماز روزہ اور ریاضت وعبادت کا ہر طرف چرچا ہے ؎ آنجا کہ بود نعرۂ فریاد شرکاں + اکنوں خروش نغمۂ اللہ اکبر است۔ لوگ غول کے غول بیٹھ کر خدا کی یاد کرتے ہیں فرشتے رحمت کے آسمان سے اُترتے ہیں انوار اُس عالم کے اُس پر نزول فرماتے ہیں ہزاروں نیک کام اُس پر کئے جاتے ہیں اور آسمانوں کو یہ فائدہ ہوا کہ اب شیاطین اس پر نہیں جا سکتے فرشتے اُن کو آگ سے بھگا دیتے ہیں اے عزیز تمام عالم دوست و دشمن اُس جناب کی رحمت سے بہرہ ور ہیں یہاں تک شیطان کو بھی آپ کی ذات پاک سے یہ فائدہ ہوا کہ ایک عالم بسبب آپ کے کفر و شرک سے بچا اگر آپ ہدایت نہ فرماتے یہ لوگ بھی اُسکے بہکانے سے کفر و شرک میں مبتلا ہوتے اور وبال ان کے اعمال کا بھی اُس ملعون کے سر پر رکھا جاتا کہتے ہیں جب حضرت پیدا ہوئے حکم ہوا قارون کا بوجھ اُس کے سر سے اُتار لو تا وہ بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے محروم نہ رہے منافقوں کے حق میں رحمت آپ کی یہ ہے کہ آپ کا کلمہ پڑھ کر جان و مال اپنا بچا لیتے ہیں اور قتل و غارت سے محفوظ رہتے ہیں اور کافروں کے حق میں رحمت آپ کی یہ ہے کہ بسبب آپ کے استیصال سے محفوظ رہے اگلے پیغمبروں کے وقت میں جو لوگ کفر و سرکشی کرتے فوراً ہلاک ہو جاتے نوح علیہ السلام کی قوم طوفان میں غرق ہوئی اور عاد کو ہوا اڑا لے گئی ثمود اور اصحاب مدین پر جبرئیل علیہ السلام نے ایک چنگھاڑ ماری کہ سب مر گئے اور اصحاب رس زمین میں دھنس گئے لوط علیہ السلام کی قوم کو جبرئیل علیہ السلام نے اپنے پروں پر اٹھا کر آسمان کے نزدیک کیا اور وہاں سے اُلٹ دیا فرعون کو دریائے نیل میں ڈبو دیا اور قارون زمین میں دھنس گیا بنی اسرائیل میں ایک قوم بندر اور عیسیٰ علیہ السلام کی اُمت سے ایک جماعت سُوَر ہو گئی شداد کڑک سے ہلاک ہوا اور ابرہہ کے لشکر کو ایک قسم کے پرند جانوروں نے ہلاک کیا آپ کے وقت کے کافر طرح طرح کی سرکشی کرتے ہیں مگر حکم ہوتا ہے ماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم۔ اللہ ان پر عذاب نہ کرے گا جب تک اے رحمت عالم تو اُن میں ہے اور اس جگہ ایک شبہہ ہے کہ اکثر اذہان میں گزرتا ہے کہ آپ کی شریعت میں جہاد فرض ہے اور قتل و غارت قہر و غضب سے ناشی ہوتا ہے نہ رحمت و شفقت سے جواب اُس کا یہ ہے کہ وہ جناب روز بعثت سے وقت وفات تک خلق کی ہدایت و رہنمائی اور نصیحت و خیر خواہی میں مشغول رہے یہی چاہتے تھے کہ جس طرح ہو سکے لطف و نرمی یا جبر و تہدید سے خلق کو راہ پر لائیں اور دوزخ

سے نجات دے کر بہشت میں پہنچائیں جہاد سے یہ غرض نہ تھی کہ ملک ومال ہاتھ آوے یا کافروں سے اُن کی ایذارسانی اور انکار کا بدلا لیا جاوے بلکہ یہ مطلب تھا کہ کسی طرح خلق خدا عذاب دوزخ اور اُس عالم کی مصیبتوں سے نجات پاوے العجب من قوم تقادون الی الجنة بالسلاسل آپ فرماتے ہیں تم پروانہ کے مانند آگ پر گرے پڑتے ہو اور میں تمہارا کمر بند پکڑے روک رہا ہوں قَاتِلُوْا حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَةٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّهٗ لِلّٰهِ اسی واسطے کہتے ہیں کہ دوزخ کو پیدا کرنا عین رحمت ہے کہ خلق اگر بہشت کے لالچ میں نہ آوے گی اس سے ڈرکر گناہوں کو چھوڑدے گی باپ جب اپنے بیٹے کو بیجا کام میں مصروف دیکھتا ہے طرح طرح سے تنبیہ کرتا ہے اور اُستاد شفیق مار مار کر شاگردوں کو پڑھاتا لکھاتا ہے تنبیہ باپ اور اُستاد کی بیٹے یا شاگرد کے حق میں عین رحمت ہے نہ دشمنی وعداوت مگر باپ اور اُستاد جب اپنے بیٹے یا شاگرد کو نصیحت کرتا ہے اور وہ اُس نصیحت کو عداوت جانتا ہے اور اُس احسان کے عوض اس کی دشمنی اور ایذا پر کمر باندھتا ہے تو اُس وقت وہ ناصح مشفق اُس محسن کش احمق کی شکل سے بیزار ہو جاتا ہے اور اُس کی نصیحت اور خیر خواہی سے دست بردار ہوتا ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات دن اُن کو نصیحت کرتے اور جس قدر آپ مہربانی فرماتے وہ مردود زیادہ بیزار ہوتے جاتے ہر وقت مذمت اور عداوت اور ایذا اور جنگ اور جدال کے ساتھ پیش آتے لیکن آپ اُن کی نالائق باتوں اور ایذا رسانی اور تمرد و سرکشی پر اصلا التفات نہ فرماتے اور اُن کی بھلائی اور نجات ہی چاہتے س ایک بار صحابہ نے گزارش کیا یا رسول اللہ دعا کیجئے کہ خدا مشرکوں کو غارت کرے فرمایا میں لعنت کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا بلکہ رحمت کے واسطے بھیجا گیا ہوں ت ایک دن عرض کیا یا رسول اللہ ثقیف کے تیروں نے ہم کو جلا دیا ان پر دعا کیجئے کہا خدایا ثقیف کو ہدایت فرما م س طفیل بن عمرو دوسی نے اپنی قوم کی شکایت کی اور اُن کے حق میں بددعا چاہی فرمایا اللھم اھد دوسا وآت بھم خدایا دوس کو ہدایت فرما اور اُن کو یہاں لے آ خ جنگ اُحد میں کافروں نے آپ کے چچا امیر حمزہ کو شہید کیا اور دندان مقدس کو سنگ ستم سے توڑا آپ خون چہرۂ مقدس سے پاک کرتے تھے اور کہتے تھے اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون ۃ خدایا میری قوم کو ہدایت فرما کہ وہ نہیں جانتے ہیں م س فر جب آپ طائف کو تشریف لے گئے وہاں کے لوگوں کو نصیحت کی مگر انھوں نے ہرگز نہ مانا اور اپنے غلاموں اور نوجوانوں سے اس قدر پتھر پھکوائے کہ پاؤں آپ کے خون سے رنگین ہو گئے م س جبرئیل آپ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا اے محمد خدا تعالیٰ نے تمہاری قوم کا کلام سنا اور اُن کے ظلم وستم کو دیکھا فرشتہ پہاڑوں کا تمہاری خدمت میں بھیجا ہے جو چاہئے اُسے حکم دیجئے پھر اُس فرشتے نے آپ کو سلام کیا اور کہا اے محمد خدائے تعالیٰ نے مجھے آپ کا فرماں بردار کیا ہے اگر آپ حکم دیں تو دونوں پہاڑ مکہ کے اٹھا کر اُنکے سر پر ماروں کہ یہ سب ہلاک ہو جائیں فر فرمایا میں نہیں چاہتا کہ یہ لوگ ہلاک ہوں بلکہ امیدوار ہوں کہ خدائے تعالیٰ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرے جو اُس کی وحدانیت کا اقرار کریں اور اُس کی بندگی بجالائیں بشارت

اے امت محمد تم کو بشارت ہو کہ تمہارے مولی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دشمنوں کا ہلاک ہونا گوارا نہیں کرتے تمہارا دوزخ میں جانا اور ہلاک حقیقی میں مبتلا ہونا کب گوارا فرمائیں گے ؎ دوستاں را کجا کنی محروم ✤ تو کہ با دشمناں نظر داری ۔ اور احسانات آپ کے خاص اس امت پر کہ حصر اور شمار سے زیادہ ہیں ۔ دو قسم ہیں ۔ اول مخصوص بہ بعض افراد جیسے قتادہ کی پھوٹی آنکھ اور معاذ بن عفراء کا ٹوٹا ہات آپ کی دعا سے اچھا ہوگیا اور عبدالرحمٰن بن عوف کے مال اور انس بن مالک کے مال و عیال میں برکت ہوئی اور ابوبکر کو سانپ نے کاٹا آپنے لعاب دہن لگا دیا زہر نے اثر نہ کیا اور جابر کا بہت قرض تھوڑے خرموں سے ادا کر دیا اور مانند ان کے کہ ایک شمہ اُس کا ذکر معجزات میں آوے گا انشاء اللہ تعالیٰ ۔ دوسری قسم تمام افراد امت کو شامل ہے کہ پروردگار عالم نے بطفیل آپ کے اس امت کو روز ازل بہترین امم لکھدیا اور اُس کا مرتبہ سب امتوں سے زیادہ کیا ۔ ہزاروں کرامتیں اور نعمتیں آپ کے سبب سے ہم کو حاصل ہوئیں اور لاکھوں شرافتیں اور بڑائیاں اس جناب کے صدقہ میں ہم کو ملیں بہشت اُن کے سبب سے ہاتھ آئی اور دوزخ سے بوسیلہ اُن کے رہائی پائی اجماع ہمارا حجت ہوا اذان و اقامت و نماز پنجگانہ بایں ہیئت اور سورۂ فاتحہ اور آمین اور ماہ رمضان اور روز جمعہ اور دوام غلبہ اور تیمم اور بہت خوبیاں اور کمالات طفیل آنحضرت کے ہمارے واسطے خاص ہوئے اور بہت پاک چیزیں جو اگلی اُمتوں پر حرام تھیں ہمارے لئے حلال ہوئیں بلکہ عزت ابدی اور نعمت الٰہی ہم پر تمام ہوئی اور ہمارے دین میں کسی طرح کی تنگی نہ رہی قیامت کے دن انشاء اللہ تعالیٰ اعضائے وضو ہمارے نورانی ہوں گے اور ہم سب اُمتوں سے اونچے مکان پر بیٹھیں گے اور ہماری گواہی سے پیغمبر اپنے منکروں اور دشمنوں پر غالب آئیں گے اور صدقہ اور خیرات کا ثواب بعد مرنے کے اسی اُمت کو پہنچتا ہے اور خطا و نسیان و اکراہ پر اُن سے مواخذہ نہیں ہوتا اور قحط و خسف و مسخ و وبار عام سے محفوظ و مامون ہے اور سوا ان کے ہزاروں خوبیاں اور بزرگیاں اس امت کو آپ کے طفیل سے عنایت ہوئیں کہ اگلی امتوں سے کسی کو نہ ملیں اور سب سے بڑی دولت جو اس اُمت کو عنایت ہوئی آپ کی شفاعت ہے اس سے زیادہ مہربانی اور عنایت کیا ہوگی کہ وقت ولادت سے روز وفات تک ہم گنہگاروں کی شفاعت اور غمخواری میں مشغول رہے ۔ ہم آرام سے سوتے ہیں اور آپ ہماری بخشش کے لئے رات کو جاگتے ہم عیش و عشرت میں مشغول رہتے ہیں اور وہ جناب ہماری فکر میں گریاں و ملول رہتے ہیں اور اب بھی ہماری شفاعت اور خیر خواہی میں مصروف ہیں ہر دوشنبہ اور پنجشنبہ کو ہمارے اعمال جناب کے حضور میں پیش کئے جاتے ہیں نیکیوں پر شکر کرتے ہیں اور گناہوں کو بخشواتے ہیں آپ فرماتے حیاتی خیر لکم ومماتی خیر لکم میرا جینا اور مرنا تمہارے لئے بہتر ہے قیامت کے دن عمامہ سر مبارک سے اُتاریں گے اور بکمال عجز و نیاز جناب باری میں عرض کریں گے رب امتی امتی اللہ عزوجل فرماتا ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم ۔ بیشک آیا تمہارے پاس وہ رسول جس پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے

تمہاری بھلائی پر حریص ہے مسلمانوں پر مہربان ہے جس وقت وہ رحمت عالم پیدا ہوئے پروردگار کو سجدہ کیا اور امتی فرمایا اور جس وقت آپ کو قبر مبارک میں اُتارا ہونٹوں کو جنبش تھی فضل یا قثم بن عباس نے لب ہائے مبارک سے کان لگا کر سنا کہ آہستہ آہستہ فرماتے تھے رب امتی امتی شب معراج جس وقت مرتبہ قاب قوسین او ادنیٰ سے مشرف ہوئے اُس وقت بھی ہم کو دعا وسلام کے ساتھ یاد فرمایا السلام علینا وعلی عباد اللہ الصلحین روایت ہے کہ جب مولیٰ علی نے صدیق اکبر کو قبر میں اُتارا بے اختیار ایک نعرہ مارا لوگوں نے سبب پوچھا فرمایا میں نے وہ دیکھا جو تم کو نظر نہ آیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ابوبکر کی قبر پر کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں الٰہی میری اُمت کے بوڑھوں کو بطفیل ابوبکر کے بخشدے۔ ایک بار حکم آیا کہ امت کی بخشش تمہارے رات کے جاگنے پر موقوف ہے یعنی اگر آدھی امت کی بخشش چاہتے ہو آدھی رات اور جو چوتھائی کی تو چوتھائی اور جو تہائی کی تو تہائی اور جو ساری امت کی بخشش منظور ہے تو ساری رات جاگو آپ نے تمام رات جاگنا اور نماز میں کھڑا رہنا اختیار کیا یہاں تک کہ پائے مبارک پر ورم آگیا **ب** ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک رات حضرت رات بھر کھڑے اور اس آیت کو پڑھتے رہے ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم اگر تو عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور جو تو اُن کو بخشے تو بیشک تو غالب ہے حکمت والا صحیح مسلم میں ہے ایک روز آپ نے یہ قول ابراہیم علیہ السلام کا پڑھا رب انھن اضللن کثیرا من الناس فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور الرحیم خدایا انھوں نے بہت لوگوں کو بہکا دیا پس جس نے میری پیروی کی وہ میرے ساتھ ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو بے شک تو ہی بخشنے والا ہے رحم کرنیوالا اور یہ قول عیسیٰ علیہ السلام کا پڑھا ان تعذبھم فانھم عبادک الآیۃ پھر کہا اللھم امتی امتی اور رونے لگے خطاب آیا سنرضیک فی اُمتک ولا نسوءک بیشک ہم تجھے تیری اُمت کے معاملہ میں راضی کردیں گے اور غمگین نہ کریں گے تفسیر عزیزی میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ بیشک تجھے تیرا رب اس قدر دے گا کہ تو اُس سے راضی ہو جاوے گا آپ نے فرمایا میں ہرگز راضی نہ ہوں گا جب تک اپنی امت کے ایک ایک آدمی کو بہشت میں داخل نہ کروں گا نقل ہے کہ امام محمد باقر مسجد کوفہ میں وعظ کہتے تھے اثنا بیان میں فرمایا اے کوفیو تم کہتے ہو کہ یہ آیت زیادہ رحمت کی ہے قل یاعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم کہہ اے میرے گنہگار بندو اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو بیشک خدا سب گناہ بخشدیتا ہے بے شک وہ بخشنے والا رحم والا ہے اور ہم اہل بیت کے نزدیک یہ آیت زیادہ رحمت کی ہے ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ قریب ہے کہ تجھے تیرا رب اس قدر دے گا کہ تو راضی ہو جاوے گا اس آیت میں حضرت سے راضی کرنے کا وعدہ کرتے ہیں اور آپ راضی نہ ہوویں گے جب تک سب امت کو نہ بخشوائیں **ہدایت** اے عزیز مقام محبت اس قسم کی باتوں کی گنجائش رکھتا ہے علاوہ بریں وہ جناب مامور بشفاعت ہیں اور اصرار بندہ مامور کا مولیٰ کے امر پر غایت

انقیاد اور کمال فرمانبرداری پر دلالت کرتا ہے اگر بادشاہ کسی خاص مقرب کو حکم دے کہ ہمارے حضور میں گنہگاروں کی شفاعت کیا کرے اور وہ مقرب اُس کام میں اصرار کرے اور اُن کے بخشوانے کے لئے الحاح وزاری کرتا رہے عقل سلیم کے نزدیک یہ فعل اُس کا طریقہ رضا و تسلیم کے خلاف نہیں بلکہ عین تعمیل حکم ہے بعض علما اس مطلب کو نہ پہنچے ظاہر پر نظر کرکے اس لفظ سے منکر ہوئے حالانکہ خدائے کریم ابراہیم علیہ السلام کی نسبت فرماتا ہے یجادلنا فی قوم لوط ہم سے جھگڑنے لگا لوط کی قوم کے حق میں دیکھو مجادلہ نہ راضی ہونے سے کہیں زیادہ ہے اللہ تعالیٰ نے ہم گنہگاروں کا ہات آپ کے ہات میں دیا اور ہماری مغفرت آپ کی شفاعت پر موقوف کی آپ ہماری شفاعت میں کس طرح اصرار نہ کریں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں پھر تیرے پاس آویں پھر خدا سے بخشش چاہیں اور بخشش چاہے اُن کے لئے رسول تو بیشک اللہ کو توبہ قبول کرنیوالا مہربان پائیں **تنبیہ** اس آیت سے تین مطلب نہایت نفیس ثابت ہوئے **اوّل** وعدہ قبول شفاعت کہ اگر تو اُنکی بخشش چاہے گا تو ہم اُنکو بخشدیں گے **دوم** توسل مقبولان خدا سے موجب حصول مدعا ہے جو بات اُن کے وسیلہ اور واسطہ سے حاصل ہوتی ہے بے اس کے نہیں ہوسکتی چنانچہ لفظ جاؤک اس مضمون کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہونا مغفرت میں اثر تمام رکھتا ہے **سوم** یہ آیت پروردگار کے کمال عنایت پر دلالت کرتی ہے کہ ہم کو ایسے مہربان پیغمبر کی اُمت میں کیا پھر ہماری محبت اور ہماری مغفرت کی خواہش اُن کے دل میں پیدا کی پھر اُن سے وعدہ کیا کہ اگر تم گنہگاران اُمت کے لئے استغفار کروگے تو میں اُن کی توبہ قبول کروں گا اور اُن پر رحم فرماؤں گا چنانچہ وہ جناب بمقتضائے اُس محبت کے ہمارے لئے ہر روز ستر بار استغفار کرتے اور خدا کی مہربانی سے امید واثق ہے کہ اپنے فضل وکرم سے اُن کی استغفار ہمارے حق میں قبول فرمادے اور ہمارے گناہ بخشدے کہ کریم جس سے وعدہ کرتا ہے وفا فرماتا ہے ولنعم ماقیل ؎

اللہ کریم است و رسول او کریم ✦ صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

غ ایک روز سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب باری میں عرض کیا الٰہی میری امت کا حساب میرے تعلق کر کہ سوا میرے اُن کے گناہوں سے کوئی خبردار نہ ہو حکم آیا اے محمد وہ تیری اُمت اور میرے بندے ہیں میں تجھ سے زیادہ اُن پر مہربان ہوں یعنی میں کب چاہوں گا کہ تو ان کے گناہوں سے خبردار ہو آپ حساب لوں گا اور بخشدوں گا **غ** سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قیامت کو منادی ندا کرے گا اے اُمت محمد میں نے اپنا حق تم کو معاف کیا تم اپنے حق ایک دوسرے کو معاف کرو اور بہشت کو چلے جاؤ اے عزیز اگرچہ گناہ حد سے بڑھ گئے مگر فتویٰ لاتقنطوا من رحمۃ اللہ سب گناہ گاروں کے واسطے کافی ووافی ہے اور سجل ولاتیاسوا من روح اللہ سب مفلسوں کیلئے دستاویز کامل بخشنے والا موجود ہے پھر ہراس کس بات کا ہے اگر تو خرابات ہوا میں قید ہے ملائکہ معصومین مصلائے قدس پر بیٹھے تیرے حق میں استغفار کرتے ہیں ویستغفرون لمن فی الارض اور جو تو لوث معصیت سے آلودہ ہے

دریا کرم کے تیرے پاک کرنے کیلئے بہہ رہے ہیں اس لطف وکرم کو دیکھ کر تو ظلم کرتا ہے اودھر سے فضل ہوتا ہے
ان ربك لذو مغفرة للناس علی ظلمهم ایک بار عتاب کرتے ہیں تو بیس مرتبہ مہربانی فرماتے ہیں اور جو
ایک بات خوف کی سناتے ہیں تو دس طرح تیرے دل مجروح پر مرہم تشفی کا رکھتے ہیں کبھی کہتے ہیں نبئی عبادی انی
انا الغفور الرحیم میرے بندوں کو خبر دے کہ میں بخشنے والا مہربان ہوں اور کبھی فرماتے ہیں ان اللہ یغفر الذنوب
جمیعاً بے شک اللہ سب گناہ بخشدیتا ہے کبھی ارشاد ہوتا ہے کتب ربکم علی نفسه الرحمة تمہارے پروردگار
نے رحمت کو اپنے اوپر مقرر کیا اور کبھی کہتے ہیں وسعت رحمتی کل شیئ یعنی میری رحمت نے ہر چیز کو گھیر لیا
غ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم جانو جو میں جانتا ہوں تو بہت رؤو اور تھوڑا ہنسو اور روتے
اور ماتم کرتے ہوئے جنگل کو نکل جاؤ حکم آیا میرے بندوں کو اس قدر کیوں ڈراتا ہے اور میری رحمت سے اُن کو
کیوں نا اُمید کرتا ہے غ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا کی رحمت سو حصہ ہے ایک حصہ دنیا
میں اور ننانوے آخرت میں اس دن کوئی ہلاک نہ ہوگا مگر جو دنیا میں ہلاک ہوا غ اس روز خدا اپنے بندوں
پر اس قدر رحمت کرے گا کہ شیطان بھی بار بار گردن اٹھا کر دیکھے گا کہ شاید آج مجھے بھی بخش دیں گے اور
میرے گناہوں سے بھی درگزر فرمائیں گے غ ایک اعرابی نے حضرت سے عرض کیا کہ قیامت کے دن حساب بندوں
کا کون لے گا فرمایا خدائے تعالیٰ اعرابی یہ سُنکر ہنسا اور کہنے لگا خدائے تعالیٰ کریم ہے اور کریم جب قدرت پاتا
ہے معاف فرماتا ہے اور جب حساب کرتا ہے سختی نہیں کرتا آپ نے فرمایا اعرابی فقیہ ہے سچ کہتا ہے خدا سے
زیادہ کوئی کریم نہیں غ کسی لڑائی میں ایک لڑکا قید ہو کر آیا اُسے دھوپ میں کھڑا کیا ماں اس کی خیمہ سے نکل
کر دوڑی اور گود میں اٹھا کر چھاتی سے لگا لیا صحابہ یہ حال دیکھ کر بے چین ہوئے آپ نے فرمایا خدائے تعالیٰ
تم پر اس سے بھی زیادہ مہربان ہے اس بات کو سنکر ایسے خوش ہوئے کہ کبھی ایسے خوش نہ ہوئے تھے۔ اے عزیز
انصاف کر کہ ایسے مالک مہربان کی نافرمانی کرنا اور اُس کا حکم نہ بجالانا کیسی سخت بے حیائی ہے اگر تیرے اس
احسان فراموشی پر اُس نے نظر کی یقین جان کہ تیرا ٹھکانا کہیں نہ رہا کہ جس طرح رحم وکرم اُس کا بے انتہا ہے قہر و
غضب بھی اُس کا نہایت نہیں رکھتا فرشتے مقرب اور پیغمبر اولو العزم اُس کے خوف سے تھراتے ہیں اور بڑے
بڑے عارف و عالم اُس کے قہر سے بید کی طرح کانپتے ہیں آدم علیہ السلام ایک خطا پر دو سو برس روئے عمر بھر
شرم سے آسمان کی طرف مونہہ نہ کیا اگر تمام عالم کے آنسو جمع کئے جاویں آدم علیہ السلام کے آنسو زیادہ نکلیں
حضرت داؤد پیغمبر ہمیشہ آدھی رات عبادت کرتے اور آدھی رات سوتے جب سے خطا میں مبتلا ہوئے
سونا یک قلم موقوف کیا جب کھانا کھاتے اس قدر روتے کہ آنسو کھانے میں مل جاتے روتے روتے آنکھوں میں
ناسور ہوگئے تھے اور آنسوؤں کے بہنے سے رخساروں میں غار پڑ گئے تھے غ جب روز نوحہ کا آتا منادی
ندا کرتا آج داؤد اپنے حال پر رونے جاتے ہیں جس کو نوحہ اُن کا سننا ہو جنگل کو جائے آدمی بستیوں سے
اور پرندے گھونسلوں سے اور وحشی جنگلوں سے اور دام و دد پہاڑوں سے آتے آپ اول اپنے مالک

اللہ عزوجل سے ہمیشہ اچھا گمان رکھنا چاہیے؟

خوف کا بیان / رونا / آدم علیہ السلام کا رونا

کی ثنا کرتے پھر بہشت و دوزخ کا ذکر فرماتے اور اپنی خطا پر اس قدر روتے کہ لوگ اُن کے رونے پر روتے روتے مرجاتے ایک دن ہزار آدمی مرگئے اور دو لونڈیاں آپ کو پکڑے رہتیں کہ اعضا بدن کے خوفِ خدا سے بکھر نہ جائیں غ یحیٰی بن ذکریا علیہما السلام جنگل میں جا کر رویا کرتے ایک روز حضرت ذکریا آپ کے پیچھے گئے دیکھا کہ پیاس سے بیتاب ہیں اور پانی ہات میں لئے ہوئے کہہ رہے ہیں الٰہی قسم تیری عزت کی جبتک تو مجھے میرا ٹھکانا نہ بتلا دے گا پانی نہ پیوں گا اور اس قدر روئے کہ مونہہ کا گوشت گل کر گر پڑا حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا کے خوف سے شب و روز کانپا اور رویا کرتے جب نماز کو کھڑے ہوتے جوش دل کی آواز ایک میل تک جاتی ایک روز جبرئیل علیہ السلام پیام لائے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اے ابراہیم اس قدر کیوں روتا ہے کہیں تو نے سنا کہ دوست دوست کو آگ میں جلائے کہا اے جبرئیل جسوقت اپنی خطا پر نظر کرتا ہوں سب دوستی بھول جاتا ہوں۔ صدیق اکبر باوجود اس قرب و منزلت کے کہا کرتے کاش ابوبکر کا دنیا میں نام و نشان نہ ہوتا اور فرماتے اے لوگو روؤ اور جو رونا نہ آئے بزور دل کو رونے پر متوجہ کرو ایک رات نماز میں قرآن پڑھتے تھے جب اس آیت پر پہنچے ان اللّٰہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ اس قدر روئے کہ صبح ہوگئی اور آنسو آنکھ سے جاری تھے کسی نے پوچھا آپ اس قدر کیوں روتے ہیں فرمایا کہ بہشت ہماری جان و مال کی قیمت ہے شاید قیامت کے روز پروردگار تعالیٰ اس جنس ناکارہ کو کہ جس میں ہزاروں عیب اور نقصان ہیں بحکم خیار عیب رد فرمادے اور وہ قیمت کامل کہ اس مبیع کی حیثیت سے کروروں درجہ زائد ہے عنایت نہ کرے کیسا خسارہ ہو۔ شعر۔ قدسی ندانم چوں شود سودائے بازار جزا ✤ او نقد آمرزش بکف من جنس عصیاں دربغل۔ غ عمر بن خطاب کہ مصداق لو کان بعدی نبی لکان عمر ہیں قرآن سنکر اکثر بے ہوش ہوجاتے کہ لوگ اُن کی عیادت کو آتے اور روتے روتے اُن کے مُنہ پر دو خط سیاہ پڑگئے تھے اکثر فرمایا کرتے کاش عمر پیدا نہ ہوتا ایک روز راہ میں جاتے تھے کوئی شخص قرآن پڑھ رہا تھا جب اس آیت پر پہنچا ان عذاب ربك لواقع بیشک تیرے رب کا عذاب واقع ہوگا خچر سے گر پڑے اور بیہوشی میں سر اپنا دیوار سے پھوٹنے لگے لوگ اُٹھا کر گھر لے گئے مہینہ بھر تک بیمار رہے غ منصور بن مخرمہ قرآن سننے کی طاقت نہیں رکھتے تھے ایک روز کسی نے یہ آیت پڑھی۔ یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدا ونسوق المجرمین الی جھنم وردا روکر فرمایا میں متقی نہیں مجرم ہوں ایک بار پھر سنا دے اُس نے پھر پڑھی ایک چیخ ماری اور انتقال فرمایا غ عطا رسلمی نے خوف الٰہی سے چالیس برس آسمان کی طرف نظر نہ کی ایک دن نگاہ اٹھ گئی دہشت سے گر پڑے عطا کہتے ہیں اگر آگ بھڑکائی جائے اور منادی ندا کرے کہ جو اس آگ میں گر جائے ہمیشہ کو فنا ہو اور حساب روز قیامت سے نجات پائے واللہ مجھے ایسی خوشی ہو کہ آگ میں گرنے سے پہلے شادی مرگ ہوجائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کی عصمت سے زمین و آسمان آراستہ ہوا اور خطبہ سلطنت دارین اُن کے نام نامی پر پڑھا گیا خدا کے عدل سے اس قدر ڈرتے کہ اگر ایک ذرہ اُن کے درد غم کا خلق پر چمکتا کسی کے دل میں خوشی کی بو نہ آتی ہر روز ستر یا سو بار کلاہ خواجگی سر سے

ابھارتے اور بہ ہزار عجز و نیاز استغفار کرتے ؎ جگر خوں می شود زیں یاد مارا + ز استغنائے حق فریاد مارا۔ اے عزیز تو نے سنا کہ پیغمبروں اور صدیقوں کا خدا کے خوف سے کیا حال تھا تجھے باوجود اس خطا کاری اور روسیاہی کے کس بات پر اطمینان ہے کہ قہار مطلق کی نافرمانی کرتا ہے اور اُس کے قہر و غضب سے نہیں ڈرتا عمر تیری تیس سے متجاوز ہوئی مگر عاقبت کی کچھ فکر نہ کی وقت وہ آیا کہ آب دیدہ سے وضو کر کے بکمال عجز و زاری اپنے مالک سے عرض کر الٰہی تو غفار ہے اور میں گنہگار گنہگار کا ٹھکانا تیرے در کے سوا کہاں ہے الٰہی اب یہ روسیاہ تیرے در پر آپڑا محروم مت رکھ اگر تو اُس کو محروم کرے گا کہیں کا نہ رہے گا ؎ الٰہی عبدك العاصی اتاك + مقرا بالذنوب قد دعاك + فان ترحم فانت لذاك اهل + وان تطرد فمن يرحم سواك۔

اگرچہ مجھ سے بندگی نہ ہوئی مگر تیرا بندہ ہوں تیری بے نیازی سے خائف اور تیری بندہ نوازی کا شرمندہ ہوں الٰہی اگرچہ طاعت میری ناقص ہے مگر تو اجر کامل عنایت فرما کہ تو کریم ہے اور کریم دینے کے وقت نقصان خدمت پر نظر نہیں کرتا الٰہی میرے گناہوں پر نظر نہ کر اپنے فضل و کرم کو دیکھ کہ اُن سے کہیں زیادہ ہے ایک قطرہ تیرے دریائے کرم کا ہزاروں دفتر معصیت کے دھو سکتا ہے ؎ گناہ من اگر از حد بروں است + ہزاران بار زاں فضلت فزوں است + اگر باشد دو صد خرمن گناہم + توانی سوختن از برق آہم + اگر باشد ز عصیاں صد کتابم + توانی شستن از چشم پر آبم۔ الٰہی اگرچہ گناہ میرے حد سے بڑھ گئے ہیں لیکن تیرے رحم و کرم کے سامنے کچھ حقیقت نہیں ؎ خدایا رحمتت دریائے عام ست + وزاں جا قطرۂ مارا تمام ست + اگر آلائش خلق گنہگار + فروشوئی ازاں دریائے یکبار + نہ گردد تیرہ آں دریا زمانے + وزو روشن شود کار جہانے۔ الٰہی تو فرماتا ہے کہ اے فرزند آدم جب تک تو مجھ سے دعا کرے گا اور بخشش کی اُمید رکھے گا میں تیرے گناہ بخشتا رہوں گا اگر تو زمین کے برابر گناہ کرے گا میں زمین کے برابر بخشش کروں گا اور جو تیرے گناہ زمین سے آسمان تک پہونچیں گے اور پھر مجھ سے بخشش چاہے گا میں بخش دوں گا سو میں نے بہت گناہ کئے اب شرمندہ ہو کر تیرے در پر حاضر ہوا ہوں اور تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور امید بخشش کی رکھتا ہوں الٰہی میں نے سنا ہے کہ قیامت کے دن دو شخص دوزخ سے نکالے جائیں گے تو فرمادے گا جو ان پر گزرا اُن کے فعل کا بدلہ تھا میں بندوں پر ظلم نہیں کرتا ان دو کو پھر دوزخ میں لے جاؤ ایک دوڑ کر دوزخ میں کود پڑے گا دوسرا کھڑا رہے گا حکم ہوگا انھیں پھر لاؤ اور سبب اس شتابی اور توقف کا دریافت کرو جو دوزخ میں گر پڑے گا کہے گا خدایا اس قدر تکلیف و مصیبت نافرمانی کے سبب سے اُٹھا چکا اب بھی تعمیل حکم میں تاخیر کرتا دوسرا عرض کرے گا الٰہی میں تجھ سے یہ توقع نہ رکھتا تھا کہ دوزخ سے نکال کر پھر دوبارہ مجھے ڈالے گا حکم ہوگا انھیں بہشت میں لیجاؤ ہم نے قصور دونوں کا معاف کیا میرے رب میں بھی تجھ سے یہ امید نہیں رکھتا کہ تو باوصف اس فضل و کرم کے مجھ سے گناہوں پر مواخذہ کرے گا الٰہی میں نے کیمیائے سعادت میں دیکھا ہے کہ کسی نے یحییٰ بن اکثم کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ جناب باری نے تم سے کیا کیا کہا جب میں گیا مجھ سے فرمایا اے شیخ تو نے یہ یہ کام کیا اُس وقت کمال ہراس اور خوف مجھ پر غالب ہوا۔

عرض کیا مجھے عبدالرزاق نے زہری سے اور انھوں نے انس سے اور انھوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور انھوں نے جبرئیل سے اور جبرئیل نے تجھ سے خبر دی کہ تو فرماتا ہے انا عند ظن عبدی بی میں بندہ سے وہ کام کرتا ہوں جو کچھ بندہ مجھ سے امید رکھتا ہے اور میں تجھ سے امید رحمت وکرامت کی رکھتا تھا نہ یہ کہ مجھے حساب میں سخت پکڑے گا فرمایا جبرئیل نے سچ کہا میرے پیغمبر نے سچ کہا انس نے سچ کہا زہری نے سچ کہا عبدالرزاق نے سچ کہا تجھ پر ہم نے رحم کیا یحییٰ کہتے ہیں پھر رحمت وکرامت کا خلعت مجھے عنایت ہوا اور بہشت کے خادم میرے سامنے کھڑے ہوئے اس وقت مجھے ایسی خوشی ہوئی کہ کبھی نہ ہوئی تھی سوائے میرے مولیٰ اور اے میرے مالک اے میرے پالنے والے اے مجھ کو انواع نعمت وکرامت سے نوازنے والے اے رحیم اے کریم اس گنہگار روسیاہ بندہ نے یہ روایت ایک عالم کی کتاب میں دیکھی اور یہ بات تیرے رحم وکرم سے کچھ بعید نہیں معلوم ہوتی کہ تو سب چیز پر قدرت رکھتا ہے اور جو چاہے کر سکتا ہے میں بھی تجھ سے رحم وکرم کی امید رکھتا ہوں اور جانتا ہوں کہ تو مجھے حساب میں سخت نہ پکڑے گا یحییٰ بن اکثم کی طرح مجھے خلعت کرامت ورحمت کا عنایت کر اور دوزخ سے نجات دے کر مجھکو بہشت میں داخل فرما تا مجھے بھی ان کی طرح خوشی حاصل ہو ذالک ھو الفوز الکبیر وانت علی ما تشاء قدیر۔

باب پنجم خصائص شریفہ کے بیان میں ۔ بادشاہوں کا دستور ہے کہ جب کسی کو اپنی عنایت سے مخصوص فرماتے ہیں تو اس کو ایک خاص معاملہ کے ساتھ جس سے اس کی قدر ومنزلت ہر شخص کے نزدیک بڑھ جاوے ممتاز کرتے ہیں اسی طرح پروردگار عالم نے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام خلق سے بمزید عنایت مخصوص کرکے اپنی خاص مہربانیوں کے ساتھ مشرف کیا اور سب پیغمبروں کے صفات اس ذات با برکات میں جمع کرکے ہزاروں کمالات کے ساتھ کہ بالاصالت کسی کو حاصل نہ ہوئے مخصوص فرمایا ازاں جملہ شہرت تامہ نافعہ کہ جناب باری نے روز اول سے آپ کو محبوبیت وعنایت سے مخصوص ومختار کیا اور نام نامی آپ کا اپنے اسم گرامی کے ساتھ عرش پر اور بہشت کے دروازوں اور پردوں اور سدرہ اور طوبیٰ کے پتوں پر لکھا اور ذکر آپ کا اپنے ذکر کے ساتھ اذان واقامت وخطبہ وتشہد میں مقرون کیا اور قرآن مجید میں جس جگہ کوئی امر اہم اپنی طرف نسبت کیا حضرت کی طرف بھی منسوب فرمایا اطیعوا اللہ والرسول سیری اللہ عملکم ورسولہ ۔ احب الیکم من اللہ ورسولہ ۔ الا ان اغنٰھم اللہ ورسولہ من فضلہ ۔ انھم کفروا باللہ ورسولہ ۔ اذا دعوا الی اللہ ورسولہ ۔ اٰمنوا باللہ ورسولہ ۔ وان کنتن تردن اللہ ورسولہ ۔ قل الانفال للہ وللرسول ۔ واذان من اللہ ورسولہ ۔ ان اللہ برئ من المشرکین ورسولہ ۔ ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ ۔ وانھم رضوا ما اتٰھم اللہ ورسولہ ۔ سیؤتینا اللہ ورسولہ ۔ اباللہ واٰیاتہ ورسولہ ۔ ان الذین یحادون اللہ ورسولہ ۔ یوادون من حاد اللہ ورسولہ ۔ ما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القریٰ فللہ وللرسول ولذی القربیٰ ۔ کذبوا اللہ ورسولہ ۔ حارب اللہ ورسولہ ۔ یخافون ان یحیف اللہ

علیھم ورسولہ ۔ ھذا ما وعدنا اللہ ورسولہ ۔ ومن یقنت منکن للہ ورسولہ ۔ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ ۔ انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ۔ ذالک بانھم شاقوا اللہ ورسولہ ۔ ینصرون اللہ ورسولہ ۔ ولو کانوا یومنون باللہ والنبی ۔ فامنوا باللہ ورسولہ النبی الامی ۔ واطیعوا اللہ ورسولہ ان کنتم مومنین ۔ ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ ۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ ۔ واطیعوا اللہ والرسول ۔ اذا نصحوا للہ ورسولہ ۔ سیری اللہ عملکم ورسولہ ۔ یومنون باللہ ورسولہ ۔ صدق اللہ ورسولہ ۔ اطعن اللہ ورسولہ ۔ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ۔ ومن یعص اللہ ورسولہ ۔ لتومنوا باللہ ورسولہ ۔ ومن لم یومن باللہ ورسولہ ۔ یدی اللہ ورسولہ ۔ وان تطیعوا اللہ ورسولہ ۔ انما المؤمنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ ۔ ومن یتول اللہ ورسولہ ۔ لا تخونوا اللہ والرسول ۔ ومن یشاقق اللہ ورسولہ ۔ سیوتینا اللہ من فضلہ ورسولہ ۔ من یحادد اللہ ورسولہ ۔ فان لہ نار جھنم ومن یطع اللہ ورسولہ ویخشی اللہ ویتقہ فاؤلئک ھم الفائزون ۔ **دوم** وقت ولادت با سعادت فارس کی آگ کہ ہزار برس سے جلتی تھی اور مجوس اُسکی پرستش کرتے تھے بجھ گئی تا ظاہر ہو کہ کفر کی آگ حضرت کے سبب بجھ جائیگی کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاھا اللہ **سوم** دریا ساوہ خشک ہوا اور سماوہ کے جنگل میں پانی بے شمار بہا نکتہ اس میں اشارہ یہ تھا کہ ایمان کے دریا آپ کے سبب سے جاری ہوں گے اور کفر کے دریا خشک ہوجاویں گے یا بنی اسرائیل کہ ہمیشہ زیر سایہ صاحب عزت رہے ذلیل اور مقہور ہوجائیں گے اور بنی اسمٰعیل کہ سدا عاجز اور بیکس رہے حکومت و ریاست زمین کی پائیں گے **چہارم** اُس روز سب بادشاہوں کے تخت اُلٹ گئے اور یہ بات آپ کی کمال ہیبت اور عظمت پر دلالت کرتی ہے **پنجم** چودہ برج بادشاہ ایران کے محل کے گر پڑے لطیفہ اس میں یہ اشارہ تھا کہ چودہ بادشاہ اُسکی اولاد میں بہ تنزل تمام سلطنت کریں گے آخر کار ملک اُس کا امت محمدی کے قبضہ میں آئے گا چنانچہ حضرت عمر کی خلافت میں لشکر ایران کو شکست فاش ہوئی اور تین بیٹیاں یزدگرد بادشاہ کی قید ہو کر آئیں اور حضرت عثمان کی خلافت میں کما ینبغی استیصال اُس کا ہوگیا اور وہ ایک اسامان کے ہات سے مارا گیا اور ملک اُس کا مسلمانوں کے قبضہ میں آیا **ششم** جس رات والدہ شریفہ حامل ہوئیں فرشتوں نے شیطانوں کو زنجیروں میں جکڑا اور تخت ابلیس کا دریا میں ڈال دیا اور چالیس روز اُس پر عذاب کیا اور بعد ولادت با سعادت کے علم کہانت دنیا سے جاتا رہا اور آسمان شیطانوں کے ہات سے محفوظ ہوا ۔ **ہفتم** آپ کے ساتھ ایک نور عجیب و غریب ظاہر ہوا کہ اُس کی روشنی میں اہل مکہ نے مکانات ملک شام کے دیکھے ۔ **ہشتم** اُس وقت ستارے زمین کی طرف اس قدر جھکے تھے کہ دیکھنے والوں کو گمان ہوتا تھا شائد ہمارے سر پر گر پڑیں گے نکتہ سر اس میں یہ ہے کہ حکومت اور ریاست اُس جناب کی زمین میں منحصر نہ تھی بلکہ اجرام علویہ بھی آپ سے علاقہ رکھتے ہیں اور اُس جناب کی طرف رجوع کرتے

ہیں اور یہ بھی سمجھا گیا کہ وجود باجود اُس مولود مسعود کا واسطہ ربط عالم سفلی با عالم علوی ہے نہم عس آپ ختنہ کیے یعنی بہیئت مختون پیدا ہوئے مگر ولید بن مسلم نے ابن عباس سے اور ابن عبدالبر نے تمہید میں روایت کیا کہ عبدالمطلب نے ساتویں دن اُس جناب کا ختنہ کیا ابن قیم کہتے ہیں کہ مختون پیدا ہونا حضرت کے خصائص سے نہیں ابن درید نے نقل کیا کہ آدم اور ادریس اور نوح اور سام اور لوط اور یوسف اور موسیٰ اور سلیمان اور ہود اور شعیب اور یحییٰ علیہم السلام بھی مختون پیدا ہوئے ہیں کذا فی المواہب دہم آپ ناف بریدہ پیدا ہوئے کہ دنیا و مافیہا سے انقطاع کلی رکھتے تھے۔ شعر کیف تدعوا الی الدنیا ضرورۃ من ٭ لولاہ لم تخرج الدنیا من العدم۔ یازدہم ولادت کے وقت آپ کی آنکھوں میں سرمہ غیب کا لگا ہوا تھا اور ہمیشہ سرمہ لگا معلوم ہوتا کذا قیل واللہ اعلم دوازدہم ضمہ قبل از حمل شریف قریش قحط عظیم میں مبتلا تھے جب آمنہ حاملہ ہوئیں ایسا مینہ برسا کہ نہریں جاری ہو گئیں اور درخت سرسبز و شاداب ہوئے اور ہر طرف فراغت و برکت قریش پر نازل ہوئی چنانچہ اُس سال کا نام سنۃ الفتح والابتہاج رکھا اور اسی طرح جب آپ بنی سعد میں تشریف لے گئے قحط اُن کا جاتا رہا اور تمام قبیلہ آسودہ ہو گیا۔ سیزدہم آپ نے پیدا ہوتے ہی خدا کو سجدہ کیا لا الہ الا اللہ انی رسول اللہ فرمایا تا ظاہر ہو کہ عنایت ازلی مربی اُس جناب کی ہے چہاردہم جس وقت آپ پیدا ہوئے عبدالمطلب خانہ کعبہ میں تھے دیکھا کہ بیت اللہ نے مقام ابراہیم میں سجدہ کیا اور بزبان فصیح کہا الحمد للہ اب مجھے خدا نے بتوں کی نجاست سے پاک کیا اور ہبل نامی ایک بُت کہ کعبہ میں رکھا تھا اور سارے بُت روے زمین کے اوندھے گر پڑے تا ظاہر ہو کہ آپ کے سبب سے بت پرستی موقوف ہو جائے گی اور خدا پرستی جاری ہو گی۔ پانزدہم جب آپ کھڑے ہوتے یا چلتے قد زیبا باوجود کمال اعتدال کے سب سے زیادہ بلند نظر آتا اور جب مسند ارشاد و ہدایت پر جلوہ فرماتے تمام جماعت میں سر مبارک اونچا معلوم ہوتا کسی طرح سے غیرت الٰہی نے آپ کا ہمسر پیدا نہ کیا شانزدہم حکیم ترمذی آپ کے بدن مقدس کا سایہ نہ تھا کہ جناب باری نے کسی شئے کو نظیر و مماثل اُس جناب کا بنایا نہ تھا۔ لطیفہ ظاہر ہے کہ نور کا عکس نور ہوتا ہے سایہ اُس جسم منور کا وہ نور ہے کہ اہل بصیرت کی آنکھوں میں اور بیدار دلوں کے دلوں میں چمک رہا ہے غیرت الٰہی مقتضی اس امر کی نہ ہوئی کہ جس جگہ لوگوں کے قدم پڑتے ہیں وہاں سایہ آپ کا پڑے

سہ ازاں بالا تر اند پایہ او ٭ کہ افتد در تہ پا سایہ او۔ علاوہ بریں سایہ آدمی کا پیرو اُس کا ہوتا ہے اہ پیرو اُس جناب کا ایسا پست حوصلہ نہیں کہ مانند دنیا طلبوں کے عالم فانی کی طرف میل کرے رغبت اُس کی ملک باقی کی طرف ہے ہفتدہم ابر قبل از نبوت آپ کے سر مبارک پر سایہ کرتا لطیفہ معلوم نہیں کہ حافظ حقیقی اپنے محبوب کے تن نازنین کو حرارت آفتاب سے بچاتا تھا یا آفتاب اُس مہر انور کی تاب نہ لا کر مونہ اپنا نقاب ابر میں چھپاتا تھا خورشید اُس نور مقدس کے حضور حکم سایہ کا رکھتا ہے اور سایہ مقابل نور کے نہیں آ سکتا ہے

بیت آفتاب از نور او شد در حجاب ٭ سایہ را باشد حجاب از آفتاب۔ اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جس

طرح بادشاہان عالم سفلی کے سروں پر چتر اس عالم کا ہوتا ہے اُس رئیس عالم علوی کے سرانور پر چتر اُس عالم کا کہ سحاب رحمت سے عبارت ہے نہایت زیبا ہے ہیجدہم آپ کے پسینہ سے خوشبو مشک کی آتی بلکہ جس سے مصافحہ کرتے یا جس کے سر پر ہاتھ رکھتے اُس کے ہاتھ اور سر سے خوشبو آنے لگتی اور جس گلی سے تشریف لے جاتے مہک جاتی لوگ خوشبو سے جانتے کہ ہمارے حضرت اس راہ سے تشریف لے گئے **نوزدہم** فخرالدین الرازی مکھی کبھی جسم نازنین پر نہ بیٹھتی کہ گزر اُس کا اکثر نجاست پر ہوتا ہے اور وہ جسم مطہر الواث ظاہری اور باطنی سے پاک اور منزہ ہے **بستم** حجازی مچھر وغیرہ جانوروں موذی نے آپ کو کبھی ایذا نہ دی اور جوں آپکے بالوں اور کپڑوں میں نہ پڑتے اور وہ جو محدثین نے روایت کیا ہے کہ آپ اپنے کپڑوں کی جوں دیکھا کرتے تھے مطلب اُس کا یہ ہے کہ اگر اور کے کپڑوں کی جوں چڑھ جاتی نہ یہ کہ آپ کے کپڑوں میں پیدا ہوتی۔ **بست دوم** شمع کا روپشت برابر ہوتا ہے اس لئے آپ سامنے اور پس پشت کی چیز کو یکساں دیکھتے **بست سوم** بچپن میں بھی ستر آپ کا ظاہر نہ ہوتا اگر اچانک ہوجاتا تو فرشتے چھپا دیتے **بست چہارم** آپ کے بول و براز میں اصلا بو نہ آتی جس جگہ قضائے حاجت کرتے زمین براز آپ کا نگل جاتی اور خوشبو مشک کی اُس جگہ سے آتی ام ایمن نے بول آپ کا پانی سمجھ کر پی لیا آپ کو خبر ہوئی فرمایا تیرا پیٹ کبھی نہ دکھے گا مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ خون آپکا عبداللہ بن زبیر اور مالک بن سفیان نے پیا ہے تنبیہ یہاں سے ثابت ہوا کہ فضلات آپکے پاک تھے عینی نے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ آپ کا بول براز نجس نہ تھا اور اس قول کو امام اعظم کی طرف نسبت کیا ہے واللہ اعلم **بست پنجم** آپ کے بالوں سے خوشبو کی لپٹیں آتیں اور چمکتے رہتے جس بیمار کو بال آپکے دھو کر پانی پلا دیتے فوراً اچھا ہو جاتا **ق ک** خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کی ٹوپی میں چند موئے مبارک حضرت کے تھے کہ اُن کی برکت سے ہر میدان میں غالب رہتے اور ہر لڑائی میں فتح پاتے ایک لڑائی میں وہ ٹوپی گر پڑی خالد رضی اللہ عنہ نے سخت حملہ کیا کہ بہت آدمی مارے گئے صحابہ نے اس بات پر انکار کیا خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے یہ حملہ ٹوپی کیواسطے نہیں کیا بلکہ اس لئے کہ اُس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال تھے تا برکت اُن کی میرے پاس سے نہ جاتی رہے اور وہ دولت بے بہا مشرکان ناپاک کے ہاتھ نہ پڑے **بست ششم** اسی طرح اسماء بنت ابی بکر کے پاس آپ کا جبہ مقدسہ تھا اُسے دھو کر پانی جس بیمار کو پلاتیں فوراً شفا پاتا اور لعاب دہن مبارک کی بھی یہی تاثیر تھی جس بیمار کے بدن پر لگا دیتے اچھا اور جس کھاری کنوئیں میں ڈالتے میٹھا ہو جاتا غار ثور میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سانپ نے کاٹا آپ نے لعاب دہن مقدس لگا دیا فوراً آرام ہوگیا اور امام شافعی کو خواب میں عنایت ہوا اُس روز سے حافظہ اُن کا ایسا صحیح ہوگیا کہ کبھی کوئی بات نہ بھولی **بست ہفتم** استیعاب میں لکھا ہے کہ جب والدہ حضرت علی کی مریں آپ اُن کی قبر میں لیٹے اور قمیص مبارک اپنا اُن کے کفن کے لئے عنایت کیا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ نے پہلے کبھی ایسا نہ کیا تھا فرمایا ابوطالب کے بعد اُن سے زیادہ نیکی مجھ سے کسی نے نہ کی قمیص اس لئے پہنایا کہ اُن کو بہشت کا حلہ ملے اور قبر میں اس لئے

لیناکہ اُن پر آسانی رہے اے عزیز آثار و تبرکات مقبولان خدا کو وسیلۂ شفا ٹھہرانا اور ذریعہ فلاح و نجات اور فتح اور نصرت کا سمجھنا اور بکمال ادب و تعظیم اُن کی زیارت کرنا اور بے ادبی سے بلا اور آفات کا نازل ہونا قرآن و حدیث و آثار صحابہ و تابعین اور اسلاف صالحین سے بخوبی ثابت ہے صحیح روایت میں ہے کہ حضرت ام سلمہ کے پاس موئے مبارک چاندی کے ڈبہ میں تھے اکثر مریض اُن کے پاس جاتے اور موئے مبارک دھوکر پانی پیتے س مالک نے حضرت کو بلا کر اپنے گھر میں نماز پڑھوائی تا اُس جگہ نماز پڑھا کریں اور مسجد بنا دیں امام نووی کہتے ہیں یہاں سے ثابت ہوا کہ آثار صالحین سے تبرک جائز ہے اور ثابت ہوا کہ آپ نے حج وداع میں حلق کرایا م س اور داہنی طرف کے سب بال ابو طلحہ کو دیئے اور بائیں طرف کے اور لوگوں کو تقسیم کئے توربشتی کہتے ہیں کہ وجہ تقسیم کی یہ تھی تا برکت اصحاب میں باقی رہے اور باعث تذکرہ اور یادداشت کا ہو گویا اشارہ فرمایا کہ میں قریب تر اس جہان سے رخصت ہوں گا اور تخصیص ابو طلحہ کی اس لئے ہے کہ وہ قبر مبارک کھودیں گے ر طلق بن علی کہتے ہیں کہ بیعت کے وقت ہم نے حضرت سے وضو کا بچا پانی مانگ لیا اور عرض کیا کہ ہمارے ملک میں ایک بتخانہ ہے کہ ہمارا معبد تھا فرمایا اپنے کنشت کو توڑو اور اُس کی زمین کو اس پانی سے چھڑکو اور وہاں مسجد بناؤ عرض کیا شہر ہمارا دور ہے اور گرمی سخت ہے فرمایا اس میں اور پانی ملالو کہ یہ زیادہ نہ کرے گا مگر پاکی ملا علی قاری کہتے ہیں کہ اس حدیث سے بقیہ وضو آپ کا آب زمزم کی طرح شہروں میں لے جانا ثابت ہوا اور آپ کے وارثوں یعنی علما و صلحا کا بقیہ وضو بھی یہی حکم رکھتا ہے غ ابو ایوب انصاری کے اہل و عیال کا سہ آپ کے سامنے سے اٹھا لیتے اور آپ کے مونہہ اور انگلی لگنے کی جگہ کو تبرک سمجھ کر چاٹتے اور ثابت ہوا کہ صحابہ لعاب دہن مبارک کو دفع مرض کے واسطے بدن میں لگاتے اور شفا پاتے بل انس رضی اللہ عنہ نے قدح شریف نکالا لوگوں نے پانی اُس میں پیا اور سروں اور مونہوں کو لگایا اور حضرت پر درود پڑھی م اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے جبہ حضرت کا نکالا اور کہا ہم اسے دھوکر پانی بیماروں کو شفا کے لئے پلاتے ہیں م س انس کہتے ہیں حضرت نے روز نحر حجامت بنوائی اور بال اپنے صحابہ کو تقسیم کرائے جہ عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سے میں نے حضرت سے بیعت کی اپنے سیدھے ہاتھ سے شرمگاہ کو نہ چھوا فا پس تعظیم آپ کے مشاہد و اسباب و امکنہ و معابد اور اُس کے جسے حضرت نے چھوا آپ ہی کی تعظیم ہے جہجاہ غفاری نے عصا حضرت کا عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے چھین کر توڑنے کے واسطے اپنے گھٹنوں سے لگایا اُسی روز اُسکے گھٹنوں میں زخم پڑ گیا کہ گل کر گر پڑے اور اُسی مرض میں مر گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تو صحابہ دوڑ کر پانی کو لیتے تھے اس اشتیاق کے ساتھ گویا آپس میں کٹ مریں گے اور جب تھوکتے یا ناک صاف کرتے اپنے ہاتھوں پر لیتے اور مونہوں پر ملتے اور جب کوئی بال گرتا تو ہاتوں ہاتھ لے جاتے امام مالک مدینہ میں سوار ہو کر نہ نکلتے فا حنظلہ کے سر پر حضرت نے ہاتھ رکھا اور برکت کی دعا کی جس بکری یا آدمی

کے ورم ہوتا حضرت کے ہاتھ لگنے کی جگہ اُس کے ورم پر چھوا دیتے فوراً آرام ہو جاتا علامہ سمہودی نے تاریخ مدینہ میں لکھا ہے کہ مسجد بنی ظفر میں ایک پتھر ہے اُس پر حضرت بیٹھے تھے لوگ قصد کرکے وہاں آتے ہیں اور بانجھ عورت کو اُس پر بٹھاتے ہیں یونس بن محمد کہتے ہیں جو عورت اُس پر بیٹھتی تھی اکثر حاملہ ہو جاتی تھی استیعاب اور مرقات میں ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے وقت موت کے وصیت کی کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قمیص اور موئے مبارک اور ناخن شریف ہے اسی دن کے واسطے رکھ چھوڑے تھے جب مر جاؤں تو قمیص کو میرے کفن کے بیچ میں اور موئے مبارک اور ناخن شریف کو میرے موتہہ اور آنکھوں میں رکھنا اگر کوئی چیز نفع کرے تو یہ ہوگی اور بیشک خدائے تعالیٰ غفور و رحیم ہے **تعریض** اے عزیز مقام عبرت ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ باپ یزید کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص اور ناخن اور موئے مبارک تبرک سمجھ کر اپنی قبر میں رکھوائیں اور وہ پلید رسول اللہ کے نواسہ کو کس رنج و تکلیف کے ساتھ شہید کرائے اور اُن کے اہل بیت پر کیسے کیسے ظلم و ستم کرے کہ زبان قلم اُن کے بیان سے قاصر ہے من یھدی اللہ فلا مضل لہ و من یضلل اللہ فمالہ من ھاد کہتے ہیں کعب بن زہیر کہ مشاہیر شعراء عرب سے ہیں بسبب اس کے کہ حضرت اور ابوبکر صدیق کی ہجو لکھتے تھے فتح مکہ کے روز حکم اُن کے قتل کا نافذ ہوا مگر ہاتھ نہ آئے جب حضرت مدینہ کو تشریف لے گئے یہ بھی پیچھے پیچھے روانہ ہوئے دن کو چلتے رات کو چھپ رہتے ایک روز آپ مسجد شریف میں تشریف رکھتے تھے یکبارگی مسجد کے دروازہ پر پہنچکر کعب نے کہا میں کعب ابن زہیر ہوں اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ اور قصیدہ بانت سعاد کہ نعت میں کہا تھا پیش کیا آپ خوش ہوئے اور ردائے مقدس عنایت کی اور اس شعر میں **شعر** ان الرسول النار یستضاء بہ + ھار من سیوف الھند مسلول۔ یہ اصلاح فرمائی کہ نار کی جگہ نور اور سیوف الہند کی جگہ سیوف اللہ مناسب ہے۔ معاویہ اُس ردا کے دس ہزار دینار دیتے رہے کعب نے قبول نہ کیا کہ میں حضرت کا تبرک نہ بیچوں گا اُن کے بعد اُن کی اولاد سے تیس ہزار کو لے لی سبیل الہدیٰ والرشاد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو اپنے عصا کا ٹکڑا عنایت کیا اور فرمایا اپنے ساتھ رکھو کہ اُس کے پتے سے تجھے قیامت کے دن پہچانوں گا بعد مرنے کے وہ عصا اُن کی قبر میں رکھا گیا اور اسی کتاب میں ہے کہ مدینہ کا نام شافیہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ مٹی مدینہ کی شفا ہے ہر درد سے اور وہاں کے غبار کے حق میں بھی صحیح حدیث آئی ہے اور ابن سدی نے ذکر کیا کہ مدینہ کے نام لکھ کر اپنے پاس رکھنا تپ کو دور کر دیتا ہے اور اُسی کتاب میں ہے کہ جن مکانوں میں حضرت نے دعا مانگی وہاں دعا مستجاب ہوتی ہے اور جو مدینہ کی زمین کو بُرا کہے وہ گمراہ ہے امام مالک نے فتویٰ دیا تیس درہ مارنے اور قید کرنے کا اور کہا گردن مارنے کے لائق ہے جو مدینہ کی زمین کو کہے اچھی نہیں ہے حالانکہ حضرت اس میں مدفون ہیں صلی اللہ علیہ وسلم ابوسعید بن معلی کہتے ہیں میں مسجد میں نماز پڑھتا تھا کہ حضرت نے مجھے پکارا بعد نماز کے آپ کے پاس گیا اور عذر کیا کہ

میں نماز پڑھتا تھا اس لئے جواب نہ دے سکا فرمایا کیا خدا تعالیٰ نے نہ فرمایا استجیبوا للّٰہ وللرسول اذا دعاکم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یاایھا الذین اٰمنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی م دو شخص طائفی مسجد نبوی میں چلاکے باتیں کرتے تھے عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں بلواکر فرمایا تم کہاں رہتے ہو عرض کیا. طائف میں فرمایا اگر تم مسافر نہ ہوتے تو میں تمہیں مارتا کہ تم حضرت کی مسجد میں چلاکے باتیں کرتے تھے س ابوہریرہ کو نہانے کی حاجت تھی آپ کی خدمت سے اُٹھ گئے اور نہاکر پھر آئے پوچھا کہاں گئے تھے عرض کیا مجھے نہانے کی حاجت تھی اس حالت میں آپ کے پاس بیٹھنا خوش نہ آیا ق عبدالرحمٰن بن ابی قراد سے منقول ہے کہ حضرت نے ایک روز وضو کیا اصحاب نے پانی وضو کا اپنے موہنوں سے ملا فرمایا کس چیز نے تم سے یہ کام کرایا عرض کیا خدا اور رسول کی محبت نے د اور جب وفد عبدالقیس خدمت عالی میں آئے جلدی اپنی سواریوں سے اُتر کر آپ کی طرف دوڑے اور آپ کے ہات پاؤں چومنے لگے جد ابوہریرہ کہتے ہیں میں نے آپ کا تھوک اپنے سینہ سے ملا اُس دن سے کوئی بات نہ بھولا س میں نے دیکھا کہ حضرت حجامت بنواتے ہیں اور جو پانی گرتا ہے صحابہ ہاتھ میں لیتے ہیں زمین تک نہیں جانے دیتے ت کسی لڑائی میں غنیمت آئی عمر رضی اللہ عنہ نے تین ہزار اپنے بیٹے عبداللہ کو اور ساڑھے تین ہزار اسامہ بن زید کو دیئے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کسی لڑائی میں اسامہ نے مجھ سے سبقت نہ کی وجہ ترجیح کی کیا ہے فرمایا اُس کا باپ زید تیرے باپ سے اور وہ تجھ سے حضرت کو زیادہ عزیز تر تھا میں نے حضرت کی محبت کو اپنی محبت سے ترجیح دی اور منقول ہے کہ ایک دن ابن عمر رضی اللہ عنہما بیٹھے تھے دیکھا کہ ایک شخص ازار ٹخنوں کے نیچے لٹکائے آتا ہے فرمایا کہ اسے لاؤ کہ تعذیر اور تنبیہ کیا جائے جب قریب آیا معلوم ہوا کہ اسامہ بن زید کا بیٹا ہے بسبب ادب کے سر جھکا لیا معالم التنزیل میں نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین شخص مسجد شریف میں بحث کرتے تھے ایک کہتا کہ سقایہ حاج اور ایک کہتا عمارۃ مسجد الحرام اور ایک کہتا جہاد فی سبیل اللہ افضل ہے حضرت عمر نے اُن کو نکلوا دیا کہ حضرت کی قبر شریف کے پاس آواز بلند نہ کرو حفظ التوسل میں لکھا ہے کہ معاویہ یا مروان نے منبر شریف کو اس ارادہ سے کہ ملک شام میں لے جائیں ہاتھ لگایا اُسی وقت آفتاب چھپ گیا اور ایسی تاریکی ہو گئی کہ تارے دن کو نظر آنے لگے حافظ سخاوی نے قول بدیع میں اور عمر ابن حفص سمرقندی نے رونق المجالس میں لکھا کہ شہر بلخ میں ایک سوداگر بڑا مالدار اور ذی وقار تھا سوا دولت دنیا کے تین موئے مبارک بھی اُس کے پاس تھے جب مرا سب مال دونوں بیٹوں نے تقسیم کر لیا ایک ایک موئے مبارک بھی دونوں کے حصہ میں آیا ایک باقی رہا بڑے نے اُسے کاٹنا چاہا چھوٹا اُس بے ادبی پر راضی نہ ہوا اُس نے کہا اگر تجھے حضرت سے محبت ہے سب مال باپ کا مجھے دے تینوں موئے مبارک تو لے لے اُس نے اس بات کو غنیمت سمجھا اور باپ کے ترکہ سے دست بردار ہوا بیت آں کس کہ ترا شناخت جاں را چہ کند + فرزند وعیال وخانماں را چہ کند قطعہ ما ہرچہ داشتیم فدائے تو کردہ ایم + جاں را اسیر بند ہوائے تو کردہ ایم +

ماکردہ ایم ترک خود و ہر دو کون نیز ÷ اینہا کہ کردہ ایم برائے تو کردہ ایم ۔ القصہ چند روز میں سب مال بڑے کا تلف ہوگیا اور چھوٹا مال دنیا سے بھی مالا مال ہوا جب اُس کا انتقال ہوا بعض بزرگوں سے حضرت نے خواب میں فرمایا جسے کچھ حاجت ہو اُس کی قبر پر جائے اور اُس کے وسیلہ سے دعا مانگے جو شخص اُس کی قبر پر جاتا مراد اپنی پاتا رفتہ رفتہ تعظیم اُس کی اس مرتبہ کو پہنچی کہ لوگ اُس راہ سے سوار ہو کر نہ نکلتے ابن ابی الجوزا کہتے ہیں ایک مدینہ میں قحط پڑا لوگوں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے حال عرض کیا فرمایا قبر مبارک کی چھت میں سوراخ کرو جب آسمان قبر شریف کو دیکھے گا مینہ برسے گا اور یہ بھی وارد ہے کہ ایک بار حضرت عمر کی خلافت میں قحط پڑا آپ نے عباس رضی اللہ عنہ کو بسبب رشتہ داری حضرت کے وسیلہ استسقاء کیا خوب مینہ برسا م ایک شخص نے چادر شریف حضرت سے مانگ لی لوگوں نے طعن کیا کہ حضرت کو حاجت تھی تو نے کیوں مانگی اُس نے کہا میں نے اوڑھنے کے واسطے نہیں مانگی بلکہ اپنے کفن کے لئے لی ہے سہل رضی اللہ عنہ راوی حدیث کے کہتے ہیں کہ اُس کا کفن اسی چادر سے ہوا۔ امام مالک بسبب ادب کے مدینہ شریف میں سوار ہو کر نہ نکلتے اور پرانی عمارتوں کو چومتے اس امید پر کہ شاید حضرت کا ہاتھ وہاں پہنچا ہو شاہ ولی اللہ صاحب انفاس العارفین میں فرماتے ہیں میرے والد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو موئے مبارک عنایت فرمائے آپس میں لپٹے رہتے ہیں جب درود پڑھا جاتا ہے ہر ایک جدا کھڑا ہو جاتا ہے تین منکروں نے امتحان چاہا دھوپ میں لے گئے بے موسم کے بادل کا ٹکڑا آگیا ایک نے توبہ کی دو نے کہا قصہ اتفاقیہ ہے پھر لے گئے پھر بادل آگیا دوسرے نے توبہ کی تیسرے نے نہ مانا سہ بارہ لے گیا فوراً بادل نے سایہ کیا وہ بھی تائب ہوا ایک بار مجمع عظیم میں زیارت کے لئے اُن کو نکالنا چاہا قفل صندوق کا ہرگز نہ کھلا ایک شخص اُس مجمع میں ناپاک بیٹھا تھا اُس کی شامت سے زیارت میسر نہ ہوتی تھی جب وہ اُٹھ گیا قفل آسانی سے کھل گیا فا ایک شخص کی صورت حضرت سے کچھ مشابہت رکھتی معاویہ رضی اللہ عنہ اُن کی تعظیم کیواسطے اپنے تخت سے اُٹھتے اور اُن کو تخت پر بٹھا کر آپ سامنے اُن کے دوزانو بیٹھتے اور ایک پرگنہ اُن کو جاگیر دیا مومد یحییٰ نام ایک سید تھے کہ اُن کے بدن پر خاتم نبوت کے مشابہ کچھ تھا لوگ اُس مقام کی زیارت کرتے اور درود پڑھتے فا احمد بن فضلویہ کہتے ہیں جب سے میں نے سنا کہ حضرت نے کمان ہاتھ میں لی اُس دن سے بے وضو کمان نہ چھوئی تذہیب التہذیب میں لکھا ہے کہ سہل بن عبداللہ تستری نے ابوداؤد صاحب صحیح سے کہا اپنی زبان نکال جس سے حضرت کی حدیث پڑھی ہے کہ میں بوسہ دوں ابوداؤد نے زبان نکالی اُنھوں نے بوسہ دیا محمد رہاوی جامع المعجزات میں لکھتے ہیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دو موئے مبارک حضرت کے لیکر تبرکاً اپنے گھر میں رکھے ناگاہ آواز آئی کہ گھر میں اُن بالوں کے پاس کوئی شخص بہت خوش آواز تلاوت قرآن کی کرتا ہے حضرت سے حال عرض کیا فرمایا اے ابوبکر کیا تو نہیں جانتا کہ فرشتے میرے بالوں کے پاس جمع ہوتے ہیں اور قرآن پڑھتے ہیں شفائے قاضی عیاض میں لکھا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما قبر

شریف پر ہاتھ اپنا رکھتے اور اپنے مونھ سے ملتے اور عینی میں لکھا ہے کہ آپ کے قدح شریف سے پانی پینا تبرک میں داخل ہے۔ **بست و ہشتم** امام ابوالحق بن حاج سے ابن عساکر وغیرہ نے نقل کیا کہ خبر دی مجھے قاسم بن محمد نے ابوجعفر احمد سے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک طالب کو مثال نعل شریف کی دی ایک دن اس نے مجھ سے کہا اس مثال کی عجیب برکت ہے میری بیوی کو ایسا درد عارض ہوا کہ قریب بہ ہلاکت ہوئی میں نے اس مثال کو درد کے مقام پر رکھا اور کہا کہ الٰہی مجھے اس مثال کی برکت دکھا دے اسی وقت آرام ہو گیا قاسم بن محمد کہتے ہیں تجربہ کیا گیا کہ جو اسے پاس رکھتا ہے باغیوں کی بغاوت اور دشمنوں کے غلبہ اور شیطان کے شر اور حاسد کی آنکھ سے محفوظ رہتا ہے اور حاملہ عورت درد زہ کی شدت میں اگر اسے سیدھے ہاتھ میں لے فوراً مشکل اس کی آسان ہو جاوے شرف الدین کہتے ہیں سحر و نظر سے امان ہے۔ امام ابن عہد فرماتے ہیں یہ مثال جس گھر میں ہو وہ گھر نہ جلے جس مال میں ہو چوری نہ جائے جس جہاز میں ہو نہ ڈوبے جس قافلہ میں ہو نہ لٹے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اور بہت اماموں نے ایسا ہی لکھا ہے کہ جس حاجت میں اسے توسل کیا گیا وہ حاجت بر آئی اور جس سختی میں اسے وسیلہ پکڑا آسان ہو گئی ؎

اے دل و دیدہ خاک نعلینت رشتۂ جاں شراک نعلینت

شیخ ابن حبیب الٰہی کہتے ہیں میں نے اپنے پھوڑے پر کہ کسی دوا سے نہیں جاتا تھا مثال کو رکھ دیا فوراً آرام ہو گیا تلمسانی کہتے ہیں میں جہاز پر سوار تھا سخت طوفان اٹھا کہ اہل تجربہ نجات سے مایوس ہوئے میں نے مثال شریف ناخدا کو دی اس نے بتوسل اس کے خدا سے دعا کی جہاز محفوظ رہا ناواقفوں نے اس کو میری کرامت سمجھا اسی طرح اپنے اور بزرگوں کی بہت سی حکایتیں نقل کیں اور قاضی عیاض وغیرہ محققین نے مثال اس نعل مبارک کی جو عائشہ صدیقہ پھر ان کی بہن ام کلثوم کے پاس تھی لکھی ہے اور کتاب الاکتفا فی مغازی المصطفٰے والسلاسۃ الخلفا اور کتاب نتیجۃ الحب المصیم اور کتاب خدمۃ نعل القدم المحمدی میں جو منا مثال نعل مقدس کا ائمہ سلف سے بخوبی ثابت کیا مواہب میں لکھا جو شخص مثال نعل مبارک کی اپنے پاس رکھے باغیوں کی بغاوت اور شیطان کی شرارت اور حاسد کی نظر سے محفوظ رہے ھذا واللّٰہ اعلم وعلمہ اتم واحکم **بست نہم** علی بن برہان الدین محدث انسان العیون میں اور امام سبکی قصیدہ تائیہ میں اور حافظ زہری حنبلی تلمیذ ابن القیم اور حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری اور ابن خطیب محدث اپنے قصیدہ میں اور صاحب فتح المتعال شیخ حافظ محدث شیخ محمد بن احمد متولی مصری شافعی سے اور وہ ابن شیع اور نیشاپوری سے نقل کرتے ہیں کہ سخت پتھر پر آپ کے قدم کا نشان بن گیا اور ریت پر نظر نہ آیا اور یہ امر بہیئت مجموعی آپ کے لئے مخصوص ہے اگرچہ جزو اول اس کا حضرت آدم کی نسبت منقول ہے اور حضرت ابراہیم کے لئے منصوص ہے علاوہ بریں یہ معجزہ حضرت آدم اور حضرت ابراہیم سے ایک ایک بار ثابت ہوا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بارہا وقوع میں آیا امام علی بن برہان الدین انسان العیون میں اور امام ابوبکر عربی شرح مؤطا میں لکھتے ہیں کہ صخرہ بیت المقدس

عجائب قدرت الٰہی سے ہے کہ ہوا میں معلق ہے جنوب کی طرف اُس پر نشان حضرت کے قدم کا ہے کہ اُس پر پاؤں رکھ کر آپ براق پر سوار ہوئے تھے اور دوسری طرف فرشتوں کی انگلیوں کا نشان ہے کہ جب وہ آپ کی ہیبت و عظمت سے جنوب کی طرف جھکنے لگا تو فرشتوں نے دوسری طرف پکڑ کر روک لیا اور مانند اسی کے حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی معراج مسبع میں لکھتے ہیں اور یہ تو حافظ ابونعیم اور ابن جوزی نے بھی نقل کیا کہ سنگ بیت المقدس نرم ہوگیا آپ نے براق اپنا اُس سے باندھا لوگ اُسکی زیارت کرتے ہیں اور تلمسانی صاحب فتح المتعال لکھتے ہیں میں نے مکہ شریفہ میں اُس قبہ میں کہ زمزم کے قریب ہے نشان ایک قدم کا دیکھا لوگ اُسے حضرت کے قدم شریف کا نشان کہتے ہیں شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ جس پہاڑ پر آپ بکریاں چراتے تھے نشان آپ کے قدم کے بن جاتے تھے صاحب فتح المتعال کہتے ہیں کہ میں نے تربت سلطان ابونصر قایتبائی پر ایک پتھر دیکھا کہ اُس میں نقش قدم شریف کا پایا لوگ اُس کی زیارت سے فوائد اور برکات حاصل کرتے ہیں صاحب قرۃ الناظر لکھتے ہیں کہ آپ کے نعلین شریفین کا نقش پتھر پر ہوگیا اور مواہب لدنیہ اور جذب القلوب الی دیار المحبوب میں ہے کہ مسجد بغلہ میں ایک پتھر پر آپ کے بغلہ شریفہ کے سم کا نشان بن گیا اسی سبب سے اُس کو مسجد البغلہ کہتے ہیں اور لوگ اُس نشان کی زیارت کرتے ہیں اور یہ دونوں اثر اثر قدم آدم و ابراہیم علیہما السلام سے عجیب تر ہیں اور یہ بھی جذب القلوب میں مطری سے نقل کرتے ہیں کہ اُسی مسجد میں دوسرے پتھر پر اثر آپ کی کہنی کا واقع ہے اور ایک پتھر پر نشان انگلیوں کا ہے اور جامع المعجزات میں ابوبکر صدیق سے روایت ہے کہ شب غار آپ کے قدموں کا پتھر پر اس طرح نشان بن گیا گویا مٹی پر چلتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس پتہ سے کفار ہم کو ڈھونڈھ لیں گے فرمایا مٹا دے میں نے مٹا دیا خدا کے حکم سے مٹ گیا اے عزیز یہ دوسرا معجزہ ہے ورنہ نقش پتھر کا کہیں مٹتے سنا ہے مگر افسوس کا مقام ہے کہ پتھر سخت اثر آپ کے قدم کا قبول کرے اور انسان باوجود علم و دانش کے آپ کے حکم پر نہ چلے ولنعم ما قیل ؎ سنگے و نباتے کہ درو خاصیتے نیست + بہ زادمی داں کہ ازو منفعتے نیست۔ ششم تصرف عالم علوی میں آپ کے لئے مخصوص ہے چنانچہ بادل آپ کے اشارہ سے جمع ہوا اور ہٹ گیا اور آپ کی دعا سے مینہ برسا اور چاند آپ کی انگلی سے دوپارہ ہوا۔ قال اللہ تعالیٰ اقتربت الساعۃ وانشق القمر وان یروا اٰیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر اور وہ جو بعض روایت میں وقوع اس قصہ کا منیٰ میں اور بعض میں بیچ مکہ کے وارد ہوا مناقض نہیں اس لئے کہ منیٰ بھی مکہ ہی میں کہلاتی ہے مقصود یہ ہے کہ یہ معجزہ قبل ہجرت کے واقع ہوا اور وہ جو بعض گمراہ کہتے ہیں اگر یہ امر واقع ہوتا تمام عالم کو معلوم ہوجاتا اہل تاریخ اور ارباب تنجیم کہ نقل امور غریبہ اور واقعات عجیبہ میں اصرار رکھتے ہیں بالضرور اس کو نقل کرتے محض بے محل اور بانگ بے ہنگام ہے کہ حالات کواکب تمام کرۂ زمین سے یکساں نسبت نہیں رکھتے کسی ملک میں چاند پہلے طلوع کرتا ہے اور کہیں پیچھے اور کہیں ایک صفت پر ہوتا

ہے اور دوسری جگہ خلاف اُس کے کبھی چاند میں اور کسی قوم میں پہاڑ حائل ہوتا ہے اسی لئے کسوف بعضے شہروں میں پایا جاتا ہے اور بعض میں نہیں اور بعض جگہ ناقص اور بعض جگہ کامل نظر آتا ہے اور یہ معجزہ رات کو واقع ہوا کہ لوگ اُس وقت گھروں میں سوتے ہیں اور جو میدان میں ہوتا ہے وہ کسی کام میں مشغول ہوتا ہے اور وہ ایک امر آنی تھا پل مارتے میں ختم ہوگیا اُس وقت نگاہ آسمان پر ہونا کیا ضرور ہے اور اگر بعض نے دیکھا ہو اور اُس پر اعتماد نہ کیا ہو کیا بعید ہے جو شخص اس قسم کی عجیب بات کہ آنی ہو دیکھتا ہے قصور اپنی نگاہ کا سمجھتا ہے اور جو اُسے اپنے دیکھنے پر فی الجملہ اعتمادی ہوتا ہے تو بخیال اس امر کے کہ لوگ اُسے نادان کہیں گے دوسرے سے نہیں کہتا ہے علاوہ بریں خرق عادت قدر ضرورت سے تجاوز نہیں کرتا صرف ان منکروں پر جو خواستگار معجزہ ہوتے ہیں ظاہر ہوتا ہے دیکھو معجزہ عیسوی کہ احیاء موتیٰ اور ابراء ابرص واعمیٰ تھا ضرورت سے متجاوز نہ ہوا ورنہ سب مردے اُس زمانہ کے زندہ ہوجاتے اور تمام اندھے اور کوڑھی شفا پاتے اور اس جگہ ایک نکتہ عجیب ہے کہ عادت الٰہی اس طور پر جاری ہے کہ جب نبی کسی قوم کو معجزہ دکھاتا ہے اور قوم انکار کرتی ہے غضب الٰہی اُن پر نازل ہوتا ہے رحمت الٰہی مقتضی اس امر کی نہ ہوئی کہ اگلی قوموں کی طرح اس زمانہ کے لوگوں کو ہلاک کرے صرف وہ ہی متمرد وسرکش جو حضرت سے اُسوقت مقابلہ کرتے تھے جنگ بدر وغیرہ میں ہلاک ہوئے اس لئے اور معجزات محسوسہ آپ کے قدر ضرورت سے زیادہ ظاہر نہ ہوئے اور معجزہ عقلیہ یعنی کتاب الٰہی واسطے اس بات ثبوت کے کافی ہے کہ اصل تحدی عقلی ہے فافهم واللہ اعلم۔

سیکم محبوبیت مطلقہ کہ آپ باعتبار جملہ صفات وجہات کے ہر زمانہ میں تمام خلائق بلکہ خود خالق کے محبوب ہیں مثلاً عالم سے بسبب علم کے اور زاہد سے بسبب زہد کے اور حسین سے بسبب حسن کے اور عادل سے بسبب عدل کے محبت ہوتی ہے اور آپ کے جملہ صفات ظاہری وباطنی واختیاری وغیر اختیاری متساویۃ الاقدام ہیں حسین سے اُسوقت تک محبت رہتی ہے جب تک حسن باقی ہے جب حسن جاتا رہتا ہے محبت بھی جاتی رہتی ہے اور آپ کی ہر صفت کمال زوال سے منزہ ومبرا بلکہ یوماً فیوماً ترقی پر ہے وللآخرۃ خیر لك من الاولیٰ اور بعض اشخاص سے معاصرین محبت رکھتے ہیں نہ لاحقین اور بعضوں سے لاحقین محبت رکھتے ہیں نہ معاصرین مگر آپ سے ہر وقت اور ہر زمانہ میں اہل ایمان کو محبت رہی ہے اور اسی طرح بعض اشخاص سے اس لئے کہ اپنے دوست ہیں محبت اور اس جہت کہ دشمن سے ملتے ہیں کدورت ہوتی ہے مگر آپ کی ذات پاک میں کوئی جہت منافی محبوبیت کی نہیں بعض لوگوں سے بعض خلق کو محبت ہوتی ہے اور بعض کو نہیں مگر اُس جناب سے تمام جن اور فرشتے اور انسان بلکہ وحش وطیر محبت رکھتے ہیں سوا اُن کے جن کو جناب باری نے روز ازل بدنصیب کیا اور لوح محفوظ میں جہنمی لکھدیا اے عزیز خلق کا کیا ذکر ہے خود خالق اُن سے محبت رکھتا ہے غور کر کہ کس محبت سے اُن کے شہر ووطن کی قسم کھاتا ہے (یاد فرماتا ہے) لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد لا زائد ہے یعنی میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں اس لئے کہ تو اس شہر میں رہتا ہے فائدہ

ابن عباس کہتے ہیں میں نے نہ سنا کہ خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کے شہر اور عمر کی قسم یاد فرمائی ہو مدارج میں ہے یہ قسم ایک سر مکنون ہے کہ کوتاہ بینوں کی نظر اس کے ادراک سے قاصر ہے جو لوگ پاک نظر راز و نیاز عاشق و معشوق سے واقف ہیں کیفیت و لذت ان باتوں کی اٹھاتے ہیں موعمر رضی اللہ عنہ حضرت سے عرض کرتے ہیں بابی انت وامی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں بزرگی آپ کی خدا کے نزدیک اس حد کو پہنچی کہ آپ کی زندگی کی اور آپ کے شہر کی قسم یاد فرمائی الآخر بعض کہتے ہیں لا نافیہ ہے یعنی اگرچہ یہ شہر کمال معظم و مکرم ہے مگر جو اس کے رہنے والوں نے تجھے نکال دیا تو اب یہ شہر قابل قسم کھانے کے نہ رہا دانایان رموز مودت اور واقفان اسرار عشق و محبت اس مقام پر ایک نکتہ عجیب بیان کرتے ہیں جس سے معنی بلا تامل مطابق لفظ کے ہو سکتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ چاہنے والا اپنے محبوب کی سچی قسم کھانا بھی نہیں گوارا کرتا گویا ارشاد ہوتا ہے کہ ہم اس شہر کی قسم نہیں یاد فرماتے اس لئے کہ تو اس میں رہتا ہے اور یہ شہر تجھ سے نسبت رکھتا ہے یوسف علیہ السلام کو دودھ پیتے بچہ کی گواہی اور موسیٰ علیہ السلام کو پتھر کے کپڑے لیجانے اور عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا ہوتے ہی گویائی بخشنے سے دشمنوں کی بدگمانی اور بدظنی سے پاک کیا عائشہ صدیقہ پر جب بہتان اٹھا خود گواہی دی اگر چاہتا تو ایک ایک درخت اور پتھر ان کی طہارت پر گواہی دیتا مگر منظور یہ تھا کہ اپنے پیارے کی بیوی کی طہارت پر خود گواہی دوں ہر شخص اس کی رضا چاہتا ہے اور وہ محمد کی رضا چاہتا ہے ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ فلنولینك قبلة ترضٰها اے عزیز غور کر کہ پروردگار تقدس و تعالیٰ نے سوا ان کے کس کی زندگی کی قسم کھائی ہے لعمرك انهم لفی سكرتهم یعمهون اور کس کے شہر کی زمین اپنی طرف نسبت فرمائی الم تكن ارض الله واسعة فتهاجروا فیها کس کی محبت کو اپنی محبت کے ساتھ ذکر کیا اور کس کی طاعت کو اپنی طاعت سے مقرون فرمایا اور کس کی بیعت کو اپنی بیعت کہا اور کس کے ہات کو اپنا ہات قرار دیا یہاں تک کہ آپ کے فرمانبرداروں کو اپنا محبوب فرمایا قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونی یحببكم الله عائشہ صدیقہ آپ سے عرض کرتی ہیں یا رسول اللہ میں تمہارے رب کو دیکھتی ہوں کہ تمہاری خواہش و مراد میں شتابی کرتا ہے یعنی وہ ہی کام کرتا ہے جس میں آپ کی خوشی دیکھتا ہے اور ابن عباس اور ابن ابی الجوزا تابعی کہتے ہیں کہ خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی کو زیادہ بزرگ نہ پیدا کیا اور سوا آپ کے کسی کی عمر و حیات کی قسم نہ کھائی اے عزیز اثر اسی محبت کا ہے کہ ایک عالم اس جناب پر شیدا ہے صحیح روایت سے ثابت ہوا کہ جب خدائے تعالیٰ کسی بندہ سے محبت رکھتا ہے جبرئیل کو حکم ہوتا ہے کہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں تو بھی دوست رکھ جبرئیل بموجب حکم کے اہل آسمان و زمین کو ندا کرتے ہیں کہ فلاں بندہ خدا کا پیارا ہے سب اس سے محبت رکھیں پس خلق کے دل میں اس کی محبت پیدا ہو جاتی ہے ابراہیم علیہ السلام کو خدائے تعالیٰ نے خالص دوست اور خلیل اپنا کیا اسی سبب سے تمام جہاں ان کا معتقد ہو گیا یہاں تک کہ کفار بھی ان سے محبت رکھتے ہیں۔

اور اُن کی پیروی کا دعویٰ کرتے ہیں آپ کو کمال مرتبہ خلت محبوبیت کا عطا فرمایا اور تمام خلق سے برگزیدہ کیا اس لئے ایک عالم اُن پہ شیفتہ ہے اور ایک جہان دل از دست دادہ ہزاروں مشتاق دردِ ہجراں سے تڑپتے ہیں اور کروڑوں مہجور غم فراق میں سر پٹکتے ہیں کوئی تپش دل سے سیماب کی طرح بیتاب ہے اور کوئی خیال وصال میں بے خور و خواب کسی کی آنکھوں سے دریائے اشک جاری ہے اور کسی کو دردِ جدائی سے زندگی بھاری کوئی تڑپتا ہے اور کوئی روتا ہے کوئی فرط حسرت سے جان کھوتا ہے کسی کا رونا دل خلق کا ہلاتا ہے کوئی نقش ہستی اپنا لوح دنیا سے مٹاتا ہے کوئی اُس کے تصور میں گریاں ہے اور کوئی اُس کی یاد میں نالاں سرو گلزار اُس کے قد دلجو کی یاد میں بہار و خزاں سے آزاد ہے اور طائر چمن اُس کی ہوائے محبت میں خانماں برباد پروانہ اُس کی جھلک شمع میں پاتا ہے جو اس پر نثار ہوتا ہے تدرو اُس کی چمک چاند میں دیکھتی ہے کہ فراق اُس کا اُسے ناگوار ہوتا ہے اُن کے اشارہ پر ہزاروں بسملان محبت نے سر اپنے سر میدان کٹا دیئے اور اُن کی محبت میں صدہا جاں نثاروں نے گھر اپنے لٹا دیئے سیکڑوں دل فگار گھر بار چھوڑ دنیا و دولت سے مونہہ موڑ اُس کے کوچہ میں آپڑے اور لاکھوں جاں باز اُس کے شوق میں محمد محمد کہتے جان سے گزر گئے صدیق اکبر نے تمام مال و متاع آپ کی محبت میں صرف کر دیا۔ یہاں تک کہ گھنڈی تکمہ کے لائق کپڑا گھر میں نہ نکلا کملی میں کانٹے لگائے جب وقت جاں نثاری کا آیا گھر بار مال و دولت زن و فرزند عزیز و قریب شہر و وطن چھوڑ کر آپ کے ساتھ ہو لئے غار تیرہ و تار میں بے دھڑک چلے گئے اور اُسے صاف کر کے سوراخ اُس کے اپنے تہبند کے کپڑوں سے بند کئے ایک سوراخ باقی رہا اُس پر اپنا انگوٹھا رکھ دیا اور آپ کو بلایا آپ نے اُن کے زانو پر آرام فرمایا اُس سوراخ میں ایک سانپ مدت سے بہ تمنائے دیدار سید ابرار رہتا تھا ہر چند ابو بکر کے انگوٹھے پر اُس نے سر اپنا رگڑا مگر آپ نے اِس خیال سے کہ جان جائے مگر محبوب کی نیند میں خلل نہ آئے پاؤں اپنا نہ ہٹایا اُس نے انگوٹھے میں اپنی زور سے کاٹا کہ اُن کے آنسو نکل کر حضرت کے چہرۂ مقدس پر پڑے آپ بیدار ہوئے حال پوچھا عرض کیا آپ نے اپنا تھوک وہاں پر لگا دیا زہر نے کچھ اثر نہ کیا مگر بعض علما کہتے ہیں آخر عمر میں اثر اُس کا ظاہر ہوا اور اسی صدمہ سے انتقال فرمایا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وقت مسلمان ہوئے مرنے پر مستعد ہو کر مجمع کفار میں باوازِ بلند اذان کہی اور حضرت کے انتقال کے دن ایسی بے ہوشی ہو گئی کہ دروازہ مسجد پر تلوار لیکر آبیٹھے کہ جو شخص کہے گا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اُسے قتل کروں گا عثمان غنی کی اُس دن شدت غم سے زبان بند ہو گئی مولیٰ علی کئی دن بے حواس رہے جس روز حضرت نے مدینہ کو ہجرت کی بے خوف و خطر حضرت کے بستر پر سو رہے یہ خیال نہ کیا کہ کفار حضرت کے قتل پر مستعد ہیں شائد اُن کے شبہہ میں مجھے مار ڈالیں بلال اُمیہ کے غلام تھے جب مسلمان ہوئے اُمیہ اُن کا دشمن ہو گیا دھوپ میں گرم ریت پر لٹاتا اور کانٹے بدن میں چبھوتا اور کوڑے مارتا اور کہتا اب کبھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ

لینا جب پھر ہوش آتا کہتے احد احد خدا ایک ہے اور ایک کو پکارتا ہوں پھر وہ ظالم اسی طرح اُن کو ایذا دیتا یہاں تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مول لے کر آزاد کیا ضہ جس روز انتقال فرماتے تھے عورت اُن کی کہنے لگی واکربا ہ۔ بڑی سختی کا وقت ہے فرمایا واطرباہ۔ بڑی خوشی کا وقت ہے کہ اب ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے یاروں سے ملیں گے۔ عبداللہ بن زید انصاری اپنے باغ میں میوہ چنتے تھے کہ حضرت کے انتقال کی خبر پہنچی جناب باری میں دعا کی الٰہی میں تیرے حبیب کے پاس سے ابھی آیا ہوں نہیں چاہتا کہ اُن کے قدم دیکھ کر دوسرے کا موہنہ دیکھوں میری آنکھوں کو اندھا کر دے کہ نظر میری روئے اغیار پر نہ پڑے دعا اُن کی قبول ہوئی اور بینائی جاتی رہی۔ بغوی میں فتاویٰ کلبی واحدی صاحب لباب ابن ابی الدنیا نقل کرتے ہیں۔ ثوبان مولیٰ (غلام) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک روز آپ کی خدمت میں آئے رنگ اُن کا متغیر تھا اور آثار رنج و ملال کے چہرہ سے نمایاں آپ نے سبب پوچھا کہا یا رسول اللہ نہ مجھے درد ہے نہ بیماری مگر جس وقت آپ کو نہیں دیکھتا ہوں بے تاب ہو جاتا ہوں کل قیامت کے دن اگر بہشت میں بھی جاؤں گا اپنے اعمال کے موافق مرتبہ و مقام پاؤں گا آپ کا مکان تمام جہان سے بلند ہوگا وہاں کس طرح پہنچوں گا جس وقت آپ کی صورت نہ دیکھوں گا بہشت سے کیا لطف حاصل ہوگا اُن کی تسکین و تسلی کے لئے آیۃ اتری اولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقا استبشار اے محبوب بشارت ہو کہ یہ قصہ تم کو وصل دائم کی خبر سناتا ہے انس کی حدیث میں آیا ہے من احبنی کان معی فی الجنۃ جو مجھ سے محبت رکھے گا بہشت میں میرے ساتھ ہوگا اور صفوان بن قدامہ کی روایت میں وارد ہوا المرء مع من احب منقول ہے کہ بعد وفات کے جناب سیدہ قبر مبارک پر گئیں اور مٹی قبر شریف کی سونگھ کر کہا ما ذا علی من شم تربۃ احمد + ان لایشم مدی الزمان غوالیا + صبت علے مصائب لو انہا + صبت علی الایام صرن لیالیا کیا لازم ہے اُس پر جو سونگھے مٹی قبر شریف کی یہ لازم ہے کہ ایک مدت تک خوشبوئیں نہ سونگھے، ڈالی گئیں مجھ پر وہ مصیبتیں کہ اگر دنوں پر ڈالی جاتیں تو ہو جاتیں راتیں پھر اصحاب سے کہا تمہارے دل نے کس طرح گوارہ کیا کہ تم نے اپنے پیغمبر پر مٹی ڈالی کہا حکم خدا سے مجبور تھے لکھا ہے کہ اس واقعہ کے بعد چھ مہینے زندہ رہیں سوا رونے کے کچھ کام نہ تھا یہاں تک کہ روتے روتے انتقال کر گئیں ابن اسحٰق کہتے ہیں انصار میں ایک عورت تھی شوہر اور باپ اور بھائی اُس کے جنگ اُحد میں شہید ہوئے جب اُسے خبر پہنچی کہا حضرت کا کیا حال ہے لوگوں نے کہا حضرت بخیریت ہیں کہا اب جو مصیبت ہے آسان ہے روز اُحد جس وقت منادی نے واسطے تیاری لشکر کے ندا کی حنظلہ بن راہب اپنی عورت سے جماع کرتے تھے آواز منادی کی سنکر ایسے بے تاب ہوئے کہ بے نہائے لشکر کے ساتھ ہو لئے اور کمال جرأت و دلاوری سے لڑ کر شہید ہوئے آپ نے فرمایا حنظلہ کو فرشتے غسل دیتے ہیں دریافت کیا تو فی الواقع نہانے کی حاجت میں شہید ہوئے

تھے خبر جنگ احد میں جس وقت شیطان نے پکارا الا ان محمدا قد قتل خبردار ہو بیشک محمد شہید ہوئے یہ خبر سن کر مسلمان ایسے سراسیمہ اور بے حواس ہو گئے کہ آپس میں لڑنے لگے اور کئی مسلمان مسلمانوں کے ہاتھ سے مارے گئے نضر بن حارث انصاری نے جب یہ خبر سنی بے تابانہ کفار کے لشکر میں گھس گئے اور ستر زخم کھا کر شہید ہو گئے زخموں کی کثرت سے نعش اُن کی پہچانی نہ جاتی تھی اُن کی بہن نے انگلی کے نشان سے پہچانی خبر اُحد کی لڑائی میں عمرو بن معاذ شہید ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی ماں کے پاس تعزیت کے لئے گئے اونھوں نے کہا یا رسول اللہ خدا آپ کو سلامت رکھے تو مجھے بیٹے کا غم نہیں ہے فا ایک عورت نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ مجھے زیارت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر منور کی کرا دیجئے آپ نے قبر شریف کو کھولا اس قدر بے تابانہ گئی کہ روتے روتے دم نکل گیا صحابہ کرام کا یہ حال تھا کہ جب آپ سے کلام کرتے کہتے بابی انت وامی ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اور بعد وفات جب آپ کا ذکر سنتے روتے اور کمال خشوع سے بدن اُن کے کانپنے لگتے طبرسی نے مجمع البیان میں انا فتحنا کی تفسیر میں لکھا کہ عروہ بن مسعود کفار کی طرف سے سوال وجواب کے واسطے آیا آپ کے یاروں کو دیکھا کہ آپ کے حکم پر دوڑتے ہیں اور آب وضو پر اس طرح گرتے ہیں گویا تلواروں سے کٹ کر مر جائیں گے اور جب آپ کلام کرتے ہیں خاموش ہو جاتے ہیں اور بسبب ادب کے آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتے جب اپنی قوم کے پاس گیا کہا خدا کی قسم میں بادشاہان روم وحبش وایران کے دربار میں گیا مگر کسی بادشاہ کے مصاحبوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں سے ادب و تعظیم میں بہتر نہ پایا سہل بن عبد اللہ کہتے ہیں ابو ایوب سختیانی جب حضرت کا ذکر سنتے اس قدر روتے کہ ہم اُن پر رحم کرتے اور عبد الرحمٰن بن قاسم کا یہ حال ہو جاتا گویا رنگ اُن کے بدن کا کسی نے نچوڑ لیا اور بات نہ کر سکتے اور عبد اللہ بن زبیر ذکر شریف آپ کا سُن کر اس قدر روتے کہ آنکھوں میں آنسو باقی نہ رہتے اور زہری ایسے بے ہوش ہو جاتے گویا ہم اُن کو اور وہ ہم کو نہیں پہچانتے اور صفوان ابن سلیم اس قدر روتے کہ لوگ اُنھیں روتا چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوتے اور قتادہ جب حدیث سنتے بے اختیار چیخنے لگتے فی الواقع یہ لوگ مصداق اُس حدیث کے تھے کہ زیادہ چاہنے والے مجھ کو میری امت سے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد آویں گے ایک اُن کا دوست رکھے گا کہ اپنے اہل اور مال کے بدلے مجھے دیکھے یعنی یہ آرزو کرے گا کہ جو رو بچے مال واسباب جاتا رہے مگر کسی طرح حضرت کا جمال مبارک نظر آجاوے ضں ابو خثیمہ غزوہ تبوک میں کسی عذر سے نہ گئے اُن کی عورت نے کہ نہایت حسینہ وجمیلہ تھی سایہ میں فرش مکلف بچھایا اور چھوارے اور ٹھنڈا پانی اُن کے سامنے رکھا ابو خثیمہ نے کہا کہ سایہ گھنا اور چھوارے تازہ اور پانی ٹھنڈا اور عورت خوبصورت میرے لئے موجود ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت لو اور دھوپ میں ہیں یہ کہہ کر اونٹ پر سوار ہوئے اور بے تابانہ لشکر کی طرف دوڑے جب متصل فوج کے پہنچے اور آہٹ اُن کی گوش مقدس میں آئی فرمایا کن ابو خثیمہ ابو خثیمہ ہو جا اور ابو خثیمہ

نے سامنے آکر سلام کیا آپ خوش ہوئے اور اُن کے حق میں دعا کی خبر جب ابن رواحہ کی انگلی جنگ موتہ میں مجروح ہوئی کہا اے نفس اگر محبت مال کی تجھے لڑنے نہیں دیتی تو میں نے وہ مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کیا اور جو فکر عورتوں کی تجھے روکتی ہے تو اُن کو طلاق دی خیال لونڈی غلام کا اگر مانع ہے تو اُن کو میں نے خدا کی راہ میں آزاد کیا اب دنیا سے تجھے کچھ علاقہ نہ رہا وقت وہ آیا کہ راہ دوست میں جانبازی کر اور سر اپنا کٹا یہ کہہ کر لشکر کفار پر حملہ کیا اور یہاں تک لڑے کہ شہید ہوگئے ابو داؤد نے روایت کیا کہ ایک انصاری نے محل بنایا تھا آپ اُدھر سے گزرے پوچھا یہ محل کس کا ہے لوگوں نے اُس کا نام لیا اسی اثنا میں وہ بھی آیا اور حضرت کو سلام کیا آپ نے اُس کی طرف سے مونہہ پھیر لیا اُس نے صحابہ سے آپ کی ناخوشی کا سبب پوچھا لوگوں نے حال بیان کیا اُسی وقت اُس نے محل اپنا کھود ڈالا سچ ہے عاشق کے نزدیک محبوب کی خوشی پر جان دینا آسان ہے گھر کھودنا اور مال لٹانا کیا مال ہے وائے بر حال مدعیان محبت کہ آپ کو عاشق رسول اللہ کہتے ہیں اور اوروں سے کہلواتے ہیں مگر شب و روز سنت حضرت اور شریعت کا خلاف کرتے ہیں قول وہ ہے اور فعل یہ ہے نہیں جانتے کہ محبت زبان سے ظاہر نہیں ہوتی بے پیروی سنت دعوئ محبت بے جا ہے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎ تعصی الالٰہ وانت تظہر حبہ ✦ ھذا العمری فی القیاس بدیع ✦ لوکان حبک صادقا ✦ لاطعتہ ان المحب لمن یحب مطیع۔ اے عزیز تو شب و روز خلاف شرع میں مصروف رہتا ہے اور حرام حلال کی مطلق پرواہ نہیں رکھتا محبوب کچھ فرماتا ہے اور تو کچھ کرتا ہے اور پھر دعوی عشق و محبت تف بریں دعوی غلط ذرا گریبان میں مونہہ ڈال اور خدا اور رسول سے شرما کہ کیا کرتا ہے اور کیا کہتا ہے اگر تجھ کو محبت اُس جناب کی ہوتی تو سب کام سنت کے مطابق کرتا اور باوجود اس کے آپ کو تقصیروار اور گنہگار سمجھتا اور خوف خدا اور اندیشہ روز جزا سے کانپتا رہتا ہمت تیری شب و روز تحصیل مال و جاہ میں مصروف ہے اور ایک پیسہ صرف کرنا ناگوار عاشق کو جاہ و دولت سے کیا غرض اور مال دنیا سے کیا علاقہ ؎ تو کہ در بند خویشتن باشی ✦ عشق بازی دروغ زن باشی۔ کسی نے حضرت سے عرض کیا کہ مجھے آپ سے محبت ہے فرمایا سمجھ کر کہتا ہے پھر اُس نے وہ ہی عرض کیا فرمایا تو فقیری کے لئے مستعد ہو جا کہ میرے دوست پر تنگدستی اس طرح دوڑتی ہے جیسے اہل اپنی منتہیٰ کی طرف دوڑتا ہے۔ تنبیہ اس حدیث سے یہ غرض نہیں کہ کسی محب حضرت کے پاس مال نہیں ہوتا بلکہ یہ مطلب ہے کہ وہ مال سے کچھ کام نہیں رکھتا ہرچند کہ مالدار ہے مگر مال اُس کے نزدیک بیکار ہے صوفیائے کرام کہتے ہیں کہ جو شخص دعوئ عشق کا کرے اور غیر محبوب سے علاقہ رکھے جھوٹا ہے من التفت الی غیرنا فلیس منا عاشقی کیا ٹھہری ایک کھیل ٹھہرا تیرا مُنہ اور یہ دعوئ حلوا خوردن را روباید آئینہ ہاتھ میں لے اور خوب غور سے دیکھ عاشقی ایک طرف تیرے مونہہ پر نور ایمان کا بھی کچھ اثر ہے یا نہیں کیا عاشقوں کی باتیں ایسی ہی ہوتی ہیں جیسی تو کرتا ہے عاشق تو سوا اپنے معشوق کے کسی سے کام نہیں رکھتا اور دنیا و ما فیہا کی طرف اصلا نظر

نہیں کرتا مراد اُس کی مراد محبوب ہے جو کام کرتا ہے معشوق کی مرضی کے مطابق کرتا ہے اگر اس کے سر پر آرہ چلادیں یا اُس کے گوشت کو قینچیوں سے کتریں تو بھی خلاف رائے محبوب کے دم نہ مارے بعض صوفیا کہتے ہیں جو شخص اپنی مراد پر قدم رکھے اُس کے ایمان میں کلام ہے غور کر کہ تیرے قول و فعل طریقہ سنت پر واقع ہوتے ہیں یا خواہش نفس پر اس دعوئ غلط سے درگزر اور ایمان کی فکر کر کیا عجب کہ قیامت کے دن یہ جھوٹا دعوئ تیرے مونھہ پر مارا جاوے افسوس صد افسوس کہ تو رسول اللہ کی سرکار میں جھوٹ بولتا ہے اور خدا سے نہیں شرماتا دین دنیا برباد کر دیتا کماتا ہے اور عاشق رسول بن کر خلق کو دام تزویر میں لاتا ہے مقصود اصلی نفس سرکش کا اس حیلہ سے یہ تھا کہ لوگ تیری تعظیم کریں اور تجھ کو حضرت کا عاشق جانیں اور دور دور ملکوں میں تیری شہرت ہو اور مجلسوں میں تیری تعریفات پڑھی جائیں تاکہ تجھ کو مسند فرعونی پر بٹھا دے اور زنار دعوئ انا الطیب انا الطاہر تیری گردن میں ڈالے اور اُس کلام سے جس کے ہر مصرع اور فقرہ سے دعوئ عشق ٹپک رہا ہے خلق کو پھانسنے اور خود پرستی تجھے تعلیم کرے زمین و آسمان تیرے حال پر افسوس کرتے ہیں اور تو خوش ہوتا ہے کہ فلانی کتاب میری چھپ گئی اور خوب مشہور ہوئی اور فلاں دیوان میرا ملکوں میں پہنچا اس شہرت کو اپنے کلام کا صلہ سمجھ اور ثواب آخرت کی توقع نہ کر من کان یرید حرث الاخرۃ الخ تو اس کلام کو ذریعہ نجات سمجھتا ہے بلکہ کہتا ہے ہم اُسکے صلہ میں بہشت بھی نہ لیں گے اور کسی قدر گناہ کریں عذاب دوزخ اور حشر کی سختیوں سے محفوظ رہیں گے اس لئے کہ ہم رسول اللہ کے مداح و عاشق ہیں کیا غضب ہے کہ دعوئ تیرا یہود سے بھی بڑھ گیا وہ تو اسی قدر کہتے ہیں کہ چند روز سے زیادہ ہم دوزخ میں نہ رہیں گے کہ پیغمبروں کی اولاد میں ہیں اور اُن سے علاقہ رکھتے ہیں نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ۔

حکایت ابن عساکر نقل کرتے ہیں آپ نے ایک گدھے سے نام اُس کا پوچھا عرض کیا یزید بیٹا شہاب کا خدا نے میری نسل میں ساٹھ گدھے پیدا کئے اور اُن پر ہمیشہ پیغمبر سوار ہوتے رہے اب اُس نسل میں سوا میرے اور پیغمبروں میں سوا آپ کے کوئی باقی نہیں امیدوار ہوں کہ آپ کی سواری میں رہوں اور میں ایک یہود کے پاس تھا کہ قصداً اُسے گرا دیتا وہ مجھے مارتا اور بھوکا رکھتا آپ نے اُس کا نام یعفور رکھا جسے بلایا چاہتے اُسے بھیجدیتے دروازہ پر اپنا سر مارتا جب صاحب خانہ باہر آتا اشارہ کرتا کہ تجھے حضرت یاد فرماتے ہیں جس روز حضرت نے رحلت فرمائی اُس کو مفارقت کی تاب نہ آئی کنوئیں میں گر کر مر گیا ابن ابی الجوزا کہتے ہیں ایک سال مدینہ میں قحط پڑا لوگوں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے حال تباہی وخرابی خلق کا بیان کیا فرمایا روضۂ مبارک کی چھت میں سوراخ کرو راوی کہتا ہے سوراخ کرتے ہی اس قدر مینہ برسا کہ جنگل ہرے ہوگئے اور اونٹ موٹے یہاں تک کہ اُس سال کا نام عام الفتق رکھا نکتہ سوراخ کرنے میں یہ بھید تھا کہ جس وقت آسمان قبر مبارک کو دیکھے گا اس قدر روئے گا کہ دریا جاری ہو جائیں گے اور اسی طرح ایک بار آپ نے بہت اونٹ قربانی کئے کہتے ہیں ہر اونٹ کمال شوق سے دوڑتا کہ پہلے مجھی کو قربان

کریں بطریق متواتر مروی ہے کہ جب جماعت کی کثرت ہونے لگی منبر خطبہ کے لئے تیار ہوا جس وقت حضرت نے منبر پر قدم رکھا ستون مسجد شریف کا کہ جس پر تکیہ لگا کر خطبہ پڑھتے تھے آپ کی جدائی سے رونے لگا ؎ استن حنانہ از ہجر رسول ✦ بانگ میزد ہمچو ارباب عقول ✦ گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستوں ✦ گفت جانم از فراقت گشتہ خوں ✦ تکیہ ات من بودم از من تاختی ✦ برسر منبر تو مسند ساختی۔ آپ نے یہ حال پر ملال اُس کا دیکھ کر اپنے سینہ سے لگایا آپ فرماتے ہیں اگر میں تسکین اُس کی نہ کرتا قیامت تک اسی طرح روتا رہتا دارمی نے روایت کیا کہ پھر آپ نے اُس ستون سے کہا اگر تو کہے تو تجھے تیرے باغ میں لگا دوں کہ پھر تجھ میں برگ وبار آئیں اور جو تو کہے بہشت میں پہنچاؤں کہ دوستان خدا تیرا میوہ کھائیں اُس نے بہشت کو اختیار کیا آپ نے فرمایا قد اختار دار البقاء علی دار الفناء آخرت کو دنیا پر اختیار کیا مگر قاضی عیاض نے روایت کیا کہ آپ نے اُسے منبر کے تلے دفن کر دیا ؎ آں ستوں را دفن کرد اندر زمیں ✦ تاچو مردم حشر یابد روز دیں ✦ تا بدانی ہر کہ را یزداں بخواند ✦ از ہمہ کار جہاں بیکار ماند ✦ ہر کہ را باشد زیزداں کاروبار ✦ یافت بار آنجا و بیروں شد زکار ۔ جب خلافت عثمان میں مسجد کشادہ ہوئی ابی ابن کعب اسے اُکھیڑ کر اپنے گھر لے گئے اور اسفرائینی نے روایت کیا وہ رونے لگا آپ نے اپنے پاس بلایا زمین کو چیرتا حضرت کے پاس آیا پھر حکم ہوا کہ اپنی جگہ پر چلا جا فوراً چلا گیا۔ **حکایت** کسی نے امام شافعی سے کہا کہ معجزہ حضرت عیسیٰ کا یعنی مردوں کا زندہ کرنا نہایت عجیب تھا فرمایا رونا ستون کا حضرت کے فراق میں اُس سے زیادہ عجیب وغریب تھا اور یہ صحیح ہے اس لئے کہ مردہ ایک وقت میں ذی روح تھا صورت انسانیہ کی صلاحیت نفس ناطقہ کی رکھتی ہے موجود ہے بخلاف لکڑی خشک کے کہ اصلا صلاحیت حیات کی نہیں رکھتی اور کبھی روح حیوانی مستفیض بھی نہ ہوئی اور اس قصہ میں بیماران محبت کیلئے بڑی بشارت ہے کہ اخر شوق اور جذبہ ذوق سے چوب خشک ہمکناری جاناں سے برومند ہوئی جو آدمی حضرت کی محبت میں جان ومال قربان کریگا آپ کے دیدار سے کس طرح محروم رہے گا ابوالقاسم بغوی نقل کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ حسن بصری جب حدیث ستون کی بیان کرتے روتے اور کہتے جو آدمی کہ حضرت کی محبت سے بے بہرہ ہے سوکھی لکڑی سے بدتر ہے اے عزیز حیف ہے کہ چوب خشک آپ کی محبت میں نالاں وگریان ہے اور انسان کہ اشرف المخلوقات ہے اس دولت سے بے بہرہ رہے محبت آپ کی فرض ہے قال علیہ الصلوٰۃ والسلام لن یومن احدکم حتیٰ ان اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔ لَن واسطے تاکید نفی کے آتا ہے مگر شارحین حدیث نے نفی ایمان کو نفی کمال ایمان پر اور محبت کو محبت اختیاری پر محمول کیا ہے شیخ احمد سلیمانی کہ قمع بدعت اور اتباع سنت میں نظیر اپنا نہیں رکھتے فرماتے ہیں کہ جو شخص باختیار حضرت سے معاذ اللہ عداوت رکھے بالاجماع معذور نہیں تو یہ تقئید محبت میں کس طرح صحیح ہوگی پس شارحین حدیث سے عذرا ضطرار قبول کرنا بس بعید ہے قسطلانی کہتے ہیں کہ اگر آدمی بسبب احسان کے کسی سے محبت رکھے تو حضرت سے محبت رکھنا

لائق تر ہے کہ آپ نے ہم کو دوزخ سے بچایا اور بہشت کی راہ پر لگایا اور جو بوجہ حسن کے محبت رکھے تو بھی آپ ہی سے محبت رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام جہان سے زیادہ حسن ظاہری و باطنی آپ کو عنایت فرمایا ؎ ہم حسن و جمال بے نہایت داری + ہم لطف و کرم بحد غایت داری + ہم حسن ترا مسلم و ہم احسان + محبوب کوئی کہ ہر دو آیت داری۔ اللّٰھم صل علیٰ محمد وّاٰلہ قدر حسنہ وجمالہ۔ سی و دوم رسالت عامہ شیخ عبدالحق دہلوی تکمیل الایمان میں لکھتے ہیں کہ ہمارے حضرت جن وانس پر مبعوث تھے اس لئے آپ کو رسول الثقلین کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہ لیکون للعالمین نذیرا اور جن بھی عالمین میں داخل ہیں ابن مسعود کہتے ہیں کہ شب جن یعنی جس رات جن ایمان لائے میں حضرت کے ہمراہ تھا آپ نے ایک خط کھینچ دیا اور مجھ سے فرمایا اس سے باہر نہ نکلنا اور قرآن کی تلاوت میں مشغول ہوئے ب ناگاہ ایک گروہ نے شیصبان سے کہ سب اقوام جن سے زیادہ ہیں یا نصیبین کے جنوں سے کہ اشراف و سادات جنات کے ہیں کہ سبب نزول شہاب اور سلب کہانت کا ڈھونڈھتے پھرتے تھے گرد آپ کے ہجوم کیا اور اس قدر اندھیرا ہوگیا کہ مجھے حضرت معلوم نہ ہوتے تھے اور ایک ہولناک آواز پیدا ہوئی جس کے سننے سے مجھے حضرت کی تکلیف کا اندیشہ پیدا ہوا جب وہ چلے گئے آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اندھیرا بسبب اُن کے ہجوم کے تھا اور آواز کی وجہ یہ تھی کہ اُن کے آپس میں لڑائی ہوئی تھی اُس کا مقدمہ میرے حضور میں پیش ہوا میں نے فیصل کیا قال اللہ تعالیٰ قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قرآنا عجبا یھدی الی الرشد فامنا بہ ولن نشرک بربنا احدا بلکہ تمام وحش و طیر و جمادات و نباتات آپ کی اطاعت و تصدیق کرتے جس درخت کو بلاتے فوراً حاضر ہوتا اور آپ کو سجدہ کرتا ؎ جاءت لدعوتہ الاشجار ساجدۃ + تمشی الیہ علی ساق بلاقدم + اور باواز فصیح کہتا السلام علیک یا رسول اللہ آپ فرماتے ہیں کہ ہر پیغمبر خاص اپنی قوم پر بھیجا جاتا تھا اور میں ہر سرخ و سیاہ پر مبعوث ہوا ایک روز ایک پتھر پر گزرے اور علی مرتضیٰ بھی ہمراہ تھے ناگاہ اُس نے باواز فصیح کہا ھذا محمد سید الانبیاء وھذا علی سید الاولیاء ابو الائمۃ الطاھرین یہ محمد ہیں سردار پیغمبروں کے اور یہ علی ہیں سردار ولیوں کے باپ ائمہ طاہرین کے س آپ فرماتے ہیں ایک پتھر قبل از نبوت مجھے سلام کیا کرتا میں اُسے اب بھی پہچانتا ہوں ایک بھیڑیئے نے بکری کو پکڑا چرواہے نے چھڑا لیا بھیڑیئے نے کہا تو خدا سے نہیں ڈرتا کہ میرا رزق مجھ سے چھینتا ہے چرواہا اُس کے بولنے سے متعجب ہوا۔ بھیڑیئے نے کہا اس سے زیادہ عجیب یہ بات ہے کہ تو بکریاں چگاتا ہے اور اُس پیغمبر کی خدمت میں نہیں جاتا جس سے زیادہ کسی کا مرتبہ نہیں وہ یہاں سے قریب جہاد کر رہے ہیں اور بہشت کے لوگ اُس وقت اُن کے یاروں کی لڑائی دیکھ رہے ہیں چرواہے نے کہا اگر میں جاؤں تو بکریاں کون چرائے بھیڑیئے نے کہا تیری بکریوں کی میں حفاظت و نگہبانی کروں گا چوپان بکریاں سپرد بھیڑیئے کے کر کے آپ کی خدمت میں آیا اور ایمان لایا جب لوٹ کر گیا

بکریوں کو سلامت پایا فا ابو سفیان اور صفوان نے ایک بھیڑیے کو دیکھا کہ ہرن کے پیچھے دوڑا ہرن بھاگ کر زمین حرم میں داخل ہوا بھیڑیا بسبب حرمت و ادب حرم کے لوٹ گیا ابو سفیان و صفوان نے کہا سبحان اللہ بھیڑیا بھی حرم کی تعظیم کرتا ہے بھیڑیے نے کہا اس سے زیادہ عجیب یہ ہے کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دوزخ کی طرف بلاتے ہو اور وہ تمہیں بہشت کی طرف بلاتے ہیں اسی طرح سوسمار نے آپ کی پیغمبری پر گواہی دی اور سنگریزوں نے آپ کے ہاتھ میں تسبیح کی کبوتر نے آپ کی حفاظت کے لئے دروازہ غار پر انڈے دیئے اور مکڑی نے جالا تانا بکری اور اونٹ نے آپ کی تعظیم کی اور شیر نے آپ کے غلام کی چوکی دی باقی رہا عالم ارواح و ملائکہ سو مطالع المسرات اور درمنضود میں لکھا ہے کہ محققین کے نزدیک آپ کی رسالت ملائکہ کو بھی شامل ہے علامہ تاج الدین سبکی اسی قول کو ترجیح دیتے ہیں اور جو کہ بیہقی نے اس امر سے انکار کیا اور علامہ جلال الدین محلی اور امام فخر الدین رازی نے اُس پر اجماع نقل کیا مقبول نہیں بلکہ اکثر علماء اُن پر طعن کرتے ہیں شیخ عبد الجلیل مصری مولیٰ علی سے نقل فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم ارواح میں بھی دعوت و نصیحت کرتے ہیں شیخ تقی الدین سبکی فرماتے ہیں اس روایت سے معنی دو حدیث کے حل ہوئے ایک بعثت الی الناس کافہ کہ میں کافہ اہل زمان میں منحصر جانتا تھا اب معلوم ہوا کہ تمام اولین وآخرین مراد ہیں دوسری کنت نبیاً وآدم بین الروح والجسد کہ میں اس ثبوت کو صرف علم الٰہی میں منحصر سمجھتا تھا اب ثابت ہوا کہ خارج میں بھی ہے انتھی تنبیہ خ یہاں سے معلوم ہوا کہ روح مبارک قبل از وجود بھی متصف برسالت تھی اور بعد انتقال کے بھی متصف ہے گویا یہ صفت لوازم روح مقدس سے یعنی طباع وجد فوجد سے ہے اور یہی سبب ہے کہ احوال امت کا آپ پر عرض کیا جاتا ہے اور درود و سلام اور پیام اُن کا آپ کو پہنچتا ہے اور اسی وجہ سے آپ کو یعسوب الارواح کہتے ہیں یعسوب ایک نحل کلاں ہے کہ سب نحل طیر و سیر میں اُس کے تابع ہیں اسی طرح آپ بھی ارواح و ملائکہ کے مطاع ہیں اور سب آپ کے مطیع قم قرآن مجید ناطق ہے کہ عالم ارواح میں پیغمبروں سے آپ کی تصدیق اور مدد پر عہد لیا گیا قال اللہ تعالیٰ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ اور خدا نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب حکمت دوں پھر تمہارے پاس وہ پیغمبر آئے جو تمہاری پیغمبری اور کتابوں کی تصدیق کرے تو تم اُس پر ایمان لانا اور اُس کی مدد کرنا پھر ارشاد ہوا ااقررتم واخذتم علیٰ ذالکم اصری کیا تم نے اقرار کیا اور اس شرط پر میرا ذمہ لیا قالوا اقررنا عرض کیا ہم نے اقرار کیا قال فاشھدوا فرمایا ایک دوسرے پر گواہ رہو وانا معکم من الشاھدین ۸ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں ب ابن عباس کہتے ہیں کہ آدم اور اُن کے بعد جو پیغمبر آیا اُس سے حضرت کی تصدیق اور مدد پر عہد لیا گیا اور ہر نبی نے اپنی قوم سے عہد لیا کہ اگر تم زمانہ حضرت کا پانا تو اُن کی مدد کرنا اور اُن پر ایمان لانا اور عیسیٰ علیہ السلام پر وحی ہوئی کہ اے عیسیٰ تو محمد

اپنی امت کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا عرش کو جب میں نے پیدا کیا ہلتا تھا اُس پر نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھا کہ اُس نام کی برکت سے ہلنا اُ کا موقوف ہوا اور ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے اتریں گے امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے ب آپ فرماتے ہیں کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم وامامکم منکم اور آپ کی شریعت پر عمل کریں گے اگرچہ احکام اور فتاوے اُن کے بسبب غموض ماخذ کے نظر ظاہر بیں میں کتاب وسنت کے خلاف معلوم ہوں گے اجتہاد عیسوی کو اجتہاد حنفی پر قیاس کرنا چاہئے کہ جب اوروں کا ذہن وہاں پر نہ پہنچ سکا اُس جناب کو صاحب الرائے کہنے لگے امام شافعی کچھ مرتبہ اُن کا جانتے تھے کہ کہتے ہیں الفقہاء کلھم عیال ابی حنیفة اور وہ جو خواجہ محمد پارسا نے فصول ستہ میں لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام مذہب حنفی پر عمل کریں گے اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ بسبب وفور علم اور کثرت خوض کے اجتہاد ابو حنیفہ کا اجتہاد عیسوی سے اکثر مطابق ہوگا اور سوا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور انبیاء جیسے حضرت الیاس اور خضر کہ زندہ ہیں پیروی آپ کی کرتے ہیں اور حضرت ادریس نے عالم حیات ظاہری میں اور اور پیغمبروں نے دوسرے عالم میں شب معراج آپ کی تصدیق اور تعریف کی اور بیت المقدس میں آپ کے پیچھے نماز پڑھی یہاں تک کہ شیخ الانبیاء خلیل خدا ابراہیم علیہ السلام قیامت کے دن آپ سے کہیں گے اے محمد تم میری دعا اور اولاد ہو آج مجھے اپنی امت میں داخل کر لو آپ فرماتے ہیں انا سید ولد آدم میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور سید متبوع ہوتا ہے پس سب پیغمبران کے تابع ہیں ی اور فرماتے ہیں لو کان موسیٰ حیا و ادرک نبوتی لا ینبغی وفی روایة ق بل ماوسعه الا اتباعی یعنی اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور زمانہ میری پیغمبری کا پاتے سوا میری فرمانبرداری کے کچھ نہ کر سکتے بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ منصب نبوت میں اصل تھے گویا پیغمبروں کو آپ سے وہ نسبت تھی جو صوبوں اور وزیروں کو بادشاہوں سے ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ حکم خلیفہ کا اصل کے سامنے باقی نہیں رہتا آب آمد وتیمم برخاست دیکھو قرآن نے توریت وانجیل کو منسوخ کر دیا پیغمبر اُس آفتاب ہدایت سے نسبت ستاروں کی رکھتے ہیں کہ اُس سے نور حاصل کر کے اوروں کو راہ بتاتے ہیں اور اُس کی غیبت میں لوگ اُن سے راہ پاتے ہیں اور فائدہ اُٹھاتے ہیں جس وقت آفتاب نکلتا ہے تمام عالم میں صرف اُسی کا حکم جاری ہوتا ہے کسی کا دخل نہیں رہتا ولنعم ما قیل ؎ فانه شمس فضل ھم کواکبھا . یظھرن انوارھا للناس فی الظلم . حتی اذا اطلعت فی الکون عم ھدا ھا العالمین واحیت سائر الامم یا مثال اس کی یہ ہے کہ مثلاً بادشاہ نے ایک ملک اپنے محبوب کو بخشا اور بنظر مشقت سفر وغربت کے پہنچنا محبوب کا منظور نہ ہوا اس لئے ایک صوبہ واسطے انتظام اس ملک کے متعین کیا جب اُس نے انتقال کیا دوسرا بھیج دیا اس طرح مدت تک صوبہ آتے رہے اور انتظام ملک اور باغیوں کی تنبیہ وتہدید میں مشغول رہے اور اُس محبوب کی شوکت وصولت اور عزت ومرتبہ لوگوں سے بیان کرتے رہے اتفاقاً پچھلے صوبہ سے رعیت نے بہت سرکشی کی یہاں تک کہ اُس کے قتل پر

مستعد ہوئے اور باغی تمام ملک پر مسلط ہو گئے بادشاہ اس حرکت سے کمال غضب ناک ہوا اور اُس صوبہ کو اپنے پاس بلالیا اور محبوب کو حکم دیا کہ اب وہ ملک بہت سرکش ہوگیا تو خود جاکر اپنے حسن تدبیر سے سرکشوں کو مطیع و فرمانبردار اور جو تیری اطاعت نہ کرے اُسے ذلیل وخوار کر جب محبوب اپنے دارالحکومت میں آیا ایک جہان نے غاشیہ طاعت اُس صاحب دولت کا اپنے دوش پر اٹھایا اور اُس کی طاعت و فرمانبرداری کو ذریعہ نجات اور رستگاری کا اور اُس کی نافرمانی کو سبب ذلت وخواری کا سمجھا اور جس بدبخت نے اُس کا کہنا نہ مانا تہہ تیغ اور ذلیل وخوار ہوا جب انتظام ملک بخوبی ہوگیا فرمان واجب الاذعان بارگاہ سلطان سے بنام اُس کے صادر ہوا کہ اب تم ہمارے حضور میں آؤ کہ ارکان سلطنت تمہاری زیارت کے مشتاق ہیں صرف تمہارے مصاحب اور ارکان ریاست انتظام کے لئے کفایت کرتے ہیں حسب الحکم ارکان دولت خصوصاً اپنے وزیر اعظم پر ملک چھوڑ کر آپ بادشاہ کی طرف روانہ ہوا مختصر حال پیدائش آدم سے رحلت سرور عالم تک اسی مثال پر قیاس کرنا چاہئے مگر ان مثالوں سے عدم استقلال نبوت انبیاء سابقین کا نہ سمجھنا چاہئے اس لئے کہ وہ اپنے اپنے زمانہ میں منصب نبوت میں مستقل تھے اور اس آیت میں ایک شبہہ ہے کہ اثر اُس عہد کا اُس وقت ظاہر ہوتا کہ انبیاء سابقین زمانہ آپ کا عالم حیات میں پاتے اور آپ کی تصدیق وتائید کرتے جواب اس شبہہ کا ضمن کلام سابق میں مجملاً موجود ہے اور تفصیلی یہ ہے کہ حیات انبیاء کو اوروں پر قیاس نہ کرنا چاہئے اُن کے واسطے بعد اس انتقال ظاہری کے حیات ابدی ثابت ہے پس جو تصدیق کہ اُن سے شب معراج بیت المقدس اور آسمانوں پر واقع ہوئی کفایت کرتی ہے علاوہ بریں عالم حیات ظاہری میں بھی تمام انبیا آپ کی تصدیق اور لوگوں کو اُن کی اتباع اور فرمانبرداری کی وصیت کرتے رہے اور یہ وصیت عین تائید اور ترویج آپ کے دین متین کی ہے بہت یہود و نصاریٰ انبیاء سابقین کی پیشنگوئی کو آپ کے صدق دعویٰ کی دلیل کامل سمجھ کر ایمان لائے اور اُن کے مسلمان ہونے سے دین کو ترقی اور مسلمانوں کو قوت حاصل ہوئی ہے اور چار پیغمبر یعنی حضرت ادریس اور حضرت عیسیٰ اور حضرت خضر اور حضرت الیاس کہ بعد آپ کی بعثت کے زندہ رہے انھوں نے اس زمانہ میں بھی آپ کی تصدیق کی اور حضرت خضر اور عیسیٰ سے تائید اس دین کی کماحقہ واقع ہوئی اور ہوگی علامہ ناصر الدین بیضاوی اس آیت کی تفسیر میں لفظ اولاد کو مضاف مقدر نبیین کا ٹھہراتے ہیں یعنی اولاد انبیا سے کہ بنی اسرائیل ہیں آپ کی تصدیق اور مدد پر عہد لیا گیا فقیر کے نزدیک اس تقدیر سے لفظ امر یا خبر کو رسول سے پہلے مقدر ماننا بہتر ہے کہ میثاق انبیا سے ثابت رہے ابن عباس کی روایت سے کہ سابق مذکور ہوئی پیغمبروں سے عہد لینا ثابت ہے گویا ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب تمہاری کتابوں اور صحیفوں میں ذکر اُس پیغمبر کا آوے تو تم اُس کی تصدیق اور اُس کی مدد کرنا یعنی اپنی امتوں کو اُس کے حال سے آگاہ کرنا کہ جب اُس کا زمانہ پائیں ایمان لائیں یا یہ کہا جائے کہ ایسی جگہ وقوع ضرور نہیں دیکھو کریمہ لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر

باوجود عصمت انبیا کے صیغہ ماضی کیساتھ واقع ہے بخلاف اس مقام کے کہ جملہ شرطیہ محتمل الوقوع ہے کبھی بادشاہ اپنے کسی خاص مقرب کو ایک قسم کی خصوصیت کے ساتھ ممتاز فرماتا ہے اور اُس سے مقصود صرف عزت بڑھانا ہوتا ہے نہ وقوع اُس کا جیسے بعض مصاحبوں اور روزیروں کے واسطے حکم ہوتا ہے کہ ہم نے تین خون تجھے معاف کئے حالانکہ بادشاہ جانتا ہے کہ ایسے شخص مہذب سے ایک خون بھی واقع نہوگا یا کبھی بعض وزراء کے لئے صوبوں اور سرداران ملک کے نام حکم جاری ہوتا ہے کہ جب وہ تمہارے پاس آئے تو اُس کے حکم کو میرا حکم سمجھو اور اُس کی طاعت میری طاعت جانو اگرچہ وہ وزیر کبھی دارالخلافت سے باہر نہ جائے ہاں اس قسم کی باتوں سے عزت اُس مصاحب اور وزیر کی لوگوں کے دلوں میں زیادہ ہوتی ہے سو یہاں بھی صرف اپنے محبوب کی عزت بڑھانا مقصود ہے گو انبیا زمانہ آپ کا نہ پائیں بہرتقدیر اس آیت سے یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ آپ منصب نبوت میں اصل ہیں اگر اور پیغمبر زمانہ آپ کا پاتے تصدیق اور تائید آپ کی کرتے سی وسوم۔ مقام محمود قال اللہ تعالیٰ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود میں اٹھادے یعنی وہ مقام عنایت فرمادے جو تعریف کیا گیا ہے اور تو اُس میں خدا کی تعریف کرے گا اور لوگ تیری تعریف کریں گے ت آپ فرماتے ہیں مجھے ایک کپڑا بہشت کے کپڑوں سے پہنا یاجائے گا پھر میں عرش کے داہنی طرف کھڑا ہوں گا کہ کوئی شخص سوا میرے اُس جگہ نہ کھڑا ہوگا اور دارمی کی حدیث میں اس طرح وارد ہوا کہ میں خدا کی داہنی طرف ایسی جگہ پر کھڑا ہوں گا کہ اگلے اور پچھلے مجھ پر غبطہ کریں گے یعنی بڑے بڑے مقرب تمنا کریں گے کہ کاش ہم بھی وہاں تک پہنچتے بعضے کہتے ہیں کہ قیامت کے دن وہ جناب حضور الٰہی میں عرش کے قریب نور کی کرسی پر اور ایک روایت میں ہے کہ خدا تعالیٰ کیساتھ عرش معلیٰ پر بیٹھیں گے اُس وقت آپ بادشاہ حقیقی کی جناب میں وزیر کے مانند ہوں گے کہ تمام حساب وکتاب وعفو و مواخذہ اُس دن کا آپ کی رائے اور خوشی پر ہوگا جو عرض کریں گے پروردگار منظور فرمائے گا اور جس کی بخشش چاہیں گے اُسے بخش دے گا اور بواسطہ آپ کے دریائے فیض الٰہی بڑے زور شور سے جاری ہوگا آپ سب کو مرتبے اور مقامات بہشت کے تقسیم کریں گے ؎ خلق پر کھل جائے گی روز حساب ✤ وہ جو پیش حق ہے توقیر رسول ✤ کیوں نہ جاوے اُس میں امت بے گماں ✤ حق نے کی ہے خلد جاگیر رسول ۔ بعض کہتے ہیں مقام محمود سے مراد مقام شفاعت ہے کہ اُس وقت بڑے بڑے مقرب فرشتے اور اولوالعزم پیغمبر ہیبت الٰہی سے کانپتے ہوں گے اور آدم سے عیسیٰ تک سب انبیا علیہم السلام نفسی نفسی کہیں گے مگر آپ دستگیری خلق کی فرمائیں گے اور سب اگلے پچھلے آپ کی شفاعت سے نجات پائیں گے بعضے کہتے ہیں ت قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اُس جناب کو ایک نشان عنایت فرمائے گا کہ آدم اور اولاد آدم اُس کے نیچے ہوں گے اُس وقت مرتبہ ومقام آپ کا تمام اہل محشر پر ظاہر ہوگا اور سب دوست دشمن آپ کی تعریف کریں گے اسی لئے اُس نشان کو لواء الحمد اور اُس مقام کو محمود کہتے ہیں سی وچہارم لواء حمد۔ اکثر ملکوں کا دستور ہے کہ

نشان سردار فوج کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور وہ سب سے آگے چلتا ہے حضرت بھی کوئی لشکر کسی طرف بھیجتے نشان سردار کو عنایت فرماتے اُس روز وہ جناب سب پیغمبروں کی پیشوائی اور سرداری کریں گے اور تمام انبیا اُن کے پیچھے چلیں گے ؎ فردا لوائے حمد بدست محمد است + متبوع اوست وجملہ جہانش متابع است۔ آپ فرماتے ہیں ﷺ اذا کان یوم القیٰمۃ کنت امام النبیین وخطیبھم وصاحب شفاعتھم غیر فخر یعنی قیامت کے دن میں پیغمبروں کا پیشوا اور خطیب اور صاحب اُن کی شفاعت کا ہوں گا اور یہ بات کچھ فخر کی راہ سے نہیں کہتا ؎ ہمہ انبیا درپناہ تواند + مقیم در بارگاہ تواند + تو ماہ منیری ہمہ اختر اند + تو سلطان ملکی ہمہ لشکر اند۔ سی وپنجم وسیلہ اور وسیلہ لغت میں اُسے کہتے ہیں جس کے ساتھ کسی بزرگ سے نزدیکی ڈھونڈیں اور کبھی بمعنی منزلت اور مقام کے آتا ہے اور یہاں یہی معنی مراد ہیں کما لایخفیٰ عن امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعًا منقول ہے وسیلتی عند ربی شفاعتی لکم وسیلہ میرا اپنے رب کے نزدیک شفاعت میری ہے تمہارے لئے مط شیخ ابو محمد عبدالجلیل قصری رحمۃ اللہ علیہ شعب الایمان میں لکھتے ہیں کہ وسیلہ وہ مقام ہے کہ جناب الٰہی میں حضرت کو حاصل ہوگا کہ جو کچھ کسی کو ملے گا آپ ہی کے واسطے سے ملے گا قاضی عیاض ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ وسیلہ ایک درجہ ہے بہشت میں اعلیٰ سب درجوں سے ﷺ آپ فرماتے ہیں میرے لئے خدا سے وسیلہ طلب کرو صحابہ نے عرض کیا وسیلہ کیا ہے فرمایا ایک بڑا مقام ہے بہشت میں کہ سوا ایک شخص کے کسی کو نہ ملے گا اور امید رکھتا ہوں کہ وہ شخص میں ہی ہونا......

......سی وششم کثرت اسما تا کثرت صفات پر دلالت کرے قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ اسمائے شریفہ کا متضمن جمع ہونا آپکے خصائص سے ہے آدمی کو چاہئے کہ اُن کے معنیٰ پر نظر کرے کہ عظمت و محبت اُس جناب کی اُسکے دل میں بڑھے اللھم ارزقنا منھا حظًا وافرًا ونصیبًا کاملًا مؤلف دلائل الخیرات نے قریب دوسو اسم کے اور بعضوں نے سات سو چوہتر اسم جمع کئے اگر معانی سب کے تفصیل لکھے جائیں دفتر عظیم مرتب ہو لہٰذا صرف چند لطائف نفیسہ کہ اشہر اسماء شریفہ اعنی محمد سے متعلق ہیں لکھے جاتے ہیں وباللہ استعین وھو نعم المعین۔

لطیفہ اولیٰ یہ نام مقدس پروردگار تعالیٰ وتقدس کے نام سے ہم اشتقاق ہے شعر وشق لہ من اسمہ لیجلہ + فذو العرش محمود وھذا محمد۔ حمد سے چار اسم مشتق ہیں۔ محمود کہ جناب باری نے اپنے اور اپنے حبیب میں مشترک رکھا تا کہ آپ کے کمال محمودیت پر دلالت کرے اگرچہ دونوں محمودیت میں فرق ہے۔ دوسرے حمید کہ معنی فاعلیت اور مفعولیت کو جامع تھا اپنے لئے خاص فرمایا اسکے مقابلہ میں دو نام اپنے محبوب کو عنایت فرمائے احمد و محمد تا پہلا معنیٰ فاعلیت پر اور دوسرا مفعولیت پر دلالت کرے گویا اس مضمون کی طرف اشارا ہوا کہ اے میرے حبیب اگر میں حمید ہوں یعنی تعریف کیا گیا تو تم احمد ہو بہت تعریف کرنے والے کہ تمہارے برابر میری تعریف کوئی نہیں کر سکتا اور جو میں حمید ہوں یعنی تعریف کرنے والا

تو تم محمد ہو بکثرت اور بار بار تعریف کئے گئے کہ تمہارے برابر میں کسی کی تعریف نہیں کرتا الغرض اُس جناب کو حمد سے ایسی نسبت تامہ ہے کہ محمودیت میں کوئی اُن کے برابر ہے اور نہ حامدیت میں اُن کا کوئی ہمسر اسی لئے تین نام آپ کے اُس سے مشتق ہیں محمود احمد محمد اور آپ کے مقام کا بھی نام مقام محمود ہے اور آپ کے نشان کا نام لواء الحمد اور آپ کی کتاب بھی اوسی سے شروع ہے الحمد للہ رب العٰلمین اور لقب آپ کی امت کا بھی اگلی کتابوں میں حمادین ہے اور آپ بھی حمد الٰہی کو دوست رکھتے اور اوروں کو تاکید فرماتے کہ جو بات پسند آئے اُس پر الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات اور جو ناپسند اور مکروہ معلوم دے اُس پر الحمد للہ علیٰ کل حال کہو یہاں تک کہ آپ کی شریعت میں چھینک پر بھی الحمد للہ کہنا مستحب ہے اور جو شخص کہے سننے والے کو اُس کے حق میں دعا کرنا اور یرحمک اللہ کہنا واجب ہے قیامت کے دن آپ جناب باری کی اس قدر حمد و ثنا کریں گے کہ کسی مخلوق نے نہ کری ہوگی اور آپ کی ازل سے ابد تک ایسی تعریف ہوئی کہ کسی کی نہ ہوئی ہوگی عرصات محشر میں تمام اگلے اور پچھلے مخالف اور موافق آپ کی تعریف کریں گے اُس وقت یہ نسبت بخوبی ظاہر ہو جائے گی اور محمودیت اور محمدیت اور حامدیت آپکی آفتاب محشر سے زیادہ چمکے گی لطیفۂ ثانیہ ہر چند کہ یہ نام نامی علم ذات ہے مگر اجمالاً جامع جمیع صفات ہے اسلئے کہ حمد حامد سے بے محمود علیہ کے واقع نہیں ہوتی اور ہر فرد حمد کے واسطے ایک محمود بہ بھی ضرور ہے خواہ وہ محمود علیہ ہو یا غیر اُس کا پس جس شخص کیلئے افراد حمد بکثرت ثابت ہیں بالضرور صفات محمود علیہا بھی اُسکے بکثرت ہوں گے کما لایخفی وکیف لا وھو المحمود فی الدنیا والاٰخرۃ بالصفات الکاملۃ والاخلاق الفاضلۃ من العلم والحکمۃ والنبوۃ والرسالۃ والزھد والکرم والحیاء والسخاء وغیرھا فطابق الاسم المسمی وناسب اللفظ المعنی لطیفۂ ثالثہ اس نام مبارک میں چار حرف ہیں اور مقرب فرشتے بھی چار ہیں جبرئیل۔ میکائیل۔ اسرافیل۔ عزرائیل علیہم السلام اور پیغمبر صاحب شرائع بھی سوا حضرت کے چار ہیں نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام اور خلفاء راشدین بھی چار ہیں ابوبکر و عمر و عثمان و حیدر رضی اللہ عنہم اور عمدہ عبادات مقصودہ بھی چار ہیں نماز روزہ حج زکوٰۃ اور سلسلہ حضرات صوفیا کے بھی چار ہیں نقشبندیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ اور مجتہد امت کے بھی چار ہیں ابو حنیفہ۔ شافعی۔ مالک۔ احمد بن حنبل عناصر کہ ترکیب انسان کی اُن سے ہے چار ہیں پانی۔ مٹی۔ آگ۔ ہوا۔ اور وجود ہر شے کا چار علتوں پر موقوف ہے۔ علت مادی۔ علت صوری۔ علت فاعلی اور علت غائی۔ جہات عالم بھی چار ہیں۔ شرق۔ غرب۔ جنوب۔ شمال۔ اور دریا بہشت کے بھی چار ہیں۔ دریائے شہد۔ دریائے شیر۔ دریائے آب۔ دریائے شراب۔ بہشت کی نہریں بھی چار ہیں۔ زنجبیل۔ سلسبیل۔ رحیق۔ تسنیم۔ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ سے بھی چار نہریں جاری ہیں۔ نیل۔ فرات۔ سحان۔ جیحان۔ اور فرض وضو کے بھی چار ہیں۔ منہ دھونا۔ ہاتھ کہنیوں تک دھونا۔ پاؤں ٹخنوں تک دھونا۔ چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ اور روزہ میں بھی چار فرض ہیں نیت کرنا۔ جماع سے بچنا۔ کھانا نہ کھانا۔ پانی نہ پینا۔ اور غسل مسنون بھی چار ہیں۔ غسل جمعہ۔ غسل احرام۔ غسل عید الفطر۔ غسل عید الضحیٰ۔

اور آٹھ بہشت ہیں چار سرا ہیں۔ دار الحیوان۔ دار الخلد۔ دار المقام۔ دار السلام۔ اور چار باغ جنت الفردوس۔ جنت النعیم۔ جنت العدن۔ جنت الماویٰ اور لا الہ الا اللہ کہ حصن امان ہے اُس میں بھی چار کلمے ہیں اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہ مفتاح خزانہ قرآن ہے اُس میں بھی چار کلمے ہیں اور زکوٰۃ بھی چار قسم کے جانوروں میں جاری ہے اونٹ۔ گائے۔ بکری۔ گھوڑا۔ اور اُٹھانے والے عرش کے بھی چار ہیں اور یہ نام مبارک قرآن میں بھی چار جگہ وارد ہے محمد رسول اللہ۔ ماکان محمد ابا احد۔ وما محمد الا رسول۔ نزل علی محمد۔ اور بنی آدم میں چار گروہ افضل ہیں پیغمبر۔ صدیق۔ شہید۔ صالحین۔ اور صحت حج کی بھی چار باتوں پر موقوف ہے اسلام۔ احرام۔ عرفات میں کھڑا ہونا۔ وقت پر حج کرنا اور جو کلمات کہ خدا کو بہت پیارے ہیں وہ بھی چار ہیں۔ سبحان اللہ والحمد للہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اور اگر میم مشدد کو باعتبار تلفظ کے دو حرف کہا جائے تو یہ نام نامی پانچ حرف پر مشتمل ہو جائے اور اس عدد کے خصائص سے ہے کہ جذر اس کا ۲۵ مضعفہ اور مکعب ما ۱۲۵ مضعفہ آتا ہے اور علیٰ ہذا القیاس جہاں تک ضرب دیں حاصل ضرب میں یہ عدد بعینہ محفوظ رہتا ہے اور ارکان فعلیہ نماز بھی پانچ ہیں دو سجدے تیسرا قیام چوتھا رکوع پانچواں قعدہ اور زکوٰۃ دو سو درہم پر پانچ درہم ہے اور بیس دینار پر نصف دینار کہ وزن میں پانچ درم ہوتا ہے اور سبب فرضیت حج کے بھی پانچ ہیں اسلام قربت بلوغ عقل استطاعت اور اشرف اعضا بھی پانچ ہیں ایک سر دو آنکھیں ایک دل ایک ناک اور سورتیں قرآن کی جن کے اول میں لفظ الحمد للہ کا واقع ہے وہ بھی پانچ ہیں اور اوقات نماز اور کلمات اذان اور اہل عبا اور پیغمبر صاحب شرائع معہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حواس خمسہ ظاہرہ اور باطنہ اور انگشتان انسان اور حضرات خمسہ اور کلیات خمسہ اور اقسام برہان بھی پانچ ہیں لطیفہ رابعہ خدا تعالیٰ نے جس طرح اپنے اسماء حسنیٰ سے ایک ایک اسم بعض پیغمبروں کو عنایت فرمایا اسی طرح آپ کے نام نامی سے ایک ایک حرف بعض انبیا کے نام میں چنانچہ میم آدم اور ابراہیم اور اسمٰعیل اور موسیٰ اور سلیمان اور مسیح اور اسموئل اور ارمیا علیہم السلام کے نام میں اور حا نوح اور صالح اور یحییٰ اور اسحٰق علیہم السلام کے نام میں اور دال داؤد اور آدم اور ہود اور ادریس علیہم السلام کے نام میں داخل ہے **نظم** ایں چہ نام دل کشا ہست ایں کہ موسیٰ و مسیح + افسر خود کردہ انداز میم ملک آرائے او + ایں کہ اسمست ایں کہ نوح و یحییٰ و اسحٰق را + فیض حمد و حلم و حشمت داد انداز جائے او + تا بہ میمش نام ابراہیم و آدم شد تمام + چوں سلیمان کرد اسمٰعیل در دل جائے او + دالِ نامش گو در آخر ہود ہادی آمدہ + سینۂ ادریس و آدم شد مگر ما وائے او + حضرت داؤد کز جنبش دو عالم پر صدا ست + از ہمیں یک حرف زینت یافت سرتا پائے او + **لطیفۂ خامسہ** میم آپ کی محبوبیت اور محمودیت اور مصطفائی کی طرف اور حا حامدیت اور حمایت امت کی اور دال دعوت کی طرف اشارہ کرتی ہے اس قیاس پر یہ اسم شریف آپ کے دو سو تینتالیس ۲۴۳ صفات کا کہ دو سو اُن میں مصدر بمیم اور چونتیس مصدر بحا اور نو مصدر بدال ہیں اجمال ہے گویا ہر حرف اس کا مثل حروف مقطعہ کے بطرح معنی متعددہ پر دال ہے جامی چہ نامست ایں کہ در دیوان ہستی + بر و نگرفتہ نامے پیش دستی

چو نام اینست نام اوراچہ باشد + مکرم تر بود از ہر چہ باشد ۔ یا میم اول ۔ سے باعتبار اعداد چالیس برس اور حا سے حکومت اور میم ثانی سے ملک آخرت اور دال سے دنیا مراد ہے تو گویا اس مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ اُس جناب کو چالیس برس کی عمر میں حکومت دنیا و آخرت کی اور ریاست دونوں جہان کی عنایت ہوئی اور عدد دونوں میم کے اسّی اور حا کے آٹھ اور دال کے چار ہیں کہ مجموع اُن کا بانوے ہے گویا اُن بانوے چیزوں کی طرف اشارہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے لئے خاص فرمائیں تیس سیپارے قرآن کے اور تیس روزہ رمضان کے اور سترہ رکعت نماز پنجگانہ کی اور دو وزیر اہل آسمان سے جبرئیل و میکائیل علیہما السلام اور دو وزیر اہل زمین سے ابو بکر و عمر اور چار اہل عبا علی فاطمہ حسین و حسن اور سبعہ مثانی یعنی سورہ فاتحہ یا میم سے دونوں جگہ مالک اور حا سے باعتبار اعداد کے بہشت جنت اور دال سے دنیا مراد تو گویا یہ اشارہ ہے کہ مالک حقیقی نے اپنے حبیب کو آٹھوں بہشت اور ملک دنیا کا مالک کیا اور میم ثانی کی توسیط اور تشدید میں بھی یہی نکتہ ہے کہ اُس جناب کو دونوں عالم سے علاقہ ہے شہیدی کہتے ہیں شعر اُدھر اللہ سے واصل اِدھر مخلوق میں شامل + خواص اُس برزخ کبریٰ میں تھا حرف مشدد کا ۔ مگر تقدم حا کا اور تاخر دال کا صریح دال ہے کہ توجہ اُس جناب کی اُس عالم کی طرف ہے اگر ہدایت اہل دنیا کی آپ سے متعلق نہ ہوتی تو دنیا میں قدم نہ رکھتے اور اُس کی طرف اصلا متوجہ نہ ہوتے شعر وکیف تدعوا الی الدنیا ضرورۃ من + لولاہ لم تخرج الدنیا من العدم لطیفہ سادسہ مادہ صورت آدم علیہ السلام یعنی مٹی اُن کی چالیس روز خمیر کی گئی اور بہشت آٹھ ہیں اور مراتب حضرات اولیا کے چالیس کہ اصناف اشرع ارباب ولایت کو درجات اربع ولایت میں کہ بدایت و نہایت و ظہور و بطون سے عبارت ہیں ضرب دینے سے چالیس حاصل ہوتے ہیں اور جملہ سفلیات عناصر اربعہ سے مرکب ہیں گویا اس مضمون کی طرف اشارہ ہوا کہ مسمّیٰ اس اسم پاک کا باعث تخمیر طین آدم اور موجب رونق جنت اور مرجع ارباب ولایت اور سبب پیدائش دنیا اور ما فیہا کا ہے شاید امیر حسن علائی سنجری مولف فوائد الفواد میں اس رباعی سے یہی مضمون مراد لیا رباعی یک حرف تو چل صباح عالم را نور + یک حرف تو ہشت خلد را مایہ حور + حرف سیومی چہل ولی را دستور + زاں چہار چہار رکن عالم معمور ۔ اس صورت میں وجہ تقدم میم اور تاخر دال کی یہ ہے کہ آدم اشرف المخلوقات اور عناصر سفلیات ہیں ۔ لطیفہ سابعہ یہ نام مبارک ازل سے آپ کے لئے خاص ہے مگر بعض لوگوں نے یہ بات سنکر کہ زمانہ نبی آخر الزمان کا قریب ہے وہ نام پاک اُن کا محمد ہوگا اپنی اولاد کا نام محمد رکھا اور عجائب قدرت الٰہی سے یہ کہ اُن میں سے کسی نے دعویٰ نبوت کا نہ کیا منھم محمد بن عدی و محمد بن احیحہ اور محمد بن اسامہ اور محمد بن برار و محمد بن حارث و محمد بن خزاعی و محمد بن خولی و محمد بن یحمد و محمد بن قصمی و محمد بن مسلمہ و محمد بن حرمان تعری و محمد بن حرمان جعفی ان میں سے محمد بن مسلمہ اور محمد بن برار مسلمان ہیں اور محمد بن عدی کے اسلام میں اختلاف ہے لطیفہ ثامنہ یہ نام مقدس اول و اشہر اسمائے مطہرہ ہے پروردگار تقدس و تعالیٰ نے دو ہزار برس آسمان و زمین کی پیدائش سے پہلے آپ کا نام محمد رکھا اذان و اقامت

وکلمہ طیب وکلمہ شہادت میں بھی یہی نام واقع ہے اور بہشت کے ہر محل اور کھڑکی اور پردے اور سدرہ کے ہر پتے اور ساتوں آسمان کے ہر مکان بلکہ عرش معلی پر یہی نام لکھا ہے جب زمانہ آپ کی ولادت کا قریب ہوا آپ کی والدہ شریفہ اور جد امجد سے خواب میں کہا گیا کہ وہ مولود مسعود جب پیدا ہو تو اُن کا نام محمد رکھنا مزرع الجنات میں لکھا ہے کہ جب عبدالمطلب نے آپ کا یہ نام رکھا لوگوں نے کہا کیا سبب ہے کہ تم نے اپنے فرزند کیلئے نیا نام تجویز کیا جو تمہارے باپ دادا میں کسی کا نہ تھا فرمایا اس لئے کہ خالق آسمان پر اور خلق زمین میں اُسکی صفت وثنا کرے اور جو اُنھوں نے آرزو کی اُسی طرح واقع ہوا اور اُس نام کے عجائبات سے یہ ہے کہ موصل ۵۹۰ھ میں بعض صلحاء نے ایک دانہ انگور کا دیکھا اُس پر یہ نام نامی بخط قدرت لکھا تھا مط اور بعض بزرگوں نے پتھر پر یہ صیغہ درود کا بخط قدرت لکھا پایا اللھم صل علی محمد بحرالانوار الی الآخر مو اور بعض نے پرانے پتھروں پر یہ مضمون لکھا دیکھا محمد تقی مصلح سید امین صاحب فتح المتعال کہتا ہے ملک فارس میں میں نے کسی عورت کے پاس ایک پتھر دیکھا اُسکی ایک طرف لا الہ الا اللہ اور دوسری طرف محمد رسول اللہ بخط قدرت لکھا تھا۔ دو چند سونا اُس پتھر کے بدلے دیتا رہا مگر اُس عورت نے قبول نہ کیا اور اس نام کے خصائص سے یہ ہے کہ محمد نام کا کوئی شخص جس مشورہ میں شریک ہوتا ہے اُس میں برکت ہوتی ہے اور جس گھر میں رہتا ہے برکت اُسکی کبھی نہیں جاتی جب تک وہ اُس میں رہتا ہے کہتے ہیں جس شخص کا نام محمد ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی شفاعت کریں گے اور بہشت میں لیجائیں گے کما قال شعر وان لی ذمۃ منہ بتسمیتی + وھو اوفی الخلق بالذمم۔ اور مواہب لدنیہ میں انس سے مرفوعاً روایت کیا کہ دو شخص قیامت کے دن خدا کے حضور میں کھڑے ہوویںگے اُن کو بہشت کا حکم ہوگا عرض کریں گے کس عمل سے ہم مستحق بہشت کے ہوئے حکم ہوگا بتحقیق میں نے قسم کھائی ہے کہ جس کا نام محمد یا احمد ہوگا اُسے دوزخ میں نہ ڈالوں گا اور محدثین نے جو اس بات پر طعن کیا مراد اُن کی یہ ہے کہ یہ مضمون حدیث سے ثابت نہیں نہ یہ کہ فی نفسہ غلط ہے اسلئے کہ اگر پروردگار نے اس نام نامی میں یہ تاثیر رکھی ہو کیا بعید ہے غور کرو کہ جب عرش خدا اس نام کی برکت وتاثیر سے قائم ہو گیا تو یہ تاثیر اُس سے زائد نہیں کہ عقل سلیم قبول نہ کرے سی وششم مہر نبوت کہ مثل ستارہ صبح کے دوش مقدس یا پشت مبارک پر چمکتی تھی۔ حت ک اور اُس پر بال س یا خال مجتمع تھے اور اُس کے ظاہر میں لکھا تھا توجہ حیث شئت فانک منصور اور باطن میں مرقوم تھا ان اللہ وحدہ لا شریک لہ تاریخ نیشاپوری میں لکھا کہ اُس میں گوشت سے مکتوب تھا محمد رسول اللہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں کہتے ہیں کہ اس بات میں کچھ ثابت نہ ہوا اور اُس کی شکل میں روایات مختلفہ وارد ہیں بخاری وترمذی نے روایت کیا کہ مانند زر حجلہ یعنی تکمہ حجلہ عروس کے ت یا مانند بیضہ کبک کے تھی اور بعض روایات میں آیا کہ مانند خال سیاہ کے تھی لیکن درحقیقت یہ اختلاف نہیں بلکہ ہر راوی نے بقدر اپنے فہم کے تشبیہ وتمثیل دی ہے ہاں اس بات میں اختلاف ہے کہ وقت ولادت کے موجود تھی یا نہیں روایت بزاز کی امر اول پر دلالت کرتی ہے اور ابو نعیم نے

ابن عباس سے روایت کیا کہ بعد ولادت کے فرشتے نے تین بار آپ کو اُس پانی سے کہ آپ کے غسل کے لئے لائے تھے نہلایا اور پارہ حریر سے ایک مہر کہ مانند زہرہ کے چمکتی تھی اور بیضۂ مکنونہ کے ہمشکل تھی نکال کر آپ کے دوشِ مقدس پر لگائی اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ مہر نبوت آپ کے خصائص سے ہے یا نہیں اکثر علما آپ کیلئے خاص کہتے ہیں۔ ولنعم ماقیل ؎ گرچہ شیریں دہناں بادشہا نند ولے ÷ او سلیمان جہان است کہ خاتم با دست مگر مواہب لدنیہ میں بروایت حاکم وہب بن منبہ سے اور پیغمبروں کیلئے بھی نقل کیا مطالع المسرات میں لکھا ہے کہ خاتم نبوت آپ کی صفات کمال و علامات نبوت سے شمار کی گئی اگرچہ اور پیغمبر کیلئے بھی ثابت ہے مگر اُن کے سیدھے ہاتھ میں ہوتی تھی پیٹھ میں مقابل مدخل شیطان کے ہونا آپ کے خصائص سے ہے اسواسطے کتاب شعیا اور اگلی کتابوں میں آپ کا وصف اسکے ساتھ وارد ہوا انتہیٰ ملخصا اور اُس کے ثبت میں نکتہ یہ تھا کہ نوشتہ کے آخر میں واسطے مزید اعتبار کے مہر کر دیتے ہیں آپ پر دفتر رسالت و نبوت ختم ہوا اس لئے مہر عالم غیب کی پشت مقدس پر ثبت ہوئی تا معلوم ہو کہ یہ نوشتہ ابتدا سے انتہا تک خدا ہی کی طرف سے ہے اسی وجہ سے آپ کو خاتم النبیین کہتے ہیں کہ آپ سید انبیاء و مرسلین ہیں آپ کے سبب سے اُن کی پیغمبری اور کتابوں کا اعتبار بڑھا اور ایک عالم نے اٰمنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ پڑھا شہیدی شرف حاصل ہوا آدم اور ابراہیم کو اُس سے ÷ نہ تنہا فخر عالم تھا اپنے اب وجد کا۔ سی و ہفتم حوض کوثر۔ بخاری اور مسلم نے روایت کیا کہ مسافت اُس کی ایک مہینہ کی راہ اور کنارے اُس کے برابر پانی اُس کا چاندی سے سفید اور مشک سے خوشبودار زیادہ ہے جس کے حلق میں جائے بھوک پیاس سے ہمیشہ کو محفوظ رہے اور بعض روایت میں آیا کہ پانی اُس کا برف سے سرد اور شہد سے شیریں تر ہے آبخورہ اُس کے جیسے آسمان کے تارے اُس میں دو پرنالہ بہشت سے اترتے ہیں ایک سونے کا دوسرا چاندی کا ابو حاتم کی روایت میں وارد ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا ایک نہر دیکھی کہ اُس پر خیمہ یاقوت اور موتی اور زبرجد کے کھڑے تھے اور سبز پرند اُس کے گرد بیٹھے تھے جبرئیل نے کہا یہ کوثر ہے کہ تمہارے رب نے تم کو دی ہے برتن سونے اور چاندی کے اُس پر رکھے تھے ایک برتن اُس سے بھر کر پیا شہد سے زیادہ شیریں اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا اور بیہقی نے روایت کیا کہ اُس آسمان پر ایک چشمہ ہے جسے سلسبیل کہتے ہیں کوثر اور نہر الرحمت اُس سے نکلی ہیں اور قرطبی کے نزدیک آپ کو دو حوض عنایت ہوں گے ایک صراط سے پہلے اور ایک بعد اترنے کے دونوں کا نام کوثر ہے بعض کہتے ہیں کہ کوثر ایک نہر کا نام ہے جس کے کنارے یہ حوض واقع ہے حاکم اور ترمذی نے مرفوعاً روایت کیا کہ سب سے پہلے فقراء مہاجرین حوض پر پہنچیں گے مسلم کی حدیث میں ہے کہ میں لوگوں کو وہاں آنے سے روکوں گا جس طرح دودھ کا مالک دودھ سے روکتا ہے یعنی اور امتوں یا نامستحقوں کو اُس پر نہ آنے دوں گا اور وہ جو ابن ابی الدنیا نے بسند صحیح حسن بصری سے مرفوعاً روایت کیا کہ ہر نبی کو ایک حوض دیا جائے گا کہ اپنے حوض پر کھڑا ہو کر اپنی امت کو جمع کرے گا اور پیغمبر آپس میں مباحات کریں گے کہ پیرو کس کے زیادہ ہیں۔ اور ترمذی کی

روایت سمرہ بن جندب سے موید اس کی ہے کچھ منافی اس تخصیص کے نہیں اس لئے کہ یہاں کلام حوض کوثر میں ہے نہ مطلق حوض میں اگرچہ اور پیغمبروں کو بھی حوض عنایت ہوگا مگر حوض کوثر کہ جس میں دو پرنالے بہشت کے آتے ہیں آپکے لئے مخصوص ہے اور قرطبی کہتے ہیں کہ اس بات پر یقین کرنا چاہئے کہ خدائے تعالیٰ نے آپکو اس حوض سے کہ وصف اُسکا احادیث صحیحہ میں وارد ہوا خاص کیا منقول ہے کہ مولیٰ علی حوض کوثر کے ساقی ہوں گے اور مولیٰ علی سے منقول ہے کہ جس کے دل میں ابوبکر و عمر کی محبت نہ ہوگی اُسے ایک قطرہ آب کوثر کا نہ دوں گا سی و ششم آپ تھوڑی عبارت میں یہ مطلب کمال فصاحت و بلاغت سے بیان فرماتے اور ہر شخص سے اُس کی زبان میں کلام کرتے آپ فرماتے ہیں کہ میں فصیح تر عرب کا ہوں اور اہل جنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لغت میں گفتگو کریں گے ن ایک روز عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کبھی مکہ سے باہر تشریف نہ لے گئے یہ فصاحت کہاں سے حاصل کی فرمایا لغت اسمٰعیل کہ جہاں سے گم ہوگیا تھا خدا تعالیٰ نے مجھے بتلادیا اور شاید قول شریف ادبنی ربی فاحسن تادیبی سے بھی یہی مراد ہے عربیت کو ادب بھی کہتے ہیں۔ آپ کے کلمات جامعہ سے ہے موس انما الاعمال بالنیات مو اسلم تسلم مو السعید من وعظ بغیرہٖ مو المرء مع من احب بل مو لیس الخبر کالمعائنۃ مو والمجالس بالامانۃ مو ترک الشر صدقۃ مو الحیاء من الایمان مو سید القوم خادمھم مو المستشار موتمن مو الندم توبۃ مو الداعی الی الخیر کفاعلہ مو قلۃ العیال احد الیسارین مو النساء حبالۃ الشیطان مو الرضاع بغیر الطباع۔۔۔ استعینوا علی الحوائج بالکتمان ۔۔۔ الانسان حریص علی ما منع۔۔۔ المومن کالسنان المشط و حبك الشیئ یعمی ویصم المومن من امنہ الناس۔ پہلی حدیث سے ہزاروں جزئیات فقہیہ مستنبط ہیں اگر تفسیر و تحقیق اُسکی کی جائے ایک کتاب علیحدہ لکھنا پڑے۔ اور حدیثوں کو بھی اُسی پر قیاس کرنا چاہئے۔ سی و ہم ت آپ کا شیطان مسلمان ہوگیا چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہوا کہ میں آدم پر دو باتوں میں بزرگی دیا گیا اُس کی عورت نے اُسے گناہ کی رغبت دلائی اور میری عورت یعنی خدیجہ نیکی پر مددگار ہوئی دوسرے اُس کے شیطان نے اُسے بہشت سے نکالا اور میرا شیطان میرا فرمانبردار اور مطیع ہوگیا۔ اور یہ بھی ثابت ہے کہ بطن نخلہ میں جو جن کہ ایمان لائے اُن میں ایک بیٹا ابلیس کا بھی مسلمان ہوا ہر چند کہ سب انبیا معصوم ہیں گناہ کبیرہ اُن سے صادر نہیں ہوتا مگر ابلیس اُن کے معاملہ میں اس قدر دخل رکھتا ہے کہ کبھی لغزش کراتا ہے جیسا کہ قصۂ آدم علیہ السلام سے ظاہر ہے۔ اور کبھی اُن کے جسم میں کسی قسم کا تصرف کرتا ہے جیسا حضرت ایوب علیہ السلام کے قصہ سے ثابت ہے مگر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر طرح اُس ملعون کے شر سے محفوظ ہیں بعض روایت میں وارد ہے کہ واقعۂ شق صدر میں فرشتے نے ایک نقطہ سیاہ خون آلود دل مبارک چیر کر نکالا اور آپ کو دکھا کر کہا کہ یہ حصہ شیطان کا ہے آپ کے جسم سے اب اُسے آپ پر کسی طرح کی قدرت نہ رہی یہاں تک کہ آپ فرماتے ہیں کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا بیشک دیکھا کہ شیطان میری سی صورت

نہیں بنا سکتا اور وجہ اس امتناع کی یہ ہے کہ آپ اسم ہادی کے مظہر اور شیطان اسم مضل کا مظہر ہے اور دونوں مظہروں میں غایت تضاد واقع ہے پس صورت مخصوصہ ایک ضد کی دوسری ضد سے کس طرح متعلق ہوسکے چہلم لقب آپ کا اُمی ہے اور یہ لقب شریف دلیل ساطع اور برہان قاطع آپ کی نبوت کا ہے کہ باوصف امیت کے انواع علوم زبان مبارک سے بیان فرمائے کہ ماہر علم حدیث پر بخوبی ثابت ہے نظم قلم ولوح بودش اندر دست ✦ زاں نفرسود از قلم انگشت ✦ آنکہ شق قمر کند چو قلم ✦ بقلم گر نبرد دست چہ غم۔ اور اس لقب مبارک میں یا نسبت کی ہے یعنی منسوب بامُم گویا اصل ولادت پر ہیں کہ نہ پڑھا نہ لکھا یا منسوب بامُ القریٰ کہ نام مکہ کا ہے بمعنی مکی یا منسوب بامُ القرآن کہ نام سورہ فاتحہ کا یعنی وہ شخص جس پر سورہ فاتحہ نازل ہوئی یا منسوب بام الکتاب کہ لقب لوح محفوظ کا ہے یعنی آپ نے نہ کسی سے پڑھا نہ لکھا بلکہ سب علم لوح محفوظ سے حاصل کیا نظم فیض ام الکتاب پروردش ✦ لقب امی خدا ازاں کردش ✦ لوح تعلیم ناگرفتہ ببر ✦ ہم زاسرارِ لوح دادہ خبر ✦ بر خطا دست انس وجاں را سر ✦ گر نخواند است خط ازاں چہ ضرر۔ ولنعم ما قیل۔ خاکی وبر اوج عرش منزل ✦ اُمی وکتاب خانہ در دل ✦ چابک قدم بسیط افلاک ✦ والا گہر محیط لولاک۔ اور یہ اسم مقدس آپ کا بہت مشہور ہے قرآن میں بھی مذکور ہے اور حصول شرف زیارت میں دخل تمام رکھتا ہے یہاں تک کہتے ہیں جس عمل میں یہ اسم نہ ہو سے زیارت آپ کی حاصل نہیں ہوتی باقی رہا یہ امر کہ باوجود اُمیت کے آپ نے اپنے ہاتھ سے بطریق اعجاز کچھ لکھا بھی ہے یا نہیں بعض نفی اور بعض ثابت کرتے ہیں واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب چہل ویکم پروردگار تقدس وتعالیٰ نے آپ کو عبداللہ فرمایا لما قام عبد اللہ یدعوہ کادوا یکونون علیہ لبدا بخلاف اور انبیا کے کہ اُن کیلئے نعم العبد اور عبدا شکورا وارد ہوا محققین کہتے ہیں ہر بندہ کو ایک اسم الٰہی سے کسی طرح کی نسبت ہوتی ہے اور جب وہ نسبت وہبًا یا کسبًا کامل ہو جاتی ہے تو اُسے اُس اسم کی طرف اضافت کرتے ہیں اور اللہ علَم ہے واسطے اُس ذات پاک کے کہ جامع جمیع صفات کی ہے اُس کی طرف اضافت صریح دلالت کرتی ہے کہ جس طرح اوروں کو بعض صفات الٰہیہ سے نسبت ہے آپ کو ذات پروردگار سے علاقہ ہے اور اُس کے ساتھ تمام صفات سے بھی مناسبت حاصل ہے بلکہ قطع نظر اضافت کے مضاف بھی آپ کے خصائص سے ہے اس لئے کہ ہر شخص عبدیت اور معرفت ربوبیت میں آپ کا طفیلی ہے اور آپ کی ذات اس باب میں اصل اور اس صفت یعنی عبدیت سے کوئی صفت برتر نہیں کہ اصل سب مراتب ومقامات کی ہے پیغمبروں نے بندگی سے مرتبہ نبوت ورسالت حاصل کیا اسی واسطے تشہد میں بھی وصف عبدیت رسالت پر مقدم واقع ہوا اور جس جگہ پروردگار تعالیٰ کو کمال شرف اور قرب منزلت حضرت کا بیان فرمانا منظور ہوتا ہے آپ کو اسی وصف کیساتھ یاد فرماتا ہے اوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ اور سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ ابو علی دقاق کہتے ہیں کوئی چیز عبودیت سے شریف تر اور مسلمان کے لئے کوئی نام بندہ سے بہتر نہیں مو فخر الدین رازی ابو القاسم انصاری نقل

کرتے ہیں کہ جب وہ جناب شب معراج اعلیٰ درجہ پر پہنچے حکم آیا یا محمد ثم شرفک عرض کیا اس سبب سے کہ میں تجھ سے نسبت بندگی کی رکھتا ہوں اُسی کے مطابق آیۃ آئی سبحان الذی اسریٰ بعبدہ **چہل و دوم** وہ جناب سب سے پہلے شفاعت کریں گے اور سب سے پہلے آپکی شفاعت قبول ہوگی جو آپ فرماتے ہیں کہ میں سردار اولاد آدم کا ہوں اور خدا کے نزدیک اُن کا بڑا اور یہ بات فخر سے نہیں کہتا اور اول شافع ہوں اور اول مشفع اور اول زمین سے نکلوں گا اور اول مجھی کو حکم سجدہ کا ہوگا میں احمد ہوں میں محمد ہوں میں خدا کا پیارا اور اُس کا پیغمبر ہوں **چہل و سوم** اول آپ قبر سے باہر نکلیں گے اُس وقت ستر ہزار فرشتے آپ کی جلو میں ہوں گے داہنے ہاتھ میں ہاتھ صدیق اکبر کا اور بائیں میں عمر فاروق کا ہوگا اس شان و تجمل سے جنت البقیع کو تشریف لے جائیں گے جس وقت وہاں کے مردے اپنی قبروں سے اٹھیں گے پہلے نگاہ اُن کی آپ ہی کے جمال مبارک پر پڑے گی زہے قسمت اُس صاحب دولت کی جو اس نعمت سے مشرف ہو خدائے کریم اپنے فضل عمیم سے اس فقیر کو بھی یہ نعمت عظمیٰ اور دولت کبریٰ عنایت فرماوے۔ **بیت** روز محشر کہ من از خواب گراں برخیزم ✦ بر رُخِ آں مہِ تاباں نگراں برخیزم۔ **چہل و چہارم** اول وہ بقصد شفاعت سجدہ کریں گے **چہل و پنجم** اول وہ سر اپنا بفرمان الٰہی اُٹھائیں گے۔ **چہل و ششم** اول اُن کو مراتب و مناصب ملیں گے **چہل و ہفتم** اول وہ اُمت کو ساتھ لے کر پل صراط سے گزریں گے **چہل و ہشتم** اول آپ دیدار الٰہی سے مشرف ہوں گے۔ **چہل و نہم** اول اُن سے میثاق لیا گیا **پنجاہم** اول انھوں نے جواب الست بربکم میں بلیٰ کہا **پنجاہ و یکم** اول وہ بعد نفخہ کے سر اٹھائیں گے **پنجاہ و دوم** اول وہ بہشت کا دروازہ کھلوائیں گے اور فقرا اُمت کے ساتھ سب سے پہلے بہشت میں جائیں گے اللہ تعالیٰ نے شب معراج آپ سے وعدہ کیا کہ بہشت سب پیغمبروں پر حرام ہے جب تک تو اُس میں نہ جائے اور سب اُمتوں پر حرام ہے جب تک تیری اُمت داخل نہ ہولے۔ **س** آپ فرماتے ہیں میں بہشت کے دروازہ پر قیامت کے دن آؤں گا اور دروازہ کھلواؤں گا فرشتہ کہے گا کون ہے میں کہوں گا محمد عرض کرے گا مجھے یہی حکم تھا کہ تم سے پہلے کسی کے لئے نہ کھولوں **پنجاہ و سوم** اول وہی حضور الٰہی میں بلائے جائیں گے اور کلام کریں گے طبرانی نے حذیفہ سے روایت کیا کہ خدا تعالیٰ لوگوں کو ایک زمین میں جمع کرے گا وہاں کوئی بات نہ کر سکے گا پھر حضرت سب سے پہلے بلائے جائیں گے جواب دیں گے لبیک و سعدیک والخیر فی یدیک والشر لیس الیک والمھدی من ھدیت وعبدک بین یدیک وبک والیک ولا ملجاء منک الا الیک تبارکت وتعالیت سبحانک رب البیت حذیفہ فرماتے ہیں اسی مقام کو محمود کہتے ہیں اور ابن مندہ کہتے ہیں اس حدیث کی صحت پر محدثین کا اجماع ہے اور رجال اس کے ثقات ہیں کذا فی المواھب اللدنیہ **پنجاہ و چہارم** آپ اول مخلوقات ہیں جو آپ فرماتے ہیں میں اول موجودات ہوں جب میں پیدا ہوا اُس وقت نہ پانی تھا نہ مٹی نہ جسم نہ آدم جو ایک روز کسی نے آپ سے پوچھا کہ پہلے کیا پیدا ہوا فرمایا نور میرا اور خدا تعالیٰ نے میرے نور سے تمام مخلوقات کو ظاہر کیا

جو ایک بار مولیٰ علی سے فرمایا اے ابوالحسن بے شک محمد رسول رب العالمین کا اور خاتم النبیین اور قائد الغر المحجلین اور سردار تمام انبیاء و مرسلین کا ہے میں پیغمبر تھا اور آدم درمیان مٹی اور پانی کے بے شک میں مسلمانوں پر مہربان اور گنہگاروں کا شفیع ہوں ب اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں سب پیغمبروں سے پہلے پیدا ہوا اور سب کے بعد خلق پر بھیجا گیا **فائدہ** شاید اس میں یہ نکتہ تھا کہ اُمت آپ کے اخلاق اور احوال اگلی امتوں کے دیکھ بھال کر کمالات اولین و آخرین حاصل کرے اور جن باتوں سے اگلے لوگ ہلاک ہوئے اور اُن پر عتاب ہوا بچتے رہے یا یہ بھید تھا کہ دین آپ کا دائم و باقی ناسخ سب شرائع و ادیان کا ہے اگر ظہور آپکا اور پیغمبروں سے پہلے ہوتا اُن کی شریعت ظاہر نہ ہوتی اور دین اُن کا رواج نہ پاتا بلکہ در حقیقت ختم نبوت ایک کمال مستقل ہے کہ اُس سے بڑھ کر کوئی مرتبہ نہیں اسواسطے یہ کمال بھی پروردگار تقدس و تعالیٰ نے آپ کیلئے خاص فرمایا **پنجاہ و پنجم** اور آپ کو خاتم النبیین کہا قال اللہ تعالیٰ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیئ علیما علاوہ بریں جس طرح پہلا اسم یعنی اول ایک اسم الٰہی کی مظہریت پر دلالت کرتا ہے اس اسم یعنی آخر سے دوسرے اسم کی مظہریت ثابت ہوتی ہے اور ان دونوں کے اجتماع سے ایک معنی عجیب پیدا ہوتے ہیں کہ جسطرح پروردگار سب شئے کو محیط ہے کہ اول بھی وہ ہی ہے اور آخر بھی وہی ہے اُسی طرح بسبب اس کے کہ ایک پرتو اس احاطہ کا اُس جناب پر بھی واقع ہوا ہے وہ جناب بھی نبوت و رسالت کو محیط ہیں کہ اول النبیین بھی وہ ہی ہیں اور آخر النبیین اور خاتم النبیین بھی وہ ہی ہیں اور جو اس لفظ کو بموجب قرأت عاصم رحمۃ اللہ تعالیٰ کے خاتم النبیین بفتح تا پڑھیں تو ایک اور خاصہ آپ کا ثابت ہوتا ہے **پنجاہ و ششم** کہ سوا آپ کے یہ لقب بھی کسی کو حاصل نہ ہوا مہر سے اعتبار بڑھتا ہے اور آپ کے سبب سے پیغمبروں کا اعتبار زیادہ ہوا اور مہر سے زینت ہوتی ہے اور آپ انبیا کی زینت ہیں کما لا یخفیٰ **پنجاہ و ہفتم** اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کی نگہبانی فرماتا اور فرشتوں کو آپ کی حفاظت کیلئے اور لڑائیوں میں آپ کی مدد کے لئے بھیجتا جبرئیل و میکائیل آپ کے داہنے بائیں کھڑے ہو کر اُحد کی لڑائی میں دشمنوں سے لڑے ہیں اور ہزاروں فرشتے بدر اور اُحد اور خندق اور حنین اور بنی قریظہ میں مدد کو آئے ہیں جب آپ غزوہ خندق سے لوٹ کر فتح و نصرت کے ساتھ مکان تشریف لائے اور ہتھیار بدن مقدس سے جدا فرمائے جبرئیل امین ہتھیار باندھے حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ہتھیار کھول ڈالے اور فرشتے ہتھیار باندھے مستعد کھڑے ہیں جلد تشریف لے چلئے اور یہود بنی قریظہ کو محاصرہ کیجئے ایام محاصرہ میں کسی نے عرض کیا کہ میں نے ایک سوار قریظہ کے قلعہ کی طرف جاتے دیکھا فرمایا وہ جبرئیل تھا کہ اُن کے قلعوں میں زلزلہ اور اُن کے دلوں میں رعب ڈالنے گیا ہے اور یہ بھی آیا ہے کہ جو فرشتے جنگ بدر میں آپ کے ہمراہ ہو کر لڑے اُن کو ملائکہ بدریین کہتے ہیں اور سب فرشتے اُن کی تعظیم و توقیر کرتے ہیں جب کوئی دشمن آپ کو ایذا دینا چاہتا اکثر فرشتے بیچ میں حائل ہو جاتے اور اُس کے شر سے آپ کو بچاتے ایک بار ابوجہل نے یہ کیفیت اپنی آنکھوں سے

دیکھ لی اور کہا کہ یہ شخص بڑا جادوگر ہے میں اس سے نہ جیتوں گا جب میں نے اس کی طرف قصد کیا خندق آگ کا اپنے اور اُس کے بیچ میں حائل دیکھا کہ اُس کے کنارے پر فرشتے کھڑے تھے اور ایک اژدہائے مہیب مجھ پر دوڑا اگر میں ہٹ نہ آتا تو آگ میں جل جاتا اور وہ اژدہا مجھے نگل جاتا ایک بار اُس ملعون نے قسم کھائی کہ جب میں محمد کو نماز پڑھتے دیکھوں گا ایذا دوں گا اتفاقاً ایک روز دیکھ لیا پتھر اُٹھا کر سر مقدس پر مارنا چاہا حکم الٰہی سے پتھر اُس کے ہات میں چپٹ گیا اور ہات اُس کے گلے میں طوق ہوگیا ایک مخزومی کافر نے جو وہاں موجود تھا بے ادبی کا ارادہ کیا فوراً اندھا ہوگیا کہ آپ اُس کو ہرگز نظر نہ آئے آیۂ کریمہ انا جعلنا فی اعناقهم اغلالاً فهی الی الاذقان فهم مقمحون وجعلنا من بین ایدیهم سداً ومن خلفهم سداً فاغشیناهم فهم لا یبصرون اس قصہ کے بیان میں نازل ہوئی ب جب حکم ہوا کہ قریش کو پھونک اور جلا عرض کیا الٰہی وہ میرا سر کچل ڈالیں گے ارشاد ہوا میں نے تجھے اس لئے بھیجا کہ تجھے اور تیرے سبب سے اوروں کو آزماؤں اور تجھ پر وہ کتاب نازل کی کہ ہرگز نہ مٹے گی اُسے سوتے اور جاگتے پڑھ اور اُن پر لشکر بھیج ہم اُن سے پانچ حصہ زیادہ تیرے مددگار بھیجیں گے تو اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اپنے دشمنوں سے مقابلہ کر اور یہ بھی لکھا ہے کہ جب آپ کو دشمنوں کی طرف سے اندیشہ ہوا حکم آیا واللّٰه یعصمك من الناس خدا تمہیں اُن کے شر سے محفوظ رکھے گا اُس دن سے آپ نے پہرا چوکی موقوف کیا کہ میں نے خدا کی نگہبانی پر کفایت کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان تصبروا وتتقوا ویأتوکم من فورهم هذا یمددکم ربکم بخمسة الاف من الملائکة مسومین وقال اللّٰه تعالیٰ انا کفیناك المستهزئین اور فرماتا ہے فسیکفیکهم اللّٰه وهو السمیع العلیم پنجاہ و دو ہشتم معیت کہ ادراک اُس کا احاطہ عقل سے وراء ہے بلکہ بطفیل اُن کے یہ رتبہ علیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی حاصل ہوا ہے قال اللہ تعالیٰ ثانی اثنین اذهما فی الغار اذ یقول لصاحبه لاتحزن ان اللّٰه معنا ض جب مشرکین دروازہ غار پر پہنچے صدیق اکبر آن کو دیکھ کر غمگین ہوئے فرمایا تو اُن دو شخصوں سے کیا گمان رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ جن کا تیسرا ہے پنجاہ ونہم آپ میں چالیس مرد بہشتی کی قوت تھی اس لئے آپ کو ایک وقت میں چار عورت سے زیادہ درست تھیں چنانچہ بعض اوقات گیارہ یا بارہ ازواج مطہرات سوا سراری کے جمع ہوگئیں تت اور ہر مرد بہشتی کو سو مرد دنیا کے برابر قوت دیجائے گی اس حساب سے آپ کو قوت چار ہزار آدمیوں کی حاصل تھی اور خوارق عادت سے ہے کہ آپ اکثر اوقات گرسنگی میں مبتلا رہتے اور شکم مبارک پر پتھر باندھتے اور اُس حالت میں ایک شب میں سب ازواج مطہرات سے مباشرت کرتے شصتم ب خندق کی لڑائی میں باد صبا آپ کی مدد کو بھیجی گئی کہ سب ڈیرے خیمے کافروں کے گرادیئے اور اُن کو کچھ نظر نہ آتا تھا لاچار ہوکر بھاگ گئے شصت ویکم خود خدا تعالیٰ نے آپ کا نکاح زینب بنت جحش سے عرش معلی پر کیا فلما قضی زید منها وطراً زوجنکها منقول ہے جب

آپ نے زینب کے پاس پیام نکاح کا بھیجا کہا میں اپنے خدا سے مشورہ کر کے جواب دوں گی پھر دو رکعت نماز پڑھی اور یہ دعا کی اللھم ان رسولک یخطبنی فان کنت له اھلا فزوجنی منه خدایا رسول تیرا مجھ سے نکاح کیا چاہتا ہے اگر میں اُس کے لائق ہوں تو تو اُس سے میرا نکاح کردے آیت نازل ہوئی فلما قضیٰ زید الأخر یعنی جب زید اُس سے حاجت روا کر چکا تو ہم نے تیرا نکاح اُس سے کردیا بعد نزول اس آیت کے حضرت نے زینب سے خلوت کی اُنھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ نہ خطبہ نہ گواہ فرمایا خدا نکاح پڑھانے والا ہے اور جبریئل گواہ ہے ص اس روز سے زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمام ازواج مطہرات سے فخر کیا کرتیں کہ تمہارے نکاح تمہارے اولیا نے کئے اور میرا نکاح میرے خدا نے اور اس نکاح سے ایک بڑا حرج دفع ہوا اگر یہ نکاح واقع نہ ہوتا تو کوئی شخص اپنے متبنیٰ کی عورت سے نکاح نہ کرسکتا اور یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ متبنیٰ وارث نہیں ہوسکتا اور شرع میں عقد متبنیٰ کچھ اعتبار نہیں رکھتا **شصت و دوم** نکاح بلا مہر و شہود کے آپ کے لئے خاص ہے وان امرأة مومنة وھبت نفسھا للنبی الیٰ قوله تعالےٰ خالصة لك من دون المومنین چنانچہ بقول شعبی زینب بنت خزیمہ ام المساکین انصاریہ اور بقول قتادہ میمونہ بنت الحارث اور بقول ضحاک و مقاتل و علی بن حسین ام شریک بنت جابر اسدیہ اور بقول عروہ بن زبیر خولہ بنت حکیم سلیمہ اسی صورت سے آپ کی خدمت میں آئیں اور شاید نکتہ اس جواز کا یہ ہے کہ آپ مسلمان مردوں اور عورتوں کے مولیٰ اور سب آپ کی لونڈی غلام ہیں اور مولیٰ کو اپنی لونڈی سے بے مہر صحبت کرنا درست ہے۔

شصت و سوم ع جس کھاری کنوئیں میں آپ کا تھوک ڈالتے شیریں ہوجاتا اور جو بچہ اُس کنوئیں کا پانی پیتا سیر ہوجاتا اور دودھ نہ مانگتا گویا اُس کا پانی آب زمزم کی تاثیر پیدا کرتا ایک بار کئی بچے شیر خوارہ آپ کے پاس لائے گئے آپ نے لعاب دہن اپنا اُن کے مونہہ میں ڈالا اس قدر سیر ہوگئے کہ تمام دن دودھ نہ مانگا اور یہ امر عاشورہ کے دن اہل بیت کے بچوں کے ساتھ بھی واقع ہوا اور خیبر کے روز مولیٰ علی کی آنکھیں دکھتی تھیں تھوڑا لعاب دہن اُن کی آنکھوں میں ڈالا فی الفور اچھی ہوگئیں اور پھر کبھی نہ دکھیں امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیاسے تھے زبان آپ کی چوسی فوراً پیاس جاتی رہی اور دن بھر پانی کی خواہش نہیں ہوئی۔ حدیبیہ کے روز وہاں کا کنواں لشکر کی کثرت سے خالی ہوگیا آپ کو خبر ہوئی ایک کلی اُس کنوئیں میں ڈالی کہ یکایک اُس میں جوش آیا اور پھر تمام لشکر نے پانی بھرا مگر پانی اُس کا کم نہ ہوا اور ایک کنوئیں میں آب دہن شریف ڈالا اُس کے پانی سے مشک کی خوشبو آنے لگی اور انس بن مالک کا کنواں کھاری تھا ایک قطرہ لعاب دہن کا اُس میں ڈال دیا ایسا شیریں ہوگیا کہ مدینہ میں کوئی کنواں اُس سے میٹھا نہ تھا اس واسطے آپ کے دہن کو منہل اور منبع معجزات کہتے ہیں کہ صدہا معجزات اُس کے کتب و سیر میں مذکور ہیں **شصت و چہارم** ع آپ کی بغلوں میں بال نہ تھے **شصت و پنجم** اور آپ کو کبھی جماہی نہ آئی **شصت و ششم** اور کبھی احتلام نہ ہوا کہ احتلام شیطان کی طرف سے ہے اور حضرت اُس کے فساد و شر سے محفوظ و معصوم تھے **شصت و ہفتم** اور آپ کے خواب حکم بیداری کا رکھتے تھے

ہر چند ظاہر میں آرام فرماتے مگر دل مقدس انتظار وحی میں بیدار رہتا اس لئے وضو آپ کا سونے سے نہ جاتا **شصت و ہشتم** اور جس جانور پر سوار ہوتے سب سے آگے اور تیز چلتا اگرچہ سست قدم ہوتا **شصت ونہم** اور جب تک سوار رہتے لید اور پیشاب نہ کرتا **ہفتا دم** اذان **ہفتا دو یکم** اور اقامت **ہفتا دو دوم** اور نماز پنجگانہ بایں ہیئت **ہفتا دو سوم** اور سورہ فاتحہ **ہفتا دو چہارم** اور آمین **ہفتا دو پنجم** اور ماہ رمضان **ہفتا دو ششم** اور سجدۂ صلاتیہ آپ کیلئے مخصوص ہے **ہفتا دو ہفتم** اور ساعت جمعہ بھی خاص آپ کو عنایت ہوئی کہ جو امتی آپ کا اُسوقت دعا مانگتا ہے بیشک قبول ہوتی ہے بلکہ **ہفتا دو ہشتم** روز جمعہ بھی آپ کو اور آپ ہی کی امت کو عنایت ہوا دوسری امت پر یہ دن مقرر نہ تھا علما کہتے ہیں یہ دن ازل سے بزرگ ہے کہ آدم اُس میں پیدا ہوئے اور نفخہ اور صعقہ اور بہت سے امور عظیمہ واقع ہوئے اور واقع ہوں گے مگر یہود و نصاریٰ نے اپنی بدبختی سے اُس کو نہ پہچانا اور ہفتہ اور اتوار اختیار کیا اسی سبب سے تعظیم اُس کی اُن سے نہ ہوسکی اور بلائے آسمانی اُن پر نازل ہوئی جب نوبت اس اُمت بابرکت کی آئی عنایت ازلی نے کہ اُن کے حال پر ہے فرمادیا یاایھا الذین اٰمنوا اذا نودی للصلٰوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الٰی ذکر اللہ وذروا البیع تا ماتند اور امتوں کے غلطی اور خرابی میں نہ پڑیں اے عزیز یہ امت محبوب کی ہے یہاں امتحان کی جگہ امتنان اور آزمائش کی جگہ احسان منظور ہے اور وہ مالک مختار ہے جس پر چاہے فضل کرے وھو ذوالفضل الکبیر وعلٰی من یشاء قدیر حضرت فرماتے ہیں جبرئیل میرے پاس ایک دن ایک سپید لائے اور کہا یہ دن جمعہ کا ہے کہ تمہارا رب تمہیں عنایت فرماتا ہے اور اسے تمہاری اُمت کیلئے عید ٹھہراتا ہے اُس میں ایک ساعت ہے کہ جو شخص اُسوقت دعا کرے اگر مقسوم کے مطابق ہے قبول ہوا اور جو نہیں تو اُس سے بہتر فائدہ اُس کے لئے ذخیرہ کیا جائے یعنی آخرت میں ثواب یا دے کہ وہ دعا کے قبول ہونے سے بہتر ہے اور یہ دن سب دنوں کا سردار ہے ہم اسے سیدالایام کہتے ہیں اس لئے کہ جنت میں ایک جنگل نہایت خوشبودار ہے کہ جمعہ کے دن پروردگار اعلٰی علیین سے اپنی کرسی پر وہاں نزول فرماتا ہے اور تجلی کرتا ہے کہ بہشتی اُس کے دیدار سے مشرف ہوں اور اُس دن کو یوم المزید بھی کہتے ہیں کہ نعمت اہل بہشت کی اُس روز زیادہ ہوگی یعنی دیدار الٰہی سے کہ سب نعمتوں سے عمدہ ہو اُسی دن مشرف ہوا کریں گے **ہفتا دو نہم** شب قدر تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کسی نے ذکر کیا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص نے ہزار مہینے خدا کی راہ میں ہتھیار باندھ کر جہاد کیا آپ متعجب ہوئے اور جناب الٰہی میں عرض کیا الٰہی تو نے میری امت کو سب امتوں سے عمر اور اعمال میں کم رکھا خطاب آیا انا انزلناہ فی لیلۃ القدر یعنی اے حبیب ہمارے اور اے خاص بندے ہمارے ہم نے تیری امت کو بزرگی اور کرامت عطا فرمائی کہ اُن کی ہدایت کے لئے قرآن مجید شب قدر میں اُتارا وما ادرٰک ما لیلۃ القدر اور تو نے شب قدر کو کیا سمجھا لیلۃ القدر خیر من الف شھر شب قدر ہزار مہینہ سے بہتر ہے یعنی جو ثواب

کہ اُس اسرائیلی کو ہزار مہینہ کی عبادت میں حاصل ہوا تیری امت کو اُس ایک رات کی عبادت میں بہتر اُس سے حاصل ہوگا اور صرف یہی فائدہ نہیں بلکہ تمہاری امت کے لئے اُس رات میں اور فائدے بھی ہیں تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ کہ اترتے ہیں فرشتے اور روحیں اُس رات اپنے رب کے حکم سے ہر خیر و خوبی کیساتھ سلام ہے یہ اُس وقت تک ہے کہ فجر طلوع کرے حدیث میں آیا ہے ب کہ جو شخص اُس رات قیام کرتا ہے یعنی بیدار رہتا ہے اور عبادت کرتا ہے خدائے تعالےٰ اُس کے اگلے گناہ معاف فرماتا ہے اور ب کلبی کہتے ہیں کہ اُس رات فرشتے ہر مسلمان سے جو عبادت میں مشغول ہوتا ہے سلام علیک کرتے ہیں اور اہل کمال سے مصافحہ کرتے ہیں اُس وقت بدن کے بال کھڑے ہوجاتے ہیں اور آنسو بے اختیار جاری ہوتے ہیں آدمی کو چاہیئے جس وقت یہ آثار دیکھے یہ دعا کرے اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ اور نکتہ اس رات کے پوشیدہ رکھنے میں یہ ہے کہ عابد اُس کی طلب میں سال بھر جاگیں اور گناہوں سے بچتے رہیں یا یہ فائدہ ہے کہ فاسق اُس میں گناہ کرکے ہزار مہینہ کے گناہوں میں مبتلا نہ ہوں کہ دفع ضرر جلب نفع سے بہتر ہے **ت** مجاہد کہتے ہیں کہ شیطان بھی اُس رات بدی سے باز رہتا ہے۔ **ہشتاد**۔م ع آپ حلیمہ کے گھر تھے کہ فرشتے آپ کو جھولا جھلاتے **ہشتاد و یکم** اور چاند آپ سے باتیں کرتا اور کہتا سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ **ہشتاد و دوم** اور کبھی بستر پر پاخانہ پیشاب نہ کرتے اور بچپن میں بھی **ہشتاد و سوم** کبھی بھوک پیاس کی شکایت نہ کرتے اکثر اوقات چاہ زمزم پر جاتے اور اُس کے پانی پر تمام دن قناعت فرماتے **ہشتاد و چہارم** اور ستر مقدس آپ کا اُس زمانہ میں ظاہر نہ ہوتا اگر کھل جاتا فرشتے چھپا دیتے **نظم**۔

برہنہ نہ ہوتا بدن آپ کا + جو ہوتا تو دیتے فرشتے چھپا + ملائک جھولاتے تھے جھولا مدام + صلا مہر و مہ اُن سے کرتے کلام **ہشتاد و پنجم** بعض علما کے نزدیک کتابیہ سے آپ کو نکاح کرنا جائز نہ تھا چنانچہ قولہ تعالیٰ وامرأۃ مومنۃ اس پر دلالت کرتا ہے اور بعض نے قولہ عزوجل اللاتی ھاجرن معك کو بھی ساتھ اسلمن معك کے تفسیر کیا ہے۔ نماز تہجد خاص آپ پر فرض ہوئی نافلۃ لك من دون المومنین سنتیں فجر کی اور صلاۃ ضحیٰ اور مسواک آپ پر واجب ہے شعر کہنا اور بہ نیت شعر خوانی پڑھنا اور صدقہ واجبہ کھانا آپ پر حرام تھا۔ اسرافیل تین برس آپ کی خدمت میں رہے۔ ملک الموت نے رحلت کے وقت خدمت شریف میں عرض کیا اگر اجازت ہو روح مبارک قبض کی جائے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اکثر جگہ آپ کو القاب کے ساتھ یاد کرتا ہے بخلاف اور انبیا کے کہ اُن کا نام لیتا ہے یاآدم اسکن انت۔ یانوح اھبط بسلام منا۔ یاابراھیم قد صدقت الرویا.......... یاموسیٰ انی انا اللہ۔ یاداود انا جعلناك خلیفۃ۔ یاعیسیٰ بن مریم انت قلت للناس۔ ولنعم ما قیل ؎ یا آدم است باپدر انبیا خطاب + یا ایھا النبی خطاب محمد است۔ **تنبیہ** جو عظمت اور بزرگی اُس جناب کی اس خطاب سے سمجھی

جاتی ہے ظاہر ہے کہ جس طرح ہم معظمین کا نام نہیں لیتے بلکہ اُن کو القاب کیساتھ یاد کرتے ہیں اور مولوی صاحب اور میاں صاحب اور حافظ صاحب اور شاہ صاحب کہتے ہیں وہی قاعدہ یہاں بھی پایا جاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ پروردگار کے نزدیک اُس جناب کی بزرگی اور بڑائی اس مرتبہ کو پہنچی کہ خود مالک حقیقی نام لے کر اُن سے کلام نہیں کرتا بلکہ واسطے اظہار اُس عظمت کے اُن القاب کیساتھ کہ جو کمال بڑائی اور عظمت پر دلالت کرتے ہیں اُن سے خطاب کرتا ہے -- زمانۂ سلف میں خطاب الٰہی مخصوص با نبیا تھا اگر احیاناً امت سے خطاب کیا جاتا بلفظ یاایھا المساکین مخاطب ہوتے بخلاف آپ کی اُمت مرحومہ کے کہ قرآن شریف میں اٹھاسی جگہ بہ تشریف یاایھا الذین مشرف ہوئی اور اسی طرح تسمیہ بمسلمین خصائص اُمت مرحومہ سے ہے ملۃ ابیکم ابراھیم ھو سمٰکم المسلمین من قبل -- آپ کی امت کو خدا تعالیٰ نے گواہ اپنا قرار دیا م س حت حضرت بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ نکلا لوگوں نے اُس کی مدح کی فرمایا واجب ہوئی پھر دوسرا نکلا اُس کی مذمت کی فرمایا واجب ہوئی عرض کیا یارسول اللہ کیا واجب ہوئی فرمایا پہلے مردے کی تم نے تعریف کی اُس کے لئے بہشت اور دوسرے کی مذمت کی اُس پر دوزخ واجب ہوئی تم خدا کے گواہ ہو زمین میں بل ق جو مسلمان مرتا ہے او اُس کے ہمسایہ اُس کی مدح وثنا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے گواہی تمہاری اُس کے حق میں قبول کی اور جو بدی اُس کی تم پر ظاہر تھیں اپنے فضل وکرم سے بخش دیں سعید بن منصور و ابن ابی حاتم کعب احبار کہتے ہیں کہ یہ مرتبہ کسی امت کو حاصل نہ فرمایا جسطرح پیغمبروں کو اُن کی اُمتوں پر گواہ ٹھہرایا اس اُمت کو بھی اُن پر گواہ کیا لتکونوا شھداء علی الناس پیغمبروں کو فرمایا دعا کرو قبول کروں گا ان کو بھی ارشاد ہوا ادعونی استجب لکم پیغمبروں کو حکم ہوا بلغوا ولاحرج ان سے بھی فرمایا وماجعل علیکم فی الدین من حرج ------

اجماع آپ کی اُمت کا حجت ہے آپ فرماتے ہیں لاتجتمع اُمتی علی الضلالۃ گویا اُمت آپ کی اجماع اور اتفاق کی صورت میں حکم ایک پیغمبر کا رکھتی ہے کہ جس طرح قول نبی کا قطعی ثبوت اور واجب التسلیم ہوتا ہے وہ ہی فائدہ اُن کا اتفاق واجتماع بخشتا ہے ---- اُمت آپ کی کثیر تعداد میں سب امتوں سے زیادہ ہے آپ فرماتے ہیں انی کثیر الانبیاء تبعاً یہاں تک کہ دو تہائی بہشتی اس امت کے ہوں گے اور ایک تہائی سب امتوں سے آپ فرماتے ہیں ضمرانی لارجوان تکونوا ثلثی اھل الجنۃ میں امیدوار ہوں کہ تم دو تہائی اہل بہشت کے ہو --- مش قیامت کو آپ کی امت کے اعضائی وضو چمکتے ہوں گے ---- مش اور جو بچے اُن کے لڑکپن میں مر گئے اُن کے سامنے دوڑتے ہوں گے ----- اور نماز عشا خاص آپ پر اور آپ کی اُمت پر فرض ہوئی طحاوی نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا کہ نماز فجر کی اول حضرت آدم نے اور اسحٰق نے ظہر اور عزیر نے عصر اور داؤد نے مغرب اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا پڑھی ---------

بل ک جہ ح خطا اور نسیان اور اکراہ پر اس امت سے مواخذہ نہیں ---- اور قیامت کے دن آپ کی امت بلند مکان پر ہوگی مر آپ فرماتے ہیں انا وامتی علی بل ---- ق ئی چار ارسے

نوے کروڑ ستر ہزار آپ کی اُمت کے آدمی بے حساب بہشت میں جائیں گے --- فا اور یہ اُمت بھوکی اور مغلوب نہ ہوگی --- اور قحط اور خسف اور مسخ اور وبائے عام سے نہ مرے گی یعنی مثل اور امتوں کے ان آفتوں سے اُس کا استیصال نہ ہوگا --- بہت پاک چیزیں جیسے اونٹ کہ اگلی امتوں پر حرام تھیں اس اُمت پر حلال ہوئیں --- ف اور نعمت الٰہی اُن پر تمام ہوئی اور اُن کے دین میں کسی طرح کی دشواری اور تنگی نہ رہی --- اور عزت ابدی اُن کو عنایت ہوئی قال اللہ تعالیٰ وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین اور یہ امت آپ کی افضل امم ہے اور جو مراتب و مناصب آپ کے طفیل سے اُن کو عنایت ہوئے کسی کو نہیں ملے --- اس امت نے ستر امت پوری کیں کہ یہ سب کے اخیر --- اور امت آپ کی قیامت تک خدا کے دشمنوں سے جہاد کرے گی اور غالب رہے گی ---- م س قیامت کے دن ہر مسلمان کو ایک یہودی یا نصرانی --- اُن کے بدلے اُس یہودی یا نصرانی کو دوزخ میں ڈالیں گے اور یہ بھی وارد ہوا کہ ہر شخص کے لئے ایک گھر بہشت میں اور ایک دوزخ میں تیار ہے مسلمانوں کو کافروں کے گھر کہ بہشت میں مرتب ہیں عنایت فرمائیں گے اور کافروں کو مسلمانوں کے گھروں میں کہ دوزخ میں بنے ہیں داخل کریں گے --- زمین آپ کی اُمت کے حق میں طاہر و مطہر ہے کہ اُس پر نماز پڑھنا اور اُس سے تیمم کرنا جائز ہوا اگلی امتوں کو تیمم جائز نہ تھا اور سوا مسجد کے اور جگہ نماز درست نہ تھی غنیمت آپ کے لئے حلال ہوئی اور انبیاء پر حلال نہ تھی ضمہ مال لوٹ کا علیحدہ پیغمبر کے پاس جمع کرتے آگ آسمان سے آتی اور جلاتی --- ادب آپ کا تمام جہان پر فرض ہے یہاں تک کہ جواب آپ کی بات کا نماز سے بھی مقدم ہے م ابوسعید بن معلی کہتے ہیں کہ میں نماز پڑھتا تھا کہ حضرت نے مجھے پکارا جواب نہ دیا مگر نماز سے فارغ ہو کر آپ سے عذر کیا کہ میں نماز پڑھتا تھا اس سبب جواب نہ دے سکا فرمایا کیا خدا نے نہ کہا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم --- ہر روز ستر ہزار فرشتے صبح کو اور ستر ہزار فرشتے شام کو قبر مقدس پر زیارت کو آتے ہیں اور تسبیح و تہلیل اور درود میں مشغول رہتے ہیں اور پھر قیامت تک وہ نہیں آتے حشر کے روز جو فرشتے زیارت کو آئیں گے وہی آپ کے جلو میں رہیں گے یہاں تک کہ آپ براق پر سوار ہو کر عرصات میں تشریف لے جائیں گے --- پروردگار تعالیٰ نے آپ کو تمام جہان سے افضل کیا کسی کو آپ کے برابر رتبہ نہ دیا۔ سلمان فارسی کہتے ہیں ایک بار پروردگار نے آپ کو پیغام بھیجا کہ اے محمد میں نے کسی کو تم سے زیادہ بزرگ پیدا نہ کیا اور پیدا کرنا دنیا و اہل دنیا کا صرف اس لئے تھا کہ تمہاری قدر و منزلت جو میرے حضور میں ہے پہچانے اگر تمہیں پیدا نہ کرتا تو دنیا کو بھی پیدا نہ کرتا آپ فرماتے ہیں خدا نے مجھے سب پیغمبروں سے اور میری امت کو سب امتوں سے بزرگ کیا اور غنیمت ہمارے لئے حلال کی ب اور فرماتے ہیں میں اُن سب سے پہلے نکلنے والا ہوں اور میں قائد اُن کا ہوں جب وفد کریں اور میں اُن کا خطیب ہوں اُس وقت کہ چپ رہیں گے اور میں اُن کی شفاعت کرنے والا ہوں جب قیدی روکے جاویں گے اور میں اُن کو

بشارت دینے والا ہوں اُس وقت کہ ناامید ہو جاویں گے اور کرامت کی کنجیاں اُس دن میرے ہاتھ میں ہوں گی اور لواء الحمد اٹھائے ہوں گا اور میں خدا کے نزدیک تمام اولاد آدم سے بزرگ زیادہ ہوں دہزار خادم سفید موتیوں جمع کئے ہوئے کے مانند میرے آس پاس پھرتے ہوں گے × × × × × × × ×

× × × × × × × × × × × × × × اور قیامت کے دن عرش کے تلے سے ایک منادی ندا کرے گا کہ اے اہل محشر سر اپنا جھکا لو اور آنکھیں اپنی بند کرلو کہ فاطمہ بیٹی محمد کی پل صراط سے گزر فرماتی ہیں پھر آپ ستر ہزار حوروں کے جھرمٹ میں پل صراط سے اس طرح گزر فرمائیں گی جیسے بجلی چمک جاتی ہے ---- آپ کے ذکر مولد میں یہ تاثیر ہے جو کہ جس گھر میں پڑھا جاتا ہے برس روز تک وہاں خیر و برکت اور سلامتی اور عافیت اور رزق کی وسعت اور مال کی کثرت رہتی ہے اسی واسطے مکہ و مدینہ و مصر و شام و یمن کے لوگ ہمیشہ محفلیں کرتے ہیں اور جب مہینہ ربیع الاول کا آتا ہے خوش ہوتے ہیں اور لباس فاخرہ پہنتے ہیں اور زینت و تجمل ظاہر کرتے ہیں اور کپڑے انواع خوشبو سے معطر کرتے ہیں اور طرح طرح سے سامان خوشبو کا بہم پہنچاتے ہیں اور خیرات زیادہ کرتے ہیں اور سماع قرأت مولد میں اہتمام تمام رکھتے ہیں اور اسے فوز عظیم اور موجب ثواب جزیل سمجھتے ہیں۔ شیخ عبدالحق دہلوی ماثبت من السنۃ میں لکھتے ہیں کہ ہمیشہ سے اہل اسلام ماہ ربیع الاول میں محفلیں کرتے ہیں اور صدقہ دیتے ہیں اور بسبب کثرت خیرات اور پڑھنے حال ولادت اور اظہار سرور و فرحت کے اُن کے لئے برکات ظاہر ہوتے ہیں اور حافظ امام ابن جوزی محدث اپنے رسالہ میلاد میں لکھتے ہیں کہ اہل حرمین شریفین اور مصر و یمن و شام اور تمام ملک عرب کے لوگ مجلس مولد کیا کرتے ہیں اور ربیع الاول کا چاند دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور اچھے کپڑے پہنتے ہیں اور انواع زینت کے ساتھ محفلیں کرتے ہیں خوشبو اور سرمہ لگاتے ہیں اور جو کچھ میسر ہوتا ہے بکمال خوشی و شادمانی اس ماہ مبارک میں صرف کرتے ہیں اور مولد پڑھنے اور سننے میں اہتمام بلیغ رکھتے ہیں اور اس عمل سے اجر جزیل اور فوز عظیم حاصل کرتے ہیں اور تجربہ کیا گیا ہے کہ ببرکت مولد شریف کے تمام سال خیر و برکت اور سلامتی اور عافیت اور فراخی رزق اور زیادتی مال اور دولت اُن کو حاصل ہوتی ہے ------

---- اور محمد بن علی دمشقی سبیل الہدیٰ والرشاد میں حافظ ابوالخیر سخاوی سے نقل کرتے ہیں کہ عمل مولد شریف قرون ثلثہ کے بعد پیدا ہوا ازاں بعد چار طرف اہل اسلام ہمیشہ بڑے شہروں میں ماہ مولد میں اطعام و صدقات اور اظہار سرور اور کثرت خیرات میں جہد بلیغ کرتے ہیں اور مولد پڑھنے میں اہتمام کرتے ہیں اور ببرکت اس عمل کے فضل عمیم اُن پر ظاہر ہوتا ہے اور حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ حاکم اربل بڑے تکلف محفل مولد میں کیا کرتا ابن دحیہ نے ایک رسالہ اُس کے لئے بیان مولد میں لکھا اور اماموں نے کہ اُن میں سے حافظ ابو سامہ استاد امام نووی کے ہیں اس بات کو پسند فرمایا ابن جوزی کہتے ہیں کہ اس فعل میں رغم شیطان اور مضبوطی ایمان کی ہے علامہ ابن ظفر بل کہتے ہیں کہ محبان پیغمبر نے مولد کی خوشی میں ولیمے کئے ان میں سے جملے

رستاد الاستاد ------ ہیں اور صاحب سبیل الہدیٰ جمال الدین عجمی اور یوسف بن علی شامی اور منصور بشار اور ابو موسیٰ زرہونی کے واقعات اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا اس عمل شریف سے راضی ہونا اور خواب میں اُن سے تاکید کرنا نقل کرکے لکھتے ہیں کہ امام ابن بطلاح نے فتویٰ دیا کہ کھلانا پلانا اور سُنوانا بطور مشروع اور پڑھنے والے کو مولد کی خوشی میں دینا جائز ہے اور کرنے والا ثواب پاتا ہے اور یہ کھلانا پلانا فقرار کے لئے خاص نہیں مگر فقیروں کو کھلانے پلانے میں ثواب زیادہ ہے اور حافظ قسطلانی مواہب لدنیہ میں ابن جوزی سے نقل فرماتے ہیں کہ جو شخص محفل کرتا ہے مقصد اُس کے جلد حاصل ہوتے ہیں اور سال بھر امن میں رہتا ہے خدا اُس پر رحم کرے جو اس مہینے کی رات کو عید ٹھہراوے یعنی اُن میں سامان خوشی کا بہم پہنچاوے اور یہ بھی اُنھیں سے نقل کرتے ہیں کہ جب ابولہب سے کافر پر جس کی مذمت میں سورہ تبت نازل ہے بدولت خوشی میلاد شریف کے ہر دوشنبہ کو تخفیف عذاب کی ہوجاوے تو غور کیا چاہئے اُس مسلمان کا حال جو بصدق دل اور خلوص نیت آپ کی ولادت کی خوشی کرے بدلا اُس کا یہی ہے کہ خدائے کریم اپنے فضل عمیم سے اُسکو جنات نعیم میں داخل کرے۔ شیخ نصیرالدین فرماتے ہیں یہ اجتماع مستحسن ہے کہ قاصد اور فاعل اُس کا ثواب پاتا ہے اور اجتماع صالحین کا واسطے ذکر خدا اور پڑھنے درود اور کھلانے طعام کی ثواب دوچند کرتا ہے اور امام ظہیرالدین فرماتے ہیں کہ یہ اجتماع حسن ہے اگر کرنے والے کو مسلمان کا جمع کرنا اور حضرت پر درود پڑھنا اور پڑھوانا مقصود ہے اور امام نصیرالدین مبارک کہتے ہیں کہ جائز ہے اور اس کے کرنے والے کو ثواب ملتا ہے اگر نیت اچھی رکھتا ہے اور حافظ ابو سامہ اوستاد امام نووی کے فرماتے ہیں کہ تائید اس کی مستحسن و مندوب ہے فاعل اُسکا تعریف کیا جائے اور شیخ امام علامہ صدرالدین بن عمر وجزری اور امام حافظ ابو محمد عبدالرحمٰن بن اسمٰعیل فرماتے ہیں کہ جو شخص آپ کے پیدا ہونے کے دن ہر سال صدقہ و خیرات کرے اور زینت و خوشی کا سامان بہم پہنچاوے تو قطع نظر احسان کے فعل سے محبت و تعظیم و اجلال حضرت کی فاعل کے دل میں اور شکر گزاری پروردگار کی اس بات پر کہ بسبب پیدا کرنے رحمۃ للعالمین کے اس پر احسان کیا سمجھی جاتی ہے اور مروج اس فعل کے ملک عادل ابوسعید مظفر بن زین الدین بادشاہ مصر و شام ہیں کہ ماہ ربیع الاول میں ہر سال محفل کیا کرتے اور لاکھ دینار اُس میں صرف کرتے اور بڑے بڑے عالم اور صوفی اُن کی مجلس میں جمع ہوتے ابن خلکان اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ جب شیخ ابوالخطاب بن وجیہ نے کتاب التنویر فی مولد البشیر والنذیر تصنیف کی ملک مظفر نے ہزار دینار سرخ اُنکو عنایت فرمائے اور حافظ ابن حجر نے اصل اس فعل کی سنت سے اس طرح ثابت کی کہ جب حضرت مدینہ میں تشریف لے گئے اور یہود کو دیکھا کہ عاشورہ کے دن اس سبب سے کہ اُس دن فرعون غرق ہوا اور حضرت موسیٰ نے نجات پائی روزہ رکھتے تھے ﷺ فرمایا کہ ہم بہ نسبت تمہارے موسیٰ کے ساتھ احق ہیں پس آپ نے بھی روزہ رکھا اور یاروں کو بھی حکم دیا اور جب روزہ عاشورہ اس وجہ سے کہ وہ ﷺ وصول نعمت اور دفع نقمت کا تھا روزہ کے لئے خاص ہوا تو یہی حال اس دن کا کہ حضرت کی ولادت سے زیادہ کوئی نعمت نہیں اور شیخ جلال الدین

ابوالفضل عبدالرحمٰن بن ابوبکر سیوطی شرح سنن ابن ماجہ میں کہتے ہیں کہ بیہقی نے روایت کیا کہ حضرت نے پیغمبر ہونے کے بعد اپنا عقیقہ کیا حالانکہ عبدالمطلب نے ساتویں دن ولادت سے عقیقہ آپ کا کر دیا تھا پس یہ عقیقہ واسطے اظہار شکر اپنی ولادت اور رحمۃ للعالمین ہونے کے تھا تو ہم کو بھی واسطے اظہار شکر کے آپ کی ولادت کے دن خوشی کرنا اور جمع ہونا اور کھانا کھلانا مستحب ہے انتہی ملخصًا اور امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن عبداللہ کہتے ہیں کہ وجود ہمارے پیغمبر کا موجب نجات ہے یعنی روز ولادت کو جمعہ کے دن پر قیاس کرنا چاہئے کہ اُس دن دوزخ کی آگ نہیں دھکائی جاتی اس لئے وہ دن کثرت خیرات کے لئے مخصوص ہوا اور جبکہ خود حضرت نے اسی سبب سے کہ ولادت و نبوت دوشنبہ کے دن واقع ہوئی اُس دن روزہ رکھا تو ہم کو ماہ مولد میں خوشی کرنے سے کون مانع ہے اور احمد بن خطیب قسطلانی مواہب لدنیہ میں لکھتے ہیں کہ جمعہ کا دن بسبب ولادت آدم علیہ السلام کے ایسی ساعت کیساتھ مخصوص ہوا کہ جو شخص اُس وقت دعا مانگے قبول ہو پس خیال کرو مرتبہ دوشنبہ کا جس میں حضرت پیدا ہوئے مگر اس لئے کہ وجود باجود آپ کا عالم کیواسطے رحمت ہے خدا نے اُس دن کثرت عبادت کی امت کو تکلیف نہ دی اور حضرت نے بھی بخوف فرضیت اُس دن زیادہ عبادت نہ کی جس طرح نماز تراویح ترک فرمائی مگر اس طرف اشارہ فرمایا اُس دن روزہ رکھے کہ جیسا کہ صحیح مسلم سے ثابت ہے اور امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن عبداللہ نے فرمایا کہ آپ کی ولادت نے دوشنبہ کو بزرگ کر دیا اور وجود باجود حضرت کا اپنے پیروں کے حق میں موجب نجات تھا تو جو شخص آپ کے پیدا ہونے کی خوشی کرتا ہے تمام ہوتی ہیں نعمتیں اُس کی اُس شخص پر جس نے اسے ایجاد کیا اور یہ دن جمعہ سے مشابہت رکھتا ہے کہ آگ دوزخ کی اُس دن دھونکی نہیں جاتی پس مناسب ہے کہ اُس دن بھی خوشی اور جو میسر ہو خرچ کریں اور مسلمانوں کو کھانا کھلائیں شاہ ولی اللہ محدث فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں کہ میں اُس مجلس میں کہ مولد مقدس میں ہوتی ہے حاضر تھا اور قصہ آپ کی ولادت کا پڑھا جاتا تھا ناگاہ کچھ انوار اُس مجلس سے بلند ہوئے غور کرنے سے دریافت ہوا کہ وہ اسرار رحمت الٰہی اور انوار اُن ملائکہ کے کہ ایسی مجلسوں میں حاضر ہوتے ہیں تھے اور ابن جوزی محدث رسالہ مولد میں لکھتے ہیں کہ کسی مسلمان کی پرورش میں ایک یہودیہ منکرہ متعصبہ رہتی تھی ایک روز اپنے شوہر سے بولی اس مسلمان کا عجیب حال ہے کہ جب یہ مہینہ آتا ہے بہت مال اپنا خرچ کرتا ہے اور طرح طرح کے کھانے پکاتا ہے اور فقیروں کو کھلاتا ہے اُس نے کہا یہ مہینہ اُس پیغمبر کی ولادت کا ہے اُن کے پیدا ہونے کی خوشی کرتا ہے یہودیہ نے اس بات کو پسند نہ کیا رات کے وقت خواب میں دیکھا کہ ایک صاحب جمال تشریف رکھتے ہیں اور اُن کے یار گرد بیٹھے ہیں یہودیہ نے آپ کے یاروں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں کہا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس نے کہا اگر میں کچھ عرض کروں تو آپ جواب دیں گے کہا ہاں پھر اُس نے بڑھ کر حضرت کو سلام کیا اور کہا یا رسول اللہ فرمایا لبیک اے خدا کی لونڈی یہودیہ روئی اور عرض کیا آپ مجھے کس طرح جواب دیتے ہیں حالانکہ میں اُن کے دین پر نہیں فرمایا مجھے معلوم ہے کہ خدا تجھے ہدایت کرے گا یہودیہ

نے کلمہ پڑھا اور خواب ہی میں عہد کیا کہ صبح سب مال حضرت کی محفل میں صرف کروں گی صبح کو جب خواب راحت سے بیدار ہوئی لطف زیارت سے مسرور تھی ناگاہ اپنے شوہر کو دیکھا کہ سامان مجلس میں مشغول ہے پوچھا کیا ماجرا ہے کہا جس پر رات تو ایمان لائی اُن کی مجلس کا سامان کرتا ہوں یہود یہ نے کہا تو اس حال سے کس طرح واقف ہوا کہا تیرے مسلمان ہونے کے بعد میں بھی اُس جناب پر ایمان لایا کہا شکر خدا کا کہ مجھے اور تجھے دین اسلام پر جمع کیا اور شرک اور گمراہی سے نجات دے کر حضرت کی امت میں داخل کرا دیا مولانا حاجی رفیع الدین خاں مرادآبادی کہ شاگرد رشید حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے ہیں تاریخ الحرمین میں لکھتے ہیں کہ رسالہ عقد الجواہر امام سید جعفر برزنجی کا کہ بڑے عالم متبحر اور متورع تھے تمام ملک روم اور شام اور مصر اور حرمین شریفین میں مروج ہے ان سب ملکوں میں محفل میلاد کیا کرتے ہیں اور اُسے پڑھتے ہیں اور مدینہ شریف میں خاص حضرت کے مزار مقدس پر جو مجلس منعقد ہوتی ہے اُسکی کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے خصوصاً جس وقت پڑھنے والا کہتا ہے صلوا علیٰ ھذا النبی الکریم اس نبی کریم پر درود بھیجو اور ہاتھ سے قبر مبارک کی طرف اشارہ کرتا ہے اُس وقت ایک عجیب کیفیت حاضرین کے دل پر پیدا ہوتی ہے کہ سنگدل بھی رونے لگتے ہیں------ بھی لکھتے ہیں کہ ابوالطیب محمد بن ابراہیم مالکی کہ بڑے عالم اور متقی تھے جب کسی مکتب کی طرف گزرتے معلم سے فرماتے اے فقیہ یہ دن خوشی اور شادمانی کا ہے لڑکوں کو چھٹی دے کہ خوشی کریں اور وہ جو بعضوں نے کہا ہے کہ شہر مولد بعینہ مہینہ وفات کا ہے وجہ ترجیح بروز مولد کے غم وفات پر کیا ہے جواب اُس کا اس طرح دیا ہے کہ ولادت حضرت کی بڑی نعمت ہے اور وفات آپ کی سخت مصیبت ہے اور شریعت حکم کرتی ہے کہ نعمت کو ظاہر کرو اور اُس کا شکر بجالاؤ اور مصیبت پر صبر کرو اور اُسے چھپاؤ پس ثابت ہوا کہ اس مہینہ میں سامان خوشی کا واسطے اظہار شکر کے بہم پہنچانا اور غم وفات کو چھپانا مستحب ہے میں کہتا ہوں کہ آپ کی وفات کو اوروں کی وفات پر قیاس نہ کرنا چاہئے بلکہ اُس جناب کے لئے حیات ابدی ثابت ہے اور حیات اور وفات آپ کی دونوں ، ہمارے حق میں مفید ہیں آپ فرماتے ہیں حیوتی خیر لکم و مماتی خیر لکم میری زندگی اور موت دونوں تمہارے لئے بہتر ہیں پس غم وفات ولادت کی خوشی سے کس طرح معارض ہو سکتا ہے۔

لطیفہ علما فرماتے ہیں کہ صلہ موصول سے مانع تعلیل کے سمجھے جاتے ہیں پس آیت کریمہ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ ماہ مبارک اُس عبادت کیواسطے اسی لئے مخصوص ہوا کہ قرآن شریف اس میں نازل ہوا اور یہی وجہ ہے کہ اس مہینہ میں بہ نسبت اور مہینوں کے تلاوت قرآن کی زیادہ چاہئے چنانچہ حضرت بھی ہمیشہ جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ دور قرآن شریف کا اسی مہینہ میں کیا کرتے جبکہ مہینہ رمضان کا بہ سبب نزول قرآن کے ایک عمدہ عبادت کے لئے خاص ہوا تو وہ مہینہ جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے کثرت خیرات کے لئے خاص کیا جائے کیا قباحت اور جبکہ واسطے شکر نزول قرآن کے تلاوت اُس کی رمضان میں بہ نسبت اور مہینوں کے زیادہ مقرر ہوئی تو واسطے اظہار شکر ولادت کے

ذکرولادت ماہ ربیع الاول میں کرنا اور اس مہینہ میں سامان خوشی کا بہم پہنچانا کیا بیجا ہے ولادت باسعادت ایک عمدہ نعمت ہے کہ باقتضائے کریمہ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ تحدیث اور اظہار اُس کا ہم کو لازم اور یہ امر تخلیہ میں متصور نہیں بلکہ جس قدر اجتماع زیادہ اظہار زیادہ تو اجتماع حسن ہوا اور اجتماع تداعی سے زیادہ ہوتا ہے تو تداعی بھی مطلوب شارع کے مناسب اور مستحسن ٹھہرے کہ وسائل حسن وقبح میں تابع مقاصد کے ہیں علاوہ ازیں ذکرولادت عیسیٰ علیہ السلام قرآن میں بتفصیل موجود اور خبر حضرت کے پیدا ہونے کی اگلی کتابوں میں مذکور ہے خود ہمارے حضرت نے اپنا نسب نامہ اور بعض امور متعلقہ بولادت بیان فرمائے ولدت من نکاح لامن سفاح اور فرمایا انا دعوة ابراهيم وبشارة عيسىٰ ورؤيا امي التي رأت حين وضعتني وقد خرج لها نور اضاء لها منه قصور الشام۔ رواہ احمد والبغوی رویا سے اُس خواب کی طرف اشارہ ہے جو والدہ حضرت نے ایام حمل شریف میں دیکھے بلکہ اس مجلس میں جو واقعات پڑھے جاتے ہیں صحابہ سے تابعین وہکذا محدثین اور مورخین تک پہونچے اور انھوں نے اپنی کتابوں میں لکھے اسے بدعت اور غیر مشروع سمجھنا ازاجنون ہے پڑھنا روایات موضوعہ اور اشعار نامشروعہ کا کہ مولد خوانوں نے سامعین کے خوش کرنے یا رولانے کے لئے اختیار کیا ہے ہم بھی جائز نہیں کہتے اور ایسی مجلس کو مستحب نہیں جانتے باقی رہی تخصیص ذکر مولد کی ماہ ربیع الاول کے ساتھ سو قطع نظر اُس سے کہ اُس کے بطلان سے اصل مجلس کا بطلان نہیں ہوتا ہم اصل اُس کے بوجوہ متعددہ شرع سے ثابت کرچکے اور ایک عمدہ اصل یہ ہے کہ حدیث صحیح میں جسے ابوداود ونسائی بیہقی ابن ماجہ احمد بن حنبل ابن حبان حاکم ابن ابی عاصم نے روایت کیا اور منذری نے حسن اور حاکم اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور نووی نے صحیح کہا یہ مضمون وارد ہے کہ جمعہ تمہارے دنوں میں زیادہ بزرگ ہے کہ آدم اُس میں پیدا ہوئے اور اُسی دن روح اُن کی قبض ہوئی اور اُس میں نفخہ اور صعقہ ہے پس اُس دن مجھ پر درود بہت بھیجو کہ درود تمہاری مجھ پر عرض کی جاتی ہے صحابہ نے کہا اور بعد آپ کی وفات کے فرمایا بے شک اللہ عزوجل نے زمین پر پیغمبروں کا بدن کھانا حرام کیا ہے جس حالت میں دن جمعہ کا بسبب ولادت آدم کے کثرت درود کے لئے خاص ہوا تو ماہ ربیع الاول کہ ماہ ولادت ختم الرسالت ہے واسطے کثرت درود وتلاوت وصدقہ خیرات کے بالاولیٰ خاص ہوگا دوسری طرح تقریر مدعا کی یہ ہے کہ حدیث مذکور اور بہت احادیث مانند حدیث نسائی خير يوم فيه طلعت الشمس يوم الجمعة فيه خلق آدم وفيه ادخل الجنة اور مانند سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صوم يوم الاثنين فقال فيه ولدت وفيه انزل علی و غیرہا شاہد عدل ہیں کہ وقت کو ولادت انبیا سے شرف حاصل ہوتا ہے اور اوقات متبرکہ میں اہتمام حسنات کا زیادہ چاہیے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی رمضان میں تلاوت وسخاوت زیادہ کرتے اور ثواب عبادت کا بھی ماہ مبارک رمضان میں زیادہ ہوتا ہے پس ماہ ربیع الاول کو کہ ماہ ولادت سرور انبیا ہے کثرت صدقہ وتلاوت درود کے لئے خاص کرنا لائق اور بجا ہے باقی رہا مسئلہ قیام سو سید جعفر برزنجی نے

عقد الجواہر میں استحسان واستحباب اُس کا ائمہ ذوی الرائے والروایات کی طرف نسبت کیا ہے اور اکثر علما حرمین شریفین ومصر وروم وشام کھڑے ہوتے ہیں اسے مستحب ومندوب جانتے ہیں علامہ ابن حجر مولد کبیر میں جائز اور بدالقی بدعت مستحبہ کہتے ہیں شیخ عثمان حنفی مدرس مسجد حرام نے خاص اسباب میں رسالہ لکھا اور چاروں مذہب کے علما اور مفتیوں نے تسلیم کر کے اپنے مواہیر سے مزین کیا سوائے چند ہندیوں کے کسی کو اُس کے استحباب میں کلام نہیں اگر خلاف مانعین کا معتبر اور انعقاد واجماع کو مانع ہوتا ہم مجوزین کے سواد اعظم ہونے میں شک نہیں اور حدیث میں سواد اعظم کی پیروی کا حکم اور مخالفت جماعت پر وعید وارد ہے پس یہ عمل بلکہ عمل مولد بہیئت کذائی مع الاجتماع والتداعی مطلوب شارع اور مستحب ہوا وہو المطلوب عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن بستان میں کریمہ ومن یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا میں سبیل مومنین کو توارث مسلمین کیسا تھ تفسیر کر کے کتابت علم جائز رکھی ہدایہ میں لکھا ہے کہ جس پر نص وارد نہ ہو لوگوں کی عادت پر چھوڑا جائے اور اُس میں اور اکثر کتب معتبرہ فقہ میں بہت مسائل عادت پر محمول کئے امام حجۃ الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب ارباب حال کھڑے ہوں تو اُن کی موافقت کرے اور جو نہ کھڑا ہو مفسد ہے اگر رواج اہل اسلام کا حدیث احاد کے خلاف پایا جاوے حدیث میں تاویل کرے اور رواج نہ چھوڑے انتہی خصوصاً تعظیم اور توہین میں رواج کو کمال اعتبار ہے عرب میں باپ کو لک ومنک وبک کے ساتھ خطاب کرتے ہیں ہندوستان میں جو باپ کو تو کہے بے ادب ہے اور عادت ورواج حرمین شریفین سے استناد تو نہایت شائع ہے امام ابو یوسف اور شافعی باتباع حرمین اذان وقت سے پہلے جائز جانتے ہیں کذا فی الکافی شرح الوافی عینی شرح کنز اور کافی میں ہے الاستراحۃ علی خمس تسلیمات یکرہ عند الجمہور لانہ خلاف عمل الحرمین دیکھو جمہور نے مخالفت حرمین کی مکروہ سمجھی خانیہ میں ہے لا یستحب ذالک خلاف الحرمین ہدایہ میں ہے وکذا بین الخامسۃ والوتر لعادۃ اہل الحرمین تحفہ بررہ میں ہے کہ بعض روایات میں جو زیارت قبور کی نماز جمعہ سے پہلے ممانعت وارد ہے بے اصل ہے کہ عادت حرمین کے خلاف ہے دیکھو بمقابلہ عادت اہل الحرمین کے روایت کو رد کرتا ہے بلکہ اُس کی مخالفت کو بے اصلی روایت کی علامت اور معیار قرار دیتا ہے فتاوی مجمع البرکات

× × × × × × × × × × × ×

کہ جب اہل مدینہ خبث سے پاک ٹھہرے تو اُن کی پیروی ہم کو ضرور ہے کہ مدینہ دار ہجرت اور مدفن حضرت اور مہبط وحی اور مقر اسلام بھی امام نووی کہتے ہیں کہ جس جانور کی حلت حرمت میں نص وارد نہ ہو اُس میں عرب کے تونگروں سلیم الطبع کی عادت معتبر ہے اور ہر زمانہ میں اُن کے اختلاف اکثر اور بر تقدیر مساوات قریش کا اعتبار کیا جائے اے عزیز اہل حرمین خصوصاً اہل مدینہ کے مناقب احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں جن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدح وثنا کریں اور اُن کی تعظیم وتکریم وحفظ حرمت کی وصیت فرمادیں اور

بے حرمتی کرنے والے کے حق میں وعید شدید وارد ہو۔ اور علما دین سلفا وخلفا اُن کی عادت اور رواج معتبر اور حجت سمجھیں اور اُن کے قول وفعل سے استناد کریں ہر آئینہ اتباع اُن کا ہم کو لازم ہے اور جس فعل کو علماء ومشائخ اُن بلاد کے باتفاق مستحب ومستحسن جان کر باہتمام تمام بجالاویں اُس کے مستحب ومستحسن ہونے میں کیا کلام ہے حدیث لاتقوموالی کمایقوم الاعاجم سے یہ مراد ہے کہ جس طرح اہل عجم تکبر کے ساتھ بیٹھتے اور اُن کے نوکر دست بستہ سامنے کھڑے ہوتے ہیں یہ ہیئت میرے لئے نہ اختیار کرو چنانچہ دوسری حدیث میں صاف -

اور مجھ سے ایسی تعظیم نہ چاہو علامہ ابن حجر جوہر منظم میں لکھتے ہیں کہ تمام انواع تعظیم جن میں شرک فی الالوہیت نہیں حضرت رسالت کے لئے مستحب ومستحسن ہیں عالمگیری اور فتح القدیر میں لکھا ہے کہ مدینہ کے قریب پہنچکر سواری سے اُترنا اور پیادہ چلنا مستحسن ہے اور جو چیز ادب واجلال میں زیادہ دخل رکھتی ہے بہتر ہے امام نووی فرماتے ہیں قیامی والعزیز منك حق وترك الحق مالا یستقیم فهل احد له عقل ولب ومعرفة یراك فلا یقوم امام ابوزکریا یحییٰ مرصری حنبلی کہتے وان ینتهض الاشراف عند سماعه قیاما صفوفا اوجثیا علی الرکب امام مالک بسبب تعظیم قبر شریف کے مدینہ میں سوار نہ ہوتے بروایت بخاری مسلم ثابت کہ وفد عبدالقیس آپ کو دیکھ کر سواریوں سے اُترے اور آپ نے اُن پر انکار نہ فرمایا۔ ولنعم ماقیل واذا المطایا بلغنا محمداً فظهورهن عن الرجال بلکہ جذب القلوب میں مٹی تربت مبارک کی مُنہ سے ملنا جائز رکھا عالمگیری میں اختیار شرح مختار سے لکھا ہے کہ حضرت ۔۔۔۔۔۔۔ کے پاس اس طرح کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور دیوار پر ہاتھ نہ رکھے کہ اُس مقام کی عظمت کے خلاف ہے جذب القلوب میں ہے داہنا ہاتھ بائیں پر رکھے - - - - - - - - - - - فوائد الدرایہ شرح ہدایہ میں ہے غیر خدا کے لئے قیام اور اخذ یدین اور انحنا کے ساتھ خدمت جائز ہے مگر سجدہ جائز نہیں مفاتیح میں نووی اور بغوی اور خطابی سے نقل کرتے ہیں کہ تعظیم بقیام واسطے رئیس فاضل اور والی عادل اور عالم کے مستحب ہے بقولہٖ علیہ السلام قوموا الی سیدکم اخرجه الشیخان اور قیام طلحہ کا کعب بن مالک اور قیام حضرت کا واسطے فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اُن کا واسطے حضرت کے بروایت ابوداود اور ترمذی اور نسائی ثابت امام نووی فرماتے ہیں کہ خود حضرت کا کھڑا ہونا اور انصار کو حکم کرنا اور آپ کے ساتھ ہی قیام ہونا اور مقرر رکھنا اور ایک جماعت کا اُسے اختیار وپسند کرنا بخوبی ثابت اور مؤید اس کا وہ جو شرع میں وارد کہ ہر شخص کی اُس کے مرتبہ کے لائق تعظیم کریں اور علما اور بوڑھوں اور دینداروں کی توقیر شفا ء قاضی عیاض میں مرفوعًا روایت ہے جو میری اولاد کو دیکھ کر کھڑا نہ ہو خدا اُسے ایسی بیماری میں مبتلا کرے جس کی دوا نہ ہو ابوداود ابودرداء سے نقل کرتے ہیں کہ فرشتے اپنے بازو طالب علم کے لئے بچھاتے ہیں درمختار میں لکھا ہے کہ روٹی کا چومنا جائز بلکہ بعض علما کے نزدیک مستحب ہے سبحان اللہ عالم اور بوڑھے اور خشک روٹی

کی تعظیم شرع میں وارد ہو اور مانعین حضرت کی تعظیم میں کلام کریں نہیں جانتے کہ ابلیس کا سجدہ تعظیمی کے انکار نے کیا حال کیا جب سجدہ تعظیمی حضرت آدم کیلئے جائز ہوا قیام تعظیمی سید عالم کیلئے کس طرح جائز نہ ہوگا باوجود اس کے ہر تعظیم حضرت کی عالم پر فرض اور مطلوب حضرت احدیت ہے قال اللہ تعالیٰ تعزروہ وتوقروہ پس قول صاحب سیرت شامی کا بدعۃ لااصل لہٗ باوجود اس کے کہ مراد اس کی بدعت حسنہ ہے چنانچہ لفظ قد جرت عادۃ المحبین اس کی طرف اشارہ ہے بمقابلہ اس ثبوت کے ذکر کرنا بڑی شرم کی بات ہے اُن کے نزدیک اصل نہ ہونے سے واقع میں نہ ہونا لازم نہیں آتا صاحب سیرت شامی وہی شخص ہے جنھوں نے مجلس میلاد کو بڑے زور شور سے ثابت کیا ہے قول اُن کا مجلس مولد میں تسلیم نہ کرنا اور مسئلہ قیام میں دلیل ٹھہرانا نری ہٹ دھرمی ہے بالفرض اگر یہ فعل قرون ثلثہ میں نہ پایا جاتا تاہم اس وجہ سے کہ کوئی معذور شرعی یا عقلی لازم نہیں آتا جائز ہوتا علمانے بہت امور کہ قرون ثلثہ کے بعد رائج جائز اور مستحب بلکہ بعض واجب ٹھہرائے اور اطلاق لفظ صاحب کا جناب احدیت پر قرون ثلثہ میں شائع نہ تھا باوجود اس کے تقویۃ الایمان میں اس کا التزام کیا صحابہ وتابعین کو اعلاء کلمۃ اللہ وجہاد باعداء اور اشاعت فرائض وواجبات وروایت علم حدیث اور اصلاح امور کلیہ سے فرصت نہ تھی کہ ان مستحسنات کی طرف متوجہ ہوتے اس لئے کتابت علم اُس زمانہ میں نہ ہوئی اور جہاد سیفی اور سنانی نے مناظرہ لسانی کی فرصت نہ دی جب اُن کے حسن سعی سے یہ امور کمال کو پہنچے مجتہدین امت استنباط جزئیات اور علماء ملت تالیف کتب دین وتردید مخالفین کی طرف متوجہ ہوئے اُن کی کوشش سے دین کو اور بھی رونق حاصل ہوئی متاخرین نے جو ان امور سے تھے فرصت پائی دقائق واشارات ولطائف ونکات شرع میں فکر کی اور جس بات کو اصول سے موافق اور وقت کے مناسب پایا رواج دیا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ تھانہ داروں اور عاملوں پر گنات کو معاملات میں ہزاروں جزئیات اس قسم کے جن کی تصریح دستور العمل میں نہیں پیش آتی ہیں اور وہ اس وجہ سے کہ بادشاہ نے صاف صریح حکم نہ دیا اور کسی نے ارکان ریاست سے یہ خاص کام نہیں کیا ملام ومطعون نہیں ہوتے بلکہ اگر فعل اُن کا قواعد سیاست اور مراد شاہی کے مناسب ہوتا ہے مورد تحسین ہوتے ہیں اور انعام پاتے ہیں اور جو حکم صریح یا مقصود اصلی کے خلاف ہوتا ہے عتاب کیے جاتے ہیں فعل ہر شخص کا استعداد اور حوصلہ کے موافق ہوتا ہے اگر اراکین ریاست اس سبب سے کہ امور کلیہ پر مامور یا بسبب بلندی استعداد وحوصلہ کے عمدہ کام میں مشغول ہیں اس طرف متوجہ نہ ہوئے فاعل اُس کا مستحق ذم اور مورد نفرین نہیں غایت مافی الباب یہ کہ افعال اراکین افضل اور احسن ہوتے جس نے عدم فعل قرون ثلثہ کو قبح کی دلیل ٹھہرایا اس بھید کو نہ پہنچا اور یہ کیا ضروری ہے کہ جو کام سلف نے نہ کئے ہم کو بھی اُن کی توفیق نہ دی جائے اور فیض الٰہی اُن سے تجاوز نہ کرے وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم باقی رہا یہ اعتراض کہ جناب مجلس میں تشریف نہیں رکھتے تعظیم صورت ذہنیہ کی بے معنی ہے جواب اُس کا یہ ہے کہ محسوسیت معظم وقت تعظیم شرط نہیں ورنہ عبادت کی غایت

تعظیم ہی کبھی صحیح نہ ہو بلکہ کعبہ کا کہ جہت توجہ ہے محسوس و مشاہد ہونا ضروری نہوا اور جو موجودیت نفس الامر میں
کافی ہے وہ ما نحن فیہ میں بھی متحقق ہے صاحب صورت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ موجود بلکہ اصل موجودات ہیں
اور تعظیم ذوالصورت کی ہے نہ صورت کی صورت تو مرآۃ ملاحظہ ہے جس طرح کعبہ مسجود حقیقی نہیں بلکہ جہت توجہ ہے
عالم تصور میں بھی بعض معاملات مثل حضوری کے ہوتے ہیں حضرات صوفیہ نے تصور شیخ اسی غرض کیلئے مقرر کیا اور علامہ
امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا کہ یوسف علیہ السلام بسبب تصور یعقوب علیہ السلام کے فساد زلیخا سے
محفوظ رہے دیکھو یوسف علیہ السلام کو صورت ذہنیہ سے شرم آئی اور وہ شرم گناہ کا مانع ہوئی اور قصہ حزار و معاذ
اور کھڑا ہونا حضرت شیخ الشیوخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شیخ علی کے سامنے دو گواہ عادل اس
مدعا کے ہیں بالجملہ جب قیام اور اسی طرح تداعی اور اجتماع اور ذکر ولادت باسعادت کا حسن ثابت ہوا
اور تلاوت قرآن و صدقہ و اطعام طعام اور درود کے استحباب و استحسان میں مانعین کو بھی کلام نہیں تو ہم
کہتے ہیں کہ مجلس میلاد انھیں امور مستحبہ سے عبارت ہے اور مجموع امور مستحبہ مستحب ہوتا ہے مانعین کلیت
کبریٰ میں دو طریق سے کلام کرتے ہیں اول ضرور نہیں کہ سب کیفیتیں اجزاء کی مرکب میں باقی رہیں شرح عقائد
میں ہے انما یکون مع الاجتماع مالا یکون مع الانفراد کقوۃ الحبل المولف من الشعرات انتہی
جواب اُس کا یہ ہے کہ مرکب حقیقی میں صفات حقیقیہ متضادہ اجزاء کی بدل جاتی ہیں مثلاً ایک جزء درجہ ثالث
میں حار اور دوسرا اُسی درجہ میں بارد ہے تو بعد ترکیب و اختلاط بسبب کسر و انکسار کے مرکب حرارت کو برودت
میں معتدل ہوگا نہ کیفیات مشترکہ بین الاجزاء کہ مرکب اسود اور اسود سے اسود اور احسن اور حسن سے حسن ہوگا
وعلیٰ ہذا القیاس اور مرکب اعتباری کہ عقل احاد متباینۃ الوجود سے بنظر ایک مناسبت کے ہیئت اجتماعی
انتزاع کرتی ہے اس وجہ سے کہ تحقق اُس کا صرف لحاظ عقل میں ہے اُس کیلئے خارج میں کوئی صفت ثابت نہیں
ہوتی بلکہ اجزاء موجودات متباینہ اپنی اسی کیفیت پر جدا جدا موجود رہتے ہیں اور یہ قول کہ مرکب حسن و قبیح سے
قبیح ہے ایک کلام ظاہری ہے کہ بعد تدقیق کے قبح جز کی طرف راجع ہوتا ہے مثلاً کوئی شخص ریشمین کپڑے پہن کر قرآن
پڑھے تو قرآن کا ثواب اور ریشمین لباس کا گناہ ہوگا اور جو حسن ایک جز کا عقلاً یا نقلاً عدم مقارنت جزء ثانی کے ساتھ
مشروط ہے تو جزء اول بھی حسن نہ رہے گا پس قبح مرکب کے پہلی صورت میں ایک جزء اور دوسرے میں دونوں کی
طرف راجع ہے نہ یہ کہ باوجود حسن اجزاء کے مرکب قبیح ہوگیا اور ما نحن فیہ اس قسم سے نہیں کہ اُس میں
کوئی جز قبیح نہیں تو اس جگہ مرکب کیلئے کوئی صفت حقیقی سوائے صفت اجزاء کے خارج میں ثابت نہیں البتہ
بنظر صفات مشترکہ کے بسبب شدت یا زیادت کے اجزاء کے ساتھ حاصل ہوتے ہیں جس کے رو سے کہتے ہیں
بالوں کی رسی میں وہ قوت ہوتی ہے جو ہر بال میں نہیں ہوتی اور بسبب اسی نسبت کے صفات اضافیہ اجزاء کے
مجموع میں بدل جاتے ہیں مثلاً ہر واحد افراد انسان سے ایک گھر میں داخل ہو سکتا ہے اور مجموع افراد
نہیں سما سکتے کہ حجم مجموع کا حجم ہر واحد سے بالبداہت زائد ہے مگر یہ تغایر حکمین مفید مدعا ہے اس کے

روسے کہتے ہیں کہ جو کیفیت اس ہیئت اجتماعی میں حاصل ہوتی ہیں حالت انفراد میں نہیں ہوتی بالجملہ انکار کلیت کبریٰ کا محض مکابرہ ہے اور ثبوت صغریٰ کا سابق گزرا فتما لتقریب وحصل المدعا والحمد للہ علی ذلک **تنبیہ** واضح ہو کہ یہ سب تقریر اثبات استحسان کے لئے ہے اصل جواز کا ثبوت ہمارے ذمہ نہیں کہ اصل اشیا میں ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ

ـ ـ

روزہ طے کا یعنی روزہ پر روزہ رکھنا آپ کے لئے خاص ہوا اگر کوئی اور رکھنا چاہتا منع کرتے اور فرماتے کہ میں تم جیسا نہیں رات کو میں اپنے رب کے پاس ہوتا ہوں وہ مجھے کھلا دیتا ہے پلا دیتا ہے اور حقیقت رات کے وقت پروردگار کے پاس ہونے کی اور اس کھانے پینے کی یا وہ جانتے ہیں یا اُن کا خدا مگر بعض علماء کہتے ہیں کہ ہر رات بہشت کا طعام و شراب آپ کے واسطے پروردگار کے پاس سے آتا کہ اُسکی قوت سے طی کا روزہ رکھتے اور دنیا کے کھانے پانی کی طرف التفات نہ فرماتے اور اُسے صوم وصال اور طی کا روزہ اس لئے کہتے ہیں کہ بہشت کا کھانا پانی مفطر صوم نہیں اس لئے کہ وہاں کی چیزوں پر احکام تکلیفیہ جاری نہیں شق صدر شریف کے روز سونے چاندی کے برتنوں میں فرشتے پانی لائے اور آپ کے دل اور سینہ کو اُس سے دھویا حالانکہ استعمال دنیا کے سونے چاندی کے برتنوں کا حرام ہے ابن منیر تصریح کرتے ہیں کہ طعام و شراب معتاد سے روزہ ٹوٹتا ہے اور جو چیز بطریق خرق عادت غیب سے آئے اس کے کھانے پینے سے روزہ نہیں جاتا اور بعض علما طعام و شراب سے اس جگہ قوت کہ اُس کو لازم ہے مراد لیتے ہیں یعنی ہر چند کہ میں بھی کچھ کھاتا پیتا نہیں مگر خدا تعالیٰ مجھے ایسی قوت عنایت فرماتا ہے کہ قائم مقام کھانے پینے کے ہو جاتی ہے یا مراد سیری و سیرابی ہے کہ بے کھانے پینے کے اُس جناب کو حاصل ہوتی اور بھوک پیاس نہ ستاتی اور ابن قیم کتاب ہدیٰ میں اور ابن رجب لطائف میں نقل کرتے ہیں کہ مراد اس سے غذائے روحانی یعنی معارف ولذات مناجات و فیضان لطائف الٰہیہ ہے کہ دل مبارک کو حاصل ہوتی ہے اور روح مقدس کو لذت ونفس نفیس کو خوشی اور آنکھ کو روشنی بخشتی کوئی شاعر اپنے معشوق سے اونٹوں کا حال اُس کے شوق میں بیان کرتا ہے۔ **شعر**

لہا احادیث من ذکراک تشغلہا ✦ عن الشراب وتلہیہا عن الزاد ✦ لہا بوجہک نور تستضیٔ بہ ✦ ومن حدیثک فی اعقابہا حاد ✦ اذا اشتکت من کلال السیر واعدہا ✦ روح القلب فیحییٰ عند میعاد۔

یعنی تیری یاد اُن اونٹوں کو ایسی باتوں میں مشغول رکھتی ہے کہ جس کے سبب سے کھانے پینے کی پرواہ نہیں رکھتے اور تیرے پرتو رخ سے اُن کو ایک نور حاصل ہوتا ہے کہ اُس کی روشنی میں راہ چلتے ہیں اور احتیاج چاند سورج اور مشعل کی روشنی کی نہیں رکھتے اور تیری یاد اُن کے پیچھے حدی کرنے والی ہے کہ جب ماندگی راہ سے شکایت کرتی ہیں تو اُن کو خوشی اور شادی کا وعدہ دیتی ہیں کہ اُس وعدہ سے پھر زندہ ہو جاتے ہیں اور جو لوگ نیش فصل اور نوش وصل کے مزہ سے خبردار اور عشق و محبت کے تجربہ کار ہیں اُن پر یہ بات بخوبی ظاہر ہے

کہ آدمی کمال عشق میں کھانے پینے سے بے پرواہ اور مستغنی ہوجاتا ہے اگر اُسے رات دن اچھے کھانے کھلاتے ہیں اور شربت خوشگوار پلاتے ہیں مگر درد فراق اور رنج جدائی سے طاقت اُس کی روز بروز زائل ہوتی جاتی ہے اور جو سات دن کے فاقہ کے بعد معشوق اُس کا نگاہ لطف سے اُس کی طرف دیکھ لیتا ہے تو فوراً وہ قوت اور طاقت آجاتی ہے کہ برسوں کے علاج سے حاصل نہیں ہوسکتی جبکہ محبت مجازی کا یہ حال ہے تو عشق حقیقی میں اگر کھانے پینے کی خواہش نہ رہے اور وصل محبوب حقیقی کہ غذائے روحانی عبارت اُس سے ہے غذائے جسمانی سے عاشق صادق کو بے نیاز و مستغنی کردے کیا بعید ہے اے عزیز عاشق کو سوائے شربت وصل کوئی چیز تقویت نہیں بخشتی اُس کی حضوری میں زہر ہلاہل کو شربت خوشگوار سے بہتر جانتا ہے اور بے جمال یار لذت کونین پر لات مارتا ہے غذا اُس کی لطف صحبت یار اور دوا اُس کی شربت دیدار ہے۔ شعر از سر بالین من برخیز اے ناداں طبیب ٭ درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست ،، صوفیہ کرام فرماتے ہیں جو گدا کہ اپنے خدا ہی سے کام رکھتا ہے سات دن کے فاقہ میں بادشاہان ہفت اقلیم پر ناز کرتا ہے اور دور از یار اگرچہ ربع مسکون اُس کے زیر نگیں ہو رنج و بلا میں مبتلا ہے لاوحشۃ مع اللہ ولا راحۃ مع غیر اللہ خواجہ سری سقطی اپنی مناجات میں کہتے ہیں الٰہی اگر تو مجھ پر عذاب کرے حجاب نہ کرنا عاشقوں کے نزدیک حقیقت دوزخ کی صرف حجاب ہے کلا انھم عن ربھم یومئذ لمحجوبون جو طالب صادق ہیں وہ بہشت کی نعمتوں کی بھی حاجت نہیں رکھتے خواہش بہشت کی صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہاں محبوب اپنے دیدار سے اُنکو مشرف فرمائے گا اگر وعدہ دیدار کا نہ ہوتا بہشت کی طرف اصلا التفات نہ فرماتے شعر بہشت و کوثر و حور و جہانیاں چہ کنم ٭ اگر دہند مرا بے تو رائیگاں چہ کنم۔ ---------- درود ہرچند کہ یہ کرامت آپ کے واسطے خاص نہیں بلکہ اور پیغمبروں کو بھی استقلالاً اور غیر انبیا کو تبعاً حاصل ہے لیکن باعتبار کمیت و کیفیت کے اُس جناب سے ایک طرح کی خصوصیت رکھتی ہے کہ نہ اس قدر کثرت اُس کی اوروں کو حاصل اور نہ ایسی کامل رحمت کسی پر نازل اور نہ کسی کے درود پر مصلی کے واسطے اسقدر فوائد مترتب اور نہ جناب احدیت کو کسی کی درود کا ایسا اہتمام منظور نہ ازل سے پروردگار تقدس و تعالیٰ نے اُس جناب پر پرلے درجہ کی کامل رحمت اپنی نازل فرمائی اور حضرت موسیٰ جیسے اولوالعزم کو حکم کیا کہ اگر تجھے میری نزدیکی مطلوب ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بہت بھیجا کر اور اُس کو ام البشر حوا کا مہر مقرر کرکے ابوالبشر آدم علیہ السلام سے ارشاد فرمایا مہر حوا کا یہی ہے کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دس بار درود بھیجے اور بڑے بڑے مقرب فرشتے اُن پر درود بھیجتے ہیں اور ہر روز ستر ہزار فرشتے صبح سے شام تک اور ستر ہزار شام سے صبح تک خاص اسی کام پر مقرر ہوتے ہیں کہ آپ کی قبر مبارک پر حاضر ہوکر درود پڑھتے رہیں اور مسلمانوں کو اپنے اور فرشتوں کی درود بھیجنے سے خبر دے کر ارشاد ہوتا ہے کہ اے ایمان والوں تم اُن پر درود بھیجو تمام مسلمان بامتثال امر الٰہی اپنی مجلسوں اور ممبروں اور عبادت گاہوں اور خلوت خانوں بلکہ بعضے چلتے اور پھرتے اور اُٹھتے اور بیٹھتے رات دن درود پڑھتے ہیں یہاں

تک کہ عمدہ طاعات اور افضل عبادات یعنی نماز میں پانچوں وقت پڑھی جاتی ہے بلکہ امام شافعی کے نزدیک قعدہ اخیرہ میں واجب ہے اور اللھم صل علی محمد کما صلیت علی ابراھیم سے اصل صلوٰۃ مانند اصل صلوٰۃ ابراہیم کی مطلوب ہے نہ کیفیت وکمیت اُس کے مانند کیفیت وکمیت صلوٰۃ ابراہیم کی کہ بقاعدہ علم بیان دونوں صلوٰۃ میں مساوات تا ترجیح صلاۃ ابراہیمی کے صلوٰۃ محمدی پر لازم آئے جیسے کریمہ انا ارسلنا الیک کما ارسلنا الی نوح میں تشبیہ نفس رسالت محمدی کے ساتھ نفس رسالت نوح علیہ السلام واقع ہے نہ اُس کی کیفیت کے کیفیت رسالت نوح علیہ السلام کے ساتھ بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح سجدۂ فرشتوں کا ظاہر میں حضرت آدم علیہ السلام کی طرف واقع ہوا مگر درحقیقت قبلہ آن کا نور محمدی تھا کہ آدم علیہ السلام کی پیشانی میں جلوہ گر تھا اسی طرح اگرچہ ظاہر میں ابراہیم علیہ السلام مورد اس کرامت کے ہوئے لیکن حقیقت میں مورد اُس کا وہی نور پاک تھا کہ اُن کی پشت میں بھی موجود تھا اور استقلال حضرات انبیا کا اس کرامت میں کہ درود ان پر آن کے نام کے ساتھ اور آن پر بے ذکر نام کسی دوسرے کے جائز ہے منافی اس تقریر کا نہیں اس لئے کہ آپ کی ذات مجمع کمالات اس استقلال کا واسطہ ہوسکتی ہے جیسے مرتبہ نبوت اُن کو استقلالاً حاصل ہے مگر آپ اس مرتبہ میں اصل ہیں کما صرح بہ الامام الاجل حجۃ الاسلام محمد غزالی نور اللہ مرقدہٗ بہرحال یہ تو بخوبی ثابت ہوا کہ کمال اس کرامت کا اور کثرت اُس کی آپ کے لئے مخصوص ہے کوئی نبی ولی اُس میں شریک نہیں اسقدر یہی مناسبت باب سے کفایت کرتی ہے اب ہم بیان اُس کا نہایت اختصار کے ساتھ چند فصلوں میں لکھتے ہیں وحسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المعین ونعم الکفیل **پہلی فصل** آیۃ کریمہ ان اللہ وملائکتہٗ یصلون الاٰخر کی تفسیر میں۔ قال اللہ تعالیٰ ان اللہ وملائکتہٗ یصلون علی النبی یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما بے شک خدا اور فرشتے اُس کے درود بھیجتے ہیں پیغمبر پر اے ایمان والو درود بھیجو اس پر اور سلام بھیجو سلام کہہ کر اِنَّ واسطے تحقیق وتقریر معنی جملہ کے آیا ہے لیکن اس جگہ تاکید وتقریر کی حاجت نہیں اس لئے کہ وہ انکار مخاطب کے مقابلہ میں واقع ہوتی ہے اور یہاں خطاب اہل ایمان سے ہے پس دخول اِنَّ کا اور جملہ ہونا مسند کا اس جگہ محض واسطے اظہار اہتمام شان اُسی حکم کے ہے اور فعلیت جملہ کے واسطے افادہ تجدد وترقی کے ہے کہ روز بروز رحمت وعنایت پروردگار تقدس وتعالیٰ کی اُن کے حال پر زیادہ ہوتی جاتی ہے جس طرح آپ کے اور کمالات کو بھی یوماً فیوماً ترقی حاصل ہوتی ہے وللاٰخرۃ خیر لک من الاولیٰ اور صیغہ ماضی کا باوجود اس کے کہ تحقیق وقوع پر دلالت کرتا ہے واسطے توہم انقطاع کے ترک کیا گیا علاوہ بریں صیغہ مضارع اس آیت میں زیادتی ترغیب وتشویق کا فائدہ بخشتا ہے کہ صیغہ ماضی سے حاصل نہیں ہوتا حدیث میں آیا ہے جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق ہوجائے گناہ اُس کے بخشے جائیں پس کس قدر فائدہ حاصل ہوگا اُس شخص کو کہ درود اُس کی درود ملائکہ یا صلوٰۃ خدا سے موافق ہوجائے اور ذکر فرشتوں کا بھی پھر اضافت اُن کی خدا کی طرف بلکہ اس تمام کلام کی تقدیم امر پر اسی فائدہ کے واسطے ہے کہ اگر بادشاہ اپنی رعایا

اور لشکر کو کسی کام کا حکم کرتا ہے اور لوگ یہ بھی جانتے ہیں کہ فقط ایک بار تعمیل اس حکم کی واجب ہے پھر ہم مختار ہیں تو اکثر لوگ اس میں دوسری بار کاہلی کرتے ہیں اور جو جانتے ہیں کہ تمام مقربان بادشاہی اکثر اس کام میں مشغول رہتے ہیں اور اُسے بادشاہ کی خوشنودی کا سبب سمجھتے ہیں بلکہ خود بادشاہ بنفس نفیس اُس کام کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو شوق و رغبت اور بڑائی اور عظمت اس کی سب کے دل میں زیادہ ہوجاتی ہے اور اُس کی تکثیر میں اپنی عزت اور سعادت جانتے ہیں مرط فقیہ ابو اللیث سمرقندی فرماتے ہیں تقدیم اس جملہ کی امر پر درود کی افضلیت پر صاف صریح دلالت کرتی ہے کہ ہر عبادت میں ابتداءً امر واقع ہوا مگر اس امر میں پہلے اپنے اور فرشتوں کے فعل سے خبر دی پھر مسلمانوں کو حکم کیا۔ اور اللہ ذات جامع جمیع کمالات کا علم ہے اور بعضوں کے نزدیک اسم اعظم ہے علماء کہتے ہیں کہ لفظ اللہ اصل آلہ تھا ہمزہ کو حذف کر کے اُس کے عوض لام تعریف کا لائے اور الہ دراصل ولاہ تھا کہ مشتق ہے ولہ سے بمعنی حیرت کے پس نصیب بندہ کا اس نام پاک سے یہ ہے کہ آپ کو بحر حیرت میں غرق کرے اے عزیز راہ مولیٰ سراسر حیرت بلکہ حیرت در حیرت ہے جس نے اُس میں قدم رکھا آپ کو اور تمام عالم کو گم کیا بلکہ اس راہ میں راہ کو بھی دیکھنا گمراہی ہے جو نہیں جانتا وہ سب کچھ کہتا ہے اور جو جانتا ہے وہ کچھ نہیں جانتا اور جو کسی وقت کچھ جانتا ہے تو زبان پر نہیں لاتا من عرف اللہ کل لسانہ اور جس طرح راہ معرفت اُس کی عبارت و اشارت سے وراہے اسی طرح حقیقت عجائب و غرائب و نکات و لطائف اُس کے نام نامی کے بھی ادراک وہم و خیال سے منزہ اور احاطہ تحریر و تقریر سے زیادہ ہیں ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمت اللہ باقی رہا لفظ اَللّٰھُمَّ کہ ثنا و دعا خصوصاً درود کے شروع میں اکثر وارد ہوتا ہے اصل اُس کی نزدیک خلیل اور سیبویہ اور بصریین کے یا اللہ ہے حرف ندا محذوف ہوا اور عوض اُس کے میم مشددہ آیا شیخ حسن بصری فرماتے ہیں کہ اللھم سب دعاؤں کا مجموعہ ہے اور نضر بن سہیل کہتے ہیں جس نے اللھم کہا گویا تمام اسماء الٰہی کے ساتھ خدا کو یاد کیا اور بعضے اُسے اسم اعظم جانتے ہیں واللہ اعلم و علمہ اتم و احکم۔

قولہ تعالیٰ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ ملائکہ جمع ملک کی ہے اور فرشتے جواہر نورانیہ بسیطہ ہیں گناہوں اور شہوات کی تاریکیوں سے پاک کھانے پینے سونے سے منزہ نہ مرد ہیں نہ عورت جس کام پر خدائے تعالیٰ نے انھیں مقرر کر دیا اُس پر قائم ہیں اور طرح طرح کی شکل بنا سکتے ہیں خدا کی تسبیح اور یاد سے جیتے ہیں شمار اُن کا سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا مگر مستدرک میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس قدر وارد ہوا کہ تمام مخلوق دس حصے ہیں ایک حصہ باقی خلق اور نو حصہ فرشتے اور طبرانی نے رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور طبری نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ ساتوں آسمان میں ایک ہتھیلی کے برابر بھی جگہ فرشتے سے خالی نہیں اور بعض روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے سب فرشتوں کو ایک بار پیدا نہیں کیا بلکہ اب بھی پیدا ہوتے ہیں بعض اُن کے عرش کے اٹھانے اور بعض آسمانوں کے دروازوں اور بعض بہشت

اور دوزخ اور بعض دریاؤں اور بعض پہاڑوں اور بعض ابر اور مینہ اور بعض ارحام اور بعض نطفوں اور بعض تصویر نطفہ اور بعض نفخ روح اور بعض ہواؤں کے ہلانے اور بعض نباتات کے اُگانے اور بعض ستاروں اور بعض کتاب اعمال پر مقرر ہیں اور بعض مسلمانوں کی دعا پر آمین اور بعض منتظر نماز کے حق میں دعا اور بعض اُن عورتوں پر جو اپنے شوہروں کو چھوڑ دیتی ہیں لعنت کرتے رہتے ہیں یفعلون ما یومرون اُن کی شان ہے اور بعض معرفت الٰہی اور اُس کے جلال میں مستغرق اور ماسوا سے فارغ ہیں انھیں مقربین کہتے ہیں یسبحون اللیل والنہار لا یفترون اُن کے حال کا بیان ہے تفسیر طبری میں امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عدد اُن فرشتوں کا کہ آدمی پر موکل ہیں پوچھا فرمایا ہر آدمی کے ساتھ دس فرشتے رات کو اور دس دن کو رہتے ہیں ایک داہنے اور ایک بائیں اور دو آگے پیچھے اور دو دونوں کندھوں پر اور دو دونوں پہلو پر اور ایک پیشانی پر کہ تواضع کرنے والے کو بلند اور تکبر کرنے والے کو پست کرتا ہے اور دسواں سانپ کو منہ میں گھسنے نہیں دیتا اور طبرانی کی حدیث میں آیا کہ ہر آدمی پر ایک سو ساٹھ فرشتے موکل ہیں واللہ اعلم **قولہ تعالیٰ یصلون** لفظ صلوٰۃ لغت میں بمعنی دعا اور عرف شرع میں بمعنی نماز اور درود کے آتا ہے اور مناسبت دعا اور درود میں ظاہر ہے کہ دعا تحصیل مقصد کے لئے داعی سے واقع ہوتی ہے اور مصلی بھی صلوٰۃ سے جمیع مقاصد جمیلہ اور مطالب جلیلہ ظاہراً اور باطناً جمع کرنا چاہتا ہے اور کبھی یہ لفظ بمعنی رحمت اور استغفار اور معرفت اور ثنا کے بھی آتا ہے اور آیت میں ان سب معنی کے ساتھ تفسیر کیا گیا ہے ابو العالیہ کہتے ہیں کہ صلوٰۃ خدا بمعنی ثنا اور صلوٰۃ ملائکہ بمعنی دعا کے ہے یعنی خدا فرشتوں کے سامنے اپنے پیغمبروں کی مدح و ثنا کرتا ہے اور فرشتے دعا یعنی زیادتی اُس ثنا کی جناب الٰہی سے طلب کرتے ہیں حافظ ابن حجر اسی قول کو پسند فرماتے ہیں اور یہ جمع بین الحقیقۃ والمجاز کی قسم سے ہے مگر یہ کہ دعا کو بھی معنی اصطلاحی کہا جائے اور سعید بن جبیر اور شیخ شہاب الدین قرافی اور ارموی اور بیضاوی اور ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں صلوٰۃ خدا کو بمعنی مغفرت اور ضحاک اور امام رازی اور سفیان ثوری بمعنی رحمت فرماتے ہیں۔ ماوردی کہتے ہیں کہ یہ لفظ بہت معنوں پر آتا ہے مگر اس جگہ صلوٰۃ الٰہی سے اُس کی رحمت اور صلوٰۃ ملائکہ سے استغفار اور صلوٰۃ مومنین سے دعا مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ رحمت اپنے پیغمبر پر نازل فرماتا ہے اور فرشتے اُن کے لئے بخشش طلب کرتے ہیں اے مسلمانوں تم بھی دعا کرو اور بخشش اور رحمت اُن کے واسطے خدا سے مانگو **قولہ تعالیٰ علی النبی** لفظ علیٰ دعا کے صلہ میں واسطے ضرر کے آتا ہے اور رحمت اور صلوٰۃ کے ساتھ فائدہ لام کا بخشتا ہے اور لام عہد کا ہے کہ آپ وصف نبوت میں ایسے مشہور اور ہر شخص کے ذہن میں معہود ہیں کہ ذہن ہر مخاطب کا آپ کی طرف متبادر ہوتا ہے یا واسطے جنس کے ہے اور مطلق فرد کامل کی طرف منصرف ہوتا ہے اور نبی فعیل ہے بمعنی مفعول ماخوذ نبوت سے اور معتل لام ہے بمعنی بلند شدن و برآمدن در زمین بلند اور وہ بلند اور مشرف ہوتا ہے تمام خلق سے یا ماخوذ ہے نبأ مہموز اللام سے بمعنی مخبر و پیامبر کے۔

بعض کہتے ہیں کہ نبی اور رسول میں تساوی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نبی عام اور رسول خاص ہے تفسیر قاضی میں منقول ہے کہ کسی نے حضرت سے عدد انبیاء کا دریافت کیا فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار پھر عرض کیا کہ ان میں رسول کس قدر ہیں ارشاد ہوا تین سو تیرہ اور جن کے نزدیک رسول کا صاحب کتاب ہونا شرط ہے وہ ایک سو چار پیغمبروں کو رسول جانتے ہیں اس لئے کہ عدد کتابوں کا ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث میں بھی وارد ہے نکتہ اور اس جگہ اس لفظ کے اختیار کرنے میں باوجود اس کے کہ مرتبہ خاص یعنی رسالت بھی قطعاً و یقیناً آپ کے لئے ثابت ہے ایک فائدہ جلیلہ ہے کہ جب ایسی نعمت عظمیٰ اور دولت کبریٰ آپ کی نبوت کے مقابلہ میں واقع ہے تو کمالات مرتبہ رسالت کے کہ نبوت سے بہت بلند و بالا ہے کس درجہ اشرف و اعلیٰ ہوں گے مصرعہ قیاس کن زگلستان من بہار مرا قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین امنوا یہ لفظ اس امت مرحومہ کے خصائص سے ہے اور ان کے کمال و فضل و بزرگی اور درود کی عظمت اور بڑائی پر دلالت کرتا ہے کہ خود مالک حقیقی درود پڑھنے والوں کے ایمان کی گواہی دیتا ہے اور ان کو ایمان والے کہتا ہے اور یہ بھی اس لفظ سے سمجھا جاتا ہے کہ درود پڑھنا ایمان کا مقتضی ہے اس لئے کہ جب کسی سے کوئی بات طلب کرتے ہیں تو اسے مناسب مطلوب کیساتھ متصف کر کے خطاب کرتے ہیں جیسے معرکہ جنگ و جدال میں سپاہیوں سے کہتے ہیں اے بہادرو وقت جانبازی اور جرأت کا ہے اور سخی سے تحریص سخاوت کے وقت کہتے ہیں کہ اے کریم یہ موقعہ دینے کا ہے قولہ تعالیٰ صلوا علیہ اس جگہ کئی بحثیں ہیں بحث اول درود واجب ہے یا مستحب اور بر تقدیر وجوب کس قدر واجب ہے حافظ ابو عمر بن عبد البر کہتے ہیں کہ امر اس آیت میں بالاجماع وجوب پر محمول ہے اور ابن جریر طبری نے استحباب پر اجماع کا دعویٰ کیا قاضی عیاض اور حافظ ابن حجر کہتے ہیں مراد طبری کی یہ ہے کہ ایک مرتبہ سے زیادہ مستحب ہے ورنہ قول اس کا اجماع کے خلاف ہے کہ اجماع وجوب پر منعقد ہے مگر مقدار میں اختلاف ہے امام مالک اور امام اعظم اور سفیان ثوری اور ابوبکر رازی اور اوزاعی کے نزدیک تمام عمر میں ایک بار واجب ہے قاضی عیاض ابن عبد البر سے نقل کرتے ہیں کہ یہی مذہب جمہور کا ہے اور امام شافعی اور ابن المواز مالکی کے نزدیک ہر قعدہ اخیرہ میں واجب ہے بیہقی نے عامر بن شرجیل سے نقل کیا ہے کہ جو شخص نماز میں درود نہ پڑھے اس کو چاہیئے کہ نماز کو اعادہ کرے۔ شیخ اور طحاوی اور علیمی اور ابو اسحق اسفرائینی اور ابو حامد اسفرائنی اور ایک جماعت کا شافعیہ اور حنفیہ سے صومط اور طرسوسی اور ابن العربی اور فاکہانی اور لخمی کا مالکیہ سے اور ابن بطہ کا حنابلہ سے یہ مذہب ہے کہ وقت ذکر اور استماع نام نامی کے اگرچہ ایک مجلس میں کئی بار ہو درود شریف ہر مرتبہ اور کرخی کے نزدیک ایک بار اور بعض کے نزدیک تین بار واجب ہے شمس الائمہ سرخسی کہتے ہیں قول طحاوی کا اجماع کے خلاف ہے اور صحیح قول کرخی کا ہے صاحب بحر الرائق لکھتے ہیں کہ نقل اجماع تمام ہو قول کرخی کا راجح ہے ورنہ قول طحاوی کا اختیار

کرنا بہتر ہے شائد امام سرخسی نے وجوب سے فرضیت سمجھی اور مراد اُس سے معنی مصطلح ہے تحفہ و محیط رضی الدین میں مذکور ہے قول طحاوی کا صحیح ہے اس لئے تارک صلوٰۃ پر دعا ساتھ رغم اور ابعاد اور شقاوت کیساتھ وارد ہے اور اُس کو بخل اور جفا کے ساتھ وصف کیا ہے اور ایسی وعید ترک پر ساتھ ایسے امور کے علامات وجوب سے ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ جو خدا کا نام سنے اور ثنا ترک کرے اُس کے ذمہ کچھ نہ رہے اور اگر وقت استماع نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درود نہ پڑھے اُس کے ذمہ دین باقی رہے اور اس جگہ ایک عمدہ نکتہ فقیر کے ذہن ناقص میں گزرتا ہے کہ امر بصلوٰۃ وسلام باب تفعیل سے کہ خاصہ اُس کا تکثیر ہے وارد ہوا تاکہ تکثیر صلوٰۃ وسلام پر دلالت کرے واللہ اعلم۔ بحث ثانی اختلاف ہے اس امر میں کہ فائدہ درود کا کس طرف راجع ہے ابوالعباس قشیری اپنی تفسیر میں مصلی اور مصلی علیہ دونوں کی طرف راجع کہتے ہیں اور ابوالعباس مبرد اور ابن فرحون قرطبی اور شیخ سیوسی فقط مصلی کی طرف راجع فرماتے ہیں حلیمی کہتے ہیں کہ مقصود درود سے تقرب الی اللہ بامتثال امر اور ادائے حق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخ عزالدین ابن سلام فرماتے ہیں کہ ہماری صلوٰۃ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی شفاعت نہیں بلکہ ہم کو حکم ہے کہ حق ہر شخص کا ادا کریں اور حقوق پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پر اس قدر ہیں کہ تمام عمر میں ایک شمہ اُن کا ادا کر سکیں پس ہم خدا کی تعلیم سے اُسی طرف رجوع کرتے ہیں کہ الٰہی تیرے حبیب کے حقوق اور احسانات کا بدلا ہم سے کچھ نہیں ہو سکتا تو ہی اپنے فضل وکرم سے ہماری طرف سے اُن کو جزائے خیر دے اور اپنی رحمت کاملہ اس جناب پر نازل فرما ؎ اے سید انام درود جناب تو + ورد زبان ماست مہ و سال وصبح وشام + نزدیک تو چہ تحفہ فرستیم ما زدور + در دست ما است ہمیں یک صلوٰۃ والسلام ۔ اور قاضی ابو بکر بن عربی فرماتے ہیں کہ درود سے فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ قطع امتثال امر الٰہی اور محب حضرت رسالت اور خلوص نیت اور نصوح عقیدت کہ باعث رفع درجات اور دفع بلیات ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے اور مطالع المسرات میں بعض علماء سے منقول ہے کہ درحقیقت یہ اختلاف نہیں ابوالعباس قشیری نے عموم فضل وکرم الٰہی پر نظر کر کے اور اوروں نے ادب کی رعایت فرمائی۔ بحث ثالث سوا حضرت کے اور لوگوں پر بھی درود جائز ہے یا نہیں مطؔ بعض علماء انبیاء پر استقلالاً اور صحابہ وعلماء ومشائخ وصلحاء پر تبعاً جائز رکھتے ہیں اور اس بات پر دعوی اجماع کا کرتے ہیں اور بخاری اور طبری اور ابو ثور اور اسحٰق اور داؤد اوروں پر بھی مطلقاً جائز جانتے ہیں بدلیل قولہ سبحانہ صل علیھم ویصلی علیھم اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر کہا اللھم اجعل صلوٰتک ورحمتک علی سعد بن عبادۃ علاوہ بریں صلوٰۃ بمعنی رحمت کے بھی آیا ہے اور دعا بلفظ رحمت غیر انبیاء کے لئے شائع ہے بقول قاضی عیاض ائمہ کیواسطے لفظ غفران ورضوان اور بعض علماء کے نزدیک حضرت کیواسطے درود اور صحابہ کے لئے رضوان مخصوص ہے اور مسلمانوں کیواسطے دعا بلفظ رحمت کرنا چاہئے میرے نزدیک اگرچہ درود اور رحمت وغفران ورضوان

مطلقاً جائز ہے مگراب مسلمانوں میں درود واسطے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام واسطے اور پیغمبروں علیہم السلام کے اور رضوان واسطے صحابہ کرام اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کے اور کرم اللہ وجہہ واسطے مولیٰ علی کے اور قدس سرہٗ واسطے مشائخ طریقت اور رحمۃ اللہ واسطے ائمہ اور علما اور طلبا کے شائع ہے اور اتباع اُن کے رواج اور طریق کا خصوصاً اس امر میں کہ جسے بنظر حفظ مراتب مقرر کریں ضرور ہے ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن **بحث رابع** درود کے صیغوں میں کون سا صیغہ افضل ہے امام رافعی ابراہیم مروزی سے افضلیت اس صیغہ کی نقل کرتے ہیں اللھم صل علی محمد وعلیٰ اٰل محمد کلما ذکرہ الذاکرون وکلما سھیٰ عن ذکرہ الغافلون امام نووی صلوٰۃ ابراہیمی کو کہ حضرت نے اپنی زبان مبارک سے تعلیم فرمائی اور نماز میں مقرر کی افضل اور شیخ تقی الدین سُبکی کیفیت تشہد کو احسن کیفیات صلوٰۃ کہتے ہیں اور علامہ مجدالدین فیروزآبادی کے نزدیک یہ صیغہ افضل ہے اللھم صل علیٰ سیدنا محمد النبی الامی وعلیٰ کل نبی ونبیک وولی عدد الشفع والوتر وعدد کلمات ربنا التامات المبارکات اور قاضی حسین اس صیغہ کی افضلیت کے قائل ہیں اللھم صل علیٰ محمد کما ھو اھلہ ومستحقہ اور بارزی اسے افضل جانتے ہیں اللھم صل علی محمد وعلیٰ اٰل محمد افضل صلوٰتک عدد معلوماتک اور محقق دہلوی ترغیب اہل سادات میں بعض علماء سے افضلیت اس کیفیت کی اللھم صل علیٰ محمد واٰل محمد ماھو اھلہ اور بعضوں سے افضلیت اس کی اللھم صل علیٰ محمد وازواجہ امھات المومنین وذریتہ واھل بیتہ کما صلیت علیٰ ابراھیم انک حمید مجید نقل فرماتے ہیں میرے نزدیک ان سب کو جمع کرے کہ سب کے نزدیک افضل ہو جائے۔ **بحث خامس** یعنی پوشیدہ نہ رہے کہ درود پڑھنا ہر وقت اور ہر حال میں اٹھتے اور بیٹھتے اور چلتے پھرتے ہر قدم اور ہر سانس کے ساتھ یہاں تک کہ راہ میں اور نہانے کی حاجت میں بھی جائز بلکہ مستحب اور بہتر ہے مگر اوقات مخصوصہ میں کہ جن کی خصوصیت اس امر شریف کے ساتھ کتابوں سے ثابت ہوئی ساتھ رعایت آداب کے افضل اور بہتر ہے اوقات مخصوصہ یہ ہیں۔ بعد اذان بعد از وقت وضو صبح۔ شام۔ بعد از نماز تہجد۔ روز جمعہ۔ وقت دخول و مرور بمسجد و خروج عن المسجد۔ نماز جنازہ۔ وقت ادخال میت کا قبر میں۔ ماہ رجب ماہ شعبان۔ وقت زیارت قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ وقت رخصت کا روضہ مقدسہ سے۔ وقت خطبہ تزویج۔ وقت رکوب کا دابہ پر۔ وقت خطوط اور رسائل کے شروع کا۔ وقت کھانے سونے کا۔ ہفتہ اور اتوار منگل کی رات اور ہر امر خیر کے شروع میں۔ وقت لکھنے وصیت نامہ کا۔ وقت پاؤں کے سن ہونے کا۔ وقت کسی چیز کے بھولنے کا۔ وقت گدھے کی آواز سننے کا۔ وقت ملاقات مسلمان کا بعد از تلبیہ۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ وقت استیلام۔ حجر۔ صفا مروہ پر۔ مجلس سے چلتے وقت اور مجلس میں اور کلام سے پہلے اور قرآن کی قرأت کے بعد۔ حضرت کا نام لینے یا لکھنے یا سننے کے بعد۔ اور حضرت کے آثار شریفہ اور

اُس راہ کو جس سے آپ نے گزر فرمائی اور اُس شے کو جسے آپ نے ہاتھ لگایا دیکھتے وقت اور آداب یہ ہیں کہ بدن کپڑے نجاست حقیقی اور حکمی سے پاک کرکے اور خوشبو ملکر یا پاس رکھ کے باوضو رو بقبلہ دو زانو بیٹھے اور بکمال خشوع اور خضوع دل کو جناب احدیت اور حضرت رسالت کی طرف متوجہ کرے اور نام جناب باری اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا بکمال تعظیم زبان پر لائے اور معانی کلمات درود کے سمجھتا جائے جب کلمہ غیبت پر پہنچے آپ کو بسبب گناہوں اور آلودگی کے درگاہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دور جانے اور جب کلمہ خطاب پر آئے آپ کو خس و خاشاک کے مانند وہاں حاضر سمجھے اور تصور اُس جناب کی صورت پاک کا کہ آخر عمر میں تھی ذہن میں جمائے اور امتثال امر الٰہی اور ادائے حق نبوی کا قصد کرے معاذ اللہ اپنا احسان نہ سمجھے۔ **بیت** منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنی + منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت۔ بلکہ اپنی اس درود پڑھنے اور اُس جناب کی طرف متوجہ ہونے کو حضرت کی عنایت تصور کرے **بیت** بلبل زادب یا بنہد درصف گلزار + تا گل بہ طلبگاری او لب بکشاید۔ اور اُسے اپنی صلاح اور فلاح کا عمدہ سبب جانے اور پڑھنے کے لئے بوقت معین ایک عدد متعین کرے اور حتی الوسع اُسے فوت نہونے دے اگر احیاناً فوت ہوجائے دوسرے وقت پڑھ لے اور بعد ختم کے دعا اپنے مقاصد مطالب خصوصاً اس وظیفہ کی قبولیت کی بکمال الحاح و انکسار مانگے کہ امید اجابت کی ہے اللھم وفقنا لما تحب و ترضی واجعل اخرتنا و عاقبۃ امرنا خیرا من الاولی۔ **بحث سادس** آل محمد سے درود کے صیغوں میں شافعی کے نزدیک وہ لوگ مراد ہیں جن پر صدقہ حرام ہے زید بن ارقم سے کسی نے پوچھا صدقہ کن پر حرام ہے کہا آل علی آل جعفر آل عباس آل عقیل اور کتب فقہ میں آل حارث کو بھی داخل کیا اور امام شافعی بنو المطلب پر بھی حرام جانتے ہیں امام احمد کہتے ہیں کہ اس جگہ آل سے اہل بیت مراد ہیں یعنی ازواج مطہرات اور وہ لوگ جن پر صدقہ حرام ہے اور بعض تخصیص اولاد فاطمہ اور بعض تعمیم قریش اور بعض تعمیم تمام اُمت کے قائل ہیں ابن العربی اس مذہب کو ازہری اور امام مالک کی طرف نسبت کرتے ہیں اور نووی ترجیح دیتے ہیں قاضی حسین آل اتقیا امت مراد لیتے ہیں بدلیل قولہ آل محمد کل تقی کے جسے طبرانی اور دیلمی اور ابن مردویہ اور عقیلی اور حاکم اور بیہقی بسند ضعیف انس بن مالک سے نقل کرتے ہیں اور بدلیل اس بات کے کہ انبیاء سے سوائے زہد اور تقویٰ اور کچھ ورثہ نہیں باقی رہتا پس وارث ان کے نہ ہونگے مگر اتقیا کذا فی مطالع المسرات **بحث سابع**۔ بعض علما کہتے ہیں کہ جو شخص اس طرح اللھم صل علی محمد عدد کذا و کذا درود بھیجتا ہے اُس کو ثواب اُس عدد کا حاصل ہوتا ہے یعنی جو شخص مثلاً اللھم صل علی محمد الف مرۃ کہتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُس کو ہزار درود کا ثواب عنایت فرماتا ہے اور ابن عرفہ کہتے ہیں اس قدر ثواب تو نہیں حاصل ہوتا مگر ایک درود کے ثواب سے زیادہ ملتا ہے۔ شیخ زروق کہتے ہیں کہ یہ امر باعتبار احوال اور اشخاص

مختلف ہوتا ہے کذا فی مطالع المسرات صحیح ترمذی میں ہے کہ آپ نے ایک بی بی کو چھوارے کی گٹھلیوں یا کنکریوں پر تسبیح پڑھتے دیکھ کر فرمایا تمہیں اس سے آسان اور افضل بات بتائے دیتا ہوں سبحان اللہ عدد ما خلق اللہ فی الارض یہ دلیل ہے اس بات پر کہ اس طرح کا عدد معتبر ہے اور ثواب بقدر اُس کے مقدر۔ **بحث ثامن** درود نماز اور اکثر کیفیتوں میں صلوٰۃ ابراہیمی سے تشبیہ اس لئے وارد ہے کہ ابراہیم علیہ السلام انبیاء سابقین میں افضل و اکمل تھے اسی واسطے انھیں شیخ الانبیا کہتے ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آن کی اولاد میں بھی ہیں اور اُن کے پیروی کے ساتھ مامور ہیں بہر حال آپ کو اُن سے نسبت تامہ حاصل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اولی الناس بابراھیم للذین اتبعوہ وھذا النبی والذین امنوا واللہ ولی المومنین پس وجہ تخصیص ابراہیم علیہ السلام کی واسطے تشبیہ کے بخوبی ظاہر ہوئی اور وہ جو بعضے صیغے بلفظ کما صلیت علیٰ ال ابراھیم وارد ہیں وہاں بھی تشبیہ بذات ابراہیم علیہ السلام ہے کما فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی موسی الاشعری ولقد اوتی مزمارا من مزامیر ال داؤد ولان ال داؤد لا یصفون بحسن الصوت کذا فی المواہب اللدنیہ اور جو ذات ابراہیم مراد نہ لیں تو آل ابراہیم سے اسمٰعیل کہ آپ کے اجداد میں ہیں مراد ہیں مگر درود نماز اور اُس کے امثال میں آل ابراہیم سے اسمٰعیل اور اسحٰق اور آن کی اولاد مراد لیتے ہیں بلکہ اگر ثابت نہ ہو کہ ابراہیم کے اور لڑکے بھی تھے وہ بھی معہ اپنی اولاد کے داخل ہونگے مگر قید اسلام کی اور بقول بعض علما کے قید تقویٰ کی بھی ملحوظ ہے اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ ایک شبہہ ہے کہ کہ آل پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کہ پیغمبر نہیں درود اُن کی آل ابراہیم کے مانند کہ اکثر انبیاء ہیں کس طرح ہو سکتی ہے جواب اس کا یہ ہے کہ تشبیہ مستلزم مساوات نہیں اور بر تقدیر تسلیم ایک صفت کی برابری سے برابری اُن کی پیغمبروں سے لازم نہیں آتی -------- **قولہ جل اسمہ وسلموا تسلیما** سلام بھی وجوب و استحباب میں مانند صلوٰۃ کے ہے جو درود کو واجب کہتا ہے وہ سلام کو بھی واجب سمجھتا ہے **حلیمی ابن فارس ضوفا کما فی** اس لئے کہ ایک آیت میں ایک طرح سے دونوں کے ساتھ امر واقع ہے اگر درود میں جملہ متعددہ کے ساتھ تاکید وارد ہے سلام بلفظ تسلیما موکد ہے اور تحقیق فرماتے ہیں کہ سلام تحیت جس کا جواب مسلم علیہ پر واجب ہے وہ ہر شخص پر جائز ہے مگر سلام دعا کہ قریب بمعنی صلوٰۃ کے ہے انبیا علیہم السلام پر حالت حیات ظاہری میں اور بعد اُس کے اگرچہ مسلم اُن کی قبر متبرکہ سے قریب نہ ہو جائز ہے بخلاف اوروں کے کہ اُن پر بعد از موت سوا وقت زیارت قبر کے استقلالاً جائز نہیں کما اشار الیہ الشیخ تقی الدین السبکی کذا فی الدر المنضود لابن الحجر المکی **دوسری فصل فضائل و فوائد درود کے بیان میں** جاننا چاہئے کہ درود مصلی کو تمام عبادات قولی و فعلی اور قلبی اور مالی سے زیادہ تر فائدہ بخشتی ہے علمائے راسخین اور ائمہ دین فرماتے ہیں کہ ایک درود دنیا و مافیہا سے بہتر اور دونوں جہان کے لئے کافی ہے ثواب اُس کا طاعات ہزار سالہ کے ثواب سے زیادہ اور رتبہ اُس کا عبادات بدنیہ اور مالیہ اور قولیہ سے اعلیٰ

ہے اور یہ فضل وعنایت اس امت بابرکت پر اُس صاحب دولت کے بدولت ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورنہ ہم کب لائق اس عنایت اور مستحق اس کرامت کے تھے س ر د ت فی بل ن م شیخ ق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص مجھ پر ایک درود بھیجتا ہے خدائے تعالیٰ اُس پر دس بار اور ایک روایت میں ہے مس بل ستر بار درود بھیجتا ہے اور نسائی اور دارمی اور احمد اور حاکم اور ابن حبان نے بالفاظ متقاربہ ابو طلحہ انصاری سے مرفوعاً روایت کیا کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے خدائے تعالیٰ اُس پر دس درود بھیجتا ہے اور جو ایک سلام بھیجتا ہے اُس پر دس سلام بھیجتا ہے ن فی المجلہ ابو القاسم فی الترغیب و فی المسند عمر بن نیار کی حدیث میں آیا کہ جو شخص میری امت سے باخلاص دل مجھ پر درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس درود بھیجتا ہے اور اُس کے دس درجہ بلند کرتا ہے اور اُس کے لئے دس نیکیاں لکھتا ہے اور اُس کی دس بدیاں محو فرماتا ہے نسائی اور طبرانی اور بیہقی اور ابن ابی عاصم نے مانند اسکے ابو بردہ بن نیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا و رجالہ ثقاۃ اے عزیز یہ تو ایک بڑی نعمت ہے کہ پروردگار تقدس وتعالیٰ اس بندۂ ناچیز آلودۂ معصیت پر دس بار رحمت اپنی نازل فرمائے اور اسے اپنے سلام سے مشرف کرے اور دس درجہ اُس کے بلند کرے اور دس نیکیاں اُس کے نامۂ اعمال میں لکھے اور دس گناہ اُس کے بخشے ایک نگاہ لطف اُس کی مہمات دین ودنیا کو کفایت کرتی ہے اور ادنیٰ عنایت اُسکی سب مطالب ومقاصد کے لئے کافی ہے اگر تمام عمر کی عبادت کے صلہ میں ایک بار بھی بندہ کو یہ دولت بے نہایت ہاتھ آئے دین ودنیا کے لئے کافی ووافی سمجھے۔ ؎ مرا از زلف تو موئے پسند است ✣ فضولی می کنم بوئے پسند است ۔ شیخ عبد الحق کہتے ہیں کہ جب میں مکہ سے مدینہ شریفہ کو چلا شیخ عبد الوہاب متقی نے فرمایا اس راہ میں کوئی عبادت بعد فرائض کے درود کے برابر نہیں تم سب اوقات اپنے اسی میں صرف کیجیو میں نے کہا کوئی عدد معین ہے فرمایا یہاں عدد تعین نہیں اتنا پڑھو کہ درود کے رنگ میں رنگ جاؤ اور اُس میں مستغرق ہو جاؤ ار دی ضیار مقدسی مطان فی شیخ ل ابن شاین آپ فرماتے ہیں کہ درود مجھ پر صراط پر نور ہے اور جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر حط اسّی بار درود بھیجے اسّی برس کے گناہ اُس کے بخشے جائیں حکظ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ درود کس طرح بھیجیں فرمایا کہو اللھم صل علی محمد عبدک ونبیک ورسولک النبی الامی اور ل فرماتے ہیں کہ جو شخص جمعہ کے دن نماز عصر پڑھ کر اُٹھنے سے پہلے کہے اللھم صل علی محمد النبی الامی وعلی اٰلہ وسلم تسلیماً اسّی برس کے گناہ اُسکے بخشے جائیں اور اسّی برس کی عبادت کا ثواب اُس کے واسطے لکھا جائے فائدہ گناہوں سے صغائر مراد ہیں نہ کبائر اور بخشش صغائر کی بھی اخلاص قلب اور مقبولیت درود سے مشروط ہے گویا یہ عمل شریف اور تمام حسنات ازالۂ سیئات میں حکم دوا کا رکھتی ہیں کہ جس طرح تاثیر دوا کی شرائط استعمال اور توجہ طبیب اور عدم موانع پر موقوف ہے اسی طرح اُن کی تاثیر بھی بے عنایت الٰہی رعایت اور رعایت آداب شرائط اور انعدام

موانع ظاہر نہیں ہوتی بلکہ جس طرح بدپرہیزی سے بیماری بڑھ جاتی ہے کہ علاج پذیر نہیں رہتی اسی طرح گناہوں کی کثرت دل سیاہ کرتی ہے اور جب سیاہی اُس کو گھیر لیتی ہے کوئی چیز یہاں تک کہ قرآن بھی نفع نہیں بخشتا ولایزید الظالمین الا خسارا اے عزیز گناہ حقیقت میں ایک آگ ہے جب وہ آگ دل میں بھڑکتی ہے دوزخ کی طرف کہ بمنزلہ اس کے جز کے ہے بالطبع میل کرتی ہے اور آدمی کو کھینچ کرلے جاتی ہے اور یہ حرکت نہایت تیزی کے ساتھ ہوتی ہے اُس وقت کوئی قاسر اس کو نہیں روک سکتا اس لئے آدمی کو چاہئے کہ حسنات کی تاثیر پر بھروسہ کرکے گناہوں میں مبتلا نہ ہو کیا ضرورت ہے کہ تریاق جس کے پاس موجود ہو وہ سانپ کے مُنہ میں انگلی دیا کرے کہ ضرر گناہ کا یقینی اور زوال اُس کا ظنی ہے ہاں جس قدر ہو سکے بامید بخشش اُن گناہوں کی کہ احیاناً واقع ہوجائیں اور بلند ہونے درجوں اور مرتبوں اور حاصل ہونے دین و دنیا کی مرادوں اور مقصدوں کے اور اُن صعبتوں کے ساتھ کہ صحیح حدیثوں اور معتبر روایتوں میں وارد ہوئے برعایت اُن کی ترکیب و شرائط کے درود کی کثرت کرے اللھم وفقنا لذالک بجاہ نبیک المصطفٰے وحبیبک المجتبیٰ اور ق عس ل ی ت مطن دھوری سمی ابو بکر بن ابی لسمہ صم ح مل اور فرماتے ہیں کہ تم میں سے جو شخص درود زیادہ پڑھے گا قیامت کے دن ہر مکان میں مجھ سے زیادہ نزدیک ہوگا جو جمعہ کے دن یا رات مجھ پر درود بھیجتا ہے خدا تعالیٰ سو حاجت اُسکی روا کرتا ہے ستر آخرت اور تیس دنیا میں اور اُس درود پر ایک فرشتہ مقرر کرتا ہے کہ میری قبر میں پہنچاتا ہے جیسے تمہارے پاس ہدیہ لایا جاتا ہے اور اُس کا نام اور نسب اور قوم مجھے بتلاتا ہے میں اُسے صحیفہ سند میں نگاہ رکھتا ہوں ل اور فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر درود بہت بھیجو کہ بے شک تمہاری درود مجھے پہنچتی ہے میں تمہارے حق میں دعا اور استغفار کرتا ہوں فی حم فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن مجھ پر درود بہت بھیجو کہ وہ دن مشہود ہے فرشتے اُس روز حاضر ہوتے ہیں جو بندہ مجھ پر درود بھیجتا ہے اُس کی درود مجھے پہنچتی ہے جہاں کہیں کے ہوں لوگوں نے پوچھا اور وفات کے بعد فرمایا وفات کے بعد بھی کہ زمین پر پیغمبروں کا جسم کھانا حرام ہے فی سعید بن منصور حم ق ل ق می فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن مجھ پر درود بہت بھیجو ق ی صم ق ک کہ جو امتی میرا مجھ پر جمعہ کے دن درود بھیجتا ہے اُس کی درود مجھ کو پہنچتی ہے ق می پس جس کی درود زیادہ ہے مجھ سے نزدیک زیادہ ہے اور فی فرماتے ہیں جمعہ کے دن مجھ پر درود بہت بھیجو کہ جبرئیل نے مجھ سے کہا پروردگار فرماتا ہے اہل زمین سے جو مسلمان تم پر ایک بار درود بھیجتا ہے میں اور میرے فرشتے اُس پر دس درود بھیجتے ہیں ق درحص مل ح ک صم فرماتے ہیں کہ جمعہ تمہارے دنوں میں زیادہ بزرگ ہے کہ آدم اُس دن پیدا ہوئے اور اُسی دن روح اُن کی قبض ہوئی اور اُس میں نفخہ اور صعقہ ہے بس اُس دن مجھ پر درود بہت بھیجو کہ تمہاری درود میرے حضور میں عرض کی جاتی ہے صحابہ نے کہا کہ بعد آپ کی رحلت کے فرمایا بے شک زمین پر پیغمبروں

کا بدن کھانا حرام ہے **فائدہ** منذری نے اس حدیث کی تحسین اور حاکم اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور نووی نے تصحیح کی ابن دحیہ اُسے صحیح محفوظ اور حافظ عبدالغنی حسن صحیح کہتے ہیں اور سخاوی قول بدیع میں اُسکی اسناد میں ایک علت ابوحاتم سے نقل کر کے کلام دارقطنی وخطیب سے رفع کرتے ہیں **فائدہ** ان حدیثوں سے دو امر ثابت ہوئے ایک یہ کہ اوقات متبرکہ میں اہتمام حسنات کا زیادہ کرنا چاہئے دوسرے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر مبارک میں زندہ ہیں اور درود ہماری اُن کے حضور میں عرض کی جاتی ہے آپ خوش ہوتے ہیں اور ہمارے حق میں دعائے استغفار کرتے ہیں اور آپ کی دعا اور استغفار ایک نعمت عظمٰی اور دولت کبریٰ ہے جسے یہ دولت بے نہایت کہ سلطنت ہفت کشور سے بہتر ہے تمام عمر میں ایک بار بھی میسر ہو دونوں جہان کی خوبیاں اُس کو حاصل ہوں اور دنیا اور آخرت کی سب آفتوں سے نجات پائے **نظم** اگر جملہ جہانم خصم گیرند + نترسم گر نگہدارم تو باشی + زشادی در ہمہ عالم نگنجم + اگر یک لحظہ غم خوارم تو باشی- اور **ترغیب اہل السعادات** فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھ پر سلام کرتا ہے فرشتہ سلام اُس کا مجھے پہنچاتا ہے کہ اے محمد فلاں بیٹا فلاں کا آپ پر سلام بھیجتا ہے اور **ک** فرماتے ہیں کہ خدا کے سیاح فرشتے میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں **فائدہ** ہر چند کہ فقط سلام تحیت کا واجب ہے اور اُس کے جواب میں اہتمام تمام رکھتے مگر آپ کی رحمت وعنایت سے امید واثق ہے کہ غریبان امت کو بعد انتقال کے بھی جواب سلام سے مشرف فرماویں بلکہ سخاوی نے قول بدیع میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں اور صنانے مختار میں اور ابوالشیخ نے اپنی کتاب میں بعض صحابہ سے مرفوعًا روایت کیا کہ جو شخص اپنے بستر پر آکر سورۂ ملک پڑھے پھر چار بار یہ کلمات کہے اللھم رب الحل والحرام ورب الرکن والمقام ورب المشعر الحرام بحق کل ایۃ انزلتھا فی شھر رمضان بلغ روح محمد تحیۃ وسلامًا اللہ تعالیٰ دو فرشتے متعین کرے کہ میرے پاس آکر عرض کریں اے محمد فلاں بن فلاں آپ کو سلام ورحمۃ اللہ کہتا ہے اُس کے جواب میں کہوں فلاں بن فلاں پر میری طرف سے سلام اور خدا کی رحمت اور اُس کی برکتیں یعنی وعلیکم السلام کہتا ہوں **ح ل ابن ابی الدنیا** سلیمان بن سحیم کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا عرض کیا یارسول اللہ یہ لوگ جو آتے ہیں اور سلام بھیجتے ہیں آیا آپ اُن کے سلام سے واقف ہوتے ہیں۔ فرمایا ہاں اور میں اُن کے سلام کا جواب دیتا ہوں **نظم** یانبی اللہ السلام علیک + انما الفوز والفلاح لدیک + بسلام آدم جوابم دہ + مرہمے بردل خرابم نہ + مہر بگذار زحقہ یاقوت + روح را کام بخش دل راقوت + زاری من شنو تکلم کن + گریۂ من نگر تبسم کن + رحم کن برمن وفقیری من + دست دہ بہر دستگیری من + گر نہ رفتم براہ سنت تو + ہستم از عاصیان امت تو۔ سلام علی خیر الانام سید حبیب الہ العالمین محمد بشیر نذیر ھاشمی مکرم عطوف رؤف من یسمی باحمد اے عزیز اس سے زیادہ اور دولت ونعمت کیا ہوگی کہ تمام پیغمبروں کے سردار اور خدا کے پیارے اس مشت خاک بے بضاعت کو جواب سلام کا دیں اور اُس

کے حق میں دعاء رحمت و برکت کی کریں اگر تمام عمر کی محنت و مشقت کے صلہ میں ایک بار بھی یہ دولت ہاتھ آئے ربح عظیم اور نفع کثیر ہے **بیت** صد سلامت می فرستیم برتوا ے فخر کرام + تاکہ آید یک علیکم در جواب صد سلام۔ **فرد** بہر سلام مکن رنجہ در جواب آں لب + کہ صد سلام مرا یک جواب از تو بس است۔ اے عزیز یہ دولتِ بے نہایت تو ایک طرف ہے محب صادق اگر اپنے محبوب کی ادنیٰ توجہ والتفات پر جان اپنی قربان کرے بجا ہے اور اس کی خوشی میں گھر اور باہر ملک و مال اپنا لٹا دے تو روا ہے جاں میدہم در آرزوئے اے قاصد آخر باز گو + در مجلس آں نازنیں حرفے گر از ما میرود **فائدہ** ایک شخص نے کسی عالم سے پوچھا کہ ایک وقت میں کروروں آدمی اکناف عالم اور اطراف زمین کے حضرت کی خدمت میں تحفہ سلام بھیجتے ہیں آپ اُن کے سلام کا کس طرح جواب دیتے ہیں جواب دیا **شعر** کالشمس فی وسط السماء ونورھا + یغشی البلاد مشارقا ومغاربا۔ یعنی جیسے آفتاب بیچ آسمان میں ہوتا ہے اور نور اس کا مشرق اور مغرب کے سب شہروں کو ڈھانپ لیتا ہے اسی طرح ہزاروں لاکھوں آدمی ایک وقت میں اس آفتاب سپہر نبوت سے مستفیض اور ان کے سلام سے مشرف ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں ب۔ بہت نزدیک مجھ سے وہ لوگ ہیں جو بکثرت مجھ پر درود بھیجتے ہیں اہل ذوق کے نزدیک یہ حدیث فضیلت مصلی میں کفایت کرتی ہے کہ قرب نبوی سارے کمالات کو شامل ہے اور قرب الٰہی کو بھی مشتمل کہ امتی کو جس قدر قرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوگا اتنا ہی خدا سے زیادہ نزدیک ہوتے گا اور **مطاعمال الصفا فی فضل الصلوٰۃ علی المصطفےٰ** حافظ دمیاطی فی عمل الیوم واللیلۃ فرماتے ہیں جو شخص کہے اللھم صل علیٰ روح محمد فی الارواح وصل علیٰ جسد محمد فی الاجساد وصل علیٰ قبر محمد فی القبور اللھم بلغ روح محمد منی تحیۃ وسلاما مجھے خواب میں دیکھے یہ صیغہ حرمین شریفین میں اس غرض کے واسطے بہت مروج ہے اور شیخ عبدالحق دہلوی مفاخر الاسلام سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص جمعہ کے دن یہ درود پڑھے اللھم صل علیٰ محمد ن النبی الامی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے یا اس مکان کو دیکھے جو بہشت میں اس کے واسطے تیار ہے اور جو ایک بار میں میسر نہ ہو پانچ جمعہ تکرار کرے بفضل الٰہی وہ چیز نظر آئے کہ اسے خوشی بخشے اور یہ ترکیب بھی لکھتے ہیں کہ شب جمعہ دو رکعت ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد پچیس[۲۵] بار سورہ اخلاص اور سلام کے بعد ہزار بار یہ درود پڑھے صلی اللہ علیہ النبی الامی اور تیسری ترکیب جس کو بہت مجرب کہتے ہیں یہ ہے کہ جمعہ کی رات دو رکعت ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد گیارہ بار آیۃ کرسی اور گیارہ بار سورہ اخلاص پھر سو بار یہ درود پڑھے اللھم صل علیٰ محمد ن النبی الامی وآلہ وسلم اگر ایک بار میں زیارت سے مشرف نہو تین جمعہ کرے انشاء اللہ تعالیٰ چوتھی بار کی حاجت نہو اللھم ارزقنا **فائدہ** رویت دو قسم ہے ظاہری اور باطنی اور ظاہری بھی دو قسم ہے خواب میں اور بیداری میں اور بیداری میں بھی دو قسم ہے عالم حیوۃ مرئی میں اور بعد اسکے وفات کے زیارت اس جناب کی عالم بیداری میں ہم خفتہ بختوں کو کہاں نصیب ہے

یعنی قسم اُس کی تو صحابہ کرام پر تمام ہو چکی اور دوسری قسم اولیائے عظام کے لئے مخصوص ہے خوشا طالع وزہے قسمت اُس کی جسے خواب میں بھی وہ جمال جہاں آرا نظر آجاوے **بیت** نشان بخت بیداری است آنخواب ✦ کہ دروی بینم آں ماہ جہانتاب **فائدہ اخریٰ اجل من الاولیٰ** جاننا چاہیئے کہ جس طرح درود شریف کی برکت سے زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں حاصل ہوتی ہے اسی طرح اُس کی کثرت سے رویت باطنی بھی میسر ہو سکتی ہے یہاں تک کہ باطن مصلی جمال مبارک کا آئینہ ہو جائے اور جب کمال اس دولت بے زوال کا حاصل ہوتا ہے اُس وقت کسی حال میں صورت مبارک دیدہ بصیرت سے غائب نہیں ہوتی ظاہر اُس کا اگر کسی اور طرف مصروف بھی ہو جاتا ہے مگر باطن ہر وقت اور ہر حال میں آپ کی زیارت سے مشرف رہتا ہے اور یہ اول سے افضل ہے کہ رویت بصر و خیال مخالطت وہم سے پاک نہیں ہو سکتی بلکہ رویت بصر رویت بصیرت کے توابع ولواحق سے ہے کہ جب صورت کریمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طالب کی چشم بصیرت میں ہر وقت مستقر اور منطبع رہتی ہے آئینہ بصر و خیال بھی کدورات وہم سے صاف ہو جاتا ہے اور اکثر وہ جمال دلربا خواب میں نظر آتا ہے وماھو الا نور علی نور اور اس جگہ طالبان رویت کو ادب کی رعایت ضرور ہے کہ اس نعمت عظمیٰ اور دولت کبریٰ یعنی انطباع وانتقاش صورت کریمہ اور حصول زیارت مقدسہ کو نتیجہ اپنے جذب محبت کا نہ جانے بلکہ عنایت محبوب کی سمجھیں کہ ذرہ آفتاب کو اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکتا اور قطرہ ناچیز دریا کو نہیں کھینچ سکتا بلکہ اپنے اختیار سے اُس تک پہنچ نہیں سکتا ہاں اگر آفتاب عالمتاب اپنی عنایت سے ذرہ ناچیز پر پرتو افگن ہو بعید نہیں اور جو سلیمان بے درخواست مور ناتواں کی اُس کے حال زار پر متوجہ ہو گنجائش رکھتا ہے بلکہ بنظر انصاف ہماری آنکھ قابلیت اس نعمت کی اصلا نہیں رکھتی یہ صرف اُس جناب کی رحمت وعنایت ہے کہ اپنی زیارت کریمہ سے مشرف فرمائیں اور جمال جہاں آرا اپنا ہم روسیاہوں کو دکھائیں۔ **بیت** برائے دیدن روح تو چشم دیگرم باید ✦ کہ ایں چشمے کہ من دارم جمالت را نمی شاید شیخ ابو عبداللہ ساحلی کہتے ہیں کہ بزرگ ترین ثمرات اور گرامی ترین فوائد صلوٰۃ یہ ہے کہ جب آدمی برعایت آداب ومحافظت شروط وخلوص نیت وتدبر معانی درود کی کثرت کرتا ہے محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس کے تمام دل کو گھیر لیتی ہے اور شجرۂ طیبہ محبت بحکم ؎ المرء لمن یحب مطیع ثمرۂ اتباع وطاعت بخشتا ہے اور بواسطہ اس محبت وطاعت کے بحکم المرء مع من احب اور بمفہوم من یطع اللہ والرسول اولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا ان مقبولان بارگاہ الٰہی کی معیت خاصہ سے کہ سردار اُن کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مشرف وممتاز بلکہ بسبب اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوبیت الٰہی سے کہ عمدہ کمالات اور بہترین مقاصد ومرادات ہے سرفراز ہوتا ہے۔ پس طالب صادق کو لازم ہے کہ درود کی کثرت کرے تا باطن اُس کا آئینہ صورت نبویہ اور مرآت جمال

مصطفویہ ہو جائے اور جب اُس صورت کریمہ کو آئینہ دل میں جلوہ گر پائے اُس کے استقرار میں اہتمام تمام اور سعی بلیغ بجالائے اور اُس صورت مقدسہ کو تمام معاملات اور مراقبات قلبی وقالبی میں پیش نظر رکھے اور کسی وقت چشم بصیرت سے غائب نہ ہونے دے کہ نسبت تامہ اُس جناب سے حاصل ہو اور وصل دائم میسر **شعر** ہمنشینم بخیال بود آسودہ دلم + کایں وصالے است کہ درپے غم ہجراش نیست۔ اور **عشاری** فرماتے ہیں کہ جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے میں سنتا ہوں اور جو دور سے بھیجتا ہے تو خدا ایک فرشتہ کو متعین کرتا ہے کہ اُس کی درود پہنچاتا ہے اور اُس کے دین و دنیا کے کام درست کرتا ہے اور میں قیامت کے روز اُس کی شفاعت کروں گا اور گواہی دوں گا اور **ل ابن شاہین** فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھ پر درود بھیجے میں اُس کی قیامت کے دن شفاعت کروں **فائدہ** یہ دولت گنہگاران اُمت کے حق میں کفایت کرتی ہے جس کے شفیع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اُسے کس بات کا غم ہے **شعر** غم نخورد آنکہ شفیعش توئی + پایۂ وہ قدر رفیعش توئی + حاصل اینست زطاعت مرا + ہست امید شفاعت مرا۔ اور **شیخ حافظ احمد بن موسیٰ بسند ضعیف** فرماتے ہیں کہ جو شخص نماز صبح کے بعد کلام کرنے سے پہلے سو بار مجھ پر درود بھیجے خدائے تعالیٰ سو حاجتیں اُس کی روا فرمائے تیس دنیا میں اور ستر کو جمع رکھے یعنی آخرت کے لئے عرض کیا یا رسول اللہ درود کس طرح پر چاہئے فرمایا ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما اور **شیخ ل** فرماتے ہیں جو شخص ایک دن میں پچاس بار درود پڑھے گا قیامت کے دن میں اُس سے مصافحہ کروں گا اور **می مل ابو سعید فی شرف المصطفیٰ** فرماتے ہیں جو شخص چاہتا ہے کہ خدا کو اپنے سے راضی پائے اُسے چاہئے کہ درود کی کثرت کرے اور **ع** منقول ہے کہ پروردگار تقدس وتعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام ------ اور منقول ہے کہ پروردگار تقدس وتعالیٰ دو شخصوں کے حال سے ہنستا ہے یعنی اُن کے کام سے خوش اور اُن سے راضی ہوتا ہے ایک وہ شخص کہ یاروں کے گھوڑے سے بڑے گھوڑے پر دشمن کا سامنا کرے سب شکست کھائیں اور وہ قائم رہے اگر مارا جائے شہید ہو اور جو بچ جائے تو خدائے تعالیٰ اُس سے ہنستا ہے یعنی راضی ہوتا ہے دوسرا وہ شخص کہ رات کو خلق سے چھپ کر اُٹھے اور اچھی طرح وضو کرکے خدا کی تحمید اور تمجید اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور قرآن مجید کو کھولے پس خدائے تعالیٰ اُس کے ساتھ ہنستا ہے یعنی اُس سے راضی ہوتا ہے اور فرماتا ہے اس بندے کو دیکھو کہ میرے سوا کسی کو نہیں دیکھتا ہے اور **ابن جوزی فی کتاب الوفا** فرماتے ہیں کہ جبرئیل نے مجھے خدا کا پیام دیا کہ جو تم پر ایک درود بھیجتا ہے میں اور میرے فرشتے اُس پر دس درود بھیجتے ہیں اور وہ درود کہ عرش تک پہنچتی ہے جس فرشتے کی طرف سے گزرتی ہے وہ کہتا ہے صلوا علی قائلھا کما صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے کہنے والے پر درود بھیجو جیسے اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجی۔

ابو خصص عمرو بن عبد المجید العالسی فی المجالس المکیہ ایک روز حضرت نے فرمایا جو حجۃ الاسلام اور جہاد کرے چارسو حج کا ثواب پاوے جو لوگ طاقت حج اور جہاد کی نہ رکھتے تھے دل اُن کے نہایت پژمردہ ہو گئے حق تعالیٰ نے اپنے رسول پر وحی بھیجی کہ جو شخص تم پر درود بھیجے چارسوؔ غزوہ کا ثواب پاوے اور ہر غزوہ کا ثواب چارسوؔ حج کے برابر ہو اور ی ق فرماتے ہیں جو بندہ عرفہ کے پچھلے موقف میں وقوف کرے پھر سوؔ بار فاتحہ اور سوؔ بار اخلاص پڑھ کر سوؔ بار اللھم صل علی محمد و علیٰ اٰل محمد کما صلیت و بارکت علی ابراھیم و علیٰ اٰل ابراھیم انک حمید مجید اور سوؔ بار اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ ولا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد بیدہ الخیر یحیی و یمیت وھو علی کل شیئ قدیر کہے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماوے اے میرے فرشتو کیا بدلا ہے میرے اس بندے کا کہ اس نے میری تسبیح اور تہلیل اور ثنا کہی اور میرے پیغمبر پر درود بھیجی اے فرشتو گواہ رہو میں نے اسکو بخش دیا اور میں نے شفاعت اسکی قبول کی اگر سب اہل موقف کی شفاعت کریگا ہر آئینہ میں قبول کروں گا اور فی صمم فرماتے ہیں جو شخص ہر روز تین بار اور ہر شب تین بار میری محبت و شوق کیساتھ مجھ پر درود بھیجے خدا پر حق ہے کہ اُس دن رات کے گناہ اُس کے بخش دے اور ابو القاسم فی الترغیب فرماتے ہیں کہ سیاح فرشتے خدا کے جب ذکر کے حلقوں یعنی ذاکرین کی مجلسوں پر گزرتے ہیں ایک دوسرے سے کہتا ہے بیٹھو پس جب وہ دعا کرتے ہیں یہ آمین کہتے ہیں اور جب وہ درود بھیجتے ہیں یہ بھی اُن کے ساتھ درود پڑھتے ہیں اور جب فارغ ہوتے ہیں آپس میں کہتے ہیں ان کو خوبی اور خوشی ہو کہ بخشے گئے اور صاحب فی المنظم ایک روز فرمایا قیامت کے دن تین شخص عرش کے سایہ میں ہوں گے جس دن اُس کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تین شخص کون ہیں فرمایا جو میری غمگین اُمت کا غم دور کرے اور جو سنت کو زندہ کرے اور جو مجھ پر درود بہت بھیجے اور شیخ سند عطار ل ن بسند ضعیف فرماتے ہیں کہ جو دو شخص آپس میں خدا کے واسطے محبت رکھتے ہیں اور ملاقات کے وقت مصافحہ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں جدا ہونے کے پہلے اگلے اور پچھلے گناہ اُن کے بخشے جاتے ہیں اور ل ابو العلیٰ فرماتے ہیں جس کے پاس صدقہ نہ ہو وہ یہ درود پڑھے اللھم صل علی محمد عبدک و رسولک وصل علی المومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات کہ اُس کے حق میں زکوٰۃ ہے اور مسلمان نیکی سے سیر نہیں ہوتا جب تک بہشت میں نہ پہنچے اور فی می ابو موسیٰ مدہی ایک دن فرمایا آج کی رات میں نے عجیب ماجرا دیکھا کہ ایک شخص میری اُمت سے پُل صراط پر کبھی چوتڑوں سے پھسلتا ہے اور کبھی گھٹنوں سے چلتا ہے ناگاہ اُس کے درود نے ہاتھ اُس کا پکڑا اور سیدھا کھڑا کر کے اُسکو صراط سے اُتار دیا اور شیخ فرماتے ہیں خدا کا ایک فرشتہ ہے کہ اُس کا بازو مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں جب کوئی شخص مجھ پر محبت کے ساتھ درود بھیجتا ہے وہ فرشتہ پانی میں غوطہ کھا کر اپنے پر جھاڑتا ہے

خدا تعالیٰ ہر قطرہ سے کہ اُس کے پروں سے ٹپکتا ہے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے کہ قیامت تک درود پڑھنے والے کے لئے استغفار کرتے ہیں اور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ فرماتے ہیں جو مجھ پر ایک درود بھیجے اللہ اور فرشتے اُس کے اُس پر دس درود بھیجیں پس بندہ چاہے بہت پڑھے اور چاہے کم اور اخبار و آثار سے ثابت ہوا کہ جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے فرشتے اُس پر درود بھیجتے ہیں اور اُس کے واسطے استغفار کرتے ہیں اور ۔ ۔ ۔ ۔ حج اور جہاد سے زیادہ ثواب اُسے حاصل ہوتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ گناہ اُس کے بخشے جائیں اور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مرتبے اُس کے بلند ہوتے ہیں اور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ برکتیں اُس کو اور اُسکے بیٹے پوتوں کو حاصل ہوتی ہیں اور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قیامت کے ہولوں سے محفوظ رہے گا اور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سایہ عرش کا اُس کو ملے گا اور ابن ابی الدنیا پلہ نیک اعمال کا بھاری ہوگا اور شیخ حوریں بہشت میں اُس کو زیادہ ملیں گی لی نمیری ل فرماتے ہیں کہ محدثین جب قیامت کے دن آئیں گے اُن کے ساتھ اُن کی دواتیں ہوں گی خدا تعالیٰ فرمائے گا تم اہل حدیث ہو کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر درود لکھتے تھے روانہ ہو تم طرف بہشت کے اور فرماتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہ جو شخص کتاب میں درود لکھتا ہے درود اُس کی ہمیشہ جاری رہتی ہے جب تک میرا نام اُس کتاب میں رہتا ہے ابن قیم امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ جو شخص کتاب میں درود لکھتا ہے صبح و شام فرشتے اُس پر درود بھیجتے ہیں جب تک حضرت کا نام اُس کتاب میں باقی رہتا ہے اور شیخ صمم فرماتے ہیں کہ درود پڑھنا غلام کے آزاد کرنے کے برابر ہے اور ابو القاسم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ درود غلام کے آزاد کرنے سے بہتر ہے ترمذی فی الجامع امیر المومنین عمر فرماتے ہیں کہ دعا آسمان و زمین کے درمیان رکی جاتی ہے جب تک تو اپنے پیمبر پر درود نہ بھیجے اور بلند ہونے نہیں پاتی ت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نماز پڑھتا تھا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر وہاں تشریف رکھتے تھے پس بیٹھ کر خدا کی تعریف و ثنا شروع کی پھر حضرت پر درود بھیجی پھر اپنے واسطے دعا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سل تعطہ سل تعطہ سوال کر تجھے دیا جائے گا سوال کر تجھے دیا جائے گا تقی بن مخلد مولی الحلی فرماتے ہیں کہ اگر یاد خدا میں ہرج نہ پڑتا تو میں بیشک نزدیکی خدا کی درود کے ساتھ ڈھونڈتا اس لئے کہ میں نے حضرت سے سنا کہ جبرئیل نے خدا کی طرف سے اُنھیں پیام دیا کہ جو شخص تم پر دس درود بھیجے گا میری ناخوشی سے مامون ہو جائے گا اور شیخ فرماتے ہیں جو شخص حضرت پر اس طرح درود پڑھے صلواۃ اللہ وملٰئکتہ وانبیاءہ ورسلہ وجمیع خلقہ علی محمد وآل محمد وعلیھم السلام قیامت کو حضرت کے گروہ میں اُٹھے گا اور حضرت اُس کا ہاتھ پکڑ کے اپنے ساتھ بہشت میں لے جائیں گے اور ل شیخ ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی کہ نماز چاشت کو سفر و حضر میں نہ چھوڑوں اور بدون وتر اور درود کے نہ سوؤں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ اپنی مجلسوں کو حضرت پر درود

بھیجنے اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر سے زینت دو کعب الاحبار کہتے ہیں خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ اے موسیٰ کیا تو چاہتا ہے کہ محشر کی پیاس سے محفوظ رہے عرض کیا ہاں یا رب حکم ہوا تو درود بہت بھیجا کر محمد پر صلی اللہ علیہ وسلم روایت کرتے ہیں کہ جب اہل حدیث قیامت کے دن خدا کے حضور میں حساب کے لئے جائیں گے حکم ہوگا بہشت میں داخل ہو کہ تم پیغمبر پر درود بہت بھیجتے تھے۔ شیخ ابو محمد خیر کتاب شرف المصطفیٰ سے لکھتے ہیں کہ احمد بن موسیٰ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں جو شخص اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد واھل بیتہ سو بار کہے خدا تعالیٰ سو حاجتیں اُسکی روا کرے ستر آن میں تیس دنیا میں۔ ابن قدیک کہتے ہیں جو شخص حضرت کی قبر کے پاس کھڑا ہو کر یہ آیت پڑھے ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما پھر ستر بار کہے صلی اللہ علیك یا محمد ایک فرشتہ اُس کا نام لے کر پکارے اے فلاں حاجت تیری ضائع نہ گئی اور دعا تیری قبول ہوئی تلمسانی نیشاپوری سعید بن عطار دعطا فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ درود تین بار صبح کو اور تین بار شام کو پڑھے مطہ شیخ محقق ترغیب اہل السعادات اللھم صل علی محمد فی الاولین وصل علی محمد فی الاٰخرین وصلی علی محمد فی النبیین وصل علی محمد فی المرسلین وصل علی محمد فی الملاء الاعلیٰ الیٰ یوم الدین اللھم اعط محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ والشرف والدرجۃ الرفیعۃ وابعثہ مقاما محمودا اللھم انی اٰمنت بمحمد ولم ارہ فلا تحرمنی فی الحیوۃ رویتہ وارزقنی صحبتہ وتوفنی علی ملتہ واسقنی من حوضہ شرابا مریئا سائغا ھنیئا لا یظماء بعدہ ابدا انك علی کل شیئ قدیر اللھم بلغ روح محمد منا تحیۃ وسلاما اللھم کما اٰمنت بہ ولم ارہ فلا تحرمنی فی الجنۃ رویتہ جڑ اس کے گناہوں کی اوکھڑ جائے اور نقش اُس کی خطاؤں کا نامۂ اعمال سے مٹ جاوے اور امیدیں اُس کی حاصل ہوں اور دشمنوں پر غالب رہے اور نیکیوں پر توفیق دیا جائے اور بہشت میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت سے مشرف اور ممتاز ہو انتہیٰ اور یہ صیغہ دلائل الخیرات میں بھی تھوڑے تغیر کے ساتھ مذکور ہے واللہ الموفق والمجیب انہ سمیع قریب

تیسری فصل ان لوگوں کی مذمت میں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنکر درود نہیں پڑھتے۔

فی طبری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس کے پاس میں ذکر کیا گیا اور وہ مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا بیشک بہشت کی راہ سے بہک گیا فائدہ اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور حسن اور ابو نعیم نے حلیہ میں نقل کیا اور جب ناسی درود راہ جنت بھولنے والا ہوا تو درود بھیجنے والا سالک راہ بہشت ٹھہرا گویا بہشت کی راہ یہی ہے کہ آدمی پیغمبر پر درود بھیجے مٰی فرماتے ہیں جس کے پاس میرا ذکر آوے اور مجھ پر درود نہ بھیجے دوزخ میں جاوے اور ت صحیح بخاری فی التاریخ سعید منصور فی سننہ اسمٰعیل قاضی فرماتے ہیں بخیل ہے وہ شخص جس کے پاس میرا ذکر ہو اور مجھ پر درود نہ بھیجے نسائی طی سنن کبریٰ اور احمد نے اپنی مسند اور طبرانی نے معجم کبیر اور بیہقی نے دعوات اور ابن ابی عاصم نے کتاب الصلوٰۃ اور تیمی نے ترغیب اور

حاکم نے بسند صحیح مستدرک میں مانند اس کے روایت کیا اور زہری کی روایت میں قتادہ سے مرسلاً وارد ہے کہ ظلم میں سے ہے یہ بات کہ کسی کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے اور حص فرمایا ہے خاک آلودہ ہو ناک اُس کی جس کے پاس میرا ذکر آوے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے مخ اسمٰعیل قاضی ح نی بخاری فی برالوالدین بیہقی فی شعب الایمان ایک دن حضرت صحابہ کو اپنے منبر کے قریب کھڑا کر کے پہلے زینے پر چڑھے اور آمین فرمایا پھر دوسرے اور تیسرے زینہ پر یہی لفظ کہا صحابہ نے عرض کیا کہ آج ہم نے آپ سے وہ سنا جو کبھی نہ سنا تھا فرمایا جبرئیل نے آکر مجھ سے کہا دور ہو جیو یعنی خیر و برکت سے وہ شخص جس نے رمضان کو پایا اور نہ بخشا گیا میں نے کہا آمین جب میں دوسرے زینے پر گیا کہا دور اور ہلاک ہو وہ شخص جس نے آپ کا ذکر سنکر درود نہ پڑھا میں نے کہا آمین جب تیسرے زینے پر گیا کہا دور ہو وہ شخص جس نے ماں باپ یا اُن میں سے ایک کو پایا اور اُنھوں نے اُسے بہشت میں نہ پہنچایا میں نے کہا آمین اور صحم اسمٰعیل قاضی قاسم بن اصبغ فرماتے ہیں اس قدر آدمی کو بخل کافی ہے کہ میرا ذکر سنکر درود نہ بھیجے اور جز ایک روایت میں وارد ہے بخیل وہ ہے جو میرا ذکر سنکر درود نہ بھیجے اور شقاوت میں مبتلا ہو جائے صحم ابوذر کی حدیث میں آیا ہے کہ سب سے زیادہ بخیل وہ شخص ہے جو میرا ذکر سُنکر درود نہ پڑھے فائدہ ظاہر ہے کہ جو شخص اپنے نفس کو ایسی سعادت اور دولت سے محروم رکھے اُس سے زیادہ بخیل کون ہے بخیل یہ چاہتا ہے کہ جو میرے پاس ہے کہیں نہ جاوے اور اُس سے کسی کو فائدہ نہ پہنچے اور یہ شخص چاہتا ہے کہ میرے نفس کو بھی کسی طرح کی خوبی اور بھلائی حاصل نہو بخیل اپنا مال عزیز جسکو ہزار مشقت سے جمع کیا نفس پر صرف کرنا نہیں چاہتا اس کے پاس سے نہ کچھ مال جاتا ہے نہ کچھ حرج ہوتا ہے صرف زبان ہلانا بھی نفس کے فائدے کے لئے گوارا نہیں کرتا اور آپ سے حسرت و آفت میں مبتلا کرتا ہے نسائی عمل الیوم واللیلۃ میں اور سعید بن منصور اپنی سنن میں اور دینوری مجالس میں اور ضیاء مقدسی مختارہ میں اور بغوی جوریات میں اور بیہقی شعب الایمان میں اور تیمی ترغیب میں اور اسمٰعیل قاضی اور ابن بشکوال اور ابن شاہین ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو قوم کسی مجلس میں مجھ پر درود نہیں بھیجتی قیامت کو جب درود پڑھنے والوں کا ثواب دیکھیں گے وہ مجلس اُن پر حسرت ہوگی اگرچہ بہشت میں داخل ہوں حکایت ل ابو سلیمان محمد بن حسین کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا اے ابو سلیمان جب میرا ذکر حدیث میں آتا ہے تو صلی اللہ علیہ لکھتا ہے اور وسلم چھوڑ دیتا ہے اور اُس میں چار حرف ہیں ہر حرف کے بدلے دس نیکی ہیں پس تو چالیس نیکی ترک کرتا ہے حکایت ل حسن بن موسیٰ حضرمی معروف بابن عجیبہ کہتے ہیں کہ میں بسبب تعجیل کے حدیث کیساتھ درود نہیں لکھتا تھا ایک رات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں تجھے کیا ہوا جو ابو عمر اور طبری کی طرح مجھ پر درود نہیں بھیجتا اُس وقت سے عہد کیا کہ آپ کے ذکر کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور لکھا کروں گا۔ حکایت

ابن صلاح اور رشید عطار حمزہ کتانی سے نقل کرتے ہیں کہ میں حضرت کے ذکر کے ساتھ صرف صلی اللہ علیہ لکھتا تھا ایک روز آپ نے خواب میں مجھ سے فرمایا تجھے کیا ہوا ہے کہ درود تمام نہیں کرتا یعنی ساری نہیں لکھتا ہے اور وسلم چھوڑ دیتا ہے اُس کے بعد پھر میں نے کبھی وسلم ترک نہیں کیا **چوتھی فصل اُن لوگوں کی حکایات میں جن کو درود کی برکت سے عمدہ مرتبے اور مقامات حاصل ہوئے۔ حکایت ع** جعفر بن عبداللہ کہتے ہیں میں نے حافظ ابو زرعہ کو خواب میں دیکھا کہ فرشتوں کے ساتھ آسمان پر نماز پڑھتے تھے پوچھا تمہیں یہ مرتبہ کس طرح حاصل ہوا کہا میں نے ہزاروں حدیثیں اپنے ہاتھ سے لکھیں اور ہر حدیث کے ساتھ لکھا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص مجھ پر ایک درود بھیجتا ہے رب تبارک وتعالیٰ اُس پر دس درود بھیجتا ہے **حکایت مط** شیخ ابو العباس بن مندیل تحفۃ المقاصد میں روایت کرتے ہیں کہ کسی نے امام شافعی کو خواب میں دیکھا پوچھا تم سے خدائے تعالیٰ نے کیا کیا فرمایا رحمت کی اور بخش دیا کہا کس عمل کے سبب سے فرمایا بسبب اُس درود کے کہ پڑھا کرتا تھا اللھم صل علی محمد عدد من صلی علی محمد عدد من لم یصل علیہ وصل علی محمد کما امرت ان نصلی علیہ وصل علی محمد کما تحب ان یصلی علیہ وصل علی محمد کما ینبغی الصلوٰۃ علیہ اور اس حکایت کو بیہقی نے بھی روایت کیا **حکایت سدی** طحاوی عبداللہ بن حکم کہتے ہیں میں نے امام شافعی کو خواب میں دیکھا حال اُن کا پوچھا فرمایا خدا تعالیٰ نے بخشدیا اور رحم کیا اور بہشت میں مجھ پر اس طرح نچھاور کی جیسے دولھن پر کرتے ہیں پھر کسی نے مجھ سے کہا یہ مرتبہ تمہیں اُس درود کے سبب سے ملا جو تم نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے صلی اللہ علیٰ محمد عدد ما ذکرہ الذاکرون وغفل عن ذکرہ الغافلون۔ **حکایت** سخاوی قول بدیع میں لکھتے ہیں کہ ابن بیان اصبہانی نے حضرت کو خواب میں دیکھا عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ نے اپنے چچا کے بیٹے محمد بن ادریس شافعی کو کسی چیز سے مخصوص کیا فرمایا میں نے اُس کے لئے خدا سے دعا کی کہ اُسکو حساب میں ماخوذ نہ کرے اس لئے کہ وہ مجھ پر ایسی درود بھیجتا تھا جو کسی نے نہیں بھیجی ہے اللھم صل علی محمد کلما ذکرہ الذاکرون وصل علی محمد کلما غفل عن ذکرہ الغافلون **حکایت** در منضود میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک اسراف کرنیوالا تھا لوگوں نے اُسکے مرنے کے بعد جنازہ اُس کا نہ اُٹھایا اور اُس کو غسل نہ دیا۔ موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اسے غسل دے کر جنازہ کی نماز پڑھ کہ ہم نے اُسکو بخشدیا سبب اس عنایت کا دریافت کیا جواب آیا کہ اس نے ایک دن توریت کھولی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھا دیکھ کر اُن پر درود پڑھی اُس درود کی برکت سے ہم نے اسے بخشدیا **حکایت لن** سفیان ثوری کہتے ہیں میں نے حج میں ایک جوان کو دیکھا کہ جب قدم اُٹھاتا تھا یا رکھتا تھا یہ درود پڑھتا تھا اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد مجھ سے بولا تم کون ہو میں نے کہا سفیان ثوری کہا عراقی میں نے کہا ہاں کہا خدا کو تم نے کس طرح پہچانا میں نے کہا اس وجہ سے کہ وہ رات کو دن اور دن کو رات میں پہناتا ہے اور بچہ کو اُس کی ماں کے پیٹ میں تصویر فرماتا ہے۔

کہا اے سفیان تم نے خدا کو جیسا چاہئے نہ پہچانا میں نے کہا تم نے کس طرح پہچانا کہا فسخ عزم کیساتھ کہ جب میں نے کسی کام کا عزم کیا اور اُس کے خلاف واقع ہوا سمجھا کہ میرا کوئی خدا ہے جو میرے کام کی تدبیر کرتا ہے میں نے کہا کثرت درود کیوجہ کیا ہے کہا کہ حج میں میری ماں میرے ہمراہ تھی مجھ سے کہا کہ مجھے خانہ کعبہ کے اندر پہنچا دے میں نے پہنچا دیا ناگاہ اُس کا پیٹ پھول گیا اور مونہہ کالا ہو گیا یہ حال دیکھ کر میں بہت غمگین ہوا اور دونوں ہاتھ اُٹھا کر جناب الٰہی میں عرض کیا اے رب تو ایسی مصیبت میں مبتلا کرتا ہے اُسکو جو تیرے گھر میں آتا ہے یہ بات کہتے ہی ایک ابر آسمان کی طرف سے اُٹھا اور ایک مرد سفید پوش نے آکر اپنا ہاتھ میری ماں کے مونہہ اور پیٹ سے ملا فی الفور اچھی ہو گئی اور وہ آفت دور ہوئی جب اُس شخص نے جانے کا ارادہ کیا میں نے دامن اُسکا پکڑکر عرض کیا آپ کون ہیں کہ اس مصیبت میں ہماری خبر لی فرمایا میں محمد ہوں نبی تیرا صلی اللہ علیہ وسلم میں نے عرض کیا مجھے کچھ وصیت کیجئے فرمایا ہر قدم کے اُٹھاتے اور رکھتے وقت مجھ پر درود بھیجا کر کذا فی القول البدیع **حکایت** شیخ ابو حفص عمر بن حسین سمرقندی کہتے ہیں میں نے ایک شخص کو دیکھا عرفات و منیٰ میں سوا درود کے اور کچھ نہیں پڑھتا سبب اس کا اُس سے پوچھا کہا میرا باپ بیاج کھاتا تھا مرتے ہی اُس کا مُنہ گدھے کا سا ہو گیا مجھے نہایت غم ہوا اور اُسی رنج میں روتے روتے سو گیا ناگاہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے تیرا غم دور کیا اُسی حال میں باپ کے مونہہ کو جو دیکھا تو مانند چودھویں رات کے چاند سے زیادہ چمکتا پایا پھر تو میں بے اختیار حضرت کے قدم پر گرا اور ماجرا دریافت کیا فرمایا تیرا باپ سود کھاتا تھا اور مونہہ سود کھانے والے کا دنیا یا آخرت میں گدھے کا سا ہو جاتا ہے مگر وہ سوتے وقت سو بار درود بھی پڑھا کرتا تھا جب اُس پر یہ حالت گزری اُس فرشتہ نے کہ احوال امت مجھ سے کہا کرتا ہے اُس کے حال سے خبر دی میں نے خدا سے اُس کی شفاعت کی اور قبول ہوئی وہ شخص کہتا ہے جب میں خواب سے بیدار ہوا ہاتف نے پکار کر کہا کہ تیرے باپ کو درود نے اس آفت سے بچا لیا اُسی وقت سے میں نے عہد کر لیا کہ کسی حال اور کسی وقت درود کو نہ چھوڑوں گا **حکایت** ایک شخص کو اُس کے مرنے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا حال اُس کا پوچھا کہا جب مجھے قبر میں رکھا منکر نکیر سوال و جواب کے واسطے آئے اُن کے سوال کا جواب مجھے یاد نہ آیا اُس وقت سمجھا کہ میں دنیا سے ایمان کے ساتھ نہ آیا اور یہ صدمہ دل پر گذرا کہ بیان نہیں کیا جاتا ناگاہ ایک شخص سفید کپڑے پہنے خوشبو لگائے میری قبر میں آیا اور منکر نکیر کا جواب مجھے سکھایا جب اُس آفت سے نجات پائی اُس سے کہا تو کون ہے کہ ایسے وقت سخت اور عالم تنہائی میں مجھ بیکس کی مدد فرمائی اُس نے کہا میں تیری درود ہوں مجھے حکم ہے کہ قیامت تک تیرے پاس رہوں اور ہر مصیبت میں تیری مدد کروں **حکایت** شیخ نمیری اور ابن بشکوال نقل کرتے ہیں کہ اہل شیراز سے کسی شخص نے ابو العباس احمد بن منصور کو اُن کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ جامع شیراز کی محراب میں حلہ مکلف پہنے اور جڑاؤ تاج سر پر رکھے کھڑے ہیں پوچھا تمہارا کیا حال ہوا فرمایا خدا تعالےٰ

نے مجھے بخش دیا اور بہشت میں داخل کیا اس لئے کہ میں درود بہت پڑھا کرتا تھا **حکایت** سخاوی اور ابن بشکوال حکایت کرتے ہیں کہ کسی نے ابوحفص کاغذی کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا کہا رحمت کی اور بخشدیا اور بہشت میں داخل کیا پوچھا کس سبب سے فرمایا جب میں خدا کے حضور میں گیا فرشتوں کو حکم ہوا کہ اس کے گناہوں اور درود کا حساب کرو درود میرے گناہوں پر غالب ہوئی ارشاد ہوا اسی قدر کفایت کرتا ہے اس سے محاسبہ نہ کرو اور بہشت میں لیجاؤ یہ حکایت ابن حجر مکی نے بھی لکھی ہے **حکایت** قول بدیع میں نقل کیا کہ ایک عورت نے خواب میں اپنی بیٹی کو سخت مصیبت اور عذاب میں مبتلا دیکھا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے حال بیان کیا فرمایا صدقہ دے اتفاقاً خواجہ حسن بصری نے اُسی روز اُس کی بیٹی کو خواب میں دیکھا کہ ایک مکلف تخت پر بیٹھی ہے اور جڑاؤ تاج سر پر رکھا ہے متعجب ہو کر اُس سے کہا کہ تیری ماں نے حال تیرا اس کے خلاف بیان کیا تھا اُس نے کہا ماں میری سچ کہتی ہے ہم ستر آدمی عذاب میں گرفتار تھے ایک شخص ہماری قبروں کی طرف سے گزرا اور اُسی نے ایک درود پڑھ کر ثواب اُس کا ہم کو بخشدیا خدا تعالیٰ نے اُسی ایک درود کی برکت سے ہم سب کو عذاب سے نجات دی اور اس قدر ثواب کہ تم دیکھتے ہو میرے حصہ میں آیا **حکایت** شیخ محمد بن سعید بن مطرف کہتے ہیں کہ میں سوتے وقت سو بار درود پڑھا کرتا تھا ایک روز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اپنا مونہہ آگے لا کہ میں اُسے چوموں اس لئے کہ تو اس مونہہ سے درود پڑھا کرتا ہے میں نے اپنا مونہہ اس قابل نہ سمجھا مگر بپاس حکم عالی رخسارہ اپنا حضرت کے سامنے کیا آپ نے میرے رخسار پر بوسہ دیا جب بیدار ہوا تمام گھر اپنا مشک کی خوشبو سے معطر پایا اور آٹھ دن تک میری عورت کو اُس رخسارہ سے جسے حضرت نے چوما تھا مشک کی خوشبو آتی رہی۔ **حکایت** ابن بشکوال نے نقل کیا کہ مسطح نام ایک شخص امر دین میں سستی رکھتا تھا کسی نے اُس کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا حال اُس کا پوچھا کہا میں ایک حدیث پوچھنے محدث کے پاس گیا تھا جب اُس نے حدیث پڑھی حضرت پر درود بھیجی میں نے بھی چلا کر کہا صلی اللہ علیہ وسلم میری آواز سنکر تمام مجلس نے درود پڑھی اُسی وقت ہم سب یعنی تمام اہل مجلس بخشے گئے **حکایت** شیخ حافظ عبد الغنی بن سعید **ل** ابوبکر بن مجاہد سے ایک رات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا اے ابوبکر صبح ایک مرد بہشتی تیرے پاس آئے گا تو اُس کی تعظیم بجا لانا صبح کو شبلی ابوبکر کے پاس آئے ابوبکر تعظیم کو اُٹھے اور اُن کو گود میں لے کر پیشانی پر بوسہ دیا رات کے وقت پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اے ابوبکر خدا تجھے عزت دے جیسی تو نے اُس مرد بہشتی کی تعظیم کی عرض کیا یا رسول اللہ شبلی کو یہ مقام کس عمل سے حاصل ہوا فرمایا کہ وہ پانچوں وقت نماز کے بعد یہ آیہ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۝ پڑھتا ہے پھر مجھ پر درود بھیجتا ہے اور محمد بن عمر کی

روایت میں آیا کہ بعد اس آیت کے تین بار کہتا ہے صلی الیہ علیک یا محمد **حکایت** در منضود میں لکھتے ہیں کہ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ کو کسی جنگل میں درندوں نے گھیرا جب کچھ بن نہ آیا درود کی کثرت کی درود پڑھتے ہی درندے بھاگ گئے اور اُن کے شر سے نجات حاصل ہوئی **حکایت** حضرت شاہ عزیز اللہ رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ مجھ سے دو سوداگروں نے کہ آپس میں بھائی تھے عظیم آباد میں نقل کیا کہ ہمارے باپ کے اولاد نہ ہوتی تھی کسی فقیر صاحب سے التجا کی اُنھوں نے فرمایا کہ کروڑ بار درود مدت غیر معین میں پڑھواؤ اور پڑھنے والوں کی کمال خاطر داری اور دلجوئی کرو ہمارے باپ نے ایسا ہی کیا خدائے تعالیٰ نے درود کی برکت سے ہم دونوں فرزند اُس کو عنایت فرمائے۔ **حکایت** اخبار الاخیار میں نقل کرتے ہیں کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ہر رات میں ہزار بار درود پڑھتے تھے جب نکاح کیا تین شب نہ پڑھ سکے کسی سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا کہ بختیار کاکی کو میرا سلام پہنچا اور میری طرف سے کہو کہ ہر رات تو مجھے جو تحفہ بھیجا کرتا تھا تین رات سے نہیں بھیجا **حکایت** محمد بن مالک کہتے ہیں کہ میں ایک روز ابو بکر بن مجاہد کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک مرد شکستہ حال آیا شیخ نے اُسے کمال تعظیم سے بٹھایا اُس نے کہا آج میرے لڑکا ہوا ہے اور قدرے روغن و شہد درکار ہے ابو بکر کہتے ہیں اُس وقت میرے پاس کچھ نہ تھا اُسی فکر میں سو گیا ناگاہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں مجھ سے فرمایا کہ علی بن عیسیٰ وزیر کے پاس جاکر اُس کو میرا سلام پہنچا اور یہ بتا دے کہ تو ہر شب جمعہ سوتے وقت مجھ پر درود پڑھا کرتا ہے آج کی رات سات سو بار پڑھنے پایا تھا کہ خلیفہ نے بلالیا اور اُس کے پاس سے آکر تو نے عدد کو تمام کیا ہمارے حکم سے مولود کے باپ کو سو دینار دے کہ اپنے صرف میں لاوے ابو بکر خواب سے بیدار ہوکر اُس شخص کے ساتھ علی بن عیسیٰ کے پاس گئے اور اُس سے حال خواب کا بیان کیا اُس نے ایک توڑا منگا کر سو دینار اُس شخص کو دیئے اور ہر چند زیادہ دیتے رہے اُس نے انکار کیا کہ میں حضرت کی اجازت سے زیادہ نہ لوں گا اور سو دینار شیخ کو دیئے شیخ نے لینے میں عذر کیا وزیر نے کہا یہ حق تمہاری خوشخبری پہنچانے کا ہے پھر سو اور دیئے کہ یہ صلہ تمہارے یہاں تک آنے کا ہے اسی طرح ہزار دینار اُن کو عنایت کئے **حکایت** جذب القلوب میں جمع الجوامع سے نقل کیا کہ کسی مرد صالح پر تین ہزار درم قرض تھے قاضی نے ایک مہینہ کی مہلت دی جب اُس نے کہیں ٹھکانہ نہ دیکھا درود پڑھنے میں مشغول ہوا آخر مہینے حضرت نے خواب میں اُس کو حکم دیا کہ علی بن عیسیٰ وزیر سے جاکر میری طرف سے کہہ کہ تین ہزار دینار دے مرد مدیون نے بیدار ہوکر سوچا کہ اگر وزیر مجھ سے دلیل میرے سچے ہونے کی طلب کرے گا تو میں کیا جواب دوں گا اُس روز نہ گیا دوسرے دن بھی وہی خواب دیکھا تیسرے دن آپ نے فرمایا اگر وہ حجت چاہے تو اُس سے کہنا کہ تو ہر روز نماز صبح کے بعد سورج نکلنے سے پہلے ہزار بار درود پڑھا کرتا ہے اور اس حال سے کوئی واقف نہیں مرد صالح کہتا ہے میں اُس کے پاس گیا اور حال خواب کا بیان کیا وزیر نہایت خوش ہوا اور مجھے تین ہزار دینار عنایت کئے کہ قرض میں دے۔ اور

تین ہزار واسطے خرچ اہل وعیال کے اور تین ہزار واسطے سرمایہ تجارت کے اور دیئے اور قسم دی کہ مجھ سے ملاقات کیا کرنا اور جس بات کی حاجت ہو بے تکلف کہدینا جب میں تین ہزار دینار قاضی کے پاس لے گیا اور اُس سے حال بیان کیا اُس نے کہا میں قرض اپنے پاس سے ادا کروں گا قرض خواہ نے سنکر کہا کہ وزیر اور قاضی سے میں مستحق تر ہوں میں نے قرض اپنا تجھے چھوڑ دیا قاضی نے کہا کہ میں نے جو مال خدا کے واسطے نکالا اب اُسے واپس نہ کروں گا پس وہ شخص درود کی برکت سے قرض سے بھی پاک ہوا اور اس قدر مال کثیر اپنے گھر لے گیا۔ **حکایت** سخاوی ابو عبدالرحمٰن مغری سے نقل کرتے ہیں کہ کسی نے خلاد بن کثیر کی نزع کے وقت ایک رقعہ اُن کے سرہانے سے پایا اُس میں لکھا تھا ھذہ براءۃ من النار لخلاد بن کثیر یہ براٗت نامہ دوزخ سے ہے خلاد بن کثیر کے واسطے لوگوں سے پوچھا کہ کون سا عمل کیا کرتے تھے کہا ہر جمعہ کو ہزار بار یہ درود اَللّٰھم صل علی محمد النبی الامی پڑھتے تھے **حکایت** فاکہانی نے فجر منیر میں شیخ صالح موسیٰ ضریر سے نقل کیا کہ میں کشتی پر سوار تھا ناگاہ ایک ہوا جسے قلابیہ کہتے ہیں اور جہاز اُس سے کم نجات پاتا ہے اُٹھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے خواب میں فرمایا کہ اہل جہاز سے کہہ ہزار بار یہ پڑھیں اَللّٰھم صل علی محمد صلوٰۃ تنجینا بہا من جمیع الاھوال والاٰفات وتقضی لنا بہا جمیع الحاجات وتطھرنا بہا من جمیع السیئات و ترفعنا بہا عندک اعلی الدرجات وتبلغنا بہا اقصی الغایات من جمیع الخیرات فی الحیوٰۃ و بعد الممات جب میں بیدار ہوا اہل کشتی سے حال کہا تین سَو بار کے قریب یہ درود ہم نے پڑھی ہوگی کہ ہوا ساکن ہوئی اور کشتی ڈوبنے سے بچ گئی شیخ مجدالدین فیروز آبادی نے یہ حکایت نقل کی **حکایت** شیخ شیرویہ عبداللہ بن مکی سے نقل کرتے ہیں کہ ابوالفضل قومانی مجھ سے کہتے تھے کہ میرے پاس ایک شخص خراسان سے آیا اور اُس نے ظاہر کیا کہ مدینہ شریفہ کی مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں جب تو ہمدان کو جائے ابوالفضل بن زیرک سے میرا سلام کہنا میں نے سبب اس عنایت اور مہربانی کا دریافت کیا فرمایا کہ وہ ہر روز سَو بار یا زیادہ مجھ پر درود بھیجتا ہے اللھم صل علی محمد النبی الامی وعلیٰ اٰل محمد جزی اللہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم عنا ما ھو اھلہ پھر اُس نے مجھ سے اس صیغہ کی اجازت لی اور قسم کھائی کہ میں حضرت کے بتلانے سے پہلے تمہیں اصلا نہیں جانتا تھا ہر چند میں اُسے کچھ دیتا رہا قبول نہ کیا اور کہا میں حضرت کی رسالت پر اُجرت نہیں لیتا اور ایسی عمدہ چیز کو حطام دنیا کے بدلے نہیں بیچتا **حکایت ل** محمد بن یحییٰ کرمانی کہتے ہیں کہ ہم ابو علی بن شادان کے پاس بیٹھے تھے ناگاہ ایک جوان اجنبی آیا اور سلام علیک کرکے ابو علی بن شادان کو پوچھا ہم نے اُن کی طرف اشارہ کیا کہا اے شیخ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں حکم دیا کہ ابو علی بن شاداں کی مسجد میں جا اور جب اُس سے ملاقات ہو تو میرا سلام اُسے پہنچا ابو علی یہ بات سنکر بہت روئے اور کہا کہ میں اپنے میں کوئی عمل موجب اُس عنایت کا نہیں پاتا سوا اس کے کہ حدیث ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا ہوں اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آتا ہے درود کی کثرت کرتا ہوں راوی کہتا ہے کہ ابو علی نے

اس واقعہ کے ذوق میں دو تین مہینے کے بعد انتقال کیا روایت میں منقول ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کے اعمال تولے جائیں گے اور پلہ بداعمال کا گراں ہوگا فرشتے عذاب کے اُسے پکڑیں گے اُس وقت وہ گنہگار خوف سے کانپنے لگے گا اور چار طرف دیکھے گا کوئی مددگار اور غمخوار نظر نہ آئے گا ناگاہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے اور فرشتوں سے فرمائیں گے اسے کہاں لئے جاتے ہو اعمال اس کے میرے سامنے تولو فرشتے حسب الحکم اعمال اُس کے پھر تولیں گے آپ ایک پرچہ کاغذ کا نیکیوں کے پلہ میں رکھ دیں گے پلہ نیکیوں کا جھک جائے گا اور وہ گنہگار اُس عذاب سے نجات پائے گا کہے گا میری جان آپ پر قربان آپ کون ہیں کہ اس مصیبت کے وقت میں میری خبر لی اور حیات ابد مجھے بخشی فرشتے کہیں گے یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ پرچہ وہ ہے جس میں تو نے درود لکھا ہے اللھم صل علی محمد وآلہ وبارك وسلم ------- پروردگار تقدس وتعالیٰ نے ایسا رعب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت فرمایا کہ آج تک کسی بادشاہ جلیل القدر کو حاصل نہ ہوا قال علیہ السلام نصرت بالرعب مسیرۃ شہر اور اثر اسی ہیبت کا تھا کہ وقت ولادت باسعادت کے محل بادشاہ ایران کا پھٹ گیا اور چودہ برج اُس کے گر پڑے اور بادشاہان عالم کے تخت اُلٹ گئے اور اسی ہیبت اور اجلال کا پرتو تھا کہ ایلچی بادشاہ روم یا فارس کا حضرت عمر کو دیکھ کر کانپنے لگا اور آباء اور اجداد حضرت کے ہر زمانہ میں معزز و موقر رہے کہتے ہیں جب لشکر ابرہہ کا مکہ کے قریب پہنچا عبدالمطلب قریش کو ساتھ لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے ناگاہ نور مبارک اُن کی پیشانی میں بشکل ہلال نمودار ہوا عبدالمطلب نے قریش سے کہا غالباً ہم اپنے دشمنوں پر غالب ہوں گے پھر ابرہہ کے پاس گئے ابرہہ باآں عداوت اُنکی تعظیم کیلئے اُٹھا اور اونٹ اُن کے پھیر دیئے آخر پروردگار نے اُسکو مع لشکر ہلاک کیا ------- اجتماع کمالات سابقین کہ جناب باری نے تمام کمالات اگلے پیغمبروں کے بلکہ اعلیٰ اور افضل اُن سے ذات جامع الکمالات میں جمع کئے اور فضیلت اجتماع کی انفراد پر ظاہر ہے ؎ خط سبز ولب لعل ورخ زیبا داری + حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری + خوبی وشکل وشمائل حرکات وسکنات + آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری ۔ مثلاً آدم علیہ السلام کو خلعت صفوت بخشا ان اللہ اصطفیٰ آدم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مرتبہ محبوبیت کہ صفوت کو بھی متضمن ہے عنایت فرمایا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ وقولہ تعالیٰ لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد آدم علیہ السلام کو نام حیوانات اور جمادات کے سکھائے وعلم آدم الاسماء کلھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اُن کی تمام اُمت کے نام بتائے ہم اور مشارق ومغارب زمین کے دکھائے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا بتایا آدم علیہ السلام کو مسجود ملائک کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب خلائق کیا۔ آدم علیہ السلام کو بہشت میں رکھا یا آدم اسکن انت وزوجك الجنۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش بریں پر بلایا اور مقام قرب سے مشرف فرمایا آدم علیہ السلام کو خلافت زمین کی بخشی اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَه

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم علوی میں تصرف کی قدرت دی اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ادریس علیہ السلام کو آسمان پر بلایا ورفعناہ مکانا علیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام قاب قوسین او ادنیٰ سے مشرف فرمایا فکان قاب قوسین او ادنیٰ نوح علیہ السلام کے سبب سے مسلمانوں کو طوفان سے نجات بخشی فانجیناہ والذین معہ فی الفلک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے کافروں کو عذاب سے مہلت دی وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو اپنی طرف منسوب کیا ھٰذہ ناقۃ اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر کی زمین کو اپنی زمین فرمایا الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتھاجروا فیھا یوشع علیہ السلام کی دعا سے سورج کو روکا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اُسکو مغرب سے لوٹایا ابراہیم علیہ السلام کو خلعت خلت سے مشرف فرمایا واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جامع خلت و محبوبیت کیا عن ان موسلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب باری نے اپنے پیغمبر کو پیام بھیجا اگر میں نے ابراہیم کو خلیل کیا تمہیں حبیب کیا اور تم سے بہتر کسی کو نہ پیدا کیا خلیل کو ملکوت آسمان سے مطلع کیا وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات جس جگہ خلیل کی نظر پہنچی وہاں حبیب کا قدم پہنچا ثم دنیٰ فتدلیٰ خلیل نے خود تمنا روصل کی انی ذاھب الی ربی سیھدین حبیب کو خواب سے جگا کر دولت وصل عنایت فرمائی سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلا خلیل پر ایکبار آگ کو گلزار کیا قلنا یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراھیم حبیب کے واسطے بارہا آتش حرب وقتال کو بجھا دیا کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاھا اللہ خلیل کو ایک حجت عنایت ہوئی جس سے کافر مغلوب ہوئے وتلک حجتنا اٰتینٰھا ابراھیم علی قومہ نرفع درجات من نشاء حبیب کو چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتیں دیں کہ تمام عالم کے کافر اُن کے مثل ایک آیت بھی نہ کہہ سکے وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۔ خلیل نے ہدایت طلب کی سیھدین حبیب کو بے طلب عنایت ہوئی ویھدیک ربک صراطا مستقیما خلیل نے مغفرت کی طمع کی والطمع ان یغفرلی ربی حبیب کو بے طمع یہ دولت دی گئی لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر خلیل نے دعا کی ولا تخزنی یوم یبعثون حبیب کو بے دعا بشارت دی یوم لا یخزی اللہ النبی والذین معہ خلیل نے فرمانبرداروں کو اپنے ساتھ کیا فمن تبعنی فانہ منی حبیب نے گنہگاروں کو اپنے سایۂ عنایت میں لیا شفاعتی لاھل الکبائر خلیل نے خدا کی قسم کھائی تاللہ لاکیدن اصنامکم خدا نے حبیب کی قسم کھائی لعمرک انھم لفی سکرتھم یعمھون خلیل نے خلت سے مقام خدمت پایا واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی حبیب نے محبت سے مقام شفاعت حاصل کیا عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا خلیل کو تشریف خلت سے بعد ابتلا کے مشرف کیا حبیب کو ابتدائے کار میں مرتبہ محبوبیت سے ممتاز فرمایا خلیل کے گھر فرشتے مہمان آئے ھل اتٰک حدیث ضیف ابراھیم المکرمین حبیب کے شہر پر واسطے نگہبانی اور چوکیداری کے فرشتے متعین ہونگے م س علی انقاب

المدینۃ ملائکۃ لایدخلھا الطاعون ولاالدجال موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور پر کلام کیا اور اُسے سب پر ظاہر کردیا فلما اتھا نودی ان بورک من فی النار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر بلاکر اسرار حقیقت سے خبردار کیا اور اُس راز کو سب سے چھپایا فکان قاب قوسین او ادنیٰ فاوحیٰ الی عبدہٖ ما اوحیٰ کلیم کو ید بیضا عنایت ہوا واضمم یدک الی جناحک تخرج بیضاء من غیر سوء حبیب کا سینہ انوار معرفت سے روشن کیا الم نشرح لک صدرک کلیم کیلئے پتھر سے پانی جاری ہوا فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عینا حبیب کی انگلیوں سے اسقدر پانی نکلا کہ تین سو آدمی نے پیا اور وضو کیا کما اخرجہ الشیخان عن انس تنبیہ یہ معجزہ ہمارے پیغمبر خدا کا معجزہ موسویہ سے زیادہ عجیب ہے پتھر سے اکثر پانی نکلتا ہے اور نہریں جاری ہوتی ہیں وان منھا لما یشقق فیخرج منہ الماء اور گوشت سے اسقدر پانی کا جاری ہونا محالات عادیہ سے ہے تذئیل بعضے علماء کہتے ہیں کہ سب پانیوں سے آب زمزم افضل ہے کہ شب معراج سینہ مقدس اُس سے دھویا گیا اور بعضے کہتے ہیں کہ آب کوثر افضل ہے اس لئے کہ چاہ زمزم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو دیا گیا اور حوض کوثر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت ہوا اور تحقیق یہ ہے کہ سب پانیوں سے وہ پانی افضل ہے جو حضرت کی انگلیوں مبارک سے جاری ہوا کلیم کے لئے عالم سفلی میں دریا پھٹ گیا فاضرب لھم طریقا فی البحر یبسا حبیب کے لئے عالم علوی میں چاند دو ٹکڑے ہوا اقتربت الساعۃ وانشق القمر کلیم نے خدا کی رضا ڈھونڈھی عجلت الیک رب لترضیٰ خدا نے حبیب کی رضامندی چاہی فلنولینک قبلۃ ترضٰھا کلیم کا عصا سانپ ہوگیا فاذا ھی حیۃ تسعیٰ حبیب کے یاروں کی لاٹھیاں تاریکی میں روشن ہوئیں س م ت انس کہتے ہیں اسید بن حضیر اور عباد بن بشیر حضرت سے باتیں کرتے تھے کہ رات ہوگئی اور نہایت تاریکی تھی حضرت کے پاس سے اٹھتے ہی ایک کی لاٹھی روشن ہوئی جب راہ دونوں کی متفرق ہوئی دوسرے کی بھی لاٹھی روشن ہوگئی یہاں تک کہ دونوں صاحب اپنے اپنے گھر اُن لاٹھیوں کی روشنی میں پہنچ گئے یوسف علیہ السلام کو حسن بے مثال عنایت ہوا کہ اُن کے عشق میں زنان مصر نے اپنے ہاتھ کاٹے فلما راینہ اکبرنہ وقطعن ایدیھن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ جمال باکمال عنایت ہوا کہ جس کی محبت میں مردان عرب نے سر اپنے سر میدان کٹا دیئے لکن الرسول والذین اٰمنوا جاھدوا باموالھم وانفسھم یوسف علیہ السلام کو خواب میں چاند اور سورج اور ستاروں نے سجدہ کیا انی رایت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رأیتھم لی ساجدین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو درختوں نے ظاہر میں سجدہ کیا کما ورد فی الاخبار سلیمان علیہ السلام کا جنوں کو فرمانبردار کیا ومن الجن من یعمل بین یدیہ باذن ربہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لئے فرشتوں کو لڑائی میں بھیجا کما اخرجہ الشیخان عن سعد بن ابی وقاص سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کو مطیع کیا ولسلیمان الریح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے براق بھیجا کہ ہوا سے زیادہ تیز رفتار تھا اور خندق کی لڑائی میں ہوا کو آپ کی مدد کے لئے بھیجا کہ تمام لشکر کفار کا تہ و بالا کر دیا۔

آپ فرماتے ہیں نصرت بالصبا سلیمان علیہ السلام کیلئے اصف بن برخیا تخت بلقیس کا اٹھالایا قال الذی عندہ علم من الکتاب انا اتیك بہ قبل ان یرتد الیك طرفك محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح زینب بنت جحش کے ساتھ خود پروردگار نے کیا فلما قضیٰ زید منہا وطرا زوجنکھا سلیمان علیہ السلام کو تمام دنیا کی بادشاہت بخشی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سلطنت قبول نہ فرمائی اور بندگی اختیار فرمائی جسکے بدلے سرداری اہل محشر اور اہل جنت کی حاصل ہوئی۔ داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہا نرم ہوا اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں خشک لکڑی ہری ہوگئی یہ امر اُس سے کچھ کم نہیں محقق کامل محمد بن محمد حنفی تلمیذ امام ابو محمد جلال بخاری ریاض الناصحین میں لکھتے ہیں کہ ایک یہودی حضور عالی میں ایک پتھر لایا اور کہا اے محمد یہ پتھر داؤد پیغمبر کے پتھروں میں سے ہے آپ نے ہاتھ میں لیا موم کی طرح نرم ہوگیا یہودی یہ معجزہ دیکھ کر فوراً مسلمان ہوا اگر کسی پیغمبر کو ایک اسم اور کسی کو دو تین اسم اپنے اسمار شریف سے دیئے مثلاً اسمٰعیل و اسحٰق کو علیم اور حلیم اور ابراہیم کو حلیم اور نوح کو شکور اور موسیٰ کو کریم اور یوسف کو حفیظ اور یحییٰ اور عیسیٰ کو بر فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اونہتر اسم اپنے اسمار متبرکہ سے عنایت کئے حکم۔ رحیم۔ سلام۔ مومن۔ مہیمن۔ عزیز۔ جبار۔ فتاح۔ علیم۔ دافع۔ سمیع۔ بصیر۔ عدل خبیر۔ حلیم۔ عظیم۔ غفور۔ شکور۔ علی۔ حفیظ۔ حثیب۔ کریم۔ رقیب۔ مجیب۔ واسع۔ حکیم۔ شہید حق۔ وکیل۔ قوی۔ متین۔ ولی۔ حمید۔ ماجد۔ اول۔ اخر۔ ظاہر۔ باطن۔ بر۔ عفو۔ رؤف۔ مسقط جامع غنی۔ معطی۔ نور۔ ھادی۔ رشید۔ صبور۔ قاسم۔ حافظ۔ ذوالقوۃ۔ ذوالفضل۔ کفیل۔ شاکر۔ قریب مبین۔ برھان۔ منیب۔ کافی۔ عالم۔ نصیر۔ صادق۔ احد۔ اکرم۔ منیر۔ وافی۔ عیسیٰ علیہ السلام کو بچپن میں گویائی عنایت فرمائی اور اُن سے حضرت مریم کی پاکی پر گواہی دلوائی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ یعنی اُم المومنین عائشہ صدیقہ کی پاکی اور طہارت کی خود گواہی دی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اندھے اچھے ہوجاتے اور کوڑھی شفا پاتے یبرئ الاکمہ والابرص باذن اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر کی خاک کو یہ تاثیر بخشی کہ جو بیمار اپنے بدن پر لگائے فوراً شفا پائے اور آپ کی زیارت پر جو شخص دعا صحت کی کرے بیماری اُس کی جاتی رہے سید سمہودی اور احمد بن عبدالحمید سندھی نقل کرتے ہیں کہ شہر غرناطہ میں ایک شخص کو ایسی مہلک بیماری عارض ہوئی کہ سب اطبار اُس کے علاج سے عاجز ہوئے ناچار اُس نے ایک عرضی حضرت کو لکھی راوی کہتا ہے جس وقت اُس کی عرضی روضہ مقدس پر پڑھی گئی اُسی وقت اُس مریض کو شفا حاصل ہوئی حضرت معاذ بن عفرا کی عورت کو برص تھی آپ سے التجا کی آپ نے اپنا ہاتھ موضع برص پر لگادیا فوراً آرام ہوگیا؎ مسیح (علیہ السلام) کی جو زبان میں وہ تیرے ہاتھ میں ہے۔ بڑائی اُس سے تجھے جان لاکھ بات میں ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے چار مردے زندہ کئے عازرا اور ابن العجوز اور بنت العاشر اور سام بن نوح محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کروروں دل مردہ زندہ کئے جس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے زندہ کیا تھوڑی دیر میں پھر مرگیا جس دلی کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے زندہ کیا اُس کو حیات ابدی سے مشرف کردیا کہ کبھی نہ مرا علاوہ بریں زندہ کرنا مردوں کا بھی آپ سے ثابت ہے

ق ایک شخص نے کہا کہ اگر آپ میرے بیٹے کو زندہ کریں تو میں ایمان لاؤں آپ نے اُس لڑکے کی قبر پر جاکر اُسے پکارا اُس نے جواب دیا لبیک وسعدیک یارسول اللہ فرمایا کہ تیرا دل دنیا میں آنے کو چاہتا ہے عرض کیا نہیں یارسول اللہ میں نے عقبیٰ کو دنیا سے اور خدا کو ماں باپ سے زیادہ مہربان پایا ن مواور جابر رضی اللہ عنہ نے ایک بکری ذبح کرکے گوشت اُس کا پکایا اور حضرت کے سامنے رکھا فرمایا اس کا گوشت کھاؤ اور ہڈیاں نہ توڑو پھر اُن ہڈیوں کو جمع کرکے کچھ فرمایا کہ وہ بکری کان جھاڑتی اُٹھ کھڑی ہوئی علماء کہتے ہیں کہ رونا ستون کا حضرت کی محبت میں معجزہ مسیح سے کہ احیاء موتیٰ سے بمراتب عجیب تر ہے اس لئے کہ چوب خشک نہ صلاحیت حیات کی رکھتی ہے اور نہ پہلے متصف بحیوٰۃ تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام مٹی سے خفاش کی شکل بناتے پھر اُس میں پھونک مارتے وہ اڑنے لگتی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بت نے کلام کیا اور آپ کی تصدیق کی۔

جواہر التفسیر اور ریاض میں نقل کیا کہ آپ نے ایک بت پرست کو دعوت باسلام کی اُس نے انکار کیا آپ نے فرمایا اگر تیرا بت مجھ سے کلام کرے تو تو ایمان لائے اُس نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں پچاس برس سے اُسے پوجتا ہوں آج تک مجھ سے کلام نہ کیا آپ سے کہ اُس کے دشمن ہیں کیونکر کلام کرے گا آپ نے اُس بت سے فرمایا میں کون ہوں بت نے بزبان فصیح کہا انت رسول اللہ آپ خدا کے رسول ہیں۔ - - - - - -

کثرت معجزات کہ جس قدر معجزات اور خوارق عادات ہمارے پیغمبر علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات سے ثابت ہیں کسی پیغمبر سے صادر نہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اقتربت الساعۃ وانشق القمر - - - - - -

- -

بغوی نے شرح السنہ میں اور ابن عبدالبر نے استیعاب میں اور ابن جوزی نے کتاب الوفا میں حزام بن ہشام سے اُس نے اپنے دادا حبش بن خالد سے کہ ام معبد کے بھائی ہیں روایت کیا کہ آپ نے ام معبد کے خیمہ میں ایک بکری دیکھی فرمایا اس کا کیا حال ہے عرض کیا کمزوری کے سبب بکریوں کے ساتھ نہ جاسکی فرمایا کیا یہ دودھ دیتی ہے عرض کیا اس میں دودھ دینے کی طاقت کہاں ہے فرمایا اگر اجازت دے تو میں اُسے دوہوں۔ عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اگر اُس کے دودھ دیکھئے دوھ لیجئے آپ نے اپنا ہاتھ اُس کے تھنوں سے لگایا اور خدا کا نام لے کر دعا کی اُسی وقت بکری نے دوہوانے کے لئے اپنے پاؤں پھیلا دیئے اور جگالی کرکے دودھ اُتار لائی آپ نے ایک بڑا برتن جو ایک قوم کا پیٹ بھردے مونہہ تک بھر کردوہا یہاں تک کہ جھاگ برتن سے باہر نکلے اور اُم معبد اور اپنے ساتھ والوں کو پیٹ بھر کے پلایا پھر وہ برتن بھر کر دودھ دوہا اور دودھ اُس کے تھنوں میں باقی رہ گیا مواہب لدنیہ میں لکھا ہے کہ وہ بکری عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک جیتی اور دودھ دیتی رہی جب اُن کے وقت میں قحط پڑا دودھ عالم سے عنقا ہوگیا مگر اُس کا دودھ دینا موقوف نہ ہوا سواد بن قارب جاہلیت میں کاہن تھے تین دن اُن کے جن نے حضرت کے پیغمبر ہونے کی اُن کو خبر دی اور فرمانبرداری کی تاکید کی۔ مازن بن عضوبہ سے روایت ہے میں نے ایک

بت کے پیٹ میں سے یہ کلمات سنے یا مازن اسمع تسر ظہر خیر و بطن شر بعث نبی من مضر بدین اللہ الکبر فدع نحیت من حجر تسلم من حر سقر اے مازن سنکر خوش ہو خیر ظاہر ہوئی اور شر پوشیدہ ایک پیغمبر اولاد مضر سے مبعوث ہوا پس ہم کو چھوڑ دے کہ ہم پتھر ہیں تاتو آتش دوزخ سے محفوظ رہے اور دوسری بار یہ کلمات سنے اقبل الی اقبل تسمع مالا یجہل ھذا نبی مرسل بوحی منزل ----

---------- ایک دن آپ نے عباس رضی اللہ عنہ کیلئے دعا کی چوکھٹ اور دہلیز سے آمین کی آواز آئی عبداللہ بن جحش کی تلوار لڑائی میں ٹوٹ گئی آپ نے انکو ایک لکڑی دی کہ تلوار کا کام دیتی تھی اور جنگ بدر میں عکاشہ بن محصن کی تلوار ٹوٹ گئی انکو بھی ایک لکڑی عنایت ہوئی کہ تلوار کیطرح کاٹ کرتی تھی یہود بنی قریظہ نے آپ کے قتل کا مشورہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپکو مطلع فرمایا اور یہی ارادہ انکے قتل و تخریب کا سبب ہوا ثعلبی اور طرطوسی اپنی تفسیروں میں اور بیہقی اور ابونعیم نقل کرتے ہیں کہ آپ نے خندق میں ایک پتھر کو جس کے توڑنے سے سب صحابہ عاجز ہوئے ریزہ ریزہ کر دیا سلمہ بن اکوع کہتے ہیں حنین کے روز جب کفار نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہجوم کیا آپ نے خچر سے اتر کر فرمایا شاھت الوجوہ اور مٹھی بھر خاک ان پر پھینکی وہ سب کافروں کی آنکھوں میں پہنچی اور ان کو شکست ہوئی اسی طرح جنگ بدر میں مٹھی بھر کنکریاں پھینکیں کہ سب کفار کی آنکھوں میں پہنچیں ایک درخت چھوارے کا آپ نے اپنے ہاتھ سے لگایا خدا نے اس کے پھل میں تریاق سے زیادہ تاثیر رکھی کہ جو صبح کے وقت اس کو کھالے دن بھر زہر اور جادو اس پر اثر نہ کرے اور یہ تاثیر ان درختوں میں کہ اس کی گٹھلی سے ہیں اب تک موجود ہے اہل مدینہ ان کو عجوہ عالیہ کہتے ہیں آپ فرماتے ہیں عجوہ عالیہ ہر بیماری سے شفا ہے اور اس کا ناشتہ تریاق ہے یعنی تریاق کا فائدہ بخشتا ہے د ے خیبر میں ایک یہودیہ نے بکری کا گوشت بھون کر اور اس میں زہر ملا کر حضرت کی خدمت میں بھیجا آپ نے صحابہ کے ساتھ تھوڑا سا نوش کیا پھر فرمایا اپنے ہاتھ اٹھاؤ اور یہودیہ کو بلا کر کہا کہ تو نے اس بکری میں زہر ملایا ہے اس نے عرض کیا آپ سے کس نے کہا فرمایا اس گوشت نے جو میرے ہاتھ میں ہے فرمایا ہاں خدا کے رسول میں نے یہ خطا اسلئے کی کہ اگر آپ پیغمبر ہیں تو زہر اثر نہ کرے گا اور جو پیغمبر نہیں ہیں تو آپ کے ہلاک ہونے سے ہمیں چین ملے گا۔ آپ نے قصور اس کا معاف کر دیا کسی نے ایک ہتھیار آپ کے پاس بطریق ہدیہ کے بھیجا اس پر کرگس کی صورت بنی تھی آپ نے ہاتھ اپنا لگایا فوراً محو ہو گئی س م جابر کا اونٹ تھک گیا آپ نے اسکو کوڑا مارا اس وقت سے وہ سب اونٹوں سے تیز چلنے لگا پھر آپ نے اسے خرید کیا اور قیمت اسکی دے کر جابر کو بخشدیا قتادہ کے چہرہ کو ہاتھ لگایا آپ کے ہات کی برکت سے یہ روشنی اور صفائی ان کے چہرہ میں پیدا ہوئی کہ ہر چہرہ کا عکس اس میں نظر آنے لگا۔ ب عقبہ بن ابی معیط کے مونہہ پر تھوکا اس کے گال جل گئے اور وہ داغ عمر بھر باقی رہا۔ فتح مکہ کے دن جس وقت آپ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اسکے چار طرف بت رکھے دیکھے جس کے مونہہ کی طرف سے اشارہ کیا چت اور جسکی پیٹھ کی طرف سے اشارہ کیا مونہہ کے بل گر پڑا فرماتے تھے۔ قل جاء الحق وزھق الباطل

ان الباطل کان زھوقا حدیبیہ کے دن لشکر کو پانی کی حاجت ہوئی آپ کی انگلیوں سے پانی نہر کی طرح جاری ہوا کہ تین سو اور ایک روایت میں پندرہ سو آدمیوں نے پانی پیا اور وضو کیا راوی کہتا ہے کہ ہزاروں ہوتے تو وہ پانی کفایت کرتا جب آپ غار ثور میں تشریف لے گئے مکڑی نے غار کے دروازہ پر جالا تانا اور کبوتر نے انڈے دیئے کفار تلاش کرتے ہوئے غار پر پہنچے خدائے تعالیٰ نے ان کو اندھا کر دیا ہر چند ڈھونڈا کئے آپ ان کو نظر نہ آئے اسی طرح شب ہجرت کفار بارادۂ قتل حضرت برسالت صلی اللہ علیہ وسلم در دولت پر جمع ہوئے آپ آیۂ کریمہ واذا قرءت القرآن جعلنا بینک وبین الذین لایومنون بالآخرۃ حجابا مستورا پڑھتے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور کسی کافر کو نظر نہ آئے معراج کی صبح جب قوم نے قصہ اسرا سے انکار کیا پروردگار نے بیت المقدس کو آپ کے سامنے کر دیا کہ آپ نے اس کے سب نشان منکروں کو بتائے اور ان کے سوالات کے جواب دیئے اسی رات اور تین مرتبہ اس سے پہلے فرشتوں نے سینہ مبارک کو چاک کیا اور علم و ایمان سے بھر دیا کچھ درد محسوس نہ ہوا اور وہ زخم فوراً بھر گیا ب ایک روز آپ دو کتابیں بغل میں دابے باہر تشریف لائے اور فرمایا ایک میں بہشتیوں کے اور دوسری میں دوزخیوں کے نام ہیں نہ ان سے گھٹیں نہ بڑھیں لکھا ہے کہ مشارق و مغارب زمین کے آپ کو دکھائے گئے اور خبر دی گئی کہ اس قدر زمین جو آپ نے دیکھی ہے آپ کی امت کے قبضہ میں آوے گی بموجب اس وعدہ کے اس امت کی سلطنت اول مشرق یعنی بلاد ترک سے آخر مغرب یعنی بحر اندلس اور بلاد بربر تک پہنچی ایک بکری پر کہ ابھی بکرا اس کے پاس نہ گیا تھا ہاتھ رکھا آپ کے ہاتھ کی برکت سے دودھ دینے لگی شرح منیہ میں امیر الحاج نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود کو بکریاں چراتے دیکھا کہا کہ اے لڑکے کچھ دودھ ہے عرض کیا ہے مگر میں امین ہوں یعنی یہ بکریاں غیر کی میرے پاس امانت ہیں ان کا دودھ نہیں دے سکتا فرمایا ان میں کوئی بکری ایسی ہے جس پر نر نہیں پھاندا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایسی بکری حاضر کی آپ نے اس کے پستان کو چھوا فوراً دودھ اتر آیا پھر اس کو دوہ کر آپ پیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پلایا پھر پستان سے ارشاد کیا اقلص فقلص ابن مسعود رضی اللہ عنہ یہ معجزہ دیکھ کر مسلمان ہوئے آپ نے ان کو اپنے سینہ سے لگایا ض ایک یہودی نے امتحاناً ان تاروں کے نام جنھوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب میں سجدہ کیا تھا حضرت سے پوچھے فرمایا اگر میں بتا دوں تو تو ایمان لائے اقرار کیا آپ نے باعلام جبرئیل علیہ السلام بتا دیئے ابو طلحہ کے گھوڑے پر کہ نہایت سست رو تھا سوار ہوئے مدینہ کے سب گھوڑوں سے تیز رو ہو گیا ے تو مراد دل زہ و دلیری ہیں + روبۂ خویش خوان و شیریں ہیں۔ ق محمد بن عطیہ کہتے ہیں کہ آپ نے ایک گونگے لڑکے سے جس نے کبھی کلام نہ کیا تھا پوچھا میں کون ہوں اس نے بزبان فصیح عرض کیا آپ خدا کے رسول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم حز معیقب یمانی نقل کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں ایک بچہ کہ اسی روز پیدا ہوا تھا آپ کے پاس لایا گیا اس سے فرمایا میں کون ہوں اس بچے نے کہا انت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ رسول اللہ ہیں سرور المحزون ایک قوم نے شکایت کی کہ ہمارے کنوئیں کا پانی نہایت

کھاری ہے آپ نے تھوڑا لعاب دہن مبارک اُن کو عنایت کیا اُس کے ڈالتے ہی وہ کنواں نہایت شیریں ہوگیا ت اور انس کا کنواں بہت کھاری تھا آپ نے لعاب دہن مبارک اُس میں ڈالا ایسا شیریں ہوگیا کہ مدینہ میں کوئی کنواں اُس سے زیادہ شیریں نہ تھا ایک روز دودھ پیتے کئی بچے آپ کے پاس لائے گئے آپ نے تھوڑا تھوڑا تھوک اپنا اُن کے مونہہ میں ڈالا ایسے سیر ہوگئے کہ دن بھر دودھ نہ مانگا امام حسن رضی اللہ عنہ پیاسے تھے زبان مبارک اپنی اُن کے مونہہ میں دی چوستے ہی پیاس جاتی رہی اور دن بھر پانی کی خواہش نہوئی ایک کنوئیں میں لعاب دہن مقدس ڈالا اُس کے پانی سے مشک کی خوشبو آنے لگی سوا ان کے بہت معجزات لعاب دہن مبارک کے کتب احادیث السیر میں منقول ہیں اسی واسطے دہن مقدس کو منہل اور منبع معجزات کہتے ہیں حجر اسود کی نسبت فرمایا کہ قیامت کے دن اس پتھر کو آنکھیں اور زبان دیں گے کہ اپنے چومنے والے کی گواہی دے گا اور یہ پتھر پانی میں نہیں ڈوبتا اور آگ میں نہیں جلتا **تذئیل** ایک روز ابن علیم رحمۃ اللہ علیہ محدث نے مسجد حرام میں یہ حدیث بیان کی ابوطاہر ملحد کہ غلاۃ فرقہ جہدویہ سے تھا سنکر ہنسنے لگا پھر آگ منگا کر حجر اسود کو آگ میں ڈالا نہ جلا پانی میں ڈالا پھول کی طرح قائم رہا متحیر ہوکر بولا اب مجھے یقین ہوا کہ یہ دین ہمیشہ رہے گا۔ **ت** ابوہریرہ کہتے ہیں میں تھوڑے چھوارے حضرت کی خدمت میں لایا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے ان میں برکت کی دعا کیجئے آپ نے دعا کرکے فرمایا انھیں اپنے توشہ دان میں رکھو اور جس قدر درکار ہوں ہات ڈال کر نکال لیا کر مگر توشہ دان کو نہ جھاڑنا میں نے اُن چھواروں سے کئی اونٹ خدا کی راہ میں بھر دیئے اور ہمیشہ ہم کھایا کئے مگر وہ کم نہ ہوئے اور میں اُس توشہ دان کو کبھی جدا نہ کرتا تھا یہاں تک کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے روز گر پڑا کہتے ہیں اُس کے گرنے سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نہایت غمگین ہوئے یہ شعر اُن کا اس بات میں مشہور ہے ؎ للناس ھمّ ولی فی الیوم ھمان فقد الجراب وقتل الشیخ عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں کو آج ایک غم ہے اور مجھے دو غم ہیں گم ہونا توشہ دان کا اور قتل ہونا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کسی لڑائی میں لشکر کا توشہ تمام ہوگیا فرمایا بقیہ توشہ جمع کرو پھر برکت کی دعا کرکے اُسکو تقسیم کرا دیا تمام لشکر کے لئے کافی ہوا **س** اُم مالک رضی اللہ عنہا ایک برتن میں آپ کو روغن بھیجا کرتیں اُس برتن میں ایسی برکت ہوگئی کہ جب اُن کی لڑکی سالن مانگتی اُس میں سے روغن نکال کر اُن کو دیتیں اور روغن کم نہ ہوتا ایک بار نچوڑا پھر روغن نہ پایا آپ سے حال عرض کیا فرمایا شائد تم نے نچوڑ لیا عرض کیا ہاں فرمایا اگر نہ نچوڑتیں تو ہمیشہ اُس سے روغن نکلا کرتا **ص** ایک شخص نے آپ سے سوال کیا آدھا بوجھا اونٹ کا اُس کو عنایت ہوا وہ اور اُس کی عورت اور مہمان اُسی غلہ میں سے کھاتے تھے مگر وہ کم نہ ہوتا تھا ایک دن اُس نے ناپا ناپتے ہی تمام ہوگیا آپ کو خبر ہوئی فرمایا اگر تو نہ ناپتا تو وہ غلہ ہمیشہ رہتا اور تم اُسکو کھایا کرتے **فر** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک روز میں بھوک کی شدت سے مرنے کے قریب پہنچا اور کسی نے مجھ کو کچھ نہ دیا یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اپنا حال کہا اُنھوں نے بھی التفات نہ کیا ناگاہ ایک شخص دودھ کا پیالہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس لایا میں دیکھ کر نہایت خوش ہوا کہ یہ پیالہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عنایت کریں گے آپ نے مجھ سے فرمایا اصحاب صفہ کو بلا لا میں نے کہا بہت آدمیوں کو یہ پیالہ بھر دودھ کیا کفایت کرے گا کاش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عنایت کرتے تو میرا پیٹ بھر جاتا مگر تعمیل حکم ضرور تھی ناچار اُن کو بلا لایا آپ نے مجھ سے فرمایا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پیالہ ہات میں لے کر سرے سے یاروں کو پلانا شروع کر میں نے سرے سے سب کو پلایا اور کاسہ دودھ کا ویسا ہی بھرا رہا پھر ارشاد ہوا اب تو پی میں نے پیا پھر فرمایا اور پی پھر پیا پھر فرمایا اور پی پھر پیا یہاں تک کہ میں نے عرض کیا اُس کی قسم جس نے آپ کو سچا پیغمبر کیا اب میرے پیٹ میں ٹھکانہ نہ رہا جابر رضی اللہ عنہ کے والد بہت قرض اور تھوڑے خرما چھوڑ مرے قرض خواہوں نے اُن کو گھیرا آپ اُن کے گھر تشریف لے گئے اور خرما کے انبار پر اپنا قدم رکھا اور قرض خواہوں کو دینا شروع کیا سب قرض ادا ہو گیا اور انبار ویسا ہی رہا فا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے آپ کی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ابوبکر صدیق کی دعوت کی اور دو آدمیوں کے لائق کھانا پکوایا آپ نے اُس کھانے سے ایک سو اسی آدمی کو پیٹ بھر کھلایا اور جس نے وہ کھانا کھایا فوراً ایمان لایا **محقق دہلوی** سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مالک نے اُن کو ایک سو پانچ تولہ سونے پر مکاتب کیا اور شرط کی کہ تین سو درخت چھوارے کے لگا دیں جب تک اُن میں پھل نہ آئے آزاد نہ ہوں آپ نے تین سو درخت چھوارے کے اپنے ہات سے لگائے اسی برس سب میں پھل آئے مگر ایک درخت عمر رضی اللہ عنہ نے لگایا تھا اُس میں پھل نہ آیا آپ نے اُسے اُکھیڑ کر اپنے ہات سے لگایا وہ بھی بار آور ہوا پھر انڈے کے برابر سونا مال غنیمت سے سلمان رضی اللہ عنہ کو دیا کہ اسے دے کر آزادی حاصل کر سلمان رضی اللہ عنہ نے گذارش کیا کہ چالیس اوقیہ سونا چاہئے اس سے کیا ہوگا آپ نے زبان مبارک اُس پر پھیر دی اور برکت کی دعا کی تولا تو پورا چالیس اوقیہ نکلا سلمان رضی اللہ عنہ آزاد ہوئے اور عمر بھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے ایک بار آپ نے چار سیر جو سے اسّی آدمیوں کا پیٹ بھر دیا اور ایک بار اسّی آدمیوں کے سے زیادہ کو تھوڑے جوؤں سے جنکو انس رضی اللہ عنہ اپنے ہات میں اُٹھا لائے تھے پیٹ بھر کے کھلا دیا غزوۂ خندق میں جابر رضی اللہ عنہ نے آپ کو بھوکا پایا پونے چار سیر آٹا جو کا نکالا اور ایک بچہ بکری کا ذبح کیا پھر حضرت سے کہا میں نے تھوڑا کھانا آپ کے لئے پکوایا ہے آپ نے باواز بلند فرمایا اے اہل خندق جابر رضی اللہ عنہ تمہاری ضیافت کرتا ہے اور جابر رضی اللہ عنہ سے کہا جب تک میں نہ پہنچوں ہانڈی چولھے سے نہ اُتاریں اور آٹا نہ پکائیں پھر آپ اُن کے گھر تشریف لے گئے اور آٹے اور ہانڈی میں لعاب دہن مبارک ڈالا اور برکت کی دعا کی پھر اُن سے ارشاد کیا کہ ایک روٹی پکانے والی بلالے اور ہانڈی چولھے پر رہنے دے اور اُس میں سے گوشت نکال کر برتنوں میں بھرنا اور لوگوں کو کھلانا شروع کیا ہزار آدمی کو اُن پونے چار سیر آٹے اور تھوڑے سالن سے پیٹ بھر کھلا دیا اور ہانڈی چولھے پر ویسا ہی جوش مارتی رہی اور آٹا ذرا کم نہ ہوا ایک دن تھوڑے چھواروں سے کہ جن کو ایک عورت اُٹھا لائی تھی سارے لشکر کا پیٹ

بھر دیا اور اُسی قدر چھوارے بچ رہے ایک بار عمر رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ چار سَو سوار کو اُن چھواروں سے توشہ دے عمر رضی اللہ عنہ نے اُن چھواروں سے سب کو توشہ دیا اور بچ رہے اور ایک بار ایک لشکر کے پاس توشہ کم ہوا آپ نے بقیہ کو جمع کر کے برکت کی دعا کی پھر لشکر نے اُس کو اپنے برتنوں میں بھرنا شروع کیا تمام لشکر کے برتن بھر گئے غزوۂ تبوک میں ایک خشک کنوئیں میں کلی ڈالی اس قدر پانی ہوگیا کہ تمام فوج نے سیراب ہو کر پیا اور چاہ حدیبیہ میں پانی کا قطرہ نہ تھا آپ کے کلی ڈالتے ہی پانی نے جوش مارا ڈیڑھ ہزار آدمی نے کئی دن تک پیا اور جب تک لشکر وہاں ٹھہرا رہا پانی اُس کا کم نہ ہوا یہود کو ارشاد ہوا اگر تم سچے ہو تو مرنے کی آرزو کرو لیکن تم اُس کی ہرگز آرزو نہ کرو گے ہر چند چاہتے تھے کہ موت کی آرزو کو زبان پر لادیں تا حضرت کی خبر کو جھوٹا کریں مگر نہ کرسکے کہتے ہیں کہ کھانا آپ کے ہاتھ میں تسبیح کرتا یہاں تک کہ جو لوگ اُس وقت حاضر ہوتے اُس کی تسبیح کی آواز سنتے عبداللہ بن سلام کہ یہود مدینہ کے بڑے عالم تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر سنکر ملنے کو آئے اور آپ سے تین سوال کئے کہ پہلی علامت قیامت کی کیا ہوگی اور پہلی غذا بہشتیوں کو کیا ملے گی اور کیا وجہ ہے کہ لڑکا کبھی باپ کی صورت ہوتا ہے اور کبھی ماں کی فرمایا پہلی نشانی قیامت کی ایک آگ ہے کہ لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف ہانکے گی اور پہلا کھانا بہشتیوں کا مچھلی کا جگر ہے کہ کباب کر کے کھلایا جائیگا اور جب نطفہ ماں کا غالب آتا ہے لڑکا ماں کے مشابہ اور جب باپ کا غالب آتا ہے اُس کے مشابہ ہوتا ہے عبداللہ بن سلام یہ جواب سُنکر مسلمان ہوگئے اور کہا اگلی کتابوں میں بھی ایسا ہی لکھا ہے پھر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہود بڑے جھوٹے ہیں اگر میرے اسلام کی خبر پائیں گے مجھکو بُرا کہیں گے میں چھپ کر بیٹھتا ہوں آپ اُن سے میرا حال پوچھیں اس اثنا میں یہود بھی حاضر ہوئے آپ نے پوچھا تم میں عبداللہ بن سلام کیسا آدمی ہے عرض کیا خیرنا وابن خیرنا وسیدنا وابن سیدنا ہمارا بہتر اور بہتر کا بیٹا اور ہمارا سردار اور سردار کا بیٹا۔ عبداللہ بن سلام یہ کلام سنکر کلمہ پڑھتے باہر آئے یہود سخت غمگین ہوئے اور کہنے لگے شرنا وابن شرنا ہمارا بدتر اور بدتر کا بیٹا ہے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اسی بات سے ڈرتا تھا ق و ایک میت کے اہل نے آپ کی ضیافت کی اور بکرے کا گوشت پکایا آپ نے مونہہ میں رکھتے ہی فرمایا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بکری بے اذن مالک کے لی گئی ہے تحقیق کے بعد یہی بات نکلی فا ایک بار آپ نے یہ آیت پڑھی ماقدروا اللہ حق قدرہ پھر فرمایا جبار اپنی بڑائی کرتا ہے کہ میں ہوں جبار میں ہوں کبیر المتعال یہ وعظ سنکر منبر کانپنے لگا ب عکرمہ بن ابی جہل فتح مکہ کے روز دریائے مشور کی طرف بھاگ گئے ناگاہ کنار دریا سے ایک ہوا اُٹھی عکرمہ نے کہا اگر اس بلا سے نجات پاؤں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤں اُسی وقت ہوا تھم گئی اور عکرمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے جلا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کا لعاب دہن اپنے سینہ سے ملا اُس دن سے کبھی کوئی بات نہ بھولے تین ہزار حدیث اُن سے وارد ہیں گویا نصف شریعت ہم کو اُن کے واسطے سے پہنچی ہے امام بخاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

آٹھ سو سے زیادہ صحابہ تابعین کہ اُن میں ابن عباس اور ابن عمر اور جابر اور انس رضی اللہ عنہم ہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ صلحنامہ حدیبیہ میں حسب درخواست سہل بن عمرو کے لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نام مبارک کے ساتھ سے محو کر کے بن عبد اللہ اپنے ہات سے لکھدیا باوجود اس کے کہ آپ لکھنا نہ جانتے تھے مگر معتبر یہ ہے کہ جب سہل بن عمرو نے گذارش کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ لکھیئے اگر ہم آپ کو خدا کا رسول جانتے زیارت کعبہ سے مانع نہ ہوتے آپ نے مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے کہ صلحنامہ کے کاتب تھے فرمایا اس لفظ کو محو کر کے بن عبد اللہ لکھ دو انھوں نے عرض کیا میں لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز محو نہ کروں گا آپ نے صلحنامہ اُن سے لے کر اپنے ہاتھ سے محو کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بن عبد اللہ لکھوا دیا واللّٰہ اعلم وعلمہ اتم واحکم ۳ عمر بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کے بعد خطبہ پڑھا پھر ظہر پڑھ کے پھر عصر تک پھر عصر پڑھ کر غروب آفتاب تک خطبہ پڑھتے رہے اُس روز قیامت تک کا سب حال بیان کر دیا زیادہ علم ہم میں اُسکو ہے جس کو زیادہ یاد رہا ۳ جنگ بدر میں فرمایا یہ فلاں کا مقتل ہے اور یہ فلاں کا جس جگہ آپ نے ہاتھ رکھا تھا کسی نے وہاں سے تجاوز نہ کیا یعنی ہر شخص اُسی جگہ مارا گیا جس جگہ آپ نے ہاتھ رکھ کر بتلایا تھا ابی بن خلف نے ہجرت سے پہلے ایک گھوڑا مول لیا اور کہا اس پر چڑھ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کروں گا فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ میں تجکو ماروں گا احد کے روز حضرت کے مقابل ہوا ایک زخم پوست خراش آپ کے ہات سے اُس کے بدن پر لگا چلاتا ہوا بھاگا لوگوں نے کہا اس قدر کیوں چلاتا ہے زخم تو بہت خفیف نظر آتا ہے کہا تم جانتے ہو یہ زخم کس کے ہاتھ کا ہے اگر مجھ پر تھوک دیتے تو بھی میں ہلاک ہو جاتا اور ایک روایت میں آیا کہ اُس نے کہا اگر ایسا ہی زخم اُن کے ہات کا تمام عالم کے بدن پر لگتا ایک بھی نہ بچتا آخر اُسی زخم کے صدمہ سے موضع سَرِف میں واصل جہنم ہوا بیہقی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے وہاں ایک شخص کو دیکھا کہ زنجیر میں بندھا چلا آتا ہے اور چلاتا ہے کہ مجھے پانی دو اور ایک نگہبان اُس کے ساتھ ہے وہ کہتا ہے خبردار اسے پانی نہ دینا یہ ابی بن خلف کافر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے مارا گیا روایت ہے کہ آپ نے غزوۂ موتہ میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو لشکر اسلام کا سردار کیا اور حکم دیا کہ جب زید شہید ہو جاوے جعفر بن ابی طالب سرداری کرے بعد اُس کی شہادت کے ابن رواحہ سردار ہو اُس کے بعد مسلمان جس کو چاہیں اپنا سردار مقرر کریں عجائب قدرت الٰہی سے ہے کہ جس طرح زبان مقدس سے نکلا تھا اُسی طرح ایک بعد دوسرے کے شہید ہوا ابھی اُن کی شہادت کی خبر مدینہ میں نہ پہنچی تھی کہ آپ نے فرمایا زید نے نشان پکڑا اور شہید ہوا پھر جعفر نے لیا اور شہید ہوا۔ پھر ابن رواحہ نے پکڑا اور شہید ہوا یہاں تک کہ خدا کی تلواروں سے ایک تلوار یعنی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نشان پکڑا فتحیاب ہوا حنین کے مویشی کی نسبت فرمایا یہ سب غنیمت ہو جاویگی چنانچہ وہ سب مال مسلمانوں نے لوٹ لیا ب نجاشی بادشاہ حبشہ جس وقت مرے آپ نے مدینہ شریف میں یاروں سے فرمایا اٹھو تمہارا بھائی نجاشی مر گیا اور

بقیع میں جاکر اُنکے جنازہ کی نماز پڑھی **فائدہ** اسی جگہ سے شافعیہ جنازہ غائب کی نماز جائز جانتے ہیں اور حنفیہ جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُسوقت آپ کے اور جنازہ نجاشی کے بیچ میں سے پردہ اُٹھا لیا کہ جنازہ آپکو نظر آنے لگا **ض** ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بعض لوگ آپ سے بہت باتیں پوچھا کرتے ایک روز ناخوش ہوکر فرمایا جو چاہو پوچھو میں جواب دونگا ایک نے کہا میں کہاں ہونگا فرمایا دوزخ میں دوسرے نے اپنے باپ کا نام پوچھا فرمایا حذافہ اور وہ حذافہ کا بیٹا مشہور نہ تھا **فائدہ** یہاں سے ظاہر ہوا کہ مرشد اور اُستاد سے فضول باتیں پوچھنا بے ادبی میں داخل ہے کہ امتحان بے اعتقادی پر دلالت کرتا ہے کسی سفر میں آپ کی اونٹنی گم ہوگئی زید بن نصیب منافق نے لوگوں سے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کی خبریں بیان کرتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ اونٹنی کہاں ہے اُسی وقت آپ نے فرمایا فلاں جگہ مہار اُس کی درخت میں اٹک گئی ہے تلاش کیا تو وہیں پائی اور اُس صحابی سے جس کے ڈیرہ میں منافق نے یہ کلمہ کہا تھا فرمایا کہ ابھی ایک منافق نے یہ بات کہی ہے میں دعویٰ نہیں کرتا کہ بے خدا کے بتائے مجھے کچھ معلوم ہوتا ہے ایک دن فرمایا کہ مکہ نے اپنے جگر گوشے مدینہ کی طرف پھینک دیئے اُنھیں دنوں عمرو بن عاص کہ اشراف اور سردار قریش تھے اور خالد بن ولید کہ بڑے بہادر اور سپہ سالار اور رئیس اُن کے تھے بلکہ اسلام میں بھی سرداری فوج پر مامور رہتے اور عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہم کہ صاحب مفتاح کعبہ تھے مشرف بایمان ہوئے ایک بار انھیں عثمان بن طلحہ سے آپ نے زیارت کعبہ کی درخواست کی اُنھوں نے انکار کیا فرمایا ایک دن کعبہ کی کنجی میرے ہات میں ہوگی جسے چاہوں گا دونگا سو فتح مکہ کے دن مولیٰ علی رضی اللہ عنہ بدرشتی عثمان سے کنجی لائے آپنے وہ واقعہ عثمان کو یاد دلایا آیت ان تؤدوا الامانات الیٰ اھلھا آپ نے کنجی اُن کو حوالہ کی اور فرمایا کہ یہ کنجی ہمیشہ تمہارے پاس رہے گی نہ لے گا اُس کو مگر ظالم اگرچہ یہ عثمان لاولد مرے مگر آج تک وہ کنجی اُن کے بھائی شیبہ کی اولاد کے پاس ہے **دق** ایک شخص حنین کی لڑائی میں بڑی جرأت اور جوانمردی کے ساتھ لڑا یہاں تک کہ زخمی ہوا صحابہ نے اُس کا حال عرض کیا فرمایا وہ دوزخی ہے لوگوں کو اس بات کے سننے سے حیرت ہوئی بلکہ نومسلم شک اور تردد میں مبتلا ہوئے تھوڑے عرصہ میں خبر آئی کہ وہ درد کی شدت سے اپنا گلا کاٹ کر مرگیا فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد انی عبد اللہ ورسولہ یا بلال قم فاذن لا یدخل الجنۃ الا مومن وان اللہ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے گواہی دیتا ہوں کہ بیشک میں خدا کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں اے بلال کھڑا ہو اور پکار دے کہ بہشت میں داخل نہ ہوگا مگر مسلمان اور بے شک اللہ اس دین کی مردِ فاسق سے مدد کرے گا جب نامۂ نامی پرویز کے پاس پہنچا اُس نے باذان صوبہ یمن کو لکھ بھیجا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں بھیجدے باذان نے دو آدمی آپ کے پاس بھیجے کہ آپ پرویز کے پاس جاویں ورنہ وہ سخت بدمزاج ہے ملک عرب کو تباہ کردے گا فرمایا صبح کو آنا جب صبح کو حاضر ہوئے فرمایا تم لوٹ جاؤ شیرویہ نے پرویز کو مار ڈالا اُنھوں نے باذان سے جاکر حال کہا باذان نے کہا اگر یہ خبر سچ ہوگی میں مسلمان ہوجاؤں گا اُنھیں دنوں شیرویہ کا نامہ بنام باذان پہنچا کہ میں نے پرویز کو بسبب اُس کے

ظلم کے قتل کیا تم اپنے عہدہ پر قائم رہو اور پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ تعرض نہ کرو بمجرد دیکھنے نامہ کے باذان اور اُن کے دونوں بیٹے اور جو اہل یمن و فارس کہ اس کیفیت سے واقف تھے مسلمان ہو گئے اور باذان ایک عرضی اس حال کی آپ کی خدمت میں روانہ کی ض ب جب عباس بن عبدالمطلب بدر کے قیدیوں میں گرفتار آئے فرمایا کہ نوفل بن حارث اور عقیل بن ابی طالب کا فدیہ ادا کرو عرض کیا مجھے مقدور نہیں فرمایا وہ مال کیا ہوا جو ام الفضل کو سونپا اور کہا اگر میں مارا جاؤں تو یہ مال فضل اور قثم اور عبداللہ کیلئے ہے عباس نے متعجب ہو کر گزارش کیا میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک تم سچے ہو خدا کے سوا کوئی شخص پرستش کے لائق نہیں اور تم اُس کے بندے اور سچے پیغمبر ہو میرے مال کا حال سوا خدا کے کسی کو معلوم نہ تھا کہتے ہیں کہ بمنطوق کریمہ یا ایھا النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسری ان یعلم اللہ فی قلوبکم خیرا یوتکم خیرا مما اخذ منکم و یغفر لکم واللہ غفور رحیم اللہ تعالیٰ نے عباس رضی اللہ عنہ کو اُس مال کے عوض بیس غلام عطا کئے کہ کم رتبہ اُن کا بیس ہزار کی مضاربت اور تجارت کرتا اور زمزم عنایت فرمایا کہ تمام دنیا کا مال اُس کے مقابلہ میں کچھ قدر نہیں رکھتا اور مغفرت موعودہ اس سے علاوہ ہے وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم جس روز اسود بن عیسیٰ کذاب مدعی نبوت صنعا میں مارا گیا آپ نے مدینہ میں لوگوں کو خبر دی کہ اسود کو ایک مبارک مرد نے کہ خاندان مبارک سے ہے قتل کیا لوگوں نے نام پوچھا فرمایا فیروز فاز فیروز اور صحابہ کے ایک گروہ سے فرمایا کہ تم میں سے ایک شخص دوزخ میں جلئے گا اُس کا دانت احد کے برابر ہو جاوے گا چنانچہ اُن میں سے ایک شخص مرتد ہو کر مارا گیا اور ایک جماعت سے فرمایا کہ تم سب میں پیچھے مرنے والا آگ میں ہوگا چنانچہ وہ شخص جو سب کے بعد باقی رہا آگ میں گر کر جل گیا فتح مکہ کے دن ایک مسلمان عکرمہ بن ابی جہل کے ہاتھ سے شہید ہوا آپ نے سنکر تبسم کیا کسی نے تبسم کا سبب پوچھا فرمایا قاتل و مقتول کو دیکھتا ہوں کہ ساتھ ساتھ بہشت میں جاتے ہیں تھوڑے عرصہ میں عکرمہ ایمان لائے اور مقبول الاسلام ہوئے غزوۂ خندق میں صحابہ کرام ایک پتھر کے توڑنے سے عاجز ہوئے خود بدولت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے پھاوڑا یا کدال اپنے ہات سے اُس پر مارا تہائی ٹوٹ گیا اور اُس سے ایک روشنی پیدا ہوئی جس سے عمارت ملک شام کی آپ کو نظر آئی فرمایا اللہ اکبر خدا نے مجھے شام کا ملک عطا کیا دوسری بار دوسری تہائی ٹوٹی اور ایک روشنی پیدا ہوئی جس سے فارس کی عمارت نظر آئی فرمایا اللہ اکبر خدا نے مجھے ملک فارس عنایت کیا تیسری بار یمن کی عمارت نظر آئی اور وہ پتھر پاش پاش ہو گیا فرمایا اللہ اکبر خدا نے مجھے ملک یمن بخشا چنانچہ اس پیشین گوئی کے مطابق ملک یمن آپ کے سامنے مسلمانوں کے قبضہ میں آیا اور ملک شام اور فارس امیر المومنین عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما کی خلافت میں فتح ہوا ض دو شخص غیبت کر کے حضرت کے پاس آئے فرمایا تم نے گوشت کھایا ہے عرض کیا نہیں فرمایا کسی کی غیبت کی ہے ض ایک روز حجرہ میں تشریف رکھتے تھے فرمایا اس وقت وہ شخص آتا ہے کہ اُس کا دل متکبر ہے اور شیطان کی آنکھ سے نگاہ کرتا ہے ناگاہ عبداللہ بن سہل کہ ازرق چشم تھا آیا غزوہ تبوک میں ابوذر رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا مرحبا ابوذر کو اکیلا چلا آتا ہے اور اکیلا

ہی رہے گا اور اکیلا ہی مرے گا سو ابوذر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان کی خلافت میں موضع زبدہ میں جا رہے اور انتقال کے وقت بھی کوئی اُن کے پاس نہ تھا اتفاقاً کچھ لوگ کوفہ کے اُدھر سے نکلے انھوں نے دفن کیا و ریزید بن خالد شیخ دہلوی یا زید بن خالد نام ایک شخص خیبر کے روز مرگیا فرمایا نماز اس کے جنازہ کی پڑھو مگر خود نہ پڑھی صحابہ نے سبب پوچھا فرمایا اس نے غنیمت میں خیانت کی ہے اُس کے اسباب کو دیکھا تو مال غنیمت کا پایا ایک منافق مر گیا فرمایا زمین اُسکو قبول نہیں کرتی لوگ اُسکو بار بار دفن کرتے تھے اور نعش اُسکی قبر سے باہر نکلی آتی تھی سرور المحزون میں روایت کیا کہ ایک شخص مرتد ہوکر مشرکوں سے جاملا فرمایا وہ مرگیا اور زمین اُسکو نہ قبول کرے گی دریافت کیا تو فی الواقع وہ مرگیا تھا اور زمین نے اُسکو قبول نہ کیا اور ایک بار کسی سفر سے تشریف لائے مدینہ کے قریب بدبو محسوس ہوئی فرمایا کوئی منافق مرگیا اور فی الواقع شہر میں ایک بڑا منافق مرگیا تھا اب غزوہ خندق میں جب قریش بھاگ گئے فرمایا الاٰن نغزوھم ولا یغزوننا اب ہم اُن پر چڑھیں گے اور وہ ہم پر چڑھ کر نہ آئیں گے چنانچہ کفار کو پھر کبھی حوصلہ چڑھ کرنے کا نہوا یہاں تک کہ مسلمانوں نے مکہ کو فتح کیا اب جب لشکر اسلام خیبر کے متصل پہنچا فرمایا خیبر خراب ہوئی انا اذا انزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین چنانچہ خیبر باوجود کمال استحکام کے فتح ہوگیا ایک روز ت ب بل عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو مظلوم مارا جائے گا چنانچہ ظالموں نے اُنکو قرآن پڑھتے میں شہید کیا اور خون اُنکا کتاب اللہ پر جاری ہوا کہتے ہیں جسوقت آپ زخمی ہوئے اس آیت پر پہنچے تھے فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم ق ثابت بن قیس سے فرمایا کہ تو سعید جئے گا اور شہید مرے گا اور بہشت میں داخل ہوگا سراہا ہوا چنانچہ وہ حرب یمامہ میں کہ خلافت صدیق میں واقع ہوئی شہید ہوئے اور عمار بن یاسر سے فرمایا تجکو باغی گروہ قتل کریگا کہ حرب صفین میں لشکریان معاویہ کے ہات سے مارے گئے فاطمہ زہرا سے فرمایا تو سب گھر والوں سے پہلے مجھ سے ملیگی چھ مہینے بعد آپکی رحلت کے رحلت اُنکی واقع ہوئی امام حسن رضی اللہ عنہ کو فرمایا یہ بیٹا میرا سردار ہے اُمید ہے خدا اس کے سبب سے مسلمانوں کے دوگروہوں میں صلح کرادے چنانچہ اُنکے سبب سے حجاز اور شام کے لشکر میں صلح واقع ہوئی اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو فرمایا میری امت اس کو قتل کریگی وہ شامیوں کے ہات سے کربلا میں شہید ہوئے اور فرمایا ایک شخص کوتاہ قد سرخ رنگ کہ جس کی گردن اور ابرو پر دو تل ہونگے اپنا اونٹ تلاش کرتا شداد کے شہر میں جائے گا اور وہاں کے عجائبات دیکھے گا عبداللہ بن قلابہ رضی اللہ عنہ اس خبر کے مصداق ہوئے کہ اونٹ کو ڈھونڈتے ہوئے شداد کے شہر میں پہنچے اور اُسکی دیواروں اور مناروں کو دیکھ کر بیہوش ہوگئے جب ہوش میں آئے دیکھا کہ سنگریزوں کی جگہ جواہر اور یاقوت پڑے ہیں مگر آدمی کا نشان نہیں ہے اور س م فرمایا ملک حجاز میں ایک آگ لگے گی جس کی روشنی سے بصرے کی پہاڑیاں جن کا نام اعناق الابل ہے روشن ہونگے --- کہ ماہ جمادی الآخر ۶۵۴ھ میں مدینہ طیبہ کے متصل ایک آگ پیدا ہوئی اور چند روز رہ کر غائب ہوگئی اُس زمانہ میں قطب الدین قسطلانی نے ایک رسالہ مسمّٰی بہ جمل الایجاز فی الاعجاز خاص اُس حال میں تحریر کیا اور سید سمہودی تاریخ خلاصۃ الوفا اور شیخ عبدالحق دہلوی نے جذب القلوب الی دیار المحبوب میں حال اس آگ کا مفصل لکھا اور یہ بھی وارد ہوا کہ مدینہ اس آگ سے محفوظ رہے گا یہاں تک کہ ایک پتھر نصف حرم میں اور نصف اُس سے خارج ہوگا خارج جل جائیگا اور جب داخل پر پہنچے گی بجھ جائے گی

گی سو اسی طرح واقع ہوا اور فرمایا ترک ایک شہر کو کہ مسلمانوں نے آباد کیا ہوگا اور دجلہ اُس کے بیچ میں واقع ہوگا گھیریں گے مسلمان وہاں کے تین قسم ہوجائینگے بعض بادشاہ ترک کی پناہ پکڑینگے اور بعض اپنا مال اور اسباب اور عیال لیکر بھاگیں گے یہ دونوں گروہ ہلاک ہونگے اور بعض ہتھیار پکڑینگے اور لڑکر شہید ہوجائینگے سو ترکان تاتار نے بغداد کو کہ دجلہ اُسکے بیچ میں ہے گھیرا اور مستعصم باللہ خلیفہ اور قاضی شہر وغیرہما بادشاہ اتراک سے مل گئے اُس ظالم نے بغداد سے چل کر دوسری منزل میں اُن سب کو قتل کیا اور جو لوگ مال واسباب عیال لیکر بھاگے تھے وہ بھی قتل ہوئے اور ایک جماعت نے لڑکر شہادت حاصل کی مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے حق میں خبر دی کہ قاتل اُن کے سر میں تلوار مارے گا کہ داڑھی پر خون بہے گا سو ابن ملجم کے ہاتھ سے واقع ہوا اور فرمایا کسریٰ کے خزانے مسلمان آپس میں تقسیم کرینگے سو سعد بن ابی وقاص نے مدائن دارالسلطنت کسریٰ کو فتح کیا اور خزانے اُسکے مسلمانوں میں تقسیم ہوئے اور فرمایا بادشاہ فارس کے کنگن سراقہ کے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے سو عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں پہنائے گئے اور بیت المقدس کی فتح سے خبر دی کہ اُنھیں کی خلافت میں فتح ہوئی اور خارجیوں کے ظہور اور اُن کی مغلوبی کی اور یہ کہ اُن میں ذوالثدیہ ہوگا خبر دی سو مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کیوقت میں اہل حق نے اُن کو مغلوب کیا اور ذوالثدیہ کہ اُس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان سے مشابہ تھا لشکر خوارج میں پایا گیا اور رافضیوں کے ظہور سے خبر دی کہ وہ لوگ سلف کو بُرا کہیں گے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا کہ فتنہ و فساد اُن کے سبب سے بند رہے گا اور ابوذر سے کہا کہ جب تم مصر میں دو شخصوں کو ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑتے دیکھو وہاں سے چلے جائیو اور عدی بن حاتم سے کہا تو ایک عورت کو دیکھے گا کہ اونٹ پر سوار ہوکر تنہا حیرہ سے حج کو آوے گی اور خدا کے سوا اُسے کسی کا ڈر نہ ہوگا اور احجار الزیت پر خون بہے گا اور میری اُمت کے لوگ دریائے شور میں جہاز پر سوار ہوکر جہاد کرینگے ام حرام بنت ملحان اُن میں ہوگی اور ازواج میں پہلے وہ مرے گی جس کے ہاتھ لمبے ہیں۔ سو رافضی خلافت علی رضی اللہ عنہ میں ظاہر ہوئے اور عمر رضی اللہ عنہ کے وقت میں انتظام خوب رہا اور مصر فتح ہوا ابوذر نے عبدالرحمن بن شرحبیل بن حسنہ اُس کے بھائی ربیعہ کو ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑتے دیکھا اور واقعہ حیرہ میں احجار الزیت پر خون بہا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مسلمانوں نے بامارت معاویہ دریا میں جہاد کیا اُم حرام اُس لشکر میں موجود تھیں سواری پر سے گر کر مرگئیں اور ازواج مطہرات میں سب سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کہ نہایت سخی تھیں انتقال کیا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت سے خبر دی سو ابو لؤلؤ مجوسی نے نماز صبح میں اُن کو زخمی کیا اُسی زخم سے شہید ہوئے حذیفہ کہتے ہیں ہر سردار فتنہ یہاں تک کہ جس کے ساتھ میں سو آدمی بھی ہونگے اُس کے اور اُس کے باپ کے نام اور قوم سے ہم کو حضرت نے خبر دی انصار کے حق میں فرمایا میرے بعد یہ امر تم کو پیش آئے گا کہ اوروں کو تم پر ترجیح دیں گے سو یہ صورت زمان معاویہ میں واقع ہوئی س اور فرمایا میری امت نوجوانان قریش کے ہات سے ہلاک ہوگی سو یہ امر یزید اور سلیمان بن عبدالملک اور حجاج کے ہات سے کہ عبدالملک بن مروان کا امیر الامرا تھا واقع ہوا اور وبل جہ مر فرمایا لوگوں پر ایسا وقت آنے والا ہے کہ سب سود کھائیں گے جو نہ کھائے گا اُسکو بھی بخار اُس کا پہنچے گا یعنی سود کے کاغذ پر گواہی کرے گا یا اُس کا کاغذ لکھے گا یا اُس کے معاملہ میں دخل دیگا یہ حال اس زمانہ میں موجود ہے

اور بل فرمایا آخر زمانہ ایک قوم ایسی ہوگی جو ظاہر میں دوست اور باطن میں دشمن ہوئیں گے اس زمانہ میں ہزاروں آدمی اس قسم کے موجود ہیں اور قلت علم اور کثرت بخل سے خبر دی سو اس زمانہ میں ظاہر ہے کہ بخل بہت زیادہ اور علم بہت کم ہوگیا فرمایا میری اُمت کا ایک گروہ خدا کے حکم پر ہمیشہ قائم رہے گا اُن کو نقصان نہ پہنچا سکے گا جو اُن کو چھوڑ دے گا یہاں تک کہ خدا کا حکم آوے گا اور وہ اُسی حال پر ثابت ہوئے گی اور جہ فرمایا اس اُمت کے آخر میں ایک قوم ہوگی کہ نیکی کا حکم اور بُرائی کی ممانعت اور اہل فتنہ سے جہاد کریں گے اور غلبہ عباسیہ اور حکومت عمر بن عبد العزیز اور اختلاف امت اور خروج مسیلمہ اور اسود اور مختار اور حجاج سے اور وائل بن حجر کے آنے سے خبر دی یہ سب امور مطابق ارشاد کے واقع ہوئے ق اور فرمایا یہ دین ابتدا میں نبوت و رحمت کے ساتھ ہوا پھر خلافت و رحمت کے ساتھ ہوگا پھر بادشاہت گزندہ ہوگی پھر فساد اور ظلم اور سرکشی پھیلے گی ق زنا کو حلال سمجھیں گے اور شراب پئیں گے اور ریشمین پہنیں گے اور فرمایا یہ دین اچھی طرح جم جاویگا یہاں تک کہ مسلمان سفر کرے گا اور خدا کے سوا اُسکو کسی کا خوف نہو گا اور فرمایا دو گروہ آپس میں لڑیں گے اور دعوی اُن کا ایک ہوگا اور د ر خبر دی کہ آخر زمانہ میں لوگ سیاہ خضاب کریں گے وہ بہشت کی بو نہ سونگھیں گے اور د تم عجم کو فتح کرو گے س م قیصر و کسریٰ ہلاک ہوئیں گے تم اُنکے خزانے خدا کی راہ میں بانٹو گے ت جب میری اُمت اترا کر چلے گی اور رومی اور فارسی بادشاہوں کے فرزند اُن کی نوکری کریں گے اُسوقت خدا اُن کے اچھوں پر بدوں کو مسلط کرے گا د ت میری امت میں جب تلوار رکھی جائیگی قیامت تک نہ اُٹھائی جائے گی اور ت فرمایا وہ وقت آنے والا ہے کہ اپنے دین پر صبر کرنے والا ہات میں چنگاری رکھنے والے کے مانند ہوگا یعنی جس طرح ہات میں آگ رکھنا دشوار ہے اُسی طرح اُس وقت اپنے دین پر قائم رہنا دشوار ہوگا اور یہ وہی وقت ہے اور ق و فرمایا قریب ہے تمہارے مقابلہ کے لئے ایک فرقہ کا فروں کا اور فرقوں کو جمع کرے صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ہمارے قلت کے فرمایا نہیں تم اُس وقت میں بہت ہوگے لیکن مانند جھاگ کے اور تمہاری ہیبت دشمنوں کے دل سے جاتی رہے گی اور تمہارے دلوں میں سُستی آجائیگی اور م س فرمایا میں فتنوں کو دیکھتا ہوں کہ تمہارے گھروں میں بارات کی طرح داخل ہوئے اور علامات قیامت میں فرمایا غنیمت دولت ہوجائے گی اور امانت غنیمت اور زکوٰۃ تاوان اور علم دنیا کیلئے سیکھیں گے اور عورتوں کی فرمانبرداری اور ماں کی نافرمانی کریں گے اور یاروں سے نزدیکی اور باپ سے دوری چاہیں گے اور مسجد میں بیہودہ باتیں کریں گے اور فاسق سردار اور سفہا اور اراذل رئیس ہوجائیں گے اور شریر بسبب شرارت کے تعظیم کئے جائیں گے اور شراب برملا پئیں گے اور پچھلے اگلوں پر لعنت کریں گے اور عورتیں آپس میں شہوت رانی کریں گی و ق اور غیر قوم کے لوگ تم پر غالب ہوجائیں گے سو یہ سب امور موجود ہیں اور جو اب تک نہیں ہوئے قطعاً و یقیناً ہونے والے ہیں س م زمانہ مبارک میں ایک سال قحط پڑا جمعہ کے دن آپ خطبہ پڑھتے تھے ایک بادیہ نشین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھلک المال وجاع العیال مال ہلاک ہوا اور عیال بھوکے ہیں ہمارے لئے دعا کیجئے آپ نے ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے اُسوقت بادل کا ٹکڑا آسمان میں نہ تھا دعا سے فارغ نہوئے تھے کہ گھٹا پہاڑ کی طرح امڈی اور آٹھ دن خوب مینہ برسا دوسرے جمعہ کو پھر اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مکان گرے جاتے ہیں اور مال ڈوب گیا ہمارے لئے دعا کیجئے آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا الٰہی ہمارے گرد برسا نہ ہم پر اور جس طرف اشارہ کیا بادل اُسی طرف ہٹ گیا یہاں تک کہ مدینہ پر سے مینہ کھل گیا اور وادی قنادہ میں مہینہ بھر پانی جاری رہا بدر کی لڑائی میں کافروں نے پہلے سے کنوئیں پر قبضہ کر لیا تھا ناچار لشکر اسلام نے ریت پر خیمہ کیا پانی کی نہایت تکلیف تھی اور بعض لوگوں کو نہانے کی حاجت ہوئی مسلمان نہایت پریشان ہوئے آپ نے دعا کی اس قدر مینہ برسا کہ زمین جم کر سخت ہوگئی اور لوگوں نے وضو اور غسل کیا اور اپنے برتن پانی سے بھر لئے ایک روز مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے لئے دعا کی کہ سردی گرمی کی تکلیف سے محفوظ رہیں اُس روز سے گرمیوں میں کپڑے جاڑوں کے اور جاڑوں میں گرمیوں کے بے تکلف پہنتے تھے اور سعد بن ابی وقاص کیلئے دعا کی کہ خدا اُن کو مستجاب الدعوات کرے اُس دن سے اُنھوں نے جو دعا کی قبول ہوئی اور فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے حق میں دعا کی اخرج منکما کثیرا طیبا اُنکی اولاد امجاد کی کثرت اور جن سے پاکیزہ لوگ مانند حضرات ائمہ طاہرین اور غوث اعظم رضی اللہ عنہم کے اُن کی اولاد میں پیدا ہوئے اظہر من الشمس ہے ہند بن عتبہ کی بکریوں کیلئے دعا کی بہت زیادہ ہوگئیں ہمیشہ کہا کرتیں کہ یہ برکت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی تاثیر سے ہے قرابن عباس رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا کی الٰہی اس کو دین میں دانشمند کر اور تاویل سکھا دے فقاہت اور تفسیر دانی اُن کی اس مرتبہ کو پہنچی کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ شیوخ صحابہ سے اُن کی تعظیم و تکریم زیادہ اور امور ملکی میں اُن سے مشورہ کرتے ایک روز اہل بدر رضی اللہ عنہم نے کہا ہمارے لڑکے اُن کے برابر ہیں انھیں ہمارے ساتھ مشورہ میں کیوں شریک کرتے ہو فرمایا اُن کو علم زیادہ ہے ایک بار آپ نے سورہ فتح کی تفسیر پوچھی کسی نے ٹھیک نہ کہی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا خدائے تعالیٰ اپنے پیغمبر کو جتلاتا ہے کہ فتح مکہ کو اپنے انتقال کی علامت سمجھ اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید میں مشغول ہو اور اس سے بخشش طلب کر کہ وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ اور سلطان المفسرین اُن کا لقب ہے نابغہ جعدی سے کہا کہ خدا تیرے مونہہ کو بے دنداں نہ کرے ایک سو بیس برس کی عمر ہوئی اور سب دانت ثابت تھے ایک دن اُم سلیم نے عرض کیا انس کے حق میں دعا کیجئے فرمایا اللہ اس کا مال اور اولاد زیادہ کر اور عمر اُس کی دراز کر اور اُسکو بخشدے اس دعا کی برکت سے اُن کے باغ میں ہر سال دوبار میوہ آتا اور عمر اُن کی بہت ہوئی اور سو بیٹے پوتے اُنکی زندگی میں جمع ہوگئے مدارک التنزیل میں لکھا ہے کہ جب غزوۂ تبوک میں صدقہ کا حکم ہوا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آدھا مال حاضر کیا فرمایا تیرے صدقہ اور بقیہ میں خدا برکت کرے لکھا ہے کہ اُن کے مال میں اس قدر برکت ہوئی کہ تیس غلام اپنی زندگی میں آزاد کئے اور سات سو اونٹ للہ دیئے اور انتقال کیوقت بہت مال کی اہل بدر کیواسطے وصیت کی بعد اخراج وصیت چاروں عورتوں کو آٹھویں حصہ میں سے اسّی اسّی ہزار ملے اور دعا کے وقت صرف چار ہزار تھے مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کیلئے کثرت اولاد کی دعا کی اُن کے اسّی لڑکے پیدا ہوئے اور عروہ بن جعد رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا کی کہ تجارت میں ہر روز چالیس ہزار درہم نفع کے حاصل کرتے عمر رضی اللہ عنہ کیلئے دعا کی کہ خدا اُن کے سبب سے اسلام کو قوت دے اور جو کچھ قوت دین اسلام کو اُن کے واسطہ سے حاصل ہوئی ماہر فن تاریخ پر بخوبی ظاہر ہے جب جنگ خندق میں حذیفہ رضی اللہ عنہ کو کفار کی خبر لینے پر متعین کیا اُس رات نہایت سردی اور ہوا چلتی تھی حذیفہ کے لئے دعا

کی حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ میں حمام میں چلتا ہوں سرور المحزون ایک اونٹ سب سے پیچھے چلتا تھا آپ نے دعا کی سب سے آگے ہونے لگا ایک روز آپ نے لشکر اسلام کی بے سروسامانی پر نظر فرما کر دعا کی الٰہی یہ ننگے ہیں انھیں کپڑا دے الٰہی یہ بھوکے ہیں انھیں کھانا دے الٰہی یہ پیادے ہیں انھیں سواری دے راوی کہتا ہے کہ ہم میں سے فتح کے بعد کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کے پاس سواری اور کپڑا اور نقد و جنس نہ ہو گیا۔ روز اُحد جب لشکر اسلام مغلوب ہوا آپ ہمراہیوں کو لیکر پہاڑ پر چڑھ گئے کافروں نے چاہا کہ پہاڑ پر جاویں دعا کی الٰہی یہ قدرت نہ پاویں ہر چند تدبیر کی پہاڑ پر چڑھنے کی قدرت نہ پائی لاچار ہو کر لوٹ گئے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کفر میں نہایت شدت رکھتی تھیں ایک دن انھوں نے آپ سے اس امر کی شکایت کی اور دعا چاہی فرمایا اللھم اھد ام ابی ھریرۃ خدایا ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت کر جب ابوہریرہ اپنے گھر گئے کواڑ بند پائے اور نہانے کی آواز سنی اُن کی ماں نے نہانے کے بعد اُن کو گھر میں بلایا اور کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان محمدا رسول اللہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے کہ خوشی سے اُن کے آنسو نکل پڑے اور حضرت سے اُنکا سلام اور اسلام کا حال عرض کیا اسی طرح ثقیف کیلئے دعا کی خدایا ثقیف کو ہدایت فرما مسلمان ہو گئے اور دوس کے حق میں اللھم اھد دوسا وایت بھم خدایا دوس کو ہدایت کر اور اُن کو لے آ مسلمان ہو کر آپ کے پاس حاضر ہوئے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی نماز عصر قضا ہوئی آپ نے دعا کی سورج لوٹ آیا اور درختوں اور پہاڑوں پر دھوپ چمکی مولیٰ علی نے نماز ادا کی ض ب مضر پر قحط کی دعا کی یہ نوبت ہوئی کہ بھوک میں کتے اور سوئر اور ہڈیاں اور مردار کھا گئے ب اور ایک بار قریش پر قحط کی دعا کی نہایت گرانی ہوئی ابوسفیان نے آپ کو لکھا کہ تم رحمۃ للعالمین ہو باپ دادوں کو تلوار سے قتل کیا اور اولاد کو قحط سے ہلاک کرتے ہو دعا کرو کہ خدا قحط کو دور کرے آپ نے دعا کی تو وہ بلا دور ہوئی ض عامر بن طفیل اور اربد بن ربیعہ نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا اُن پر دعا کی الٰہی تو جس طرح چاہے محمد کو اُن کے شر سے بچا اربد کڑک سے ہلاک ہوا اور عامر طاعون الابل میں کہ اونٹوں کی وبا ہے واصل جہنم ہوا ایک روز عتبہ بن ابی لہب نے کہا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کروں گا آپ نے دعا کی الٰہی اس پر ایک کتا اپنے کتوں سے مسلط فرما عتبہ قافلہ کیساتھ کسی جنگل میں ٹھہرا تھا شیر آیا اہل قافلہ سوتے تھے ہر ایک کو سونگھ کر چھوڑ گیا اور عتبہ کو کھا لیا اہل فارس کے حق میں دعا کی اللھم مزقھم کل ممزق تھوڑے سے عرصہ میں سلطنت اُن کی تہ و بالا ہو گئی ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھاتا تھا فرمایا سیدھے سے کھا اُس نے بہانہ کیا کہ میں سیدھے سے نہیں کھا سکتا فرمایا اب تجھے قدرت نہ رہی اُسوقت سے اپنا سیدھا ہاتھ منہ تک نہ لیجا سکتا ایک شخص کو حضرت نے اُس کی بیٹی کے نکاح کا پیغام دیا اُس نے بہانہ کیا کہ وہ برص میں مبتلا ہے فرمایا فلتکن اُسی وقت کوڑھی ہو گئی شبیب بن برصا شاعر اُسی کا بیٹا ہے حکم بن ابی العاص نے آپکے چلنے کی نقل کی فرمایا کذلک فکن ایسا ہی ہو جا مرتعش ہو گیا اور مرتے دم تک اُسی حال پر رہا تنبیہ ہر چند مفہوم اذا اراد شیئا فانما یقول لہ کن فیکون مخصوص بحضرت احدیت ہے مگر قادر مطلق نے اپنے حبیب کو بھی یہ قدرت عنایت کی تھی کہ جو فرماتے وہی ہو جاتا محقق دہلوی ایک بار عمار یاسر رضی اللہ عنہ کو کفار نے آگ میں ڈالا تھا اتفاقاً آپ اُدھر سے گزرے فرمایا یا نار کونی بردا و سلاما علی عمار کما علی ابراھیم اے آگ تو عمار پر ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا جیسے ابراہیم پر ہوئی آگ فوراً بجھ گئی سراقہ

بن مالک کے گھوڑے کے پاؤں آپ کی دعا سے زمین میں دھنس گئے اور دھواں اُس کے پیچھے لگا جب آپ سے التجا کی
اُس بلا سے نجات پائی فائدہ یہ معجزہ معجزۂ خسف قارون کے مماثل ہے مگر فرق اسقدر ہے کہ وہاں عذر اور عجز پر نظر نہ ہوئی اور
یہاں عذر قبول فرما کر نجات کی دعا کی ت ی مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ایک بار بعض نواحی مکہ میں حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ تھا راہ میں جو پہاڑ اور درخت ملتا کہتا السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک پہاڑ کے قریب
ہو کر نکلے اُس نے بزبان فصیح کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں سردار انبیاء کے اور یہ علی کرم اللہ وجہہ ہیں سردار اولیاء کے باپ ائمہ
طاہرین کے ایک روز آپ سوتے تھے ناگاہ ایک درخت زمین چیرتا آیا اور آپ کے سامنے کھڑا ہوا جب بیدار ہوئے اصحاب
نے حال بیان کیا فرمایا یہ وہ درخت ہے جس نے اپنے مالک سے مجھے سلام کرنے کی اجازت چاہی اور حاصل کی سرور المحزون
ایک دن آپ نے جناب باری میں عرض کیا قوم میری مجھ کو ڈراتی ہے کوئی نشانی مجھکو دکھا دے حکم ہوا فلاں جنگل میں جاؤ اور
فلاں درخت کی ٹہنی کو بلاؤ بمجرد آپکے بلانے کے وہ شاخ درخت سے جدا ہو کر آپ کے پاس آئی اور دیر تک کھڑی رہی پھر حضرت
کے حکم سے لوٹ کر درخت میں اپنی جگہ جا لگی فا ایک دن جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو غمگین دیکھا عرض کیا ارشاد ہو تو کوئی امر
عجیب دکھاؤں فرمایا نعم یعنی دکھاؤ کہا اس درخت کو بلاؤ آپ نے بلایا فوراً اپنی جگہ سے اکھڑا اور آپ کی خدمت میں حاضر
ہوا پھر فرمایا چلا جا چلا گیا ولنعم ما قیل سه جاءت بدعوته الاشجار ساجدة + تمشي اليه على ساق بلا قدم
ت ایک دن کسی اعرابی نے عرض کیا میں کس دلیل سے آپکو سچا پیغمبر سمجھوں فرمایا اس سے کہ میں اس خوشہ کو بلاؤں
اور وہ میری پیغمبری کی گواہی دے پھر آپ نے اُسکو بلایا وہ درخت سے جدا ہو کر آپکے پاس آیا پھر فرمایا لوٹ جا لوٹ گیا اعرابی
یہ معجزہ دیکھ کر ایمان لایا ایک اور اعرابی نے آپکی پیغمبری پر گواہ مانگا آپنے ایک درخت کو بلایا اُس نے حاضر ہو کر تین بار گواہی دی
اسی طرح رکانہ پہلوان نے آپسے معجزہ طلب کیا آپ نے درخت سمرہ کو کہ وہاں تھا بلایا بیچ میں سے چرا اور ایک ٹکڑا اُسکا آکر آپ کے
اور رکانہ کے بیچ میں کھڑا ہو گیا رکانہ نے کہا معجزہ تو خوب دکھایا اب اسے بھیجدو آپنے فرمایا چلا جا بمجرد حکم کے اپنی جگہ پر چلا گیا اور
دوسرے ٹکڑے سے مل کر پھر درخت ہو گیا مگر رکانہ مسلمان نہ ہوا اور کہا اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو مکہ کی عورتیں کہیں گی رکانہ ڈر کے
مارے مسلمان ہو گیا س ایک روز جنگل کو قضائے حاجت کیلئے تشریف لیگئے آڑ نہ تھی دو درختوں کی شاخ پکڑ کر انکی جگہ سے
اس طرح لائے جیسے اونٹ مہار پکڑنے والے کے ساتھ ہو لیتا ہے اور اُن کو ایک جگہ ٹھہرا کر فرمایا آپس میں مل جاؤ فوراً مل گئے
جب آپ فارغ ہوئے پھر وہ دونوں اپنی اپنی جگہ چلے گئے اور ایک بار انس رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ ان دو درختوں سے
کہہ اکٹھے ہو جاویں اکٹھے ہو گئے جب آپ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے اپنی اپنی جگہ پر چلے گئے عارف رومی۔
ابو جہل نے کہا اگر تم سچے پیغمبر ہو تو میرے ہات کی خبر بتلا دو فرمایا تیرے ہات میں چند کنکریاں ہیں سن کر کیا کہتی ہیں غور سے
سنا تو ہر سنگریزہ سے کلمہ کی آواز آتی تھی ملعون نے طیش کھا کر اُن کو ہات سے پھینک دیا اور حضرت سے کہا تم بڑے جادوگر
ہو م ایک دن آپ جبل احد پر تشریف رکھتے تھے ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی ہمراہ تھے ناگاہ پہاڑ کانپنے
لگا فرمایا اے احد ٹھہر کہ نہیں ہے تجھ پر مگر پیغمبر اور صدیق اور دو شہید فوراً وہ زلزلہ موقوف ہو گیا - - - - - - - -
ایک روز آپ یاروں کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک اعرابی سوسمار لئے اُدھر سے نکلا لوگوں سے پوچھا یہ کون ہیں کہا خدا کے پیغمبر

اُس نے کہا جب تک یہ سوسمار ایمان نہ لاویگا میں کبھی مسلمان نہوں گا آپنے اس سے کہا میں کون ہوں سوسمار نے کلمہ پڑھا اعرابی مسلمان ہوا اور اپنی قوم سے حال بیان کیا وہ بھی حاضر ہوئے اور ایمان لائے فا ایک دن ابوسفیان بن حرب اور صفوان بن اُمیہ نے دیکھا کہ ایک بھیڑیا ہرن کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے ہرن بھاگ کر حرم کی زمین میں داخل ہوا بھیڑیا بپاس ادب حرم کے لوٹ گیا اُنھوں نے اس حرکت سے تعجب کیا بھیڑیے نے کہا اس سے زیادہ عجیب یہ ہے کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دوزخ کیطرف بلاتے ہو اور وہ تمہیں بہشت کیطرف بلاتے ہیں کسی باغ میں تشریف لیگئے د وہاں ایک اونٹ تھا آپکو دیکھ کر رونے لگا فرمایا یہ اونٹ کس کا ہے ایک انصاری جوان نے کہا میرا ہے فرمایا تو اس چارپائے کے معاملہ میں خدا سے نہیں ڈرتا اُس نے مجھ سے شکایت کی کہ تو اُسے بھوکا رکھتا ہے اور محنت بہت لیتا ہے ایک روز حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ لشکر سے جدا رہ گئے ناگاہ جنگل سے ایک شیر نکلا اور اُن پر جھپٹا اُنھوں نے کہا اے ابوالحارث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں اپنے لشکر سے جدا رہ گیا ہوں شیر حضرت کا نام سنکر سفینہ کے سامنے پلاؤ کتے کی طرح دم ہلانے لگا اور اُن کیساتھ ہو لیا یہاں تک کہ اُن کو لشکر میں پہنچا کر لوٹ گیا فائدہ ابوالحارث کنیت شیر کی ہے اور سفینہ کا نام مہران یا رومان اور اُنکی کنیت ابوالبحتری یا ابوعبدالرحمن ہے اور اُن کو سفینہ اسلئے کہتے ہیں کہ لشکر کے پیچھے چلتے اور گرا پڑا اسباب لشکر کا اُٹھا لاتے گویا خشکی کی کشتی تھے کہتے ہیں کہ سفینہ ام سلمہ کے غلام تھے اُنھوں نے اُن کو اس شرط سے آزاد کیا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے جدا نہ ہونا سفینہ نے کہا اگر آپ یہ شرط نہ کرتیں تو بھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے جدا نہوتا ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی باغ کو گئے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی ہمراہ تھے وہاں ایک بکری کھڑی تھی دیکھتے ہی آپ کو سجدہ میں گری بل اور ایک روز اونٹ نے سجدہ کیا صحابہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانور آپ کو سجدہ کرتے ہیں ہم تو انسان ہیں فرمایا اپنے رب کی پرستش اور اپنے بھائی کی تعظیم کرو اگر میں کسی کیلئے سجدہ کا حکم کرتا تو حکم دیتا کہ عورت اپنے شوہر کو سجدہ کرے حلیمہ کہتی ہیں حضرت میری گود میں بیٹھے تھے کئی بکریاں اُدھر سے نکلیں ایک بکری نے آپ کو سجدہ کیا اور سر مبارک پر بوسہ دیا کہتے ہیں ایک ہرنی صیاد نے پکڑی تھی آپ اُدھر سے تشریف لے گئے ہرنی نے کہا اگر آپ مجھے چھوڑا دیں تو میں بچوں کو دودھ پلا کر پھر آؤں گی آپ نے چھوڑا دیا وہ وعدہ کے بموجب آئی آپنے صیاد سے کہا یہ ہرنی بقیمت مجھے دے اُس نے کہا ویسے ہی حاضر ہے آپنے اُسکو آزاد کیا ہرنی جنگل میں کہتی پھرتی تھی اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عبدہ ورسولہ امام بخاری سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ خیبر میں میری پنڈلی پر ایسی چوٹ لگی کہ لوگوں نے جانا سلمہ مارا گیا میں حضرت کے پاس آیا آپنے اُس جگہ تین بار پھونک دیا جب سے ابتک درد نہیں ہوا عبداللہ بن عتک کہتے ہیں میری پنڈلی ٹوٹ گئی حضرت سے حال عرض کیا آپنے اپنا ہاتھ لگا دیا ایسا آرام ہو گیا گویا کبھی درد نہ تھا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو غار میں سانپ نے کاٹا آپنے لعاب دہن مبارک لگا دیا فوراً آرام ہو گیا اور زہر نے کچھ اثر نہ کیا ایک صحابی کے ہاتھ میں ایسا غدود تھا کہ تلوار نہیں پکڑی جاتی تھی آپنے اُس پر ہتھیلی رکھکر دبا دیا اور بات کو جکڑ دیا اُسی وقت جاتا رہا جنگ احد میں قتادہ بن نعمان کے مونہہ پر ایسا زخم لگا کہ اُن کی آنکھ رخسار پر آپڑی آپنے اُس کی جگہ پر رکھ کر اپنا لعاب دہن لگا دیا اچھی ہو گئی اولاد اُن کی ہمیشہ اس بات پر فخر کیا کرتی اُن کے بیٹے

جب عمر بن عبد العزیز کی ملاقات کو گئے یہ شعر پڑھے ؎ انا ابن الذی سالت علی الخد عینه ✤ فردت بکف المصطفیٰ ایما رد ✤ فعادت کما کانت باحسن وجها ✤ فیا حسن ماعین ویا حسن ما خد۔ میں اُسکا بیٹا ہوں کہ جس کی آنکھ رخسار پر بہہ آئی پھر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے روکی گئی سو ہو گئی جیسی تھی خوب اچھی طرح پس کیا اچھی آنکھ تھی اور کیا اچھا رخسارہ حارث بن اوس کی تلوار کا زخم اپنے ساتھ والوں کے ہاتھ سے کعب بن اشرف یہودی کا سر کاٹتے وقت لگ گیا کسی تدبیر سے خون نہ تھمتا تھا آپ نے دست مبارک لگا دیا فوراً آرام ہو گیا ابو رافع کا پاؤں ٹوٹ گیا آپ نے دست حق پرست سے چھو دیا اچھا ہو گیا ی ایک عورت اپنے بیٹے کو آپ کی خدمت میں لائی اور عرض کیا یا رسول اللہ اس کو ---- ہے صبح شام اُس کا اثر ہوتا ہے آپ نے اُس کے سینہ پر ہات پھیرا اور دعا کی ایک چیز سیاہ پلے کے مانند دوڑتی ہوئی اُس کے پیٹ سے نکل پڑی فا حنظلہ کے سر پر آپ نے ہاتھ رکھا اور برکت کی دعا کی اُس روز سے حنظلہ رضی اللہ عنہ جس کے موضع ورم پر دست مقدس رکھنے کی جگہ سے چھو دیتے فوراً اچھا ہو جاتا شیخ نمیری جذرق فی بل ص عثمان بن حنیف کہتے ہیں ایک اندھے نے حضرت سے اپنی نابینائی کی شکایت کی فرمایا وضو کر کے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ پھر کہہ اللھم انی اسئلك واتوجه الیك بنبیك نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بك الی ربی فتجلی لی عن بصری اللھم شفعه فی وشفعنی فی نفسی قسم خدا کی ہم بیٹھے رہے بلکہ بہت گفتگو نہ کرنے پائے کہ وہ ایسا بینا ہو گیا گویا کبھی اندھا نہ تھا روز خیبر حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی آنکھیں دکھتی تھیں آپ نے اپنا تھوک ڈالا فوراً اچھی ہو گئیں اور پھر کبھی نہ دکھیں اور معجزہ احیاء موتیٰ اور سوا اسکے اور معجزات خاصہ سابقہ اور اس کتاب کے دوسرے مواضع میں مذکور ہیں بعض محدثین اور اہل سیر نے خاص اس باب میں کتابیں تالیف کیں اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص کبریٰ میں ہزار معجزے جمع کئے بعض علماء کہتے ہیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کے سوا تین ہزار معجزے صادر ہوئے مگر تحقیق یہ ہے کہ تفحص اور استقرا انکا بہت دشوار ہے اس جگہ بعض منکر متعصب براہ مکابرہ دو اعتراض کرتے ہیں اعتراض اول احاد معجزات حد تواتر کو نہ پہنچے پس اثبات نبوت کی دلیل نہیں ہو سکتی جواب اُسکا یہ ہے کہ احاد حالات سخاوت حاتم و عدالت نوشیرواں بھی متواتر نہیں مگر مجموع وقائع انکے مورث علم ضروری ہیں فکذا ھذا علاوہ بریں بعض معجزات مانند قصہ ستون کے بطریق متواتر مروی ہیں علامہ تاج الدین سبکی شرح مختصر ابن حاجب میں لکھتے ہیں کہ حدیث ستون کی میرے نزدیک متواتر ہے کہ بخاری اور ترمذی اور ابن ماجہ اور احمد بن حنبل اور ابن منیع اور ابن خزیمہ اور طبرانی اور دارمی اور ابو محمد جوہری اور ابو العلی نے بر شرط مسلم اُسکو روایت کیا اور ترمذی اور ابن خزیمہ نے صحیح کہا قاضی عیاض کہتے ہیں یہ حدیث مشہور بلکہ متواتر ہے کہ ابی بن کعب اور جابر بن عبد اللہ اور انس بن مالک اور ابن عمر اور ابن عباس اور ابو سعید خدری اور سہل بن سعد اور بریدہ اسلمی اور ام سلمہ اور مطلب بن ابی وداعہ سے روایت کی گئی ہے اور بعض معجزات اور غرائب واقعات مانند واقعہ معراج اور تکثیر آب و طعام اور تصدیق شجر و حجر کے اگرچہ حد تواتر کو نہ پہنچے مگر بطرق متعددہ اسناد صحیحہ متصلہ کے ساتھ اُن لوگوں سے جن کی ثقاقت آفتاب نیمروز سے روشن تر ہے مروی ہیں چنانچہ واقعہ معراج کو بخاری مسلم ترمذی واقدی ابن حبان احمد حارث محاسنی بیہقی طبرانی بزار ابن ابی حاتم ابن سعد ابن اسحٰق بغوی قاضی عیاض

وغیرہم انس بن مسعود ابن عباس عبداللہ بن عمر بن خطاب عبداللہ بن عمرو بن عاص حذیفہ سواد بن اوس صہیب رومی مولیٰ علی عمر فاروق شداد بن اوس ثابت بنانی کعب بن مالک ابوامامہ ابوسفیان ابوذر ابوہریرہ ابوسعید خدری سمرہ بن جندب بریدہ اسلمی ابی بن کعب جابر بن عبداللہ ابوایوب عائشہ اسماء ام ہانی ام سلمہ مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں اور بخاری مسلم ترمذی دارمی طبرانی ابونعیم ابن ابی شیبہ بیہقی ابوالعلی قاضی عیاض نے جابر انس عبدالرحمٰن بن ابی بکر علی بن ابیطالب عمر بن خطاب ابوہریرہ ابوایوب رضی اللہ عنہم سے بقدر مشترک یہ مضمون نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑے کھانے سے بعض مرتبہ بیسیوں اور بعض دفعہ سیکڑوں اور کبھی ہزاروں آدمیوں کو سیر کرکے کھلا دیا اور وہ کھانا جسقدر تھا اتنا ہی باقی رہا اور بخاری مسلم نسائی دارمی ابونعیم طبرانی ابن شاہین ابن اسود نے جابر ابن مسعود انس ابن عباس ابوالعلی مسور بن مخرمہ براء بن عازب سلمہ بن اکوع عمران بن حصین ابورافع ابوقتادہ سے یہ مضمون بقدر مشترک نقل کیا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا ایک قدح یا ایک ڈولچی پانی یا ایک مشکیزہ اور کبھی ایک آبخورہ پانی سے سیکڑوں آدمی اور جانور اور کبھی ہزار آدمی سے زیادہ کو سیراب کر دیا اور وہ برتن اسی طرح بھرا رہا اور کبھی اندھے کنوئیں اور رستے چشمے سے سیکڑوں جانوروں اور آدمیوں کو پانی پلا دیا اور وہ کنواں اور چشمہ جاری رہا اور ترمذی حاکم دارمی احمد ابونعیم بزار بغوی بیہقی بخاری ابن عساکر ابن سعد ابن جریر قاضی عیاض طبرانی خرائطی نے ابوہریرہ ابوسعید ابن عمر انس جابر علی مرتضیٰ عمر فاروق ابن مسعود حسن بن علی حسن بن مطعم غیلان بن سلمہ یعلی بن مرہ مازن طائی عباس بن مرداس عائشہ بریدہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم سے بقدر مشترک یہ مضمون روایت کیا کہ بعض درختوں نے اپنی جگہ سے چلکر اور بعض پتھروں نے علی رؤس الاشہاد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی گواہی دی اور آپ کی تصدیق کی بعض احاد ان واقعات کے اس خاصہ میں مذکور ہیں اور باقی کتب احادیث وسیر میں مسطور ہیں اور یہ معجزات وخوارق جن لوگوں سے نقل کئے گئے وہ کہتے ہیں ہمارے سامنے واقع ہوئے یا ہم نے بھی وہ کھانا کھایا اور اس ڈولچی یا کنوئیں یا چشمہ کا پانی پیا منصف باشعور ایسی معتبر اور مستند خبروں میں تردد کیونکر کریگا اور متعصب نادان متواتر کو کب ماننے کا جن جاہلان عرب اور متعصبان اہل کتاب کے سامنے یہ معجزات واقع ہوئے انھوں نے اپنی جان اور عزت دینا اور جورو اور بچوں کو قید کرانا اور مال لٹوانا قبول کیا مگر تعصب اور بے انصافی کو نہ چھوڑا جو لوگ روز ازل اشقیا میں ٹھہرے وہ قرآن کو کہ متواتر اور اسوقت موجود ہے باوجود اس کے کہ اسکے معارضہ سے مجبور ہیں نہیں مانتے اگر اور معجزات کا تواتر ثابت ہوگا کب مانیں گے **اعتراض دوم** ہر پیغمبر کے معجزے اسکی کتاب سے ثابت ہوتے ہیں پس معجزات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اثبات قرآن سے چاہئے نہ دوسرے طریق سے **جواب** یہ اعتراض کئی وجہ سے مردود ہے۔

پہلی وجہ نبی کیلئے صاحب کتاب ہونا ضروری نہیں بنی اسرائیل میں بہت ایسے پیغمبر گزرے جن پر کوئی کتاب نازل نہوئی اور انکے معجزات اہل کتاب کے نزدیک ثابت ہیں **دوسری وجہ** معجزہ مستلزم نبوت ہے نہ نبوت مستلزم معجزہ دیکھو مسیحائیوں کے نزدیک یحییٰ علیہ السلام سے جو بقول انکے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصطباغ دینے والے ہیں کوئی معجزہ صادر نہوا عجب تماشا ہے کہ حضرت یحییٰ کی نبوت بے معجزہ کے تسلیم کیجاوے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری معجزہ کیساتھ مشروط اور ثبوت معجزہ کا صاحب قرآن سے ضرور ہو **تیسری وجہ** یہ کلیہ محض باطل ہے یہ کیا ضرور ہے کہ جو معجزہ نبی کا اُن کی کتاب میں مذکور نہوا گرچہ سند صحیح متصل کیساتھ بطریق متعددہ مشہورہ یا متواترہ ثابت ہو تسلیم نہ کیا جاوے غایت مافی الباب یہ ہے کہ بعض معجزات

بعض انبیاکے آنکی کتابوں سے ثابت ہیں سو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب خود ایسا معجزہ ہے کہ کسی نبی کا کوئی معجزہ آنکو نہیں پہنچتا کہ اُس جنابنے باینہمہ کہ بچپن میں بے مادر و پدر ہوگئے اور باتفاق کافہ انام روز ولادت سے دعوت نبوت تک جاہلوں اور ناد انوں میں رہے نہ کبھی ہاتھ میں کتاب لی نہ قلم پکڑی نہ کسی دانا اور حکیم کی صحبت پائی یکایک ایسی کتاب عجیب مشتمل بر اسالیب بدیع و تالیف غریب اخبار ماضیہ احوال کائنہ و قصص انبیا و حکایات امم سابقہ و حقائق و معارف یقینیہ و دلائل و براہین عقلیہ و احکام و شرائع و خیرات و مبرات مواعظ و نصائح و مصالح و ترغیب ذکر الٰہی و رجوع الی اللہ و نصیحت تہذیب اخلاق و ستائش فضائل و نکوہش رذائل و سیاست مدنیہ و مسائل تدبیر منزل و ذکر بے ثباتی ارکان عالم و طریق تحصیل عیش دائم و احوال معاد و اہوال محشر و ذم دار فانی و مدح عالم باقی و بیان اسمار حسنٰی و صفات واجب تعالیٰ تحقیق حقائق سفلیہ و علویہ و تفصیل مقاصد دینیہ و دنیویہ کو متضمن و مشتمل باین فصاحت و بلاغت و قلب مبانی و نزاکت معانی بارگاہ الٰہی سے حاصل کر کے اعلان فرمایا اور اذن عام دیا کہ اگر تمہیں اس کلام کے وحی آسمانی ہونے میں شک ہے تو سب جن اور آدمی متفق ہو کر ایک سورت مانند اسکے کہہ لاویں اور تمام فصحاء عرب باوجود دعویٰ فصاحت و بلاغت بلکہ سب جن و انسان اُس زمانہ سے آج تک اُس کے معارضہ سے عاجز ہوئے اور ایک چھوٹی سی سورت انا اعطینا کے برابر بھی نہ کہہ سکے اور یہود کہ احوال انبیاسے ماہر اور وقائع ماضیہ سے واقف تھے باآن عداوت آسکے کسی قصہ کو غلط نہ کہہ سکے اور باوجود اسکے کہ صاحب قرآن نے کمال طعن و تشنیع اُن پر کی اور اُن کے مکر و فریب پر جابجا تنبیہ فرمائی اُسکی تکذیب نہ کر سکے سیکڑوں مخالف اُس کلام پاک کو سنکر مسلمان ہوگئے اور جس نے تعصب اور حسد سے انکار کیا دل میں سمجھ گیا کہ بے شک یہ خدا کا کلام ہے بشر کی کیا تاب جو ایسی کتاب کہہ سکے صحیح روایت میں جبیر ابن مطعم رضی اللہ عنہ سے وارد ہے کہ میں نے حضرت کو نماز مغرب میں سورہ طور پڑھتے سنا جب اس آیت پر پہنچے ام خلقوا من غیر شیء ام ھم الخالقون میرا دل اڑنے لگا اور نور ایمان نے اُسی دن سے میرے دل میں گھر کیا ایک دن قریش نے عتبہ بن ربیعہ کو کہ فصاحت و بلاغت میں ضرب المثل اور یکتائے روزگار تھا آپ کے پاس بھیجا تا قرآن سنے اور اُس کی حقیقت دریافت کرے کہ سحر ہے یا کہانت یا شعر عتبہ نے آپ سے عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم بہتر ہو یا ہاشم تم بہتر ہو یا عبدالمطلب تم بہتر ہو یا عبداللہ ہمارے خداؤں کو کیوں بُرا کہتے ہو اور ہمارے بزرگوں کو کس لئے گمراہ بتاتے ہو اگر سرداری چاہئے ہم تمہیں اپنا سردار بنائیں اور جب تک تم زندہ رہو تمام قریش تمہاری اطاعت کریں اور جو تمہارے دماغ میں خلل ہو گیا ہے تو طبیبوں سے علاج کرادیں اور جو عورتوں کی خواہش تم کو اس کام پر باعث ہے تو جس قبیلہ سے تمہارا جی چاہے دس عورتیں تمہارے نکاح میں دیں اور جو مال مطلوب ہے تو اس قدر مال جمع کر دیں کہ تم اور تمہاری اولاد ہمیشہ کھایا کریں آپ چپ بیٹھے رہے جب اُسکا کلام ختم ہوا فرمایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تنزیل من الرحمٰن الرحیم کتاب فصلت اٰیاتہ جب اس آیت پر پہنچے فان اعرضوا فقل انذرتکم صاعقۃ مثل صاعقۃ عاد و ثمود عتبہ خوف سے کانپنے لگا اور اپنا ہاتھ آپکے مونھہ پر رکھکر کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں رحم کی قسم موقوف کرو مجھ میں سننے کی طاقت نہیں اور کئی دن گھر سے باہر نہ نکلا ابو جہل نے کہا اے معشر قریش عتبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روٹیوں پر مائل ہوا اور عتبہ کے پاس جا کر کہا اگر تجھے مال کی حاجت ہے تو اسقدر مال جمع کر دوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کی روٹیوں کی احتیاج نہ رہے عتبہ نے کہا قریش میں مجھ سے زیادہ کوئی مالدار نہیں لیکن میں نے کلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سُنا نہ وہ شعر ہے نہ کہانت نہ جادو جسوقت اُنھوں نے یہ آیت پڑھی انذرتکم صاعقة مثل صاعقة عاد وثمود مجھ کو خوف ہوا کہ کہیں آسمان سے عذاب آجاوے میری رائے یہ ہے کہ تم اُن سے تعرض نہ کرو اگر عرب اُن پر غالب آئے تمہارا مطلب حاصل ہوا اور جو وہ غالب ہوئے تو اُن کی سلطنت تمہاری سلطنت اور اُن کی عزت تمہاری عزت ہے قوم نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ پر جادو کیا جب انکا اصرار حد سے گزرا آپ بھی کہنے لگا واللہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کوئی جادوگر نہ دیکھا اور ظاہر ہے کہ یہ تاثیر ہے اسکے کہ صدق اور خوبی اُس کلام کی سامع کے دل میں جم جاوے ممکن نہیں اور ہر ذی عقل جانتا ہے کہ خطا و نسیان بشر کو لازم ہے کوئی شخص کسی علم میں کیسی ہی مہارت رکھتا ہو اور اتنی بڑی کتاب اُسی علم میں لکھے اور برملا دعویٰ کرے کہ سارا عالم جمع ہوکر ایک صفحہ میری کتاب کے مانند کہہ لائے ممکن نہیں کہ ہزاروں لاکھوں آدمی فقرۃً فقرۃً کوشش کریں مگر اُس میں ایک غلطی بھی نہ نکال سکیں اور دانایان عالم بر تقدیر اجماع و اتفاق ایک صفحہ بھی اُسکی کتاب کا سا نہ کہہ سکیں اور وہ جو ایسا ہی ہے کہ برملا کہتا ہے: لئن اجتمعت الجن والانس علی ان یاتوا بمثل هذا القرآن لا یاتون بمثله ولو کان بعضهم لبعض ظهیرا اگر جن و انس اس باب پر جمع ہو جاویں کہ ایسا قرآن لاویں نہ لاسکیں گے مانند اُسکے اور اگرچہ بعض اُنکا بعض کا مددگار ہو جائے اور باوجود اس دعویٰ کے کوئی اُس سے مقابلہ نہیں کر سکتا اور تمام عالم بر تقدیر اجماع و اتفاق کے اُسکے معارضہ کی قدرت نہیں رکھتا تو یہی دلیل اُسکی نبوت کیلئے کافی ہے اور اسی کو معجزہ کہتے ہیں کہ معجزہ وہ خارق عادت ہے جو مدعی نبوت منکروں کے مقابلہ میں پیش کرے اور وہ اُسکے معارضہ سے عاجز ہو جاویں بالجملہ قرآن ایک عمدہ معجزہ ہے کہ باوجود اُسکے اثبات نبوت کیلئے دوسرے معجزہ کی اصلا حاجت نہیں بلکہ چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ معجزات کو متضمن ہے کہ منکرین نبوت ہر آیت کے معارضہ سے عاجز ہیں بعض علما کہتے ہیں قرآن میں ساٹھ ہزار اور بقول بعض کے چونسٹھ ہزار معجزے ہیں جسکو خدائے کریم عقل سلیم عطا فرماتا ہے اُن کو ادراک کرتا ہے ومن لم یجعل الله له نورا فما له من نور باقی رہی یہ بات کہ قرآن میں بعض معجزات اور خوارق عادات حضرت سید کائنات علیہ السلام والصلوۃ کے اجمالاً و تفصیلاً دونوں طرح سے مذکور ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شهدوا ان الرسول حق و جاءهم البینات گواہی دی اُنھوں نے کہ پیغمبر سچا ہے اور آیا اُن کے پاس معجزے اور ارشاد ہوتا ہے فلما جاءهم بالبینات قالوا هذا سحر مبین پھر جب آیا اُن کے پاس معجزے کہا اُنھوں نے کھلا جادو ہے اور سورہ قمر میں فرماتا ہے اقتربت الساعة وانشق القمر وان یروا آیة یعرضوا ویقولوا سحر مستمر قریب آئی قیامت اور شق ہوا چاند اور جب دیکھتے ہیں کوئی نشانی مونھہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں مستمر جادو ہے اور سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد ہوتا ہے سبحان الذی اسری بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حوله لنریه من آیاتنا انه هو السمیع البصیر یعنی پاک ہے جو رات میں لیگیا اپنے بندے کو بڑائی والی مسجد سے پرلی مسجد کو جسکے گرد و نواح کو ہم نے برکت دی تا دکھائیں ہم اُسے نشانیاں اپنی قدرت کی بیشک وہ سننے والا ہے دیکھنے والا اور فرماتا ہے وما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی یہ اُس معجزہ کا بیان ہے کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹھی بھر سنگریزہ عین حالت محاربہ میں کافروں پر پھینکے کہ سب کی آنکھوں میں پہنچے اور پہنچتے ہی اُن کے مونھہ پھر گئے۔

تذییل بعض نادان قرآن پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اُس میں کوئی خبر آئندہ کی جسے پیشین گوئی کہتے ہیں نہیں ہے حالانکہ یہ اعتراض

محض لاطائل اور سراسر باطل ہے کتاب آسمانی میں عقلاً و نقلاً پیشین گوئی کا ہونا ضرور نہیں مگر قرآن مجید میں بہت چیزیں آئندہ کی موجود ہیں اُن میں سے علامات قیامت کو کہ ابھی واقع نہیں ہوئیں مانند خروج یاجوج وماجوج وظہور دابۃ الارض کے مخالفین تسلیم نہ کرینگے لہذا بقدر اقتضائے مقام چند خبریں اس قسم کی جو واقع ہولیں اور کسی ذی شعور نا انصاف کو اُن میں مجال دم زدن نہیں لکھی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ دیکھو یہ پیشین گوئی یعنی فتح ہونا مکہ کا اور بے خوف و خطر داخل ہونا مسلمانوں کا اُس میں آفتاب نیمروز سے ظاہر تر ہے بلکہ آج تک مکہ مسلمانوں کے قبضہ میں ہے اور دوسری جگہ فرمایا اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا سو مکہ کی فتح ہوتی ہے قبائل عرب جوق جوق اور فوج فوج دین اسلام میں داخل ہوئے سبحان اللہ وبحمدہ اور فرمایا اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا مبین کے لفظ میں کیسی کھلی پیشین گوئی ہے کوئی ماہر فن تاریخ اُسکا انکار نہیں کرسکتا کہ مکہ کی فتح ہوتے ہی تمام عرب مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا اور فرماتا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ یہ آیت اُسوقت نازل ہوئی جب مسلمان صرف مدینہ کی حکومت پر بھی مستقل نہ تھے آخر اس وعدہ کے سبب سے اکناف عالم اور ربع مسکون میں پھیل گئے اور بڑے بڑے ملک اُنکے قبضہ میں آئے اور اب بھی جسقدر زمین مسلمانوں کے قبضہ میں ہے دوسرے کے تحت حکومت نہیں اور ارشاد ہوتا ہے سیھزم الجمع ویولون الدبر اس وعدہ کے مطابق بدر اور خندق اور حنین کی لڑائی میں کفار باوجود کثرت اور غلبہ کے مغلوب ہوکر بھاگ گئے اور مسلمان فتحیاب ہوئے اور فرماتا ہے وان خفتم عیلۃ فسوف یغنیکم اللہ من فضلہ جسوقت یہ آیت اتری مسلمان نہایت محتاج اور نادار اور مفلس اور لاچار تھے کسی کی عقل ہرگز تجویز نہ کرتی کہ یہ قوم تھوڑے عرصہ میں ایسی متمول اور آسودہ ہوجائے گی مگر خدا نے اپنے وعدہ کے موافق چند عرصہ میں اُن کو وہ ثروت اور دولت عنایت فرمائی کہ بادشاہوں کی اولاد نے اُن کی نوکری اور خدمت کی اور تمام عالم کے ملوک وسلاطین اُن کے فرمانبردار ہوگئے اور فرماتا ہے یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ظاہر ہے کہ ابتداء سے جس طرح اس دین کے مخالف اُسکی خرابی اور مٹا دینے کے درپے رہے کسی دین کے مخالف اُسکے تخریب کے پیچھے نہ پڑے ہونگے تھوڑے سے مفلسان ناآزمودہ کار پر تمام جہان کا ہجوم تھا مگر عنایت الٰہی سے کسی کا قابو اُن پر نہ چلا یہاں تک کہ نور الٰہی تمام ہوا اور روشنی اُسکی تمام عالم میں پھیل گئی اور ارشاد ہوا الٓمّٓ غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین سو اسی عرصہ میں اہل روم فارسیوں پر غالب ہوئے پر ظاہر ہے کہ کوئی عقلمند مدعی نبوت بے وحی آسمانی ایسی خبر جس کی غلطی تھوڑے عرصہ میں ظاہر ہوجاوے اور کارخانہ نبوت درہم برہم کرے نہیں کہہ سکتا اگر اس خبر کا ظہور نہ ہوا ہوتا مشرکین اور یہود بیشک طعن کرتے اور مورخین اپنی کتابوں میں لکھتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے غلبہ اہل روم کی بمیعاد بضع سنین خبر دی تھی سو غلط ہوئی اور اس خبر کیساتھ یہ بھی فرمادیا یومئذ یفرح المومنون بنصر اللہ چنانچہ جس دن رومی فارسیوں پر غالب ہوئے اسی دن مسلمانوں نے چاہ بدر پر کفار کو شکست دی اور بمدد الٰہی فتح نمایاں اُن کو نصیب ہوئی اور یہود کے حق میں ارشاد ہوتا ہے ضربت علیھم الذلۃ این ما ثقفوا الا بحبل من اللہ وحبل من الناس وباؤا بغضب من اللہ وضربت علیھم المسکنۃ دیکھو باوجود اسکے کہ زمانہ گزشتہ میں یہود کو ہمیشہ سلطنت وثروت

حاصل رہی اب اُنکی حکومت کہیں نہیں پائی جاتی ہر جگہ ذلیل و مقہور ہیں ظاہر میں کیسی ثروت ہو مگر بسبب حرص اور بخل کے دل اُنکے اور قوم کے محتاجوں سے بدتر حال پر ہیں اور اُن سے فرمایا فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ سو باوجود اس کے کہ وہ سب منکروں سے تکذیب قرآن و عداوت صاحب قرآن میں زیادہ مبالغہ رکھتے تھے موت کی تمنا نہ کر سکے اور ارشاد ہوا لئن اجتمعت الجن والانس علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا سو دیکھ لو سب جن و انس جمع ہو کر قرآن جیسی کتاب آجتک نہ کہہ سکے ھذا ولو ان مافی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ ان اللہ عزیز حکیم ط ------ یہ امر بھی آپکے خصائص سے ہے کہ چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ معجزے آپکے کہ عبارت آیات قرآن سے ہے آپکے بعد باقی رہے اور ہمیشہ باقی رہیں گے بخلاف اور انبیاء کے معجزات کے کہ انھیں کے زمانہ میں معدوم ہو گئے ------ معراج کہ مکہ سے لامکان کو تشریف لیگئے اور چند ساعت میں اُس جگہ کہ ارواح و ملائکہ کو رسائی نہیں پہنچے جناب باری کو بچشم سر دیکھا اور کلام الٰہی بیواسطہ اپنے کان سے سنا نظم بدیدانچہ از حد دیدن بروں بود ✣ مپرس از ماز کیفیت کہ چوں بود ✣ نہ چندیں گنجد اندازہ چونی ✣ فرو بند از کمی لب وز فزونی ✣ شنید آنکہ کلامے نے باواز ✣ معانی در معانی راز در راز ✣ نہ آگاہی از و کام و زبان را ✣ نہ ہمراہی بدو نطق و بیاں را ✣ زدر کش گوش جاں را باد درشت ✣ ز حرفش دست دل را کوتہ انگشت ✣ لباس فہم بیبالائے او تنگ ✣ سمند عقل در صحرائے او لنگ ✣ ز گفتن بر تراست آں وز شنیدن ✣ زباں زیں گفتگو باید بریدن - قال اللہ عزوجل سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ط یعنی ہر عیب و نقصان سے پاک ہے جو رات میں لیگیا اپنے بندہ کو بڑائی والی مسجد سے طرف مسجد اقصیٰ کے جسکے گرد و نواح کو ہم نے برکت دی تا دکھائیں ہم اُسکو نشانیاں اپنی قدرت کی بیشک وہ سننے والا ہے دیکھنے والا **قولہ عزوجل سُبحان الذی** اور لفظ موصول اس واقعہ کی کمال عظمت پر دلالت کرتا ہے کہ رب تبارک و تعالیٰ نے اُسکو مقام مدحت میں ذکر کیا اور اپنی پاکی اور قدوسیت کی دلیل قرار دیا یعنی وہ ایسا قادر اور لوث عجز سے پاک ہے کہ چند ساعت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں سے کہاں لے گیا کہ عقول بشری اور نفوس قدسی اُسکی کیفیت ادراک نہیں کر سکتے اور یہاں سے ظاہر ہوا کہ ادراک ذات کا متعسر ہے کہ جبکہ ایک فعل اذہان متوسطہ بلکہ عالیہ کے ادراک سے ورا ہے اُس کی ذات پاک سوا سید لولاک کے کون ادراک کر سکتا ہے **قولہ تعالیٰ** اسریٰ مکہ سے بیت المقدس تک لیجانا موسوم باسریٰ ہے اور سیر سمٰوات تا اقصیٰ الغایات مسمی بمعراج بعضے کہتے ہیں معراج سے وہ سیڑھی مراد ہے جس پر ہو کر آپ تشریف لے گئے کہ معراج اسم آلہ ہے مشتق عروج سے فی القاموس المعراج والمعرج والمعراج السلم وفی الفراح معراج بالکسر نردبان و منہ لیلۃ المعراج **قولہ عز اسمہ بعبدہ** اضافت عبد کی ضمیر کیطرف واسطے بیان عظمت مضاف کے ہے جسطرح کہتے ہیں مصاحب بادشاہ کا آتا ہے جو بڑائی اُسکی اس کلمہ سے سمجھی جاتی ہے نام لینے میں نہیں اور تمام صفات سے عبدیت کو بسبب اُسکے فضیلت یا بیان علت کے اختیار فرمایا کہ نہ کوئی صفت بندگی کے برابر ہے اور نہ رفعت اور بلندی بے اُسکے حاصل ہو سکے سعادت انسان کی بندگی اور سر افگندگی میں ہے من تواضع للہ رفعہ اللہ گویا اس مضمون کی طرف اشارہ ہوا کہ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بندگی کے عوض یہ مرتبہ عنایت فرمایا کہ چند ساعت میں مسجد

حرام سے مسجد اقصیٰ کو لیگئے اور اپنی قدرت و حکمت کے اسرار اُن پر ظاہر فرمائے **قولہ تعالیٰ** لَیلاً رات مواصلت محب و محبوب کیلئے مناسب ہے تا اغیار اسرار محبت سے خبردار نہوں اگر یہ واقعہ دن میں گزرتا ہر مخالف اور موافق تصدیق کرتا اور فائدہ ابتلا و آزمائش کا تحقق نہوتا **قولہ** من المسجد الحرام اُسکو مسجد حرام اسلئے کہتے ہیں کہ عظمت اور بڑائی اُسکی سب مسجدوں سے زیادہ ہے یہاں تک کہ جو شخص اُس میں دو رکعت پڑھتا ہے دو لاکھ رکعت کا ثواب پاتا ہے یا اسوجہ سے کہ اُس میں اور اُسکے آس پاس شکار کھیلنا اور قتال کرنا حرام ہے **قولہ جل شانہ** الی المسجد الاقصیٰ وجہ تسمیہ کی ظاہر ہے کہ وہ مسجد حرام سے بہت فاصلہ پر ہے اور الیٰ اس آیت میں انتہا و غایت کیلئے نہیں کہ تشریف لیجانا آپکا سدرۃ المنتہی سے آگے بحدیث مشہور ثابت ہے اور منکر اُسکا مبتدع بلکہ فاسق ہے جیسے منکر اسریٰ کا کافر ہے مگر اقتصار بیان اسریٰ پر ایک فائدہ جلیلہ کیلئے ہے کہ جو لوگ قدرت پروردگار اور مرتبہ سید ابرار سے کما حقہ واقف نہ تھے سیر سموات اور معائنہ ملکوت کو کسی طرح تسلیم نہ کرتے اور اس واقعہ عجیب کو کہ سلف سے ابتک اُسکا مثل سننے میں نہیں آیا خلاف عقل سمجھکر دام حیرت میں گرفتار ہوتے اسلئے تھوڑا حال کہ اس قدر بیقیاس نہ تھا بیان کر دیا تا علامات بیت المقدس آپ سے دریافت کرکے اُسکی تصدیق کریں پھر اُس پر قیاس کرکے اس سیر کی سب کیفیت پر کہ آپسے سنیں یقین لائیں **قولہ تعالیٰ** الذی بارکنا حولہ یعنی برکت دی ہم نے اُس مسجد کے نواح کو نہروں اور درختوں سے کہ ہر قسم کی چیز اُس میں بکثرت ہوتی ہے یا پیغمبروں کی سکونت اور ملائکہ کی آمد و رفت سے کہ اکثر پیغمبر وہاں پیدا ہوئے اور اُس ملک میں رہے اور وحی اُس زمین میں اکثر نازل ہوئی اور فرشتوں کی آمد و رفت قرنوں رہی اور شیخ الانبیا خلیل خدا کی ہجرت گاہ ہے اور لفظ موصول اور اسی طرح لفظ حولہ مسجد اقصیٰ کے کمال عظمت پر دلالت کرتا ہے کہ اُس مکان متبرک کا یہ مرتبہ ہے کہ اُسکی وجہ سے گرد و نواح کو بھی بزرگی حاصل ہوئی اور برکت دی گئی **قولہ عزوجل** لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا یعنی یہ لیجانا اس قسم سے نہیں جسطرح دوست کو دوست گلگشت یا سیر بازار کے لئے لے جائے کہ سوا تفریح طبع کے کوئی فائدہ اُس سے متصور نہیں ہوتا بلکہ اس سیر سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک فائدہ عظیم حاصل ہوا کہ عجائب ملک و ملکوت و غرائب جبروت و لاہوت آپکی نظر سے گزرے **تنبیہ** اس تقریر میں یہ شبہہ کہ لام آیت میں واسطے تعلیل کے ہے اور افعال الٰہیہ کسی شے سے معلل نہیں ہوتے اصلا وارد نہیں ہو سکتا ---------

----

قولہ تعالیٰ انہ ھو السمیع البصیر بیشک وہ بندہ سننے والا دیکھنے والا ہے یعنی لوگ اس سیر کو اپنی سیر پر قیاس نکریں کہ جب کسی راہ کو بعجلت قطع کرتے ہیں اُسکے حالات خصوصاً اُن عجائب و غرائب سے جو راہ سے علیحدہ واقع ہیں واقف نہیں ہوتے اور دوسرے کی بات اچھی طرح نہیں سنتے اور نہیں سمجھتے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجودیکہ چند ساعت میں اس راہ کو قطع کیا مگر تمام حالات اُس راہ کے اور عجائب و غرائب آسمانوں کے اچھی طرح ادراک کرلئے جو سنا سمجھ لیا اور جو دیکھا اُسکی ماہیت کو خوب دریافت کرلیا بلکہ یہ سننا اور دیکھنا کیا ہے انھوں نے تو خدا کا کلام بے واسطہ سنا اور اُس کا دیدار بچشم سر دیکھا اور ضمیر فصل اسم ان کے بعد قصر کیلئے ہے کہ حق سننے اور دیکھنے کا یا سننا کلام پروردگار اور دیکھنا اُسکے دیدار کا یا اجتماع ان دونوں کا آپ کیلئے مخصوص ہے موسیٰ علیہ السلام نے جب عرض کیا الٰہی مجھے اپنا دیدار دکھا حکم ہوا لن ترانی تو مجھکو نہ دیکھ سکے گا پہاڑ پر تجلی کی جل گیا اور موسیٰ بیہوش ہوکر گر پڑے وخر موسیٰ صعقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ جمال بے کیف بے پردہ و حجاب دیکھا مگر کسی بات میں تغیر واقع

نہواسے موسیٰ زہوش رفت بیک پرتو صفات + تو عین ذات می نگری در تبسمی - اور ہر چند ایک صفت اس مجموع سے یعنی کلام الٰہی کا سننا حضرت موسیٰ کو بھی میسر ہوا مگر مکالمت بحالت دیدار سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے ہے سہ موسیٰ بطور گرچہ سخن گفت با خدا + بالائے عرش پایۂ طور محمد ست (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اکثر مفسرین کے نزدیک ضمیر انہ کی جناب باری کی طرف راجع ہے یعنی وہ انکے الحاج وزاری کو سننے والا اور انکے خشوع وخضوع کو دیکھنے والا ہے کہ باآں علو مرتبت کس تواضع کے ساتھ ہر روز ستر بار استغفار کرتے ہیں اور باوجود معصومیت کے خدا کے خوف سے کانپتے رہتے ہیں پس یہ تتمہ قبول کرنے اور انعام دینے سے کنایہ ہے گویا ارشاد ہوتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات ہم کو نہایت پسند آئی اس لئے ایسی رفعت وکرامت عنایت کی کہ کریم جب اپنے فرمانبردار بندہ کی خدمت دیکھتا ہے مرتبہ اُس کا زیادہ کرتا ہے اور ایراد لفظ غائب یعنی سبحان الذی اسریٰ بعبدہ پھر التفات بضمائر متکلم لنریہ من ایاتنا پھر بضمائر غائب اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ایک عمدہ لطیفہ کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ارباب طریقت کے نزدیک سالک کو تین مقام پیش آتے ہیں عروج وقوف رجوع لفظ غائب مناسب مقام اول اور ضمیر متکلم مناسب ثانی اور ضمیر غائب کہ تتمہ آیت میں ہے بمقابلہ ثالث واقع ہے گویا ارشاد ہوتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات میں یہ تینوں مقامات کہ برسوں کی ریاضت سے حاصل نہیں ہوتے طے کئے یا تعبیرات ثلثہ حضرت کے احوال ثلثہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اول شب اس عالم میں تھے چند ساعت میں آسمانوں اور سدرۃ المنتہیٰ سے تجاوز کرکے بارگاہ الٰہی میں پہنچے اور انواع کرامت سے مشرف ہوکر رات ہی میں لوٹ آئے کہتے ہیں جب تشریف لائے بستر مبارک گرم تھا اور زنجیر حجرۂ مقدسہ کی ہلتی تھی تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ بقول صحیح بارہویں سال نبوت کے شب بست وہفتم ماہ رجب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں تشریف رکھتے تھے کہ جبرئیل امین ایک طشت زریں ایمان وحکمت سے بھرا ہوا لائے اور سینہ مقدسہ چاک کرکے دل مبارک نکالا اور اُسکو ایمان وحکمت سے بھر کر اُسکی جگہ رکھ دیا کہتے ہی زخم بھر گیا اور کچھ درد والم محسوس نہوا نکتہ سینہ مقدس کے چاک کرنے میں یہ بھید تھا کہ آپکا حوصلہ بقدر اُن ترقیات وکمالات کے کہ اُس رات عنایت ہوئے فراخ اور کامل ہوجائے اور دل مبارک کو ایمان وحکمت سے بھرنے میں یہ حکمت تھی کہ انوار وتجلیات وعلوم ومعارف کی استعداد وقابلیت اور عجائب وغرائب ملک وملکوت کے دیکھنے سے حکیم مطلق کے کمال قدرت پر اطمینان کلی حاصل ہو پھر ایک چارپایہ گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا جسکو براق کہتے ہیں خدمت والا میں حاضر کیا گیا توجیہ براق بریق سے ماخوذ ہے اسلئے کہ اسکا رنگ بہت چمکتا تھا یا برق سے کہ بجلی کی طرح کوندتا تھا یا برقاء سے کہ بقول بعض علماء کے رنگ اُسکا ابلق تھا اور برقا ایک لکڑی ہے جس میں سیاہی اور سپیدی ہوتی ہے واقدی کہتے ہیں اُسکے دو پر تھے حافظ ابن حجر فرماتے ہیں اس بات کی کچھ اصل نہیں ہے ثعلبی بسند ضعیف ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ اُس کے رخسارہ آدمی کے اور بال گھوڑے کے اور پاؤں اونٹ کے اور دم گائے کی اور سینہ سرخ یاقوت کا تھا ابن سعد شرف المصطفیٰ میں لکھتے ہیں جب آپ اُس پر سوار ہوئے میکائیل نے لگام اور جبرئیل نے رکاب پکڑی نکتہ میکائیل خدمت ارزاق پر مامور ہیں اور رزق مونہہ کے راہ سے حاصل ہوتا ہے پس دہن براق کے قریب رہنا اُن کا نہایت مناسب ہوا اور جبرئیل رکاب تھامنے پر مقرر ہوئے کہ آپ سے نزدیک رہیں تا ہر چیز کی کیفیت اور حقیقت کہ اس راہ میں نظر آئے گزارش کریں حاکم نے بسند صحیح اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کی کہ جب آپ نے

سواری کا ارادہ کیا براق شوخی کرنے لگا جبرئیل نے کہا اے براق تجھے کیا ہو گیا خبردار ہو کہ تجھ پر کوئی شخص آنسے بہتر سوار نہوا اس بات کے سننے سے براق کو پسینہ آگیا بعض روایات ضعیفہ میں نظر سے گزرا کہ بیلے کا پھول آپکے اور گلاب کا جبرئیل اور چنبیلی کا براق کے عرق سے پیدا ہوا ابن عساکر اور ابن حجر اور قسطلانی اور فیروز آبادی اور نووی نے تصریح کی کہ اس باب میں کوئی حدیث صحیح یا حسن وارد نہوئی توجیہ براق کی شوخی بسبب چالاکی کے تھی کہ چالاک جانور اکثر تیز اور شوخ ہوتا ہے یا اسوجہ سے کہ آپسے پہلے کوئی اس پر سوار نہ ہوا تھا اور نیا جانور اکثر شوخی کرتا ہے یا اس وجہ سے کہ بہت دن سے اس پر سواری نہوئی تھی چنانچہ بعض روایت میں ہے کہ بعید العہد تھا پیغمبروں کی سواری سے اور جس جانور پر عرصہ تک سواری نہیں ہوتی شوخی کرنے لگتا ہے بعض کہتے ہیں جب حضرت جبرئیل نے اسکو تہدید کی اس نے کہا اے امین وحی الٰہی میں حضرت سے ایک عرض رکھتا ہوں ارشاد ہوا بیان کر عرض کیا قیامت کے روز ہزاروں براق باساز و براق آپکی سواری کیواسطے حاضر ہونگے مبادا آپ انکی طرف متوجہ ہوں اور میں محروم رہوں آرزو یہ ہے کہ اس دن بھی آپ مجھی کو اس دولت سے مشرف فرمادیں التماس اسکا قبول ہوا اور آپ سوار ہو کر مسجد اقصیٰ کیطرف روانہ ہوئے راہ میں ایک بڑھیا ملی آپکو آواز دی آپنے التفات نہ کیا پھر تین شخص نظر آئے انھوں نے کہا السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر السلام علیک یا حاشر حضرت نے سلام کا جواب دیا اور جبرئیل سے انکا حال پوچھا جبرئیل نے کہا یارسول اللہ وہ عورت دنیا تھی اگر آپ اسکی طرف متوجہ ہوتے آپکی امت دنیا کو اختیار کرتی اور وہ تین شخص جنھوں نے آپکو سلام کیا ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام تھے لطیفہ ان پیغمبروں کی خصوصیت ملاقات کیلئے اسوجہ سے ہے کہ ابراہیم علیہ السلام آپکے اجداد امجاد میں ہیں اس عالم میں سید عالم کو انکی اتباع کا حکم ہے قیامت کے روز وہ آپکی امت میں داخل ہونے کی تمنا کریں گے اور موسیٰ علیہ السلام کی شریعت آپکی شرع سے نہایت مناسبت رکھتی ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ آپکے زمانہ سے قریب تھا اور بقول اکثر کے آپکے اور انکے بیچ میں کوئی پیغمبر نہوا اور جب وہ آسمان سے اتریںگے حضرت کی پیروی کرینگے اور آپکی شریعت کو رواج دینگے اور انبیا علیہم السلام نے ان تین نام کے اختیار کرنے میں شاید اس مضمون کیطرف اشارہ کیا کہ اس عالم کی سب خوبیاں اور کمالات اول سے آخر تک تمہارے لئے ثابت ہیں اور حشر کے دن بھی سب کام آپکی مرضی کے مطابق ہونگے طبرانی اور بزار کی روایت میں ہے کہ آپنے کچھ لوگ دیکھے کہ کھیتی کرتے ہیں ایک دن میں کھیت انکے پک جاتے ہیں جسوقت کاٹتے ہیں اسی وقت پھر تیار ہو جاتے ہیں جبرئیل علیہ السلام نے گزارش کیا یہ جہاد کرنیوالے ہیں انکی نیکیاں سات سو تک مضاعف ہوتی ہیں اور جو کچھ خدا کی راہ میں صرف کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ فوراً عنایت کرتا وھو خیر الرازقین حکمت اس کیفیت کے دکھانے میں یہ فائدہ تھا کہ آپ پر اور آپ کی امت پر جہاد فرض ہونیوالا تھا اور آدمی جس کام کے انجام کی خوبی اپنی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے اس میں زیادہ کوشش کرتا ہے اور دیکھنا آپکا بعینہ امت کا دیکھنا ہے پھر ایک طرف سے سرد ہوا بہت پاکیزہ جس میں مشک کی خوشبو آتی تھی چلنے لگی اور ایک آواز خوش سنی گئی آپنے جبرئیل سے اس آواز کی حقیقت دریافت کی کہا یہ بہشت کی آواز ہے اس نے عرض کیا اے میرے رب مجھے عنایت فرما جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا اب بہت ہو گئی میری خوشبو اور استبرق اور حریر اور سندس اور پانی اور شہد اور دودھ اور شراب سو اب مجھے دے جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے ارشاد ہوا تیرے لئے ہے ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں اور جو شخص مجھ پر اور میرے پیغمبروں پر ایمان لاوے اور اچھے کام کرے اور شرک نہ کرے جو مجھ سے ڈرتا ہے وہ ایمان والا ہے اور جو مجھ سے سوال

کرتا ہے اُسکو دیتا ہوں اور جو مجھے قرض دیتا ہے اُسکو عوض دیتا ہوں اور جو مجھ پر بھروسہ کرتا ہے میں کفایت کرتا ہوں لا الٰہ الا انا لا اخلف المیعاد وقد افلح المومنون وتبارک اللہ احسن الخالقین پھر ایک بدبو محسوس ہوئی اور ایک آواز مکروہ سنی جبرئیل نے گزارش کیا یہ دوزخ کی آواز ہے اس نے عرض کیا اے میرے رب مجھے دے جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا اب بہت ہوگئیں میری زنجیریں اور طوق اور جلن اور گرمی اور ضریع اور غساق اور عذاب اور گھراؤ سواب مجھے دے جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے فرمایا تیرے لئے ہے ہر مشرک اور مشرکہ اور کافر اور کافرہ اور ہر سرکش کہ ایمان نہ لاوے دوزخ نے کہا میں راضی ہوئی نکتہ بہشت و دوزخ کی آواز سنانے اور آپ کو اُسکی کیفیت سے مطلع کرنے میں شاید یہ فائدہ تھا کہ لوگوں کا اشتیاق بہشت کیطرف زیادہ ہو اسلئے کہ جب آدمی کسی کو اپنا مشتاق سنتا ہے اُسکی محبت دل میں زیادہ ہوتی ہے اور رغبت اُسکی طرف بڑھ جاتی ہے اور دوزخ کا حال سنکر زیادہ خائف اور اُس سے بچنے کی تدبیر میں اچھی طرح مشغول ہوں کہ جب انسان دشمن کو اپنی ایذا اور اضرار کی فکر میں مصروف سمجھتا ہے بہت ڈرتا ہے اور اپنا سب وقت اُس سے بچنے کی تدبیر میں صرف کرتا ہے الغرض آپ وہاں سے روانہ ہو کر مسجد اقصیٰ میں پہنچے حضرت ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ اور داؤد و سلیمان علیہم السلام و علی نبینا الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات ہوئی سبنے خدا کی حمد و ثنا کی پہلے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا الحمد للہ الذی اتخذ نی خلیلا و اعطانی ملکا عظیما و جعلنی امۃ قانتا یوتم بی وانقذ نی من النار وجعلہا علیّ بردا و سلاما تمام تعریفیں اُس ذات مستجمع صفات کو لائق ہیں جس نے مجھے اپنا خلیل کیا اور ملک عظیم دیا اور کیا مجھے امت قانت کہ میرے ساتھ اقتدار کی جاتی ہے اور بچایا مجھ کو آگ سے اور کیا اُسکو مجھ پر ٹھنڈا اور سلامتی اور پھر موسیٰ علیہ السلام نے کہا الحمد للہ الذی کلمنی تکلیما و اصطفانی وانزل الیّ التورٰۃ وجعل ہلاک فرعون ونجاۃ بنی اسرائیل علی یدی وجعل من امتی قوما یھدون بالحق وبہ یعدلون یعنی سب تعریفیں خدا کیلئے ثابت ہیں جس نے مجھے اپنی ہم کلامی سے مشرف فرمایا اور برگزیدہ کیا اور مجھ پر توریت اتاری اور فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات میرے ہاتھ پر رکھی اور میری امت میں سے ایک گروہ کو حق کیطرف راہ دکھانے والا اور اُسکے ساتھ انصاف کرنے والا کیا پھر داود خلیفہ رب ودود نے کہا الحمد للہ الذی جعل لی ملکا عظیما و علمنی الزبور والان لی الحدید وسخر لی الجبال یسبحن معی والطیر و آتانی الحکمۃ وفصل الخطاب تمام تعریفیں اُس ذات پاک کیلئے ثابت ہیں جس نے مجھ کو بڑا ملک عنایت کیا اور زبور سکھائی اور لوہے کو میرے لئے نرم اور پہاڑوں کو میرا مطیع کیا کہ وہ اور پرند میرے ساتھ تسبیح کرتے اور مجھے حکمت دی اور فصل خطاب دیا پھر سلیمان علیہ السلام نے فرمایا الحمد للہ الذی سخر لی الریاح وسخر لی الشیاطین یعملون ما شئت من محاریب وتماثیل وعلمنی منطق الطیر و آتانی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی وجعل ملکی ملکا طیبا لیس فیہ حساب یعنی تمام تعریفیں اُس بادشاہ حقیقی کو سزاوار ہیں جس نے ہواؤں کو میرا فرمانبردار کیا اور شیطانوں کو میرا مطیع بناتے تھے میرے حکم سے محرابیں اور تصویریں اور سکھائی مجھے بولی پرند جانوروں کی اور دی مجھے ایسی بادشاہت کہ میرے بعد کسی کو سزاوار نہیں اور میرے ملک کو پاکیزہ کیا کہ اُس میں کچھ حساب نہ تھا۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام نے کہا الحمد للہ الذی جعلنی کلمۃ وجعلنی مثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون وعلمنی الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل وجعلنی اخلق من الطین کہیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ وجعلنی ابرء الاکمہ والابرص واحی الموتی باذن اللہ ورفعنی وطہرنی واعاذنی

وامی من الشیطان الرجیم فلم یکن للشیطان علینا سبیل یعنی حمد و ثنا کے لائق ذات اُس قادر کبریا کی ہے جس نے مجھے کلمہ کن سے پیدا کیا، مانند آدم کے کہ اُس سے کہا ہو جا پس ہو گیا اور مجھے کتاب و حکمت و توریت و انجیل سکھائی اور مجھ کو یہ قدرت دی کہ مٹی سے پرند بنا کر اُس میں پھونک مارتا وہ خدا کے حکم سے اُڑنے لگتا میں اُس کے حکم سے اندھے اور کوڑھی کو اچھا اور مردے کو زندہ کرتا اور مجھے بلند کیا یعنی آسمان پر بلا لیا اور مجھ کو اور میری ماں کو شیطان مردود کے شر سے پناہ دی کہ ہم پر اُس کا کچھ قابو نہ رہا سب کے بعد سرور دو جہاں سید عالمیان محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب نے اپنے رب کی حمد و ثنا کی اور اب میں اُسکی حمد و ثنا کرتا ہوں الحمد للہ الذی ارسلنی رحمۃ للعالمین وکافۃ للناس بشیراً ونذیراً وانزل علیّ الفرقان فیه تبیان بکل شیئ وجعل امتی امة وسطا وجعل امتی هم الاولون وهم الآخرون وشرح لی صدری ووضع عنی وزری ورفع لی ذکری وجعلنی فاتحا وخاتما تمام افراد حمد کی اس ذات جامع جمیع صفات کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھے بھیجا تمام جہان کیلئے رحمت اور سب لوگوں کو بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور مجھ پر فرقان اتارا جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور میری اُمت کو سب امتوں سے بہتر اور آن کو مرتبہ میں سب سے اوّل اور پیدائش میں سب سے آخر کیا اور کشادہ کیا میرے لئے میرا سینہ اور اتار لیا مجھ سے میرا بوجھ اور بلند کیا میرے لئے میرا مذکور اور کیا مجھ کو فاتح دیوان نبوت اور خاتمہ صحیفہ رسالت نکتہ جب بادشاہ کا کوئی بڑا مقرب اپنی دار الحکومت سے دار السلطنت کو جاتا ہے افسران فوج اور ارا کین ریاست اُس کا استقبال کرتے ہیں سو جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اُس رات حضرت احدیت کے پاس جاتے تھے حضرات انبیا کہ مقربان جناب الٰہی ہیں آپ کی پیشوائی کے لئے تشریف لائے اور زمین پر آنے کی یہ وجہ ہے کہ جس قدر مرتبہ اُس مقرب کا بادشاہ کے نزدیک زیادہ ہوتا ہے اُسی قدر مسافت سے استقبال کیا جاتا ہے باقی رہا یہ امر کہ انبیا علیہم السلام نے حمد الٰہی کے ضمن میں اپنے خصائل مخصوصہ کس واسطے بیان فرمائے وجہ اُس کی یہ ہے کہ آدمی جب کسی کو اپنے سے بہتر حال پر دیکھے چاہئے کہ خدا کے احسانات جو اُس پر ہیں یاد کرے اور شکر اُس کا بجا لائے کہ جس پروردگار نے اُس کو ایسا مرتبہ دیا ہے میرے لائق مجھ پر بھی احسان کیا ہے یا سنت الٰہی ہے کہ ہر امر اہم کو کیسا ہی ظاہر ہو حجت سے ثابت کرتا ہے اس واسطے دلائل اپنی وحدانیت اور الوہیت کے باں کہ آفتاب نیمروز سے روشن تر بیان فرمائے اور قیامت کے دن انبیا علیہم السلام سے باوجود اس کے کہ حاکم حقیقی عالم الغیب والشہادہ ہے تبلیغ رسالت کے گواہ طلب کئے جائیں گے سو یہاں بھی ایک امر اہم یعنی سید عالم کی تفضیل اور استحقاق امامت ثابت کرنا منظور تھا اس لئے فضائل مخصوصہ انبیاء سابقین کے اُن کی زبان سے اور خصائص شریفہ سید المرسلین کے آپکی زبان فیض ترجمان سے بیان کرائے تا حجت آپکی فضیلت کی ظاہر ہو اسی واسطے جو وقت جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فضائل و خصائص بیان کر چکے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور انبیا علیہم السلام سے کہا اس سبب سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سے افضل ہوئے جب فضیلت حضرت رسالت کی انبیاء پر ثابت ہو گئی حضرت جبرئیل نے آپ کو امام کیا اور سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی **بیت** درآں مسجد امام انبیا شد ✦ صف پیشیاں را پیشوا شد۔ پھر پیغمبروں سے رخصت ہو کر مسجد سے باہر تشریف لائے جبرئیل علیہ السلام نے دو پیالے کہ ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب حاضر کئے آپ نے دودھ پسند کیا جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے

حکمت اختیار کی اگر شراب پسند کرتے اُمت آپکی گمراہ ہوجاتی ---------

حکمت اور دودھ میں مناسبت یہ ہے کہ جس طرح انسان ابتدار عمر میں دودھ سے پرورش پاتا ہے پھر غذا اور میوہ جات کے تغذیہ سے کمال طبعی جسم کا حاصل کرتا ہے اسی طرح ابتدار امر میں علم وحکمت سے کام پڑتا ہے اور اُس کے واسطہ سے کمال روح کہ معرفت الٰہی سے عبارت ہے میسر ہوتا ہے اور جس طرح دودھ کھانے پینے دونوں کام میں آتا ہے اسی طرح علم وحکمت سے دین ودنیا کا فائدہ حاصل ہوتا ہے اس واسطے علم تعبیر میں مقرر ہے کہ جو شخص خواب میں دودھ پئے آسکو علم حاصل ہو

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا ---------

اور شراب مورث غفلت ہے اور غفلت منشا ذلالت اکثر دیکھا ہے کہ شرابی کا جدھر مُنہ اٹھتا ہے چلا جاتا ہے جب راہ ظاہر اُس کے نشہ میں نظر نہیں آتی راہ باطن کب نظر آئیگی اور جو ذلالت ہے محبت دنیا بطریق اطلاق اللازم وارادۃ الملزوم مراد لیں تو اُسکی مناسبت شراب سے نہایت ظاہر ہے کہ جس طرح شراب آدمی کو مدہوش کرتی ہے اسی طرح محبت دنیا انسان کو خدا سے غافل اور فکر آخرت سے معطل کردیتی ہے اور جس طرح اُسکی زیادتی سے دوران سر پیدا ہوتا ہے اسی طرح جو شخص دنیا میں زیادہ ملوث ہوتا ہے ہمیشہ سرگرداں رہتا ہے اور جس طرح شراب کی نسبت وارد ہے کہ شراب سب برائیوں کی کنجی ہے اسی طرح محبت دنیا کے لئے آیا ہے کہ وہ سر یعنی مبدأ ہر گناہ کا ہے **لطیفہ** اے عزیز شراب ہم شکل سراب ہے کہ جس طرح آدمی سراب کے پاس پہنچکر اپنی جہالت پر متنبہ ہوتا ہے اسی طرح جو وقت شراب پی کر بہکتا ہے لوگ اُس پر ہنستے ہیں جب ہوش میں آتا ہے اپنی حماقت پر نادم ہوتا ہے اور شین کے نقطوں سے سمجھا جاتا ہے کہ ندامت سراب کی آتی ہے اور ندامت شراب کی تینوں عالم میں باقی کہ شراب خوار دنیا میں بے اعتبار ہے اور برزخ میں ذلیل وخوار اور قیامت کے دن عذاب میں گرفتار **لطیفہ** سر شراب کا شر ہے اسلئے انجام اُس کا بدتر ہے شراب بُرا پانی ہے کہ شر اور آب سے مرکب بلکہ سراسر شر ہے **لطیفہ** عربی میں اُسکو خمر کہتے ہیں خا سے خبث اور میم سے مقت اور را سے رد مراد لے سکتے ہیں گویا اس ترکیب سے یہ مقصود ہے کہ شراب خوار خبیث اور دشمن خدا اور مردود ہے سچ ہے شراب ام الخبائث ہے جو اُسکو پیتا ہے مقہور اور مردود ہوجاتا ہے الغرض آپ وہاں سے روانہ ہوئے راہ میں حضرت موسیٰ کو دیکھا کہ اپنی قبر میں نماز پڑھتے تھے اور اس میں یہ نکتہ تھا کہ رغبت نماز کی آپ کے دل میں بڑھے اور خصوصیت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اسوجہ سے ہے کہ ہمارے حضرت بنی اسمٰعیل کے سردار اور حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کے سردار ہیں جب ایک سردار دوسرے کو بادشاہ کی کسی خدمت میں مصروف دیکھتا ہے شوق اُس خدمت کا اُسکے دل میں بھی زیادہ ہوجاتا ہے یا اسوجہ سے کہ تخفیف نماز کی درخواست حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے واقع ہوگی تو ترغیب نماز بھی انھیں کے واسطے سے مناسب تھی شرف المصطفٰے میں لکھا ہے کہ جب آپ سیر آسمان کی طرف متوجہ ہوئے ایک سیڑھی فردوس بریں سے لائے کہ اُسکے دہنے بائیں فرشتے تھے روضۃ الاحباب میں نقل کیا ہے کہ ایک بازو اُس کا یاقوت سرخ اور دوسرا زمرد سبز کا اور ڈنڈے اُس کے چاندی سونے کے تھے اور موتی اور یاقوت اُس میں جڑے تھے آپ اُس پر اور بموجب اکثر روایات صحیحہ کے براق پر چڑھ کر پہلے آسمان پر

پہنچے وہاں حضرت آدم علیہ السلام بیٹھے تھے جبرئیل علیہ السلام نے گزارش کیا ھذا ابوک آدم فسلم علیہ یہ آپ کے باپ آدم ہیں ان کو سلام کیجئے آپ نے سلام کیا آدم علیہ السلام نے جواب دیا اور کہا مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح مرحبا فرزند اور اچھے پیغمبر آپ فرماتے ہیں میں نے اُن کے دہنے بائیں کچھ تصویریں دیکھیں جب داہنی طرف دیکھتے ہنستے اور جب بائیں طرف دیکھتے روتے جبرئیل نے کہا داہنی طرف بہشتی آدمیوں کی تصویریں ہیں اُن کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں بائیں طرف دوزخی آدمیوں کی تصویریں ہیں اُن کو دیکھ کر روتے ہیں پھر وہاں سے دوسرے آسمان کی طرف تشریف لے گئے وہاں حضرت عیسیٰ اور یحییٰ سے کہ آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں ملاقات ہوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت عروہ بن مسعود ثقفی سے مشابہ تھی جبرئیل نے عرض کیا یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں آپ ان کو سلام کریں آپ نے سلام کیا اُنھوں نے جواب دیا اور مرحبا کہا تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا آپ فرماتے ہیں اذا ھو قد اعطی شطر الحسن اُنکو ایک حصہ حسن کا عنایت ہوا تو جیسہ بعض شارحین حدیث کہتے ہیں کہ حسن محمدی کا ایک شمہ تمام عالم کو عنایت ہوا اُس میں سے آدھا حضرت یوسف علیہ السلام کو ملا اور آدھا تمام جہان میں تقسیم ہوا۔

چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جبرئیل نے کہا ان کو سلام کیجئے آپنے سلام کیا اُنھوں نے جواب دیا اور کہا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح مرحبا اے اچھے بھائی اور اچھے پیغمبر تنبیہ حضرت ادریس نے جناب رسالت کو برادر صالح بلحاظ عظمت یا اخوت نبوت کہا ورنہ درحقیقت آپ اُن کے اولاد امجاد میں ہیں چنانچہ بعض نے لابن الصالح روایت کیا اس طرح پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام اور چھٹے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جب آگے چلے حضرت موسیٰ علیہ السلام روئے اور فرمایا یا غلام بعث بعدی یدخل الجنۃ من امتہ اکثر ممن یدخل من امتی یہ لڑکا بعد میرے مبعوث ہوا اسکی اُمت کے لوگ میری امت سے زیادہ بہشت میں جائیں گے اور ایک روایت میں آیا کہ بنی اسرائیل مجھے تمام عالم سے بزرگ سمجھتے تھے اگر یہ افضل ہوتا مضائقہ نہ تھا اسکی امت بھی تو سب امتوں سے افضل ہے تذئیل بعض روایات میں ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ساتویں آسمان میں وارد ہے شاید بعد عروج حضرت کے حضرت موسیٰ بھی ساتویں آسمان پر چلے گئے پھر آپ ساتویں آسمان پر تشریف لیگئے وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ بیت المعمور سے پیٹھ لگائے بیٹھے تھے اور بیت المعمور ایک مکان ہے ساتویں آسمان میں کہ ہر روز ستر ہزار فرشتے اُسکی زیارت کرتے ہیں اور جو ایک بار زیارت کر جاتے ہیں پھر قیامت تک نہیں آتے ہیں کہتے ہیں کہ بیت المعمور محاذی کعبہ واقع ہے اگر وہاں سے کوئی چیز پھینکیں کعبہ کی چھت پر گرے گویا وہ کعبہ آسمان ہے نکتہ شاید ابراہیم علیہ السلام اسی وجہ سے وہاں تشریف رکھتے تھے کہ اُنھوں نے زمین پر کعبہ بنایا خدا نے اُن کو کعبۂ آسمان عنایت فرمایا بیہقی روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ساتویں آسمان پر ایک چشمہ دیکھا جسے سلسبیل کہتے ہیں اُس سے دو نہریں جاری ہیں ایک کوثر دوسری نہر الرحمۃ ابو حاتم انس سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے ساتویں آسمان پر ایک نہر دیکھی کہ اُس پر موتی اور یاقوت اور زبرجد کے خیمے تھے اور سبز پرند خوبصورت اُسکے گرد بیٹھے تھے اور چاندی سونے کے برتن رکھے تھے جبرئیل نے عرض کیا یہ کوثر ہے کہ تم کو حق تعالیٰ نے عنایت کی ہے آپ نے ایک آبخورہ اُس کے پانی کا پیا شہد

سے شیریں اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا بعض روایات میں آیا ہے کہ اُس آسمان پر آپنے اپنی اُمت کو بھی ملاحظہ فرمایا پھر سدرۃ المنتہیٰ کے متصل پہنچے اور وہاں کے عجائب وغرائب ملاحظہ فرمائے اور وہ ایک درخت ہے جسکی جڑ چھٹے آسمان پر اور شاخیں ساتویں آسمان پر ہیں اور بموجب بعض روایات کے جڑ اُسکی بہشت میں ہے اور ڈالیاں اُس کی ساتوں آسمانوں میں پھیلی ہیں اور پتے اُس کے ہاتھی کے کان کے مانند ہیں ہر پتہ پر ایک فرشتہ بیٹھا خدا کی تسبیح کرتا ہے اور اُس کے پھل ہجر کے مٹکوں کے برابر ہیں اور ہجر ایک شہر ہے کہ وہاں کے مٹکے بہت بڑے ہوتے ہیں اور اُس کی جڑ سے چار نہریں جاری ہیں دو بہشت کو جاتی ہیں اور دو دنیا میں آتی ہیں نیل و فرات اور اُسکو سدرۃ المنتہیٰ اس لئے کہتے ہیں کہ اکثر فرشتے اور علوم اولیا کے اُسی تک پہنچتے ہیں اور آگے نہیں جاسکتے ضمہ جب آپ وہاں سے چلے جبرئیل علیہ السلام پیچھے ہو لئے آپنے عذر کیا انھوں نے کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تقدم فانک اکرم علی اللہ منی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب آگے چلئے کہ آپ کا رتبہ خدا کے نزدیک مجھ سے زیادہ ہے پھر حجاب زرلفت کے متصل پہنچے جبرئیل نے اُس پردہ کو ہلایا اُسکے فرشتے نے کہا کون ہے جبرئیل نے کہا میں ہوں جبرئیل اور ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں فرشتے نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر غیب سے ندا ہوئی صدق عبدی انا اکبر انا اکبر میرا بندہ سچ کہتا ہے میں ہی اللہ ہوں کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے فرشتہ نے کہا اشھد ان محمدًا رسول اللہ ارشاد ہوا صدق عبدی انا ارسلت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرا بندہ سچ کہتا ہے میں نے ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے فرشتہ نے کہا حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح ندا ہوئی صدق عبدی ودعا الی عبادتی میرے بندہ نے سچ کہا اور میری عبادت کی طرف بلایا **تنبیہ** یہاں سے نہایت فضیلت اذان کی ظاہر ہوئی کہ پروردگار نے ہر کلمہ پر مؤذن کی تصدیق کی اور اُس کو عبدیت کیساتھ یاد فرمایا اور اپنی طرف اضافت کیا اور یہ ایسا مرتبہ ہے کہ نہایت نہیں رکھتا **نکتہ** اُس رات نماز فرض ہونے والی تھی اسلئے اذان کہ اعلام نماز ہے فرضیت سے پہلے سنائی گئی تا آپ اُسکو یاد کرلیں اور اختلاف صحابہ کے وقت عبداللہ بن زید کے جواب کو پسند کرکے اُس کو اعلام نماز کے لئے مقرر فرماویں آپ فرماتے ہیں پھر اُس فرشتہ نے پردہ سے ہاتھ نکال کر مجھے اٹھالیا جبرئیل نے توقف کیا میں نے کہا تم ایسی جگہ مجھ سے جدا ہوتے ہو عرض کیا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وما منا الا لہ مقام معلوم لو دنوت انملۃ لاحترقت یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کی جگہ معین ہے اگر آگے بڑھوں جل جاؤں ابو الربیع بن سبع شفاء الصدور میں ابن عباس سے مرفوعًا نقل کرتے ہیں کہ جب میں آگے بڑھا جبرئیل نے رخصت چاہی میں نے کہا ایسی جگہ کوئی دوست کو دوست چھوڑتا ہے عرض کیا اگر آگے جاؤں جل جاؤں بعض روایات میں آیا کہ میں یہانتک آپ کے سبب سے پہنچا ورنہ میرا مقام سدرہ تک تھا میں نے کہا تم کو خدا سے کچھ حاجت ہے عرض کیا یہ کہ اپنے بازو صراط پر بچھاؤں تا آپ کی امت کو سلامت اتاروں الغرض آپ جبرئیل امین سے رخصت ہوکر روانہ ہوئے اور ستر ہزار حجاب جواہر نگار طے کرکے مقام مستوی میں پہنچے **توجیہہ** مستوی موضع بلند کو کہتے ہیں اور یہ مقام سب مقامات سے بلند ہے اُسوقت براق برق رفتار چلنے سے عاری ہوا رفرف سواری ہوا عرش تک پہنچا کر غائب ہوگیا **تنبیہ** رفرف بچھونے کو کہتے ہیں اور وہ ایک سبز بچھونا تھا کہ آفتاب سے زیادہ روشن اور تخت رواں کی طرح اڑتا تھا پھر میں نے ستر ہزار پردہ طے کئے ایک پردہ سے دوسرے تک پانچسو برس کی راہ ہے جس پردہ کے قریب پہنچا آواز آتی کون ہے فرشتہ کہتا فلاں

پردہ کا صاحب ہوں اور میرے ساتھ رسول رب العزت پھر اُس پردہ کا فرشتہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہکر میرے ساتھ ہولیتا جب سب حجاب طے کرچکا اکیلا رہ گیا اُسوقت خوف غالب ہوا ابو بکر کی آواز کان میں آئی کہ کہتا ہے قف یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان ربک یصلی حیران تھا کہ خدایا ابو بکر یہاں کیوں کر آیا ناگاہ حضرت عزت سے خطاب ہوا ادن یا خیر البریہ ادن یا احمد ادن یا محمد نزدیک ہو مجھ سے اے بہتر خلق کے نزدیک ہو مجھ سے اے احمد نزدیک ہو مجھ سے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہزار بار ارشاد ہوا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ادن منی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے قریب ہو تنبیہ اس بات کی لذت اور اس مقام کی کیفیت وہی لوگ خوب سمجھتے ہیں جو رہ ورسم محبت سے آگاہی رکھتے ہیں غرض جس قدر آپ نزدیک ہوتے تھے اُدھر سے تقاضا ہوتا تھا کہ اور پاس آ یہاں تک کہ مقام دنیٰ فتدلیٰ تک پہنچے اور خلوت کدہ قاب قوسین او ادنیٰ میں باریاب ہوئے ۔ سیمرغ روح ہیچ کس از انبیا نرفت + آنجا کہ تو بیال کرامت پریدۂ + ہریک بقدر خویش بجائے رسیدہ است + آنجا کہ جائے نیست تو آنجا رسیدۂ ۔ نہ وہاں پردہ تھا نہ حجاب نہ زمان نہ مکان نہ فرشتہ نہ انسان پروردگار کو آنکھ سے دیکھا اور کلام اسکا بے واسطہ سنا **نظم** چو در مکتب بے نشانی رسید + چہ گویم کہ آنجا چہ دید و شنید + ورق در نوشتند و گم شد سبق + شنیدن بحق بود و دیدن بحق ۔ قال اللہ عزوجل ثم دنی فتدلی اور ماوردی ابن عباس سے اور نقاش حسن بصری اور بعض مفسرین محمد بن کعب قرظی سے نقل کرتے ہیں کہ یہ ضمیریں خدا کی طرف راجع ہیں یعنی خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نزدیک ہوا پھر اُن کو نزدیک ہونے کا حکم کیا اور اکثر مفسرین اُن کو حضرت کیطرف راجع کہتے ہیں یعنی پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خدا سے نزدیک ہوئے اور عجز و فروتنی کہ مناسب مقام بندگی ہے بجا لائے یعنی پروردگار کو سجدہ کیا اور کہا التحیات للہ تحیات جمع تحیۃ کی ہے کہ ملک حقیقی تام اور عظمت کاملہ اور دوام بقا اور سلامت از عیوب نقائص میں مشترک ہے اور یہ سب معانی اس جگہ صحیح ہیں بعضوں کے نزدیک تحیت اُن الفاظ کو کہتے ہیں جو بادشاہوں کی تعظیم کیلئے بوقت تسلیم معین ہوتے ہیں اور جمع اُس کی اس اعتبار سے ہے کہ ہر ملک کے بادشاہ کیواسطے الفاظ تحیت جدا ہیں پس معنی یہ ہیں کہ جو الفاظ بادشاہان عالم کی تعظیم کیلئے مقرر ہیں وہ سب بادشاہ حقیقی کیواسطے کہ سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے لائق ہیں ۔ والصلوٰۃ یعنی سب عبادتیں اور نماز پنجگانہ یا سب نمازیں اُسکے لئے خاص یا واجب ہیں یا رحمت کاملہ بلکہ مطلق رحمت خاص اُسکے واسطے ثابت ہے دو وجہ سے اول یہ کہ جو کسی پر رحم کرتا ہے درحقیقت وہ خدا ہی کا رحم ہے کہ اس کے دل میں پیدا کیا ہے پس رحم کرنیوالا خدا ہے اور یہ واسطہ ایصال رحم کا ہے دوسری حقیقت رحمت کی یہ ہے کہ اپنی غرض اور غایت کو اُس میں دخل نہ ہو اور یہ بات رحم الٰہی کیلئے مخصوص ہے کہ اُس میں بندہ کو فائدہ پہنچانے کے سوا کوئی غرض و غایت نہیں بخلاف اوروں کی رحمت کے کہ یا اُس سے رحم الٰہی یا ثواب آخرت یا دفع الم رقت مقصود ہوتا ہے والطیبات یعنی کلمات طیبات کہ ذکر خدا اور اُس بات سے جو خدا کی طرف مشتاق کرے عبارت ہے قال اللہ تعالیٰ یصعد الیہ الکلم الطیب باعمال صالحات کہ اول سے اعم اور اقوال اور افعال اور اوصاف کو شامل ہیں بعض تحیات سے عبادات قولی جیسے تسبیح اور قرأت اور صلوات سے عبادات فعلی جیسے نماز اور روزہ اور حج اور طیبات سے عبادات مالی جیسے صدقہ اور زکوٰۃ مراد لیتے ہیں یعنی سب عبادات قولی و فعلی اور مالی خدا ہی کے واسطے ہیں ۔ **توجیہ** تقدیم تحیات کی صلوات پر اور صلوات کی طیبات پر اسوجہ سے ہے کہ جب آدمی دربار شاہی میں جاتا ہے بادشاہ کو سلام اور اُس کی ستائش و ثنا کرتا ہے پھر باادب تمام خدمت میں کھڑا ہوتا ہے

پھر نذرو تحائف پیش کرتا ہے جب حضرت رسالت یہ آداب بجالائے حضرت عزت سے تین خلعت عنایت ہوئے خلعت سلام بمقابلہ تحیات کے اور خلعت رحمت بمقابلہ صلوات کے اور خلعت برکت بمقابلہ طیبات کے یعنی ارشاد ہوا السلام علیک یا ایھا النبی سلام تم پر اے نبی یا اللہ تم کو سب آفتوں سے سلامت رکھے یا سلام اللہ عزوجل کا نام ہے یعنی اللہ تمہارا نگہبان ہے یا خیر اور سلامتی ہو تمہارے لئے سخاوی کہتے ہیں سلام بمعنی فرمانبرداری کے ہے تو تمام عالم تمہارا مطیع اور فرمانبردار ہوا ہے نبی **تذئیل** بعضوں کے نزدیک سلام مصلی اس سلام سے حکایت ہے مگر معتبر یہ ہے **شرح زاہدی بحر محیط** کہ مصلی الفاظ تشہد سے انشاء معنی قصد کرے اور حضرت رسالت کو وقت تسلیم کے کالمشاہد سمجھے بیت تاویل طیبی کی کہ حضرت نے صحابہ کو صیغہ خطاب اس نظر سے کہ آپ انکے سامنے حاضر تھے تعلیم فرمایا پھر وہی لفظ باقی رہا مقبول نہیں کہ وہ جمال باکمال ہر زمانہ اور ہر حال میں نصب العین اہل ایمان ہے علاوہ بریں ہم آپ کے غیبت کو اپنی غیبت بلکہ حضور پر بھی قیاس نہیں کر سکتے بروایات معتبرہ ثابت ہے کہ ہمارا سلام آپکو پہنچتا ہے اور آپ جواب سے مشرف فرماتے ہیں ورحمۃ اللہ رحمت ارادہ احسان ہے لیکن یہاں نفس احسان مراد ہے کہ دعا ممکن سے متعلق ہوتی ہے اور ارادہ خدا قدیم ہے وبرکاتہ یعنی افزونیاں اور زیادتیاں خدا کی بھلائی کی کہ برکت نماز و زیادت خیر سے عبارت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ بندہ نوازی اپنے مالک کی دیکھی پیغمبروں اور فرشتوں اور نیک بندوں کو بھی اس خوان نعمت سے ایک توشہ اور خرمن دولت سے ایک خوشہ عنایت فرمایا السلام علینا سلام ہم پیغمبروں یا پیغمبروں اور فرشتوں پر وعلی عباد اللہ الصالحین اور اللہ کے نیک بندوں پر **تنبیہ** حکیم ترمذی فرماتے ہیں کہ جس کو اس سلام سے حصہ لینا منظور ہو نیکیوں کی باتیں اختیار کرے اور زاہدی لکھتے ہیں کہ فاسقوں کو یہ نقصان اور غم کفایت کرتا ہے کہ دنیا میں نمازیوں کے سلام سے انکو حصہ نہیں ملتا اور آخرت میں کوئی یار اور رشتہ داروں کے کام نہ آئیگا مگر بعض متاخرین کہتے ہیں نیکوں کو خاص کرنا اور گنہگاروں کو محروم رکھنا رحمۃ للعالمین کی شان سے بس بعید ہے بلکہ آپ نے بسبب کمال رحمت وعنایت کے گنہگاروں کو اپنی ذات پاک کے ساتھ ذکر کیا السلام علینا سلام ہم پر پھر نیکوں کو یاد فرمایا وعلی عباد اللہ الصالحین اور اللہ کے نیک بندوں پر فرشتوں نے جو یہ عنایت حضرت عزت کی جناب رسالت پر اور یہ رحمت آپ کی گنہگاران امت پر دیکھی ہر ایک نے خدا کی الوہیت اور آپ کی بندگی اور رسالت کی گواہی دی اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ کہ بندہ کو اس مقام پر پہنچانا اور ایسی کرامتوں سے نوازنا معبود بحق اور اس طرح کی خدمت جسکی بدولت یہ مرتبہ حاصل ہوا اور ایسی رحمت وشفقت گنہگاران امت پر کہ اُن کو اس دولت بے نہایت میں اپنا شریک کرلیا بندہ کامل اور سچے رسول کے سوا دوسرے سے ممکن نہیں **لطیفہ** نماز معراج مومنین ہے اسلئے یہ کلمات نماز میں مقرر ہوئے تا واقع معراج یاد دلاویں اور تخصیص اُن کی قعود کیساتھ اس نظر سے ہے کہ یہ کلمات حضرت رسالت کے کمال قرب ومنزلت کے وقت صادر ہوئے اور حالت قعود بھی مصلی کی وقر وعزت پر دلالت کرتی ہے **تنبیہ** صیغہ تشہد میں اکثر مذاہب باطلہ کی تردید موجود ہے ضمیر خطاب اور حرف ندا نے کہ السلام علیک ایھا النبی میں ہے اور اُن لوگوں کے قول کو جو اس کو جائز نہیں سمجھتے اور کلمہ اشھد ان لا الہ الا اللہ نے مذہب مشرکین کو رد کیا اور لفظ عبدہ سے یہود ونصاریٰ کے مذہب کہ اپنے پیغمبروں کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور لفظ رسولہ سے بہت کافروں کے مذہب کہ منکر رسالت ہیں احتراز ہوا الغرض بسبب اس فروتنی اور عاجزی اور شکرگزاری کے حضرت رسالت نے

اُس مقام عالی سے بھی تجاوز فرمایا ثم دنی یہانتک کہ آپ میں اور پروردگار میں فرق دو کمان کا یا اس سے بھی کم رہ گیا فکان قاب قوسین او ادنی **اشتباہ** یہ مقام محبت کا ہے اور مقام محبت تیر و کمان کے ذکر سے آیا کرتا ہے **انتباہ** عرب کی عادت تھی جب دو شخص معاہدہ کرتے دونوں اپنی کمانیں جوڑ کر باتفاق ایک تیر اُن سے چھوڑتے اُسوقت یہ ٹھہر جاتا کہ جو ایک کا دشمن ہے وہ دوسرے کا دشمن ہے اور جو ایک کا دوست ہے وہ دوسرے کا دوست ہے پس قاب قوسین اس مضمون کیطرف اشارہ ہوا کہ جس طرح تم آپس میں معاہدہ کرتے ہو اُسیطرح ہم میں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی ٹھہر گیا کہ جو اُسکا دوست ہے وہ ہمارا دوست ہے اور جو اُن کا دشمن ہے وہ ہمارا دشمن ہے اور چونکہ یہ معاملہ اس امر کو مقتضی ہے کہ بھید ایک دوست کا دوسرے سے مخفی نہ رہے پروردگار تقدس و تعالیٰ نے اُسوقت اپنے حبیب کو علم ملک ملکوت اور اسرار جبروت و لاہوت سے مطلع فرمایا فاوحی الی عبدہ ما اوحی لکھا ہے کہ جب آپ عرش سے بڑھے ہیبت سے زبان میں لکنت پیدا ہوئی اُسوقت پروردگار نے دست قدرت اپنا آپ کے شانوں کے بیچ میں رکھا اُسکے رکھنے سے علم اولین آخرین آپکو حاصل ہوا اور ایک روایت مرفوع میں آیا کہ جب میں مقام جلال اور ہیبت میں پہنچا خوف میرے دل پر غالب ہوا ناگاہ ایک قطرہ عرش سے ٹپکا میں نے نوش کیا کوئی چیز اُس سے زیادہ شیریں چکھی تھی بمجرد نوش فرمانے کے اگلوں پچھلوں کا علم مجھکو حاصل ہوا امام ابو یعلیٰ کہتے ہیں کہ مضمون وحی یہ تھا ان الجنۃ حرام علی الانبیاء حتی تدخلہا و علی الامم حتی تدخلہا امتک بیشک بہشت سب پیغمبروں پر حرام ہے جبتک تم اُسمیں نہ جاؤ اور سب اُمتوں پر حرام ہے جبتک تمہاری اُمت اُسمیں نہ داخل ہو اور بقول امام قشیری کے مضمون وحی یہ ہے خصصتک بحوض الکوثر فکل اہل الجنۃ اضیافک ولہم الخمر واللبن والعسل میں نے تم کو حوض کوثر کیساتھ خاص کیا پس سب بہشتی تمہارے مہمان ہیں اور اُن کیلئے شراب ہے اور دودھ اور شہد بعض کہتے ہیں یہ خطاب ہوا کہ مجھے تمہاری اُمت کا دیکھنا منظور ہے ورنہ قیامت کے دن اُن سے حساب نہ لیتا اور بہشت میں بے حساب داخل کرتا حسینی میں لکھا کہ اُسطرف سے ارشاد ہوا یا محمد انا و انت و ما سوی ذلک خلقتہ لاجلک اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوں اور تو ہے اور جو اسکے سوا ہے وہ میں نے تیرے لئے پیدا کیا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا یارب انت و انا و ما سوی ذلک ترکت لاجلک اے پروردگار تو ہے اور میں ہوں اور جو کچھ اس کے سوا ہے میں نے تیرے لئے چھوڑ دیا بیہقی ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا الٰہی تو نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل کیا اور ملک عظیم دیا اور موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور داؤد علیہ السلام کو بادشاہی بخشی اور لوہے کو اُن کے ہاتھ میں نرم اور پہاڑوں کو اُن کے لئے مسخر کیا اور سلیمان علیہ السلام کو بڑی سلطنت عنایت کی کہ جن اور انس اور شیاطین اُن کے فرمانبردار تھے اور ہوائیں اُن کے محکوم کسی کو ایسی بادشاہت حاصل نہوئی اور عیسیٰ علیہ السلام کو توریت اور انجیل سکھائی اور مردے کے زندہ کرنے اور اندھے اور کوڑھی کے اچھے کرنے پر قدرت بخشی اور اُن کو اور اُن کی ماں کو شیطان رجیم سے پناہ دی کہ اُن پر اُسکا کچھ قابو نہ تھا جواب ہوا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تجھے محبوب کیا اور توریت میں تیرا لقب حبیب الرحمٰن مذکور ہے اور تجھے تمام جہان کو خوشخبری سنانے اور ڈرانے کیلئے بھیجا اور تیرے سینہ کو کھولا اور تیرا بوجھ تجھ سے اُتار لیا اور تیرا ذکر بلند کیا کہ جس جگہ میں یاد کیا جاتا ہوں تو بھی یاد کیا جاتا ہے اور تیری اُمت کو سب اُمتوں سے بہتر کیا کہ وہ اولین اور آخرین میں ہیں ہر خطبہ میں تیری عبدیت اور رسالت کی گواہی دیتے ہیں اور اُنکے دل کتابیں ہیں یعنی آیتیں قرآن کی اور مضمون اگلی کتابوں کے اُن کو حفظ ہیں اور تجکو

سب پیغمبروں سے پہلے پیدا کیا اور سب کے بعد بھیجا اور قیامت کو تیرے لئے سب سے پہلے حکم کیا جائیگا اور تجھ کو سبع مثانی عنایت کیں کہ کسی پیغمبر کو نہ دیں اور تجھ کو خواتیم سورہ بقر خزانہ زیر عرش سے بخشیں کہ تجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں اور تجھے کوثر اور اسلام کے آٹھ سہم یعنی ہجرت اور جہاد اور نماز اور صدقہ اور روزہ رمضان اور حج اور امر معروف اور نہی منکر عنایت کیا اور تجھے فاتح اور خاتم کیا سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ مضمون وحی یہ تھا اَلَمْ اَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوَيْتُكَ اَلَمْ اَجِدْكَ ضَالًّا فَهَدَيْتُكَ اَلَمْ اَجِدْكَ عَائِلًا فَاَغْنَيْتُكَ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِيْ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جب تم یتیم تھے تو عبد المطلب اور ابو طالب سے تمھیں پرورش کرایا اور جب تم دریائے محبت میں مستغرق اور خود فراموش ہو گئے تو تم کو عقل کامل عنایت فرما کر رسالت و نبوت سے مشرف فرمایا تنگ دستی سے ایسا غنی کیا کہ بادشاہان عالم نے غاشیہ طاعت تمہارا اپنے دوش پر اٹھایا سینہ تمہارا کشادہ کر کے نور معرفت سے بھر دیا اٹھانا بار گراں نبوت کا تم پر آسان کیا تحت الثریٰ سے عرش معلی تک تمہاری شہرت ہے اور بقول بعض علما مراد ما اوحیٰ سے نماز پنجگانہ کی فرضیت ہے اکثر محققین فرماتے ہیں کہ مضمون اس وحی کا کسی کو معلوم نہیں کہ اسرار محب اور محبوب کے اوروں پر ظاہر نہیں ہوتے اگر خدا کو اُن کا اظہار منظور ہوتا خود بیان فرماتا جب کہ اُس نے پوشیدہ رکھا اور فرمایا کہ وحی کی اپنے بندہ کی طرف جو وحی کی تو کس کی مجال ہے کہ اُس کو دریافت کرے الحاصل بعد حصول اس دولت کے حضرت رسالت نے جناب احدیت میں عرض کیا خدایا تو نماز پڑھنے سے بے نیاز ہے اور ابو بکر یہاں کس طرح آیا فرمایا میری صلوٰۃ رحمت ہے تیری امت پر اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا جب تجھے وحشت ہوئی ایک فرشتہ پیدا کیا کہ اسکی آواز ابو بکر کی آواز سے مشابہ تھی تا وہ وحشت جاتی رہے جس طرح موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور پر عصا کا ذکر کیا تھا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو جبرئیل کی حاجت بھول گیا عرض کیا خدایا تو دانا ہے فرمایا تیرے اصحاب اور احباب کیلئے قبول فرمائی پھر بہشت دوزخ کے ملاحظہ کا حکم کیا آپ فرماتے ہیں میں نے بہشت میں ام سلیم کو دیکھا اور بلال کے چلنے کی آواز سنی اور سات محل دیکھے پوچھا کس کے واسطے ہیں فرمایا عمر بن الخطاب کیلئے کہتے ہیں جب آپ نے دوزخ کو دیکھا رو کر جناب الٰہی میں عرض کیا الٰہی مجھکو اس کے دیکھنے کی تاب نہ آئی اُمت کے لوگوں سے کہ نہایت ضعیف ہیں ان عذابوں کا تحمل کب ہو سکے گا خدایا تو نے مجھ کو اُن کا پیشوا کیا اور اُن کا ہات میرے ہات میں دیا شرم میری تیرے ہات ہے جب عجز اور الحاج حد سے گزرا پروردگار عالم نے قبول شفاعت اور مغفرت اُمت کا وعدہ کیا پھر خلعت مراجعت عنایت ہوا اور آپ نے بامتثال امر الٰہی عالم بالا سے اس طرف رجوع فرمائی راہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اُنھوں نے پوچھا تم پر کیا فرض ہوا فرمایا پچاس وقت کی نماز موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ کی امت ہرگز ادا نہ کر سکے گی میں نے بنی اسرائیل کو خوب آزمایا ہے آپ پھر جائیے اور تخفیف چاہئے آپ بمشورۂ موسیٰ علیہ السلام پھر گئے دس نمازیں معاف ہوئیں چالیس باقی رہیں موسیٰ علیہ السلام نے کہا چالیس بھی بہت ہیں آپ پھر جاویں اور پھر سے تخفیف کی درخواست کریں اسی طرح کئی بار آمد و رفت میں پینتالیس وقت کی نماز معاف ہوئی صرف پانچ وقت کی باقی رہی اور حکم ہوا کہ یہ شمار میں پانچ ہیں مگر جو ان کو ادا کرے گا پچاس کا ثواب پائے گا اور تیری اُمت سے

جو شخص نیکی کا ارادہ کرے گا اُسکو ایک نیکی کا اور جو ایک نیکی کرے گا اُسکو دس کا ثواب ملیگا اور جو شخص بدی کا ارادہ کریگا ماخوذ نہ ہوگا اور جو بُرائی کریگا ایک ہی بُرائی اُس کے نامۂ اعمال میں لکھی جائے گی جب حضرت موسیٰ کے پاس آئے اونھوں نے کہا پانچ نمازیں بھی بہت ہیں آپ اور تخفیف چاہیں فرمایا میں نے اپنے رب سے اس قدر مانگا کہ اب مجھے اُس سے شرم آتی ہے پھر آسمانوں کی سیر کرتے اور وہاں کے عجائب و غرائب ملاحظہ فرماتے ہوئے زمین پر تشریف لائے زین القصص میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ یہ آمد و رفت تین ساعت میں اور بقول ابن اسحٰق اور وہب بن منبہ چار ساعت میں واقع ہوئی کہتے ہیں جب آپ آئے زنجیر حجرۂ مقدسہ کی ہلتی پائی اور گرمی بستر مبارک کی زائل نہ ہوئی تھی تنبیہ ظاہر ہے کہ یہ واقعہ اُس عالم سے علاقہ رکھتا ہے اور وہاں کا ہر کام تھوڑے عرصہ میں ہو سکتا ہے جبرئیل علیہ السلام ایک آن میں آسمان سے زمین پر آتے ہیں عزرائیل علیہ السلام ایک وقت میں صدہا ارواح مشرق میں اور صدہا مغرب میں قبض کرتے ہیں اے عزیز انسان کی نظر ایک آن میں آسمان تک پہنچتی ہے اُس جسم مبارک نے ہزاروں درجے نظر سے لطیف تر ہے اگر تین یا چار ساعت میں آسمانوں سے تجاوز کیا کیا تعجب ہے آفتاب باین جسامت کہ ایک چھیاسٹھ مثل زمین اور چوتھائی اور آٹھواں حصہ اُسکا اور بعضوں کے نزدیک ایکسو پینسٹھ اور بقول افضل المہندسین غیاث الدین جمشید کاسی تین سو چھبیس مثل اُس کا ہے ایک ساعت میں کس قدر مسافت طے کرتا ہے غ ایک روز سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل سے پوچھا آفتاب لوٹ گیا عرض کیا لا نعم یعنی نہیں ہاں فرمایا یہ کیا عرض کیا جس وقت لا کہا تھا نہیں لوٹا تھا اس کلمہ کے تمام ہونے تک پانسو برس کی راہ قطع کر گیا اور ماہتاب آفتاب سے بھی زیادہ سریع السیر ہے لا الشمس ینبغی لھا ان یدرک القمر پس اگر ماہ آسمان نبوت خورشید فلک رسالت چند ساعت میں لامکاں تک گئے اور لوٹ آئے کیا بعید ہے باقی رہا یہ امر کہ فلاسفہ کے نزدیک آسمان خرق والتیام قبول نہیں کرتا تو تجاوز اُس سے کس طرح ممکن ہے جواب اس شبہہ کا یہ ہے کہ یہ مسئلہ عدم قبول حرکت اینیہ پر مبنی ہے سلمنا کہ فلک اس حرکت کو قبول نہیں کرتا مگر اس سے امتناع اُس کا اجزاء فلک کے لئے لازم نہیں آتا اگر ہم فرض کریں کہ جزء فلک ایسے دائرہ پر جس کا مرکز مرکز عالم ہے حرکت کرے تو حرکت اُسکی تحت و فوق کی طرف کہ فلک سے محدود ہیں واقع نہوگی اور تقدیم اُن کی تحدد کے فلک پر لازم نہ آئے گی اور یہ جواب کہ کلام حرکت طبعی میں ہے محض ناتمام ہے اسلئے کہ بطلان قاسر پر کوئی دلیل قائم نہیں علاوہ بریں آمد و رفت ملائکہ آسمان کے زمین پر باتفاق عقلاً ثابت ہے اور روشنی آفتاب کی چوتھے آسمان سے بلکہ مشتری کی چھٹے آسمان سے زمین تک پہنچتی ہے پس اگر وہ جسم نورانی کہ کروروں درجہ ملائکہ اور آفتاب و مشتری سے لطیف تر ہے بے خرق آسمان اُس سے تجاوز کرے کیا استحالہ لازم آوے المدعا جب اس مہر سپہر نبوت نے صبح کو رات کا ماجرا بیان فرمایا کفار ہنسنے لگے اور بعض ضعیف الاسلام مرتد ہو گئے گ جس وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سنا فوراً تصدیق کی اور ملقب بصدیق ہوئے معالم التنزیل میں ہے کہ آپ نے مراجعت کیوقت جبرئیل سے کہا میری قوم اس واقعہ کی تصدیق نہ کرے گی عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر تصدیق کرینگے اور وہ صدیق ہیں کہتے ہیں ابو جہل نے آپ سے عرض کیا کہ آپ یہ حال اوروں کے سامنے بھی کہدینگے فرمایا کہدونگا اُس نے سب قریش کو بلایا آپ نے حال بیان فرمایا اُنھوں نے نہایت تعجب کیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے جا کر کہا تمہارے یار گمان کرتے ہیں کہ وہ رات بیت المقدس کی سیر کر آئے

ہیں فرمایا اگر وہ فرماتے ہیں تو سچ ہے بلکہ ---- ساعت میں ساتوں آسمان کی سیر کر آیا بیشک میں یقین کرونگا ----
پھر قریش آپ کے پاس جمع ہوئے اور اُن لوگوں نے کہ ---- آئے تھے بیت المقدس کی صفت حضرت سے استفسار کی
آپنے بیان فرمائی ایک جگہ تامل واقع ہوا جبرئیل امین نے بیت المقدس کو اپنے پروں پر اُٹھا کر بیت عقیل کے پاس رکھدیا
پھر قریش نے اپنے قافلوں کا حال پوچھا فرمایا قافلہ بنی فلاں کا اونٹ منزل روحا میں گم ہوگیا ہے لوگ اُس کو ڈھونڈتے پھرتے
ہیں اور تمہارا خاص قافلہ میں نے تنعیم میں دیکھا ہے کل آئے گا کفار دوسرے دن ٹیلوں پر چڑھے قافلہ نظر نہ آیا بہت خوش ہوئے
کہ اب کوئی دم میں آفتاب نکلتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قول جھوٹا ہوتا ہے اس اثنا میں ایک نے کہا وہ آفتاب نکلا دوسرے
نے کہا وہ قافلہ آیا پھر جو باتیں آپ سے سنی تھیں اہل قافلہ سے دریافت کیں اُنھوں نے آپکی تصدیق کی قریش کو سخت ندامت
ہوئی وخسر ھنالک الکافرون یریدون ان یطفئوا نوراللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولوکرہ المشرکون
نکتہ پروردگار عالم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج لوح وقلم بہشت و دوزخ اور تمام عجائب ملک و ملکوت
اور غرائب جبروت ولاہوت ملاحظہ کرائے اور اپنے حضور میں بلا کر اسرار قدرت اور دقائق حکمت ظاہر فرمائے کہ آپ خدا
کے محبوب تھے اور محبوب کو محب کے اسرار پر مطلع اور اُس کے ملک و خزانہ اور فوج و لشکر سے واقف ہونا ضرور ہے نکتہ
اس واقعہ سے نفوس قدسیہ اور اجرام فلکیہ کی تکمیل منظور تھی کہ جس طرح سفلیات استکمال میں آپ کے محتاج ہیں علویات بھی
اُس جناب سے استفادہ اور استفاضہ کرتے ہیں لطیفہ شوق رہبر کامل اور محبت مواصلت کو مقتضی ہے جب اشتیاق آپ کا
کامل ہوا اور عشق حقیقی انتہی کو پہنچا دولت وصل ہاتھ آئی اور تواضع مستلزم رفعت اور موجب عنایت ہے جب بندگی حد
کو پہنچی انتہا کی بلندی کہ ما فوق اُس سے بندہ کیلئے متصور نہیں حاصل ہوئی خاتمہ یہ واقعہ آٹھ مباحث اور آٹھ خصائص کو
متضمن ہے مبحث اوّل طبری اور بیہقی اور سدی کہتے ہیں کہ معراج ماہ شوال میں ہجرت سے ایک برس پانچ مہینہ
پہلے اور بعضوں کے نزدیک نبوت سے ڈیڑھ برس بعد اور بقول قاضی عیاض و قرطبی و نووی نبوت سے پانچویں برس اور
بقول سید جمال الدین محدث اکثر علما کے نزدیک ماہ ربیع الاول سال دوازدہم میں واقع ہوئی مگر حافظ عبدالغنی مقدسی اور
ابن حزم نے بارہویں برس کے شب بست و ہفتم ماہ رجب اختیار کی اور یہی صحیح ہے اسی طرح ایک روایت میں شب جمعہ
وارد ہے اور بعض شب شنبہ میں کہتے ہیں اور ابن وجیہ شب دوشنبہ اختیار کرتے ہیں اور یہی معتبر ہے مبحث دوم ترمذی نے
انس سے اُنھوں نے ابوذر سے مرفوعاً روایت کیا کہ میرے گھر کی چھت پھٹی اور واقدی کی روایت میں ہے شعب ابی طالب
اور بخاری کی روایت میں حطیم یا حجر اور اُن کی دوسری روایت میں بیت اللہ کے قریب سے واقع ہوئی شفا میں ام ہانی بنت
ابیطالب سے منقول ہے کہ حضرت اُس رات میرے گھر میں تھے حافظ ابن حجر ان روایات میں اس طرح تطبیق کرتے ہیں کہ
آپ اُس رات ام ہانی کے گھر تھے اور اُن کا گھر شعب ابی طالب میں ہے اُسکی چھت پھٹی اور فرشتے اُترے اور اضافت اُسکی
اپنی طرف بجہت سکونت کے ہے پھر فرشتے آپکو مسجد حرام میں لے گئے پھر آپ حطیم یا حجر کے قریب براق پر سوار ہوئے
روایت ابن اسحٰق کی حسن بصری سے مرسلاً مؤید اس تطبیق کی ہے کہ جبرئیل آپ کی خدمت میں آئے پھر آپ کو مسجد میں لائے
اور براق پر سوار کیا مبحث سوم شرف المصطفیٰ اور روضۃ الاحباب اور بیہقی اور ابن اسحٰق کی روایات میں آیا کہ آپ نے

سیڑھی پر عروج فرمایا اور ایک روایت میں ہے کہ جبرئیل میرا ہات پکڑ کر لے گئے اور بعض روایات میں وارد ہے کہ انھوں نے آپ کو اپنے پروں پر بٹھایا اور اکثر احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ براق پر سوار ہوکر تشریف لے گئے **تطبیق** مسجد حرام یا بیت المقدس سے چلتے وقت جبرئیل نے آپ کا ہات پکڑ کر براق پر سوار کیا اور براق نے سیڑھی پر عروج کیا ہوگا اور شاید کسی جگہ جبرئیل نے آپکو اپنے پروں پر بٹھایا ہوگا **مبحث چہارم** **بل ت** حذیفہ براق کے باندھنے سے انکار کرتے ہیں مگر ابن کثیر اور بیہقی نے اُس کو ثابت کیا اور ابن ابی حاتم نے روایت کیا کہ جبرئیل امین نے اُس پتھر میں کہ باب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بڑا تھا سوراخ کیا اور براق کو اُس سے باندھا **تنبیہ** باب محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کے اُس دروازہ کو جس سے آپ تشریف لیگئے تھے کہتے ہیں اور سوراخ کہنے سے سوراخ کا کھولنا مراد لیتے ہیں کہ صحیح حدیثوں میں وارد ہے کہ اور پیغمبر علیہ السلام بھی اپنے براق اسی حلقے سے باندھتے تھے **مبحث پنجم** اسی طرح حذیفہ رضی اللہ عنہ نماز بیت المقدس سے انکار کرتے ہیں اور جمہور کے نزدیک ثابت ہے ہاں اس باب میں کہ وہ نماز جماعت کیساتھ تھی یا بلا جماعت اور فرض تھی یا نفل اور برتقدیر فرضیت عشا تھی یا صبح اور جو نفل تھی تو دو رکعت تھی یا چار رکعت اختلاف ہے قسطلانی کہتے ہیں جو پیش از عروج کہتا ہے عشا اور جو بعد از مراجعت کہتا ہے صبح اختیار کرتا ہے بیہقی روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اور جبرئیل نے دو رکعت بے جماعت کے پڑھیں اور براز کی روایت میں ہے کہ اذان و جماعت کیساتھ آسمان پر پڑھی اور آدم اور نوح علیہما السلام مقتدیوں میں تھے اور آغاز قصہ میں مذکور ہے کہ بیت المقدس میں ابراہیم و موسیٰ اور عیسیٰ اور سلیمان اور داؤد علیہم السلام کی امامت کی **تطبیق** ظاہر اول آپنے اور جبرئیل نے بیت المقدس میں تحیۃ المسجد ادا کی پھر نماز تہجد کہ آپ پر فرض تھی جماعت انبیا کیساتھ پڑھی پھر ملا اعلیٰ میں پیغمبروں اور فرشتوں کی امامت کی جب بیت المقدس میں آئے شکر کے نفل پڑھے ابن کثیر تصریح کرتے ہیں کہ بیت المقدس میں قبل از عروج اور بعد از رجوع نماز پڑھنا ثابت ہے اور یہ بھی وارد ہوا **کہ ق** شب معراج آپ نے بیت المعمور اور **زق نی** مدین اور مولد عیسیٰ علیہ السلام میں بھی نماز پڑھی ہے **مبحث ششم** امام احمد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے دو برتن کہ ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شہد پیش کئے گئے براز کی روایت میں ہے تین برتن ایک میں دودھ دوسرے میں شراب تیسرے میں پانی اور روضۃ الاحباب میں ہے دو پیالے کہ ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب اور بخاری کی حدیث میں آیا جب سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے تین برتن کہ ایک میں دودھ تھا دوسرے میں شہد تیسرے میں شراب حاضر کئے گئے **تطبیق** روضۃ الاحباب میں لکھا اور قسطلانی نے حافظ عماد الدین بن کثیر سے نقل کیا کہ برتن دو بار پیش ہوئے ایک بار مسجد اقصیٰ میں اور دوسری بار متصل سدرہ کے باقی رہا اختلاف روایات اُن کی تعداد میں سو صاحب روضۃ الاحباب نے یہ توجیہ کی ہے کہ بعض رواۃ نے اختصار کیا ورنہ بنظر عدد انہار سب چار برتن مناسب ہیں میں کہتا ہوں یہ توجیہ محض رکیک ہے اور طریق تفصی بعض روایات کی ترجیح میں منحصر ہے **مبحث ہفتم** مسلم کی روایت میں آیا کہ بہشت میں چار نہریں دیکھیں نیل اور فرات اور سیحان اور جیحان اور بعض روایا میں وارد ہوا کہ آسمان دنیا پر دو نہریں دیکھیں جبرئیل نے کہا یہ نیل اور فرات یا کہا اُن کی اصل ہیں **تطبیق** بعض کہتے ہیں کہ اصل اُن کی آسمان پر ہونا اور وہاں سے ان میں پانی کا آنا ممکن ہے مگر صحیح یہ ہے کہ وہ نہریں زمین کے نیل و فرات سے مغائر ہیں کہ آسمان دنیا سے نکل کر بہشت کو گئی ہیں **مبحث ہشتم** سہیلی اور اور ان

کے استاد شیخ ابوبکر بن عربی اور امام نوری فرماتے ہیں کہ اسرا دوبار واقع ہوا ایک بار خواب میں اور ایک بار بیداری میں خواب میں
آپکو معراج ہوئی اور جو خواب میں دیکھا تھا نبوت کے بعد بیداری میں دیکھا جسطرح واقعہ حدیبیہ پہلے خواب میں دیکھا پھر اُسی طرح
بیداری میں واقع ہوا لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ
رُءُوْسَهُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ محقق دہلوی کہتے ہیں تحقیق یہ ہے کہ معراج بیداری میں جسم کیساتھ ایکبار اور خواب میں روح کیساتھ بارہا
حاصل ہوئی لیکن اُسکی تعداد کسی دلیل قطعی سے متعین نہیں ہوسکتی۔ **پہلا خاصہ** شق صدر کہ صحیح بخاری اور شفار قاضی کی حدیثوں
میں ذکر اُسکا وارد ہوا اور حافظ ابن حجر نے اُن لوگوں پر جو اس واقع کا انکار کرتے ہیں طعن کیا **دوسرا خاصہ** براق باساز و براق پر سوار ہونا
ہر چند اور انبیا کا براق پر سوار ہونا ثابت ہے مگر ابن وحیہ کہتے ہیں کہ اُس براق پر سوا حضرت کے کوئی شخص سوار نہ ہوا اور وہ جو
احادیث میں وارد ہے کہ جبرئیل نے کہا کہ پہلے اس سے تو انبیا کی فرمانبرداری کرتا تھا اور میں نے اپنے دابہ کو اُس سے باندھا
جس سے اور پیغمبر بھی اُسے باندھتے تھے اور تھا بعید العہد پیغمبروں کی سواری سے کہ کوئی اُس پر ایام فترت میں سوار نہ ہوا تھا
اُس کی تاویل کرتے ہیں کہ مراد اُس سے نوع براق ہے نہ خاص وہ براق لیکن یہ تاویل صحیح نہیں بلکہ سہیلی نے جزم کیا کہ اسی
براق پر سوار ہوتے تھے مگر زین ولگام کیساتھ آنا اُس کا آپ کیلئے مخصوص ہے **تیسرا خاصہ** ابن سعد نے شرف المصطفےٰ
میں روایت کیا کہ جب حضرت سوار ہوئے جبرئیل نے رکاب اور میکائیل نے لگام پکڑی اور روایت امام احمد کی کہ جبرئیل اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکی بیٹھ پر تھے منافی اس کے نہیں جائز ہے کہ رکاب تھام کر آپکو سوار کرایا ہو پھر آپ بھی سوار
ہو لئے ہوں مگر تاویل ابن وحیہ کی کہ اُس سے مراد کھینچنا یا ہنکالنا براق کا ہے اس لئے کہ معراج حضرت کی تکریم کے لئے ہے
اُس میں شریک ہونا غیر کا مناسب نہیں معلوم ہوتا اس جگہ مقبول نہیں حافظ ابن حجر کہتے ہیں صحیح حدیث ابن حبان کی وارد ہے کہ
جبرئیل نے آپکو براق پر سوار کیا اور خود ردیف تھے اور حارث نے اپنی مسند میں روایت کیا کہ جبرئیل کے پیچھے سوار ہوئے **چوتھا خاصہ**
بیت المقدس اور زمین اور آسمان پر آپنے پیغمبروں کی امامت کی اور وہ جو بیہقی نے ابوسعید خدری سے روایت کیا کہ جبرئیل نے اور
آپ نے بیت المقدس میں دو رکعت نماز بے جماعت پڑھی سو اس نماز کے سوا شاید تحیۃ المسجد ہو **پانچواں خاصہ** آپ نے
جناب باری کو ظاہر کی آنکھ سے دیکھا کہ اس عالم میں یہ امر کسی کو نصیب نہ ہوا اور نہ ہوگا ام المومنین عائشہ نے اُس کا انکار کیا ام فا
اور جب مسروق نے کہا اے ام المومنین کیا ہمارے حضرت نے اپنے رب کو دیکھا فرمایا تو نے وہ بات کہی جسے سنکر میرے بدن کے
بال کھڑے ہوگئے جو شخص تین باتوں کا دعویٰ کرے جھوٹا ہے جو کہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پروردگار کو دیکھا وہ جھوٹا ہے
کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار اور جو کل کی بات بتائے وہ جھوٹ کہتا ہے وما تدری
نفس ماذا تکسب غدا اور جو کہے کہ حضرت نے رسالت میں سے کچھ چھپایا وہ جھوٹا ہے یاایھا الرسول بلغ ما انزل
الیک لیکن جبرئیل کو دوبار بیشک دیکھا اور یہی قول عبداللہ بن مسعود اور ابوہریرہ سے مشہور ہے اور سعید بن جبیر توقف کرتے ہیں
قرطبی اس مذہب کو اکثر محققین سے نقل کرکے ترجیح دیتے ہیں کہ دلائل طرفین معارض ہے اور مسئلہ عملیات سے نہیں کہ دلیل ظنی
پر کفایت کریں مگر انس اور ابن عباس اور جمہور صحابہ تابعین اور امام المسلمین ابوالحسن اشعری اور اُن کے اتباع کہتے ہیں کہ
حضرت نے اپنے پروردگار کو بچشم سر دیکھا اور اب اس مذہب پر متاخرین کا اجماع واتفاق ہوگیا جلال مروزی کسی نے امام احمد بن

حنبل سے پوچھا کہ آپ عائشہ کے قول سے کیا جواب دیتے ہیں فرمایا حضرت کا ارشاد میرے نزدیک عائشہ کے قول سے زیادہ ہے آپ فرماتے ہیں انی رأیت ربی میں نے اپنے پروردگار کو دیکھا اور ابن عباس کہتے ہیں کہ بیشک حضرت نے اپنی آنکھ سے خدا کو دیکھا اور وہ جو ابن عباس سے ابو العالیہ نے تفسیر کریمہ ماکذب الفواد ما رأی میں نقل کیا کہ آپ نے جناب باری کو دوبارہ بچشم دل دیکھا وہاں علاوہ اس روایت کے مراد ہے چنانچہ طبرانی کی روایت میں تصریح ابن عباس سے وارد ہے کہ دوبار دیکھا ایک بار ساتھ دل کے اور ایک بار ساتھ آنکھ کے شیخ محی الدین نووی کہتے ہیں کہ عائشہ نے نہ حدیث سے تمسک کیا نہ اس باب میں حضرت سے کچھ روایت فرمایا اجتہاد صرف اُن کا ایسے معاملہ میں مقبول نہیں کہ مرتبہ حضرت کا قیاس سے بالا ہے جائز ہے کہ حضرت کو وہ مقام ملے جو عقل اور قیاس میں نہ آوے خصوصًا شب معراج کہ وقت خلوت خاص کا ہے اور رویت الٰہی اُس عالم میں ممکن ہے توقف اُسکا آخرت پر کسی دلیل قطعی سے ثابت نہیں کما سیجیٔ فانتظر چھٹا خاصہ جسم کے ساتھ ساتوں آسمان اور بیت المعمور بلکہ سدرۃ المنتہٰی سے تجاوز فرماکر لامکان پر پہنچے اس باب میں بھی عائشہ صدیقہ سے ایک روایت وارد ہے کہ میں نے اپنے بستر سے بدن حضرت کا گم نہ کیا اس لئے بعض علما نے کہا کہ معراج فقط روح کے ساتھ واقع ہے اور یہ اختلاف دوسرے اختلاف پر مبنی ہے جو کہتا ہے کہ بیداری میں واقع ہوئی وہ جسم کے ساتھ تسلیم کرتا ہے اور جو خواب میں کہتا ہے وہ صرف روح کیساتھ کہتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اسرا مکہ سے بیت المقدس تک بیداری میں ساتھ جسد کے تھی اور آگے اُس سے خواب میں ساتھ روح کے اور شاید اس قائل نے وقوع دونوں کا دو رات میں تجویز کیا ورنہ بعد سیر بیت المقدس کے استیلاء خواب کا سیر سمٰوات کیلئے بے معنی ہے ہاں اس تجویز سے جواب عائشہ صدیقہ کے قول کا بخوبی ہوسکتا ہے کہ اسرا ہجرت سے پہلے واقع ہے اور عائشہ کو ہم بستری حضرت سے بعد ہجرت کے حاصل ہوئی بلکہ اُسی رات عروج جسد شریف کا آسمانوں سے واقع ہوا اور عائشہ اُسوقت تک ہم بستر ہوئی تھیں کہ اس حال سے واقف ہوتیں شاید وہ کسی اور معراج کی نسبت کہ بعد از ہجرت واقع ہوئی ہو فرماتی ہیں اس لئے کہ عالم خواب میں آپکو بارہا حاصل ہوئی لیکن یہ دونوں مذہب معتبر نہیں جماہیر سلف وخلف کے نزدیک یہ سیر اور عروج دنیا سے دنیٰ فتدلّٰی تک عالم بیداری میں بدن شریف کے ساتھ ثابت ہے عمر ابن الخطاب اور ابن مسعود اور حذیفہ اور ابن عباس اور جابر اور ابو ہریرہ اور انس بن مالک اور مالک بن صعصعہ اور ابو حبہ بدری صحابہ سے اور حسن اور ابراہیم اور مجاہد اور عکرمہ اور ابن جریج اور سعید بن مسیب اور ابن شہاب اور سعید بن جبیر اور ضحاک و مسروق و قتادہ کا تابعین سے یہی مذہب ہے قال اللہ تعالٰی سبحان الذی اسرٰی بعبدہ اگر صرف روح مبارک کو لیجاتا بروح عبدہ فرماتا وقولہ سبحانہ مازاغ البصر وما طغٰی زیغ بصر جسمانی کی صفت ہے اور پروردگار تقدس وتعالٰی اُس کی نفی فرماتا ہے اور یہ باتیں کہ آپ براق پر سوار ہوئے اور انبیا کی امامت کی اور جبرئیل نے آسمان کے دروازے آپ کے لئے کھلوائے اور فرشتوں نے خوب دریافت کرکے کھولے اور رفرف پر سوار ہوکر حجاب قطع کیے سیر جسمانی پر دلالت کرتے ہیں اس میں کوئی محذور عقلی وشرعی لازم نہیں آتا کہ جس کے سبب سے ضرورت تاویل کی ہو۔ النصوص تحمل علی ظواہرہا متی امکن قاعدہ مسلمہ ہے ساتواں خاصہ اُس رات خالق کائنات نے آپکو بہشت و دوزخ کی سیر کرائی یہ بات بھی اور پیغمبروں کو عنایت نہ فرمائی آٹھواں خاصہ خدا سے ہمکلامی اگرچہ یہ دولت حضرت موسٰی

علیہ السلام کو بھی حاصل ہوئی مگر دیدار کے ساتھ جمع ہونا اُسکا آپ کیلئے خاص ہے ولنعم ماقیل سہ ہرچہ پیا بانچل اِست رخ خوب ترا ہمہ بروجہ کمال ست کمالا یخفیٰ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ **خلافت عظمیٰ** کہ حضرت ہمارے سب اُمور خصوصاً قسمت ارزاق وعلوم میں جناب باری کے خلیفہ ہیں صحیح حدیث میں وارد ہے کہ میں تقسیم کرنیوالا ہوں اور خدا عطا کرنے والا علما کہتے ہیں خدائے تعالیٰ نے کنجیاں خزانوں کی آپکے ہاتھ میں دیں جس طرح چاہتے ہیں عالم کو تقسیم کرتے ہیں اور جو کچھ اس عالم میں ہوتا ہے آپکے واسطے سے ہوتا ہے اور خدا اپنے ملک وخزانوں کا مالک ہے جسے چاہے عنایت فرمائے اور وہ بڑا فضل کرنے والا ہے شاہ عبدالعزیز صاحب اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ قیامت کے دن دریائے فیض الٰہی بڑے زور وشور سے بواسطہ آپکے جاری ہوگا اور آپ سب کو مراتب ومقامات تقسیم کریں گے گویا بہشت ودوزخ کے قاسم آپ ہوئیں گے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ **شفاعت کبریٰ** بیضاوی کہتے ہیں کہ شفاعت شفع سے ماخوذ ہے گویا مشفوع کہ تنہا اور وتر تھا شفیع نے اپنے نفس کو اُسکے ساتھ ضم کرکے شفع کیا م س آپ فرماتے ہیں اعطیت خمسا لم یعطھن احد قبلی مجھے پانچ چیزیں عنایت ہوئیں کہ مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں۔ نصرت بالرعب مسیرۃ شہر مدد دیا گیا میں ساتھ رعب کے ایک مہینے کی راہ تک وجعلت لی الارض مسجدا وطھورا فایما رجل من امتی ادرکتہ فلیصل اور کی گئی میرے لئے زمین مسجد اور پاک کرنیوالی کہ جس جگہ میرے کسی امتی کو نماز کا وقت ہو جاوے نماز پڑھے واحلت لی الغنائم ولم تحل لاحد قبلی اور غنیمتیں میرے لئے حلال ہوئیں کہ مجھ سے پہلے کسی کے واسطے حلال نہ ہوئیں واعطیت الشفاعۃ اور عطا کیا گیا میں شفاعت وکان النبی تبعث الی قومہ خاصۃ وبعثت الی الناس عامۃ اور ہر پیغمبر خاص اپنی قوم پر مبعوث ہوتا تھا اور میں سب آدمیوں پر مبعوث ہوا **سوال** حدیثوں میں وارد ہے **ق جہ** کہ قیامت کے دن پیغمبر شفاعت کرینگے پھر علما پھر شہداء دیلمی اور عالم سے کہا جائے گا کہ اپنے شاگردوں کی شفاعت کر اگرچہ آسمان کے تاروں کے برابر ہوں **ت ک ق** اور ایک امتی کی شفاعت سے بنی تمیم سے زیادہ لوگ بہشت میں جائیں گے **فائدہ** بعض علما کہتے ہیں کہ وہ امتی اویس قرنی ہیں ابن ابی عاصم **ن** اور نیک لوگ اپنے محسنوں کو جو کہ مستحق عذاب کے ہوئیں گے بہشت میں لیجائیں گے قال اللہ تعالیٰ فیوفیھم اجورھم ویزیدھم من فضلہ **ز** اور حاجی اپنے گھر والوں سے چار سو آدمی کی شفاعت کرے گا اور اسحٰق بن راہویہ جسکے تین بچے مرینگے قیامت کو بہشت کے دروازے پر ٹھہر جائینگے حکم ہوگا بہشت میں جاؤ عرض کرینگے کیونکر جائیں کہ ہمارے ماں باپ نہیں گئے تیسری بار میں حکم ہوگا تم اور تمہارے ماں باپ سب بہشت میں داخل ہوں **بل ک نی** روزہ اور قرآن قیامت کے دن شفاعت کرینگے روزہ کہے گا میں نے اُسے کھانے اور شہوت سے روکا شفاعت میری اُسکے حق میں قبول کر قرآن کہے گا میں نے اوسے سونے سے باز رکھا شفاعت میری اُس کے حق میں قبول فرما اور اُن کی شفاعت قبول ہوگی **ع** سورۂ بقر اور آل عمران کو قیامت کے دن دو بادل یا دو سائبان سیاہ کی صورت میں لاویں گے اور اُن کے بیچ میں ایک خط چمکتا ہوگا یا مانند دو غول طیور کے کہ صف باندھے ہوں لاوینگے وہ دونوں اپنے پڑھنے والے کی شفاعت میں اسقدر مجادلہ اور اصرار کریں گے کہ اُسے بہشت میں لیجاویں گے ابن مردویہ اصفہانی اور فرشتے کعبہ کو دولہن کی طرح سنوار کر محشر میں لیجاوینگے راہ میں میری قبر پر گزریگا بزبان فصیح کہے گا السلام علیک یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کہونگا وعلیک السلام یا بیت اللہ تیرے ساتھ میری اُمت نے کیا سلوک کیا اور تو اُس سے کیا سلوک کرے گا عرض کرے گا

یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپکی امت سے جو میری زیارت کو آیا اُسے میں بخشوالوں گا اور جو نہ آیا اُس کی آپ شفاعت کریں اور بخشوالیں کہتے ہیں اُس دن حاجی لوگ کعبہ کے پردوں سے لپٹے ہونگے اور اُسکے ساتھ بہشت میں جائینگے اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ جو مسلمان دوزخ سے نجات پائینگے وہ اُن مسلمانوں کیلئے جو دوزخ میں رہ جائیں گے خدا تعالیٰ سے اسطرح شفاعت کریں گے جیسے کوئی معتقد اپنے حق ثابت کیلئے اُس سے جس پر حق آتا ہے جھگڑتا ہے اور یہ بھی آیا ہے کہ بہشتی لوگ اپنے اہل وعیال کا حال فرشتوں سے پوچھیں گے وہ کہیں گے اپنے اپنے مکانوں میں کہ اُنکے اعمال کے موافق ہیں پہنچے کہیں گے ہمیں بے اُن کے لذت وآرام نہیں اُنھیں ہمارے پاس پہنچا دو فرشتے جناب الٰہی سے اجازت لیکر اُنکے اہل وعیال کو اُن سے ملادیں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الحقنا بھم ذریتھم وما التنٰھم من عملھم من شیئ۔ **جواب** وقا شفاعت پانچ قسم ہے ایک واسطے دفع ہول اور شدائد موقف کے جمہور اسی کو مقام محمود کہتے ہیں دوسرے ایک قوم کو بے حساب داخل کرنے کیلئے تیسرے مستحق عذاب کو عذاب سے بچانے کیلئے چوتھے دوزخیوں کو دوزخ سے نکالنے کیلئے پانچویں رفع درجات اہل جنت کیلئے اور قاضی عیاض نے چھٹی قسم یعنی تخفیف عذاب کیواسطے اور لکھی جیسے ابوطالب کیلئے واقع ہوگی اور بعضوں نے اور قسمیں بھی ذکر کریں ازانجملہ آپ ایک قوم کیلئے گرانی اعمال کی شفاعت کریں گے اور ایک گروہ کے حساب میں بشفاعت اُس جناب کے کی جاویگی اور ایک جماعت کیواسطے تقصیرات اور نقصانات عبادات سے اعراض کیا جائے گا اور اہل اعراف کہ نیکی بدی اُن کی برابر ہے بسبب شفاعت کے بہشت میں داخل ہوئیں گے اور بچے مشرکوں کے ان کی شفاعت سے اپنے ماں باپ کی ہمراہی سے نجات پائیں گے اور بعض لوگ آپ کی شفاعت سے بے حساب کے بہشت میں داخل کئے جائیں گے یہاں تک کہ بعضوں کے نزدیک شفاعت کی قسمیں بیس تک پہنچتی ہیں امام نووی فرماتے ہیں کہ دوسری اور پانچویں قسم حضرت کیلئے مخصوص ہے میں کہتا ہوں کہ گیارہویں قسم کی خصوصیت بھی آپ سے ظاہر ہے اور اول قسم کی خصوصیت تو باتفاق علما اور بحدیث صحیح ثابت ہے کہ جب اہل محشر درازی مصیبت سے تنگ آئیں گے اُسوقت بامید شفاعت آدم اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام کے پاس جائیں گے اور سوا نفسی نفسی کے کچھ جواب پائیں گے نکتہ لیکن حکمت الٰہی مقتضی اس امر کی ہوگی کہ اول لوگ اور پیغمبروں کے پاس جائیں گے اور سب مایوس اور ناامید ہو کر آخر میں حضرت کا دامن پکڑیں کہ سب پر ظاہر ہووے کہ یہ دولت اُسی جناب کیواسطے خاص ہے اگر اور پیغمبر بھی اس میں شریک ہوتے انکار نہ کرتے اور آپ کی فضیلت تمام عالم کو معلوم ہو کہ جس کام سے سب مقربان الٰہی نے انکار کیا آپنے بے تکلف انجام دیا **جواب دوم** آپ فرماتے ہیں ـــــ کہ قیامت کے دن پیغمبروں کا سردار خطیب اور صاحب اُنکی شفاعت کا ہوں یعنی اُس روز کوئی پیغمبر ـ ـ ـ ـ

ـ ـ کے دم نہ مارے گا جب میں دروازہ شفاعت کا کھولوں گا اور ـ ـ ـ ـ پیش دستی اور سبقت کروں گا تو اوروں کو بھی شفاعت

ـ ـ ـ ایک بادشاہ جبار قاہر کے حضور میں گنہگار غلام اور رعیتی اُس کے پکڑے آویں اور کوئی امیر وزیر بسبب ہیبت سلطانی کے اُن کی شفاعت نہ کرسکے گا ناگاہ محبوب اُس بادشاہ عرش بارگاہ کا دربار میں آوے اور پیاری پیاری باتوں سے بادشاہ کو رحم کی طرف متوجہ کرے جبکہ اور ارکان دولت مزاج حضرت کا بخشش کیطرف متوجہ پاویں اپنے اپنے توسلوں کی بقدر اپنے مرتبہ اور ہمت کے سفارش کریں درحقیقت یہ شفاعت اثر اُس کی شفاعت کا اور یہ سفارش ایک پرتوہ اُس کے سفارش کا ہے بلکہ حقیقت میں حقیقت شفاعت کی اُس کے لئے مخصوص ہے کما لا یخفیٰ **جواب سوم** ہوسکتا ہے کہ شفاعت

آپ کیلئے خاص ہو اور انبیا اور علما اور شہدا و صلحا اپنے اپنے متوسلوں کی آپ کے حضور میں شفاعت کریں اور فعلیت اس امکان کی دو گواہ سے ثابت ہے اول یہ کہ قول آں جناب کا وصاحب شفاعتہم اس معنی کو بھی متحمل ہے دوسرے وارد ہے کہ جب اہل محشر آدم اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے مایوس ہو کر حضرت کی خدمت میں آئیں گے عرض کریں گے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم خدا کے محبوب اور اول اور آخر میں مغفور و مامون اور خاتم النبیین ہو اگر تم نے جواب دیا تو ہمارا کہیں ٹھکانہ نہ رہا آپ فرمائیں گے میں ہی ہوں آج شفاعت کیلئے یعنی آج شفاعت کرنا میرا ہی کام ہے پھر آپ جناب الٰہی میں سجدہ کرینگے حکم ہوگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سر اٹھاؤ اور کہو کہ تمہاری بات سنی جائیگی اور مانگو تم کو دیا جائے گا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہوگی۔ آپ سر اٹھا کر عرض کریں گے الٰہی جبرئیل نے تیرے ---- مجھے وعدہ دیا تھا کہ تو مجھے قیامت کے دن راضی اور خوش کریگا سو میں اس عہد کا ایفا چاہتا ہوں ارشاد ہوگا جبرئیل نے سچ کہا تھا میں بیشک تمہیں راضی اور خوش کرونگا اور شفاعت تمہاری قبول فرماؤنگا پھر آپ اپنے ہاتھ سے بہشت کا قفل کھول کر لوگوں کو اس میں داخل کریں گے اور اپنی امت کے حال پر متوجہ ہوئیں گے تو معلوم ہوگا کہ اسوقت چوتھائی آپ کی امت سے ہیں اور ابھی ہزاروں آدمی دوزخ میں جل رہے ہیں اسوقت بسبب کمال شفقت کے نہایت غمگین ہوئیں گے اور جناب الٰہی میں عرض کرینگے خدایا میری امت کو دوزخ سے نجات دے حکم ہوگا جس کے دل میں جو برابر ایمان ہے اسے نکال لے اور آپ کی پیروی کر کے اور پیغمبر بھی اپنی اپنی امت کی شفاعت کریں گے پھر آپ بحکم جناب باری فرشتوں کے ساتھ دوزخ پر تشریف لیجا کر فرمائیں گے اے یارو اپنے اپنے دوستوں اور عزیزوں کو یاد کرو اور بتلاؤ کہ فرشتے آگ سے نکالیں شہید ستر آدمی کی اور حافظ دس کی اور علما و اولیا اپنے مرتبوں کے موافق صدہا ہزارہا آدمی کی شفاعت کریں گے اور فرشتے اُن کے کہنے کے موافق لوگوں کو آگ سے نکالیں گے اس شفاعت میں بلکہ سب جگہ گنہگاران اہلبیت پہلے نجات پائیں گے پھر آپ شفاعت کریں گے حکم ہوگا جس کے دل میں رائی برابر ایمان ہو دوزخ سے نکال لو پھر اصحاب اور علما اور اولیا موافق ارشاد کے اپنے اپنے متوسلوں کو دوزخ سے نکلوائیں گے پھر آپ شفاعت کرینگے حکم ہوگا جس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہو اُسے بھی نکال لو اسی طرح بہت خلق کو دوزخ سے نکال لیں گے صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جو کسی سے توسل نہ رکھتے تھے اور سوا کلمہ گوئی کے کچھ نیکی نہ کرتے تھے آپ اُنکی شفاعت کریں گے حکم ہوگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بخشش اُن کی شفاعت پر نہیں صرف میری رحمت پر ہے قسم اپنی عزت و جلال و کبریائی و عظمت کی کہ جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہے میں اُسے بخش دونگا اس جگہ سے قول صاحب تقویۃ الایمان کا بخوبی باطل ہوا حیث قال تیسری صورت یہ ہے کہ چور پر چوری تو ثابت ہو گئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں اور چوری کو اس نے کچھ اپنا پیشہ نہیں ٹھہرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا سو اس پر شرمندہ ہے اور رات دن ڈرتا اور بادشاہ کے آئین کو سر اور آنکھوں پر رکھ کر اپنے تئیں تقصیر وار سمجھتا ہے اور لائق سزا کے اور بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر وزیر کی پناہ نہیں ڈھونڈتا اور اس کے مقابلہ میں کسی کی حمایت نہیں چاہتا اور رات دن اسی کا منہ دیکھ رہا ہے کہ دیکھئے میرے حق میں کیا حکم فرماتا ہے سو اُسکا یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگزر نہیں کر سکتا کہ کہیں لوگوں کے دل میں اس آئین کی قدر نہ گھٹ جائے سو کوئی امیر وزیر اس کی مرضی پا کر اس تقصیر وار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اُسکی سفارش کا نام کر کے اُس چور کی تقصیر معاف

کردیتا ہے سو اُس امیر نے اُس چور کی سفارش اس واسطے نہیں کی کہ اُس کا قرابتی ہے یا آشنا یا اُسکی حمایت اُس نے اٹھائی ہے بلکہ محض بادشاہ کی مرضی سمجھ کر کیونکہ وہ تو بادشاہ کا امیر ہے نہ چوروں کا تھانگی جو چور کا حمایتی بنکر اُسکی سفارش کرتا تو آپ بھی چور ہو جاتا اسکو شفاعت بالاذن کہتے ہیں یعنی یہ سفارش خود مالک کی پروانگی سے ہوئیگی سو اللہ کی جناب میں اس قسم کی شفاعت ہو سکتی ہے اور جس نبی ولی کی شفاعت کا قرآن و حدیث میں مذکور ہے سو اُسکے یہی معنی ہیں اور چند سطر کے بعد لکھتا ہے وہ بڑا غفور رحیم ہے سب مشکلیں اپنے ہی فضل سے کھولدیگا اور سب گناہ اپنی رحمت سے بخش دیگا اور جسکو چاہے گا اپنے حکم سے اُسکا شفیع بنا دیگا انتہی کلام منصف ماہر علم دین پر بخوبی ظاہر کہ کلام اس علامہ زماں کا قواعد دین متین اور اصول شرع مبین اور عقائد اہل اسلام اور تصریحات سلف کرام سے کس درجہ خلاف ہے **قولہ** کسی امیر وزیر کی پناہ نہیں ڈھونڈھتا پناہ ڈھونڈنا بھی دو قسم ہے ایک یہ کہ دوسرے ہم جنس کی پناہ ڈھونڈے کہ جس کی حمایت سے بادشاہ کے غضب سے محفوظ رہے اور بادشاہ بسبب اُسکی حمایت کے غضب رانی کی قدرت نہ رکھے سو اس قسم کی حمایت پروردگار کے مقابلہ میں بیشک محال ہے لیکن لفظ امیر وزیر کا مناسب اس قسم کے نہیں کہ اُن سے پناہ پکڑنا اور حمایت چاہنا اس امید پر اور اس غرض کیواسطے نہیں ہوتا بلکہ وہ دوسری قسم ہے کہ ان مقربان سلطانی کے وسیلہ سے حال زار اپنا حضور میں عرض کرے شاید اُسکی عاجزی اور شرمساری پر کہ بسبب کمال شرمندگی اور روسیاہی اور خوف وہیبت بادشاہی کے اُسکے حضور میں دم نہیں مارتا اوروں سے کہتا ہے کہ تم حال میرا حضور میں عرض کرو بادشاہ کو رحم آئے یا اُن مقربان کے خوش کرنے اور عزت بڑھانے کیلئے اُسکے قصور سے درگذر فرمائے اور یہ قسم ثابت ہے اسی کو شفاعت کہتے ہیں کریمہ ولو انھم اذظلموا انفسھم جاؤک اسی قسم کے توسل کی طرف اشارہ کرتی ہے اور حدیث صحیح سے جسے شیخین نے روایت کیا بتصریح ثابت ہے کہ لوگ قیامت کی سختی سے تنگ آ کر پیغمبروں کے پاس جائیں گے آخر حضرت کی شفاعت سے نجات پائینگے بیہقی کہتے ہیں کہ آیت کریمہ لا تملک نفس لنفس شیئا شفاعت کی نفی نہیں کرتی کہ جسطرح دنیا میں بعض آدمی اپنے نفس اور متعلقوں سے زور و قوت کے ساتھ دوسرے کے اضرار کو روک سکتے ہیں یہ بات قیامت کے دن نہ ہوگی اور شفاعت اس بات سے نہیں کہ وہ تو شفاعت کرنیوالے کی عاجزی ہے اُسکے آگے جس سے شفاعت کرے **قولہ** مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگذر نہیں کر سکتا کہ کہیں لوگوں کے دل میں قدر اس آئین کی نہ گھٹ جائے اول لفظ نہیں کر سکتا جناب احدیت کی شایان نہیں یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید وھو علی کل شیئ قدیر اُس کی شان ہے اُسکے افعال علت و سبب و غایت اور غرض پر موقوف نہیں نہ کوئی امر وہاں مانع ہو سکتا ہے نہ کوئی بات اُس پر واجب شرح مواقف کے پانچویں موقف کے چھٹے مرصد کے آٹھویں مقصد میں تصریح اس کی موجود ہے حتی کہ اہلسنت کے مذہب میں کفر کا بخشا جانا عقلا جائز ہے معتزلہ ممنوع عقلی کہتے ہیں اہلسنت اُن کے مذہب کی تردید کرتے ہیں جیسا کہ شرح عقائد نسفی اور خیالی سے ظاہر ہے ان صاحب کی بیبا کی دیکھو کہ لایسئل عما یفعل بھول گئے اور کفش برداری معتزلہ کی کرنے لگے کہ کہتے ہیں کہ اگر گنہگار بے عذاب بخشے جائیں تو وعید میں خلف واقع ہو اور خدا کی بات بدل جائے اور جواب اُن کا یہ ہے کہ آیات عفو بکثرت ہیں اگر انھیں آیات وعید کا مخصص قرار نہ دیں تو کلام میں تناقص لازم آئے مطلب آئین کا یہ ہے کہ گنہگاروں کو عذاب ہوگا سو اُن کے جنکو اپنے فضل سے بخشے یا اور جبکہ اُس آئین میں عفو بھی ہے اور سزا بھی ہے اور صاف لکھا ہے کہ جسے ہم چاہیں گے بخش دیں گے تو عفو سے قدر آئین کی

کیوں گھٹے گی لطف یہ ہے کہ بنگوار آیت کریمہ ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء کے بیان میں لکھا ہے کہ باقی گناہ اللہ کی مرضی پر ہیں چاہے معاف کرے چاہے سزا دے وہی اللہ معاذ اللہ اس جگہ بے سبب درگذر نہیں کرسکتا دوسرے وہ حیلہ وحوالے سے پاک ہے اُس کے فعل پر کون حرف رکھ سکتا ہے لا یسئل عما یفعل تیسرے اسی حدیث سے ثابت کہ بعد شفاعت کے ایک جماعت کو محض بے سبب بخشدیگا کیا اُسوقت قدر آئین کی نہ گھٹے گی شفاعت کو برعایت آئین حیلہ مغفرت کرنا پھر اُس آئین کو توڑ دینا بادشاہان مجازی کو زیب نہیں دیتا بادشاہ حقیقی کب تجویز کریگا تعالی اللہ عن ذلک علوا کثیرا دوسری حدیث بخاری ومسلم کی زیادہ مصرح ہے جس میں بعد ذکر شفاعت مومنین کے موجود ہے کہ خدا تعالی فرمائے گا فرشتوں نے شفاعت کی اور پیغمبروں نے شفاعت کی اور مسلمانوں نے شفاعت کی اور نہ باقی رہا مگر ارحم الراحمین پھر ایک مٹھی دوزخ سے بھریگا اور ایسے لوگوں کو نکالے گا جنھوں نے کبھی بھلائی نہ کی اور یہ بھی وارد ہوا کہ جب وہ دوزخ سے نکلیں گے جل کر کوئلے ہو گئے ہوں گے پھر اُنھیں نہر الحیواۃ میں ڈالے گا کہ موتی کے مانند چمکنے لگیں گے بہشتی کہیں گے یہ اللہ کے آزاد کئے ہوئے ہیں داخل کیا اُس نے ان کو بہشت میں بے کسی عمل بے کسی چیز کے کہ آگے کر چکے ہوں قولہ سو اس امیر نے اُس چور کی شفارش اس واسطے نہیں کی کہ اُس کا قرابتی ہے یا آشنا الاجواس شخص نے حیلہ سازی کو معاذ اللہ شفاعت کی تقریب ٹھہرایا اور جو درحقیقت تقریب شفاعت اور قرآن وحدیث سے ثابت ہے اُسکی نفی کی بیچ فرمایا حضرت عمر نے م س بدور سافرہ اس اُمت میں ایک قوم ہوگی کہ شفاعت کی تکذیب کریگی

جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اُسکا شفیع بنادیگا خدا کی قدرت سے کون انکار کرسکتا ہے مگر صرف ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت عامہ کا اذن ہوا اور آپ سے وعدہ ہوگیا کہ یہ منصب عمدہ تم کو عنایت ہوگا عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی اعطیت خمسا لم یعطھن احد قبلی حدیث عرصات میں کس تصریح سے وارد ہے کہ سب پیغمبر اُس روز نفسی نفسی کہیں گے اور آپ بے تامل فرمائیں گے انا لھا میں ہوں شفاعت کیلئے اور کریمہ من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ اور ما من شفیع الا من بعد اذنہ اور لا یشفعون الا لمن ارتضی اور لا تنفع الشفاعۃ عندہ الا لمن اذن لہ میں اذن کے یہ معنی نہیں کہ خاص ہر ہر گنہگار کیلئے اُسوقت حکم دیا جاوے اور الا لمن ارتضی سے مسلمان مراد ہیں کفار کی شفاعت مرضی نہیں اور نہ کوئی کریگا مگر امثال ابوطالب کیواسطے تخفیف عذاب کے رضائے الہی خلاف نہیں تفسیر خازن میں جسکو صاحب تنبیہ الغافلین سند اپنی مدعا کی جانتا ہے اسی قدر لکھا ہے والمعنی لا یشفع عندہ احد الا بامرہ وارادتہ ظاہر ہے کہ انبیا واولیا تو کوئی کام بے اجازت ورضائے مولی نہیں کرتے اور وہ جو حدیث شفاعت میں واقع ہے فاستاذن علی ربی فیؤذن لی شارحین کہتے ہیں مقام قرب میں داخل ہونے کا اذن چاہونگا کہ اذن فرمائیگا اس مضمون کی خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری حدیث میں کہ بطریق صحیح مروی ہے تصریح کردی فاستاذن علی ربی فی دارہ پس یہ استیذان دخول وارد ہے کہ مسنون اور آداب سے ہے نہ استیذان شفاعت کما وھموا واللہ اعلم اور پیغمبر ایک ہی قبلہ کیطرف نماز پڑھتے رہے یہ امر بھی آپ کیلئے مخصوص ہے کہ آپنے بیت المقدس اور کعبہ کیطرف نماز پڑھی اور برکت دونوں قبلوں کی حاصل کی اسی واسطے آپ کو امام القبلتین کہتے ہیں اللہ تعالی نے آپ کے خلق عظیم عنایت فرمایا اور حسن ظاہری اور

باطنی عطا کیا کہ آپ کی صورت و سیرت دیکھکر ہزاروں منکر اقرار کرتے لیس ھذا وجہ الکذاب یعنی یہ منہ جھوٹوں کا سا نہیں ہے یہ سب باتیں جو اس باب میں شمار کی گئیں ایک شمہ آپ کے خصائص ظاہرہ کا ہے اور خصائص باطنہ جیسے قرب دائم اور عرفان اتم اور انوار و تجلیات کہ بمصداق کریمہ وللآخرۃ خیرلک من الاولیٰ روز بروز بڑھتی جاتی ہیں اور وہ احوال و مقامات جو اس جناب کے حاصل ہوئے اور ہوتے ہیں اور ہونگے حد و شمار سے باہر بلکہ احاطۂ وہم و فکر سے وراہیں سے بذروۂ مدارج قدر رفیع تو ٭ نے عقل راہ یابد و نی فہم پے برد۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو مرتبہ اور مقام آنکو ملا کسی کو حاصل نہوا اور جو عنایت کہ ازل سے ابد تک اُن کے حال پر ہے کسی جن و بشر و ولی پیغمبر پر نہیں۔ بیت قبائے سلطنت ہر دو کون تشریفی است ٭ کہ جز بقامت اقبال وے نیایدراست۔ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ؁ بعض کہتے ہیں عسر سے وہ تکلیف اور تنگدستی مراد ہے جو مکہ میں آپ پر اور آپکے یاروں پر گزرتی تھی اور یسر سے وہ فراغت اور آسودگی کہ مدینہ سکینہ میں اس جناب اور اصحاب کو حاصل ہوئی معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ ایک دن کافروں نے آپ سے کہا کہ اگر تمنے مال حاصل کرنے کے لئے یہ نیا طریق نکالا ہے تو تم اس سے باز آؤ ہم سے جس قدر مال چاہو لو آپ اس بات پر نہایت غمگین ہوئے خدا تعالیٰ نے آپ کی تسکین اور تشفی کے واسطے یہ آیت نازل فرمائی یعنی یہ کافر کیا مال دکھلاتے ہیں ہم ایسی فرغت تم کو عنایت کریں گے کہ تمام عرب تمہارے قبضہ میں آجاوے گا اور تمہاری اُمت کے لوگ روم اور ایران کے خزانے بانٹیں گے اور قاضی بیضاوی عسر کو سینہ کی تنگی اور بار گراں اور قوم کی گمراہی اور اُن کی ایذا رسانی اور یسر کو شرح اور وضع اور قوم کے راہ پانے اور فرمانبردار ہو جانے کیساتھ تفسیر کرتے ہیں بعض کہتے ہیں عسر سے جہاد کی مشقت اور یسر سے فتح و نصرت مراد ہے ہر چند کہ تجہیز جیوش اور لشکروں کی درستی میں بہت دقت حاصل ہوتی ہے مگر فتح و نصرت بھی اُسکے ساتھ ہی لگی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ جب تینوں نعمتیں یعنی شرح صدر اور وضع وزر اور رفع ذکر کا بیان ہو چکا تو اب اُس امر کی طرف جس کی برکت سے ایسی عمدہ نعمتیں کہ تمام فضائل اور کمالات کو شامل اور جملہ مراتب اور مقامات کو جامع ہیں۔ حاصل ہوئیں ارشاد کیا جاتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے فان مع العسر یسرا یعنی یہ سب خوبیاں اور نعمتیں تم کو ان سختیوں اور مشقتوں کی وجہ سے حاصل ہوئیں جو تم نے ہماری راہ میں اٹھائیں اسلئے کہ بتحقیق ہر سختی کیساتھ آسانی یعنی اُس سختی کے بوجھ اٹھانیکی طاقت کہ عین اُس سختی کی حالت میں ہماری درگاہ سے عنایت ہوتی ہے اور یہ آسانی اُس جناب کو سینہ کی کشادگی اور حوصلہ کی فراخی کے سبب میسر ہوئی کہ ہر کمال کو باوجود پیش آنے انواع مزاحم اور اقسام موانع کے باحسن وجوہ حاصل فرماتے اور ہر سخت کام کو باوجود طرح طرح کی سختیوں اور آفتوں کے بے تکلف انجام کو پہنچاتے اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا تحقیق اس مشکل کیساتھ دوسری آسانی بھی ہے اور وہ دوسری آسانی مرتبوں کی بلندی ہے اس لئے کہ آدمی اگر خدا کیواسطے سخت سخت مصیبتوں پر صبر کرتا ہے اور بڑے بڑے دشوار کاموں پر مستقل رہتا ہے تو حق تعالیٰ اُس صبر و استقلال کی وجہ سے مرتبے اور درجے اُس کے بلند فرماتا ہے اور جو بندہ کسی کے خوش کرنے کیلئے اپنے نفس پر سختی اور مشقت گوارہ کرتا ہے قدر و قیمت اُس کی اُن کے نزدیک زیادہ ہوتی ہے اور حق انکا اس پر ثابت ہوتا ہے اور یہی امر اس کو صبر و تحمل پر باعث ہوتا ہے دنیا دار جاہ و منزلت کی توقع پر طرح طرح کی سختیں دنیا کے معاملہ میں اٹھاتے ہیں اور دیندار ثواب آخرت اور نعیم جنت کی اُمید پر شب و روز عبادت و ریاضت میں

مشغول رہتے ہیں اور اس جگہ کئی امر قابل بیان کے ہیں امر اوّل یہ ہے فا اس آیت میں واسطے بیان علیت اور تصریح سبب مابعد کے ہے چنانچہ ضمن تفسیر میں بھی اس طرف اشارہ کیا گیا یعنی خدا تعالیٰ نے آپ کے سینہ کو کھولا اور بوجھ آپ کا اتار دیا اور ذکر آپ کا بلند کیا اسلئے کہ وہ اپنے بندوں کو ہر سختی کیساتھ آسانی عنایت فرماتا ہے اور ہر تنگی کیساتھ فراخی بخشتا ہے اور اس مقام پر یہ شبہہ کہ ترتیب سبب مسبب پر معقول نہیں بلکہ مسبب سبب پر مترتب ہوتا ہے وارد نہیں ہو سکتا اسلئے کہ ذکر سبب ذکر سبب کو اقتضا کرتا ہے ہاں یہ شبہہ باعتبار نفس الامر کے وارد ہو سکتا ہے کہ نظر دقیق انشراح صدر کے سبب لئے ورود مصیبت اور قوت وتحمل کے مسبب پر حکم کرتی ہے اس لئے ابتدا امر میں خدا تعالیٰ محض فضل وکرم سے مقبولان بارگاہ کے سینوں کو ایک طرح کی فراخی عنایت فرماتا ہے کہ اس سے تحمل ومصائب کی استعداد انکے دل میں پیدا ہوتی ہے پھر وہ اس استعداد کے موافق بھاری بھاری کاموں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اُن کو اپنے دوش ہمت پر اُٹھا کر نہایت کو پہنچاتے ہیں اور اُن کے صلہ میں بڑے بڑے درجے اور مرتبے اور دونوں جہان میں عزت اور ناموری حاصل کرتے ہیں اور جواب اُسکا یہ ہے کہ جس طرح اصل شرح صدر ورود عسر اور حصول یسر کے استعداد کا موجب ہے اس طرح کمال اُس کا مشقت کے ورود اور اُس کے اُٹھا لینے سے متاخر اور اُس کا سبب ہے قاعدہ یہ ہے کہ جو شخص مشقت زیادہ اٹھاتا ہے سینہ اُس کا زیادہ کشادہ ہو جاتا ہے چنانچہ جو لوگ جنگ وپیکار کی سختی ایک بار اُٹھا لیتے ہیں اُن کے دل سے خوف اور ڈر نکل جاتا ہے اور لڑنے پر دلیر ہو جاتا ہے اسی طرح جب مقبولان الٰہی اپنی استعداد کے موافق جو کہ ذہنی شرح صدر کی وجہ سے اُن کو حاصل ہوتی ہے کسی کام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اُسے بڑی محنت ومشقت سے انجام کو پہنچاتے ہیں سینہ اُن کا زیادہ کشادہ ہو جاتا ہے اور حوصلہ اُن کا بڑھ جاتا ہے اُس وقت استعداد دوسرے کام کی کہ پہلے سے زیادہ بھاری ہے کمال کی حد کو پہنچتی ہے چنانچہ یہ ترتیب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے بھی جو وضعنا عنک وزرک کی تفسیر میں مذکور ہوئی ظاہر ہے کہ ہر پچھلا واقعہ اور معاملہ اُن میں سے بہ نسبت اپنے ماقبل کے سخت تر ہے پس ہر مرتبہ انشراح صدر کا سوا مرتبہ اولیٰ کے معاملہ سابقہ کا مسبب اور معاملہ لاحقہ کا سبب ہے اور کمال اس نعمت یعنی شرح صدر کا ورود عسر اور حصول یسر سے متاخر اور اُن پر مترتب ہے اور اس تقریر سے یہ بات بھی ظاہر ہوئی کہ کمال حقیقی نعمت شرح صدر اور اسکے دونوں فروع یعنی وضع وزر اور رفع ذکر کا حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک میں منحصر ہے کہ جس قدر مصیبتیں راہ دین میں اُس جناب پر گذریں کسی پیغمبر اور رسول کو پیش نہیں آئیں آپ فرماتے ہیں ما اوذی نبی مثل ما اوذیت میرے برابر کوئی پیغمبر نہ ایذا دیا گیا اور اصل ہونا اصل شرح صدر کا اور پیرو ہونا وضع وزر اور رفع ذکر کا بھی بخوبی ظاہر ہوا کہ عالی ہمت کو جو سخت کام کہ پیش آتا ہے سینہ کی کشادگی اور حوصلہ کی فراخی سے آسان معلوم ہوتا ہے یہانتک با وجود انواع مزاحم اور طرح طرح کی مشقتوں کے اور موانع کے اُسکو حاصل کر کے اپنے اقران وامثال میں بڑی عزت اور زمانہ حال واستقبال میں کمال شہرت پیدا کرتا ہے اور یہ بات بھی ظاہر ہوئی کہ نعمت اصلی یعنی عطیہ کمال ذاتی انسان کا نہیں بلکہ جس کو اپنے کام کیلئے پیدا کرتے ہیں اور دونوں جہان کی عزت دینا چاہتے ہیں اُس کے حوصلہ کو فراخ اور سینہ کو کشادہ اور ہمت کو بلند اور دل کو قوی اور نفس کو مطمئن اور عقل کو کامل اور سر کو ماسوا سے پاک اور روح کو جسم پر غالب اور حواس کو خیال غیر سے خالی کرتے ہیں تا ہر سخت کام کو جو راہ محبوب میں پیش آوے بے تکلف اُٹھا لے اور کسی تکلیف ومشقت وبلائے مصیبت

سے نہ گھبرائے اور جسے سعادت و عزت سے محروم رکھنا چاہتے ہیں اُسکے سینہ کو تنگ اور حوصلہ کو پست کرتے ہیں کہ ہرگز اس راہ کی طرف خیال نہیں کرتا اور جو کرتا ہے تو ادنیٰ تکلیف سے گھبرا کر اپنے ارادہ سے باز رہتا ہے اکثر بدمذہب دین اسلام کی حقیقت کا اقرار کرتے ہیں اور جو اُس سے کہا جاتا ہے کہ پھر تم کس لئے اس اچھے دین کو اختیار نہیں کرتے تو کہتے ہیں کہ اگر ہم اپنے مذہب کو چھوڑ دیں اور دین اسلام اختیار کریں تو ہمارے جورو بچے ہم سے چھٹ جائیں اور دوست آشنا دشمن ہو جائیں یا کہتے ہیں کہ اگر ہم مسلمان ہو جائیں تو ہمارے عزیز قریب ہم کو گھر سے نکال دیں یا ہمارے ہم مذہب ہم پر طعن و تشنیع کریں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام ومن یرد ان یضلہ یجعل صدرہ ضیقا حرجا کانما یصعد فی السماء جسے خدا تعالیٰ راہ دکھاتا ہے اُسکے سینہ کو اسلام کیلئے کشادہ کرتا ہے اور جسے گمراہ کیا چاہتا ہے اس کے سینہ کو ایسا تنگ کرتا ہے گویا وہ آسمان پر چڑھتا ہے امر دوم کلمہ مع عرب کے لغت میں مقارنت کے واسطے اور ساتھ کے معنی پر آتا ہے اور اُس سے تنگی اور فراخی کے زمانہ کا ایک ہونا سمجھا جاتا ہے اور ممکن ہے کہ ایک چیز ایک اعتبار سے آسانی ہو جیسے کہتے ہیں کہ بیماری اور تنگ دستی اگرچہ فی نفسہٖ مصیبت ہے مگر مسلمان کے حق میں آسانی ہے اس لئے کہ بیماری سے اُس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور مفلسی سے آخرت کے حساب کتاب میں آسانی اور چوری اور لوٹ اور حاکم کے تاوان سے بے فکری ہوتی ہے اور کافروں سے لڑ کر اپنا سر کٹانا اگرچہ بڑا دشوار کام ہے مگر ثواب کی امید اور بہشت کی توقع اُسکو آسان کر دیتی ہے پس ہر مصیبت یا صاحب مصیبت پر شاق ہوتی ہے مگر دوسرے اعتبار سے اُسکے حق میں آسانی اور فائدہ کا سبب ہو سکتی ہے اور یا شاق ہی نہیں ہوتی پہلی صورت میں اجتماع ضدین زمانہ واحد میں ہے مگر دو اعتبار سے اور یہ ممنوع نہیں اور دوسری صورت میں اجتماع ضدین سے نہیں بلکہ فقط آسانی پائی جاتی ہے اہل بیت طریقت فرماتے ہیں کہ طالب اپنے مولیٰ کے کسی مصیبت سے دل تنگ نہیں ہوتے بلکہ اس نظر سے کہ وہ مصیبت اُنکے محبوب نے اُن پر نازل فرمائی ہے محظوظ و مسرور رہتے ہیں اور اُس مصیبت سے لذت اُٹھاتے ہیں اگلے مفسروں نے اس بات کی طرف توجہ نہ فرمائی اس لئے اُن کو اس تکلیف و تاویل کی حاجت ہوئی کہ مع اگرچہ عرب کی زبان میں مقاربت کے لئے آتا ہے مگر جو ایک چیز دوسرے چیز کے بعد حاصل ہوتی ہے اُس نزدیکی کو بھی ملنا کہتے ہیں اور مع کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں اور دنیا کی سختی سے اگرچہ دراز ہو آخرت کی آسانی سے بہت نزدیک ہے گویا دونوں ملے ہوتے ہیں اور اُن کا ایک ہی زمانہ ہے امر سوم بعض مفسرین کہتے ہیں کہ تکرار اس آیت کی واسطے تاکید کے ہے اور وجہ تاکید کی یہ ہے کہ جب آدمی کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے سمجھتا ہے کہ اب یہ مصیبت کبھی دور نہ ہوگی اسلئے آسانی کے وعدہ کو مؤکد کیا اور مزید تاکید کیواسطے حرف ان کیساتھ مصدر تا آفت زدوں اور شکستہ دلوں کی اچھی طرح تسکین ہو جائے اور کسی طرح کا شک و شبہ اس امر میں واقع نہ رہے علامہ بیضاوی اپنی تفسیر میں کہتے ہیں کہ انّ معرض شک میں مذکور ہوتا ہے اور مرد سے نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ قائم ان عبداللہ قائم اور ان عبداللہ لقائم میں یہ فرق ہے کہ پہلا جملہ مجرد اخبار ہے اور دوسرا جواب ہے سائل متردد فی القیام اور تیسرا جواب ہے منکر عن قیام کا مگر تاسیس تاکید سے اولیٰ ہے اس لئے محققین اس آیت کو دو وجہ کیساتھ تفسیر کرتے ہیں اول یہ کہ پہلی آیت میں عسر سے تنگ دستی اور مفلسی اور یسر سے وہ آسودگی اور فراخی کہ عرب کے فتح ہونے سے آپکو اور آپ کے یاروں کو حاصل ہوئی مراد ہے اور اس آیت میں عسر سے دنیا کی تکلیف اور

یسر سے آخرت کی آسائش پس پچھلی آیت جملہ مستانفہ ہے اسی واسطے فا اور واو سے معرا ہے اور پہلی آیت سے یہ شبہہ وظن گزرتا ہے کہ جب محتاجی کے بدلے دنیا میں آسائش حاصل ہوئی تو آخرت میں ساتھ اُسکے جزا کچھ نہ ملےگی اور یہ خیال اس سوال پر باعث ہوتا ہے ھل مع العسر فی الدنیا یسر فی الآخرۃ اُس کے جواب میں ارشاد ہوتا ہے ان مع العسر یسرًا محض دنیا کی ہر سختی کیساتھ آخرت کی آسانی ہے یعنی ہمارا کرم ورحم ایسا نہیں کہ اس تکلیف کے بدلے فقط دنیا میں آسائش دین اور آخرت کے ثواب سے محروم کریں بلکہ دنیا میں بھی فراغت بخشیں گے اور آخرت میں بھی ثواب عنایت کریں گے دوسرے یہ کہ پہلی آیت میں عسر سے ہر عسر اور یسر سے اوسکے اٹھانے کی طاقت اور دوسری آیت میں عسر سے وہی عسر اور یسر سے دوسری آسانی یعنی مرتبوں کی بلندی مراد ہے اس لئے کہ نکرہ جب نکرہ کے بعد کلام عرب میں واقع ہوتا ہے ثانی سے فرد مغائر للاول مراد لیا جاتا ہے اور معرفہ جب نکرہ یا معرفہ کے بعد آتا ہے اتحاد کو چاہتا ہے مثلاً ان للصائم فرحۃ۔ ان للصائم فرحۃ سے ہر صائم کیلئے دو فرحت مراد ہیں ایک فرحت افطار کے نزدیک اور دوسری فرحت خدا سے ملنے کے وقت اور اذا اکتسبت درھما فانفق الدرھم کے یہ معنی ہیں کہ جسوقت تو ایک درہم کماوے تو اُس درہم کو صرف کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ارسلنا الی فرعون رسولا فعصیٰ فرعون الرسول ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا پس فرعون نے اُس رسول کی نافرمانی کی اور جو فانفق درھما کہے معنی اُس کے یہ ہوجاویں کہ جسوقت تو ایک درہم کمائے تو دوسرے درہم کو صرف کر پس مدلول دونوں عسر کا ایک اور دونوں یسر کا جدا جدا ہے اور وہ جو علامہ ابو علی حسین بن یحییٰ جرجانی صاحب النظم اس قاعدہ سے انکار کرتے ہیں کہ قول ہمارے ان مع الفارس سیفا ان مع الفارس سیفا سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ فارس ایک اور تلواریں دو ہیں صحیح نہیں اسلئے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے اور یاروں سے ارشاد کیا کہ خوش ہو حق تعالیٰ نے دنیا کی ہر سختی کے بعد دو آسانی کا وعدہ فرمایا ہے ایک آسانی دنیا میں اور ایک آخرت میں اور صحیح حدیث میں وارد ہے کہ لن یغلب عسر یسرین یعنی ایک سختی دو آسانیوں پر ہرگز غالب نہوگی یعنی اگر دنیا کی آسانی پر اُسکی تکلیف غالب بھی ہوجائے آخرت کی آسانی اور وہاں کے آرام وآسائش پر کسی طرح غالب نہیں ہوسکتی اسی جگہ سے کہتے ہیں کہ جب آدمی کو کوئی دشواری اور مشکل پیش آوے اس آیت کے مضمون پر نظر کرے خدا تعالیٰ اُس کے دل کو رنج وغم سے پاک فرمادے اور تسکین وتشفی بخشے بعضے ذوفنون شاعر اس مضمون کو نظم کرتے ہیں ؎ اذا اشتدت بک البلوی ففکر فی الم نشرح + فعسر بین یسرین اذا فکرتہ فافرح۔ اور وہ جو علامہ نے ان مع الفارس سیفا ان مع الفارس سیفا کو اس انکار کی سند قرار دیا محض بے معنی ہے اس لئے کہ اگر اُس سے ایک فارس اور دو تلوار مراد لیں کیا محذور لازم آوے سوائے اس کے یہ کلام مخترع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر اور اہل زبان کی تصریح سے کب معارض ہوسکتا ہے اور ایسا قاعدہ کہ جسکو علماء اصول نے تسلیم کیا اور فقہا نے اُس پر بہت مسائل متفرع کئے اُس سے کس طرح منقوض ہوسکتا ہے امر چہارم تنکیر یسر کیواسطے تعظیم کے ہے عظمت پچھلی آسانی یعنی ثواب آخرت اور بلندی درجات کی ظاہر ہے کہ عمر دنیا چند ساعت ہے کہ نگاہ و بند کرنے میں تمام ہوتی ہے اور اس تھوڑی سی زندگی میں بھی تکلیف ومصیبت ہمیشہ نہیں رہتی اگر آدمی ہزار برس جیتا رہے اور اس عرصہ میں کسی وقت رنج ومصیبت سے رہائی نہ ملے بلکہ ہر ایک آن میں ہزار طرح کی بلا ومصیبت اُسکو پیش آوے اور اُسکے بدلہ کم سے کم ثواب آخرت

کا اوسکو حاصل ہوتا ہم فائدہ میں رہے کہ یہ مشقت عظیم اُس تھوڑے ثواب سے اصلا نسبت نہیں رکھتی حدیث میں وارد ہے کہ جب اہل عسرت اہل مصیبت کے ثواب کو دیکھیں گے کہیں گے کاش ہمارے گوشت دنیا میں قینچیوں سے کترے جاتے اور اس ثواب سے محروم نہ رہتے مگر اس طرح دنیا کی آسانی بھی اُسکی مشقت سے بہت زیادہ ہوتی ہے گو انسان حقیقت سے واقف نہو اور قدر اُس کی نہ جانے اہل کرم کا خاصہ ہے کہ جب کسی سے محنت لیتے ہیں اُس کو محنت کی حیثیت سے زیادہ دیتے ہیں خصوصاً اُس کو جس کے حال پر پہلے سے نظر عنایت رکھتے ہیں اور اُسے اپنا قدیمی خادم سمجھتے ہیں اے عزیز وہ لوگ جن پر خدائے کریم روز ازل سے نظر عنایت رکھتا ہے اور اُن کے پیدا کرنے سے پہلے اپنا کر لیا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لینے والے ہیں اوروں کے ثواب اور انعام اور آسانی کو اُن کے ثواب اور انعام اور آسانی سے اصلا نسبت نہیں اللہ تعالیٰ نے روز ازل اپنی بندگی اور اُن کو اپنے پیغمبر کی پیروی کیواسطے پسند کیا اور اپنی نظر عنایت سے مخصوص ہر طرح سے اُن پر مہربانی اور ہر امر میں اُن کے ساتھ آسانی منظور ہے ارشاد ہوتا ہے ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطھرکم ولیتم نعمتہ علیکم لعلکم تشکرون یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر اور ارشاد ہوتا ہے یرید اللہ ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا جاننا چاہیئے وہ آسانی جس کے ساتھ پروردگار کریم ورحیم نے اپنے حبیب کی اُمت کو مخصوص و مختار فرمایا کئی طرح پر واقع ہے اوّل یہ کہ اس اُمت کی تھوڑی عبادت کے بدلہ بہت ثواب عنایت ہوتا ہے م بغوی مرفوعاً دو کلمہ زبان پر خفیف اور میزان میں ثقیل اور خدا کے پیارے ہیں سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العلی العظیم م حضرت فرماتے ہیں کہ مثل تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی ایسی ہے جیسے ایک شخص نے عمال مقرر کئے اور کہا کون ہے کہ صبح سے دوپہر تک ایک قیراط پر میرا کام کرے یہود نے صبح سے دوپہر تک کام کیا پھر اُس نے کہا کون ہے کہ دوپہر سے عصر تک ایک قیراط پر میرا کام کرے نصاریٰ نے دوپہر سے عصر تک ایک قیراط پر کام کیا پھر فرمایا کون ہے کہ عصر سے مغرب تک دو قیراط پر میرا کام کرے سو تم لوگ ہو کہ عصر سے مغرب تک عمل کرتے ہو اور دونا اجر پاتے ہو یہود و نصاریٰ نے غصہ سے عرض کیا کہ ہمارا عمل بہت اور اجر تھوڑا فرمایا کیا میں نے تمہارا حق کم کر لیا یعنی تمہاری مزدوری میں سے کچھ رکھ لیا عرض کیا نہیں فرمایا کہ یہ فضل میرا ہے جسے چاہا دیا اے عزیز ریاضت ہماری اگلوں کی ریاضت سے اور عبادت ہماری اُن کی عبادت سے زیادہ نہیں مگر مرتبہ ہمارا اُن کے مرتبہ سے اور ثواب ہمارا اُن کے ثواب سے زیادہ ہے نہ اس وجہ سے کہ اُن کو قدر مشقت سے اجر کم دیا جاتا ہے بلکہ اس سبب سے کہ اُن کے معاملہ میں محنت و مشقت پر نظر ہے اور یہاں اپنے کرم و عنایت پر جیسے بادشاہ کی فوج کسی مہم عظیم کو فتح کرے اور وہ اُس کے صلہ میں لاکھ اشرفی فوج کو اور دو لاکھ اشرفی اُس چوبدار کو جو فتح کی خبر سنا دے عنایت فرما دے تو اس میں فوج کا کیا نقصان ہے بلکہ جو کچھ اُن کو عنایت ہوا وہ بھی بادشاہ کا احسان و انعام ہے اُن کی مشقت کی اُجرت کیلئے جو تنخواہ ہے کفایت کرتی ہے جو ماہ بماہ اُن کو ملتی ہے مگر اُن کے انعام اور چوبدار کے انعام میں ایک طرح کا فرق ہے کہ اُس میں منصب اور محنت پر بھی نظر ہے اسی لئے سوار کو ایک اشرفی اور رسالہ دار کو دس ملتی ہیں اور یہاں اپنے فضل و عنایت پر اسی طرح ثواب آخرت اور نعیم جنت بادشاہ حقیقی کا انعام ہے اس لئے کہ دنیا کی نعمت تمام عمر کی محنت و مشقت کے معاوضہ میں کفایت کرتی ہے مگر اوروں کو یہ انعام بقدر اُن کے کام کے ملتا ہے جزاء من ربک عطاء حسابا اور یہاں حساب کو دخل نہیں اگر فضل و کرم اُس کا

محنت و مشقت پر موقوف ہوتا مرتبہ ہمارا اگلوں کے برابر بھی نہ ہوسکتا مگر مالک مختار ہے جسے چاہے تھوڑی محنت پر بہت سا اجر دے جسقدر ثواب اگلی امتوں کو ہزار مہینہ کی مشقت میں حاصل ہوتا ہم کو ایک رات کی عبادت میں حاصل ہوتا ہے جیسے حدیثوں سے ثابت ہے کہ ب جو شخص عشاء کی نماز جماعت سے پڑھتا ہے آدھی رات کی عبادت کا ثواب پاتا ہے اور جو شخص فجر کی نماز جماعت سے پڑھتا ہے اُس کو تمام رات کی عبادت کا ثواب ملتا ہے ب اور جو شخص عشاء کے بعد دو رکعت یا زیادہ پڑھتا ہے اُس کو تمام رات کے سجدے اور قیام کا ثواب حاصل ہوتا ہے ب جو ہر نماز کے بعد تینتیس بار یا ۳۳ چتیس بار سبحان اللہ و الحمد للہ واللہ اکبر اور ایک بار لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیٔ قدیر کہتا ہے گناہ اُس کے بخشے جاتے ہیں اگرچہ دریا کے جھاگ کے برابر ہوں ب ایک روز صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگلے لوگ ہم سے درجوں میں بڑھ گئے نماز ہم پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے تھے جہاد ہم کرتے ہیں وہ بھی کرتے تھے مگر ایک خصلت اُن میں زیادہ تھی کہ اُنکے پاس بہت مال تھا اُسکو خدا کی راہ میں صرف کرتے تھے اور ہمارے پاس اسقدر مال نہیں کہ اُنکے برابر صدقہ کریں ارشاد ہوا تم ہر نماز کے بعد دس بار سبحان اللہ اور دس بار الحمد للہ اور دس بار لا الہ الا اللہ کہہ لیا کرو وہ پھر تمہارے رتبہ کو نہ پہنچیں گے ب کسی نے آپ کے حضور میں عرض کیا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص نے ہزار مہینہ تک خدا کی راہ میں جہاد کیا یہ سنکر آپ متعجب ہوئے اور جناب الٰہی میں گزارش کیا الٰہی تو نے میری اُمت کی عمر تھوڑی کی اور عمل اُن کے کم آپ کی تسلی و تشفی کیلئے سورۂ قدر نازل ہوئی اور ارشاد ہوا لیلۃ القدر خیر من الف شھر شب قدر بہتر ہے ہزار مہینہ سے یعنی جو ثواب کہ اُس اسرائیلی کو ہزار مہینہ کی عبادت سے حاصل ہوا تمہاری اُمت کو ایک رات کی عبادت میں ملے گا اور حدیثوں سے ثابت ہے کہ ب جمعہ کے دن جو شخص خوشبو لگا وے اور پیادہ پا مسجد کو جاوے اور امام سے قریب ہو کے سنے یعنی قرأت یا خطبہ یا دونوں تو وہ رات بھر کی عبادت کے برابر ثواب پاوے ب اور جو شخص جمعہ کے دن نہا کر خوشبو لگائے اور اچھے کپڑے پہنے دوسرے جمعہ تک گناہ اُسکے بخشے جاویں ب اور جو جمعہ کے دن مسجد میں سب سے پہلے آتا ہے اُسکے لئے ایک اونٹ خیرات کرنے کا ثواب اور جو اُس کے بعد آتا ہے اُس کے واسطے ایک گائے خیرات کرنے کا ثواب اور جو اُسکے بعد آتا ہے اُسکے نامہ اعمال میں ایک بکری خیرات کرنے کا ثواب لکھا جاتا ہے اور ب جو ایک رات میں قرآن کی پچاس آیتیں پڑھتا ہے غافلوں میں نہیں لکھا جاتا ہے اور جو دو سو پڑھتا ہے قیامت کو قرآن اُس سے جھگڑا نہ کریگا اور جو پانچسو پڑھتا ہے اُس دن ڈھیروں ثواب اُسکو عنایت ہوگا اور آپ فرماتے ہیں — حصن حصین جو شخص ایک حرف خدا کی کتاب سے پڑھتا ہے اُس کے واسطے ایک نیکی ہے اور ہر نیکی دہ چند ہے نہیں کہتا ہوں میں الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف اور میم ایک حرف حص اور حدیثوں سے ثابت ہے کہ اذا جاء نصر اللہ حص اور سورہ کافرون قرآن کی چوتھائی حص اور قل ہو اللہ تہائی حص اور اذا زلزلت چوتھائی اور ایک روایت میں نصف قرآن ہے یٰسٓ قرآن کا دل ہے جو اُسے خدا کے اور آخرت کیواسطے پڑھتا ہے بخشا جاتا ہے حض اور جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھتا ہے سوا موت کے کوئی شے دخول جنت سے اُسکو منع نہیں کرتی یعنی مرتے ہی بہشت میں داخل ہوتا ہے اور اُس پر مواظبت نہ کریگا مگر وہ شخص کہ صدیق اور عابد ہوگا اور جو اُسے بستر پر سوتے وقت پڑھے گا

خداتعالی اُسکو اور اُسکے ہمسایہ اور ہمسایہ کے ہمسایہ اور اُسکے گرد کے گھروں کو امن میں رکھے گا یا امن دیگا حص اور جو اُس کو پڑھتا ہے خدا تعالی ایک فرشتہ کو بھیجتا ہے کہ دوسرے دن تک نیکیاں اُسکی لکھتا ہے اور گناہ اُسکے صحیفہ اعمال سے مٹا دیتا ہے فی ایک نماز سے دوسری نماز تک خدا کے ذمہ یعنی حفظ و نگہبانی میں رہتا ہے حص جو اپنے بستر پر جاکر ایک سورۃ قرآن کی پڑھتا ہے خدا تعالی ایک فرشتہ موکل کرتا ہے کہ جاگتے وقت تک اُسکے ہر ایذا دینے والی چیز سے نگہبانی کرتا ہے اور چوکی دیتا ہے ب جو اول و آخر سورہ کہف کا پڑھتا ہے خدائے تعالی سر سے پیر تک اُسکو نور عطا فرماتا ہے اور جو ساری سورۃ پڑھتا ہے اُسکو آسمان سے زمین تک نور دیا جاتا ہے اور ب ت جو صبح کو اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم کے بعد ھو اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الملک القدوس سورت تک تین بار پڑھتا ہے ستر ہزار فرشتے شام تک اوس پر درود بھیجتے ہیں اگر اُس دن مرجاتا ہے شہیدوں میں اُٹھایا جاتا ہے اور جو شام کو پڑھے گا اُسے بھی یہی مرتبہ اور مقام حاصل ہوگا ب جو ایک تیر خدا کی راہ میں مارتا ہے خدا تعالی ایک درجہ اُسکا بلند فرماتا ہے ب ایک تیر سے خدا تعالی تین شخصوں کو بہشت میں داخل فرماتا ہے صانع کو اور پھینکنے والے اور اُس کے مددگار کو ب کسی نے سورۂ اخلاص پڑھی فرمایا بہشت اُسکے لئے واجب ہوئی اور ب ایک شخص نے عرض کیا میں سورہ اخلاص کو دوست رکھتا ہوں فرمایا اُسکی دوستی تجھے بہشت میں داخل کرے گی سورۂ ملک کہ تیس آیت ہے اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کریگی یہاں تک کہ اُسکو بخشوا لے گی حص ایک شخص کو حضرت نے قل ہو اللہ پڑھتے سنا فرمایا جنت واجب ہوئی یعنی اُس کیلئے حص ایک شخص نماز جماعت میں قل ہو اللہ پڑھا کرتا فرمایا اُسے خبر دو کہ خدا اُسے دوست رکھتا ہے اور حدیثوں سے ثابت ہے۔ حص جو کپڑا پہننے کے وقت کہتا ہے الحمد للہ الذی کسانی ھذا ورزقنیہ من غیر حول منی ولا قوۃ اگلے پچھلے گناہ اُسکے بخشے جاتے ہیں اور جو شخص صبح شام کے وقت میں تین بار کہتا ہے بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیئ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم بلا ناگہانی سے محفوظ رہتا ہے اور جو شخص اذان کا جواب دیتا ہے اور حیعلتین کے وقت لاحول پڑھتا ہے بہشت اُسکو حاصل ہوتی ہے اور جو اذان کے بعد حضرت کیلئے وسیلہ طلب کرتا ہے یعنی اعط محمد ن الوسیلۃ کہتا ہے شفاعت حضرت اُس کیلئے واجب ہوتی ہے اور جو دس بار اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہتا ہے ایک فرشتہ اُسکی نگہبانی پر مقرر ہوتا ہے کہ شیطانوں کو اُس سے بھگا دیتا ہے اور جو ہر روز سترہ بار یا پچیس بار استغفار کرتا ہے اللہ تعالی اُسکو مستجاب الدعوات کرتا ہے اور اُن لوگوں میں سے ہو جاتا ہے جن کے سبب زمین والوں کو رزق پہنچتا ہے اور جو مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے استغفار کرتا ہے اور جو سو بار سبحان اللہ کہتا ہے ہزار نیکی اُس کیلئے لکھی جاتی ہیں اور ہزار گناہ اُسکے بخشے جاتے ہیں د ت جو پانچ بار لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ کہتا ہے گناہ اُسکے بخشے جاتے ہیں اگرچہ دریا کے جھاگ کے برابر ہوتے ہیں وارد ہے کہ ایک رکعت مسواک سے بے مسواک کے ستر رکعات سے بہتر ہے اور مسواک ایسی چیز ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال کے وقت بھی اس کی طرف رغبت کی اور کہا ب جو شخص ایک آیت خدا کی کتاب سے پڑھے اُس کے لئے وہ آیت قیامت کے دن نور ہو۔ عزیزی جو الم نشرح کو ستر یا سترہ بار پڑھ کر اپنی چھاتی پر دم کر لیتا ہے شیطان کے وسوسوں اور خطروں اور معاملات کے بھول چوک سے محفوظ رہتا ہے ب جو شخص خدا کیواسطے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے ہر بال کے مقابل کہ اُسکے ہاتھ کے تلے آتا ہے اُسے نیکیاں ملتی ہیں اور جو یتیم سے کہ اُسکی کفالت میں ہے نیکی کرے میں اور وہ بہشت میں ایکطرح رہیں اور اپنی انگلیاں کھول

کر دکھائیں بغوی ایک دن ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیطان کو پکڑ لیا اُس نے کہا کہ اگر مجھے چھوڑ دو تو ایک بات بتاؤں بستر پر سوتے وقت رات کو آیۃ الکرسی پڑھ صبح تک کوئی شیطان تجھ پر غالب ہوگا اور ایک فرشتہ رات بھر تمہاری نگہبانی کریگا حضرت سے حال عرض کیا فرمایا شیطان جھوٹا ہے مگر یہ بات اُسکی صحیح ہے۔ جو شخص عید الضحیٰ کے روز اونٹ یا گائے یا بکری ذبح کرتا ہے اُسکے ہر بال پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے **حص** جو مسلمان بیماری میں چالیس بار لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین کیساتھ دعا کرتا ہے اگر اُسی مرض میں مرجاتا ہے ثواب شہید کا اُسکو دیا جاتا ہے اور جو اچھا ہوجاتا ہے تو اچھا ہوتا ہے اُس حالت میں گناہ اُس کے سب بخشے گئے اور جو شخص صدق دل سے اپنے شہید ہونے کی دعا کرتا ہے اگر اپنے بستر پر مرتا ہے تو بھی خدا تعالیٰ اُسے شہیدوں کا مرتبہ عنایت فرماتا ہے **ض** جو شخص قرضدار کو مہلت دیتا ہے اُسکے ہر روز اُسقدر مال خیرات کرنے کا ثواب حاصل ہوتا ہے **ق** جو نیک کردار بیٹا اپنے ماں باپ کو رحمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے ہر نظر کے بدلے ایک حج مقبول کا ثواب اُس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے **ت** جو مسلمان اپنے فرزند کو ایک نصیحت کرتا ہے خدا تعالیٰ ایک صاع کے صدقہ کا ثواب بخشتا ہے **ض** اور جو شخص مصیبت کیوقت انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکی مصیبت کو صبر کرتا ہے اور اُسکی عقبیٰ سنوارتا ہے اور اُسکو خلف صالح دیکر راضی کردیتا ہے **ض** جو اپنے دین کیواسطے ایک جگہ سے دوسری جگہ کو بھاگتا ہے بہشت میں اُسکو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رفاقت اور ہمراہی × × × × × × × × × × ×

اور اس تقریر سے آیۃ کریمہ فان مع العسر یسرا کے ایک اور معنی پیدا ہوئے کہ پہلی آیت میں عسر سے وہ مصائب جو خدا کی راہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گذرے اور یسر سے اُنکا لطف مزا کہ عین حالت مصیبت میں آپکو حاصل ہوتا اور دوسری آیت میں عسر سے وہی مصائب شدائد اور یسر سے مرتبوں کی بلندی مراد ہے یا پہلی آیت میں یسر سے اُنکے اُٹھانے کی طاقت اور دوسری میں اُنکی لذت مقصود ہے بہر تقدیر دشواری موجب آسانی اور مشقت مستلزم راحت ہے پس انسان کو لازم ہے کہ ایسی شئے نافع سے تنگدل اور ناخوش ہو بلکہ جسقدر ہوسکے اُسکی زیادتی چاہے تا زیادہ فائدہ ہاتھ آوے لہذا ارشاد ہوتا ہے **فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ** یعنی جب تم اپنے ضروری کاروبار سے فراغت پاؤ تو رنج و مشقت جسکے سبب تم کو بڑے بڑے مرتبے حاصل ہوئے اختیار کرو تا راحت جاوداں اور مرتبہ عظیم تمہارے ہاتھ آویں اور کمال تمہارا انتہی کو پہنچے تفسیر اس آیت کی تین مباحث کو متضمن ہے **پہلی مبحث** تصدیر شرط باذا اور تعبیر اُس کے بلفظ ماضی اُس مضمون کیطرف اشارہ کرتی ہے کہ حصول فراغ امر یقینی ہے گویا ارشاد ہوتا ہے جو کہ تم دنیا سے اُسیقدر کہ آخرت کے معاملات میں درکار ہے تعلق رکھتے ہو اور تمام توجہ تمہاری عقبیٰ کیطرف ہے فارغ ہوجانا تمہارا دنیا سے متیقن ہے یا اُس مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ ہم کو انہماک فی الدنیا پسند نہیں بلکہ تمہارا فراغ اُس سے مطلوب ہے بقدر ضرورت اُسے لو اور مشقت و ریاضت میں کہ تمہارے منصب کا مقتضیٰ ہے مشغول ہو **دوسری مبحث** مشقت کو فراغ سے مشروط کرنا توسط و اعتدال کو مفید ہے کہ نفس کو حد سے زیادہ سخت نہ پکڑنا چاہئے اور یہ ایک عمدہ اصل ہے کہ اکثر لوگ اُس سے غافل ہیں **سق م** بعض صحابہ نے آپس میں یہ بات ٹھہرائی کہ ریاضت کیا کرینگے ایک نے کہا میں تمام رات نماز پڑھا کرونگا دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزہ رکھونگا تیسرے نے کہا میں عورتوں سے صحبت نہ کرونگا آپ نے سنکر فرمایا خدا کی قسم میں تم سب سے زیادہ خدا کا خوف رکھتا ہوں مگر روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں اور

آرام بھی کرتا ہوں اور نکاح کرتا ہوں جو میری سنت سے پھر جاوے مجھے اُس سے کچھ کام نہیں **مش** عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسقدر ریاضت کی کہ آنکھوں میں گڑھے پڑ گئے اور ہاتھ پاؤں میں طاقت نہ رہی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا عبداللہ ان لنفسك عليك حقاً اے عبداللہ تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے **حف** اور فرماتے ہیں کہ اے لوگو اُس قدر عمل کرو کہ جسقدر طاقت رکھتے ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا يكلف الله نفساً الا وسعها اللہ کسی کو اُسکی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا **غ** عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے آپسے عرض کیا کہ میرے جی میں آتا ہے خصی ہو جاؤں ارشاد ہوا کہ میری اُمت کا خصی ہونا روزہ رکھنا ہے عرض کیا جی چاہتا ہے کہ عورت کو طلاق دیدوں فرمایا تامل کر کہ نکاح میری سنت ہے عرض کیا نفس کہتا ہے پہاڑوں پر چل بیٹھ فرمایا رہبانیت میری اُمت کی حج اور غزا ہے کہا کہتا ہے گوشت چھوڑ دے فرمایا مت چھوڑ گوشت مجھ کو بہت مرغوب ہے **د** اور فرماتے ہیں تم اپنی جانوں پر سختی مت کرو کہ خدا تم پر سختی کریگا **س م** طاقت کے موافق عمل اختیار کرو کہ خدا تعالیٰ نہیں تھکتا یہاں تک کہ تم تھک جاتے ہو اور بیشک خدا کو اعمال میں وہ عمل بہت پیارا ہے جو ہمیشہ ہے اگرچہ تھوڑا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا تحرموا طيبات ما احل الله لكم ولا تعتدوا ان الله لا يحب المعتدين مت حرام کرو اُن پاک چیزوں کو جو خدا نے حلال کریں اور حد سے مت بڑھو بیشک خدا حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور ارشاد ہوتا ہے يا ايها الذين آمنوا كلوا من طيبات ما رزقناكم اے ایمان والو کھاؤ تم پاک چیزیں جو ہم نے تم کو روزی دیں یہاں تک کہ پیغمبروں کو حکم ہوتا ہے يا ايها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا صالحا اے رسولو پاک چیزوں سے کھاؤ اور اچھے کام کرو شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں الشيخ من دلك على راحتك شیخ وہ ہے کہ تجھے تیرے آرام پر دلالت کرے اور حدیث يسروا ولا تعسروا کے معنی میں کہتے ہیں کہ جو شخص تجھے دنیا کی فکر میں ڈالتا ہے وہ تجھے فریب دیتا ہے اور جو محنت کا حکم کرتا ہے وہ مشقت میں ڈالتا ہے اور جو خدا سے ملاتا ہے وہ راحت پہنچاتا ہے مشائخ شاذلیہ رحمۃ اللہ علیہ مرید کی طبیعت کے موافق تربیت کرتے ہیں اور اُسکے مزاج کے خلاف کوئی عمل نہیں بتلاتے بہت محنت مشقت نہیں لیتے شیخ عطاء اللہ اسکندری تاج العروس میں لکھتے ہیں وہ بات اختیار کر کہ جس پر نفس بھی مدد کرے اور خوشی سے بجالاوے **حف** مولیٰ علی فرماتے ہیں دلوں کو راحت پہنچاؤ تا ناخوش نہ ہوں اور نہ تھکیں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس وقت عبادت میں مزہ نہ ملے اور اُسکی طرف رغبت نہ رہے اور سونے یا باتوں یا مزاح میں آرام نظر آوے تو اُس وقت اُن کاموں میں مشغول ہونا اُس عبادت سے کہ کلفت و ملال کیساتھ ادا کیجائے بہتر ہے اے عزیز شارع کو تہذیب نفس مطلوب ہے نہ اہلاک تعذیب **ف** ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة اور افراط شریعت میں مطلقاً حرام ہے لا تغلوا في دينكم ہاں اگر نفس امارگی اور سرکشی اختیار کرے اُسکی مخالفت پر کمر کو مضبوط باندھیں تا کمزور اور لاچار ہو کر شریعت کی اطاعت قبول کرے اور عقل کی مخالفت سے باز آوے یہ درحقیقت تادیب ہے نہ تعذیب نفس لڑکے کے مانند ہے کہ اگر اُس کو مطلق العنان کردیں تو آوارگی اختیار کرلے اور جو باوجود سبق یاد کرلینے اور ادب قبول کرنے کے چھٹی نہ دیں اور تنگ کریں تو اُسکے شوق میں فتور اور اُس کا دل پریشان ہو جاوے اصل اسباب میں فتویٰ دل کا ہے **عل** استفت قلبك ولو افتاك المفتون اگر سمجھے کہ انہماک فی المباحات سے نفس سرکش ہو جائے گا اور معصیت کی طرف میل کرنے لگے گا مباحات کو ترک کرے اُسکی شرارت اور سرکشی سے ڈر کر اکثر زہاد صحابہ و تابعین رخصت اور مباحات سے کنارہ کرتے بعض آثار میں آیا ہے کہ معصیت سے

وہی بچے گا جو انہماک فی المباحات سے نفس کو روکتا ہے گا فی الواقع جس طرح صغائر میں بیباکی کرنا آدمی کو کبائر میں مبتلا کرتا ہے اسی طرح مباحات میں مشغول رہنا مشتبہات اور مکروہات میں ڈالتا ہے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ محرمات میں مبتلا ہوتا ہے اور جس کا نفس سرکش اور عبادت میں کاہل اور حکم شرع سے منحرف ہو اُسے ریاضات شاقہ اختیار کرنا اور اُس کے کمزور کرنے کے لئے حلال چیزیں چھوڑ دینا بلکہ اُسکی مخالفت کیواسطے اُن مستحبات اور مندوبات کو جن کی طرف نفس رغبت کرے ترک کرنا جائز بلکہ لازم ہے اور جس کا نفس مطیع اور منقاد شرع ہے اُسکو رخصت پر عمل کرنا اور لذیذ کھانا کھانا اور نفیس پوشاک پہننا درست ہے کہ جس طرح تلذذ کا ترک کرنا فضیلت صبر کے اقسام سے ہے اُسی طرح تلذذ موجب شکر ہے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ لباس پر تکلف پہنتے اور جو کپڑا بادشاہ نہ خرید سکتا آپ خریدتے **یافعی** ایک بڑھیا نے اپنا بیٹا حضرت کو سپرد کیا آپنے اُسے باورچی خانہ کی خدمت پر مقرر فرمایا مدت کے بعد اُسکی ماں اُسے دیکھنے کو آئی نہایت دبلا پایا حال پوچھا کہا دن بھر یہاں کے کام خدمت میں رہتا ہوں شام کو دو روٹی روکھی سرکار سے ملتی ہیں کھا کر پڑ رہتا ہوں بڑھیا یہ حال سُن کر رنجیدہ ہوئی اور حضرت کی خدمت میں گئی اُس وقت آپ مرغ پلاؤ کھا رہے تھے بڑھیا نے عرض کیا یا حضرت آپ مرغ پلاؤ کھاتے ہیں اور میرے بیٹے کو دو روٹی روکھی سوکھی کھلاتے ہیں آپنے مرغ کے گوشت کو جمع کرکے فرمایا قم باذن اللہ مرغ پر جھاڑتا ہوا کھڑا ہوگیا اور رکابی میں بانگ دینے لگا پھر اُس ضعیفہ سے کہا کہ جب تیرا بیٹا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر ہوجائے گا وہ بھی مرغ پلاؤ کھایا کریگا بلکہ بعض اوقات ایسے شخص کو مباحات کا ترک کرنا اور نفس سے بہت محنت لینا نقصان کرتا ہے کہ نفس بہت محنت سے بے شوق اور بے رغبت ہوجاتا ہے جس طرح لڑکا بہت تنگ پکڑنے سے گھبرا جاتا ہے اور اُس کا شوق جاتا رہتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ نفس کو مطلق العنان کرنا اور اطاعت شریعت کے بعد سخت پکڑنا دونوں باتیں مذموم ہیں توسط اور اعتدال محمود ہے جو شخص نفس کی باگ ڈھیلی کرتا ہے منزل کو نہیں پہنچتا اور جو اُسے خواہ مخواہ تنگ پکڑتا ہے وہ بھی نادان ہے جس غلام کو مولیٰ سونے کی اجازت دے اور وہ کوتاہ فہمی سے نہ سووے یہانتک کہ بیمار ہوکر مولیٰ کی خدمت سے محروم ہوجاوے وہ مشتاق خدمت اور مطیع مولیٰ نہیں بلکہ اپنے وہم و خیال کا مطیع ہے اللھم وفقنا لما تحب و ترضیٰ ولجعل اٰخرتنا خیر من الاولیٰ

تیسری بحث لفظ انصب اس جگہ گیارہ معنوں کو محتمل ہے **معنی اول لغوی** نصب سے رنج و غم اختیار کرنا مراد ہے یعنی جب فارغ ہو تو رنج و غم اختیار کر اور اپنے رب کیطرف متوجہ ہو کر وہ رنج کے بدلے ہر طرح کی خوشی تجھے عنایت فرمادیگا بلکہ سوز دل اور درد اشتیاق تجھکو مطلوب حقیقی تک پہنچا دیگا صوفیہ کرام فرماتے ہیں کہ رنج و غم اصل کار ہے لوگ سالہا راہ چلتے ہیں اور مطلب حاصل نہیں ہوتا اور جو درد و غم میں مبتلا ہیں پہلا قدم اُن کا بساط قرب پر پڑتا ہے سالکان راہ محبت ہمیشہ رنج و غم میں رہتے ہیں اور ہر لمحہ انواع مصائب اون پر وارد ہوتے ہیں بساط ماتم اُن کا ہر وقت بچھا رہتا ہے اور درد و غم ہر لحظہ اُن کا ہمدم ہے ؎ ایکدن کا جو ہو رونا تو کہیں جرأت ہم ✤ یاں تو روتے ہی کٹے زیست کے ایام تمام ؎ ایک دن بالکل نہیں اے چارہ گر اچھا ہوا ✤ داغ ایدھر تازہ ہوا گر زخم اودھر اچھا ہوا۔ ؎ اے غم عشق میں بندہ ہوں رفاقت کا تری ✤ نہ کیا تو نے گوارا میری تنہائی کو۔ صحابہ کرام درد حسرت سے اس قدر بے حس و حرکت تھے کہ پرند اُن کے سروں پر بیٹھتے اور اڑا نہ سکتے اے عزیز افسوس تیرے حال پر کہ اُن کی پیروی کا دعویٰ کرتا ہے اور اس دولت سے اصلا بہرہ نہیں رکھتا ؎ نے خون ہو

آنکھوں سے بہانے ہوا داغ + اپنے تو یہ دل میر کسی کام نہ آیا - اگر درد و غم تجھے حاصل نہیں تو اُسکے حاصل نہ ہونے کا غم کر کہ جس دل میں غم نہیں مطلب سے بہرہ نہیں ؎ تا نگرید ابر کے خندد چمن + تا نگرید طفل کے جوشد لبن - انسان نے باوجود کمال ضعف بارگران غم اپنے دوش ہمت پر اُٹھا لیا مرتبہ اُس کا فرشتوں سے بڑھ گیا یہ دولت خاصہ انسان ہے **ف** لقد خلقنا الانسان فی کبد مطلب تک پہنچا ایک طرف جو اس سے بہرہ ور نہیں انسانیت سے بے بہرہ ہے ؎ قسمت کیا ہر چیز کو قسام ازل نے + وہ اُس کو دیا جو کسی قابل نظر آیا + بلبل کو دیا رونا پروانہ کو جلنا + غم ہم کو دیا سب میں جو مشکل نظر آیا ؎ قدسیاں را عشق ہست و درد نیست + درد را جز آدمی درخورد نیست **ص** اے عزیز درد دل رہبر کامل ہے اس راہ میں رنج و غم سے زیادہ کوئی شئے کام نہیں آتی ؎ دلا بسوز کہ سوز تو کارہا بکند + نیاز و نیم شبی عرض مدعا بکند - اور گریہ و بکا سے زیادہ کوئی چیز فائدہ نہیں بخشتی ؎ گریہ آب نے برخ سوختگاں بار آورد + نالہ فریادرس عالم تسکیں آمد - کوئی درود وظیفہ حسرت نامہ پڑھنے سے بہتر نہیں اور کوئی گریہ و بکا شوق محبوب میں رونے سے افضل نہیں ؎ اے خنک چشمے کہ آں گریان اوست وے ہمایوں دل کہ آں گریان اوست - ؎ اشک کان از بہر او بارند خلق + گوہر است و اشک پندار ند خلق - خاصان حضرت احدیت کو جو مزا درد دل میں حاصل ہوتا ہے کسی چیز میں نہیں ملتا اگر ایک ساعت ذرہ بھر غم کم ہو گیا کے غم میں جان کھو دیں ؎ مرا دے است اگر ساعتے غش نبود + بہ غم کناں رود و غم ہمی ستاندم - لذتیں عالم کی اُن کی نگاہ میں حقیر اور ناچیز ہیں اور ذرہ درد و غم اور رنج و الم کا اُنکو آٹھوں بہشت کی نعمتوں سے عزیز اہل دل فرماتے ہیں کہ اگرچہ مطلوب تک رسائی محال ہے مگر اُسکی حسرت میں مزا بھی رسائی سے کم نہیں ؎ در راہ تو بمیرم گرچہ ترا نہ بینم + بارے خلاص یابم از ننگ زندگانی شیخ ابو سعید قدس سرہ کہتے ہیں کہ مرد وہ ہے کہ سالہا سال راہ چلے ہمیشہ درد و رنج میں رکھیں کبھی دارو نہ دیں مگر اصلا گرد ملال کی اُسکے دامن استقامت پر نہ بیٹھے ؎ بندۂ غم باش و با وحشت بساز + می طلب در مرگ خود عمر دراز - اے عزیز تو کیا جانتا ہے کہ مطلوب کس طرف سے جلوہ فرماتا ہے اور درد و غم میں محبوب حقیقی نے کیا فائدہ رکھا ہے موسیٰ علیہ السلام نے آل فرعون کے ڈر سے بے وطنی اختیار کی دس برس بعلت کابین زن شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرائیں جب عورت کو لیکر مدین سے چلے وادی مقدس میں راہ بھول گئے رات تاریک تھی اور راہبر نایاب بکریاں بھاگیں اور زوجہ آپکی درد زہ میں مبتلا ہوئیں جاڑے کی شدت تھی آگ کی تلاش میں پھرتے تھے ناگاہ تجلی محبوب کی نظر آئی اور ہمکلامی سے مشرف ہوئے اے عزیز درد و غم علامت محبوبیت ہے دیکھ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ تمام خلق سے زیادہ رنج و غم میں مبتلا رہتے نعمت و راحت ہر کس و ناکس کو دیتے ہیں مگر رنج و مصیبت دوستوں کیلئے مخصوص ہے شداد و نمرود کو عمر بھر عیش و عشرت میں رکھتے ہیں لیکن ایک چنگاری آتش ابراہیم کی اور ایک قطرہ دریائے یونس کا نہیں دیتے اور فرعون و ہامان کو چار سو برس تک جاہ و حشمت دیتے ہیں مگر درد و سوز موسیٰ و ہارون کا ایک ساعت نہیں بخشتے حدیث میں آیا ہے خدائے تعالیٰ ہر دل غمگین کو دوست رکھتا ہے **ت** در بہشت کو مکروہات نے اور دوزخ کو شہوتوں نے گھیر لیا ہے پس جسے بہشت کے واسطے پیدا کرتے ہیں اُسکو مکروہات کا تحمل اور جسے دوزخ کے لئے بناتے ہیں اُسے عشرتوں کی طرف مائل رکھتے ہیں طالب اُسکے بہشت کی طرف بھی نظر نہیں فرماتے عیش و عشرت دنیا کی کیا حقیقت ہے آگ محبت کی ہر وقت اُن کے سینہ میں بھڑکتی رہتی ہے اور آرام سے اُنکو اصلا کام نہیں دل اُن کا تیغ عشق سے

پارہ پارہ ہے اور سینۂ انکا تیر محبت سے فگار کوئی مرہم اُن کے زخم دل کو نہیں بھر سکتا اور کوئی جراح اُن کے چاک جگر کا علاج نہیں کر سکتا ؎ کم اوادی القلب قلت حیلتی + کلما وادیت جرحا سال جرح ؎ مرض عشق لا دوا ہے + اس باغ کی اور ہی ہوا ہے ؎ دردیست درد عشق کہ اندر علاج او + ہر چند سعی بیش نمائی بتر شود - خواجہ جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سری سقطی قدس سرہٗ کو اُن کے انتقال کے وقت پنکھا جھلتے تھے فرمایا اے فرزند پنکھا ایسی آتش جانسوز کو کب فرو کر سکتا ہے جس کی ایک چنگاری پہاڑ کو جلا کر راکھ کر دے ؎ طبیبا خویش را زحمت مدہ چوں بہ نخواہم شد + کہ من اندر سر شوریدہ سودائے دگر دارم + مرا ایں تشنگی از بہر آب دیگر است ایں را + نمی بینی کہ در ہر دیدہ دریائے دگر دارم ؎ ہنسی ہے زخم دل تدبیر جراح سے کہہ دو + انھیں ٹانکے نہ سمجھے خندۂ دنداں نما سمجھے - اے عزیز درد و غم اس قوم کے اعضا میں سرایت کرتا ہے یہاں تک کہ تمام بدن اُن کا درد و غم ہو جاتا ہے اور دل اُن کا مورد صد گونہ الم علاج کس چیز کا کریں اور دوا کسے دفع کرے جان و تن گویا درد و غم کو ؎ رفو کی تب تمہیں تکلیف دیں اے ناصح مشفق + کہ جب ثابت گریباں میں کوئی بھی تار دیکھیں ہم - اس مرض کی خود یہ مرض دوا ہے مجنون بن عامر کہتا ہے تداویت من لیلیٰ بلیلیٰ عن الہویٰ + کما یتداوی شارب الخمر بالخمر اے عزیز دوا کیسی اور علاج کس کا یہ وہ مرض ہے کہ ہزار تندرستی اُس پر نثار اور یہ وہ بیماری ہے کہ لاکھ صحت اُس پر قربان ہے دوا سے ازالۂ مرض مقصود ہوتا ہے اور اس مرض کی زیادتی مفید اور محمود ہے ؎ مصلحت نیست مرا سیری ازاں آب حیات + ضاعف اللہ بہ کل زمان عطشی - امام رازی تفسیر کبیر میں علی بن ابی طلحہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل فرماتے ہیں اذا کنت صحیحا فانصب یعنی اپنے فراغ کو عبادت میں نصب کر اور برپا رکھ کہ جب ایک عبادت سے فراغت پاوے دوسری شروع کر دے اور کسی وقت ہماری بندگی سے غافل نہ ہو معنی **دوم** ب کلب قتادہ ضحاک مقاتل ب ابن عباس کلبی مجاہد سے نقل کرتے ہیں کہ جب فرض نماز پڑھ چکے تو اپنے رب سے دعا میں مبالغہ کر اور جو چاہے اُس سے مانگ کہ وہ بڑا دینے والا ہے خصوصاً تجھ کو کہ تو اُسے تمام خلق سے زیادہ پیارا ہے ؎ چو مقصد زکون و مکاں بودہ است + خدا امید بہ آنچہ مقصود تست - ابن امیر الحاج شرح منیۃ المصلی میں لکھتے ہیں کہ اس جگہ دعا ر نماز مراد ہے اور اُسے لفظ نصب سے تعبیر کرنے میں یہ اشارہ ہے کہ مبالغہ کرے اس لئے کہ دعا مخ عبادت اور مطلوب شرع ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ اپنے مالک کی خدمت سے فارغ ہوا بادشاہ جب کسی کی خدمت سے راضی ہو کر ارشاد کرتا ہے کہ مانگ کیا مانگتا ہے تو وہ مانگنے میں بالضرور مبالغہ کرتا ہے اے عزیز دعا ایک عجیب نعمت اور عمدہ دولت ہے کہ پروردگار تقدس و تعالیٰ نے اپنے بندوں کو کرامت فرمائی اور انکو تعلیم کی حل مشکلات میں اُس سے زیادہ کوئی چیز موثر نہیں اور دفع بلا و آفت میں کوئی بات اُس سے بہتر نہیں ایک دعا سے آدمی کو پانچ فائدے حاصل ہوتے ہیں **اوّل** عابدوں کے گروہ میں داخل ہوتا ہے کہ دعا فی نفسہٖ عبادت بلکہ مغز عبادت ہے **دوم** وہ اقرار عجز و نیاز داعی اور اعتراف بہ قدرت و کرم الٰہی پر دلالت کرتی ہے **سوم** امتثال امر شرع کہ شارع نے اُس پر تاکید فرمائی یہاں تک کہ نہ مانگنے پر غضب الٰہی کی وعید آئی **چہارم** اتباع سنت کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات دعا مانگتے اور اوروں کو بھی تاکید فرماتے **پنجم** دفع بلا و حصول مدعا کہ بحکم ادعونی استجب لکم اور اجیب دعوۃ الداع اذا دعان آدمی اگر بلا سے پناہ چاہتا ہے خدائے تعالیٰ پناہ دیتا ہے اور جو وہ کسی بات کی طلب کرتا ہے اپنی رحمت سے اُس کو عنایت فرماتا ہے یا آخرت میں ثواب بخشتا ہے سرور معصوم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے دعا بندہ کی تین باتوں سے

خالی نہیں ہوتی یا اُسکا گناہ بخشا جاتا ہے یا دنیا میں اُسے فائدہ حاصل ہوتا ہے یا اُسکے لئے آخرت میں بھلائی جمع کی جاتی ہے اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ جب بندہ اپنی اُن دعاؤں کا ثواب دیکھے گا جو دنیا میں مستجاب نہوئی تھیں تمنا کریگا کاش دنیا میں میری کوئی دعا قبول نہوتی اور سب یہیں کے واسطے جمع رہتیں مگر ایسے شخص کو کہ اپنی دعا کا قبول ہونا اور بصورت عدم حصول مدعا ثواب آخرت اُسکے عوض ملنا چاہتا ہے مناسب کہ دعا میں اُسکے آداب کی رعایت کرے **اول** اُس میں نہایت عاجزی اور الحاح کرے ؎ زور را بگذار و زاری را بگیر ✤ رحم سوئے زار آید اے فقیر۔ جس قدر اِدھر سے عاجزی زیادہ اُدھر سے لطف و کرم زیادہ ؎ بپائے بوس تو دست کسے رسد کہ مدام ✤ چو آستانہ بدیں در ہمیشہ سر دارد من کان اضعف کان الرب بہ الطف خاک سے زیادہ کوئی بانیاز نہ تھا اسی واسطے آفتاب عنایت عرش و کرسی اور فلک و ملک کو چھوڑ کر اس پر چمکا **دوم** دعا میں تکرار چاہیئے تکرار سوال صدق طلب پر دلیل ہے **سوم** عدد طاق ہو کہ اللہ وتر ہے وتر کو دوست رکھتا ہے پانچ بہتر ہے اور سات کا عدد اللہ عزوجل کو نہایت محبوب اور اقل مرتبہ تین ہے اس سے کم نہ مانگے حدیث میں ہے بندہ دعا کرتا ہے پروردگار قبول نہیں فرماتا پھر دعا مانگتا ہے پھر قبول نہیں کرتا پھر دعا کرتا اُسوقت پروردگار تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے اے میرے فرشتو میرے بندہ نے غیر کو چھوڑ کر میری طرف رجوع کی میں نے دعا اُسکی قبول فرمائی **چہارم** اول آخر دعا کے حمد الٰہی بجالائے کہ اللہ سے زیادہ کوئی اپنی حمد کو دوست رکھنے والا نہیں اور تھوڑی حمد پر بہت راضی ہوتا ہے **پنجم** اول و آخر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے آل و اصحاب پر درود پڑھے کہ درود بالضرور مقبول ہے اور پروردگار کریم اس بات سے برتر ہے کہ اول و آخر کو قبول فرما دے اور بیچ کی بات کو رد کرے **ششم** حقیر چیز نہ مانگے کہ پروردگار غنی ہے اگر تمام خلق کو ایک ساعت میں اُن کے حوصلے سے زیادہ بخشے اُسکے خزانہ میں کچھ نقصان نہ ہو حضرت امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب مانگو خدا سے تو فردوس مانگو کہ وہ اوسط بہشت اور اعلیٰ جنت ہے اور اُس کے اوپر ہے عرش رحمٰن کا اور اُس سے جاری ہوتی ہیں نہریں بہشت کی اور یہ بھی آیا ہے کہ جب تو دعا مانگے بہت مانگ کہ تو کریم سے مانگتا ہے اے عزیز وہ کریم و رحیم ہے بے مانگے کروروں نعمتیں تیرے حوصلہ و لیاقت سے زیادہ تجھے عنایت کرتا ہے اگر تو اُس سے مانگے گا کیا کچھ نہ پائے گا و نعم ما قیل آنکہ ناخواستہ عطا بخشد ✤ گر تو خواہش کنی چہا بخشد ✤ بادشاہیست او اگر خواہد ✤ ہر دو عالم بیک گدا بخشد **ہفتم** دعا میں حد سے زیادہ نہ بڑھ جاوے مثلاً انبیا کا مرتبہ مانگے یا آسمان پر چڑھنا چاہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ہے آخر زمانے کے لوگ دعا میں حد سے بڑھ جائینگے اور آدمی کو اس قدر دعا کفایت کرتی ہے کہ خدایا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں مجھے بہشت عنایت فرما اور اُس قول و فعل کی جو اُس سے نزدیک کرے توفیق دے بعض کتابوں میں ہے یہ دعا جامع و کافی ہے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ خدایا ہمیں دنیا و آخرت کی بھلائی عنایت فرما اور دوزخ کی آگ سے بچا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے نے دعا کی خدایا مجھے بہشت میں ایک محل دے کہ جاتے وقت میرے دہنے ہاتھ پر پڑے فرمایا اے بیٹا خدا سے بہشت کا سوال کر اور دوزخ سے پناہ چاہ ان فضول باتوں سے کیا فائدہ **ہشتم** محال اور جو چیز قریب بمحال ہے نہ مانگے اور اسی طرح لغو و بے فائدہ دعا نہ کرے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکایت کرتے ہیں بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا سنوس نام اُسے حکم ہوا کہ تین دعائیں تیری قبول ہو دیں گی اپنی عورت کے لئے دعا کی تمام بنی اسرائیل کی عورتوں سے زیادہ خوبصورت ہو گئی غرور و شرور کرنے اور شوہر کو ستانے لگی ایک روز اُس نے

خفا ہو کر کہا خدا تجھے کتیا کر دے اُسی وقت کتیا ہو گئی پھر بیٹوں کی سفارش سے اُس کے لئے دعا کی الٰہی اسے صورت اصلی پر کر دے جو صورت پہلے تھی وہی ہو گئی اور تینوں دعائیں ضائع ہوئیں **نہم** دعا میں آواز کو بہت بلند نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ سمیع و قریب ہے جس طرح چلانے سے سنتا ہے اُسی طرح آہستہ ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ اللہ سے عاجزی اور آہستگی کیساتھ دعا مانگو انہ لا یحب المعتدین وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں آہستہ دعا ظاہر دعا سے ستر مرتبہ بہتر ہے صحابہ کرام اکثر دعا کرتے اور اُن کی آواز اچھی طرح نہ سنی جاتی ایک دن صحابہ نے عرض کیا اقریب ربنا فنناجیہ ام بعید فنناديه ہمارا رب نزدیک ہے کہ اس سے آہستہ کہیں یا دور ہے کہ اُسکو پکاریں جواب ہوا اذا سالك عبادی عنی فانی قریب جب میرے بندے تجھ سے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں اجیب دعوۃ الداع اذا دعان دعا مانگنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جس وقت مجھ سے مانگے **دہم** دعا کے قبول میں جلدی نہ کرے **ب** حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خدا تعالیٰ تین آدمیوں کی دعا نہیں قبول کرتا ایک وہ کہ گناہ کی دعا مانگے دوسرا وہ کہ ایسی بات چاہے جس میں قطع رحم ہو تیسرے وہ کہ قبولیت میں جلدی کرے کہ الٰہی میں نے دعا مانگی ابتک قبول نہ ہوئی ایسا شخص گھبرا کر دعا چھوڑ دیتا ہے اور مطلب سے محروم رہتا ہے اے عزیز پروردگار تیرا فرماتا ہے اجیب دعوۃ الداع اذا دعان میں دعا مانگنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جو مجھ سے دعا مانگتا ہے فاذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون یعنی مجھ سے دعا بہت مانگو اور مجھے اپنی مصیبت کیوقت یاد کرو تاکہ بلا سے نجات پاؤ فلنعم المجیبون ہم اچھے قبول کرنے والے ہیں ادعونی استجب لکم مجھ سے دعا مانگو میں قبول فرماؤں گا پس یقین سمجھ کہ وہ تجھے اپنے در سے محروم نہ کریگا اور اپنے وعدہ کو وہ وفا فرمائے گا وہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ سائل کو نہ جھڑک آپ کس طرح اپنے خوان کرم سے دور کریگا بلکہ وہ تجھ پر نظر عنایت رکھتا ہے اس لئے دعا کے قبول میں دیر کرتا ہے ابن ابی شیبہ و بیہقی و صابونی کی حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب کوئی پیارا خدا کا دعا کرتا ہے جبرئیل کہتے ہیں الٰہی تیرا بندہ تجھ سے کچھ مانگتا ہے حکم ہوتا ہے ٹھیر وابھی نہ دو تاکہ پھر مانگے کہ مجھے اوسکی آواز پسند ہے ؎ خوش ہمی آید مرا آواز او ٭ واں خدایا گفتن واں راز او۔ اور جب کوئی کافر یا فاسق دعا کرتا ہے فرماتا ہے اس کا کام جلد کر دو تاکہ پھر نہ مانگے کہ مجھے اُسکی آواز مکروہ ہے یحیٰی بن سعید بن قطان نے جناب باری کو خواب میں دیکھا عرض کیا الٰہی میں اکثر دعا کرتا ہوں اور تو قبول نہیں فرماتا حکم ہوا اے یحیٰی میں تیری آواز کو دوست رکھتا ہوں اس واسطے تیری دعا میں تاخیر کرتا ہوں۔ **یازدہم** گناہ کی دعا نہ کرے کہ مجھے پرایا مال مل جاوے یا کوئی فاحشہ زنا کرے کہ طلب گناہ کی گناہ ہے۔ **دوازدہم** رنج و مصیبت سے گھبرا کر اپنی موت کی دعا نہ کرے کہ زندگی مسلمان کی اس کے حق میں غنیمت ہے **بل** ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ایک شخص شہید ہوا برس دن بعد اُس کا بھائی بھی مر گیا طلحہ رضی اللہ عنہ نے خواب میں اُس کو دیکھا کہ شہید سے بہشت میں آگے جاتا ہے خواب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی اور اُس کی پیش قدمی پر تعجب کیا فرمایا جو پیچھے مرا کیا اُس نے ایک رمضان کا روزہ نہ رکھا اور ایک سال کی نماز ادا نہ کی یعنی مقام تعجب کا نہیں کہ اُس کی عبادت اُس کی عبادت سے زیادہ ہے اے عزیز وہاں کے لئے کیا جمع کیا کہ یہاں سے بھاگتا ہے اگر موت کی شدت اور سختی سے واقف ہو تو آرزو کرے کاش تمام دنیا کی تکلیف مجھ پر ہو اور چند روز موت سے مہلت ملے **م س** سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں رنج کے سبب سے موت

کی آرزو نہ کرو اگر لاچار ہو جاؤ تو کہو اللھم احینی ما کانت الحیاۃ خیرالی وتوفنی اذا کانت الوفاۃ خیرالی خدایا مجھے زندہ
رکھ جبتک زندگی میرے حق میں بہتر ہے اور موت دے مجھے جسوقت کہ موت میرے حق میں بہتر ہو۔ ت ک ایک شخص نے پوچھا
بہتر لوگوں کا کون ہے فرمایا جس کی عمر دراز ہو اور کام اچھے عرض کیا بدتر آن کا کون ہے فرمایا جسکی عمر بڑی ہو اور کام بُرے پس نیکوکار کے
واسطے زندگی نعمت ہے اور بدکار کے لئے عمر دراز نقمت مگر تمنا موت کی اس خیال سے کہ جسقدر جیوں گا زیادہ گناہ کروں گا
نادانی ہے اگر گناہوں کو بُرا جانتا ہے اُن کے ترک پر مستعد ہو اور عمر دراز طلب کرے تا عبادت و ریاضت سے اُنکا تدارک
کرے فان الحسنات یذھبن السیئات سیزدہم بے غرض صحیح شرعی کسی کے مرنے اور خرابی کی دعا نہ مانگے۔
مس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا سمعتم الرجل یقول ھلک الناس فھو اھلکھم جب سنو تم کسی مرد
کو کہ کہتا ہے لوگ ہلاک ہوں تو وہ سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے حدیث میں ہے ق ایک شرابی کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس پکڑ لائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حد مارنے کا حکم دیا کوئی اُسکو دھول مارتا کوئی جوتے فرمایا اسکو ملامت کرو کسی نے کہا تجھے خدا
کا خوف نہ آیا کسی نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ شرمایا ایک نے کہا اخزاک اللہ خدا تجھے خوار کرے فرمایا یہ نہ کہو بلکہ کہو اللھم
اغفرلہ اللھم ارحمہ خدایا اُسکو بخشدے خدایا اُسپر رحم فرما ت طفیل بن عمرو دوسی نے اپنی قوم کی شکایت کی اور عرض کیا یا
رسول اللہ دوس پر دعا کیجئے فرمایا اللھم اھد دوسا وات بھم خدایا دوس کو ہدایت فرما اور اُن کو یہاں لے آ۔ اسی طرح جب
ت ثقیف کے تیروں سے بہت مسلمان شہید ہوئے صحابہ نے گزارش کی اُن پر دعا کیجئے فرمایا اللھم اھد ثقیفا خدایا ثقیف
کو ہدایت کر جنگ احد میں ظالموں نے دندان مبارک سنگ ستم سے شہید کیا اور کفار طائف نے آپ کے جسم نازنین پر اس قدر
پتھر مارے کہ پاشنہ مبارک خون سے آلودہ ہوئے مگر اُن پر بھی دعا ہلاک و خرابی کی نہ کی حضور اگر چاہتے تو وہ سب ہلاک ہو جاتے
آیۂ ان اللہ لا یحب المعتدین کی تفسیر میں کہتے ہیں معتدین سے وہ لوگ مراد ہیں جو لوگوں کے کوسنے میں حد سے بڑھے
اور کہتے ہیں اللہ اُن کو خوار کرے اللہ اُن پر لعنت کرے مولانا یعقوب چرخی کریمہ فاجتباہ ربہ فجعلہ من الصالحین
کی تفسیر میں لکھتے ہیں نصیب عارف کا یہ ہے کہ بلاؤں میں صبر کرے اور منکروں کے انکار سے متغیر نہو بلکہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرے کہ فرماتے تھے اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون خدایا میری قوم کو ہدایت فرما کہ وہ
جانتے نہیں ہیں چہاردہم کسی مسلمان کو یہ بد دعا نہ دے کہ تو کافر ہو جائے کہ بعض علما کے نزدیک کفر ہے اور تحقیق
یہ ہے کہ اگر کفر کو اچھا یا اسلام کو بُرا جان کر کہے بلاریب کفر ہے ورنہ بڑا گناہ ہے کہ مسلمان کی بدخواہی حرام ہے خصوصاً یہ
بدخواہی کہ سب بدخواہیوں سے بدتر ہے پانزدہم کسی مسلمان پر لعنت نہ کرے اور اُسے ملعون و مردود نہ کہے اور
جس کافر کا کفر پر مرنا یقینی نہیں اُس پر بھی نام لیکر لعنت نہ کرے یہاں تک کہ بعض علما کے نزدیک مستحق لعنت پر بھی
لعنت نہ کہے یوہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ت ق مسلمان بہت طعن کرنے والا اور لعن کرنے والا اور
فحش اور بیہودہ بکنے والا نہیں ہوتا دوسری حدیث میں ہے مس بہت لعنت کرنے والے قیامت کے دن گواہ اور
شفیع نہ ہوں گے تیسری حدیث میں ہے مسلمان کی لعنت مثل اُس کے قتل کے ہے چوتھی حدیث میں ہے د جب بندہ کسی
پر لعنت کرتا ہے وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے اُسکے دروازے بند ہو جاتے ہیں کہ یہاں تیری جگہ نہیں پھر زمین

کی طرف اُترتی ہے اُسکے دروازے بھی بند ہو جاتے ہیں کہ یہاں تیری جگہ نہیں پھر دہنے بائیں پھرتی ہے جب کہیں ٹھکانہ نہیں پاتی اگر جس پر لعنت کی لعنت کے لائق ہے تو اُس کی طرف جاتی ہے ورنہ کہنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے اور فرماتے ہیں اے عورتو صدقہ دو کہ میں نے تمہیں دوزخ میں بکثرت دیکھا یعنی عورتیں دوزخ میں بہت پائیں عرض کی کس سبب سے فرمایا تم لعنت بہت کرتی ہو امام غزالی کیمیائے سعادت میں نقل کرتے ہیں ایک شخص نے حضور کے وقت میں سو بار شراب پی ایک صحابی نے اُسپر لعنت کی اور کہا کب تک اسکا فساد باقی رہے گا آپ نے فرمایا شیطان اُسکا دشمن موجود ہے وہ کفایت کرتا ہے تو لعنت کر کے شیطان کا یار نہ ہو اور ایک شخص نے شراب پی لوگ اُسکو مارتے اور لعنت کرتے فرمایا لعنت نہ کرو کہ وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتا ہے **سوال** شرع شریف میں **ف** ظالموں اور بیاج کھانے والوں اور اُسکے معاملہ میں پڑنے والوں اور **حف** اُس شخص پر جو اپنے ماں باپ پر لعنت کرے اور جو بدعتی کو جگہ دے اور جو غیر خدا کے واسطے جانور ذبح کرے اور سوا ان کے اور گناہگاروں پر لعنت وارد ہے اور اگلے پیغمبر بھی کفار پر لعنت کرتے **ف** لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داوود وعیسی بن مریم اور فرشتے بھی اُن پر لعنت کیا کرتے ہیں **ف** اولئک جزاءھم ان علیھم لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین خالدین فیھا **جواب** لعنت لغت میں بمعنی طرد و ابعاد کے ہے اور اہل شریعت کبھی اُس سے طرد و ابعاد رحمت الٰہی و بہشت سے اور کبھی طرد و ابعاد جناب قرب اور رحمت خاص و درجہ سابقین سے مراد لیتے ہیں پہلے معنی کافروں کیلئے خاص ہیں جس شخص کا کفر پر مرنا یقینی ہے جیسے ابو جہل ابو لہب فرعون شیطان ہامان اُسپر لعنت جائز انبیا علیہم السلام جن پر لعنت کرتے تھے باعلام الٰہی اُنکے کافر مرنے سے واقف تھے اور فرشتے بھی اُنھیں پر لعنت کرتے ہیں جنکی بدانجامی سے باعلام الٰہی واقف ہوتے ہیں یا انبیا و ملائکہ کافروں پر بوصف کفر لعنت کرتے ہیں یعنی لعنۃ اللہ علی الکافرین کہتے ہیں اور دوسری قسم گنہگاروں کو بھی شامل ہے جس جگہ قرآن یا حدیث میں لفظ لعنت کا عصاۃ کے حق میں وارد ہے وہاں دوسرے معنی مراد ہیں مگر جو اُس قسم کا بھی مقید بوصف عام مذموم ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور لعنۃ اللہ علی الظالمین کہہ سکتے ہیں کسی خاص شخص پر لعنت نہیں کر سکتے شیخ محقق فرماتے ہیں لعنت کرنا کسی پر جائز نہیں سوا اُسکے جس کے کافر مرنے پر مخبر صادق نے خبر دی اور کافر مخصوص پر کہ ایمان اُس کا دم اخیر محتمل ہو لعنت نہ کریں طریقہ محمدیہ میں ہے سوا ایسے کافر کے کسی شخص معین پر لعنت جائز نہیں یہاں تک کہ بعض علما یزید کے معاملہ میں بھی توقف کرتے ہیں باوجود اس کے کہ اُسکے لشکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسہ اور اعزہ اہلبیت کو ہزاروں بے رحمیوں اور سنگدلیوں کیساتھ شہید کیا اور کوئی دقیقہ ہتک حرم میں باقی نہ چھوڑا اصل اس باب میں یہ ہے کہ لعنت کرنا کسی پر ثواب نہیں اگر کوئی شخص دن بھر شیطان پر لعنت کرتا رہے کیا فائدہ حاصل ہو اُس سے یہ بہتر ہے کہ اسقدر وقت ذکر اور تلاوت اور درود میں صرف کرے کہ ثواب عظیم ہاتھ آئے اگر اس کام میں ہمارے لئے کچھ فائدہ ہوتا پروردگار عالم ابلیس پر لعنت کرنے کا ہم کو حکم دیتا پس احتیاط اسی میں ہے کہ جس کے انجام سے اطلاع نہو اُسپر لعنت نہ کرے اگر وہ لائق لعنت کے ہے تو اُسپر لعنت کہنے میں تضیع وقت ہے اور جو وہ لعنت کا مستحق نہیں تو کیا بے لذت ہے اسی واسطے امام عبد اللہ یافعی یمنی رضی اللہ عنہ مرآۃ الجنان میں فرماتے ہیں کسی مسلمان پر لعنت اصلا عائد نہیں اور جو کسی مسلمان پر لعنت کرے ملعون ہے اور حدیث میں بھی اسی طرف اشارہ واقع ہے لا ینبغی للمومن ان یکون لعّانا

رواہ الترمذی شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصل عادت وشیوہ اہلسنت ترک سب ولعن ہے کالمومن لیس بلعان بعض علما رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں اہلسنت کی خوبیوں میں سے ہے کہ کسی پر لعنت نہیں کرتے اور کسی کو کافر نہیں کہتے اور اہل بدعت کی بُرائیوں سے ہے کہ بعض اُن کا بعض کو کافر کہتا ہے اور بعض انکا بعض پر لعنت کرتا ہے **شانزدہم** کسی مسلمان کو یہ بددعا کہ تجھ پر خدا کا غضب نازل اور تو آگ یا دوزخ میں داخل ہو نہ دے کہ حدیث میں اسکی ممانعت وارد ہے **ہفدہم** جب مطلب حاصل ہو اُسے خدا کی عنایت ومہربانی سمجھے اپنی چالاکی ودانائی نہ جانے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اذا مس الانسان ضر دعانا ثم اذا خولناہ نعمۃ منا قال انما اعطیتہ علی علم جب آدمی کو تکلیف پہنچتی ہے ہم سے دُعا کرتا ہے پھر جب ہم اُسے نعمت دیتے ہیں کہتا ہے یہ مجھے اپنی دانائی سے ملی بل ھی فتنۃ بلکہ وہ نعمت آزمائش ہے کہ دیکھیں ہمارا احسان مانتا ہے یا نہیں ولکن اکثر الناس لا یعلمون لیکن بہت لوگ نہیں جانتے اور اُس نعمت کو اپنی دانائی کا نتیجہ سمجھتے ہیں ایسا شخص پھر اگر دعا کرتا ہے قبول نہیں ہوتی جو کریم کا احسان نہیں مانتا لائق عطا کے نہیں مستوجب سزا ہے **ف** من اعرض عن ذکری فانہ لہ معیشۃ ضنکا جو ہماری یاد سے مونہہ پھیرے اُسکے لئے ہے تنگ زندگانی ------- **ہشتدہم**

دعا کے وقت نہایت عاجزی اور کمال خشوع اور خضوع بجالاوے اور دل سے خدا کی طرف متوجہ ہو کہ بے تذلل اور توجہ دل کے دعا قبول نہیں ہوتی زبان سے اُسکی قدرت وکرم کا اقرار کیجئے اور دل اُس کی عظمت اور بڑائی سے بھرا ہو جب بنی اسرائیل نے اپنے پیغمبر سے شکایت کی ہماری دعا قبول نہیں ہوتی جواب آیا میں اُن کی دعا کس طرح قبول کروں کہ وہ زبان سے دعا کرتے ہیں اور دل اُنکے غیروں کی طرف متوجہ رہتے ہیں اے عزیز جب تک تو دل سے اپنی اور تمام خلق کی ہستی کو خدا کی ہستی میں گم نہ کرے رحمت خاصہ کہ ازل سے مخلصوں کیلئے مخصوص ہے تیری طرف کب متوجہ ہو جو شخص جبار بادشاہ کے حضور اپنی بڑائی اور عظمت کا دعویٰ کرے یا بادشاہ اُسکی طرف متوجہ ہو اور وہ کسی چوبدار یا اہلکار کی طرف نظر رکھے سزاوار زجر ہے نہ مستحق انعامات ایک دن حضرت خواجہ سفیان ثوری قدس سرہٗ نماز پڑھاتے تھے جب اس آیت پر پہنچے ایاک نعبد وایاک نستعین تجھی کو ہم پوجتے ہیں اور تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں روتے روتے بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے لوگوں نے حال پوچھا فرمایا اُسوقت مجھے یہ خیال آیا کہ اگر غیب سے ندا ہو اے کاذب خموش کیا ہماری سرکار تجھے جھوٹ بولنے کو رہ گئی رات دن رزق کی تلاش میں کو بکو پھرتا ہے اور بیماری کے وقت طبیبوں سے التجا کرتا ہے اور ہم سے کہتا ہے میں تجھی کو پوجتا ہوں اور تجھی سے مدد چاہتا ہوں تو میں اس بات کا کیا جواب دوں اے عزیز وہاں دل پر نظر ہے نہ زبان پر ؎ ما زبان را ننگریم وقال را ✤ ما رواں را بنگریم وحال را۔ چاہئے کہ دل زبان کو موافق اور ظاہر وباطن کو مطابق اور جمیع ماسوی اللہ سے رشتہ اُمید قطع کرے نہ نفس سے کام نہ خلق سے غرض رکھے تا شاہد مطلب جلوہ گر ہو اور گوہر مقصد ہاتھ آوے **نوزدہم** اپنے گناہ وخطا پر نظر کر کے دعا کو ترک نہ کرے کہ شیطان کی بھی دعا قبول ہوئی اور اُسے قیامت تک مہلت ملی **ف** انک من المنظرین کہتے ہیں فرعون دن بھر خدائی کا دعویٰ کرتا اور رات کو دعا وزاری میں مشغول رہتا اسی سبب سے جاہ وحشم وملک ومال اُس کا مدت تک قائم رہا ؎ روز موسیٰ پیش حق نالاں شدے ✤ نیم شب فرعون ہم گریاں شدے ✤ کیں چہ غل است اے خدا برگردنم ✤ گر نہ غل باشد کہ گوید من منم ✤ اے عزیز وہ ارحم الراحمین ہے اُس سے نا اُمید ہونا مسلمان کی شان نہیں جو کافروں کو

نعمت سے محروم نہیں رکھتا وہ تجھے کب محروم کریگا ۔ اے کریمے کہ از خزانۂ غیب ✦ گبر و ترسا وظیفہ خور داری ✦ دوستاں را کجا کنی محروم ✦ توکہ با دشمناں نظر داری ✦ بستم اگر دعا قبول نہ ہو تو اپنا قصور سمجھے خدا کی شکایت نہ کرے کہ اُسکی عنایت میں نقصان نہیں تیری دعا میں نقصان ہے ۔ اُنکے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر ✦ تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا ۔ ہر چہ ہست از قامت ناساز بے اندام ماست ✦ ورنہ تشریف تو بر بالائے کس کوتاہ نیست ✦ اے عزیز دعا چند سبب سے رد ہوتی ہے **پہلا سبب** کسی شرط یا ادب کا فوت ہونا اور یہ تیرا قصور ہے اپنی خطا پر نادم نہ ہونا اور خدا کی شکایت کرنا نری بے حیائی ہے **دوسرا سبب** استغناء مولیٰ نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی سفارش کی ہرگز قبول نہ ہوئی حکم ہوا ایسی بات ہمارے سامنے نہ کہیں تو جاہل نہ ہو جاوے ابراہیم علیہ السلام قیامت کے دن جب اپنے چچا آزر کو دیکھیں گے کہ منہ اسکا کالا اور خاک سے آلودہ ہے عرض کرینگے الٰہی تو نے وعدہ فرمایا تھا کہ میں قیامت کے دن تجھے رسوا نہ کرونگا اس سے زیادہ کیا رسوائی ہوگی مجھ پر رحم فرما کر اسکی خطا معاف فرما جواب ہوگا انی حرمت الجنة علی الکافرین میں نے بہشت کافروں پر حرام کی پھر اُسکی صورت کو مسخ کردینگے اور فرشتے اُسے گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دینگے ارمیا علیہ السلام پیغمبر کو حکم آیا کہ میں بنی اسرائیل کو تباہ کرونگا ہر چند سر پر خاک ڈالی اور روئے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا اور انکو تباہ و خراب کرادیا جب ابوطالب مرنے لگے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم آن کے پاس تشریف لیگئے اور فرمایا اے چچا ایک بار کلمہ کہہ لے تا خدا کے حضور میں مجھے حجت ہو عبداللہ بن امیہ اور ابوجہل نے کہا اے ابوطالب کیا تم اپنے باپ دادا کے دین سے پھرے جاتے ہو کہا میں جانتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں نجات ہے مگر جان بوجھ کر دوزخ کو اختیار کرتا ہوں کہ برادری کی عار نہیں اُٹھائی جاتی آپ نہایت مغموم اور محزون وہاں سے اُٹھے آیۃ نازل ہوئی اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ تو جسے چاہے ہدایت نہیں کرسکتا ولیکن خدا جسے چاہتا ہے ہدایت فرماتا ہے آپنے چاہا کہ ابوطالب کی بخشش کیواسطے دعا کروں حکم آیا مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِیْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِیْ قُرْبٰی پیغمبر اور مسلمانوں کو لائق نہیں ہے کہ مشرکوں کیلئے اگرچہ وہ اُنکے رشتہ دار ہوں استغفار کریں اے عزیز وہ حاکم ہے محکوم نہیں غالب ہے مغلوب نہیں مالک ہے تابعدار نہیں اگر تیری دعا قبول نہ فرماوے تجھے ناخوشی اور غصے یا شکایت اور شکوے کی مجال کب ہے جب خاصوں کیساتھ یہ معاملہ ہے کہ جب چاہتے ہیں عطا کرتے ہیں جب چاہتے ہیں منع فرماتے ہیں تو تو کس شمار میں ہے کہ اپنی مراد پر اصرار کرتا ہے **ف** وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ **تیسرا سبب** حکمت الٰہی ہے کہ کبھی تو براہ نادانی کسی چیز کو اُس سے طلب کرتا ہے اور وہ براہ مہربانی تیری دعا کو اس سبب سے کہ تیرے حق میں مضر ہے رد فرماتا ہے مثلاً تو چاہتا ہے سیم و زر ہے اور اُس میں تیرے ایمان کا خطرہ ہے یا تو خواہان تندرستی و عافیت ہے اور علم الٰہی میں وہ موجب نقصان عاقبت ہے ایسا رد قبول سے بہتر ہے عسیٰ ان تحبوا شیئا وھو شر لکم پر نظر کر اور شکر اُس رد کا بجا لا **چوتھا سبب** کبھی دعا کے بدلے ثواب آخرت دینا منظور ہوتا ہے تو حطام دنیا طلب کرتا ہے اور پروردگار نفائس آخرت تیرے لئے ذخیرہ فرماتا ہے یہ جائے شکر ہے نہ مقام شکایت **بست و یکم** تندرستی اور خوشی اور فراخ دستی کی حالت میں دعا کی کثرت کرے تا سختی اور رنج میں بھی دعا قبول ہو حدیث میں ہے **حصن** من سرہ ان یستجیب اللہ عند الشدائد والکرب فلیکثر الدعاء فی الرخاء **بست و دوم** کھانے اور پینے اور لباس اور کسب میں حرام سے احتیاط کرے کہ حرام خوار اور حرام کار کی دعا اکثر رد ہوتی ہے **بست و سوم** دعا سے پہلے خدا کا ذکر اور

نیک کام کرے تاخدائے کریم کی رحمت اُسکی طرف متوجہ ہو بست وچہارم دعا کیوقت پاکیزہ کپڑے پہنکر باوضو قبلہ رو دوزانو بیٹھے اور خدا کی تعریف کرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور دونوں ہات اُٹھاکر مونڈھوں کے برابر لیجاکر بکمال ادب اور خشوع اور نیاز اور خضوع آنکھیں نیچے کئے پست آواز سے بحضور قلب اول اپنے لئے پھر ماں باپ کیواسطے اگر مسلمان ہوں پھر مسلمان بھائیوں کیلئے دعا کرے بست پنجم دعا کے وقت اپنے گناہوں کو یاد کرکے شرمندہ ہو اور نہایت شرم سے آسمان کیطرف نگاہ نکرے بست ششم خدا کے اسمار اور صفات اور پیغمبروں اور نیک بندوں کے وسیلے سے دعا کرے یعنی اللھم انی اسالک باسمائک العظیم وبفضلک العمیم وبجاہ سید المرسلین وعبادک الصالحین یا مانند اسکے کہے کہ دعا اُن کے وسیلہ سے جلد قبول ہوتی ہے ف ابتغوا الیہ الوسیلۃ لعلکم تفلحون بست وہفتم کلمات دعا میں سجع اور تکلف سے پرہیز کرے بلکہ بہتر یہ ہے کہ جو دعائیں حدیثوں میں وارد اور جوامع کہ اکثر مطالب دنیا وآخرت کو جامع ہیں اختیار کرے بست وہشتم اوقات وامکنہ اجابت کی رعایت کرے بست ونہم دعا سے پانچ بار لفظ رَبَّنَا کو مقدم کرے کہ قرآن شریف میں اس لفظ کو پانچ بار مقدم کرکے اُسکے بعد ارشاد فرمایا فاستجاب لھم تو ان کی دعا قبول کی ان کے رب نے امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے جو شخص عجز یا غم کے وقت ربنا پانچ بار کہے خدا تعالیٰ اُسکو اُس چیز سے کہ خوف رکھتا ہے محفوظ رکھے اور جو چاہتا ہے عنایت فرمادے پھر یہ آیتیں پڑھیں ربنا ما خلقت ھذا باطلا الی قولہ تعالیٰ انک لا تخلف المیعاد سیم حاجت آخرت کو مقدم کرے تا رحمت واجابت اُسکی طرف متوجہ ہو اور قولہ تعالیٰ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاٰخرۃ حسنۃ منافی اسکے نہیں کہ حسنہ دنیا سے وہ نیکیاں اور خوبیاں جو آخرت میں کام آویں مراد لے سکتے ہیں علاوہ بریں تقدیم دنیا باعتبار تقدم زمانی منافی اس اعتبار کے نہیں سی یکم الفاظ دعا میں سجع وتکلف کی رعایت نکرے عل حدیث میں ہے ایاکم والسجع فی الدعاء بلکہ اولیٰ یہ ہے کہ الفاظ ماثورہ پر اقتصار کرے سی دوم قبول دعا پر یقین کرے کہ کریم سائل کو محروم نہیں رکھتا عل حدیث میں آیا ادعوا اللہ وانتم موقنون بالاجابۃ اللہ سے دعا مانگو درحالیکہ اجابت پر یقین رکھتے ہو اسی جگہ سے کہتے ہیں کہ دعا کیوقت معصیت وگناہ اپنے یاد نکرے کہ خیال اُنکا یقین میں خلل ڈالتا ہے اور طاعت کو بھی بطور استحقاق نہ یاد کرے کہ تضرع وعجز میں خلل ڈالتی اور عجب میں مبتلا کرتی ہے سی وسوم دعا کے وقت خدا کیلئے نذر کرے اور اُس سے پہلے گناہوں سے توبہ کرے اور جس کا حق اُسکے ذمہ ہو بخشوالے یا اُسے حوالہ کرے کہ یہ سب امور قبول دعا میں تاثیر کلی رکھتے ہیں اے عزیز جو شخص ان امور کے ساتھ دعا کرے خدا کی رحمت کاملہ سے امید واثق ہے کہ اُسکے مطالب ومقاصد روا کرے یا آخرت میں ثواب عظیم عنایت فرمادے تتمیم اس جگہ کئی سوال جواب ہیں پہلا سوال اپنی عاجزی اور پروردگار کی رحمت پر نظر کرکے دعا وسوال بہتر ہے یا قضا پر راضی ہوکر ترک اولیٰ جواب بعض علما ترک دعا کو اولیٰ جانتے ہیں امام واسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو خدا نے تیرے لئے ٹھہرادیا اُس سے بہتر ہے جو تو مانگتا ہے ابراہیم علیہ السلام نے بلا کیوقت دعا نہ مانگی جبرئیل علیہ السلام نے کہا جو حاجت ہو بیان کیجئے فرمایا تم سے کچھ حاجت نہیں کہا خدا سے عرض کیجئے فرمایا حسبی من سوالی علمہ بحالی سے خدا واقف کہ حاجت اظہار اغرض چیست ۔ وعلم اللہ حسبی عن سوالی۔ علما کہتے ہیں جو چیز بے مانگے ملتی ہے اُس سے کہ مانگنے سے حاصل ہو بہتر ہوتی ہے دیکھو ابراہیم علیہ السلام نے مغفرت کی طلب اور موسیٰ علیہ السلام نے ہدایت کی تمنا کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو

بے طلب یہ دونوں نعمتیں ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام سے بہتر و افضل حاصل ہوئیں حدیث قدسی میں ہے من شغلہ ذکری عن مسئلتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین جسے میری یاد مجھ سے دعا مانگنے کی فرصت نہ دے اُسے مانگنے والوں سے بہتر دوں اور یہی حدیث میں وارد ہے کہ خدا بھائی یوسف علیہ السلام پر رحم کرے اگر بادشاہ سے اس بات کی کہ مجھے خزانوں پر مقرر کر درخواست نہ کرتے اُسی وقت مقرر کرتا درخواست کے سبب برس دن تک مقرر نہ ہوئے اور بعض علماء دعا و سوال کو بنظر اُن فوائد کے جو سابق مذکور ہوئے بہتر سمجھتے ہیں بعض کہتے ہیں بہتر یہ ہے کہ زبان سے دعا کرے اور دل سے خدا کے حکم و قضا پر راضی رہے تا دونوں فائدے ہات آویں بعض کہتے ہیں جس بات میں حظ نفس کو دخل ہے وہاں سکوت و ترک دعا افضل ہے اور جس میں دین و شرع کی ترقی یا کسی مسلمان کا فائدہ ہے اُس کا مانگنا مناسب بعض علماء فرماتے ہیں جس وقت دل دعا کی طرف اشارہ کرے دعا بہتر ہے اور جب سکوت کی طرف ایما کرے سکوت مناسب **سوال ۲** دعا تفویض کے منافی ہے جو شخص اپنا کام کسی کے سپرد کرتا ہے آپ اُس میں دخل نہیں دیتا **جواب** تفویض کے یہ معنی کہ بندہ جس کام کے نفع نقصان سے واقف نہ ہو اُسے اپنے مولیٰ کو کہ حکیم و مدبر ہے سپرد کرے وہ مصلحت اسکی اُس سے بہتر جانتا ہے نہ یہ کہ جو بات قطعاً اسکے حق میں بہتر ہے مانند بہشت و ایمان و محبت خدا کے اُسکی طلب ترک کرے یا جو بات بالیقین مضر ہے مثل کفر و شرک و معصیت و دوزخ کے اُس سے نجات نہ چاہے بلکہ جس بات کا انجام معلوم نہیں اُسکی طلب بھی بشرط استثناء و خیر و صلاح منافی تفویض نہیں دعاء استخارہ میں وارد الٰہی یہ کام اگر میری دین و دنیا و انجام میں بہتر ہے تو مجھے اُسکی توفیق دے ورنہ مجھ کو اُس سے باز رکھ اور میرا دل اُس سے پھیر البتہ جس چیز میں مضرت یقینی ہے اُسے طلب کرنا یا جسکا نفع نقصان معلوم نہیں بغیر شرط خیر و صلاح کے مانگنا تفویض کے منافی و بے جا ہے امام غزالی کے شیخ فرماتے ہیں استثناء اور شرط خیر و صلاح قطعیات میں بھی اولیٰ ہے کہ کبھی خیر و صلاح مفضول میں ہوتی ہے **سوال ۳** جو مقدر ہے وہی ہوگا پھر دعا سے کیا فائدہ **جواب** دعا سے بلا رد ہوتی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **قضا دعا کے سوا کسی چیز سے** رد نہیں ہوتی سوا نیکی کے کوئی چیز عمر کو زیادہ نہیں کرتی دوسری حدیث میں ہے دعا اُس چیز سے کہ نازل ہوئی اور اُس سے کہ ہنوز نازل نہ ہوئی فائدہ بخشتی ہے اور بیشک بلا نازل ہوتی ہے اور دعا اُسکو مل جاتی ہے تو دونوں آپس میں مدافعت کرتے رہتے ہیں یعنی بلا اُترنا چاہتی ہے اور دعا اُسکو روکتی ہے یہاں تک کہ قیامت تک نہیں اُترنے دیتی مگر یہ رد بھی قضا کے موافق ہے جس طرح وجود ہر شے کا کسی سبب سے مربوط ہے اسی طرح ہر چیز کے روکنے اور دفع کرنے کیلئے بھی ایک سبب مقرر ہے سپر حربہ روکنے کا سبب ہے اور دعا سبب دفع بلا سپر لینا قضا کے خلاف نہیں دعا کیونکر منافی ہو سکتی ہے تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ قضا دو قسم ہے مبرم کہ جف القلم بما ہو کائن اُس کا بیان ہے اور معلق کہ ما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ اُس کا نشان ہے مفسرین اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں بعض اسباب سے عمر میں کمی زیادتی ہوتی ہے اور وہ بھی لوح محفوظ میں لکھی ہے پس قضا میں تغیر قضا کے مطابق روا ہے مثلاً مقدر ہے کہ زید کی عمر ساٹھ برس کی ہوگی اور جو حج کرے گا اسّی برس زندہ رہے گا **سوال ۴** دعا مقام رضا و تسلیم کے خلاف ہے جب بندہ اپنے مقدر پر راضی ہوگیا تو دعا سے کیا کام رہا **جواب** دعا خلاف رضا نہیں ہو سکتا ہے کہ حصول مدعا یا نجات از بلا دعا پر مقدر ہو **سوال ۵** صوفیائے کرام فرماتے ہیں بندہ جب تک اپنی خواہش سے دست بردار نہیں ہوتا گرد اس دولت کی اُس کے دامن کو نہیں چھوتی اگر ایک ذرہ مراد و آرزو کا باقی رہے اس دشت خونخوار میں قدم نہ رکھ سکے

جواب حکم تصوف کا مانند حکم فقہ کے عام نہیں بلکہ باختلاف احوال و مواجید و اذواق مختلف ہوتا ہے اسی لئے حکم فقیہہ کا صوفی پر جاری ہے اور انکار صوفی کا فقیہہ پر صحیح نہیں اور صوفی کو رجوع بفقہ ضرور ہے اور فقیہہ کو رجوع بہ تصوف فرض نہیں تصوف ہر چند برتر و افضل ہے مگر فقہ اسلم و اشمل ہے اسی واسطے کہتے ہیں باطن ظاہر پر مقدم نہ کیا جاوے پس یہ حکم صاحب مقام فنا کیلئے مخصوص ہے جسے یہ مقام حاصل اُس کے حق میں ترک دعا افضل بلکہ اس سے صدور دعا مشکل آس تقریر پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشوائے مریداں و سردار مراداں ہیں کوئی نبی و ولی اُن سے آگے قدم نہیں بڑھا سکتا خدا تعالیٰ اُن کو حکم دیتا ہے قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس قل رب زدنی علما قل رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین پھر کسی کا کیا رتبہ ہے کہ اپنی خواست و مراد سے انقطاع کلی کرے اور دعا طول کو چھوڑ دے علما فرماتے ہیں جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی بات نکالے اُس کے مونہہ پر ماری جاوے۔ ایک شخص نے کسی فقیر سے بشر حافی کا حال بیان کیا کہ اُنھوں نے جوتا پہننا چھوڑ دیا تھا کہ زمین فرش خدا ہے وہ فرماتا ہے والارض فرشناها فنعم الماهدون زمین کو ہم نے فرش کیا کیا اچھے بچھانے والے ہیں ہم جب کہ ہم امیروں اور بادشاہوں کے فرش پر جوتا پہن کر نہیں جا سکتے خدا کے فرش پر جوتا پہنکر کس طرح پھریں فقیر نے کہا اے عزیز جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی امر اختیار کرے اپنے کام میں خجالت اُٹھائے بشر حافی نے اگر یہ سمجھ کر جوتا پہننا چھوڑا پاخانہ پیشاب کے لئے کس جگہ کو مقرر کیا آیت کے یہ معنی نہیں بلکہ یہ مراد ہے کہ جس بادشاہ کے فرش پر جوتا پہنکر پھریں یا پاخانہ پیشاب کریں خراب و ناپاک ہو جاوے والارض فرشناها فنعم الماهدون زمین کو ہم نے فرش کیا پس کیا اچھے ہیں ہم بچھانے والے کہ ہمارے فرش پر تمام جہان چلتا پھرتا پاخانہ پیشاب کرتا ہے مگر وہ خراب نہیں ہوتا جو وقت نجاست خشک ہو کر زائل ہوتی ہے بے دھوئے اُس پر نماز جائز ہوتی ہے۔

جواب اس شبہہ کا تین وجہ سے ہے **پہلی وجہ** پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم خلق کی ہدایت و رہنمائی کیلئے تشریف لائے اکثر اوقات حضور اولیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کو اختیار فرماتے تا لوگ اُس کے جواز سے واقف ہوں یہ مفضول اُن کیلئے ہزار افضل سے افضل اور یہ ادنیٰ لاکھ اعلیٰ سے اولیٰ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل بھی اسی قسم سے ہے تا لوگ سمجھیں کہ دعا و سوال ہمارے لئے درست ہے ترک خواست خواص کے لئے خاص ہے **دوسری وجہ** کوئی مقام کسی انسان کو ہر وقت حاصل نہیں رہتا ورنہ کارخانہ ہدایت و نصیحت میں فتور واقع ہو ایک روز حضرت حنظلہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے حنظلہ منافق ہو گیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حال پوچھا کہا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہتا ہوں اپنے دل میں ذوق و شوق پاتا ہوں جب مجلس اقدس سے جدا ہوا وہ ذوق و شوق نہیں رہتا اور دنیا کا خیال دل پر غالب ہو جاتا ہے فرمایا میرا بھی یہی حال ہے چلو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حال عرض کریں جب عرض کی فرمایا آدمی ایک حال پر نہیں رہ سکتا اگر تم ایک حال پر رہو تو کپڑے پھاڑ کر جنگل کو نکل جاؤ اور عورتوں اور بچوں سے کنارہ کرو اور فرشتے تم سے مصافحہ کریں منقول ہے کسی نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی بوئے پیراہن مصر سے سونگھی اور کنعان کے کوئیں میں اُن کی خبر نہ لی فرمایا ہمارا حال یکساں نہیں رہتا ؎ گہے بر طارم اعلیٰ نشینم ؛ گہے بر پشت پائے خود نہ بینم۔

پس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض احوال میں دعا فرمانا بعض دیگر احوال میں اولویت ترک کے منافی نہیں اسی واسطے
کہتے ہیں بعض اوقات دعا اور بعض اوقات اُسکا ترک اولیٰ ہے اور صفت اُس کی باشارہ قلب اُسی وقت معلوم ہوتی ہے
تیسری وجہ کرامع وافضل وجوہ ہے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام بقا کہ اس مقام فنا سے ہزاروں درجے
ارفع واعلیٰ ہے حاصل تھا اُس مقام میں دعا وسوال توجہ بخلق وتمیز بین الصلاح والفساد جائز بلکہ لازم ہے اور شفاعت
وعذر خواہی اپنے متعلقوں اور متوسلوں کی طرف سے واجب **جواب ثانی** اس بیان سے عدم جواز دعا وسوال نہیں سمجھا
جاتا اس لئے کہ دعا بھی مراد محبوب ہے سائلین پر تقاضا ہے ادعونی استجب لکم مولیٰ چاہتا ہے ہمارا بندہ ہمارے
حضور التجا لائے اور عجز وبیچارگی اپنی ظاہر کرے حدیث میں ہے خدا تعالیٰ پچھلی رات کو آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اور صبح
تک فرماتا ہے کون ہے جو مجھے پکارے میں اُسے جواب دوں کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے میں قبول کروں
قدسی میں ہے اے میرے بندو تم سب بھوکے ہو مگر جسے میں کھلاؤں مجھ سے کھانا مانگو میں کھانا دوں گا اے میرے بندو تم سب حدیث
ننگے ہو مگر جسے میں پہناؤں مجھ سے کپڑا مانگو میں کپڑا دونگا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جسکو دعا کی توفیق دیجاوے
دروازے بہشت کے اُس کیلئے کھولے جاویں **حص** دوسری حدیث میں ہے جو مسلمان کسی دعا میں خدا کی طرف اچھی طرح متوجہ
ہوتا ہے خدا تعالیٰ اُسکی دعا اُسے عطا کرتا ہے یا دنیا میں دیتا ہے یا آخرت کے لئے ذخیرہ فرماتا ہے والحمد للہ رب
العلمین۔ **تذییل** سوال غیر خدا سے تبیح لذاتہ ہے **غ** حدیث میں ہے سوال فواحش سے ہے اور فواحش حرام ہیں
والحمد للہ رب العالمین علما فرماتے ہیں ترک سوال ہر حال میں اولیٰ ہے کہ خدا تعالیٰ ہر شخص کے رزق کا کفیل ہے
ق حدیث میں ہے بھوکا اور حاجتمند اگر اپنی حاجت لوگوں سے چھپا دے خدا تعالیٰ رزق حلال سال بھر تک اُسے عنایت کرے
ف ومامن دابة فی الارض الاعلی اللہ رزقھا **ف** نحن نرزقھم وایاکم بشر حافی کہتے ہیں جو کسی کو بُرا کہے
اور کسی کے دروازے پر نہ جاوے اور کسی سے سوال نہ کرے دنیا وآخرت میں باآبرو رہے بعض علما الی ربک فارغب کی
تفسیر میں لکھتے ہیں اپنے رب ہی سے مانگ دوسرے سے سوال نہ کر اور ان لنا للاٰخرة والاولیٰ کے تحت میں تحریر کرتے ہیں
فمن طلبه من غیرنا فقد اخطاء تو جو اُسے ہمارے غیر سے طلب کرے خطا پر ہو موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے گھانس جانور
کیواسطے اور نمک ہانڈی کیلئے بھی مجھی سے مانگ علما فرماتے ہیں خدا سے سوال کرنا عزت اور غیروں سے مانگنا موجب ذلت ہے جو
شخص آدمی سے سوال کرتا ہے تین خرابیوں میں پڑتا ہے **پہلی خرابی** خلق کی نگاہ میں ذلیل وخوار ہو جاتا ہے ہر ایک کے سامنے عاجزی
کرنی پڑتی ہے بندے کو لائق نہیں کہ اپنے نفس کو بلا ضرورت خوار کرے اور سوا خدا کے اور کے سامنے تذلل کرے **دوسری خرابی** محتاجی
ظاہر کرنا اپنے مولیٰ کی شکایت ہے جو غلام براہ احسان فراموشی ونمک حرامی اپنے مولیٰ کے انعام وعطا پر قناعت نکرے اور دوسرے کیسامنے
ہاتھ پھیلائے گویا زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ میرا مولیٰ مجھے ننگا بھوکا رکھتا ہے اور بقدر رفع احتیاج نہیں دیتا نقل ہے ایک عابد
کسی پہاڑ پر رہتا وہاں انار کا درخت تھا ہر روز تین انار اُس میں آتے اُنھیں کھاتا اور عبادت کرتا حق عزوجل کو امتحان منظور ہوا
ایک روز انار نہ لگے صبر کیا دو روز اور یہی ماجرا گزرا تیسرے دن گھبرا کر پہاڑ سے نیچے اُترا اُسکے نیچے ایک نصرانی رہا کرتا اُس سے
سوال کیا نصرانی نے چار روٹی دیں اُس کا کتا بھونکنے لگا عابد نے ایک روٹی ڈال دی کتے نے کھا کر پیچھا کیا دوسری ڈال دی

وہ بھی کھالی مگر پیچھا نہ چھوڑا جب چاروں روٹیاں کھالیں اور بھونکنے سے باز نہ آیا عابد نے کہا اے حریص ناحق کوش تجھے شرم نہیں آتی کہ میں تیرے گھر سے بھیک مانگ کر لایا اور تو نے مجھ سے سب چھین لیں اب بھی پیچھا نہیں چھوڑتا کتے نے کہا میں تجھ سے زیادہ بے شرم نہیں کہ جس مالک نے برسوں بے محنت و مشقت ایسا نفیس رزق تجھے کھلایا تین روز نہ دینے پر اتنا گھبرا گیا کہ اُسکے دشمن کے گھر بھیک مانگنے آیا **تیسری خرابی** جس سے سوال کرتا ہے اُسے ناحق رنج دیتا ہے کہ اگر وہ سوال رد کرے تو لوگوں سے شرمندگی و ندامت ہو اور جو خلق سے شرما کر دے تو دل پر گراں گزرے اور آخرت میں مفید نہ ہو بلکہ بسبب ریا کاری کے ضرر کرے ایسے شخص سے سوال کرنا گویا مصادرہ اور ڈانڈ طلب کرنا ہے صوفیہ کہتے ہیں جس کو جانے کہ یہ لوگوں کے شرم سے دیتا ہے اُس سے لینا ممنوع ہے اور جو سوال سے خوش ہوتا اور بطیب خاطر دیتا ہے بعض اوقات سوال اُس پر بھی ناگوار گزرتا ہے خصوصاً اُس شخص کا جو بہت سوال کیا کرتا ہے پس بندے کو لائق ہے کہ خدا ہی سے سوال کرے کہ وہ مانگنے سے ناخوش نہیں ہوتا نہ بار بار عرض کرنے سے ناراض بلکہ اور راضی ہوتا ہے حدیث میں ہے جسکے پاس ہو اور وہ سوال کرے قیامت کے دن اُسکے مُنہ کا گوشت گل کر گر پڑیگا کہ ہڈی کے سوا کچھ باقی نہ رہیگا دوسری حدیث میں آیا وہ جو کچھ لیتا ہے دوزخ کی آگ ہے اب چاہے بہت لے یا تھوڑی کسی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر رکھتا ہو تو سوال نہ کرے فرمایا صبح و شام کا کھانا اور ایک روایت میں ہے پچاس درم کہ ایک آدمی کو سال بھر کفایت کرتے ہیں اور وجہ تطبیق یہ ہے کہ موسم صدقات جہاں سال بھر میں ایک بار آتا ہے اگر اُن دنوں بقدر سد رمق ایک سال کا قوت نہیں رکھتا یا سال بھر کے لائق کپڑا موجود نہیں اور اس عرصہ میں ملنا بھی ممکن نہیں تو اُسکو سوال درست ہے اور جو ہر روز سوال کر سکتا ہے اُسے دوسرے دن کیلئے بھی سوال کرنا جائز نہیں اصل یہ ہے کہ سوال بقدر حاجت درست ہے اور حاجت باختلاف اشخاص و اوقات و احوال و امصار مختلف پس سوال غیر خدا سے فی نفسہ قبیح ہے اور اُسکی اجازت بوجہ ضرورت الضرورات تبیح المحظورات جو شخص بقدر سد رمق کی قوت یا بقدر ستر عورت کے لباس یا سونے بیٹھنے کے لائق گھر نہیں رکھتا اور کسب سے بھی حاصل نہیں کر سکتا اُسے کئی شرط سے سوال کرنا درست ہے **پہلی شرط** خدا کی شکایت نہ کرے اور ناشکری کا کلمہ زبان پر نہ لائے **دوسری شرط** حتی الوسع اپنے عزیز اور دوست اور سخی عالی ہمت سے مانگے کہ اُس پر سوال گراں نہ گزریگا اور وہ اُسے بنظر حقارت نہ دیکھے گا **تیسری شرط** پارسائی کو حیلہ دنیا طلبی و سوال کا نہ کرے کہ دین کو دنیا سے بیچنا کمال نادانی ہے **چوتھی شرط** جماعت میں ایک شخص کو متعین کرکے سوال نہ کرے کہ اگر نہ دے شرمندہ ہو اور جو دے تو اُس پر جبر گزرے مگر صاحب نے کو اُسے مستحق کیواسطے اور جو خود مستحق ہو تو اپنے لئے سوال بہ تعین مضائقہ نہیں رکھتا اگرچہ اُسکو ناگوار ہو اور اسی طرح تعین سوال کہ مجھے ایک روپیہ یا دو روپیہ دے نہ چاہئے۔ **پانچویں شرط** قدر حاجت سے زیادہ نہ مانگے **چھٹی شرط** اُسے تنعم و تجمل نفس و عیال میں صرف نہ کرے بلکہ وسیلہ عبادت و مباح میں خرچ کرے **ساتویں شرط** منعم حقیقی کا شکر بجا لائے اور جس نے دیا اُسکا بھی شکر ادا کرے کہ وہ واسطہ وصول نعمت ہے اور اُسکے حق میں دعا کرے حدیث میں ہے جو بھلائی کرے اُسکو بدلا دو نہ ہو سکے تو اُس کیلئے دعا کرو مگر صدقہ دینے والے کو چاہئے کہ فقیر اُس کے سامنے اُسے دعا دے تو وہی دعا فقیر کو دیدے تاکہ دعا کا عوض دعا ہو جاوے اور صدقہ بے عوض رہے اُسکے عوض ثواب آخرت ملے **آٹھویں شرط** کسی سے بار بار سوال نہ کرے کہ اس حرکت سے وہ تنگ ہوگا اور اُسکو حریص سمجھے گا **نویں شرط** اگر دینے والا تنگ ہو کر یا لوگوں سے شرما کر یا مال مشتبہ یا حرام اسکو دے قبول نہ کرے کہ

اگر خدا کیواسطے ایسے مال سے اجتناب کریگا خدا اپنے فضل و کرم سے اُسے بہتر عنایت فرمادیگا **ف** ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب **دسویں شرط** لوجہ اللہ سوال نکرے یعنی یہ کلمہ کہ خدا کیواسطے مجھے کچھ دیجئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص لوجہ اللہ سوال کرے ملعون ہے ایک بزرگ کوفہ کے بازار میں چڑیا ہاتھ پر بٹھائے کہتے تھے کہ اس چڑیا کیلئے مجھے کچھ دو کسی نے کہا یہ کیا کہتے ہو فرمایا دنیائے دوں کیلئے خدا کو شفیع نہیں لاسکتا اُسکا شفیع بھی حقیری چاہئے **و** سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا یسئل لوجہ اللہ الا الجنۃ لوجہ اللہ کہہ کر جنت کے سوا کوئی چیز نہ مانگی جائے **سوال** سابق مذکور ہوا کہ ترک سوال بہرحال اولیٰ ہے حالانکہ بعض اکابردین و مشائخ طریقت نے سوال کیا ہے حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں شیخ ابوسعید خراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاقے کے وقت لوگوں سے سوال کرتے اور خواجہ ابوحفص حداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مغرب عشا کے بیچ میں بقدر ضرورت ایک دو دروازے سے مانگ لیتے خواجہ سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سفر میں سوال کرتے اور خواجہ ابراہیم ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جبکہ جامع بصرہ میں معتکف تھے تین دن بعد افطار فرماتے اُس روز سوال کرتے **جواب** مشائخ عظام و اولیائے کرام کبھی کسی غرض صحیح کیواسطے افضل کو ترک فرماتے اور مفضول کو اختیار کرتے ہیں بزرگوں نے سوال میں تین فائدے تجویز کئے ہیں بنظر اُن فوائد کے کبھی سوال کیا اور اپنے مریدوں کو اُسکا حکم دیا ہے **پہلا فائدہ** ریاضت نفس خواجہ شفیق بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک مرید خواجہ بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آیا آپنے اُسکے پیر کا حال دریافت فرمایا عرض کیا خلق سے فارغ اور خدا پر متوکل ہو کر بیٹھ گئے ہیں فرمایا میری طرف سے شفیق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہنا دو روٹیوں کیواسطے خدا کو نہ آزماؤ تمام توکل کاٹے کرکے بھوک کیوقت بھیک مانگ لیا کرو کہیں اس فعل کی شامت سے وہ ملک زمین میں نہ دھنس جائے **دوسرا فائدہ** اپنی قدر و قیمت پر متنبہ ہونا جب شبلی مرید ہوئے خواجہ جنید نے فرمایا اے ابوبکر تو ملک شام کا امیر الامراء تھا جب تک بازار میں بھیک نہ مانگے گا دماغ تیرا نخوت سے خالی نہوگا اور اپنی قدر و قیمت نہ جانے گا ابتدا ابتدا میں تو لوگوں نے رئیس جان کر بہت کچھ دیا آخر رفتہ رفتہ ہر روز بازار اُن کا سست ہوتا جاتا ایک سال کے بعد یہ نوبت پہنچی کہ صبح سے شام تک پھرتے کوئی کچھ نہ دیتا پیر سے حال عرض کیا فرمایا قدر تیری یہ ہے کہ کوئی تجھے کوڑی کو نہیں پوچھتا **تیسرا فائدہ** رعایت ادب کہ مال سب خدا کا ہے خلق صرف وکیل اور نگہبان ہے خود بادشاہ سے حقیر چیز مانگنا اور گاہ بگاہ اُسی سے ہر قسم کا سوال کرنا زیب نہیں دیتا یحییٰ رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی ماں سے کچھ مانگا کہا خدا سے مانگ فرمایا اے مادر مہربان مجھے شرم آتی ہے کہ ایسی چیز خدا سے مانگوں اور جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ بھی خدا ہی کا جانتا ہوں یعنی یہ سوال بھی درحقیقت خدا سے ہے مگر ایسی حقیر چیز بلا واسطہ اُس سے مانگنا نہیں چاہتا واللہ تعالیٰ اعلم **معنی سوم** امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ معالم میں کلبی سے نقل کرتے ہیں کہ جب تبلیغ رسالت سے فارغ ہو تو اپنی امت کیلئے استغفار کرا اور یہ کام سخت دشوار کہ ایک معصوم بیگناہ اپنی جان نازنین کو ہم گنہگاروں خطا کاروں کیلئے رنج میں ڈالیں ہم گناہ کریں وہ ہماری طرف سے عذر خواہی بجالاویں ہم قصور کریں وہ شب و روز ہماری بخشش کیلئے جناب باری میں عجز و زاری کریں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بامتثال امر الٰہی ہماری سفارش اور عذر خواہی میں رات دن مشغول رہتے اور شب و روز ہماری نجات کی فکر میں ملول کہ دیکھئے امت خطا کار باوجود اسقدر گناہوں کے خدا کے عذاب سے کس طرح نجات پاوے بلکہ بعض اوقات گھبرا کر رونے لگتے اور کہتے اللھم امتی امتی خدایا میری اُمت کو بخش دے پروردگار تقدس

وتعالیٰ اُن کی بیقراری اور گریہ وزاری پر نظر فرما کر اُس جناب کی تسلی اور تشفی فرماتا ہے وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ یعنی تم اُمت کے گناہوں اور معصیت پر نظر کرکے اور اُن کے تجسس اور مغفرت سے مایوس نہ ہو جاؤ ہماری مہربانی اور عنایت کو بھی کہ روز ازل سے تمہارے حال پر ہے خیال کرو جب ہم نے تمہارا دامن ان گناہگاروں کے ہات میں دیا اور تم کو انکا پیشوا کیا تو ہم انکو ذلیل وخوار نکریں گے اور تمہاری شفاعت اُنکے حق میں رد نہ فرمائیں گے اور لفظ ربک اس مضمون کا موید ہے گویا ارشاد ہوتا ہے کہ جب ہم نے تم کو انواع عنایت کے ساتھ پرورش کیا اور ایسے کمال کو کہ کسی کو حاصل نہ ہوا اور نہ ہوگا پہنچایا اور ہر امر میں تمہاری دلجوئی کرتے رہے تو کیا اُمت گنہگار کے معاملہ میں تمہیں ناخوش کرینگے اور اُنکے حق میں تمہاری شفاعت قبول نہ فرمائینگے ؎ چہ غم دیوارِ امت راکہ باشد چوں تو پشتیباں + چہ باک از موج بحر آنراچو باشد نوح کشتیباں ؎ ہر کہ راچوں تو پیشوا باشد + ناامید ازخدا چرا باشد ؎ چوں نشان شفاعت کبریٰ + یافت بانام نامیت طغریٰ + امتاں باگناہگار یہا + بتو دارند امیدواریہا **بشارت** اے گنہگاران اُمت مژدہ ورہو کہ تمہارا مولیٰ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاری سفارش کا حکم دیتا ہے اور حکیم جس بات کا خود امر کرتا ہے اُسے رد نہیں فرماتا ورنہ ہزل لازم آوے تعالیٰ اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔ **معنی چہارم** امام رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تفسیر کبیر میں اور امام محی السنتہ بغوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ معالم التنزیل میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نصب سے نماز تہجد مراد ہے یعنی جب فرائض پنجگانہ سے فارغ ہو تو تہجد پڑھ کہ خاص تجھ پر فرض ہے اور اپنے رب کی طرف متوجہ ہو کہ وہ وقت اس کام کیواسطے بہت مناسب ہے پچھلی رات کو وہ بھی اپنے بندوں کی طرف بر جہت خاص متوجہ ہوتا ہے اور اُسوقت دل کو تعلقات سے انقطاع کلی حاصل ہو سکتا ہے اسی واسطے عبادت میں اُسوقت زیادہ مزا ملتا ہے اور تہجد کو نصب سے اسلئے تعبیر فرمایا کہ پچھلی رات کو کہ وقت آرام اور آسائش اور غلبہ خواب کا ہے اُٹھنا اور آرام وراحت کو چھوڑ کر تنہا خدا کی بندگی میں مشغول ہونا نفس پر کمال شاق ہے **معنی پنجم** شیخ الشیوخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوحات کے سفر تاسع میں شیخ ابو مدین مغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب کار خلق سے یعنی رسالت و ہدایت تقضا وافتار واحتساب خلافتِ حق کے حق سے فارغ ہو تو اپنے دل کو مشاہدہ خالق کیلئے نصب کر اور اُس سے دل لگا کہ مقصود ان سب کاموں سے رضا اور لقا اُسی کی ہے **معنی ششم** بعض علماء آخرت یہ معنی کہتے ہیں کہ جب فارغ ہو تو تجرید اور تفرید اختیار کر اور تجرید اور تفرید کو کئی معنی کیساتھ تفسیر کرتے ہیں **اوّل** تجرید یہ ہے کہ جو اُسوقت تیرے پاس ہو اُس سے کنارہ کر اور تفرید یہ ہے کہ فردا کی فکر میں دل کو مشغول نہ رکھ **دوم** تجرید یہ ہے کہ خلق سے جدا رہے اور تفرید یہ ہے کہ اندیشہ اغیار اور آخرت اور دنیا کے غبار سے آئینہ دل کو صاف کرے **سوم** تجرید یہ ہے کہ غیر کا نام زبان پر نہ لاوے اور تفرید یہ ہے کہ اندیشہ غیر دل پر حرام کرے **چہارم** تجرید اور تفرید یہ ہے کہ کم بولے اور کم سوئے اور کم کھائے کہ بہت بولنا ذکر سے اور بہت سونا فکر سے باز رکھتا ہے اور بہت کھانا دل پرستی اور گرانی اور قوی میں کاہلی پیدا کرتا ہے **پنجم** تجرید یہ ہے کہ علائق کو چھوڑے اور تفرید یہ ہے کہ اپنے نفس سے علاقہ نہ رکھے **ششم** تجرید طہارت ظاہر سے اور تفرید طہارت باطن سے عبارت ہے اور یہ سب معانی اس جگہ ہو سکتے ہیں اور اُن کو بلفظ نصب تعبیر کرنا واسطے بیان سختی اور صعوبت کے ہے کہ یہ سب باتیں کہنے میں آسان ہیں اور کرنے میں دشوار ہیں کہ کام جان و دل سے ہوتے ہیں اعضا یہاں بیکار ہیں صوفیہ کرام فرماتے ہیں اس راہ میں دل سے سفر کرے اور قدم صدق سے چلے اور بے

آنکھ کے دیکھے ورنہ منزل مقصد کو نہ پہنچے ؎ خون دل سے اپنے پہلے کر وضو ✤ جب قدم رکھ اس میں اے فرخندہ خو۔ والیٰ ربک فارغب اور اپنے رب سے لو لگا کہ وہ قادر و مختار ہے اگر چاہے سب دشواریاں تجھ پر آسان کر دے اور ان کاموں کو ایسا سہل کر دے جیسے اوروں پر کھانا کھانا اور پانی پینا سہل ہے یا یہ معنی ہیں کہ اپنے رب کو پہچان اور اُسکی طرف متوجہ ہو کہ معرفت دروازہ سلوک کا ہے جو اس دروازہ سے نہیں جاتا محنت اور مشقت اُسکی برباد ہوتی ہے اور کوشش اور سعی اُسکی ضائع یا یہ معنی ہیں کہ اپنے رب سے دل لگا کہ محبت ہر مشکل کو جو محبوب کی راہ میں پیش آتی ہے سہل کر دیتی ہے اور محنت و مشقت کو آسان اے عزیز محنت و مشقت کیا چیز ہے محب کو تو اپنے محبوب کی راہ میں جان دینا بھی دشوار نہیں خصوصاً جبکہ محبوب حکم کرے اسمٰعیل علیہ السلام کو دیکھ کہ بمجرد حکم الٰہی کس کشادہ پیشانی سے اُسکی راہ میں جان دینے پر راضی ہو گئے اور ابراہیم علیہ السلام کو دیکھ کس شوق و رغبت سے بیٹے کے ذبح کرنے پر مستعد اور آمادہ ہوئے ولنعم ماقیل ؎ عجب از کشتہ نباشد بدر خیمۂ دوست ✤ عجب از زندہ کہ چوں جاں بدر آورد سلیم معنی ہفتم بغوی کبّ علی بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے اذا کنت صحیحا فانصب یعنی اپنے فراغ کو عبادت میں نصب کر اور برپا رکھ شریح نے دو شخصوں کو کسی عبث کام میں مشغول دیکھا فرمایا الفارغ ما امر بھذا انما قال اللہ فاذا فرغت فانصب فارغ کو اس بات کا حکم نہیں ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے جب فارغ ہو نصب کر یعنی اپنے فراغ کو عبادت میں صرف کر خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جب ایک عبادت سے فارغ ہو دوسری شروع کر اور کسی وقت عبادت سے خالی نہ رہ کہ مقصود اصلی عالم کے پیدا کرنے سے یہی ہے **ف** ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون نہ پیدا کیا میں نے جن وانس کو مگر عبادت کیلئے اے عزیز عبادت سرمایۂ نجات ہے اور ثمرہ علم اور فائدہ عمر اور حاصل زیست اور وسیلہ جنت اور موجب سعادت اور طریق اتقیا اور بضاعت اولیا اور مقصد عزیزاں اور مطلب کریاں اور حرفت مرداں اور راہ سالکاں اور مقبول اہل ہمت اور مختار خداوندان بصیرت اور نتیجہ نظام عالم اور سبب آفرینش جن و آدم ؎ ماخلقت الجن والانس بخواں ✤ جز عبادت نیست مقصود جہاں۔ نقطہ خاک کو سِرّ عبدیت نے اُس جگہ پہنچا دیا کہ ذہن ملاء اعلیٰ نہیں پہنچ سکتا **ف** انی اعلم مالا تعلمون اسی بھید کی طرف اشارہ ہے اسی جگہ سے کہتے ہیں کہ انسانیت بندگی اور عبادت کو مستلزم ہے جو عبادت سے بہرہ نہیں رکھتا انسانیت سے بے بہرہ ہے عبادت اور بندگی اصل تمام کمالات اور مناصب و مقامات کی ہے سعادت و عزت انسان کی بندگی اور سرافگندگی میں ہے من تواضع للہ رفعہ اللہ **ب** قتادہ کریمہ من کان یرید العزۃ فللہ العزۃ جمیعا کی تفسیر میں کہتے ہیں من کان یرید العزۃ فلیتعزز بطاعۃ اللہ جو شخص عزت چاہے وہ اُسکو خدا کی طاعت میں طلب کرے یعنی عزت خدا کی بندگی سے حاصل ہوتی ہے اور سعادت اُسکی طاعت سے ہاتھ آتی ہے کسی نے خواجہ ابو سعید ابوالخیر رحمہ اللہ سے پوچھا ما الحریۃ آزادی کیا ہے فرمایا العبودیہ بندگی یعنی آزادی بندگی کو کہتے ہیں جو بندہ نہیں آزاد نہیں اور جو آزاد نہیں شاد نہیں طوق بندگی جس کی گردن میں ہے وہ خواجہ و سردار دو عالم ہے جو خدا کا ہو جاتا ہے تمام عالم میں حکم اُسکا جاری ہوتا ہے ؎ تو یک عہد گر خود بجا آوری ✤ سر نہ فلک زیر پا آوری۔ صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو اپنی طرف منسوب کیا سب جانور اہلی او جنگلی اُس سے خوف کرتے کعبہ معظمہ کو اپنا گھر کہہ دیا آدمی اُسکی زمین میں شکار نہیں کرتے درند وہاں کسی جانور کو نہیں مارتے پرند اُس پر ہو کر نہیں اڑتے محمود ہاتی اُس کی تعظیم سے سربسجدہ ہوا ہر چند مارا نہ

اٹھا اصحاب الفیل کو اُس کی بے ادبی نے ہلاک کیا سرورِ کونین سید الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا اریدان اکون ملکا نبیا بل اریدان اکون عبدا نبیا میں بادشاہ پیغمبر ہونا نہیں چاہتا بلکہ بندہ پیغمبر ہونا چاہتا ہوں جذبۂ ربوبیت نے بندگی کے سبب اُس جناب کو ایسے مقام میں پہنچا دیا کہ ناموس اکبر کا ادراک بھی وہاں نہ پہنچا **ف** سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ اگر کوئی خلعت عبودیت سے بہتر ہوتا اس جگہ کہ مقام اعزاز و اکرام ہے پہنایا جاتا تشہد میں وصف عبدیت کو رسالت پر مقدم کیا تا ظاہر ہو کہ پیغمبروں کو یہ مرتبہ بندگی ہی کے سبب حاصل ہوا اے عزیز ممکن کے حق میں کوئی چیز بندگی سے بڑھ کر نہیں مگر نہ یہ بندگی جسے ہم بندگی سمجھتے ہیں بلکہ حقیقت اُسکی یہ ہے کہ عالم غرور سے عالم سرور اور ظلمتکدہ خلق سے نور حق کیطرف انتقال کرے یعنی خلق سے انقطاع کرکے ہمہ تن اسی معبود کی ہیبت و جلال میں مستغرق ہو جاوے اور کمال اُسکا یہ ہے کہ ہستی صرف محبوب کیلئے مسلم رکھے اور آپ کو نیست جانے کہ ممکن محتاج کو واجب بالذات کے مقابل کسی طرح کا دعویٰ زیب نہیں دیتا ؎ بخششے درمیاں مبیں خود را + قطرہ را چہ سیل میخوانی + ہمہ کس در طفیل تو گردد + گر تو خود را طفیل کس دانی - ہم لوگ بندگی کو ریاضت و مشقت و مجاہدہ و محنت و روزہ و نماز و حج و جہاد میں منحصر جانتے ہیں ہاں یہ چیزیں وسیلہ حصول حقیقت ہیں بے محنت و مشقت وصول بحقیقت دشوار اور حصول مدعا مشکل ولنعم ما قیل ؎ اے دل بہوس بر سر کارے نرسی + تا غم نخوری بغمگساری نرسی + تا سودہ نگردی چوں حنا در تہ سنگ + ہرگز بکف پائے نگارے نرسی ؎ جن ڈھونڈا اون پایا گہرے پانی بیٹھ + میں باپی ڈھونڈن چلا رہا کنارے بیٹھ ؎ تو راہ نہ رفتی و ترا ننمودند + ورنہ کہ زد ایں در کہ برو نکشودند + جان در رہ دوست باز گر میخواہی + تو نیز چناں شوی کہ ایشاں بودند - نافہ جب تک خون جگر نہیں پیتا مشک نہیں ہوتا اور شیشہ جبتک جسم اپنا نہیں گلاتا صورت حسینوں کی اپنے میں جلوہ گر نہیں پاتا ؎ ترا گر آرزوئے انگبیں است + بباید ساختن با نیش زنبور - اے عزیز محنت کر کہ محنت کسی کی رائیگاں نہیں جاتی اور مشقت کر کہ مشقت مقصد کو پہنچاتی ہے مَنْ جَدَّ فَقَدْ وَجَدَ **ف** والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا خواجہ ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلطنت چھوڑ کر محنت و ریاضت اختیار کی چند روز میں یہ حالت ہو گئی کہ جو کہتے ہو جاتا دریائے روم میں ایک شخص کو ڈوبتے دیکھا ہاتھ سے اشارہ کیا فوراً پانی پر قائم ہو گیا اور ڈوبنے سے محفوظ رہا رابعہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سال بھر مشقت کی یہ صورت ہو گئی کہ علما اور اشراف بصرہ کے اُنکی زیارت کو آنے لگے اور خاص و عام اُن کو خاصان بارگاہ سے سمجھنے لگے آدمی جب تک دریا میں نہیں گھستا موتی ہاتھ نہیں آتا جبتک سانپ سے نہیں لڑتا خزانہ نہیں پاتا ؎ نابردہ رنج گنج میسر نمی شود + مزد او گرفت جان برادر کہ کار کرد - صوفیہ کرام فرماتے ہیں کہ عمل و مشقت سے اس دربار میں باریاب ہوتے ہیں ؎ صوفی نشود صافی تا درنہ کشد جامے + بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے ؎ چوں کشتی بر سر کوئے کسے + عاقبت بینی تو ہم روئے کسے - جو بوجھ اُٹھاتا ہے اُجرت پاتا ہے جس قدر بوجھ زیادہ اُجرت زیادہ **ض** افضل العبادات احمزہا درخت کہ خادموں کی روش ایک پاؤں پر کھڑا رہتا ہے منظر آفتاب کا ہو جاتا ہے سایہ ہمایہ کاہلوں کی طرح شب و روز خاک پر غلطیدہ بے نظر خورشید سے محجوب ہے بے محنت تو لذات دنیوی اور جاہ و ثروت ظاہری بھی حاصل نہیں ہوتی سعادت اخروی اور معرفت الٰہی کس طرح حاصل ہو سکے عنایت بے اطاعت خلاف عادت ہے کہیں سنا ہے کہ مولیٰ سرکش متمرد غافل کاہل غلام سے راضی ہو

ف ضرب اللہ مثلا رجلین احدھما ابکم لا یقدر علیٰ شیئ وھو کل علیٰ مولاہ اینما یوجہہ لا یات بخیر ھل یستوی ھو ومن یامر بالعدل ہر چند کارِ مقدور مقسوم ہے مگر جسے نوازا چاہتے ہیں اُسے محنت وریاضت میں مصروف اور جسکو رد کرتے ہیں اُسکو عیش وعشرت میں مشغوف رکھتے ہیں **عارف رومی** شیطان نے ایک عابد کو بہکایا کہ تو رات دن اللہ اللہ کرتا ہے اُدھر سے ایک بھی جواب نہیں آتا ارشاد ہوا کہ تیرا اللہ اللہ کہنا ہی ہمارا جواب ہے اور تیرا سوزِ دل ہمارا ایلچی ہے اے عزیز محنت ومشقت اصل کار اور طریقہ مقربین وابرار ہے بزرگانِ دین کو دیکھ کر شب وروز محنت ومشقت میں مشغول رہتے ہیں بعض صوفیہ فرماتے ہیں کہ شوخ چشم مشائخ عظام کہلاتے ہیں اور مشائخ میں عظام کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم باآں علو مرتبت شکم مبارک پر پتھر باندھتے دن کو روزہ رکھتے رات کو قیام کرتے یہاں تک کہ پائے مبارک سوج گئے قال اللہ عزوجل وقال الذین العلم ویلکم ثواب اللہ خیر لمن اٰمن وعمل صالحا ولا یلقّٰھا الا الصابرون اور کہا جاننے والوں نے خرابی تم پر خدا کا ثواب اُس کیلئے جو ایمان لاوے اور اچھا کام کرے بہتر ہے اور نہیں ملتا ہے یہ مگر صبر کرنیوالوں کو اے عزیز ہر چند ازل میں فرمایا فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر مگر راہ بہشت ودوزخ کی اور نشان بہشتی اور دوزخی ہونے کا اسوقت ظاہر ہے جسے ہلاک کیا چاہتے ہیں اُسی کے دل میں یہ بات ڈالتے ہیں کہ جو لکھا ہے ہوگا جہد ومشقت وعبادت وریاضت سے کیا حاصل ہر چند یہ سچ ہے کہ قضا وقدر نہیں ٹلتی مگر یہ خطرہ تیرے ہلاک پر دلالت کرتا ہے جسکی موت بحکم ازل آجاتی ہے اُسی کے دل میں یہ خطرہ گزرتا ہے کہ اگر اس وقت مرنا مقدر ہے ضرور ہوگا پھر مجھے کھانا کھانے سے کیا فائدہ اور جسکی زندگی منظور ہوتی ہے اُسکے دل میں حراثت وتجارت اور کھانے پینے کی رغبت ڈالی جاتی ہے ہر شخص کو ایک کام کیلئے بنایا اور اسباب اُسکے اُسے عنایت فرمائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اعملوا فکل میسر لما خلق لہ ہر کسے را بہر کارے ساختند؛ میل اور ادرویش انداختند۔ اور ارشاد ہوتا ہے خدا تعالیٰ جس کی بھلائی چاہتا ہے اُسکو توفیق عمل کی عنایت فرماتا ہے پس تو آں اسباب سے اپنا انجام دریافت کر اگر تجھے جہد ومشقت اور محنت وریاضت کی توفیق دیں تو علامت تیری سعادت اور نجات کی ہے اور بطالت وغفلت میں مبتلا کریں یقین جان کہ تیری تقدیر میں گمراہی اور جہالت لکھی ہے دنیا مزرعۂ آخرت ہے جو بووے گا کاٹے گا اور جیسا عمل کریگا ویسا پھل پائیگا؎ گندم از گندم بروید جوز جو۔ لہو لعب میں عمر کو ضائع کرنا اور عیش آخرت کی توقع رکھنا یا گناہوں میں مشغول رہنا اور خدا سے امید مغفرت رکھنا حماقت ہے اگرچہ کوئی عمل بے اُسکی عنایت ورحمت کے کام نہیں آتا مگر عنایت ورحمت اُنھیں پر ہوتی ہے جو اچھے کام کرتے ہیں **ف** ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین جو آج دوزخ کی راہ چلتا ہے وہ دوزخ سے قریب اور بہشت سے دور ہوتا جاتا ہے کل اگر بہشت کیطرف چلنا چاہے گا نہ جانے دینگے اُسوقت اپنی نادانی کا معترف ہوگا اور قدر اس دار العمل کی جانے گا؎ بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت ؛ کہ باکہ باختہ عشق در شب دیجور۔ مگر اُسوقت کا جاننا محض بیکار ہے ہر چند عرض کریگا ارجعنی اعمل صالحا سوا ملامت کے کچھ جواب نہ پائیگا اور حسرت کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئیگا پس بندہ کو چاہئے کہ تقدیر پر نظر کرکے ریاضت میں کاہلی نہ کرے اور ہر وقت اپنے مولیٰ کی خدمت اور طاعت اور پرستش اور عبادت میں مشغول رہے علما نے عبادت کو کئی طرح تقسیم کیا ہے اور اُسکے موانع اور علت غائی اور فوائد بیان فرمائے ہیں جاننا اُنکا طالب کو بصیرت بخشتا ہے لہذا ہم اس جگہ اُنکے بیان کے واسطے ایک تبصرہ وضع کرتے ہیں اور ہر بات کا بیان علیحدہ فصل میں لکھتے ہیں۔

تبصرہ وفیما ثلثۃ فصول **الفصل الاوّل** فی تقسیمات العبادۃ وھی خمسۃ **التقسیم الاوّل** عبادات دو قسم ہے ظاہری اور باطنی **ظاہری** تین قسم ہے مالی جیسے زکوٰۃ اور صدقہ دینا اور مہمان کو کھانا کھلانا اور قولی جیسے دعا اور تلاوت قرآن اور تسبیح اور تہلیل اور تحمید اور تمجید اور امر بمعروف اور نہی منکر اور اصلاح بین المسلمین اور صلوٰۃ بر سید المرسلین اور فعلی اور وہ ہر عضو کی جدا جدا ہے مثلاً سر کی عبادت سجدہ کرنا اور گردن کی خدا کے واسطے ذبح ہونا اور کان کی قرآن اور ذکر الٰہی اور وہ چیز جس سے خدا کی محبت پیدا ہو سننا اور ہاتھ کی قرآن اور اسمار الٰہیہ اور اچھی کتابیں جن سے خلق کو نفع پہنچے لکھنا اور راہ سے کانٹے اور کنکر پتھر دور کرنا اور بدعت کے کام بگاڑنا اور کافروں کو جہاد میں قتل کرنا اور پاؤں کی مکہ کو حج کیواسطے اور مشاہد بزرگان پر زیارت کے لئے اور مجالس خیر میں استماع قرآن و حدیث و مواعظ و نصائح سننے کے واسطے جانا اور مخلوق کی کاربرآری اور بیماروں کی عیادت کیلئے اور جنازہ کیساتھ چلنا اور آنکھ کی بزرگوں کی زیارت اور قرآن کی دیکھ کر تلاوت کرنا اور آسمان اور کشتی اور دریا اور ستاروں کو تفکر کیواسطے دیکھنا **اور باطنی** بھی ہر لطیفہ کی جدا ہے مثلاً عقل کی عبادت علامات و آیات قدرت اور معنی قرآن اور احکام شریعت اور عجائب ملک و ملکوت اور غرائب جبروت و ناسوت میں فکر کرنا اور نفس کی عبادت ترک مالوفات پر صبر کرنا جیسے روزہ رکھنا اعتکاف کرنا معاصی اور جزع فزع سے بچنا اور دل کی عبادت خوف و رجا اور خدا کے دوستوں سے محبت اور خدا کے دشمنوں سے عداوت رکھنا اور روح کی عبادت مشاہدہ میں سعی کرنا اور اپنے مرجع کا مشتاق ہونا اے عزیز عالم خلق میں کوئی لطیفہ بندگی اور عبادت سے خالی نہیں جمادات قعدہ اور چرند رکوع اور حشرات سجود اور درخت قیام اور پرند ذکر و تسبیح میں مشغول ہیں افسوس تیرے حال پر کہ باوجود عقل و شعور و دعویٰ انسانیت اپنے مالک کی بندگی اور عبادت سے غافل اور اُسکی طاعت و خدمت میں کاہل ہے آدمی کو چاہئے کہ ہر عضو کو اُس کام میں جس کیلئے پیدا ہوا مشغول کرے اور ظاہر و باطن اپنا خدا کی بندگی اور عبادت میں مصروف رکھے **فائدہ** اس جگہ سے اعتقاد اہل اباحت کا کہ عبادت کو باطن میں منحصر اور ظاہر کو بیکار سمجھتے ہیں بخوبی باطل ہوا حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر کس درجہ محنت و مشقت اس کام میں اختیار فرمائی اے عزیز ایکدن تجھے قہار مطلق کے حضور میں کھڑا ہونا اور ایک ایک نعمت کا حساب دینا ہے جسوقت وہ پوچھے گا ہم نے تجھے ہاتھ پاؤں آنکھ کان ناک زبان عنایت فرمائی تو نے اُنھیں کس کام میں مصروف رکھا اگر آج اُنھیں بُرے کام میں یا بیکار رکھا اُسوقت کیا جواب دیگا دُنیا دار العمل ہے جو کچھ ہو سکے کرلے ورنہ کل سوا حسرت و ندامت کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔ ـ نامہ کاں بحشر خواہی خواند ٭ ہم ازیں جا سواد باید کرد۔ اسی طرح شریعت کو اعمال ظاہرہ میں منحصر جاننا نادانی اور حماقت ہے افسوس کہ اس زمانہ میں خلق کو اعمال باطنہ سے کچھ کام نہ رہا نماز اور روزہ اور حج اور زکوٰۃ وغیرہا اعمال ظاہرہ کے سوا کسی عمل کو فرض نہیں جانتے اور نہیں دیکھتے کہ صبر و شکر و خوف و رجا وغیرہ کی تاکید میں کس قدر آیتیں اور حدیثیں نص ہیں ہذا واللہ اعلم بالصواب الیہ المرجع والمآب **التقسیم الثانی** عبادت تین قسم ہے عبادت موقنین کی اعتقاد حق اور خدا کی وحدانیت اور اُسکی پاکی اور قدوسی اور تمام صفات پر یقین واثق کرنا اور عبادت محسنین کی زہد و توکل و رضا بقضا اور تمام اخلاق باطنہ کو اچھی طرح سے بجالانا اور عبادت ابرار و صالحین کی نماز روزہ و ذکر و تسبیح و تہلیل تمجید و تحمید و غیرہا ادا کرنا اور نکاح اور بیع و شرا اور مزارعت و مضاربت اور جملہ معاملات معاش میں رعایت شریعت و عدالت کی اور خیال معاد کا رکھنا **التقسیم الثالث** عبادت چار قسم ہے فرض ـ واجب ـ سنت ـ مستحب ـ تقدیم اور تفصیل اُن میں اسی ترتیب

پر ہے بعض لوگ نوافل اور مستحبات میں شب و روز مشغول رہتے ہیں اور نہیں جانتے کہ کوئی عمل بے ادائے فرائض مقبول نہیں ہوتا سچ ہے تارک فرض غضب الٰہی کا مورد ہے اور مغضوب کی کوئی بات پسند نہیں آتی مسلمانوں کو چاہیئے کہ ادائے فرائض وواجبات میں اہتمام بلیغ کریں خصوصًا نماز اور روزہ اور حج اور زکوٰۃ کے ادا کرنے میں نہایت کوشش کرتے رہیں کہ شریعت میں اُن کے برابر کسی عمل کی تاکید وارد نہیں یہاں تک کہ اُن کو ارکان اسلام کہتے ہیں اور مسلم کی حدیث میں آیا ہے کہ اسلام پانچ چیزوں پر بنا کیا گیا ہے گواہی اس بات کی کہ خدا کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں اور بیشک محمد اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں اور برپا رکھنا نماز کا اور دینا زکوٰۃ کا اور حج اور روزہ رمضان ابن صلاح کہتے ہیں ہر چند اسلام تلفظ بشہادتین کا نام ہے مگر یہ چاروں چیزیں عمدہ شعائر سے ہیں کہ مسلمان ان سے پہچانا جاتا ہے اور جو اُن کو ترک کرتا ہے سمجھا جاتا ہے کہ یہ شخص اسلام سے کچھ کام نہیں رکھتا معالم میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسی بات بتا دیجئے جس کے سبب سے بہشت میں داخل ہوں اور دوزخ سے بچوں فرمایا تو نے مشکل بات پوچھی اور وہ آسان ہے اُس پر جس پر خدا آسان کرے خدا کو بے شرکت کے پرستش کر اور نماز قائم رکھ اور زکوٰۃ دے اور روزہ رمضان کا اور حج خانہ خدا کا بجالا پس یہ چار چیزیں اسلام کی نیو ہیں اور بہشت میں پہنچانے والیں اور دوزخ سے نجات دینے والیں ہیں۔ اور بہترین نوافل و مستحبات سات ہیں **اوّل** نماز نفل کہ اکد اور افضل اُس میں سنتیں فجر کی ہیں کہ حضرت نے اُن کو کسی حال میں نہیں چھوڑا بعد از سنن نماز سہ گانہ اور تہجد ہے اور نوافل ماثورہ **دوم** درود و سلام **سوم** ذکر **چہارم** دعا **پنجم** تفکر **ششم** اعمال متعدیہ جن سے خلق خدا کو نفع پہنچے **ہفتم** قرأت قرآن اور حق تلاوت کا یہ ہے کہ نیت ثواب آخرت اور ضبط احکام عبودیت کی کرے اور ذوق و شوق کیساتھ برعایت آداب تلاوت پڑھے اور آداب تلاوت تیرہ ہیں **پہلا ادب** وضو یا مسواک کرے اور خوشبو کپڑوں میں لگا کر دوزانو قبلہ رو تفکر اور تدبر کیساتھ بحضور قلب وخشوع دل وخضوع جوارح تلاوت میں مشغول ہو **دوسرا ادب** رات کیوقت تلاوت کی کثرت کرے کہ اُسوقت دل فارغ ہوتا ہے **تیسرا ادب** بہتر یہ ہے کہ دیکھ کر پڑھے کہ قرآن کا دیکھنا بھی عبادت ہے اور دو عبادتوں میں ثواب دوچند ملتا ہے **چوتھا ادب** تین دن سے کم میں ختم نہ کرے کہ تفقہ کو مانع ہے سات دن یا چالیس دن میں ختم کیا کرے مگر صاحب باطن مختار ہے کہ اُسکے حق میں شہادت قلب کا اعتبار ہے **پانچواں ادب** ترتیل کرے کہ تعظیم کے مناسب ہے اور تدبر و تفکر عجائب و غرائب سوچنا اور معانی سمجھنا بے ترتیل کے دشوار ہے نظر صحابہ کرام اور سلف عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تدبر اور تفہم معنی میں منحصر تھی یہاں تک کہ سوا چند اشخاص کے اُن میں کوئی حافظ نہ تھا اور اکثر کو صرف ایک دو سورت یاد تھیں اور تردید یعنی بار بار ایک آیت اور سورت کو پڑھنا اور اُسکی تکرار کرنا بھی اس بات کے واسطے مفید ہے **علی** تمام رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آیت کی تکرار کی جو لوگ شربت محبت کا مزا چکھے ہوئے ہیں اس تکرار کی کیفیت اور لطف سے واقف ہیں۔ ولنعم ما قیل سہ

اعد ذکر نعمان لنا فان ذکرہ ﴿ ھو المسک ما کررتہ بتضوع

چھٹا ادب معانی پر نظر رکھے اور امر و نہی و وعدہ و وعید کے سمجھنے سے غافل نہ رہے اور ہر خطاب میں آپ کو مخاطب فرض کرے اور امر و نواہی میں استقلالًا اور قصص و حکایات میں تمثیلًا و تشبیہًا اور اُسکے احکامات بجالانے کا اور نواہی سے بچنے کا عزم مصمم کرے حدیث میں ہے **علی** قرآن کو اس طرح پڑھ کہ تجھے برائیوں سے باز رکھے اور جو باز نہ رکھا تو نے قرأت نہ کی یعنی حق پڑھنے کا نہ پڑھا اور جس وقت آیت رحمت اور وعدہ کی

پڑھے خوش اور مشتاق ہو اور جب آیت غضب پر پہنچے اُس وقت غمگین اور خائف ہو جاوے اور اپنے آپ کو اُس مضمون کا جو گنہگاروں اور تقصیرواروں کے حق میں نازل ہے مصداق سمجھے اور اپنی خطا کاری اور تقصیر پر روئے حدیث میں ہے **عل** قرآن پڑھو اور روؤ اگر رونا نہ آوے بزور دل کو رونے کی طرف متوجہ کرو دوسری حدیث میں ہے **عل** جب قرآن پڑھو حزن و غم دل میں لاؤ علماء کہتے ہیں جو تکلف سے بھی رونا نہ آوے تو اس نہ آنے پر کہ بڑی مصیبت ہے رونا چاہئے احیاء العلوم میں نقل کرتے ہیں کہ زرارہ بن اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تلاوت کرتے تھے جب اس آیت پر پہنچے فاذا نقر فی الناقور مر کر گر پڑے اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب یہ آیت سنتے تھے اذا السماء انشقت اسقدر پڑھتے تھے کہ ہر بند ان کے بدن کا کانپنے لگتا آے عزیز اگر بندہ ذلیل کا دل اس تصور سے کہ ایک دن مالک قہار کے سامنے مجھے کھڑا ہونا ہے اور ان احوال اور عذابوں کو اٹھانا ہے جل کر راکھ ہو جاوے تو لائق اور بجا ہے اور جو نہیں ڈرتا ہے یا اُس کو خدا کی وعید پر اعتبار نہیں اور یا ان عذابوں کو بے حقیقت اور آسان سمجھتا ہے ؎ ان عذابوں سے نہیں دہشت تجھے ✦ ہے اٹھانے کی مگر طاقت تجھے **ساتواں ادب** اور موانع تفہیم سے کہ تحقیق مخارج اور استعمال قواعد موسیقی اور اصرار گناہوں پر اور اتصاف برزائل ہیں اجتناب کرے قال اللہ تعالیٰ تبصرۃ وذکری لکل عبد منیب **آٹھواں ادب** قبل تلاوت کے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے اور بعد ختم کے پھر شروع کردے یعنی کئی آیتیں سورہ بقر کی پڑھ لے کہ جب بندہ کسی عبادت کو ختم کر کے پھر شروع کرتا ہے شیطان غمگین ہوتا ہے **نواں ادب** اثنائے تلاوت میں جنت یا لقا یا رضوان یا سلامتی ایمان یا انکے مانند اور امر مرجو کا جس جگہ ذکر آوے وہاں دعا اور دوزخ اور عذاب اور انکے مانند اور امور خوف کے جہاں مذکور ہوں وہاں استعاذہ کرے اور جس جگہ ذکر کا حکم ہو وہاں ذکر اور جس مقام پر دعا کا امر ہو وہاں دعا اور جس جگہ اور مطلوب ہو وہاں وہی امور بجالاوے **دسواں ادب** اگر ریا یا کسی نمازی کی تشویش یا مسلمانوں کے گنہگار ہونے کا خوف نہ ہو تو جہر کرے کہ تنبیہ قلب اور جمع ہمت اور صرف سمع اور نفی نوم وکسل اور زیادتی نشاط میں اثر تمام رکھتا ہے اور سونے والوں کو بیدار اور غافلوں کو عبادت کی طرف راغب اور ہوشیار کرتا ہے اور **عل** فرشتے اور عماریت یعنی وہ جن جو اُس گھر میں رہتے ہیں قرأت اسکی سنکر اُسپر درود پڑھتے ہیں اور جب قاری ان باتوں کی نیت کر لیتا ہے ثواب اسکا دو چند ہو جاتا ہے اور جو خوف ریا کا ہو یا کسی نمازی کی تشویش کا کہ وہاں نماز پڑھتا ہے اندیشہ ہو یا وہاں کچھ لوگ باتیں کرتے ہوں اور انکے خاموش نہ ہونے اور قرآن نہ سننے پر یقین ہو تو وہاں آہستہ پڑھنا بہتر ہے ایسی ہی جگہ کے واسطے وارد ہے **عل** کہ عمل سر عمل ظاہر سے ستر حصہ زیادہ ثواب رکھتا ہے اصل یہ ہے کہ مدار صلاح قلب پر ہے جسکا دل جہر پر گواہی دے اُس کیلئے جہر اور جس کا دل اسرار پر گواہی دے اُس کے حق میں اسرار بہتر ہے مگر حد سے زیادہ تجاوز دونوں میں ممنوع ہے اعتدال ہر حال میں ضرور ہے **گیارہواں ادب** خوش آوازی اور تجوید کیساتھ پڑھے مگر اُس میں اس قدر مشغول ہونا کہ تدبر کو مانع ہو اور قواعد موسیقی کی رعایت کرنا درست نہیں **بارہواں ادب** تلاوت کے وقت قرآن کی عظمت پر نظر رکھے اور مضمون کریمہ لو انزلنا ھذا القرآن علیٰ جبل لرأیتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ ذہن میں حاضر حدیث میں ہے **عل** جو شخص قرآن پڑھے اور سمجھے کہ خدا نے اُس چیز سے جو مجھے عنایت کی دوسرے کو افضل چیز دی اُس نے حقیر سمجھا اُس چیز کو جسے خدا نے بزرگ کیا **تیرہواں ادب** قرأت کیوقت یہ تصور کرے گویا خدا کے حضور میں پڑھ رہا ہے جب اس مقام پر

قائم ہوجاوے یہ تصور کرے کہ خدا تعالیٰ اُس سے خطاب کررہا ہے اور انتہا ترقی کی اس تصور پر ہے کہ قاری گویا خدا کو اور اُس کے صفات اور افعال کو کلام میں دیکھ رہا ہے یہ مقام صدیقوں کے لئے مخصوص ہے اگر پہلے دونوں مقام سے بھی بہرہ نہیں کھتا غافلوں میں داخل ہے اللھم اجعلنا من الصدیقین ولا تجعلنا من الغافلین **التقسیم الرابع** عبادت چار قسم ہے: اوّل بہشت اور حورا ور قصور کے واسطے عاقل جب دنیا کی نعمتوں اور عشرتوں کو فانی اور غم اور نقصان اور دوسرے عیبوں سے مکدر اور مشوب دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ ایک عالم اور ہے اشرف اور اکمل و دائم و باقی اور عیوب اور نقصانوں سے پاک اور صبر اوقات عزیزہ اپنے اُسکے طلب میں مصرف کرتا ہے اور تھوڑی دیر کے آرام کو چھوڑ کر ثواب آخرت کی طرف کہ باقی اور ثابت ہے راغب ہوتا ہے کامل اس عبادت کو ناقص سمجھتے ہیں چار وجہ سے پہلی وجہ یہ ہے کہ جس بات میں حظ نفس کو دخل ہے وہ خالص نہیں اور جو شئے خالصًا لوجہ اللہ نہو وہ ناقص ہے بندہ مخلص وہ ہے کہ دنیا و آخرت سے کام اور اپنے حظ اور نصیب سے مطلب نہ رکھے اور آرزو اور خواہش کو محبوب پر قربان کرے سلک السلوک میں لکھتے ہیں کہ جو شخص ہزار برس عبادت کرے اور اُسکا قبول ہونا چاہے طالب قبول ہے نہ طالب مولیٰ طالب حق کو رد اور قبول سے کیا غرض اور اپنے حظ اور نصیب اور آرزو اور مراد سے کیا مطلب بلکہ جو وصل کو طلب کرے وہ بھی ناپختہ ہے وللّٰہ در حافظ الشیراز حیث قال ؎ فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب ✤ کہ حیف باشد از و غیر او تمنائے ۔ بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ عبدالرزاق اور عبدالکریم اور عبدالقادر اور عبدالرحیم لاکھوں ہیں مگر عبداللہ نایاب ہے جو خدا کو اپنے غرض اور نصیب کے واسطے پوجتا ہے وہ خدا کا بندہ نہیں بلکہ اپنے حصہ اور نصیب کا بندہ ہے عارف حکم میت میں ہے **ف** وتواصوا بالحق و تواصوا بالصبر اور مردہ خواہش و آرزو نہیں رکھتا ہے پس عارف کامل وہ ہے کہ جس طرح رکھیں رہے حرف طلب زبان پر نہ لاوے کبھی یہ نہ کہے مجھے یہ چیز درکار ہے اور یہ بیکار ہے خدا پر اعتراض نہیں ہوسکتا مثل مشہور ہے . بندگی بیچارگی اور مردہ بدست زندہ اے عزیز جس روز بچھونا محبت کا بچھایا تمام آرزؤں کو جلا دیا اور سب مرادوں کو خاک میں ملادیا ؎ عاشقاں از بامراد بہائے خویش ✤ باخبر گشتند از مولائے خویش ۔ اصمعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ایک غلام بازار میں بکتا تھا خریدار نے اُس سے پوچھا تیرا کیا نام ہے کہا جو تو رکھے کہا کیا کھائے گا عرض کیا جو تو کھلائے کہا کیا پہنے گا عرض کیا جو تو پہنائے کہا اگر تیری مرضی ہو تو میں تجھے خریدوں کہا بندہ کو خواہش سے کیا کام ہے خواہش اُسکی وہی ہے جو مولیٰ چاہے اے عزیز بندہ ہونا اس غلام سے سیکھ لے بندے ایسے ہوتے ہیں تو دعویٰ بندگی کا کرتا ہے اور بے خواہش و مراد و حرص وطمع کے قدم نہیں دھرتا ہے ؎ زہے عشق ار برشوت دوست خواہی داشت جاناں را ۔ یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میں بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بیٹھا تھا کہ اُنھوں نے بآواز بلند تکبیر کہی اور مجھ سے فرمایا کہ تو اگر اس امر کا بھید دریافت کیا چاہے تو روم کو جا میں روم کو روانہ ہوا وہاں ایک قلعہ نظر آیا اُس میں ہزاروں کافر جلے پڑے تھے لوگوں سے حال اُنکا پوچھا دریافت ہوا کہ یہ لوگ مسلمانوں سے لڑتے تھے قریب تھا کہ لشکر اسلام کی شکست ہو ناگاہ آواز تکبیر کی بسطام کی طرف سے آئی اور ایک آگ اُس کے ساتھ غیب سے پیدا ہوئی جس نے قلعہ کو جلا دیا اور اُن کافروں کو ہلاک کیا رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میں یہ ماجرا عجیب اور سانحہ غریب دریافت کرکے بسطام کو لوٹا جب حضرت

کی خدمت میں پہنچا آپ کو نماز میں مشغول پایا سلام کے بعد مجھ سے فرمایا اے یحییٰ آج مجھے تیس ہزار درجے عنایت ہوئے اور حکم ہوا کہ اپنا مطلب بیان کریں میں نے عرض کیا الٰہی ارید ان لا ارید خدایا مطلب میرا یہ ہے کہ مطلب اور مراد سے مجھے کچھ کام نہ رہے تنے جب تک اپنے باطن کو خالی نہیں کرتی انسان کے مونہہ تک نہیں پہنچتی اور آئینہ جب تک سینہ کو صاف نہیں کرتا پریرویوں کے جمال اور انکے خط وخال سے محرم نہیں ہوتا جس کے دل میں کسی چیز کی خواہش اور ہوس ہو اُسے مولیٰ تک کب دسترس ہو مرد وہ ہے کہ گرد دنیا اور عقبیٰ کی اُس کے دامن دولت تک نہ پہنچے اور اپنے مولیٰ کے سوا کسی سے کام نہ رکھے اگر دنیا اور نعمت اُس کی اور عقبیٰ اور جنت اُس کی اور بلا اور مصیبت اُسکی اسپر عرض کریں دنیا بیگانوں اور عقبیٰ بھائی مسلمانوں کو حوالہ کرے اور خود مصیبت اور بلا کو اختیار کرے کہ حظ نفس اور آرزو اور خواہش کو اُس میں کچھ دخل نہیں اور ان نقصانوں سے پاک ہے **دوسری وجہ** امام شمس الدین سجاوندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ بندہ کو مولیٰ کے کام میں اُجرت پر نظر رکھنا محض بیجا ہے مسئلہ شرع ہے کہ غلام اپنے مولیٰ کے کام میں مستحق اُجرت کا نہیں مناسب اس مقام کے علامہ بیضاوی نے ایک نکتہ عجیب لکھا ہے کہ بندہ اپنے عمل پر مستحق اجر کا نہیں اسلئے کہ نعمت سابقہ یعنی ایجاد تمام عمر کی عبادت کے معاوضہ میں کفایت کرتی ہے پس وہ ایسا مزدور ہے کہ اپنی مزدوری پہلے لے چکا بندہ کو چاہئے کہ بندگی خدا کی خدا کے واسطے کرے نہ بہشت کے لئے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی ہوئی کہ میں اُس بندہ کو بہت دوست رکھتا ہوں جو میری عبادت میں بہشت کی طمع نہ رکھے اور زبور مقدس میں آیا ہے کہ اُس سے زیادہ کون ظالم ہے جو بہشت و دوزخ کیواسطے میری عبادت کرے اگر میں بہشت و دوزخ نہ بناتا تو کیا معبودیت کا مستحق نہ ہوتا امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس کی طاعت بہشت کے واسطے ہے وہ گرفتار فرج وشکم ہے اور جو دوزخ کے خوف سے عبادت کرتا ہے وہ ایسا غلام ہے کہ مار پیٹ کے ڈر سے مولیٰ کی خدمت کرتا ہے بندہ پسندیدہ وہ ہے کہ جو کام کرے خدا کے واسطے کرے طاعت میں امتثال امر ملحوظ ہو اور تقویٰ سے رضائے مولیٰ مقصود جو بہشت کیواسطے کلمہ پڑھتا ہے قدر کلمہ کی نہیں جانتا اگر خدا کے واسطے پڑھتا ہشت جنت اُس کے ایسی مشتاق ہو جاتیں جیسے پیاسا ٹھنڈے پانی کا مشتاق ہوتا ہے پروردگار نے اِس کو جو کچھ عنایت کیا کسی شئے کے عوض اور بدلہ میں نہ دیا بلکہ محض عطا وعنایت ہے اسکو بھی چاہئے کہ عبادت کو جنت کا وسیلہ اور دوزخ سے سپر نہ ٹھہرا دے الہیت مقتضی عزت وہیبت اور عبودیت موجب خضوع وذلت ہے قال تعالیٰ وتقدس انا ربکم فاعبدون **تت** مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر عبادت کی کہ پائے مبارک سوج گئے لوگوں نے کہا آپ اسقدر تکلیف کیوں کرتے ہیں کہ خدا نے اگلے پچھلے قصور آپ کے معاف کر دیئے فرمایا افلا اکون عبدا شکورا خواجہ ضیاء الدین نخشبی بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلک السلوک میں لکھتے ہیں کہ خواجہ فریدالدین قدس سرہٗ نے ایک لونڈی خریدی اُس سے فرمایا بچھونا بچھا عرض کیا اے شیخ تمہارا کوئی مولیٰ ہے یا نہیں بڑے شرم کی بات ہے کہ تم سو جاؤ اور وہ جاگتا ہے پس وہ نسبت کہ مولیٰ اور بندہ میں واقع ہے بندگی اور عبادت کیلئے کفایت کرتی ہے اور جب اجر آخرت کا یہ حال ہے تو جو لوگ حطام دنیا کے لئے عبادت کرتے ہیں وہ دین کو دنیا کے بدلے بیچتے ہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے لاتشتروا بایات اللہ ثمنا قلیلا عجب کیا کہ بسبب اس فعل کے یہود کے ساتھ ایک رسی میں باندھے جاویں ہاں اگر عبادت میں نیت خالص رکھیں اور اجر

اور غیر اجرت کو برابر سمجھیں یہاں تک کہ اگر اجرت نہ ملے عبادت کو ترک نہ کریں بعضوں کے نزدیک مضائقہ نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کے غازی بادشاہوں سے ماہانہ اور سالانہ لے کر جہاد کے اسباب میں صرف کرینگے مثل اُنکی مثل مادر موسیٰ علیہ السلام کے ہے کہ فرعون سے روزینہ لیتی اور اپنے بیٹے کو دودھ پلاتی باقی رہی یہ بات کہ پروردگار عالم نے قرآن مجید میں جابجا عبادت کے بدلے بندوں کو ثواب آخرت کا متوقع کیا اور بہشت اور اُسکی نعمتوں کا وعدہ دیا سو یہ اُسکی عنایت اور مہربانی اور بندہ نوازی ہے ہرچند غلام کسی کام پر اپنے مولیٰ سے اجرت نہیں طلب کرسکتا مگر مولیٰ اُسکی جانفشانی اور محنت پر نظر فرماکر انعام واکرام سے اُسکو مشرف کرسکتا ہے اے عزیز تیرا مولیٰ ارحم الراحمین ہے تو اجرت پر نظر نہ کر مگر وہ تجھے اجر آخرت سے محروم نہ رکھے گا بلکہ اگر تو بہشت کی نعمتوں سے قطع نظر کرکے خاص اُسی کی محنت کرے گا وہ اپنے فضل وکرم سے ثواب خاص کرے **ف** فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین اور مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر سے عبارت ہے مالک حقیقی کے یہاں سب کچھ ہے مگر قدر وقیمت تیری تیری طلب پر ہے جو شخص اُسکی سرکار سے دنیا طلب کرتا ہے اُسکو دنیا اور جو آخرت مانگتا ہے اُسکو آخرت ملتی ہے **ف** من کان یرید ثواب الدنیا نؤتہ منھا ومن کان یرد ثواب الاخرۃ نؤتہ منھا اور جو دنیا وآخرت کو چھوڑ کر خدا کی طلب میں مصروف ہوتا ہے اُسکو اپنے مشاہدہ سے مشرف فرماتے ہیں اور اپنے وصل سے کامیاب کرتے ہیں **ف** فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر من قتلتہ محبتی فانا دیتہ۔ جس کو یہ دولت میسر ہے اُسکو سب کچھ حاصل ہے ؎ گر ہیچ نباشد نہ بدنیا نہ بعقبیٰ + چوں تو دارم ہمہ دارم دگرم ہیچ نباید۔ کسی نے بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھا حال اُن کا اور عبدالوہاب وراق رضی اللہ تعالیٰ عنہ او ابونصر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دریافت کیا فرمایا وہ دونوں کھانا مزہ دار اور شربت خوشگوار کھاتے پیتے ہیں مگر مجھے کھانے پینے کی رغبت نہ تھی اسواسطے پروردگار نے دولت دیدار عنایت فرمائی کسی مرید نے خواجہ دینوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دعا دی کہ خدا آپ کو بہشت بریں میں مقام عنایت کرے فرمایا تیس برس سے مجھے بہشت دیتے ہیں اور میں قبول نہیں کرتا ؏ ایک شخص نے معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا کہ تم اس قدر عبادت موت یا گور یا دوزخ کے ڈر سے کرتے ہو یا بہشت کی امید میں فرمایا یہ کیا چیزیں ہیں جن سے ڈروں یا اُنکے واسطے محنت اور جانفشانی اختیار کروں جس کو اُن کے مالک کی محبت ہوجاتی ہے خوف امید سے ننگ وعار آتی ہے مولانا احمد حافظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا وآخرت کے طالب بہت ہیں میں دونوں کو طلب نہیں کرتا بلکہ کہتا ہوں توفنی مسلما والحقنی بالصالحین مجھے مسلمان مار اور نیکوں سے ملا ؎ ما بجز این جہاں جہانے دگر است + جز دوزخ وفردوس مکانے دگر ست تیسری وجہ محب صادق محبوب کے سوا کسی طرف التفات نہیں کرتا اور کسی چیز سے اصلا کام نہیں رکھتا ؎ چو دل با دلبرے آرام گیرد + ز وصل دیگرے کے کام گیرد + نبی صد دستہ ریحاں پیش بلبل + نخواہد خاطرش جز نکہتِ گل ؎ عینی لغیر جمالکم لاتنظر + وسواکم فی خاطری لایخطر + وجمیع فکری فی سواکم سادلی + وعلی محبتکم اموت واحشر **ب** شعیب علیہ السلام تے روتے اندھے ہوگئے پھر بینائی عنایت ہوئی پھر اندھے ہوگئے ارشاد ہوا اے شعیب یہ رونا دوزخ کے ڈر سے یا بہشت کے واسطے ہے عرض کیا الٰہی تیرے شوق میں روتا ہوں خطاب ہوا اگر یہی بات ہے تو میرا ملنا تجکو آسان ہے گے دولت

آں سعادتمند برد ✤ کو بپائے دلبر خود جاں سپرد۔ عاشق لذت وراحت کی طرف نظر نہیں کرتا ؎ ھنیئا لارباب النعیم نعیمھم ✤ وللعاشق المسکین ما یتجرع۔ ہاں آخرت اور بہشت کو اس لئے عزیز رکھتے ہیں کہ حقیقت دیدار کی وہاں حاصل ہوگی اگر وعدۂ دیدار بہشت میں نہ ہوتا ذکر بہشت کا محبوں کی زبان پر اور خیال اُسکا اُنکے دل میں نہ آتا اور کوئی اُن میں سے خوشی کے ساتھ اُس میں قدم نہ رکھتا ؎ بہشت دکوثر وحور وجہانیاں درجہاں ✤ اگر دہند مرا بے تو رائیگاں چہ کنم۔ اے عزیز یہ لوگ اگر ایک دم دولت دیدار سے محروم رہیں اور اپنے مطلوب کو بہشت میں نہ پادیں نعمتیں اُسکی اُن کو زحمت نظر آئیں اور اسقدر فریاد کریں کہ دوزخی اُن پر رحم کھائیں اور جو بفرض محال دوزخ میں دیدار یار میسر ہو آتش دوزخ کو توتیائے چشم بنادیں اور طوق وسلاسل کو بہشت کے کنگنوں سے بہتر سمجھیں ؎ با تو دل مسجد است بے تو کنشت ✤ بے تو دل دوزخ است با تو بہشت **چوتھی وجہ** اپنی عبادت پر نظر کرنا اور اُسکے عوض بہشت اور نعیم آخرت کی توقع رکھنا چھوٹا موںہہ بڑی بات کہنا ہے تیری عبادت ناقص کب اُسکی قیمت ہو سکتی ہے اور حقیر چیز دربار شاہی میں کیا قدر ومنزلت رکھتی ہے جو شخص بادشاہ کے حضور میں پیاز کا گٹھا لیجاوے اور سمجھے کہ میں اس خدمت کے سبب سے بڑے عہدہ کا مستحق ہو گیا دیوانہ ہے اگر عقل رکھتا اپنی اس حرکت پر شرمندہ ہوتا اور عذر بجالاتا ؎ چگونہ سر زخجالت برآورم از پیش ✤ کہ خدمتے بسزا برنیامد ز دستم۔ طرہ یہ ہے کہ وہ گٹھا بھی گھر سے نہیں لایا بلکہ مطبخ شاہی سے لے آیا ہے اور اُسپر ناز کرتا ہے اور اُجرت کی توقع رکھتا ہے عمل اُس کی توفیق اور جزا اُسکا فضل ہے جو کچھ ہے مولیٰ کا ہے بندہ کے فعل کو کیا دخل ہے اے عزیز اپنی ناچیز خدمت پر نظر کرتا ہے اور اُس چیز کی بڑائی کو جسے اس خدمت کے عوض چاہتا ہے نہیں دیکھتا حاشا ثم حاشا تیری خدمت ہرگز ہرگز اُس دولت بے نہایت کی قیمت نہیں ہو سکتی تو اس ناقص خدمت کے بدلے دو چیز طلب کرتا ہے ایک سلامتی دنیا و آخرت میں سلامتی دنیا ایسی دشوار ہے کہ ہاروت وماروت جیسے مقرب فرشتے حاصل نہ کر سکے منقول ہے جب روح بندہ کی آسمان پر لے جاتے ہیں فرشتے تعجب کرتے ہیں کہ اس نے ایسی جگہ سے جہاں بہترین ہمارے ہلاک ہوئے کس طرح نجات پائی تو سلامتی آخرت جہاں انبیا ومرسلین نفسی نفسی کہیں گے کیا ایسی سہل بات ہے کہ تیری عبادت اُسکی قیمت ہو سکے کہتے ہیں جس کے اعمال ستر پیغمبروں کے برابر ہونگے اُس دن وہ بھی کہے گا کہ آج میں نجات نہ پاؤنگا **دوسری** ثواب اُس عالم کا اور یہ بڑی دولت ہے پروردگار عالم اُس ملک کو عزیز اور گرامی کہتا ہے اذا رأیت ثم رأیت نعیما وملکا کبیرا تو بھی اُسے عزیز اور گرامی سمجھ اور اپنی دو رکعت نماز اور دو درہم صدقہ اور ایک رات کی شب بیداری کو اُسکے مقابلہ میں شمار نہ کر اگر تجھے کروڑ برس کی عمر دیں اور تو اُس مدت بھر تمام انفاس اپنے خدا کی عبادت میں صرف کرے تو بھی اُس ملک عظیم کی قیمت کے لائق نہ ہو پیشوائے صدیقین یار غار ایک رات اس آیت کو پڑھتے ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ اور روتے کسی نے سبب رونے کا پوچھا فرمایا بہشت ہمارے جان ومال کی قیمت ہے اگر قیامت کو پروردگار نے یہ کالا کاسد بحکم خیار عیب رد فرمائی کیسا ٹوٹا ہوگا خ عطا ایک کپڑا بنکر بازار کو لیگئے بزاز نے کہا اے عطا اس کی قیمت پوری نہ ملے گی کہ اس کپڑے میں عیب ہے حضرت عطا یہ بات سنکر روتے اور فرماتے اگر اُس نے ہمارے ناقص اعمال کو کہ سر بسر عیب اور نقصان میں اپنی رحمت سے قبول نہ فرمایا قیامت کے دن کیسی ذلت اور روسیاہی ہوگی ؎ قدسی ندانم چوں شود

سودائے بازار جزا + اونقد آمرزش بکف من جنس عصیاں در بغل - ایک بزرگ دینار بازار کو لے گئے تولا تو کم ہوا رو دیے اور فرمایا کہ حساب گھر کا بازار میں ٹھیک نہیں رہتا حساب دنیا کا آخرت میں کب ٹھیک ہوویگا الحذر الحذر ایہا المساء والمد دہ بڑے بڑے دلاور اس راہ میں فریاد کر رہے ہیں تیری کیا اصل و حقیقت ہے ملائکہ مقربین اور انبیاء و مرسلین اپنی تقصیر پر اعتراف کرتے ہیں اور کہتے ہیں ماعبدنا ک حق عبادتک ہیہات ہیہات ہرگز اپنی عبادت پر نازنہ کر کیا تونے نہ سنا کہ معلم الملکوت نے سات لاکھ برس عبادت کی ایک ساعت اپنی طرف دیکھا ملعون ہوگیا اور سب عبادت اس کی حبط ہوگئی محققین کہتے ہیں بندہ کو چار چیز سے چارہ نہیں علم عمل اخلاص خوف جسے علم نہیں اندھا ہے اور جو علم پر عمل نہیں کرتا محجوب ہے اور جو عمل اخلاص کے ساتھ نہیں گیاہ بریدہ اور ہبا منشور ہے اور جو شخص اخلاص کے بعد خائف نہیں مغرور ہے شیطان اُسے فریب دیکر اپنا سا کیا چاہتا ہے ذوالنون مصری فرماتے ہیں تمام خلق مردہ ہے مگر علما اور سب علما سوتے ہیں مگر عاملین اور سب عاملین سوتے ہیں مگر مخلصین والمخلصون علی خطر عظیم سہ ہر کرا و بیدار تر پر درد تر ہر کہ او آگاہ تر رخ زرد تر - امام غزالی کہتے ہیں تعجب ہے اُس عالم کے حال سے کہ عمل نہیں کرتا اور اُس عامل سے کہ علم نہیں رکھتا اور اُس مخلص سے کہ نہیں ڈرتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن جاھد فانما یجاھد لنفسہ ان اللہ لغنی عن العالمین جو محنت کرتا ہے وہ اپنی جان کیواسطے کرتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ تمام جہان کے لوگوں سے بے پرواہ ہے اے عزیز ایسے غنی اور بے پروا کو یہ ناقص خدمت کیا دکھاتا ہے اگر تمام عالم کو آتش قہر سے جلا دے اصلا گرد ظلم کی اُسکے دامن عدل پر نہ بیٹھے ہرگز ہرگز اپنی عبادت کو اُسکی حضرت کے لائق نہ سمجھ اور اُس کی بہشت اور ثواب کی قیمت کے قابل نہ جان ہاں وہ کریم ہے اور کریم ناقص تحفہ رد نہیں کرتا اگر اپنے فضل و کرم سے تھوڑی محنت پر بہت انعام بخشے کیا بعید ہے مصرعہ باکریماں کارہا دشوار نیست وللہ در من قال سہ اگر در خدمتت تقصیر دارم + بفضل شاملت امید دارم - اور جو اپنی رحمت و عنایت سے اس ناقص خدمت اور کاسد متاع کو قبول فرما دے کیا تعجب ہے جب اُس نے باوجود عیب دانی کے خرید کرلیا اُمید ہے کہ رد بھی نہ فرماویگا سہ تو بعلم ازل مرا دیدی + دیدی انگہ بعیب وبگزیدی + من بآں عیب تو بعلم ہماں + رد مکن انچہ خود پسندیدی پس رجا عبادت میں یہ ہے کہ اُسے ناکارہ اور ہیچ سمجھ کر کسی طرح کا حق اپنا خدا پر ثابت نہ جانے صرف اُس کی رحمت و کرم سے اُمیدوار اُس کے فضل و عنایت پر بھروسہ کرے نہ یہ کہ اُسکو ثواب آخرت اور نعیم جنت کی قیمت جانے اور آپ کو مستحق اُسکا سمجھے **دوم** عذاب کے خوف سے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار عادل کی گواہی سے ثابت ہے اور یہ عبادت اُس غلام کی خدمت کے مانند ہے کہ بخوف ضرب و شلاق چار و ناچار اپنے خاوند کی طاعت میں رہتا ہے اہل طریقت اُسے بھی بے حقیقت جانتے ہیں بلکہ یہ درحقیقت پہلی قسم سے بھی کمتر ہے کہ اُس میں شوق اور رضا پائی جاتی ہے اور اس میں بو کراہت کی آتی ہے بندہ وہ ہے کہ جو شوق و رغبت کیساتھ اپنے مولیٰ کی خدمت کرے مگر مولیٰ کی اگر دوسری چیز کے لئے خدمت کرتا ہے مولیٰ کا خادم نہیں بلکہ اُس چیز کا خادم ہے **سوم** رضائے معبود کیواسطے یہ عبادت اہل طریقت کی ہے اور پہلی دونوں قسموں سے افضل اور اُن کے دونوں مطلبوں کو بے طلب شامل مولیٰ جس بندہ سے راضی ہوتا ہے تکلیف اور تعذیب سے اُس کو محفوظ رکھتا ہے اور انواع انعام و اکرام سے نوازتا ہے **چہارم** لقائے مولیٰ اور مشاہدہ معبود کیواسطے یہ عبادت اہل محبت

کی ہے اور یہ سب اقسام سے اعلیٰ واکمل ہے اسی کو عبادت حقیقیہ اور مجاہدہ فی اللہ کہتے ہیں قال جاھدوا فی اللہ حق جھادہ اور آیۃ کریمہ وما اتیتم من زکوۃ تریدون وجہ اللہ فاُولٰئک ھم المضعفون سے بھی اسی طرف اشارہ ہے اور ثواب یا اجر آخرت کو قرآن میں جس جگہ وارد ہے لقاء الٰہی اور مشاہدہ مولیٰ سے تفسیر کر سکتے ہیں کہ یہ فرد کامل اسکا ہے منقول ہے کہ بہشتیوں کو دیدار الٰہی کے سامنے سب نعمتیں بہشت کی حقیر معلوم ہوئیں گی اور اضافت اُس کی آخرت کی طرف اس وجہ سے ہے کہ حقیقت مشاہدہ کی اُس عالم میں حاصل ہوگی التقسیم الخامس عبادت دو قسم ہے متعدی اور غیر متعدی متعدی وہ ہے کہ دوسرے کو بھی اُس سے فائدہ پہنچے جیسے زکوٰۃ اور صدقہ اور تعلیم اور تدریس اور اصلاح ذات البین اور دعا للاموات والاحیاء اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور غیر متعدی وہ کہ دوسرے کو اس سے نفع نہ پہنچے مانند روزہ اور نماز اور حج اور ذکر اور تلاوت کے۔ متعدی غیر متعدی سے افضل ہے مگر نماز و روزہ مفروض کہ زکوٰۃ سے اعلیٰ اور اجل ہے ہدایۃ غیر متعدی اس ترکیب سے متعدی ہو سکتی ہے کہ ثواب اُس کا دوسرے شخص کو بخش دے تا ثواب اُس عبادت کا بھی حاصل ہو اور مسلمان کو نفع پہنچانے کا ثواب بھی پاوے الفصل الثانی فی فوائد العبادۃ اور وہ دو قسم ہے دینی اور دنیوی دنیوی اکیس ہیں اوّل جو شخص عبادت کرتا ہے خدا کے ممدوحین میں داخل ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ عابدوں کی مدح وثنا کرتا ہے دوم خدا اُسکی تعظیم وتوقیر کرتا ہے سوم اُس سے محبت رکھتا ہے چہارم اُسکے سب کام درست کرتا ہے پنجم اُس کے رزق کا کفیل ہوتا ہے ششم اُس کی مدد کرتا ہے اور دشمنوں کے شر اور فساد سے محفوظ رکھتا ہے ہفتم اُسکا مونس ہوجاتا ہے اور وحشت اُس کے دل سے دور کرتا ہے ہشتم اُسکو ایسی عزت بخشتا ہے کہ ملوک وسلاطین اور جباران زمین اُس کی خدمت اور فرمانبرداری کو فخر سمجھتے ہیں نہم اُس کو ہمت بلند عنایت فرماتا ہے کہ لوث حرص وطمع کا اُس کے قریب نہیں آتا دہم اُس کے دل کو تونگر کرتا ہے کہ ہفت اقلیم کی سلطنت اُسکی نگاہ میں حقیر اور بے قدر ہوجاتی ہے یازدہم اُس کے دل میں ایک نور پیدا کرتا ہے جس کی روشنی میں ملکوت آسمان وزمین کے احوال اُسپر منکشف ہوتے ہیں دوازدہم اُس کے دل کو اس درجہ فراخ کرتا ہے کہ علوم ومعارف بے تکلف حاصل ہوتے ہیں سیزدہم رعب اُسکا خلق کے دل میں ڈالتا ہے کہ بڑے بڑے بہادر اُس کے نام سے کانپتے ہیں اور زبردستان عالم اُس کے سامنے بات نہیں کر سکتے چہاردہم خلق کے دل میں اُس کی محبت پیدا کرتا ہے کہ چھوٹے بڑے امیر غریب اچھے بُرے یہاں تک کہ آسمان وزمین اور وحش وطیر اُس سے محبت رکھتے ہیں پانزدہم برکت عام اُسکو عنایت ہوتی ہے یہاں تک کہ لوگ اُس کے کپڑوں اور مکان سے تبرک کرتے ہیں اور فائدہ اُٹھاتے ہیں شانزدہم وحش وطیر اور گزندے اور درندے اُس سے ڈرتے ہیں اور اُس کے حکم پر چلتے ہیں چاہے شیر پر سوار ہو اور سانپ کا کوڑا ہاتھ میں رکھے اور چاہے اڑتے جانوروں کو ہوا سے اُتارے اور ہرن پاڑھے کو بے آلات کے شکار کرے ہفدہم تمام زمین اور ہوا اور پانی اُس کے مسخر ہوجاتے ہیں چاہے سب زمین کو ایک ساعت میں قطع کرے اور چاہے پانی پر چلے اور ہوا میں اُڑے ہیجدہم تمام زمین کو اُس کے تصرف میں کرتے ہیں جس جگہ سے چاہے خزانہ نکالے اور جہاں پاؤں مارے پانی کا چشمہ جاری ہوجاوے نوزدہم درگاہ الٰہی میں اُس کو ایسی عزت حاصل ہوتی ہے کہ لوگ اُس کی جاہ وبرکت کو اپنی حاجتوں میں وسیلہ کرتے ہیں اور اُس کے توسل

اور شفاعت سے مرادیں پاتے ہیں **بستم** اُسکو مستجاب الدعوات کرتے ہیں جس کی سفارش کرتا ہے قبول ہوتی ہے اور جو چاہتا ہے ہوجاتا ہے جس بات پر قسم کھالیتا ہے خدا تعالیٰ اسکی قسم سچی کرتا ہے رب اشعث اغبر لو اقسم باللہ لابرہ **بست ویکم** عبادت سے بدن لاغر اور ضعیف ہوتا ہے اور اُسکا ضعف روح کو تازگی اور قوت بخشتا ہے سہ مردن تن در ریاضت بندگیست + رنج این تن روح را پابندگیست۔ اور **اُخروی** بھی اکیس ہیں **اوّل** موت کی سختی سے محفوظ رہتا ہے **دوسرے** پروردگار عالم اُسکو اُس وقت ایمان و معرفت پر ثابت رکھتا ہے اور شیطان کے وسوسے اور اغوا سے بچاتا ہے **تیسرے** اُس وقت فرشتے اُسکو خدا کی رضا اور امان کی بشارت دیتے ہیں اور ہر اُس امر سے کہ آخرت میں پیش آنے والا ہے اور اُن چیزوں کی فکر سے جن کو دنیا میں چھوڑ چلا ہے مطمئن کرتے ہیں **چوتھے** محبوب حقیقی اپنے جوار رحمت میں اُسکو جگہ دیتا ہے اور یہ ایسی نعمت ہے جس کا بیان کسی سے نہیں ہوسکتا **پانچویں** اُس کی روح کو ملائکہ سموات پر جلوہ دیتے ہیں یعنی اُنکو اُسکی زیارت کراتے ہیں **چھٹے** اُسے قبر کے فتنہ سے امن میں رکھتے ہیں اور نکیرین کے سوال کا جواب سکھاتے ہیں **ساتویں** اُس کی قبر کو روشن اور فراخ کرتے ہیں **آٹھویں** اُس کی قبر میں بہشت کی طرف کھڑکی کھول دیتے ہیں **نویں** اُس کی روح سبز طائروں کے پیٹ میں رہتی ہے اور بہشت اور متبرک مکانوں کی سیر کرتی ہے **دسویں** حشر کے دن اُسکو خلعت اور تاج پہنایا جائے گا اور میدان قیامت میں براق پر سوار ہوکر آئے گا **گیارہویں** قیامت کے اہوال سے محفوظ رہے گا **بارہویں** نامۂ اعمال اُسکا دہنے ہاتھ میں دیا جائے گا **تیرہویں** پلا اُسکے نیک اعمال کا گراں ہوگا یا اعمال اُس کے وزن نہ کئے جائیں گے **چودہویں** حساب اُسکا آسانی کیساتھ ہوگا یا اُس سے اصلاً حساب نہ کرینگے **پندرہویں** پانی حوض کوثر کا اُسے پلائیں گے اُس کے پینے کے بعد پیاس اُسکے پاس کبھی نہ آئے گی **سولہویں** پل صراط سے آسانی کے ساتھ گزر جائے گا **سترہویں** عرصات میں پیغمبروں کی طرح شفاعت کرے گا **اٹھارہویں** ملک ابدی یعنی بہشت اُسکو عنایت فرماویں گے **اونیسویں** رضائے الٰہی سے اُسے مشرف کریں گے **بیسویں** قیامت کے دن اُسے نور کے تودوں پر بٹھائیں گے اور عرش یا لواء محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ تلے جگہ دیں گے **اکیسویں** خدا کے دیدار سے مشرف فرماوینگے اور یہ نعمت سب نعمتوں سے افضل اور سب کرامتوں سے اکمل ہے اگر آدمی کو کروڑ برس کی عمر دیں اور ہر ساعت کروڑ بار اس دولت کیواسطے اپنی جان نثار کرے دشوار نہیں **تنبیہ** اے عزیز اپنی خدمت و عبادت کو ان نعمتوں اور کرامتوں سے میزان عدل و انصاف میں وزن کرکے دیکھ کہ تیری ناقص عبادت اس دولت بے زوال کے مقابلہ میں جس کا تو طالب ہے کیا قدر و قیمت رکھتی ہے اور اُن میں سے کسی ادنیٰ کرامت کی قیمت ہوسکتی ہے یا نہیں ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتی یہ اُسکی فقط عنایت ہے کہ تجھ کو ایسی نعمتوں سے مشرف اور ان کرامتوں سے سرفراز فرماتا ہے بندہ اگر ہزار برس محنت اور جانبازی کرے ان میں سے ادنیٰ چیز کا مستحق نہ ہوسکے

الفصل الثالث فی موانع العبادۃ وطریق دفعھا

منہاج العابدین میں آٹھ موانع اُسکے شمار کئے **اوّل** دنیا کہ اُسکے حاصل کرنے کی فکر اور اُسکے عیش و آرام کی لذت آدمی کو عبادت سے روکتی ہے **دوم** خلق کہ اُسکی مخالطت انسان کو اس کام سے باز رکھتی ہے اور طریق ان دونوں کے دفع کا یہ ہے کہ اُن کی مضرت اور نقصان کو جو زہد اور عزلت کے بیان میں مذکور ہے خیال میں رکھے تا اُن سے نفرت

حاصل ہو اور اُن کی رغبت دل سے جاتی رہے سوم شیطان کہ دشمن قوی اور مانع عظیم ہے طرح طرح کے مکروفریب سے انسان کی راہ مارتا ہے اور انواع وساوس میں مبتلا کرتا ہے طریق ازالہ وسوسہ اور شیطان سے بچنے کا مکر کے بحث میں آویگا چہارم نفس کہ نہایت شریر اور گھر کا بھیدی ہے فساد اُس کا شیطان کے فساد سے بھی قوی ہے ہر وقت اسی گھات میں لگا رہتا ہے جب فرصت پاتا ہے بصیرت پر پردہ ڈال کر راہ سے بھٹکا دیتا ہے شیطان نے تو بلعم کو چار سو برس اور برصیصا کو ستر برس کی ریاضت کے بعد بہکا دیا اس نے شیطان کو اسّی ہزار برس کی عبادت کے بعد گمراہ کیا شیطان بے اسکی مدد کے کچھ نہیں کر سکتا اور یہ اپنے کام میں اُسکی مدد کی حاجت نہیں رکھتا شیطان اگرچہ آدمی کے رگ وپے میں دخل کر سکتا ہے مگر دزد بیرونی ہے اور یہ گھر کا چور اور دشمن درونی ہے عداوت اُس کی ظاہر اور اسکی پوشیدہ ہے اور ظاہر دشمن سے چھپا دشمن بدتر ہے کہ آدمی اُس سے ہوشیار رہتا ہے اور یہ دھوکہ میں ہلاک کرتا ہے اور شر اسکا اُس کے شر سے بدتر اور مضر زیادہ کہ وہ عبادت سے باز رکھتا ہے اور یہ ہزار برس کی عبادت ایک لمحہ میں عجب سے برباد کرتا ہے فساد اسکا شیطان کے فساد سے باقی تر و ثابت تر ہے کہ اصل اُسکی آگ ہے کہ سریع الحرکت ہے اور اصل اِس کی خاک کہ سرد و خشک ہے کسی نے منصور سے کہا مجھے وصیت کیجئے فرمایا علیک بنفسک ان لم تشغلها شغلتک اپنے نفس کی فکر میں رہ اگر تو اُسے اپنے کام میں مشغول نہ کرے گا وہ تجھے اپنے کام میں مشغول کرے گا علاج اُس کا یہی ہے کہ اُس کے مکروفریب سے ہوشیار رہے اور ریاضت اور مشقت سے اپنے قابو میں لائے ؎ ترا با نفس کافر کیش کاریست ✣ بدام آرش کہ او طرفہ شکاریست ✣ گرت ماریسیہ در آستین ست ✣ بر از نفسے کہ با تو ہمنشین ست ۔ پنجم فکر معاش کہ جب تک آدمی کو روزی سے اطمینان نہیں ہوتا کوئی کام اُس سے نہیں بن پڑتا مصرع پراگندہ روزی پراگندہ دل ۔ مگر جسے خدائے تعالیٰ نظر عنایت سے دیکھتا ہے اُس کا دل اس فکر لاطائل سے پاک کر دیتا ہے وہ اپنے مالک پر توکل رکھتا ہے اور سمجھتا ہے جو مقدر ہے ملے گا جس طرح مجھے رزق کی تلاش ہے اُسی طرح رزق میری تلاش میں ہے پھر تلاش بے فائدہ ہے اور جو تقدیر میں نہیں ہرگز نہ ملے گا حرص سے ذلت و خواری کے سوا کیا حاصل ہوگا ؎ دلا زین حرص مردم خوار بگریز ✣ کہ خود را نزد مردم خوار یابی ۔ چھٹی سختی اور مصیبت کہ تارک خلق کو پیش آتی ہے ۔ ساتویں طرح طرح کی آفت و بلا کہ چار طرف سے اُس پر نازل ہوتی ہے آٹھویں خطر انجام کار اور یہ تینوں موانع بہت سخت ہیں کہ زن و فرزند و عزیز و قریب و مال و متاع و مالوفات و مرغوبات سے قطع کرنا نفس پر نہایت شاق ہے اور تجدد آفات اور تنوع اُنکا اُس سے بھی دشوار ہے الغرض عبادت ایک سخت کام ہے کہ موانع اُس کے قوی اور آفتیں اُسکی بکثرت اور عقبات اُسکے دشوار اور راہ زن بہت اور مددگار تھوڑے بایں ہمہ بندہ ضعیف اور زمانہ ناموافق اور کالوین تنزل پر اور خلق مخالف اور فراغت تھوڑی اور اشغال بے نہایت اور عمر کوتاہ اور اجل قریب اور سفر بعید کم لوگ ہیں جو اُسکو اختیار کرتے ہیں اور اُن میں سے بہت تھوڑے اسکو شرائط اور آداب کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور مقصد کو پہنچتے ہیں اکثر آدمی اُس کی طرف رغبت نہیں کرتے اور جو کرتے ہیں وہ اپنے ضعف اور اُسکی سختی پر نظر کر کے گھبرا جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب ہم مطلب کو نہیں پہنچ سکتے تو محنت و مشقت کیوں اختیار کریں بالفرض اُسکی سختیوں اور مصیبتوں پر بھی صبر کریں تاہم کاتب تقدیر نے ہمارے واسطے جو کچھ لکھدیا اُس سے سر مو تجاوز نہیں ہو سکتا اگر ہم کو بہشتیوں میں لکھدیا دوزخ میں نہ جائینگے

اور جو معاذ اللہ دوزخیوں میں معدود ہیں کسی عمل سے نجات نہ پائیں گے۔ پھر کس لئے دنیا کے عیش ترک کریں اور اپنی جان کو مشقت میں ڈالیں جواب اس شبہہ کا یہ ہے کہ شیطان اس قسم کے وسوسوں سے آدمی کی راہ مارتا ہے اور ایسی ہی باتیں سمجھا کر عبادت سے روکتا ہے خدا تعالیٰ کسی کی محنت ضائع نہیں کرتا ق مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ أی صلوٰتکم۔ جو اُس کی راہ میں محنت و جانفشانی اختیار کرتا ہے اُس پر سب دشواریاں آسان کر دیتا ہے ق فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا وہ فرماتا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین جو لوگ ہماری راہ میں محنت کرتے ہیں بے شک ہم اُن کو اپنی راہیں دکھاتے ہیں اور اللہ بے شک بھلائی کرنے والوں کے ساتھ ہے کہ ہر دشواری کو اُن کیلئے سہل کرتا ہے اور ہر مانع کو اُن سے دور رکھتا ہے اے عزیز جب خدا تیرے ساتھ ہے تو تجھے کس بات کا غم ہے کہ وہ قدیر غنی و رحیم و کریم ہے یقین جان کہ تجھے ضائع نہ کریگا اور محروم نہ چھوڑیگا مصرع مگر نشنیدۂ بیدل خدا داری چہ غم داری ہر چند تو ضعیف ہے مگر مالک تیرا قوی و قادر ہے جب وہ کسی کو راہ دکھانا چاہتا ہے دشوار کو آسان اور دراز کو کوتاہ کر دیتا ہے کروروں آدمی اسی راہ سے مطلب کو پہنچے ہیں تو بھی کمر ہمت چست کرکے اس بحر ذخار میں قدم رکھ اور خدا کی مدد اور توفیق پر بھروسہ کر کیا عجب کہ اپنے مدعا کو پہنچے اور گو ہر مقصد تیرے ہاتھ آوے باقی رہا خطر مآل سو وہ ترک عبادت کو مقتضی نہیں بلکہ جو شخص اپنے کام میں متردد ہوتا ہے وہ محنت و مشقت زیادہ کرتا ہے اور جو غلام اپنے مولیٰ کے غصے سے ڈرتا ہے وہ اُسکی رضا جوئی اور فرمانبرداری میں نہایت مبالغہ کرتا ہے اس وہم سے مولیٰ کی خدمت ترک کرنا تمرد ہے نہ تشویش و تردد بندہ کو لازم ہے کہ انجام کار خدا کو سونپے اور اُس پر بھروسہ کرکے کمر ہمت مضبوط باندھے بندہ کا کام بندگی ہے قبول کرنا اور نجات دینا اُسکے اختیار میں ہے چاہے دوزخ میں ڈالے اور چاہے بہشت میں داخل کرے کامل تو مولیٰ کی مولیٰ ہی کیواسطے پرستش کرتے ہیں کہتے ہیں اگلے زمانہ میں ایک شخص تھا کہ شب و روز عبادت میں مشغول رہا کرتا پیغمبر وقت کو وحی ہوئی کہ اُس سے کہدے کیوں محنت کرتا ہے ہم نے تجھے دوزخیوں میں لکھدیا ہے بعد ایک مدت کے پیغمبر نے اُسے دیکھا کہ پہلے سے زیادہ محنت و ریاضت میں مشغول ہے کہا اب یہ محنت کس لئے ہے جواب دیا کہ جب میں کارخانۂ قدرت میں اپنے کو بیکار محض سمجھتا تھا اسقدر مشقت و ریاضت کرتا تھا اب تو مجھے معلوم ہوا کہ محبوب کا ایک کام یعنی غضب رانی مجھ سے نکلتا ہے اور سب مجھے اُسکی صفت قہار کا مورد ہونا ہے کس طرح عبادت میں تقصیر کروں اور اُسکی خدمت سے مونہہ پھیروں ان لوگوں کو جو لطف و مزا اپنے مولیٰ کی خدمت میں حاصل ہوتا ہے دوسری چیز میں نہیں ملتا اور متوسط اس جگہ امتثال حکم پر نظر رکھتے ہیں کہ ہر چند مولیٰ کسی غلام کے منصب معین کو نہ بڑھاوے مگر غلاموں پر چار و ناچار اُسکی فرمانبرداری واجب ہے آسمان و زمین کو کہ متوقع اجرت کے نہیں حکم ہوتا ہے ایتیا طوعا او کرھا مگر ناقص ان باتوں پر نظر نہیں کرتے اور جب تک اپنے حظ و نصیب کو دخل نہو کسی محنت و مشقت کیطرف اصلا متوجہ نہیں ہوتے اُنکے سمجھانے کیواسطے یہ مضمون کفایت کرتا ہے کہ جس طرح سعادت و شقاوت روز ازل لکھ گئی کہ اُس سے تجاوز نہیں ہو سکتا اُسیطرح موت کا وقت بھی مقدر ہے کہ کسیطرح تقدیم و تاخیر اس میں جائز نہیں اور جسطرح پروردگار عالم نے دوا میں تاثیر رکھی ہے کہ اُسکے استعمال سے مرض زائل اور صحت حاصل ہوتی ہے اسی طرح عبادت میں بھی یہ تاثیر پیدا کی ہے کہ عابد کو دوزخ سے دور اور بہشت میں داخل کرتی ہے فرق اس قدر ہے کہ تاثیر اُس کے افراد کے مظنون بلکہ مزعوم فلاسفہ ہے اور یہ تاثیر خدا اور انبیاء کے بیان سے ثابت ہے۔ باوجود اس کے

بیماری کی حالت میں کڑوی دوا پینا اور خدا کی بندگی تقدیر پر بھروسہ کر کے چھوڑ دینا تری ہٹ دھرمی اور نادانی اور بڑی بے شرمی اور بیحیائی اور تمرد و شرارت اور حماقت و جہالت ہے کیا تجھے خدا و رسول کے فرمانے پر اعتماد نہیں یا فلاسفہ کا قول اُن کے قول سے زیادہ معتبر ہے کہ اُسکو مانتا ہے اور اُسکو لغو جانتا ہے یقین سمجھ کہ شیطان نے تجھے اپنے دام میں لیا ہے اور دونوں جہان سے کھو دیا ہے اگر خدائے تعالیٰ تجھے گروہ اشقیا میں نہ لکھتا تو ایسی بُری سمجھ تجھ کو نہ دیتا یہ سمجھ تیری بے شک بہشت سے تجھے محروم رکھے گی اور دوزخ میں لیجائے گی۔ پیشوایان دین نے جن کی عقل کو ہر مخالف و موافق پسند کرتا ہے اور اُن کی دانائی کا ہر دوست و دشمن کو اعتراف ہے اس امر کی خوبی اور بھلائی پر اجماع کیا ہے اور اس بات پر کہ انسان کو عبادت سے کہ توشۂ راہ آخرت ہے چارہ نہیں اتفاق فرمایا ہے دو حال سے خالی نہیں یا معاذ اللہ وہ سب غلطی پر تھے یا تو غلطی پر ہے پہلی صورت میں تجھے اُسکے ترک سے کچھ فائدہ نہ حاصل ہوگا اور اُس کے کرنے میں تجھے کچھ نقصان نہ پہنچے گا اور جو تو غلطی پر ہے تو قیامت کے دن کس طرح کی خواری و ذلت اور ندامت و حسرت تجھ کو اُٹھانی پڑے گی ہر چند تمنا کرے گا کہ چند روز کے لئے پھر دنیا میں پہنچیں تا اس تقصیر کی تلافی کروں مگر ہرگز ہرگز مہلت نہ ملے گی کوئی عقلمند ایسی چیز کو جس کے کرنے میں کچھ نقصان نہیں اور اُس کے ترک میں احتمال ضرر کا ہے ترک کرتا ہے کیا اس قدر بھی نہیں سمجھتا کہ آدمی سے دنیا میں بے شغل نہیں رہا جاتا اور کوئی شغل عبادت سے بہتر نہیں چار وجہ سے **اوّل** یہ کہ دنیا فانی ہے اگر اُس کی کسی چیز سے دل لگائے گا سوا حسرت و ندامت کے کیا فائدہ اُٹھائے گا ؎ غم چیزے رگ جاں راخراشد ✦ کہ گاہے باشد و گاہے نہ باشد۔ ایسی ناپائیدار چیزوں سے دل لگانا اپنی جان کو روگ میں مبتلا کرنا ہے بخلاف عبادت کے کہ وہ ایسا شغل ہے جو ہر وقت حاصل ہے۔ ولنعم ما قیل ؎ الا کل شیئ ما خلا اللہ باطل ✦ کل نعیم لا محالۃ زائل ✦ سوی جنۃ الفردوس ان نعیمہا ✦ میبقی وان الموت لابد نازل۔ **دوسرے** یہ کہ جو عزت اور قدر و منزلت عبادت کے سبب سے حاصل ہوتی ہے کسی شغل سے میسر نہیں ہوتی **تیسرے** یہ کہ دنیا کے سب کام ضرر کو محتمل ہیں اور خدا پرستی سے کسی کو ضرر نہیں پہنچتا عابد اگر بحکم ازل دوزخ میں جائے گا اُسکی عبادت تخفیف عذاب کا سبب اور جو بہشت میں جائے گا ترقی درجات کا موجب ہوگی۔ **چوتھے** یہ کہ اطبا کے نزدیک حفظ صحت بدن میں ریاضت و عبادت سے زیادہ کوئی چیز موثر نہیں جو شخص ریاضت کرتا ہے بدن اُسکا سب امراض و آفات سے سالم اور دل اُس کا خوش اور قوی اور نفس اُس کا چست و چالاک رہتا ہے بعض حکما سے منقول ہے کہ جو شخص نظر اور فکر کو ترک کرتا ہے اور اُس کا نفس حماقت اور کسل اور بلادت اور جمود میں مبتلا ہوتا ہے یہاں تک کہ ہر خیر و خوبی کی استعداد اُس سے جاتی رہتی ہے اور مردہ کے مانند ہو جاتا ہے اور اپنی حقیقت مخصوصہ سے حقیقت سباع و بہائم کی طرف تنزل کرتا ہے اور جس قدر ریاضت کرتا ہے تیزی اور حذاقت اُسکی زیادہ ہوتی ہے یہاں تک کہ مرتبہ انسانیت سے ترقی کر کے صفات ملکیہ حاصل کرتا ہے پس بندہ کو چاہئے کہ ایسی عمدہ چیز کو کہ دین و دنیا میں نافع ہے کسی وقت نہ چھوڑے ؎ ---------- اور شیطان کے وسوسوں کیطرف التفات نہ کرے کہ وہ دشمن ہے اور دشمن ایسی بات سکھاتا ہے جس سے تجھے مضرت پہنچے اور منفعت سے محروم رہے سخت احمق ہے جو دشمن کی بات مانے اور اُسکے کہنے پر چلے ایسے معاملہ میں دوست سے مشورہ کرنا چاہئے۔

تیرے پیشوا اور رہنما محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ کیا فرماتے ہیں اعرض علی ماینفعک واستعن باللہ ولا تعجز اور دیکھ تیرا مالک کہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے کیا ارشاد کرتا ہے وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ یعنی جب تو اس کام کی دشواری اور موانع کی سختی سے گھبرا دے تو ہماری طرف متوجہ ہو اور ہمارے رحم و کرم پر نظر کر کہ ہم سب دشواریوں کو آسان اور سب موانع کو دور کر سکتے ہیں جب ہم نے تجھے انواع عنایت کے ساتھ پرورش کیا اور بے سابقہ خدمت طرح طرح کے انعام سے نوازا تو بعد خدمت کے کب محروم رکھیں گے اور تیری محنت کس طرح برباد کریں گے۔ ؎ آنکہ ناخواستہ عطا بخشد ✤ گر تو خواہش کنی چہا بخشد۔ اور اس آیت سے یہ مضمون بھی مراد ہو سکتا ہے کہ اپنے پروردگار کی جناب میں بکمال عجز و زاری اور الحاح وانکسار عرض کر کہ خدایا ہر چند میری ناقص عبادت تیری بارگاہ عالی کے لائق نہیں مگر تو اپنے رحم و کرم سے قبول فرما کہ تو نے مجھے انواع عنایت سے نوازا اور طرح طرح کی مہربانیوں کے ساتھ پرورش کیا تیرے کرم سے اُمید رکھتا ہوں کہ تو مجھے نظر عنایت سے نہ گرائے گا اور عزت دے کر ذلیل نہ کرے گا۔ ؎ می توانی کہ دہی اشک مرا حسن قبول ✤ اے کہ دُر ساختۂ قطرۂ بارانے را۔ معنیٰ ہشتم۔ ب کب منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرتے ہیں اِذَا فَرَغْتَ من امور الدنیا فَانْصَبْ ای فصلِّ جب امور دنیا سے فارغ ہو تو نماز پڑھ کہ نماز عمدہ مقاصد اور افضل عبادات ہے ع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا کے نزدیک توحید کے بعد کوئی فریضہ فاضل تر اور دوست تر نماز سے نہیں ورنہ فرشتوں کو اُس میں مشغول نہ کرتا وہ سب نماز میں مشغول ہیں بعض رکوع میں ہیں اور بعض سجود میں اور بعض قیام میں ہیں اور بعض قعود میں ع کنجی بہشت کے آٹھوں دروازوں کی نماز ہے د بل جو شخص پنجگانہ مفروضہ کا وضو اچھی طرح کرے اور اُن کو وقت پر پڑھے اور اُن کا رکوع اور سجود اور خشوع پورا بجا لاوے اُس کے لئے خدا پر عہد ہے کہ اُس کے گناہ بخش دے اور جو ایسا نہ کرے اُس کے لئے خدا پر کچھ عہد نہیں چاہے اُسے بخشے اور چاہے عذاب کرے مالک اور ابن حبان رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں بھی قریب اس کے وارد ہے خلاصہ مرام یہ کہ جو شخص نماز پنجگانہ بوضو کامل اور سجود و رکوع تام و خشوع قلب ادا کرے گا خدائے کریم حسب وعدہ اپنے اُسے ضرور بخش دے گا اور جو ایسا نہ کرے گا اُس کی بخشش یقینی نہیں خدا چاہے اُسے بخشے چاہے عذاب کرے ب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدائے تعالےٰ دو شخصوں سے تعجب کرتا ہے یعنی اُن سے خوش ہوتا ہے ایک اُس سے کہ نماز کے واسطے لحاف سے رات کے وقت جدا ہوتا ہے اُس وقت فرشتوں سے ارشاد ہوتا ہے میرے اس بندے کو دیکھو کہ میرے خوف سے میرے واسطے اپنے لحاف کو چھوڑ کر نماز میں مشغول ہے دوسرا وہ شخص کہ لڑائی سے بھاگتا ہے اور پھر بھاگنے کی برائی اور لڑنے کے ثواب پر خیال کر کے لوٹتا ہے اور دشمنوں سے لڑ کر شہید ہوتا ہے ع کھانا کھلانا اور رات کو نماز پڑھنا اور سلام علیک کرنا سب کاموں سے بہتر ہے ع کسی نے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا سب عبادتوں میں کون سی عبادت افضل ہے فرمایا نماز وقت پر ادا کرنا اور بعض کتابوں میں مروی ہے

الصلوٰۃ ترفع الذنوب الصلوٰۃ برکۃ الرزق الصلوٰۃ نور القبر الصلوٰۃ نجات الدنیا والاخرۃ و

جزاء لقاء الرحمن وھلاك الشیطان نماز رزق کی برکت نماز قبر کا نور نماز دنیا وآخرت کی نجات اور جزا ملاقات الٰہی اور ہلاک شیطان یعنی ان باتوں کا سبب ہے اے عزیز نماز اصل کار ہے۔ فی قیامت کو پہلے نماز کا حساب ہوگا جو وہ درست ہوگی سب عمل درست ہوویں گے اور جو وہ خراب نکلے گی سب عمل خراب ٹھہریں گے ؎ روزِ محشر کہ جاں گداز بود ✤ اولیں پرسشِ نماز بود۔ نماز ثانی ایمان ہے اور اُس کے بعد افضل عبادات کوئی عمل بے اُس کے قبول نہیں قبولیت تمام نوافل کی اسی عبادت پر موقوف ہے علماء فرماتے ہیں جس طرح بے راس مال نفع نہیں ملتا اسی طرح بے ادائے فرائض و نماز کے کوئی عبادت بارگاہ رب العزت میں قبول نہیں ہوتی م س من ترك صلوٰۃ العصر فقد حبط عملہ جو شخص نماز عصر ترک کرے عمل اُس کے حبط ہوں اسی واسطے بزرگان دین اس عبادت کو کمال اہتمام سے بجالاتے اور کسی عمل کو اس پر ترجیح نہ دیتے مسروق رحمۃ اللہ علیہ اس قدر نماز پڑھتے کہ اُن کے پاؤں سوج جاتے شیخ فریدالدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نزع کی حالت میں ایک ایک نماز کو تین بار پڑھتے جب غشی سے افاقہ ہوتا فرماتے نماز نہیں پڑھی اور پھر پڑھتے اور سلطان المشائخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انتقال کے وقت بار بار نماز پڑھتے جب کوئی کہتا ابھی آپ نے نماز پڑھی ہے فرماتے اور پڑھوں گا جاتا ہوں جاتا ہوں جاتا ہوں تیرے بلانے سے اور تیری طرف کہتے ہیں کہ نماز ہی میں آپ کا انتقال ہوا اُسی وقت بحکم الصلوٰۃ معراج المومنین محبوب حقیقی کا وصل حاصل ہوا سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اگر نماز قضا ہوجاتی باواز بلند انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے اور لوگ برسم تعزیت اُن کے پاس جاتے زندگی اگلے لوگوں کی نماز پرتھی اور زندگی ہماری لہو ولعب پر ؎ ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا۔ اُن کا ہر بال قیامت کے دن ہزار عالم سے گراں ہوگا اور ہم جیسے ہزار ایک برگ کاہ سے زیادہ حقیر اور بے وزن ہوویں گے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خوشی اور راحت کہ نماز میں حاصل ہوتی کسی وقت اور کسی عبادت میں نہوتی آتش شوق جب سینہ پر سکینہ میں بھڑکتی سف فرماتے ارحنا یا بلال بالصلوٰۃ یعنی اے بلال اذان کہہ وضو کیلئے پانی لا کہ باطن سوختہ کو تسکین ہو اور دل بیقرار مناجات اور مشاہدۂ محبوب سے راحت پاوے امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مسند میں اور نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سنن میں اور سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مقاصد حسنہ میں اور طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اوسط اور صغیر میں اور خطیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تاریخ بغداد میں اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے کامل میں اور بیضاوی رضی اللہ عنہ نے اپنی تفسیر میں روایت کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حبب الی الطیب والنساء وجعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ مجھے خوشبو اور عورتیں محبوب ہیں اور ٹھنڈک میری آنکھوں کی نماز میں رکھی گئی اور تخصیص نماز کی اس نظر سے کہ نماز جمیع عبادات کو مشتمل اور سب سے اعلیٰ اور افضل ہے غایت ہر عبادت سے ثواب اور جنت ہے مگر نماز مقصود لذاتہ ہے شیخ صوفی نے کسی عالم سے پوچھا کہ بہشت میں نماز بھی ہوگی یا نہیں جواب دیا وہ عیش وآرام کا مقام ہے تکلیف کا وہاں کیا کام ہے فرمایا ایسی بہشت سے جہاں نماز نہیں ہم کو کچھ کام نہیں عارفین فرماتے ہیں اگر بندے کو نماز اور بہشت میں مخیر کریں چاہیے نماز کو اختیار کرے تا بہشت اُس کے داخل ہونے پر ناز کرے یہ دولت بے نہایت کہ قسمت الصلوٰۃ بینی وبین عبدی نصفین فنصفھا لی ونصفھا لعبدی بہشت میں

کہاں ہے شفا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں اگر میں مسجد اور بہشت میں مخیر کیا جاؤں مسجد کو اختیار کروں کہ وہ حق خدا کا اور بہشت حظ نفس ہے اسی جگہ سے بعض اولیا طول حیات کو موت پر اختیار فرماتے ہیں اور بعض مشائخ دنیا کو آخرت سے افضل کہتے ہیں کہ دنیا دار خدمت اور آخرت دار نعمت ہے اور مقام خدمت مقام نعمت سے اولیٰ ہے کہ ترقی توقف سے بہتر اور بالا ہے اے عزیز نماز بارگاہ بے نیاز اور مقام مناجات راز ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب کوئی تم سے نماز میں داخل ہوتا ہے وہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے درانحالیکہ اُسکا رب اُسکے اور قبلہ کے درمیان میں ہے اور وارد ہوا جو مسجد میں آتا ہے وہ خدا کا زیارت کرنیوالا ہے اور مزدور کو اپنے زائر کی تکریم ضرور ہے اے عزیز اگر مصلی جانے کہ کس کے حضور میں بلایا جاتا ہوں دنیا اور متاع دنیا ایک نماز کے شکرانہ میں تصدق کرے اور سر کے بل اُسکی طلب میں مسجد کی طرف دوڑے حشر روز محشر بے فائدہ ہے منادیان حضرت اعلیٰ ہر روز اُسکے حضور میں تجھے پانچ بار بلاتے ہیں اور باآواز بلند فرماتے ہیں حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح افسوس کہ تو ایک بار بھی قبول نہیں کرتا اُس روز اگر دریا خون کا آنکھوں سے بہائیگا ایک رکوع اور سجدے کی اجازت نہ دینگے ذھب الدنیا وبقیت الاعمال فی اعناقھم آج تدبیر تیرے کام کی تیرے اختیار میں ہے جو وقت اذان کی آواز کان میں پہنچے ندا قیامت کے احوال یاد کرکے سب کاموں کو چھوڑ اور ظاہر و باطن میں اجابت پر آمادہ ہو کر بے تابانہ مسجد کی طرف دوڑ غ سلف جب بانگ نماز سنتے فوراً سب کام چھوڑ دیتے یہاں تک کہ اگر لوہار نے ہتھوڑا اٹھایا ہوتا نہائی پر نہ مارتا اور کھانا پکانے والا اگر ڈوئی ہانڈی میں ڈالتا نہ نکالتا اے عزیز جو تاکید نماز کی وارد ہے کسی کام کی نہیں اور جس قدر مذمت اُس کے تارک کی شریعت میں ثابت ہے کسی گنہگار کی نہیں ق فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝ اُن نمازیوں کے لئے خرابی ہے جو اپنی نماز میں کاہلی کرتے ہیں سستی کرنے والوں کا یہ حال ہے تارک کا کیا حال ہوگا اے عزیز اُن کے حال کا بیان قرآن میں موجود ہے کہ دوزخ میں زنجیروں سے جکڑے جاویں گے جب فرشتے اُن سے پوچھیں گے مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ دوزخ میں تم کو کس نے جکڑا کہیں گے لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ہم نماز نہ پڑھتے تھے۔ **فائدہ** صلوٰۃ کو ضمیر کی طرف اضافت کرنے میں اس مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ نماز تمہارا کام اور تمہارے دین و دنیا میں مفید ہے جو شخص اپنے ایسے عمدہ کام میں سستی اور کاہلی کرے اُس سے زیادہ نادان اور کم ہمت کون ہے اے عزیز تیری نادانی اور کم ہمتی پر کمال افسوس ہے کہ ہزار طرح کی محنت و مشقت دنیا رفانی کے واسطے اختیار کرتا ہے اور دو رکعت نماز سے کہ دونوں جہان کی دولت و عزت اُس سے حاصل ہوتی ہے دل چراتا ہے حدیث میں ہے کہ نماز عصر جس کی فوت ہوئی گویا لڑکے بالے اور گھر بار اُس کا سب چھن گیا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم انتقال کے وقت فرماتے تھے الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم نماز کی محافظت اور لونڈی غلام کا حق ادا کرتے رہو ش اور فرماتے ہیں کہ تارکین جمعہ اگر ترک جمعہ سے باز نہ آئیں گے تو خدا اُن کے دلوں پر مہر کر دے گا اور جماعت کی نماز ترک کرنے والوں کے لئے یہ بھی فرمایا ش کہ جی میں آتا ہے اُن کے گھر جلا دوں جمہ ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے میرے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی کہ تو کسی کو خدا کا شریک نہ کر اگرچہ تیرے ہات پاؤں کاٹے جاویں اور ایک نماز بھی ترک نہ کر کہ جو شخص عمداً نماز ترک کرے اُسکی بخشش خدا کے ذمہ نہیں اور شراب مت پی کہ شراب سب برائیوں کی کنجی ہے بیل ہی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص نماز کی محافظت کرے اُسکی نماز قیامت کے دن اُس کیلئے نور اور دلیل اور نجات ہوگی اور جو اُسکی محافظت نہ کرے نہ اُس کے لئے نور ہو اور نہ دلیل اور نہ نجات اور وہ قیامت کے دن قارون اور فرعون اور ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا فائدہ نور سے نور صراط اور دلیل سے یہ مراد ہے کہ پروردگار حساب کے وقت ایسی بات سکھا دے گا جس کے سبب دوزخ کے عذاب سے نجات پاوے گا اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بے نمازی پیغمبروں کا دشمن؛ اور اُسکا حشر اُنکے دشمنوں کے ساتھ ہوگا اور جو پیغمبروں کا دشمن ہے وہ خدا کا دشمن ہے آئے عزیز نماز میں کسل اور سستی علامات نفاق سے شمار کی گئی ف اِذَا قَامُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی ف لَا یَاتُوْنَ الصَّلٰوۃَ اِلَّا وَھُمْ کُسَالٰی نبی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ اگرچہ علمار دین اس مقام پر یہ تاویل کرتے ہیں کہ کفر سے مراد ناشکری ہے مگر نماز کفر اور اسلام میں فارق ہے کہ لیس بین العبد وبین الکفر الا ترک الصلوٰۃ ہم تارک نماز کو کافر نہیں کہہ سکتے کہ مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا عدم تکفیر ہے مگر درحقیقت وہ حقیقت اسلام سے کما ینبغی بہرہ نہیں رکھتا بیہقی مرفوعًا روایت کرتے ہیں الصلوٰۃ عماد الدین اور بعض فقہا اسقدر اور بڑھاتے ہیں من اقامھا اقام الدین ومن ترکھا ھدم الدین نماز دین کا ستون ہے جس نے اُسے قائم کیا دین کو قائم کیا اور جس نے اُسے چھوڑا دین کو ڈھایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ ارْکَعُوْا لَا یَرْکَعُوْنَ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ ۝ جب اُن سے کہا جاوے رکوع کرو رکوع نہیں کرتے خرابی ہے اُس دن جھٹلانے والوں کیلئے فائدہ اس آیت سے صاف ثابت ہوا کہ ترک نماز امارات تکذیب سے ہے دوسری جگہ اس سے زیادہ تصریح واقع ہے ف اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ نماز کو قائم رکھو اور مشرکوں میں سے مت ہو جاؤ فائدہ یہ آیت بآواز بلند پکارتی ہے کہ جس نے نماز کو قائم نہ رکھا اُس نے مشرکوں کا کام اختیار کیا اس لئے کہ مشرک خدا کی بندگی اور عبادت سے نفرت رکھتے ہیں یہ بھی خدا کی بندگی اور عبادت سے بھاگا مشرکوں میں اور اس میں کیا فرق رہا جبکہ حکم تحویل قبلہ صادر ہوا اور کعبہ اہل اسلام کا قبلہ مقرر ہوا صحابہ نے خدمت والا میں گزارش کیا کہ اسعد بن زرارہ نجاری اور براء بن معرور سلمی کی نماز کا کہ اس حکم سے پہلے مر گئے کیا حال ہوگا جواب آیا ف ماکان اللہ لیضیع ایمانکم خدا تمہارے ایمان یعنی نماز کو ضائع کرے گا دیکھو پروردگار تقدس وتعالیٰ نے نماز کو ایمان فرمایا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں مرفوعًا روایت کرتے ہیں اذا رأیتم الرجل یعتاد المسجد فاشھدوا لہ بالایمان جب کسی کو مسجد میں جانے کا عادی دیکھو اُس کے ایمان کی گواہی دو ابو یعلیٰ نے باسناد حسن ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا اسلام کے گوشے اور دین کی نیویں تین ہیں کہ اسلام اُن پر بنا کیا گیا جو اُن میں سے ایک کو ترک کرے وہ کافر ہے جائز القتل گواہی اس بات کی کہ خدا کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں اور فرض نماز اور روزہ رمضان امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ صاف حکم تکفیر کا نہیں دیتے کہ اس حکم میں احتیاط لازم ہے مگر فرماتے ہیں کہ تارک نماز کو بعد تعزیر کے قید کریں اور اگر توبہ نہ کرے تمام عمر قید میں رکھیں اور مالک وشافعی واحمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُس کے قتل کا حکم دیتے ہیں اور امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن مسعود اور ابن عباس اور معاذ بن جبل اور جابر بن عبد اللہ اور ابو درداء اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور عبد اللہ بن مبارک

اور نخعی اور حکیم عیینہ اور ایوب شیخ ثانی اور ابوداؤد طیاسی اور زہیر بن حرب وغیرہم صحابہ اور تابعین اور ائمہ دین رضوان اللہ علیہم اجمعین بے نماز کو کافر جانتے ہیں بعض علماء مالکیہ و شافعیہ اس درجہ مبالغہ کرتے ہیں کہ بے نماز کو غسل نہ دیا جائے اور اُس پر نماز نہ پڑھی جاوے اور اُس کی قبر کو بلند نہ کریں بلکہ اُسکی تذلیل کیواسطے زمین کے برابر رکھیں کہ اُس نے ایسے عمدہ فرض کو ناچیز سمجھا اور اُسکو ادا نہ کیا امام اعظم رضی اللہ عنہ بھی یہی فرماتے ہیں لا نکفر احدا من اھل القبلۃ اور جو نماز نہیں پڑھتا وہ درحقیقت قبلہ سے کچھ کام نہیں رکھتا حدیث میں بھی علامت اسلام کی یہی مذکور ہے م من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذلک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ فلا تخفروا اللہ فی ذمتہ جو ہماری سی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف استقبال کرے اور ہمارا ذبیحہ کھا دے پس یہ شخص ایسا مسلمان ہے جسکے واسطے خدا کا عہد ہے تم اُس کے عہد میں عذر نہ کرو **فائدہ** بعض علماء کہتے ہیں کہ ذمۃ اللہ سے یہ مراد ہے کہ وہ شخص خدا کی امان اور حمایت میں ہے اگر کبائر سے مجتنب رہے نماز پنجگانہ اُس کی نجات کیلئے کافی ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اُس کا خون اور مال بے وجہ شرعی مسلمانوں پر حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فان تابوا واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ فاخوانکم فی الدین یعنی اگر وہ توبہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں **فائدہ** ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس آیت نے خون اہل قبلہ کا حرام کیا اے عزیز ابتدا میں بھی امتحان دوست دشمن کا سجدے سے واقع ہوا اور آخر کو بھی اُسی سے امتحان ہوتا ہے مسلمان قیامت کے دن سجدہ کریں گے اور کافر اکڑ کر تختہ ہو جاویں گے ب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب بندہ سجدہ کرتا ہے شیطان کہتا ہے اے خرابی اُسے سجدے کا حکم ہوا بجا لایا اور بہشت کا مستحق ہوا مجھے حکم ہوا میں نے انکار کیا اور دوزخی ہو گیا اے عزیز ابلیس نے ایک سجدہ نہ کیا لعنت ابدی میں مبتلا ہوا جو ہزاروں سجدے ترک کرتا ہے اُسکا کیا حال ہوگا جو شخص نماز پڑھتا ہے مگر رکوع سجدہ اچھی طرح ادا نہیں کرتا خدا تعالیٰ اُس پر نظر رحمت نہیں فرماتا اُسکی نسبت وارد ہے انا نخاف لو مت علی ذلک لمت علی غیر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم ڈرتے ہیں اگر تو اس حال پر مریگا دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ مریگا یعنی تیرے بے ایمان مرنے کا اندیشہ ہے جو نماز نہیں پڑھتا اُس کا ایمان کس طرح رہے گا ہیہات ہیہات اس زمانے میں لاکھوں کروروں آدمی ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں اور بے خوف و خطر ہزاروں نمازیں قضا کرتے ہیں اگر کوئی تاکید کرتا ہے سیکڑوں حیلے اور بہانے اور بیہودہ عذر جھوٹے ظاہر کرتے ہیں اگر اُنکو خدا کی قہاری اور روز حساب پر یقین کامل ہوتا ترک نماز پر ہرگز جرأت نہ کرتے کیا نہیں جانتے کہ قہار مطلق کے سامنے کھڑا ہونا اور سب اعمال سے پہلے نماز کا حساب ہونا ہے اُسوقت یہ حیلے حوالے کیا کام آئیں گے اور اُس کے حضور میں یہ جھوٹے عذر کب سُنے جائیں گے شریعت نے سب حیلے مٹا دیئے اور ہر عذر کا علاج بیان فرما دیا **مسئلہ** درمختار وغیرہ کتابوں میں لکھا ہے کہ جو کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے یا جس کے پاس بقدر ستر عورت کے کپڑا نہ ہو بیٹھ کر نماز پڑھے **مسئلہ** جسے بیٹھنے کی بھی طاقت نہ ہو لیٹ کر پڑھے اور کروٹ سے لیٹنا چت لیٹنے والے سے اولیٰ ہے **مسئلہ** جو شخص سجدے پر قادر نہیں یا سجدہ کرنے سے اُس کے زخم سے خون جاری ہوتا ہے اُس کے حق میں سجدے کا اشارہ کفایت کرتا ہے اور قعود و قیام سے اولیٰ ہے **مسئلہ** فتاویٰ ابی اللیث میں مذکور ہے کہ جس عورت کے پیٹ سے آدھے بچے سے کم باہر نکل آیا اور آدھے

سے زیادہ پیٹ میں ہے وہ نفسا نہیں ترک نماز سے گنہگار ہوگی اپنے نیچے دیگ رکھے یا گڑھا کھودے اور اسی پر اسطرح بیٹھکر نماز پڑھے کہ بچے کو ایذا نہ پہنچے **مسئلہ منیہ** جس کے دونوں ہات شل ہوں اور کوئی وضو اور تیمم کرانے والا نہ ملے اپنے مونہہ اور بازؤں کو دیوار سے مسح کر کے نماز ادا کرے **مسئلہ** امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نوادر میں لکھتے ہیں جسکے دونوں ہاتھ کہنیوں تک اور دونوں پاؤں ٹخنوں تک کٹے ہوں اُس پر نماز فرض نہیں اور شیخ حسن بن زیاد ہارونیات میں امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ اُسکا مونہہ دُھلایا جاوے اور کہنیوں اور ٹخنوں کے اطراف کو پانی سے مسح کیا جاوے ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں یہی صحیح ہے آے عزیز تو نے سنا کہ فقہا نے تاخیر نماز کے لئے کوئی عذر نہ چھوڑا وائے برحال اُن کے جو بے کسی عذر اور سبب کے نماز ترک کرتے ہیں اور خدا و رسول سے اصلا نہیں شرماتے قیامت کے دن اگر ایک نماز کے بدلے تمام دنیا دینا چاہیں گے قبول نہ کی جاویگی اور جو ہزار برس روینگے نجات نہ ملے گی جو غلام سرکش اپنے مولیٰ کا فرمان بجا نہ لاوے اور ایسے بادشاہ قہار کے حکم پر شیطان اور نفس امارہ کے حکم کو ترجیح دے مستحق رحمت و نجات ہے یا مستوجب قہر و عذاب اُسے کیا پرواہ ہے جو دنیا و مافیہا نماز کے فدیہ میں قبول کرے آے عزیز جو شخص نماز کی حقیقت اور اُس کے فوائد سے واقف ہے خوب جانتا ہے کہ دنیا و متاع دنیا ایک رکعت کی قیمت نہیں ہو سکتی اور اُس کے مقابلہ میں کچھ حقیقت نہیں رکھتی سلف صالح کو احیانا اگر نماز میں کسی مال یا متاع کا خیال آتا اُسکے کفارہ میں وہ مال و متاع فقیروں کو دیدیتے سلیمان علیہ السلام کی نماز گھوڑے کی سیر دیکھنے میں قضا ہوئی سب گھوڑے فدیے کر ڈالے آے عزیز نماز عماد دین اور احسان یقین اور سیدۃ القربات اور عزت العبادات اور طریق سالکین اور معراج مومنین ہے جو ترقی مسلمانوں کو نماز میں حاصل ہوتی ہے کسی حال میں نہیں ہوتی **حس** ایک روز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد نماز کے فرمایا کہ جس چیز کی تمہیں خبر دی جاتی ہے وہ سب اس نماز میں میں نے دیکھی دوزخ اور بہشت کو میرے سامنے حاضر کیا صاحب محجن کو کہ حاجیوں کے کپڑے چراتا تھا دیکھا کہ اپنی آنتیں دوزخ میں کھینچتا ہے اور اُس عورت کو بھی جس نے بلی کو باندھ کر بھوک پیاس کی تکلیف دی یہانتک کہ مر گئی دوزخ میں دیکھا علامہ طیبی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ رویت سے رویت بصر مراد لینا چاہئے کہ الفاظ حدیث اُسی پر دلالت کرتے ہیں آے عزیز تیرا وہ مقام نہیں کہ براق تیرے گھر لاویں اور معراج اصلی سے مشرف فرماویں صاحب معراج شب معراج بارگاہ رب العزت سے تیرے لئے جو تحفہ لائے اُسے غنیمت سمجھ اول بصورت بندوں کے قدم نیاز سے کھڑا ہو آخر کو بصورت دوستوں کے بیٹھنے کی اجازت دیں گے اگر حقیقت اس دولت کی تجھے حاصل ہوگی تو مونہہ تیرا مقابل کعبہ کے رہے گا اور دل تیرا عرش کے مقابل پہنچے گا اور سر تیرا مشاہدہ رب العزت سے مشرف اور لذت دیدار میں مستغرق ہو جاویگا اور نور تیری نماز کا آسمان اور سدرۃ المنتہیٰ سے تجاوز کر کے سراپردہ عرش کے گرد جولانی کریگا اور قدر تیری حضرت عزت میں اس قدر بڑھ جاوے گی کہ فرشتے تیرے حال پر غبطہ کریں گے اور تیرے مقام کی آرزو اور تمنا آسی کو معراج روحانی کہتے ہیں اور سالکان راہ حقیقت اسی مرتبہ کیلئے ہزاروں طرح کی محنت اور ریاضت اختیار کرتے ہیں سلطنت ہفت کشور اس دولت بے زوال کے آگے برگ کاہ سے حقیر تر اور دنیا و مافیہا اس نعمت عظمیٰ کے سامنے پر پشہ سے ناچیز زیادہ ہے جسے یہ مقام میسر ہے وہ حقیقت سلوک سے بہرہ ور ہے آسی جگہ سے کہتے ہیں کہ نماز جامع کمالات اور عمدہ مقاصد و مرادات ہے **دوسرا فائدہ**

نماز ہر مصیبت کیلئے تریاق مجرب ہے اور دفع رنج و غم کیواسطے معجون مفرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے استعینوا بالصبر والصلوٰۃ صبر اور نماز سے مدد چاہو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی امر غمگین کرنے والا پیش آتا نماز میں مشغول ہوتے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیٹا مر گیا نماز پڑھنے لگے **تیسرا فائدہ** نماز کے سبب سے گناہ معاف ہوتے ہیں **ف** اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طرفی النہار وزلفا من اللیل ان الحسنات یذھبن السیئات ذلک ذکریٰ للذاکرین قائم کر نماز دن کے دونوں طرفوں میں اور کچھ رات میں بیشک نیکیاں لے جاتی ہیں برائیوں کو یہ یادگاری ہے یاد رکھنے والوں کیلئے ایک دن **م س ت** آپ نے صحابہ سے پوچھا کہ تم میں سے جس کے دروازے پر نہر جاری ہو اور وہ ہر روز پانچ بار اس میں نہا دے اُس کے بدن پر کچھ میل باقی رہے گا عرض کیا نہیں فرمایا یہی حال نماز پنجگانہ کا ہے کہ اُسکے سبب سے خدائے تعالیٰ گناہوں سے پاک کرتا ہے **جل** جو بندہ مسلمان خالصاً للہ نماز پڑھتا ہے اُس کے گناہ درخت کے پتوں کی طرح جھڑتے ہیں۔ **غ** نماز صاف پانی ہے جو شخص اُس میں آپ کو پانچ بار دھوتا ہے اُس پر میل نہیں رہ سکتا **ض** ایک نماز سے دوسری نماز تک جو گناہ ہوتے ہیں نماز کے سبب سے بخشے جاتے ہیں اگر کبائر سے بچتا رہے **ت** ایک نماز دوسری نماز تک ایک رمضان دوسرے رمضان تک ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک گناہوں کی کفارت کرتا ہے یعنی اُن کو بخشواتا ہے **تغ** جو شخص دو رکعت پڑھے اور دنیا کا کچھ خیال اُس کے بیچ میں نہ لاوے اگلے گناہ اُس کے بخشے جاویں **تغ** جو شخص اپنا مونہہ اور دل نماز میں خدا کی طرف رکھے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاوے گویا آج ماں کے پیٹ سے نکلا ہے **چوتھا فائدہ** نماز گناہوں سے روکتی ہے اور بری عادتیں چھڑا دیتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ نماز بے حیائی اور بُرائی سے باز رکھتی ہے **ت** ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں جس کی نماز اُس کو اچھی بات کا حکم نہ کرے اور بُری بات سے نہ روکے اُس کی نماز اُس کو خدا سے زیادہ دور کرے۔ **ت قتادہ حسن** وہ نماز اُس پر وبال ہے **ت** کسی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے کہا کہ فلاں شخص چوری کرتا ہے مگر نماز پڑھا کرتا ہے فرمایا اُس کی نماز ایک دن اُس کی چوری چھڑا دے گی اے عزیز یہ بات تجربہ سے ثابت ہے کہ بے نماز آدمی سخت بے حیا ہوتا ہے اور بہ نسبت نمازی کے گناہ زیادہ کرتا ہے اور نماز کو ترک کرنا اور اپنے مالک کا حکم ٹال دینا سب گناہوں سے بڑا گناہ اور سب بے حیائیوں سے سخت بے حیائی ہے **پانچواں فائدہ** اللہ تعالیٰ نمازی کی برائیوں کو چھپاتا ہے **ت** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں نماز پڑھو کہ وہ ہم کو خدا سے قریب کرتی ہے اور گناہوں سے روکتی ہے اور بُرائیوں کو چھپاتی ہے **چھٹا فائدہ** نمازی کے رزق میں برکت ہوتی ہے خصوصاً اُس کے رزق میں جو اوروں کو نماز کی تاکید کرتا ہے **غ** رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں اے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اہل کو نماز کی تاکید کر تا رزق تجھے وہاں سے ملے جہاں سے ملنے کا گمان نہ ہو **ساتواں فائدہ** فرشتے خدا کے حضور میں اُس کی تعریف کرتے ہیں **ت** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رات اور دن کے فرشتے جو انسان کے نگہبان ہیں عصر اور فجر کے وقت جمع ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ کو کس حال میں چھوڑا عرض کرتے ہیں جس وقت گئے نماز پڑھتے دیکھا اور جب آئے نماز پڑھتے چھوڑا **آٹھواں فائدہ غ** پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

جب تک نمازی اپنے مصلی پر رہتا ہے فرشتے اُس کے واسطے دعا کرتے رہتے ہیں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ خدایا اُس پر درود بھیج خدایا اُس پر رحم فرما خدایا اُسے بخش دے جب تک بات نہ کرے یا مسجد سے نہ نکلے۔ **نواں فائدہ**۔ طب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جو لوگ مغرب اور عشا کے بیچ میں نفل نماز پڑھتے ہیں رحمت کے فرشتے اُن کو گھیرے رہتے ہیں **دسواں فائدہ** تمام خلق اُس کی دوست ہو جاتی ہے اور اُسکی مدد کرتی ہے علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب بندہ مرتا ہے وہ ٹکڑا زمین کا جس پر نماز پڑھتا تھا اور وہ ٹکڑا آسمان کا جس کی طرف سے اُس کا عمل چڑھا کرتا تھا اُس کے لئے روتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں زمین چالیس دن اُس کے لئے روتی ہے اور عطا خراسانی کہتے ہیں جس قطعہ زمین پر بندہ خدا کے واسطے سجدہ کرتا ہے وہ قطعہ قیامت کے دن اُس کی گواہی دے گا۔ **گیارہواں فائدہ**۔ م س حدیث قدسی میں آیا ہے کہ بندہ میری طرف نوافل سے تقرب چاہتا ہے یہاں تک کہ میں

اور یہ مرتبہ اشرف مراتب و مقامات ہے کیفیت اس کی عبارت سے ورا اور حقیقت اِس کی ادراک سے برتر اور بالا ہے من لم یذق لم یدر سہ ذوق ایں مے نہ شناسی بخدا تا نہ چشی۔ اللّٰھم ارزقنا **بارہواں فائدہ**

ارباب طریقت فرماتے ہیں جب بندہ برعایت شرائط و ارکان و جمعیت ظاہر و باطن نماز پڑھتا ہے ایک نور اُس کے دل پر چمکتا ہے جس کے سبب سے عجائب ملک و غرائب ملکوت اُس پر منکشف ہوتے ہیں ماہیت اُس کی اذہان سافلہ میں نہیں آتی شیخ ابو سعید ابوالخیر قدس سرہٗ کے حجرہ میں اُن کے مرید نے ایک نور دیکھا کہ آفتاب اُس کے مقابل سایہ کا حکم رکھتا تھا بے اختیار چلا اُٹھا انی رأیت ربی میں نے اپنے پروردگار کو دیکھا شیخ نے فرمایا اے کارنا دیدہ تو کہاں اور وہ ذات پاک کہاں یہ نور تیرے وضو کا ہے جب نور وضو کا یہ حال ہے تو نور نماز کی حقیقت کس کی سمجھ میں آوے سہ قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔ قیامت کو اثر اس نور کا پیشانی پر ظاہر ہوگا کہ نشان سجدہ کا آفتاب محشر کے مانند چمکے گا اور بالفرض اگر کوئی نمازی اپنی شامت اعمال سے دوزخ میں بھی جائیگا دوزخ کی آگ اطراف وضو اور سجدہ گاہ کو نہ جلا سکے گی **تیرہواں فائدہ** جو شخص نماز اچھی طرح ادا کرے گا اللہ تعالیٰ اُسکو بہشت بریں میں انواع کرامت کے ساتھ نواز ے گا قال اللہ عزوجل وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِہِمْ یُحَافِظُوْنَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْوٰرِثُوْنَ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ہ اور جو لوگ اپنی نمازوں پر محافظت کرتے ہیں یہی لوگ وارث ہیں کہ فردوس کو ورثہ میں لیں گے وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے **چودہواں فائدہ** نماز پڑھنے والے سے پروردگار تقدس و تعالیٰ راضی ہوتا ہے **پندرہواں فائدہ** قیامت کے دن اُس کو خدا کا دیدار میسر ہوگا اور کیفیت اس فائدہ کی زبان قلم سے ادا نہیں ہو سکتی جب دیکھے گا جانے گا۔ اے عزیز نماز کے فوائد شمار سے زائد ہیں اگر آدمی عمر بھر لکھے تمام نہ کر سکے لہذا اسی قدر پر اقتصار کر کے چند امور کہ اُن کا بیان ضرور ہے لکھے جاتے ہیں اور ہر امر کیواسطے ایک فصل علیحدہ

مقرر کی جاتی ہے **فصل** امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں نماز ترازو کے مانند ہے جو پورا تولے گا پورا پائے گا ع ابن مسعود اور سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نماز کمیال ہے جو پورا کرے گا پورا پائے گا اور کم کرے گا تو مطففین کا حال قرآن سے جان لے امام مالک اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا تم شراب خوار اور زنا کار اور چور کو کیا سمجھتے ہو عرض کیا خدا اور اُس کا رسول دانا تر ہے فرمایا یہ سب گناہ اور بے حیائی کی باتیں اور عذاب کے موجبات ہیں اور بڑی چوری یہ ہے کہ آدمی اپنی نماز میں چوری کرے یعنی ارکان و شروط کی رعایت نہ کرے قرآن میں اکثر جگہ اقیموا الصلوٰۃ وارد ہوا صلّوا نہ فرمایا مطلب اس عدول سے یہ ہے کہ شرائط اور ارکان کی رعایت مطلوب شرع ہے گویا ارشاد ہوتا ہے کہ نماز کو اچھی طرح شرائط اور آداب کیساتھ ادا کرو منقول ہے کہ جب بندہ اچھے طور سے نماز ادا کرتا ہے نماز کہتی ہے حفظک اللہ کما حفظتنی خدا تیری حفاظت کرے جیسی تو نے میری حفاظت کی اور جو اچھی طرح ادا نہیں کرتا نماز کہتی ہے ضیعک اللہ کما ضیعتنی خدا تجھے ضائع کرے جیسا تو نے مجھے ضائع کیا پس انسان کو لازم ہے کہ نماز کو برعایت ارکان و شرائط و آداب حسب تحقیق فقہا ادا کرے اور یہ امر بے اُن کے جاننے اور اُن کی ماہیت دریافت کرنے کے دشوار ہے اسی جگہ سے بعض فقہا کہتے ہیں کہ فرائض کا جاننا فرض اور واجبات کا جاننا واجب اور سنن اور آداب کا مستحب ہے لہذا بیان اُن کا اس جگہ بقدر اقتضائے مقام مناسب ہے **بیان فرائض نماز** اور وہ دو قسم پر منقسم ہیں شروط اور ارکان ـــــ

القسم الاوّل فی شروط الصلوٰۃ شرط لغت میں علامت لازمہ کو اور شرع میں خارج موقوف علیہ کو کہتے ہیں پہلی شرط طہارت اور وہ فقہا کے نزدیک تین چیز میں معتبر ہے جسد جامہ جائے نماز اور طہارت جسد دو قسم ہے غسل اور وضو اور صوفیہ کے نزدیک صلاح باطن بھی شرط صحت نماز ہے اصل یہ ہے کہ طہارت دو قسم ہے طہارتِ ظاہر اور طہارتِ باطن، طہارت ظاہر صورت نماز کیلئے اور طہارت باطن حقیقت نماز کیواسطے شرط ہے بالجملہ طہارت ایک امر اہم ہے کہ افضل عبادات اور عمدہ مفروضات کی صورت بے اُسکی صورت کے اور حقیقت اُسکی بے اُسکی حقیقت کے صحیح نہیں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطھرین بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکوں کو دوست رکھتا ہے باب تفعیل مبالغہ کیواسطے آتا ہے کہ زیادت لفظ دلیل زیادت معنی ہے گویا ارشاد ہوتا ہے کہ پاکی اور طہارت میں مبالغہ کرو اور اس کام کو باہتمام تمام بجالاؤ ع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں الطھور شطر الایمان پاکی آدھا ایمان ہے دوسری حدیث میں ہے ع بنی الاسلام علی النظافۃ اسلام پاکی پر مبنی ہے اُس واسطے کہ کوئی شئے بے اپنے جزو کے پائی نہیں جاتی جسے پاکی حاصل نہیں اُسکا ایمان کہاں اور جو کہ ایمان کے مراتب متفاوت ہیں طہارت بھی ہر فرقے کی بقدر اُسکے ایمان کے متفاوت ہے کہ اُسکے ایمان کا جزو ہو سکے طہارت پیغمبروں اور صدیقوں کی یہ ہے کہ سر اُن کا غیر سے خالی ہو جائے اور ماسوی اللہ نظر سے ساقط قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون اسی طرف اشارہ ہے یہ نصف ہے اُن کے ایمان کا اور نصف دیگر مشغولی بحق ہے اور لا الٰہ الا اللہ کے یہی معنی ہیں اور متقیوں کی طہارت یہ ہے کہ دل اُنکا کبر و حسد و عجب و ریا سے پاک ہو جاوے تاکہ تواضع و قناعت و صبر و رضا و خوف و رجا و شوق و محبت سے

آراستہ ہوسکے اور پارساؤں کی طہارت بدن کا حرام سے مانند غیبت و دروغ و حرام خواری و خیانت و زنا و شراب خواری وغیرہ سے پاک ہونا تا مقام ادب اور فرمانبرداری کا حاصل ہو اور طہارت عوام پاکی بدن حدث و جنابت و خبث و نجاست سے کہ رکوع سجدہ وغیرہ ارکان نماز ادا کریں گویا عوام کے حق میں نصف ایمان وضو اور غسل ہے کہ نصف دیگر یعنی ادائے نماز بے اُسکے حاصل نہیں ہر چند کہ یہ طہارت سب اقسام سے مرتبہ میں کم ہے اس لئے کہ کمال آسان ہے اور حظ نفس کو بھی اُس میں دخل ہے کہ اُس سے راحت پہنچتی ہے مگر فضائل اُس کے بھی بکثرت ہیں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں روایت کرتے ہیں کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت بحضور دل پڑھے گناہوں سے ایسا پاک ہوجاوے گویا آج ماں کے پیٹ سے نکلا ہے ع جو شخص وضو میں خدا کو یاد کرے تمام بدن اُس کا پاک ہوجاوے اور جو نہ یاد کرے اُسی قدر پاک ہو جس پر پانی پہنچے ع جو شخص وضو پر وضو کرے دس نیکیاں اُس کو ملیں ع وضو کرنے والا روزہ دار کے مانند ہے ع متوضی جس عضو کو پانی پہنچاتا ہے اُس عضو سے گناہ دور ہوجاتے ہیں یہاں تک کہ مسجد کی طرف چلنے اور نماز کا ثواب علاوہ رہتا ہے ع جس وقت آدمی وضو کرکے آسمان کی طرف مونہہ اُٹھاتا ہے اور کہتا ہے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ دروازے بہشت کے اُس کے لئے کھل جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے جاوے ع امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وضو کامل شیطان کو تجھ سے دور کرتا ہے اور ع مجاہد کہتے ہیں جس سے ہوسکے طہارت اور ذکر کے ساتھ سوئے کہ ارواح اُسی حال میں اُٹھیں گی جس میں قبض ہوتی ہیں تنبیہ فرائض و آداب وضو اور احکام طہارت جامہ و مکان نماز کتب فقہ میں تفصیل مذکور ہیں لہٰذا بنظر اختصار اُن کا بیان اس رسالہ میں تحریر نہ ہوا **دوسری شرط** ستر عورت عورت اُس بدن کو کہتے ہیں جسکا چھپانا فرض ہے اور وہ مرد کے حق میں زیر ناف سے گھٹنوں کے نیچے تک ہے اور لونڈی کو اسکے ساتھ پیٹھ اور پیٹ اور دونوں کروٹوں کا چھپانا بھی فرض ہے اور حُرّہ کے حق میں سوا مونہہ اور ہتھیلیوں کے تمام بدن عورت ہے مگر جوان عورت کو غیر محارم کیسامنے مونہہ کھولنا نہ چاہئے کہ اندیشہ حدوث فتنہ کا ہے اور مرد کو بھی اُس کے اور امرد کے مونہہ کی طرف بنظر شہوت دیکھنا جائز نہیں **تیسری شرط** نیت علماء اسے ارادہ مرجحہ لاحد المتساویین کیساتھ تفسیر کرتے ہیں اور اشتراط اُس کا تمام عبادات مقصودہ کو عام ہے کوئی عبادت مقصودہ بے اُسکے صحیح نہیں **چوتھی شرط** استقبال قبلہ **پانچویں شرط** رعایت وقت اور بیان اُن کا کتب فقہ میں مسطور ہے **القسم الثانی فی ارکان الصلوٰۃ** اور وہ سات ہیں **اوّل** تکبیر تحریمہ بعض اُسے شروط میں شمار کرتے ہیں تلویح میں تصریح کی کہ شروط نماز کا اجتماع وقت تحریمہ کے ضرور نہیں اور برہان میں کہتا ہے ضرور ہے مگر نہ اس سبب سے کہ رکن ہے بلکہ اس نظر سے کہ قیام سے متصل ہے مگر صاحب تنویر الابصار نے اُسے باب صفۃ الصلوٰۃ میں اور ارکان کے ساتھ ذکر کیا اگر اُس کے نزدیک شروط سے ہوتی باب الشروط میں ذکر کرتا **دوم** قیام کہ نماز فرض اور منذور اور سنت فجر میں فرض ہے اگر مصلی اُس پر اور سجدہ پر قادر ہو اور جو شخص قیام پر قادر ہے مگر سجدہ پر قدرت نہیں رکھتا اُسکے حق میں قعود قیام سے اولیٰ ہے **سوم** قرأت بشرط قدرت اور وہ رکن زائد ہے کہ بلا خلف حالت اقتدا میں ساقط ہوجاتا ہے **چہارم** رکوع **پنجم** سجدہ اور یہ رکن اشرف ارکان ہے ب حدیث میں ہے بندہ حالت سجدہ میں

اپنے رب سے بہت نزدیک ہوتا ہے اور ب ع فرماتے ہیں جب بندہ سجدہ کرتا ہے ایک درجہ اُس کا بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ اُسکا بخشا جاتا ہے ع کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ علیہ وسلم دعا کیجئے کہ خدا مجھے بہشت میں آپکی رفاقت نصیب کرے یا آپکی شفاعت سے بہرہ بخشے ارشاد ہوا کثرت سجود سے میری مدد کر خدا تعالیٰ اصحاب رسول کی تعریف کرتا ہے سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ع علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین ہر روز ہزار بار سجدہ کرتے کہ لقب اُنکا سجاد ہو گیا اور اور بزرگوں نے بھی اس عبادت پر کمال اہتمام رکھا احیاء العلوم میں مرفوعاً نقل کیا کہ جب بندہ آیت سجدہ پڑھکر سجدہ کرتا ہے شیطان اُس سے جدا ہو جاتا ہے اور رو کر کہتا ہے اسے سجدہ کا حکم ہوا تعمیل حکم سے بہشت حاصل کی اور مجھے حکم ہوا نہ کیا یہاں تک کہ دوزخ مجھ پر واجب ہو گئی **ششم** قعدہ اخیرہ بقدر قرأت تشہد اور وہ ایک منصب عظیم ہے کہ بندہ کی لیاقت سے برتر ہے **ہفتم** اپنے فعل کیساتھ نماز سے نکلنا یعنی بعد ختم نماز کے کوئی فعل اُس کے منافی کرنا اور ظاہر یہ ہے کہ یہ فعل رکن نہیں بلکہ شرط خروج ہے بلکہ بعضوں نے قعدہ کو بھی ارکان سے خارج اور شرط خروج کہا **بیان واجبات نماز** اور وہ چودہ ہیں **اول** قرأت فاتحۃ الکتاب۔ مجتبیٰ میں ہے اگر ایک آیت اُس کی نہ پڑھی سجدہ سہو کا کرے **دوم** سورت یا چھوٹی تین آیتیں یا بڑی ایک آیت کا ملانا **سوم** پہلی دونوں رکعت میں قرأت کو متعین کرنا **چہارم** افعال مکررہ میں ترتیب مرعی رکھنا اور غیر مکررہ میں ترتیب فرض ہے **پنجم** تعدیل ارکان اس زمانہ میں اکثر لوگ اس واجب سے غافل ہیں اور **بل ما** سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بری چوری یہ ہے کہ آدمی اپنی نماز میں چرا دے اور ابو ہریرہ کہتے ہیں جو شخص ساٹھ برس نماز پڑھے اور رکوع سجدہ اچھی طرح ادا نہ کرے ایک نماز بھی اُس کی قبول نہو زید ابن وہب نے ایک شخص کو دیکھا کہ سجدہ اور رکوع اچھی طرح ادا نہیں کرتا پوچھا کب سے نماز پڑھتا ہے کہا چالیس برس سے فرمایا اس مدت میں ایک نماز بھی تجھ سے ادا نہ ہوئی اگر اسی حال پر مر جائے گا حضرت کی سنت و طریق پر نہ مرے گا حضرت کیسامنے ایک شخص نے بے رعایت اس امر کے نماز پڑھی فرمایا پھر پڑھ تیری نماز ادا نہ ہوئی کئی بار ایسا ہی ہوا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح سے پڑھوں فرمایا جب رکوع کرے تو خوب اطمینان سے ٹھیرا اور جب سر اُٹھا دے خوب سیدھا کھڑا ہو لے پھر سجدہ میں خوب اطمینان کر پھر جب سجدہ سے سر اُٹھا دے اطمینان کے ساتھ بیٹھ **بل** آپ فرماتے ہیں خدا تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جو رکوع سجدہ کے بیچ میں پیٹھ سیدھی کر کے اچھی طرح نہیں کھڑا ہوتا امام ابو یوسف اور ائمہ ثلثہ رحمہم اللہ تعدیل ارکان کو فرض کہتے ہیں اور عینی شرح کنز میں مذہب امام ابو یوسف کا اختیار کرتے ہیں اس قول کے مطابق تو بے تعدیل ارکان نماز صحیح ہی نہیں ہوتی پہلے قول کے بموجب اگرچہ ہو جاتی ہے مگر اعادہ اُس کا واجب ہے پس مسلمان بھائیوں کو لازم ہے کہ رکوع سجدہ میں اور اسی طرح قومے اور جلسے میں اچھی طرح ٹھہریں اور اُن کو اطمینان کیساتھ ادا کیا کریں **ششم** قعدہ اولیٰ مطلقاً یعنی فرض اور نفل میں وھو الاصح۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ **ہفتم** دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا **ہشتم** لفظ سلام دو بار نہ علیکم **نہم** قرأت قنوت وتر اور مراد قنوت سے مطلق دعا ہے اور در مختار میں تکبیر قنوت کو بھی واجبات سے شمار کیا۔ **دہم** جہر اُس میں کہ جہر کیا جاتا ہے **یازدہم** اسرار جس میں کہ اسرار وارد ہے **دوازدہم** تکبیرات عیدین اور اسی طرح تکبیر افتتاح نماز عید اور تکبیر رکوع رکعت دوم بھی واجب ہے اور ادائے ہر فرض و واجب اُس کے محل میں آور تقدیم سورہ فاتحہ

اور ترک تکرار فاتحہ قبل از سورۃ اور ترک تکرار رکوع اور ترک تثلیث سجود اور ترک قعود قبل رکعت دوم وچہارم اور ترک زیادۃ متخللہ بین الفرضین اور انصات مقتدی اور متابعت امام بھی واجبات سے شمار کئے گئے۔ **بیان سنن نماز** اور وہ چھبیس ہیں۔ تکبیر تحریمہ کیلئے دونوں ہات اُٹھانا انگلیوں کے قبض و بسط میں تکلف نہ کرنا یعنی اُن کے حال پر چھوڑنا تکبیر کے وقت سر کو پست نہ کرنا اور امام کو تکبیر اور تسمیع اور سلام میں جہر کرنا اور ثنا اور تعوذ اور تسمیہ اور تامین اور ان سب کا اسرار اور دہنا ہاتھ بائیں پر رکھ کے ناف کے نیچے باندھنا اور تکبیر انتقالات اور قومہ اور جلسہ اور تسبیح رکوع سجدوں میں تین بار کہنا اور زانو ہات سے حالت رکوع میں پکڑنا اور تفریج اصابع اور رکوع سجدوں سے سر اُٹھانا اور دونوں ہات اور زانو سجدوں میں زمین پر رکھنا اور تشہد میں بایاں پاؤں بچھانا اور جلسہ میں دونوں ہات رانوں پر رکھنا اور درود اور دعا اور تسمیع امام کو اور تحمید غیر امام کو اور دہنے بائیں سلام کے وقت مونہہ کا پھیرنا اور رفع سبابہ وقت تشہد کے **بیان آداب نماز** اور وہ آٹھ ہیں **اوّل** قیام میں سجدے کی جگہ پر اور رکوع میں پشت قدمین پر اور سجدے میں ناک کی طرف اور قعدہ میں گود کی طرف نگاہ رکھے اور سلام کے وقت مونڈھوں کی جانب نظر کرے **دوم** جمہائی کیوقت ہونٹوں کو بند کرے اور اگر نہ رک سکے دہنے ہات کی پیٹھ منہ پر رکھ لے **سوم** تکبیر تحریمہ کے وقت ہات آستین سے باہر نکال لے **چہارم** حتی الوسع کھانسی کو روکے **پنجم** امام اور مقتدی وقت کہنے حی علی الفلاح کے نماز کیواسطے کھڑے ہو جاویں **ششم** قد قامت الصلوٰۃ کہتے وقت یا بعد ختم اقامت کے امام نماز شروع کرے کذا فی کتب الفقہ **ہفتم** قرأت ترتیل اور تجوید کے ساتھ ادا کرے اور تکلف بیجا ممنوع ہے **ہشتم** نماز کے لئے بہتر حالت اختیار کرے ان اللہ جمیل یحب الجمال ہر چند کہ آیہ کریمہ خذوا زینتکم عند کل مسجد سے ستر عورت مقصود ہے مگر لفظ زینت اس مضمون پر دلالت کرتا ہے کہ اچھے کپڑے پہنو بعض نادان ننگے بدن نماز پڑھتے ہیں اور بعض بازار کو اچھے کپڑے پہنکر جاتے ہیں مگر نماز ہر طرح کے کپڑے سے پڑھ لیتے ہیں اور نہیں جانتے کہ وہ کس بادشاہ کا دربار ہے بادشاہان دنیا کے دربار میں نفیس لباس پہنکر جانا اور خدا کے حضور میں میلے اور خراب کپڑے پہنکر یا ننگے بدن حاضر ہونا ادب کے خلاف ہے نیز اعمال باطن کی رعایت کرے **فصل** جو شخص برعایت ارکان و شرائط واجبات و آداب اُس ترتیب و صفت کیساتھ کہ مشہور ہے صرف بامید ثواب اور خوف عقاب اور تعمیل حکم الٰہی بدون عجب و ریا کے نماز ادا کرے نماز اُس کی ظاہر شریعت میں بلاریب صحیح ہے مگر اسے صورت نماز کہتے ہیں روح اور حقیقت نماز کی یہ ہے کہ حقیقت ارکان و شرائط اور واجبات اور آداب کی بجالاوے اور وقت ادا کے اُنکے اسرار پر نظر رکھے مثلاً طہارت کی روح اور حقیقت یہ ہے کہ جس طرح بندہ آپکو نجاست حقیقی اور حکمی سے پاک کرتا ہے اسلئے کہ بادشاہان مجازی کے دربار میں بے غسل و استعمال عطریات و تنظیف لباس کے نہیں جاتا بادشاہ حقیقی کے حضور میں بے تطہیر بدن و لباس کس طرح حاضر ہو اسیطرح لائق ہے کہ علائق دنیوی اور خباثت مادی سے بدن کو پاک کرے اسلئے کہ منظر اس بادشاہ عالم الغیوب کا باطن ہے نہ ظاہر ان اللہ لا ینظر الی صورکم بل ینظر الی قلوبکم عجب سفاہت اور کمال حماقت ہے کہ منظر خلق کو درست کرے اور منظر خالق کو خراب چھوڑے مانند اُس غلام کے جسے بادشاہ عالیجاہ حکم دے کہ آج ہمارے حضور میں حاضر ہو کر نظر گزرانے وہ احمق ناہنجار ایک شئے خسیس و نجس کہ ہرگز ہرگز درگاہ سلطانی کے قابل نہیں خوان زریں میں رکھکر اور ایک خوان پوش زربفت مرصع

اُس پر ڈال کر حضور میں لیجاوے جب سلطان ذی شان کہ اُس کی نظر نفس شئے منذور پر ہے اُسے دیکھے کمال عتاب سے حکم دے کہ یہ بے ادب نالائق حضوری کے قابل نہیں اسے دربار سے نکال دو اور اسکی نذر اس کے سر مارو یا مثال اُس کی مانند اُس احمق کے ہے کہ جو صحن سرائے سلطانی کو پاک اور تخت گاہ کو نجاست سے آلودہ کرتا ہے پس مصلی کو لازم ہے کہ جس طرح بدن کو نجاست ظاہری سے پاک کرے دل کو کہ منظر جناب بے نیاز کا ہے لوث عصیان اور اخلاق رذیلہ سے ساتھ توبہ و انابت اور شکر و حیا کے خالی کرے اور جو نہ ہوسکے تو اپنے گناہوں کی نجاست پر شرمندہ اور خستہ ہو جس طرح غلام بھاگا ہوا اپنے مولیٰ کے حضور میں شرمندگی کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے اور اپنی فضیحت و رسوائی پر نظر کر کے سر نہیں اُٹھاتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى مت قریب جاؤ نماز کے جو وقت کہ تم نشہ میں ہو مشائخ فرماتے ہیں سکر سے محبت دنیا اور اُس میں استغراق مراد ہے یعنی جس کا دل دنیا کی محبت اور اُس کی لذت میں مستغرق ہے قابل حضوری کے نہیں حتیٰ تعلموا ما تقولون یعنی جب تک حال مطابق قول کے اور باطن ظاہر سے متاثر نہ ہو عالم الغیب والشہادہ کے حضور میں جانا اور اُس کے سامنے اپنی بندگی اور فرمانبرداری کا دعویٰ کرنا بے معنی اور بڑی نادانی ہے احیاء العلوم میں وہب سے نقل کرتے ہیں کہ نشہ باز کو نماز سے اسلئے منع کیا کہ جو کچھ کہتا ہے اُس سے آگاہ نہیں ہوتا اور بہت نمازی ایسے ہیں کہ نشہ نہیں پیتے مگر جو کہتے ہیں نہیں جانتے امام غزالی فرماتے ہیں کہ نماز میں بعض ارکان یعنی رکوع اور سجدوں سے صرف تعظیم الٰہی مقصود ہے اور جب دل نمازی کا عظمت مولیٰ سے غافل ہے تعظیم

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں آخر زمانہ میں ایسے لوگ ہوویں گے کہ مسجدوں میں بیٹھیں گے مگر ذکر اُن کا دنیا اور محبت اُن کی دنیا کے لئے مخصوص ہوگی تم اُنکے پاس نہ بیٹھو کہ خدا اُن سے کچھ کام نہیں رکھتا ع اور فرماتے ہیں دو رکعت فکر کے ساتھ تمام رات کی عبادت سے کہ بغفلت دل کی جاوے بہتر ہے ع اور فرماتے ہیں بہت لوگوں کو نماز میں ششگونہ اور دہ گونہ سے زیادہ ثواب نہیں ملتا کہ ثواب بقدر حضور دل کے ہے جس قدر دل حاضر ہوتا ہے اُسی قدر ثواب حاصل ہوتا ہے ع اور فرماتے ہیں جو شخص بحضور دل نماز نہیں پڑھتا خدا تعالیٰ اُسکی طرف نہیں دیکھتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بہت لوگ ایسے ہیں کہ انھیں تکلیف و رنج کے سوا نماز سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا اس لئے کہ بدن سے نماز پڑھتے ہیں اور دل اُنکے غافل ہیں ع اور عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آدمی کے دونوں گال اسلام میں سپید ہوجاتے ہیں اور ایک نماز بھی اُسکی کامل نہیں ہوتی کہ اُس کے خشوع اور تواضع اور اقبال علی اللہ کو پورا نہیں کرتا ابوطالب مکی سفیان ثوری سے نقل کرتے ہیں کہ نماز بے خشوع کے عدم انتفاع پر اجماع ہوگیا کہ جس کا دل خاشع نہیں اُس کی نماز باطل ہے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جو شخص قصداً اپنے دہنے بائیں کو دیکھے نماز اُس کی باطل ہے۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جس کا دل حاضر نہیں نماز اُسکی عذاب کے لائق ہے نہ موجب ثواب اور عین العلوم میں لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اُس شخص کی نماز کو جس کا دل بدن کے ساتھ حاضر نہیں نہیں دیکھتا بیشک بندہ نماز پڑھتا ہے اور اُس میں سے نامۂ اعمال میں اسی قدر لکھا جاتا ہے جس قدر سمجھتا ہے اور احیاء العلوم میں مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ نماز اور حج اور طواف اور مناسک

واسطے اقامت ذکر خدا کے فرض ہوئے پس جبکہ تیرے دل میں عظمت وہیبت مذکور کی کہ مقصود و مطلوب ہے نہیں تیرے ذکر کی کیا قیمت ہوگی اے عزیز مقصود اصلی حضور قلب ہے قال اللہ تعالیٰ اقم الصلوٰۃ لذکری اور ارشاد ہوتا ہے وَلَا تکن من الغافلین بعض علما ء کریمہ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِہِمْ سَاھُوْنَ ہ کی تفسیر میں کہتے ہیں ساہون وہ لوگ ہیں جو نماز میں نیت حاضر نہیں کرتے پس بندہ کو لائق ہے کہ نیت کو درست کرے اور دل کو حاضر اور لباس خشوع بدن میں پہنے اور تاج خضوع سر پر رکھے اور کمال ذوق وشوق سے دربار کی طرف متوجہ ہو مگر سایہ آفتاب کے حضور نہیں جا سکتا اور خاک افتادہ اپنے حیز اصلی سے عروج نہیں کر سکتی اُس جناب تک کس طرح پہنچے ناچار کعبہ کی طرف کہ ناف زمین ہے اور زمین مبدا اس کا ہے توجہ کرتا ہے ہاں دل عالم امر سے ہے وہ اُس عالم کی طرف متوجہ ہو سکتا ہے پس قبلہ جسم خاکی کا کعبہ اور قبلہ روح علوی کا صاحب کعبہ ہے بندہ کو لازم ہے کہ جس طرح ہر طرف سے مونہہ موڑ کر قبلہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اُسی طرح اغیار سے انقطاع کلی کر کے دل اپنا قبلہ حقیقی کی طرف متوجہ کرے کہ جس طرح مونہہ قبلہ سے پھیرنا اور چپ وراست دیکھنا صورت نماز کو فاسد کرتا ہے اُسی طرح دل کو اُس طرف سے پھیرنا اور غیر کی طرف دیکھنا حقیقت نماز کو باطل کر دیتا ہے لیس البران تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البرمن اٰمن باللہ جو شخص بادشاہ کے دربار میں حاضر ہو اور بادشاہ کمال عنایت سے اُسے اپنی ہم کلامی سے مشرف فرماوے اور وہ عین اُس حالت میں کہ بادشاہ سے باتیں کرتا ہے اور حضرت بادشاہ اُس کی طرف متوجہ ہیں ایک کناس کی طرف دیکھنے لگے یا اُس سے کوئی چیز مانگے وہ مردود بارگاہ ہے قابل اس کے ہے کہ بادشاہ کمال سرزنش کے ساتھ اُسے دربار سے نکلوا دے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب تک بندہ نماز میں رہتا ہے خدائے تعالیٰ اُس کی طرف متوجہ رہتا ہے اور جب دوسرے کی طرف التفات کرتا ہے پروردگار بھی اُس سے اعراض فرماتا ہے علماء کہتے ہیں عجب ہے اُس کے حال پر کہ اپنے رب کے سامنے کھڑا ہو اور اُس سے باتیں کرتا ہو اور پھر غیر کی طرف التفات کرے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لوعلم المصلی مع من دیناجی ما التفت الی غیرہ جو شخص جانتا ہے کہ یہ وقت مناجات اور ملاقات کا ہے وہ غیر کی طرف کب التفات کرے گا اے عزیز مجنوں کو وصل لیلیٰ کا وعدہ دیتے سلطنت سلیمان علیہ السلام اور ملک اسکندر اس بشارت کے صلہ میں دیتا اور دنیا و مافیہا اگر اُس کے قبضہ میں ہوتے نثار کرتا۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے باتیں کرتے ہوتے جب نماز کا وقت آتا یہ حال ہو جاتا گویا وہ ہم کو نہیں پہچانتے اور ہم انھیں نہیں جانتے ۱۲ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا صلیت صلاۃ فصل صلوٰۃ المودع یعنی اپنے نفس کو اور خلق کو وداع کر یا دنیا و مافیہا اگر تیرے قبضہ میں ہو خدا کو سونپ کہ جو شخص کسی امین کو امانت سونپتا ہے وہ اُس کی فکر سے غافل ہو جاتا ہے یعنی جس وقت نماز پڑھ کسی کا خیال اور کسی بات کی فکر دل میں نہ لا اور سب کو حوالہ بخدا کر اُسی کا ہو رہ کسی سے کام نہ رکھ تبتل الیہ تبتیلا جس کو محبوب ہات آیا اور اُس نے اپنے حضور بلایا اور اپنے قرب ومناجات سے مشرف فرمایا سلطنت ہفت کشور اور دولت ربع مسکون اُس کے نزدیک پرپشہ سے کم ہے اے عزیز یہ مقام غلبۂ ذوق وشوق کا ہے پیشوا اس کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ نماز میں سینہ مبارک سے چکی یا جوش دیگ کی

آواز سنی جاتی اور ابراہیم علیہ السلام جب نماز پڑھتے جوش دل کی آواز دو میل تک جاتی ان تعبد اللہ کانک تراہ
بیان ایسے مقام کا ہے دوسرا مقام کہ فان لم تکن تراہ فانہ یراك اُس کی طرف اشارہ کرتا ہے مقام خوف و
ملاحظہ عظمت ہے کہ حاکم مطلق اور بادشاہ حقیقی کے حضور میں جانا اور سامنے کھڑا ہونا سہل کام نہیں جو شخص ایسے
قہار جبار کے حضور میں جاوے اور خوف و دہشت اُس پر طاری نہ ہو بڑا بے ادب اور عظمت شہنشاہی کا منکر ہے۔
غ شیر بیشہ شجاعت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کا یہ حال تھا کہ جب نماز کا ارادہ کرتے تمام بدن میں لرزہ پڑتا اور فرماتے
کہ وقت اُس امانت کی ادا کا آیا کہ ہفت آسمان و زمین سے جس کا بوجھ نہ اٹھ سکا اور میں نے اُس کو اُٹھالیا۔ اے عزیز
مدار کار خشوع و خضوع اور عجز و انکسار پر ہے اور امام زین العابدین بن حسین رضی اللہ عنہما جس وقت وضو کرتے
رنگ آپ کا زرد ہو جاتا گھر کے لوگ عرض کرتے کہ آپ کا یہ کیا حال ہو جاتا ہے فرماتے کیا تم نہیں جانتے کہ کس کے
سامنے کھڑے ہونے کا ارادہ ہے غ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری اُمت کے دو شخص قیامت کے
دن کھڑے ہوویں گے رکوع اور سجود دونوں کا ایک سا ہوگا مگر اُن کی نماز میں آسمان و زمین کا فرق ہوگا اگلی کتابوں
میں وارد ہوا کہ میں ہر شخص کی نماز قبول نہیں کرتا اُسکی قبول کرتا ہوں جو میری عظمت کے سامنے جھک جاوے اور مجھ پر تکبر
نہ کرے اور بھوکے فقیر کو کھانا کھلا وے ما عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نماز تمہارے دین کا موتہہ ہے اپنے دین کے موتہہ کو
خشوع کے ساتھ آراستہ کرو خشوع علامت ایمان اور طریق طالبان ہے قال اللہ عزوجل انها لكبيرة الا على الخاشعين
الذين يظنون انهم ملاقوا ربهم وانهم اليه راجعون ٥ واتقوا الله واعلموا انكم ملاقوه اے عزیز
یہ مقام اگرچہ پہلے مقام کے برابر نہیں لیکن قسمت اگر اُس مقام تک رہبری نہ کرے اسی کو غنیمت سمجھ اے عزیز اگر
تو اُسے نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھتا ہے اور جو وہ تیرے سامنے نہیں تو اُس کے سامنے ہے بلکہ درحقیقت وہ تیرے
سامنے ہے مگر تجھے دیدۂ بینا عنایت نہ ہوا کہ اُس کو دیکھے اس قدر تو تصور کر کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے کہ یہ تصور بھی توجہ
خاطر کی اور طرف سے روکے گا اور حقیقت استقبال کی تجھے حاصل ہوگی کہ جب آدمی جانتا ہے کہ میرا مالک میری طرف دیکھ رہا
ہے اُس وقت چپ و راست نظر نہیں رکھتا اور دوسرے کی طرف نظر نہیں کرتا خوف مالک کا اثر خود اُس کو بے حس و
حرکت کر دیتا ہے غ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز میں داڑھی پر بے فائدہ ہات
پھیرتا ہے فرمایا اگر اس کا دل خاشع ہوتا جوارح بھی خشوع اور اثر اُس کا قبول کرتے غ خلف بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ سے
کسی نے کہا کہ تم کبھی نماز میں مکھی نہیں اڑاتے کہا جوان کوڑے کھاتے ہیں اور آہ نہیں کرتے تا لوگ اُنھیں صابر جانیں
میں اپنے رب کے حضور میں کھڑا ہو کر کیا مکھی کے کاٹنے پر بھی صبر نہ کروں مکتوبات شریفہ میں لکھتے ہیں کہ مولیٰ علی کرم اللہ
وجہہ کی ران سے نماز میں تیر نکالا اور آپ کو مطلق خبر نہ ہوئی غ مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ جب ارادہ نماز کا کرتے یاروں سے
کہتے کہ اب کوئی مجھ سے بات نہ کہے کہ میں نہ سنوں گا ایک دن جامع بصرہ میں نماز پڑھتے تھے کہ مسجد کی دیوار گر پڑی
دور دور کے لوگ اکٹھا ہوئے مگر اُن کو اصلا خبر نہ ہوئی اور سعید رحمۃ اللہ علیہ جب تک نماز پڑھتے آنسو اُن کے داڑھی سے
ٹپکتے رہتے اور احیاء العلوم میں مذکور ہے کہ بعض سلف سالہا جماعت کی نماز پڑھتے اور دہنے بائیں کے نمازیوں کو اصلا

نہ پہچانتے اور بعضوں کے رنگ نماز کے وقت زرد ہو جاتے اور بدن لرزنے لگتے اور یہ مستبعد نہیں کہ اکثر لوگوں کا حال ملوک اور امراء کے دربار میں اس سے زیادہ ہو جاتا ہے کہ اگر اُن سے بادشاہ کے لباس یا اُس کے ارکان دولت کا حال پوچھیں نہیں بتا سکتے کہ وہ ہمہ تن ہیبت و اجلال شاہی میں مستغرق ہو گئے اور اُسی کتاب میں منقول ہے کہ عامر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھتے اُن کی بیٹی دف بجاتی اور عورتیں گھر میں گاتیں مگر اُنہیں اصلاً خبر نہ ہوتی کسی نے اُن سے پوچھا تمہارے دل میں نماز کے وقت کچھ خیال آتا ہے فرمایا ہاں خدا کے حضور میں کھڑے ہونے کا الآخر اور انھیں عامر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے لوکشف غطاء ما ازددت یقیناً اور بعض کاملین سے منقول ہے کہ نماز آخرت سے ہے پس جب میں نماز میں داخل ہوا دنیا سے خارج ہو گیا کسی نے ایک کامل سے پوچھا کہ نماز میں تمہیں کوئی چیز یاد آتی ہے یا نہیں فرمایا نماز سے کون سی چیز زیادہ پیاری ہے جو یاد آوے آے عزیز ہم خاک مصیبت اپنے سر پر ڈالیں اور لباس تعزیت بدن میں پہنیں کہ دونوں مقام سے محروم اور سرکار نماز سے مہجور ہیں نہ ہم کو شوق و ذوق حاصل اور نہ خشوع و خضوع میسر دو رکعت نماز ہزار من بوجھ سے زیادہ تو ہم پر گراں ہے انما لکبیرۃ ہمارے حال کا بیان ہے اور جو کبھی دل پر پتھر رکھ کر پڑھ لیتے ہیں تو دل حاضر نہیں ہوتا تمام جہان کا حساب اور ساری دنیا کے قصے جھگڑے نماز میں فیصل کرتے ہیں اُسی وقت گھر باہر مقدمے معاملے جو دیکھے یاد آتے ہیں اور تجارت کا نفع نقصان سوجھتا ہے جو وسوسے اور خیالات کہ اُس وقت پیدا ہوتے ہیں کبھی وہم میں بھی نہیں آتے نماز اُن کی ہے کہ تن اُن کا مسجد میں اور دل اُن کا حضرت قدس میں حاضر ہے اور ماسویٰ نظر سے ساقط قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون اُن کو نقد ہے جس وقت آواز قاصد ان یار کی اُن کے کان میں پہنچتی ہے حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح اپنے محبوب کے پاس حاضر ہو کہ درد فرقت اور غم ہجراں سے نجات پاؤ دیوانہ وار بے قرار ہو کر دنیا و مافیہا سے ہات دھو کر اُس کے گھر کی طرف دوڑتے ہیں جب اُس کے حضور میں پہنچتے ہیں جان و تن کو وداع اور رخصت کرتے ہیں اور جہان سے دست بردار ہو کر اُس کے جلال و عظمت میں مستغرق ہو جاتے ہیں اُس وقت اگر اُن کا سر کاٹ لیں یا بدن کو ٹکڑے ٹکڑے کریں مطلق خبر نہ ہو اور ایک بال بھی اُن کے بدن کا نہ ہلے اس لئے کہ وہ اپنے رب کی محبت میں مستغرق ہو گئے اور اپنی ہستی سے بے خبر ہوئے انصاف کر کہ تیرا حال اُنکے حال سے کچھ بھی مناسبت رکھتا ہے بااین ہمہ اتباع بزرگان کا دعویٰ کرتا ہے حلوا خوردن را رو باید کہاں تو اور کہاں اُنکا اتباع برعکس نہند نام زنگی کافور اتباع اُن کا یہ ہے کہ جس وقت قصد نماز کا کرے دل تیرا ملاحظہ عظمت یا شوق مناجات حضرت عزت میں مستغرق اور التفات ماسویٰ سے فارغ ہو جاوے جب اس طرح کی نیت اور توجہ تجھے حاصل ہو تو اُسوقت تو اُس کے حضور میں جانے کے قابل ہو اور انی وجھت وجھی للذی فطر السمٰوات والارض حنیفاً وما انا من المشرکین کہنے میں سچا بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ انی وجھت وجھی بغیر انی بریٔ مما تشرکون صحیح نہیں اور اللہ اکبر کا مضمون بے اسکے کہ غیر کو اور اپنے نفس کو ذلیل جانے حاصل نہیں ہوتا طہارت ظاہر کس کام آوے جبکہ باطن تعلق غیر سے ملوث ہے اور استقبال بقبلہ کیا مفید ہے جبتک دل صاحب قبلہ کی طرف متوجہ

نہیں مونھہ سے کہتا ہے کہ سب تعریفیں خدا کے لئے ہیں اور دل میں اوروں کی بڑائی اور خوشامد ہے قول یہ ہے کہ ہم تیرے سوا کسی کو نہیں پوجتے اور کسی سے مدد نہیں چاہتے اور دن بھر امیروں اور بادشاہوں کے دربار میں بہ تلاش رزق اور طبیبوں کے گھر بامید شفا پھرتا ہے حقیقت نماز سے تجھے کیا علاقہ ہے جب تک تیرا دامن نم آز سے ہے نماز تیری باعتبار حقیقت کے صحیح نہیں اے عزیز دنیا ومافیہا سے دست بردار ہو اور غیر محبوب سے علاقہ ترک کر کے اُسکے حضور میں عرض کر انی وجھت وجھی للذی فطر السمٰوات والارض حنیفا وما انا من المشرکین مشائخ کرام اس کلام کو اس طرح تفسیر کرتے ہیں انی وجھت وجھی للذی فطر السمٰوات والارض حادثات اور ممکنات اور مخلوقات سے کہ خود محتاج اور بے حقیقت ہیں دست بردار ہو کر اُس مالک الملک خالق کائنات اور فاطر الارض والسمٰوات کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ جو سب کا مالک اور سب اُس کی جناب کے محتاج ہیں حنیفا سب سے دست بردار اور تمام باطل دینوں اور جھوٹے مذہبوں سے بیزار ہو کر ایک کی طرف جھکتا ہوں وما انا من المشرکین اور میں مشرکوں سے نہیں ہوں اس لئے کہ میں شرک خفی اور جلی سے احتراز کر کے خدا کی وحدانیت پر اقرار کرتا ہوں جس وقت آدمی کو حقیقت اس کلام کی حاصل ہوتی ہے بالضرور عظمت وکبریائی جناب باری کی اُس کے دل میں پیدا ہوتی ہے اور بے اختیار دنیا ومافیہا سے غافل اور دست بردار ہو کر کہتا ہے اللہ اکبر اللہ بہت بڑا ہے اور حقیقت اس بات کی یہ ہے کہ آپ کو مثل بندۂ ناچیز ذلیل وخوار عاجز وگنہگار کے بے حقیقت سمجھے اور بکمال خشوع ونیاز دست بستہ باادب اُس کے حضور کھڑا ہو اور اس مقام میں تین ادب کی رعایت ضرور ہے اول بندۂ گنہگار کی طرح بکمال عجز وانکسار وخشوع وخضوع سر افگندہ وشرمندہ کھڑا ہو گویا قیامت قائم ہے اور وہ پروردگار کے حضور میں حاضر ہے پروردگار اُس کے ظاہر وباطن پر نظر رکھتا ہے کہ باطن میں کیا خیال ہے اور ظاہر کا کیا حال ہے دوم نگاہ ظاہر موضع قیام پر قائم کرے اور نظر باطن جناب احدیت کی طرف نہ کسی طرف رُخ ظاہر کا پھیرے اور نہ دل کو غیر کی طرف متوجہ کرے گویا اُسے بادشاہ جبار کے حضور میں کھڑا کیا ہے اور حکم نافذ دیا ہے کہ اگر سر ہلائے گا گردن مارا جائے گا یا بادشاہ اُس کے حال پر نظر شفقت رکھتا ہے اور جس کو عظمت حق پر نظر ہے وہ کس طرح اور کو دیکھ سکتا ہے اور حرکت وجنبش کر سکتا ہے غ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز میں مانند میخ کے معلوم ہوتے اور بعض صحابہ رکوع میں اس طرح سکون کرتے کہ چڑیاں اُن کو جماد سمجھ کر اُن پر گرنے لگتیں اے عزیز اگر ایک بندۂ ناچیز کو جس پر تجھے اپنی خوبی ظاہر کرنا منظور ہوتی ہے دیکھ لیتا ہے تو کس طرح سنوار کر بات کرتا ہے اور ہر کام بہت سلیقہ اور وقار کے ساتھ کرتا ہے کیا خدا سے تجھے اسقدر شرم بھی نہیں آتی جو اُسکے دربار میں اِدھر اُدھر دیکھتا ہے اور سکون ووقار تیرے اعضا اور جوارح میں اور خشیت وخوف تیرے دل میں اتنا بھی نہیں پایا جاتا افتخشی الناس واللہ احق ان تخشاہ وتبتغی مرضاۃ الخلق ولا تبتغی رضاہ سوم اس کھڑے ہونے کو کمال احسان اُس مالک دوجہان کا سمجھے کہ تجھ سے ناچیز کو حکم کھڑے ہونے کا دیا اور اپنے دربار میں بلایا جان ودل اس بات پر قربان کرے تو بجا ہے اور سلطنت ہفت کشور اس دولت کے مقابلہ میں خاک سمجھے اور اُس پر لات مارے تو روا ہے نہ یہ کہ اپنی خوبی سمجھے اور اُس پر ناز کرے تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا

منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنم ✤ منت شناس ازو کہ بخدمت گزاشتت ۔ امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مقام پر ایک لطیفہ بلند لکھتے ہیں کہ معنی اللہ اکبر کے یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ بہت بڑا ہے اگر ان معنی کو نہیں جانتا جاہل ہے اور جو جانتا ہے اور اُسکا دل خدا کے حضور میں دوسرے کی یا اپنی بڑائی اور بزرگی کی طرف مائل ہے وہ چیز اُسکے نزدیک خدا سے بزرگ تر ہے درحقیقت معبود اُس نامراد کا وہی ہے جسکی طرف متوجہ ہے افرأیت من اتخذ الٰھہ ھواہ احیاء العلوم میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کیا وہ شخص جو نماز میں اپنا منہ ادھر اُدھر پھیرتا ہے کیا اس بات سے نہیں ڈرتا کہ خدا اُس کا منہ گدھے کا سا کردے اے عزیز جب روئے ظاہر کا پھیرنا اس درجہ مذموم ہے روگردانی باطنی کس مرتبہ معیوب ہوگی بندہ وہ ہے کہ مراد اور نصب العین اور مقصود اُس کا سوا ذات مطلق کے دوسرا نہ ہو اور اُسکی عظمت کے سامنے آپ کو اور تمام خلق کو باطل سمجھے اور سب بھلائیاں اُسکی طرف سے جانے اور اُسی سے اُمید نفع کی رکھے اور اس مضمون کو جو اُس کے ذہن میں ہے زبان سے بھی بیان کرے اور زبان شکر اور ثنا کے ساتھ کھولے سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الٰہ غیرک معانی ان کلمات کے یہ ہیں سبحانک اللھم پاکی کے ساتھ یاد کرتا ہوں میں تجھ کو اے اللہ یعنی تمام صفات نقص کی تجھ سے نفی کرتا ہوں اور تجھے سب بُرائیوں سے پاک جانتا ہوں وبحمدک اور تیری تعریف کے ساتھ تجھے یاد کرتا ہوں یعنی تیرے لئے صفات کمال ثابت جانتا ہوں ۔ و تبارک اسمک بہت خوبیوں کا ہے نام تیرا کوئی نام اُس کی خوبی کو نہیں پہنچتا وتعالیٰ جدک اور بلند ہے عظمت تیری ولا الٰہ غیرک اور سوا تیرے کوئی معبود موجود نہیں تو ہی سچا معبود ہے اور الوہیت اور جو صفت کہ الوہیت سے مخصوص ہے تیرے ہی لئے ثابت ہے فانت الالٰہ المعبود بحق والاحد الصمد الموجود ازلًا وابدًا۔ جب بندہ اپنے مالک کی تنزیہ سے کہ مرجع اُس کا توحید ہے اور صفات کمال کے اثبات اور اقرار اور اُس کی علو سلطنت اور کمال عظمت کے بیان سے فارغ ہوا اور اُس کی الوہیت اور احدیت اور صمدیت پر جان و دل سے اعتراف کرچکا ایمان حقیقی اُس کو حاصل ہوا باوجود حصول اس مقام کے ابھی دغدغہ ایک دشمن سخت کا باقی ہے کہ ہر وقت متاع ایمان کی گھات میں لگا رہتا ہے اور طرح طرح کے فریب ظاہر و باطن میں دے کر آدمی کو راہ سے پھیرتا ہے اکثر ہوتا ہے کہ خبر نہیں ہوتی اور وہ مکر خفی سے اپنا کام کرلیتا ہے پس اس وقت آدمی کو گویا یہ خیال آتا ہے کہ اگرچہ میں اس دولت سے مشرف ہوا مگر دشمن کہیں راہ میری نہ مارے اور اس دولت کو لوٹ نہ لے اور یہ قرب مبدل بہ بعد نہ ہوجاوے ناچار اُسکی مدافعت میں کوشش کرنا چاہتا ہے جب اپنے ضعف اور اُسکی قوت پر نظر کرتا ہے گھبرا کر خدا کی طرف رجوع لاتا ہے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم یعنی خدایا مجھے اس دشمن جانی سے تو ہی بچاوے تو بچوں تجھ سے امیدوار نجات کا ہوں ایسا نہو کہ یہ گمراہ مجھے تیرے حضور سے دور کرے غرضکہ کفایت اُس کے شر کی حوالہ محبوب کرکے پھر ستائش اور حمد و ثنا اپنے مولیٰ کی شروع اور جس کام میں پہلے مشغول تھا اُس کی طرف رجوع کرتا ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تخصیص اسماء ثلثہ کی اس جگہ باین نظر واقع ہے کہ آدمی تین سبب سے کسی کی تعریف و توصیف کرتا ہے اور اُسکی طرف جھکتا ہے یا وہ شخص حسن ذاتی رکھتا ہے یا اُس کا احسان اس کے ذمہ پر ہوتا ہے یا آئندہ احسان کی توقع اُس سے

ہوتی ہے سو یہ تینوں اسم احوال ثلثہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں اللہ علم ہے ذات واجب الوجود جامع جمیع صفات کمال کا اور رحمٰن وہ ہے کہ دنیا میں پرورش اور مہربانی فرماوے اور رحیم اسے کہتے ہیں جو آخرت میں رحم کرے گویا بندہ عرض کرتا ہے کہ حسن ذاتی بھی تجھی کو ثابت ہے اور دنیا میں بھی سب نعمتیں تیری عنایت سے حاصل ہوتی ہیں اور آخرت میں بھی عطا کرنا بہشت اور حور و قصور و اشجار و انہار و ارائک و استبرق و سندس و حریر اور کنگن اور میوے اور شراب طہور و جام کوثر وغیرہا نعمتوں کا اور بچانا دوزخ اور اس کی آگ اور طوق اور زنجیر اور سانپ اور بچھو اور صدید اور ضریع اور زقوم اور حمیم اور قیامت کے اہوال و آفات اور میزان اور تشنگی اور صراط کے مصائب اور شدائد سے بھی تجھی سے متوقع ہے پس تو ہی اس بات کے لائق کہ تیری حمد و ثنا بجا لاؤں اور بقدر اپنی وسعت کے تجھے سراہوں۔ الحمد للہ رب العالمین تمام خوبیاں اور تعریفیں ازل سے ابد تک جس حامد سے صادر ہوں اس ذات واجب الوجود مستجمع جمیع صفات کمال کو ثابت ہیں کہ جو سارے جہان کا پالنے والا ہے مگر جس وقت کہ مصلی اس مفہوم کی حقیقت تصور کرتا ہے ہیبت و عظمت اس مالک الملک ذوالجلال والاکرام کی کہ تمام بادشاہان مجازی اس کے در کے گدا اور اسکی سرکار کے محتاج ہیں دل میں اس کی اس قدر آتی ہے کہ عجب نہیں زبان بند ہو جاوے اور ہاتھ پاؤں کانپنے لگیں کہ جو شخص مجازی بادشاہوں کے دربار میں جاتا ہے اور ان کی شوکت و قدرت اور جاہ و جلال پر نظر کرتا ہے خواہی نخواہی اس کے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے جو تمام جہان کا بادشاہ اور سب حاکموں کا حاکم اور سب کا پیدا کرنے والا ہے اس کے دربار میں خوف اور دہشت کس طرح نہ پیدا ہو اسی واسطے اس آیت کے بعد فرمایا الرحمٰن الرحیم اگرچہ میں سب بادشاہوں کا بادشاہ اور تمام جہان کا مالک اور پروردگار ہوں مگر میرے دربار کو بادشاہان مجازی کے دربار پر قیاس نہ کرو وہاں جبر و قہر صرف ہے تھوڑی سی بات میں بدل ہو جاتے ہیں اور کسی گنہگار کا عذر قبول نہیں کرتے اور جس سے ناخوش ہوتے ہیں پھر کسی طرح اس سے راضی نہیں ہوتے اور یہاں مہربانی اور رحمت قہر و غضب سے زیادہ ہے رحمتی سبقت علی غضبی و رحمتی وسعت کل شیئ اگرچہ بندہ ناپاک قابل اس کے نہیں کہ ہم سے ہمارے حضور میں کلام کر سکے مگر ہماری رحمت قہاری و جباری سے زیادہ ہے جو کچھ کہ عرض کرنا ہے عرض کر کہ سنی جائے گی یہاں تیرے گناہ اور بے لیاقتی پر نظر نہیں بلکہ اپنی رحمت کاملہ و عامہ پر نظر ہے اور واسطے مزید اطمینان کے ارشاد ہوتا ہے مالک یوم الدین مالک انصاف کے دن کا آخر ایک دن اس طرح کا آنیوالا ہے کہ ہمارے حضور میں کھڑا ہوگا اور بے واسطہ ہم سے سوال جواب کریگا انصاف اس دن کا کسی فرشتے مقرب اور رسول ذوالعزم کے تعلق نہیں کیا کہ سوا میرے کوئی شخص میرے بندے کے حال سے واقف اور اس کے گناہوں سے خبردار نہ ہو آپ حساب لوں اور آپ بخش دوں جبکہ فضیحت اور رسوائی اس دن کی تیرے مالک کو منظور نہیں تو آج کس طرح تجھ کو اپنے در سے محروم کرے گا اور تیری عرض کو کب رد فرمائے گا جس وقت یہ نوید روح افزا کان میں پہنچتی ہے جامہ میں پھولا نہیں سماتا ہے باکانہ غیبت سے خطاب کی طرف التفات کرتا ہے اور اپنے عرض حال پر مستعد ہوتا ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں اور غیر سے انقطاع کلی اور اعراض تام کر کے تجھی سے ہر طرح کا علاقہ

رکھتے ہیں ہنوز یہ کلمہ پورا نہ نکلا تھا کہ تازیانہ خوف کا دل پر مارا گیا کہ شاید غیب سے یہ آواز آئی اے کاذب خموش صبح سے شام تک تیرا دل اغیار کی طرف جھکا رہتا ہے اور ہماری عبادت کا دعویٰ کرتا ہے خاص بندہ وہ ہے کہ سب کو چھوڑ کر ہماری طرف جھک جاوے کسی سے کام نہ رکھے جو فرماویں بجا لاوے اور جس بات سے روکیں باز رہے اپنے تصرف و خواہش کو دخل نہ دے ہماری تقدیر پر راضی اور شاکر رہے اور اسی طرح خاص استعانت ہم سے یہ ہے کہ جو کچھ کام ہو ہم سے کہے اگر سوال کرے تو ہم سے کرے اور جو مانگے تو ہم سے مانگے جس طرح دودھ پیتا بچہ اپنی ماں کے سوا دوسرے سے التجا نہیں کرتا اور کسی سے کچھ کام نہیں رکھتا نہ کہ بادشاہوں کے دربار میں روزگار کے واسطے اور حاکم کے محکمہ میں انفصال مقدمات کے لئے اور طبیب کے پاس علاج کیواسطے جاوے اور جو معاملہ پیش آوے اُس میں غیر کی طرف جھکے اگر ہم ہی سے استعانت کرتا اوروں سے کام نہ رکھتا تو اس کا کیا جواب۔ دل ناچار اس قول کو حقیقت میں خلاف فعل سمجھ کر خواہان حقیقت ہوتا ہے اور دعویٰ سے دعا کی طرف رجوع کرتا ہے اھدنا الصراط المستقیم خدایا مجھے سیدھی راہ دکھا کہ دہنے بائیں سے کام اور کسی سے تعلق اور غرض نہ رکھوں صراط الذین انعمت علیہم راہ اُن کی جن پر تو نے احسان کیا یعنی انہیں سب طرف سے روک کر سیدھی راہ اپنی معرفت کی دکھائی اور محبت اپنی عطا فرمائی کہ وہ سب سے بیگانہ ہوگئے اور ہر طرف سے منہ پھیر کر تیری طرف جھک گئے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین نہ راہ اُن کی جن پر تو نے غضب کیا اور نہ راہ گمراہوں کی کہ سیدھی راہ کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور دنیا و آخرت اُن کی برباد ہوئی۔ آمین خدایا اپنے بندہ کی عرض سنکر قبول فرما اور جو کچھ طلب کرتا ہے اپنے فضل و کرم سے عطا کر ع حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے نماز کو اپنے اور بندہ میں برابر بانٹا ہے جب بندہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہتا ہے حق تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے دیکھو کہ میرا بندہ مجھے یاد کرتا ہے جب الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے ارشاد ہوتا ہے کہ دیکھو میرا بندہ میری تعریف کرتا ہے جب الرحمٰن الرحیم کہتا ہے فرماتا ہے دیکھو میری تعظیم اور بزرگی کرتا ہے جب مالک یوم الدین کہتا ہے فرماتا ہے میرے بندہ نے مجھ کو بزرگی کے لئے خاص کیا کہ اُس دن گویا دکھایا جس میں دوسرے کو کسی طرح کی ملکیت نہیں جب بندہ ایاک نعبد و ایاک نستعین کہتا ہے فرماتا ہے کہ مضمون اس آیت کا مجھ میں اور بندہ میں مشترک ہے کہ عبادت میرا حق اور مدد اُس کا حق ہے جب اھدنا الصراط المستقیم الیٰ آخر کہتا ہے ارشاد ہوتا ہے کہ یہ سب بندہ کیواسطے ہے عرض اُس کی میں نے سنی اور دعا اُس کی قبول فرمائی ہر چند کہ بندہ حمد و ثنا مولیٰ کی اور دعا اپنی ہدایت اور نجات کی کر چکا اور مقصد سے فارغ ہوا مگر اس سورت کے پڑھنے سے محبوب کے کلام کا شوق دل میں پیدا ہوگیا لہٰذا بقدر اقتضائے وقت کسی قدر کلام الٰہی اور بھی پڑھتا ہے اور اُس کلام پاک کی لطافت و بلاغت اور حسن و خوبی پر نظر کر کے متکلم کی عظمت و بلندی کا تصور دل میں لاتا ہے اور اُس کی بڑائی کرتا ہوا کمال خشوع و خضوع کے ساتھ اُسکے سامنے جھک جاتا ہے اور کہتا ہے سبحان ربی العظیم اُسوقت عنایت الٰہی کہ درماندگی اور بیچارگی کو لازم ہے دستگیری اُس کی فرما کر سر اُسکا اُٹھاتی ہے اور اس مضمون کی طرف اشارہ فرماتی ہے سمع اللہ لمن حمدہ ہم تیرے عجز و نیاز سے واقف ہوئے سر اپنا اُٹھا کر

یہاں انکساری بلندی کا سبب ہے من تواضع للہ رفعہ اللہ بندہ اس عنایت بے غایت کو دیکھ کر شکر اپنے منعم کا ادا کرتا ہے اور کہتا ہے اللھم ربنا ولک الحمد تیرا شکر کس زبان سے ادا کروں کہ مجھ ناچیز کو اپنے حضور میں کہ مقام قدسیوں کا ہے بلایا اور اپنے سامنے کھڑا کر کے طرح طرح کی عنایت ورحمت سے سربلند فرمایا اس عنایت کے مقابلہ میں بندہ ناچیز سے کیا ہو سکتا ہے سوا اس کے کہ سر عبودیت وبندگی کا زمین نیاز پر جھکائے اور اپنی عاجزی کو کہ موجب مزید عنایت ہوئی اور زیادہ ظاہر کرے اور اشرف اعضا کو پست کر کے اصل ومبدء کی طرف کہ خاک ذلیل ہے رجوع لاوے اور اُس کی قدوسی وطہارت کا خیال دل میں محکم کرے لہٰذا سر بسجدہ ہو کر عرض کرتا ہے سبحان ربی الاعلیٰ میرا پروردگار بہت بڑا ہے ع حدیث میں ہے کہ بندے کو اپنے مولیٰ سے سجدے میں بہت نزدیکی حاصل ہوتی ہے اُس وقت دعا کی کثرت کریں کہ مقام قبول ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واسجد واقترب جب اس قدر قرب کہ مافوق اُس سے بندے کے حق میں متصور نہیں بسبب اس عبادت کے اُس کو حاصل ہوتا ہے اجازت بیٹھنے کی میسر ہوتی ہے گویا ارشاد ہوتا ہے کہ تو نے کمال تذلل وخاکساری ظاہر فرمائی ہم اُس کے عوض تجھے وہ مرتبہ بخشتے ہیں کہ تیرے حوصلے سے باہر ہے یعنی تجھے اپنے حضور میں بیٹھنے کا حکم دیتے ہیں جس وقت بندہ اس تشریف سے سرفراز ہوتا ہے بخیال اس امر کے کہ شائد نفس سرکش کہ پردہ دل میں چھیڑ چھاڑ اُس کی موجود ہے کمال قرب پر مغرور ہو جاوے اور تواضع اور انکسار کو جس کی بدولت یہ دولت حاصل ہے چھوڑ کر تکبر اختیار کرے تنبیہ نفس کے واسطے عظمت الٰہی بیان کرتا ہوا پھر سجدے میں جھک جاتا ہے گویا زبان حال سے کہتا ہے اے نفس دون ہمت کہیں مغرور نہ ہو جانا اور اپنی اصل وحقیقت کو کہ خاک ذلیل ہے بھول نہ جانا یہ قرب ونزدیکی محض اُس کے فضل سے ہے نہ کہ تیری استعداد سے وہ خالق تو مخلوق وہ اعلیٰ تو اسفل کارخانہ الٰہی میں کوئی چیز ذلیل وخوار خاک سے زیادہ نہیں پستی وسرافگندگی اُسکی طبیعت ہے اقتضا بلندی ورفعت کا اُس میں کہاں مگر بادشاہ اپنے ملک میں مختار ہے جس خوار بندے کو چاہے تشریف کرامت سے مخصوص فرما کر اپنی درگاہ میں بلا وے بندے کو چاہئے کہ اُسے عنایت سلطانی جانے اپنی استعداد ولیاقت کا نتیجہ نہ سمجھے اس حق شناسی سے اور بھی نظر عنایت اُس کے حال پر زیادہ ہوتی ہے گویا حکم ہوتا ہے سر نیاز خاک مذلت سے اُٹھا اور تاج کرامت سر پر رکھ کہ ہمارے حضور میں باطمینان تمام بیٹھ اور اپنا مطلب عرض کر بندہ اس انعام کو دیکھ کر آپ کو گم کرتا ہے اور اپنی مراد ومقصد کو بھول کر اُس کے ادائے شکر میں مشغول ہوتا ہے التحیات للہ والصلوات والطیبات بعدہٗ اُس ذات پاک پر کہ ہادی اس راہ کی ہے اور جن کے توسل اور طفیل اور ہدایت اور ارشاد سے یہ مقام حاصل ہوا تحفۂ سلام بھیجتا ہے السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر خدا کے نیک بندوں پر سلام کرتا ہے اس خیال سے کہ پروردگار اپنے بندوں کی طرف سے جواب سلام کا دیتا ہے کیا عجب کہ مجھ کو بھی اس تشریف سے مشرف فرماوے اور بعد بندگان صالح کے اپنے سلام سے نوازے بنظر اپنے نفس کو تسلیم میں مقدم کرتا ہے اور کہتا ہے السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین اور خدا کی وحدانیت اور اُن کی پیغمبری پر گواہی دیتا ہے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ

اور آپ کو اُس احسان کے بدلے سے عاجز جان کر بزبان حال عرض کرتا ہے الٰہی احسان تیرے نبی کا میرے ذمہ ایسا نہیں جس سے میں عہدہ برآ ہو سکوں اور بدلہ اُس کا کر سکوں تو ہی اپنے فضل و کرم سے بدلہ اُس کا اُن کو عنایت کر اور رحمت کاملہ اور برکت تامہ اُن پر اور اُن کے آل اطہار پر کہ واسطہ وصول اس ہدایت کے ہیں نازل فرما اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید اللھم بارک علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید اور تیری اس عبادت میں جو تقصیر مجھ سراپا قصور سے واقع ہوئی اُسے بھی اپنے فضل و کرم سے معاف فرما اور میرے ماں باپ کو جنکی پرورش سے میں ہوشیار اور اس عنایت کا سزاوار ہوا اور سب مسلمانوں کو خصوصاً اُن کو کہ اس عمدہ عبادت میں میرے شریک ہیں بخش دے اللھم اغفرلی ولوالدی ولمن توالد وارحمنی وارحمھما کما ربیانی صغیرا ولجمیع المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منھم والاموات برحمتک یا ارحم الراحمین بعدہ ہزار تشریف و تکریم سے مشرف و مکرم ہو کر حاضران دربار سے سلام کرتا ہوا رخصت ہوتا ہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

فصل فی امور شتّٰی ۔ تنبیہ فرضیت نماز قرآن شریف سے ثابت ہے قال اللہ تعالٰی اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ یعنی نماز کو قائم رکھو وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ ای صَلُّوْا اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰاتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی اور تعیین عدد یعنی فرضیت پانچ نمازوں کی احادیث متواترہ سے ظاہر ہے جو لوگ پچھلی آیت سے اس مدعا پر بھی استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اداۃ تعریف اصل میں عہد کیواسطے ہیں اور معہود اس جگہ نماز پنجگانہ ہے اس لئے کہ بقول صحیح نماز مکہ میں فرض ہوئی اور آیت مدنی ہے پس آیت میں وہی نماز شرعی پنج وقتی مراد ہے اور وسطٰی اُسے کہتے ہیں جو دو عدد متساوی کے بیچ میں واقع ہو اور وہ عدد پانچ ہے کہ جس جگہ قرینہ ثانی و ثالث و رابع وغیرہ پر دلالت نہیں کرتا وہاں اول پر حمل کرتے ہیں اور اُن پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ دلالت لام تعریف کے عہد پر قطعی نہیں اور ثلاث خمس سے اولی ہے اور جواب شیخ نجم الدین نسفی کا اپنی تفسیر میں کہ واحد عدد نہیں بلکہ مبدء عدد ہے عدد اُسے کہتے ہیں کہ اپنے طرفین کے مجموعہ کا نصف ہو اور واحد دو طرف نہیں رکھتا کہ پہلے اُس سے کچھ نہیں ممنوع ہے کہ بعضوں کے نزدیک واحد بھی عدد میں داخل ہے اور جو وسطٰی فضلٰی کیساتھ تفسیر کریں تو آیت کی دلالت خمس پر اصلا نہ رہے بعضے اس آیت سے استدلال کرتے ہیں فسبحان اللہ حین تمسون وحین تصبحون ولہ الحمد فی السموات والارض وعشیا وحین تظھرون ٥ تمسون سے نماز مغرب وعشا اور تصبحون سے نماز صبح اور عشیا سے عصر اور تظھرون سے ظہر مراد لیتے ہیں اور ضعف اس استدلال کا ظاہر ہے کہ لفظ سبحان اللہ کی دلالت نماز پر قطعی نہیں اور اسی طرح حین تمسون میں مغرب اور عشا کا جمع ہونا اور عشیا سے عصر مراد ہونا امر یقینی نہیں بعض علما فرماتے ہیں کہ فرضیت نماز پنجگانہ منجملہ ضروریات دین ہے پس استدلال اُس پر تحصیل حاصل ہے لطیفہ انسان کو پانچ حال عارض ہوتے ہیں حدوث سے شباب تک کہ زمانہ ترقی ہے کہولت شیخوخۃ موت اور بعد موت کے چھٹا حال کہ باقی رہنا اُس کے ذکر اور آثار کا چند عرصہ تک یہی واقعہ ہوتا ہے مناسب ان احوال کے پانچ احوال آفتاب پر

بھی کہ عمدہ آیات الٰہی سے ہے ہر روز دارد ہوتے ہیں ارتفاع سے مشابہ ولادت ونشؤونما اور شباب کے اور جھکنا اُس کا غرب کی طرف مثل اُس کے کھولتے کے اور قریب بغروب ہونا اُسکا مناسب اُس کے بڑھاپے کے اور ڈوب جانا اُس کا مشابہ اُس کی موت کے اور باقی رہنا اُس کے اثر کا کہ عبارت شفق سے ہے مناسب اُس حال کے ہے کہ آدمی کو موت کے بعد بقا ذکر واثر سے لاحق ہوتا ہے۔ پس قریب طلوع آفتاب کے کہ مناسب مرتبہ حدوث کے ہے نماز فجر اور بعد جھکنے آفتاب کے کہ مشابہ زمانہ کھولتے کے ہے نماز ظہر اور قریب بغروب کے مانند وقت شیخوخت کے ہے نماز عصر اور بعد غروب کے کہ مثل زمانہ موت کے ہے نماز مغرب اور بعد غائب ہونے شفق کے کہ مناسب وقت فنار کامل وانقطاع کلی کے ہے نماز عشا فرض ہوئی لطیفہ بطلوع فجر ایک عمدہ نعمت ہے کہ آدمی اُس وقت رات کی تاریکی اور نیند کی غفلت سے بمنزلہ موت کے ہے نجات پاتا ہے اور دن کی روشنی اور بیداری کے فائدوں سے بہرہ مند ہوتا ہے گویا ایک نئی زندگی حاصل کرتا ہے اور اثر ظہور آفتاب کا کہ عمدہ آیات الٰہی سے ہے عالم میں منتشر ہوتا ہے پس یہ وقت اس کام کے لئے نہایت مناسب ہے کہ انسان بنظر اس نعمت اور اُس کے فوائد کے اور بخیال اس امر کے کہ آفتاب بے توقع ثواب اپنے مالک کی خدمت پر مستعد اور سرگرم ہے بڑی نادانی ہے کہ میں باوجود توقع ثواب اور اندیشہ عذاب کے اُسکی عبادت اور بندگی میں قصور کروں اپنے مولیٰ کی عبادت میں مشغول ہو اور اُسکے حضور بندگی کی راہ سے سر جھکائے اور وقت ظہور انحطاط آفتاب کہ بمنزلہ اُسکے رکوع کے ہے نماز ظہر فرض ہوئی تا بندہ اپنے مولیٰ کی عظمت وقدرت پر کہ ادنیٰ اُس سے قلب اجرام علویہ ہے نظر کرکے اُسکے سامنے سر جھکائے اور خدمت لائق اُسکی درگاہ کے بجا لاوے جب آفتاب غروب کے قریب ہوا اور حالت مشابہ بمیل الی السجود اُسکو عارض نماز عصر فرض ہوئی اور عصر کو بنظر اسی انحطاط کے عصر کہتے ہیں۔ بعد غروب کے رات کہ آیات عظیمہ خالق کائنات سے ہے ظاہر ہوتی ہے اور نماز مغرب مقرر جب رات کی تاریکی زیادہ ہوتی ہے آدمی دن کے کاموں سے فراغت کلی حاصل کرتا ہے اور نعمت سکون وآرام اُس کو میسر ہوتی ہے اُس کے شکرانہ میں نماز عشا فرض ہوئی لطیفہ روضۃ زندویسے جب آدم علیہ السلام بہشت سے دنیا میں آئے دنیا اُن پر تاریک اور رات کی تاریکی علاوہ تھی ناگہاں صبح روشن ہوئی اُس وقت آپ نے دو رکعت نماز اس امر کے شکر میں کہ رات کی تاریکی سے نجات اور دن کی روشنی میسر ہوئی ادا کی وہی دو رکعت نماز فجر کے وقت ہم پر فرض ہوئی تا گناہوں کی تاریکی ہم سے زائل ہو اور انوار طاعت ہم کو حاصل زوال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح سے نجات دی ابراہیم علیہ السلام نے اُسوقت چار رکعت نماز پڑھی پہلی رکعت فرزند کی رہائی اور دوسری فدیہ پانے کی اور تیسری خدا کے راضی رہنے اور چوتھی اپنے بیٹے کے صبر کے شکر میں ہم کو بھی حکم ہوا کہ زوال کے بعد چار رکعت پڑھا کریں کہ ہم کو خدا نے ذبح نفس پر قدرت بخشی جیسے اُن کو ذبح ولد پر توفیق دی اور ہم کو بھی اُن کی طرح غم سے نجات عنایت کی اور ہم کو دوزخ سے آزاد کیا جیسے اُن کو فدیہ دیا اور ہم سے راضی ہوا جیسے اُن سے راضی ہوا اور عصر کے وقت یونس علیہ السلام نے چار تاریکیوں سے نجات پائی ظلمت زلت ظلمت لیل اور ظلمت ماء اور ظلمت بطن حوت اُس کے شکر میں چار رکعت پڑھیں وہی چار رکعت ہم پر فرض ہوئیں تا ہم کو بھی چار تاریکیوں سے نجات حاصل ہو تاریکی گناہ تاریکی قبر

تاریکی محشر تاریکی دوزخ عیسیٰ علیہ السلام غروب آفتاب کے بعد کریمہ ءانت قلت للناس الآیۃ کے ساتھ مخاطب ہوئے اُس وقت تین رکعت پڑھیں دو رکعت اپنے اور اپنی ماں سے الوہیت کی نفی اور تیسری رکعت اُس کو خدا کے واسطے ثابت کرنے کے شکر میں ہمیں بھی حکم ہوا کہ اُسوقت تین رکعت پڑھا کریں تاکہ حساب محشر ہم پر سہل ہو اور دوزخ کی آگ سے نجات حاصل ہو اور قیامت کے خوف سے امن ملے اور نماز عشا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پڑھی اس لئے کہ راہ گم ہوئی پھر راہ آئی اور عورت کے غم سے نجات پائی اور ہارون کو مرتبہ وزارت عنایت ہوا اور دشمن کا خوف بسبب وعدہ الٰہی کے دل سے دور ہوا ہم پر بھی یہ چار رکعت نماز مقرر ہوئی کہ ہم کو بھی خدا نے راہ دکھائی اور غم سے رہائی بخشی اور جوار انبیاء سے مشرف فرمایا جیسے انھیں بھائی کی ملاقات سے مسرور کیا اور دشمنوں پر غلبہ کا وعدہ دیا جیسے انھیں اُن کے مخالفوں پر غالب کیا **لطیفہ** امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آٹھ پہر میں جاگنے کی ۱۷ سترہ ساعت ہیں نہار معتدل بارہ ساعت کا ہوتا ہے اور اکثر آدمی اول شب تین ساعت اور آخر شب دو ساعت بیدار رہتے ہیں بعد دان ۱۷ سترہ ساعتوں کے آٹھ پہر میں سترہ رکعتیں فرض ہوئیں تا بندے ہر ساعت کے مقابلہ میں ایک رکعت کی قدر وقت تو اپنے مولیٰ کی بندگی اور عبادت میں صرف کریں بنا اس دین متین کی مستحسنات عقلیہ اور مرضیات عرفیہ پر ہے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا اور دستور ہے کہ جب بادشاہوں کے دربار کا قصد کرتے ہیں لباس پاکیزہ پہنتے ہیں اور اطراف بدن کو دھوتے ہیں وہی قاعدہ یہاں بھی ملحوظ ہے کہ نماز بادشاہ حقیقی کا دربار ہے۔ **سوال** وجہ تخصیص اعضاء معلومہ کی سمجھ میں نہیں آتی قیاس مقتضی اس امر کا ہے کہ ہر نماز کے واسطے غسل ضرور ہوتا یا مخرج نجاست کا دھونا کفایت کرتا **جواب** تمام بدن کا دھونا بسبب حرج کے فرض نہ ہوا اور تخصیص ان اعضا کی اسوجہ سے ہے کہ یہ اطراف بدن ہیں جب تمام بدن کا دھونا فرض نہ ٹھہرا قائمقام اُسکے اطراف کا دھونا فرض ہوا اور بھی حدیثوں میں وارد ہے کہ وضو گناہوں اور خطاؤں سے پاک کرتا ہے اور ان جوارح کو اکتساب ذنوب میں بہ نسبت اور اعضا کے زیادہ مداخلت ہے کہ جس قدر یہ اعضا دنیا کے کاروبار میں مبتلا رہتے ہیں اُسقدر موضع حدث اور دیگر اعضا کو اُس سے تعلق نہیں رہتا جب حدث واقع ہوتا ہے بندہ ازالہ نجاست اور تحصیل طہارت کی طرف متوجہ ہوتا ہے ہر چند نجاست حقیقی کو استنجا سے دور کرتا ہے مگر شبہہ نجاست باطن کا اس لئے کہ کارخانہ ظاہر اکثر امور و احوال میں باطن کا اثر اور ظل ہے باقی رہتا ہے اور ہاتھ پاؤں اور مونھ کو بہ نسبت دیگر اعضا کے اُس سے ملوث زیادہ پاتا ہے اُس کے ازالہ میں مشغول ہوتا ہے اور مناسب اُس ازالہ کے ایک فعل ظاہری بھی کہ وضو سے عبارت ہے عمل میں لاتا ہے اس فعل ظاہری کو اُس ازالہ کے ساتھ وہ نسبت ہے جو نیت نماز کیساتھ کلمات نیت کو اور تصدیق قلبی کیساتھ اقرار لسانی کو اسی جگہ سے کہتے ہیں کہ وضو میں ہاتھ دھونا دنیا سے ہاتھ دھونے کی اور کلی کرنا لذت طعام سے اور ناک میں پانی ڈالنا لذت شامہ سے دست بردار ہونے کی اور مونھ دھونا توجہ الی الغیر سے اور پاؤں دھونا مشی الی الغیر سے کنارہ کرنے اور مسح تصفیہ خیال کے قائمقام ہے اس بیان سے اعتراض بعض ملاحدہ کا ایجاب وضو اور عدم ایجاب غسل مقعد کہ محل خروج ریح ہے کس درجہ بے قیاس ہے بخوبی دفع ہوا کہ بعد خروج ریح کے مقعد نجاست حقیقی سے ملوث نہیں ہوجاتے کہ اُس کے

دھونے کی ضرورت ہو ہاں خروج ریح باطن کی نجاست پر کہ عبارت انہماک فی الاکل والشرب اور تلوث بذنوب سے ہے متنبہ کرتا ہے اس لئے بندہ اُس کے ازالہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور دستور بھی یہی ہے کہ جب آدمی بادشاہ کے حضور جانا چاہتا ہے مونہہ اور ہات پاؤں دھوتا ہے اور مقعد کو نہیں دھوتا اور تجربہ سے ثابت ہے کہ ان اعضا کا دھونا دفع نوم اور تفریح قلب میں اثر تمام رکھتا ہے موضع حدث کے دھونے کو اس باب میں اصلا دخل نہیں پس نماز سے پہلے دھونا ان اعضا کا اس اشارہ کیلئے مقرر ہوا کہ جس طرح ہات پاؤں مونہہ کو دھونے سے غفلت ظاہری کو دفع کرتے ہیں اسی طرح غفلت باطنی کو دور کرکے دل اپنا اس عبادت کیلئے کہ سرمایہ سعادت ہے حاضر کریں پس حدث مذکر تلوث باطن اور وضو مذکر تطہیر قلب ہے اسلئے کہ جب مصلی ہوشمند اعضا ظاہر کیطرف متوجہ ہوگا تصفیہ و تطہیر قلب سے ہرگز غافل نہ رہے گا اور منظر خلق کو منظر خالق پر ہرگز ترجیح نہ دے گا **سوال** مسح سر نہ موجب دفع نوم ہے اور نہ سبب تفریح قلب اور نہ کوئی شخص دربار شاہی کیواسطے اُسے عمل میں لاتا ہے اور نہ کسی طرح کی نظافت خواہ دوسرا فائدہ اُس سے سمجھ میں آتا ہے **جواب** عبادت دو قسم ہے ایک وہ کہ اُس کا فائدہ تعمق نظر کے بعد ذہن میں آجاتا ہے دوسرے وہ کہ اُس کا بھید عقول سافلہ بلکہ اذہان متوسطہ کی سمجھ سے برتر اور اعلی ہے جیسے رمی اور جمار باب الحج میں کہ وجہ اُس کی مشروعیت کی سمجھ میں نہیں آتی سوا اسکے کہ اس قسم کی باتیں بجالانا اور بے اس امر کے کہ کسی طرح کی حکمت اور فائدہ اُن کا سمجھ میں آوے اپنے مولٰے کی فرمانبرداری اور اُس کے حکم کی تعمیل کرنا بندہ کے کمال امتثال و اطاعت پر دال ہے ہاں ایسے مواقع پر اس قدر اعتقاد ضروری ہے کہ پروردگار حکیم ہے اور حکیم کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا فضول و عبث کو گرد اُس کے سراپردہ علم و حکمت کے گذر نہیں یہ کیا ضرور کہ جس بات کا بھید ہماری سمجھ میں نہ آوے اُس میں کوئی بھید نہ ہو یا جس چیز کی حکمت تک ہمارا ذہن نہ پہنچے اُس میں کچھ حکمت نہ ہو ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں جب تو خدا کی ندا سُنے یقین جان کہ تجھے کسی بھلائی کی طرف بلاتا ہے یا کسی بُرائی سے پھیرتا ہے اور اُس سے بچانا چاہتا ہے عسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا شیئا وھو کرہ لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون ۔ مثال اُس کی کہ جو بادشاہ ہمیشہ عالموں کی تعظیم اور جاہلوں کی توہین کرتا ہو اگر وہ کسی اجنبی کی جس کے حال سے لوگ واقف نہ ہوں تعظیم و توقیر کرے تو غالب گمان اسی امر کو مقتضی ہوگا کہ یہ شخص عالم ہے اور بادشاہ اُس کے علم سے واقف ہے ورنہ اُس کی اسقدر تعظیم نہ کرتا اسی طرح جب بادشاہ حقیقی کہ علیم و حکیم مطلق ہے کسی شیئ کا حکم کرتا ہے یقیناً وہ حکم مفید ہوتا ہے اگر فائدہ اُس کا لوگوں کے خیال میں آجاتا ہے کہتے ہیں یہ حکم معقول المعنی ہے اور جو خیال میں نہیں آتا کہتے ہیں یہ تعبد محض اور غیر معقول المعنی ہے بعض اشخاص اس تحقیق سے واقف اور عدم علم کے فرق پر متنبہ نہ ہو کر امور تعبدیہ کی حکمتوں اور فائدوں سے منکر ہوگئے اور اسقدر نہ سمجھے کہ نہ جاننا اور بات ہے اور نہ ہونا اور بات واللہ اعلم بالصواب **سوال** مطلوب حقیقی اور مقصود اصلی صلاح باطن ہے نہ طہارت ظاہر اور دستور زمانہ اور دربار ملوک پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے کہ نظر ملوک کی اطراف پر ہوتی ہے اور نظر ملک حقیقی کی قلوب پر پس شرط صحت و قبول اس عبادت کی تزکیۂ باطن ہے نہ طہارت ظاہر **جواب** طہارت باطن اصل کار اور مدار روح نماز ہے روح اس عبادت کی

بے اُس کے حاصل نہیں ہوتی اور طہارت ظاہر صورت نماز کے لئے شرط ہے جو شخص حقیقت روح ارکان وشروط کی بجا نہ لاوے مگر صورت ارکان وشروط صرف بامید ثواب وخوف عذاب وتعمیل حکم مولیٰ بلا مداخلت عجب وریا ادا کرے نماز اُسکی صحیح ہے اور عذاب دوزخ سے نجات اور ثواب جنت اگرچہ وہ ثواب بعض اہل حقیقت کے نزدیک صورت بہشت ہے اُس کے واسطے ثابت ظاہر کو باطن میں اثر عظیم اور دخل تام ہے دیکھو قوت خیالیہ جب قوت عقلیہ کی مدد کرتی ہے کام اُسکا قوی ہوجاتا ہے حدیث میں آیا ہے بنی الاسلام علی النظافۃ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا یمسہ الا المطہرون وقال عزوجل یحب المتطہرین ابراہیم خواص جامع بغداد میں دستوں کے عارضہ میں مبتلا ہوئے آٹھ پہر میں ساٹھ بار نہائے اور پانی ہی میں انتقال کیا تعجب تو ری حالت نزع میں بار بار غسل کرتے تھے پس جو نادان عقل کے اندھے کہتے ہیں کہ جب حقیقت نماز کی ہم کو حاصل نہیں ہوتی اور نیت حاضر نہیں ہوسکتی تو ہمیں نماز پڑھنے سے کیا حاصل ہے محض نادان اور جاہل ہیں یہ نہیں جانتے کہ تعلق دل اختیار سے خارج ہے اور فعل اضطراری پر چنداں دار وگیر نہیں تکلیف مقدر بوسعت ہے ہم کو تعمیل حکم چاہئے قبول کرنا اُسکے تعلق ہے تمرد وسرکشی سے کہ ترک حکم میں پائی جاتی ہے نجات ہوگی اور رفتہ رفتہ حقیقت بھی اگر مقدر ہے حاصل ہوجاوے گی جب نفس سرکش خوگر جھکنے کا ہوجائے گا راہ پر آجاویگا دیکھو دس برس کی عمر میں لڑکا مار کے ڈر سے نماز شروع کرتا ہے پھر عادت پھر عبادت ہوجاتی ہے پھر اگر خدا چاہتا ہے جذبہ غیبی یا مرشد کامل کی توجہ سے حقیقت نماز کی حاصل ہوتی ہے پہلے قدم میں کوئی منزل طے نہیں ہوتی اور بے تدریج کوئی کمال حاصل نہیں ہوتا۔ مشق سے خط درست ہوتا ہے قلم ہاتھ میں لیتے ہی یا قوت رقم خاں نہیں ہوجاتا ؎ بلوح اول الف با تا نخوانی ✤ ز قرآں درس کردن کے توانی ۔ اور وہ جو نادان شیطان کے پیرو کہتے ہیں کہ ہم حقیقت نماز ادا کرتے ہیں ادا نہ کرنا صورت کا ہمارے لئے کیا مضر ہے اور اس قسم کے اشعار اس دعویٰ کی دلیل ٹھہراتے ہیں ؎ نماز عابداں سجدہ سجود است ✤ نماز عارفاں ترک وجود است ۔ جواب اُس کا یہ ہے کہ حقیقت بے صورت کے حاصل نہیں ہوسکتی اسی صورت کے ساتھ پائی جاتی ہے پس صورت بے حقیقت ناقص اور حقیقت بے صورت باطل ہے وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی سَبِیْلِ الرَّشَادِ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَمَالَہٗ مِنْ ھَادٍ **حکمت** ارکان وضو پر مضمضہ اور استنشاق کو اس لئے مقدم کیا کہ پانی کی پاکی میں تین وصف معتبر ہیں رنگ کہ نظر سے معلوم ہوتا ہے اور مزہ کہ ذوق سے ادراک کیا جاتا ہے اور وہ خاصہ جرم زبان ، اور بو کہ حاصہ شم کو محسوس ہوتی ہے اور وہ قوت میں مودع ہے اور وجہ تقدیم مضمضہ کی استنشاق پر یہ ہے کہ موتہہ ناک سے اشرف ہے اور فوائد اس کے فوائد بینی سے زیادہ ہیں کہ محل تلاوت قرآن واقرار شہادتین اور مدخل آب وطعام ہے **حکمت** مشروعیت استقبال میں چار نکتہ ہیں اول زمین مبدا انسان اور کعبہ ناف زمین ہے پس کعبہ کو اُسکا قبلہ مقرر کیا تا صفت تواضع وانکسار کی کہ مناسب جوہر خاک کے ہے ہاتھ سے نہ جائے اور اپنی حقیقت کو یاد کرکے تکبر وبلندی سے باز رہے اور فروتنی اور شکستگی اپنی اور عظمت وکبریائی جناب باری کی نظر میں رکھے **دوم** حکما کہتے ہیں کہ انسان کیلئے دو قوتیں ہیں عقلیہ کہ اُسے معقولات مجردہ کو ادراک کرتا ہے اور خیالیہ کہ عالم اجسام میں تصرف کرتی ہے یہ قوت جو قوت عقلیہ کی مدد کرتی ہے فعل اُس کا قوی ہوجاتا ہے اسی واسطے مہندس جب کوئی حکم احکام مقادیر سے دریافت کرنا چاہتا ہے مطابق اُس کے

ایک صورت خارج میں وضع کرتا ہے پس آدمی کو لازم ہے کہ جس وقت کسی عقلی مجرد کی استفسار کا ارادہ کرے مناسب اُسکے ایک صورت خیالیہ سامنے رکھے تاکہ قوت خیالیہ کی مدد سے فعل عقل کا قوی اور کام اُس کا۔۔۔۔ہو جاوے اور اقبال دربار شاہی کے آداب سے ہے جو شخص بادشاہ کے حضور میں جاتا ہے اُسکی طرف منہہ کرکے کھڑا ہوتا ہے اور اُس کی صفت وثنا اور خدمت وتضرع بجالاتا ہے لیکن اس دربار میں حواس کو دخل نہیں اور مقابلہ مواجہ کو گنجائش نہیں یہاں دل کو بادشاہ حقیقی کی طرف متوجہ کرنا ضروری ہے اُس کی تکمیل کیواسطے ایک امر ظاہری کہ عبارت استقبال قبلہ سے ہے مقرر ہوا اور یہی اس دستور کی بموجب بادشاہ حقیقی کی طرف مستقبل ہونا مناسب ٹھہرا اگرچہ اعضاء بدن اس استقبال میں بے دست و پا ہیں استقبال کعبہ اُسکے قائمقام ہوا جس طرح قرأت وذکر وتسبیحات جاری مجری ثنا رسلطان اور رکوع وسجود وتضرع و خدمت کے قائمقام ہیں **سوم** روح عبادت کی خشوع ہے اور یہ امر بے مداومت جہت واحدہ وترک التفات دیگر جہات حاصل نہیں ہوسکتا اسلئے نماز میں اوّل سے آخر تک ایک طرف استقبال مقرر ہوا اور جو کہ موافقت مطلوب شرع اور مستحسن اصلی ہے اسلئے سب نمازیوں کیواسطے ایک ہی جہت قرار پائی اور وجہ تخصیص کعبہ کی ظاہر ہے کہ کعبہ خدا کا گھر اور نماز اُسکی عبادت اور مصلی اُسکا بندہ ہے گویا ارشاد ہوتا ہے اے میرے بندے میری خدمت میں اپنے مونہہ کو میرے گھر کی طرف اور اپنے دل کو میری طرف متوجہ رکھ **چہارم** یہود اس وجہ سے کہ موسیٰ علیہ السلام کو جانب غربی سے ندا آئی جانب غربی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور نصاریٰ اس نظر سے کہ مریم پر تجلی روح قدس کی مکان شرقی میں واقع ہوئی جانب شرقی کی طرف استقبال کرتے ہیں کعبہ کہ قبلہ خلیل اور متصل بمولد حبیب جلیل اور اشرف بقاع محترمہ اور افضل امکنہ معظمہ ہے اہل اسلام کیواسطے مقرر ہوا **حکمت** رفع یدین میں یہ فائدہ ہے کہ بہرہ مقتدی شروع نماز سے واقف ہوجائے اور سننے والے بھی مزید اعلام سے بے بہرہ نہ رہیں اور نکتہ اُس میں یہ ہے کہ مضمون تکبیر اثبات عظمت الٰہی ہے اور یہ فعل نفی عظمت غیر کی طرف اشارہ کرتا ہے اثبات قولی اور نفی فعلی کے ملانے سے یہ مضمون حاصل ہوتا ہے کہ عظمت وکبریائی سوا جناب الٰہی کے کسی کو ثابت نہیں حضرت احدیت کیلئے ہی مخصوص ہے **حکمت** واسطے ثبوت برابر کے دو گواہ عادل درکار ہیں قیامت کے دن دونوں سجدے دعویٰ ایمان کے دو گواہ معتبر ہوئیں گے اسی واسطے وارد ہے کہ سجدہ کا نشان اُس دن پیشانی پر چمکتا ہوگا اور دوزخ کی آگ اُسکو نہ جلاسکے گی **حکمت** یا پہلا سجدہ مناسب ازل اور دوسرا مناسب ابد اور جلسہ مناسب دنیا ہے دو سجدے اس لئے مقرر ہوئے کہ اول وآخر میں پرستش کے قابل اسی کی ذات پاک ہے یا پہلے سجدہ سے انقیاد عالم شہادت اور دوسرے سے انقیاد عالم ارواح کی طرف اشارہ ہے کہ اس عالم اور اُس عالم میں جو کچھ ہے وہ سب تیرے زیر حکم ہے اور تیرے سامنے سر جھکاتا ہے یا پہلا سجدہ شکر معرفت ذات وصفات ہے اور دوسرا بنظر خوف تقصیر بندگی یا پہلا تجلی قہری وجلالی پر دلالت اور دوسرا اپنے تذلل اور خاکساری سے عبارت ہے یعنی اس جگہ دو امر ہیں ایک ملاحظہ عظمت وجلال مولیٰ اور دوسرا اظہار اپنی بندگی اور عجز کا پہلا بنظر پہلے امر کے اور دوسرا دوسری بات کے واسطے مقرر ہوا یا پہلے سجدے سے اس مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ میں نے دنیا کو آخرت میں فنا کیا اور دوسرے سے اس بات کی طرف کہ طلب آخرت کو بھی شوق لقائے محبوب میں چھوڑ دیا یا پہلا سجدہ واسطے اظہار تذلل وانکسار کے ہے اور دوسرا واسطے تنبیہ نفس کے

کہ مبادا کمال قرب پر کہ سجدہ اولی سے حاصل ہوا مغرور ہو کر تکبر نہ اختیار کرے یا پہلا شکر ایمان اور دوسرا اُس کی بقا کیواسطے ہے یا پہلے سجدہ سے اس مضمون کیطرف کہ وہ زمین سے پیدا ہوا اور دوسرے سے اس بات کیطرف کہ پھر اُس میں جاوے گا اشارہ ہے گویا مصلی ان دونوں سجدوں کیساتھ کریمہ منھا خلقنکم وفیھا نعیدکم کے مضمون پر اقرار کرتا ہے یا پہلا امتثال امر اور دوسرا ترغیم شیطان کیلئے ہے کہ اُسی نے سجدہ سے تکبر کیا اور امتثال امر سے انکار کر کے تمام محنت و ریاضت اپنی برباد کر دی مبسوط میں لکھتے ہیں کہ دونوں سجدے شیطان کی ترغیم اور اُسکی تذلیل اور جلانے کیواسطے ہیں کہ اُسے ایک سجدہ کا حکم ہوا بجا نہ لایا ہم اُسکی ترغیم کیلئے دو بار سجدہ کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجود سہو میں اسی نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں فرماتے ہیں ھما ترغیمتان للشیطان اور فتح الاسلام تکرار سجود میں یہ نکتہ لکھتے ہیں کہ جناب باری نے جو وقت اولاد آدم سے میثاق لیا سجدہ کا حکم دیا تا یہ فعل اُس قول کی تصدیق کرے مسلمان سجدے میں گئے اور کافر نہ کر سکے جب مسلمانوں نے سر اٹھایا اور کافروں کو اس دولت سے محروم پایا توفیق الٰہی کے شکر میں پھر سجدہ کیا وہی دو سجدے نماز میں مقرر ہوئے **نکتہ** سلام کے وقت قبلہ سے مونہہ پھیرنا اس لئے مسنون ہوا کہ ختم نماز پر جس میں استقبال فرض ہے دلالت کرے یعنی جب نماز میں استقبال فرض ہے تو سلام کے وقت اُس عبادت کے ختم اور اس سے باہر آنے کا ہے ضد استقبال کہ توجہ بہ یمین و یسار ہے مناسب ہے **حکمت مشروعیت** جماعت میں یہ حکمت ہے کہ جماعت معجون مرکب کے مانند ہے اور جو فائدہ مرکبات سے حاصل ہوتا ہے مفردات سے نہیں ہوتا اسی طرح جو فائدہ ہر نمازی کو نماز جماعت سے حاصل ہو سکتا ہے تنہا نہیں ہو سکتا ہے کہ کسی کی نماز میں خشوع اور کسی کی خضوع اور کسی کی ذوق و شوق اور کسی فرمانبرداری اور امتثال امر الٰہی کی رعایت زیادہ ہوتی ہے اور بعلت اجتماع فائدہ ایک کا دوسرے کی طرف مؤدی ہوتا ہے اور ہیئت اجتماعی حکم معجون مرکب کا پیدا کرتی ہے اور موجب فوائد غیر محصورہ ہوتی ہے اللھم ارزقنا حلاوتہ علما فرماتے ہیں کہ نماز جماعت میں چار فائدے ہیں **اوّل** قیام الفت بین المصلین اور اسی لئے محلوں میں مسجدیں بنانا مشروع ہوا تاکہ ہمسائے آپس میں ہر روز پانچ بار ملاقات کیا کریں اور اس سبب سے اُن میں محبت و الفت قائم رہے اور ایک دوسرے کے حال سے واقف ہوتا رہے تا ہمسائگی کا حق بخوبی ادا کرے **دوم** نفس پر تنہا عبادت کرنا نہایت شاق اور ناگوار ہے جس کام میں اوروں کو مصروف دیکھتا ہے برغبت و نشاط اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور شیطان بھی تنہا پر بہت حملہ کرتا ہے حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کا ہات جماعت پر ہے **سوم** برکت کامل کی ناقص میں اور حاضر القلب کی غافل کے دل پر اثر کرتی ہے اور اُس کو کمال اور بیدار دلی کی طرف کھینچتی ہے می پذیرند بداں را بطفیل نیکاں وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پچھلی صف میں کھڑے ہوتے اور کہتے کہ میں نے توریت میں دیکھا کہ بعض لوگ اُمت محمدی میں ایسے ہیں کہ جب سجدے سے سر اُٹھاتے ہیں جو لوگ اُن کے پیچھے ہوتے ہیں بخشے جاتے ہیں اسی جگہ سے کہتے ہیں کہ پہلی صف میں کھڑے ہونے کا ثواب بہت بڑا ہے مگر یہ امر باختلاف احوال و اشخاص مختلف ہو سکتا ہے **چہارم** اجتماع مسلمین موجب ہزاروں برکات کا اور سبب سیکڑوں فائدوں کے حصول کا ہے جاہل عالموں سے مسائل سیکھتے ہیں اور اُنکی نماز کو دیکھ ادائے نماز کا طریق جان لیتے ہیں اور اہل محبت کے شوق کو دیکھ کر دوسرے مسلمانوں کو اُس عبادت کا شوق حاصل ہوتا ہے اور خائفین کے خشوع و خضوع کو دیکھنے سے خوف خدا کا اوروں کے دل میں بھی پیدا ہوتا ہے بے باک

جب اہل احتیاط کی احتیاط پر نظر کرتے ہیں اپنی بے باکی سے باز آتے ہیں اور نماز میں جلدی کرنے والے جب صابروں کے سکون ووقار کو دیکھتے ہیں اپنے جلد پڑھنے پر نادم و شرمندہ ہوتے ہیں آے عزیز نماز باجماعت موجب انواع سعادت ہے احیاء العلوم میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تکبیر تحریمہ جس کی چالیس دن تک فوت نہو وہ نفاق اور دوزخ سے محفوظ رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک گروہ قیامت کے دن چمکتے تارہ کی طرح محشور ہوگا فرشتے کہیں گے تم کیا عمل کرتے تھے جواب دیں گے جس وقت ہم اذان سنتے تھے سب کام چھوڑ کر طہارت میں مشغول ہوجاتے تھے دوسرے گروہ کے مونہہ چاند کی طرح چمکتے ہوں گے فرشتے اُن سے اُن کا عمل پوچھیں گے وہ کہیں گے ہم وقت سے پہلے طہارت کر لیتے تھے تیسرے کے مونہہ آفتاب کی مانند روشن ہوں گے وہ کہیں گے ہم اذان سے پہلے مسجد میں پہنچ جاتے تھے صحیح حدیث میں آیا ہے کہ جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے خدائے تعالیٰ اُسے عرش کے سایہ میں کھڑا کرے گا جس دن اسکے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا س‍ اور فرماتے ہیں جو شخص اچھی طرح وضو کر کے ادائے جمعہ کیواسطے مسجد میں جاوے اور خطبہ کے وقت چپکا رہے اُس کے سب گناہ اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے اور تین روز اور کے بخشے جاویں اور غ فرماتے ہیں ایک نماز جماعت کے ساتھ ستائیس نماز کے برابر ہے غ اور فرماتے ہیں جو شخص عشا کی نماز جماعت کیساتھ ادا کرتا ہے آدھی رات کی عبادت کا ثواب اور جو صبح کی نماز جماعت کیساتھ پڑھتا ہے تمام رات کی عبادت کا ثواب پاتا ہے غ سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ بیس برس سے اذان میں سنتا ہوں یعنی بشوق جماعت اذان سے پہلے مسجد میں جا بیٹھتا ہوں غ اور سلف صالحین کا یہ حال تھا کہ اگر تکبیر اولیٰ فوت ہوتی تین دن اور جو جماعت نہ ملتی سات دن ماتم داری کرتے شم ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں اگر تم اس تارک جماعت کی طرح اپنے گھروں میں نماز پڑھوگے تو گمراہ ہو جاؤگے اور سک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے ارادے میں ہے کہ اُن لوگوں کے گھر جو بے کسی عذر کے گھر میں نماز پڑھتے ہیں جلا دوں اور بل فرماتے ہیں اگر عورتوں اور بچوں کے جلنے کا خیال نہ ہوتا تو میں عشا کی نماز پڑھتا اور جو لوگ نماز میں حاضر نہ ہوتے اپنے غلاموں سے اُنکے گھر جلوا دیتا شم محیط رضی الدین میں ہے کہ جماعت سنت مؤکدہ ہے اگر تمام اہل شہر اُسے ترک کریں اور سمجھانے سے باز نہ آویں اُن پر جہاد کرنا درست ہے کہ جماعت شعار اسلام سے ہے شم اور ابن المبارک سے ترک مسواک میں بھی ایسا ہی مضمون منقول ہے اس لئے کہ مسواک بھی مانند جماعت کے شعار اسلام سے ہے اور مطلوب شارع ہے ص ر حضرت فرماتے ہیں اگر میری اُمت پر گراں نہوتا تو میں اُن کو ہر وضو کے نزدیک مسواک کا حکم کرتا شم امام محمد کہتے ہیں کہ تارکین اذان سے جہاد کرنا درست ہے جبکہ اذان پر کہ جماعت کی طرف بلانا اور اُس کے حصول کے لئے وسیلہ ہے اس قدر شدت تو ترک جماعت کہ مقصود شرع ہے کس درجہ مذموم ہوگا غایۃ البیان اور اجناس میں ہے کہ تارک جماعت کی گواہی شریعت میں قبول نہیں آور بعض کتب فقہ میں مذکور ہے کہ تارک جماعت پر تعزیر ضرور ہے اور ہمسایوں پر اُس کو نصیحت کرنا واجب یہاں تک کہ اگر سکوت کریں گے گنہگار ہوویں گے تنبیہ مشہور یہ ہے کہ جماعت سنت مؤکدہ ہے لیکن بدائع میں اکثر مشائخ سے اُس کا وجوب نقل کیا ہے اور یہی اصح اور ارجح ہے کہ مواظبت حضرت باوجود انکار

کے اُس کے تارک پر دلیل وجوب ہے اور کریمہ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ بھی اس مدعا کو مفید ہے اور ہو سکتا ہے کہ سنت مؤکدہ سے واجب مراد لیں خصوصاً اس بات میں کہ شعار دین سے ہے اور موجب شوکت اسلام اور ہیبت مسلمین اور ترغیم و تخویف کفار چنانچہ کرخی نے اُسے سنت مؤکدہ سے تعبیر کیا پھر اُس کو وجوب کے ساتھ تفسیر کیا **لطیفہ** نماز جامع جمیع عبادات ہے تکبیر و تسبیح و تہلیل و تحمید و قرأت و درود و دعا وغیرہا عبادات قولی ہیں اور طہارت اور رفع یدین اور استقبال قبلہ اور قیام اور رکوع اور سجدہ اور قعدہ اور قومہ اور جلسہ اور تعدیل ارکان عبادات فعلی ہیں اور ستر عورت اور تنظیف جامع عبادات مالی کھانا پینا ترک کرنا بجائے صوم کے ہے اور تکبیر تحریمہ بجائے احرام اور استقبال قائم مقام طواف اور قیام بمنزلہ وقوف اور رکوع و سجود بمنزلہ عجز و تواضع کہ اصل عبادت ہے اور تعوذ بجائے رمی جمار اور بذل مال ستر عورت اور آلات طہارت کے لئے بمنزلہ زکوٰۃ اور قعدہ جاری مجری اعتکاف اور بھی قعدہ بمنزلہ عبادت جمادات اور رکوع قائم مقام عبادت چرند کے اور سجدہ بمنزلہ عبادت حشرات اور قیام بمنزلہ عبادت اشجار و نباتات اور ذکر و تسبیح عبادت پرند اور جن و ملائکہ کے قائم مقام ہے اور دعا کہ مخ العبادات اور مفتاح ہر دعا ہے خلاصہ اور لب لباب اس عبادت کا ہے اور بھی وضو مانند زرہ کے ہے اور امام مانند مبارز کے اور قوم لشکر صف کشیدہ اور گروہ شیاطین غنیم لئیم اور محراب موضع حرب جہاد میں کافروں کو قتل کرتے ہیں نماز میں اُن کے سردار کو ہزیمت دیتے ہیں جہاد میں فتح کے بعد مال قسمت کرتے ہیں نماز میں سلام پھیرتے ہی فضل ذو الجلال بانٹتے ہیں اور دینار و درہم کے دینے سے فقیر کو آسائش حاصل ہوتی ہے اللھم اغفر لی الآخر پڑھنے سے تمام مسلمانوں کو فائدہ پہنچتا ہے **نکتہ** صلوٰۃ صلی بالضم والکسر سے کہ بمعنی سوختن ہے ہم اشتقاق ہے پس بندہ مصلی کو لازم ہے جب اس کام کی طرف متوجہ ہو پروانہ وار شمع حقیقت پر اس طرح سے جل جاوے کہ اثر اُس کے سوز و گداز کا ظاہر نہ ہونے پاوے **نکتہ** نماز کو نصب سے اسلئے تعبیر فرمایا کہ اُس کی حقیقت حاصل کرنا اور اُس کو جیسے کہ چاہئے بجالانا نہایت مشکل اور سخت دشوار ہے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کا حال فصل حقیقت میں بیان ہو چکا کہ جب نماز کا ارادہ کرتے تمام بدن میں لرزہ پڑتا اور فرماتے اُس امانت کے ادا کا وقت آیا جس کا بوجھ ہفت آسمان اور زمین سے نہ اُٹھ سکا ھذا واللہ اعلم بما اراد بہ وعنی **معنی نہم** نصب سے نظر اور فکر مراد ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حقیقت فکر کی طلب علم ہے اور مراد طلب علم سے توجہ نفس کی ہی طرف معقول کے واسطے تحصیل مجہول کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار لآیات لاولی الالباب بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے آنے جانے میں عقلمندوں کیلئے نشانیاں ہیں الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم جو لوگ کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر خدا کو یاد کرتے ہیں ویتفکرون فی خلق السموات والارض اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں ربنا ما خلقت ھذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار ہمارے پروردگار تو نے اسے بے فائدہ پیدا نہ کیا تو پاک ہے پس ہم کو آگ کے عذاب سے بچا اور ارشاد ہوتا ہے افحسبتم انما خلقنکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون کیا تم نے جانا کہ میں نے تمہیں بے فائدہ پیدا کیا اور تم میری طرف نہ لوٹو گے **ف** ما خلقنا السماء والارض وما بینھما

لاعبین ہم نے آسمان اور زمین اور اُس چیز کو کہ اُن میں ہے کھیل کے طور پر نہیں بنایا ف مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ نہ پیدا کیا ہم نے اُن کو مگر ٹھیک اور حق کے ساتھ لیکن اُن میں بہت لوگ نہیں جانتے ف لخلق السموات والارض اکبر من خلق الناس بے شک پیدا کرنا آسمانوں اور زمین کا بہت بڑا ہے آدمیوں کے پیدا کرنے سے ارشاد ہوتا ہے ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الابصار اس میں عبرت ہے آنکھوں والوں کے لئے علماء تصریح کرتے ہیں کہ مواقع ترغیب قرآن میں نظر و تدبر و اعتبار و ابصار سے سب جگہ تفکر مراد ہے کہ آسمان اور اُس کے عجائبات وغیرہا اکثر چیزوں کو نظر کما ینبغی ادراک نہیں کر سکتی اور تدبر و اعتبار لوازم تفکر سے ہیں اور فرماتا ہے قل انظروا ماذا فی السموات والارض ان فی ذلک لاٰیات لقوم یعقلون ہ تو کہہ دیکھو آسمان اور زمین کی چیزوں کو بیشک اُس میں عقلمندوں کیلئے نشانیاں ہیں اور منکروں کی مذمت کرتا ہے ھم عن اٰیاتنا معرضون وہ ہماری آیتوں سے مونھ پھیرتے ہیں یعنی اُن میں فکر نہیں کرتے ہیں تخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایک ساعت فکر کرنا سال بھر کی اور ایک روایت میں ہے کہ ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہے ع اور فرماتے ہیں آنکھوں کو بھی عبادت سے حصہ دو عرض کیا کس طرح فرمایا قرآن دیکھ کر پڑھو اور اُس کے عجائبات سے عبرت پکڑو غ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن آپ نماز میں رونے لگے میں نے کہا آپ کے قصور معاف ہیں پھر رونے کی کیا وجہ ہے فرمایا کس طرح نہ روؤں خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار لاٰیات لاولی الالباب خرابی اُس پر جو اس آیت کو پڑھے اور فکر نہ کرے ض جو آسمان اور ستاروں کی طرف نظر کر کے اشھد ان لک ربا و خالقا پھر اللھم اغفرلی کہے خدا تعالیٰ اُس کو اپنی رحمت سے بخش دے غ کسی نے عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ زمین پر کوئی آپ کے برابر ہے فرمایا ہاں وہ شخص کہ جس کا ہر کلام ذکر ہو اور خاموشی فکر اور ہر نظر عبرت ایک بزرگ کہتے ہیں جس کو ملکہ ذکر و فکر کا حاصل ہوا اگر تنگی وقت یا غلبہ درد و غم کے سبب سے اُس میں فتور واقع ہو جائے گا مفارقت روح کے بعد پھر عود کرے گا اُس وقت لطف اس نعمت کا حاصل ہو گا ابن عوان سے منقول ہے کہ فکر دافع غم اور مورث خوف پروردگار عالم ہے اور کوئی چیز دل کو غم کے برابر نرم اور فکر کے برابر روشن نہیں کرتی علامہ ناصر الدین بیضاوی اپنی تفسیر میں نقل کرتے ہیں لا عبادۃ کالتفکر تفکر کے برابر کوئی عبادت نہیں غ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ ایک رات کوٹھے پر بیٹھے ملکوت آسمان میں تفکر کرتے تھے روتے روتے بے ہوش ہو گئے اُسی حالت میں ہمسایہ کی چھت پر گر پڑے مگر ہوش میں نہ آئے ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں دو رکعت فکر کے ساتھ تمام رات کی عبادت سے بہتر ہے غ ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فکر آخرت ثمرۂ حکمت بخشتی ہے اور دل کو زندہ کرتی ہے اے عزیز تفکر کی خوبی پر تمام عقلا کا اجماع ہے کسی بات کا انجام بے اُس کے اچھا نہیں ہوتا اور معرفت کہ تمام مطالب و مقاصد کی اصل اور جملہ خیرات و حسنات کی مبدء ہے بے اُس کے کامل نہیں ہوتی فضائل اُس کے حصر و شمار سے خارج اور فوائد اُس کے احاطۂ تحریر سے باہر ہیں لہٰذا ہم اُس کے بیان کو چند ابحاث شریفہ کے ذکر پر کہ نہایت اہم ہے ختم کرتے ہیں اور خدا سے توفیق چاہتے ہیں انہ الموفق والہادی علیہ توکلی واعتمادی۔

بحث اوّل ہر فکر صحیح نہیں ورنہ عُقلا باہم اختلاف نہ کرتے فطرت انسانیہ کہ خطا سے نگاہ رکھنے والی ہے گناہوں کی کثرت اور ہوا و ہوس کی ظلمت سے تاثیر اُسکی ضعیف ہوجاتی ہے یہانتک کہ بعض اوقات عمل اُسکا بالکل باطل ہوجاتا ہے اُسکے عاصم ہونے پر یہ دلیل کافی ہے کہ جب وہ پردہ جو گناہوں کے سبب سے اُس پر پڑجاتا ہے اور وہ ضعف کہ ہوا و ہوس کی وجہ سے اُس کو لاحق ہوتا ہے ریاضت و مجاہدہ سے دور کیا جاتا ہے تاثیر اُسکی قوی ہوجاتی ہے اسی وجہ سے بعض عقلاء کی فکر بعض سے قوی ہوتی ہے اور اہل بصیرت کی رسائی متفاوت بعض آسمان تک اور بعض عرش و کرسی و لوح و قلم تک پہنچتے ہیں اور بعض بسبب کمال صفاء قلب اور نہایت تخلیہ و تجلیہ باطنی کی جلال حق میں مستغرق ہوجاتے ہیں اسیطرح اہل غفلت کی فکر میں بھی بقدر غفلت و معصیت کے تفاوت ہوتا ہے بعض باریک مضمون کو سمجھ لیتے ہیں اور بعض نہیں اور بعض اکثر غلطی کرتے ہیں اور بعض کبھی اور غلطی اُنکی دو باب میں منحصر ہے یا تو مقدمات کاذبہ کو سچا جانتے ہیں اور یا شرائط انتاج سے کسی شرط کو ترک کرتے ہیں **بحث ثانی** سالک اپنے محبوب کے سوا دوسرے سے کچھ کام نہیں رکھتا اور جس چیز کو مطلوب حقیقی اور مقصود اصلی سے علاقہ نہیں اُسکی طرف اصلا التفات نہیں کرتا ہاں جسے محبوب سے کچھ علاقہ اور مناسبت ہے کبھی اُس کی طرف بھی نہ من حیث ہو ہو بلکہ بنظر اُسی علاقے اور مناسبت کے متوجہ ہوتا ہے پس نظر سالک کی تین چیزیں منحصر ہے **اوّل صفات حق** کہ سیر آفاقی اور انفسی اور تخلیہ اور تجلیہ بلکہ جملہ اقسام ریاضت و مجاہدہ سے مقصود معرفت اُن کی ہے اور وہ جو بعض مشائخ سے منقول ہے کہ ادراک صفات کا بھی اذہان متوسطہ کا کام نہیں ارباب عقول عالیہ گاہ گاہ اس دولت عظیمہ سے مشرف ہوتے ہیں مراد اُس سے ادراک حقیقت ہے نہ مطلق معرفت آن کی البتہ حقیقت اُن کی ادراک عقول سافلہ اور متوسطہ سے برتر اور وراء ہے اور اُن کو بلفظ سمیع و بصیر و متکلم و مرید و غیرہا تعبیر کرنا محض استعارہ ہے وہ سمیع اور بصیر ہے نہ ہاں سمع و بصر کہ ہماری سمجھ میں آسکے اور علیم و واسع ہے نہ ہاں علم و وسعت جسے ہم ادراک کرسکیں محیط ہے نہ ہاں احاطہ جسے ہم احاطہ کہتے ہیں قریب ہے اور ہمارے ساتھ ہے نہ ہاں قرب و معیت جسے ہم قرب و معیت جانتے ہیں جس طرح ذات اُس کی بے شبیہ و یکتا ہے اسی طرح کیفیت ان صفات کی بھی ہماری سمجھ سے برتر و اعلیٰ ہے حقیقت اُن کی عبارت میں نہیں آتی اور جو آسکتی تو کون کہتا اور کون سمجھتا علما نے تو اس قدر تصریح کو بھی کہ نہ وہ جوہر ہے نہ عرض نہ مکان میں ہے نہ جہت میں نہ عالم میں ہے نہ عالم سے باہر نہ متصل ہے نہ منفصل منع فرمایا کہ شاید عوام اپنی ذات پر قیاس کرکے ایسی ذات کے امکان سے انکار کریں اُن کے لئے اسی قدر کافی ہے لیس کمثلہ شیئ وھو السمیع البصیر کسی پیغمبر علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ میرے صفات بندوں سے بیان نہ کر اُن سے وہ بات کہہ جو اُن کی سمجھ میں آوے ہاں تخلیہ اور تجلیہ سے ایک صفائی اور روشنی دل میں پیدا ہوتی ہے اور حجاب گناہوں کا دور ہوجاتا ہے اُس وقت انسان اُن کو ادراک کرسکتا ہے اور جس قدر یہ روشنی اور صفائی زیادہ ہوتی ہے معرفت اُسکی بڑھتی جاتی ہے مگر نہایت معرفت کی حاصل نہیں ہوسکتی کہ صفات الٰہی مانند اُس کی ذات کے محدود نہیں اسلئے کہتے ہیں کہ سیری اس دولت سے دلیل بے دولتی ہے ؎ مصلحت نیست مرا سیری ازاں آب حیات ÷ ضاعف اللہ بہ کل زمان عطشی + چاہیئے کہ جس قدر نزدیک ہو زیادہ ڈھونڈے اور جس قدر زیادہ جانے زیادتی چاہے ؎ گر روز بے ہزار بارت بینم +

درآرزوئے بار دگر خواہم بود۔ السکون حرام علی قلوب اولیائہ اور وہ جو بعض صوفیا سے منقول ہے کہ ہمارے حق میں بوئے شراب جام سے زیادہ کام کرتی ہے اپنی تواضعاً پست فطرتی اور قصور حوصلہ کا بیان فرماتے ہیں یہ مراد نہیں کہ ایسا ہونا چاہئے اس لئے کہ قناعت اس جگہ مذموم ہے سالک کو لازم ہے کہ اس راہ میں کسی جگہ پر نہ ٹھہرے اور کہیں منزل و مقام نہ کرے جس قدر ڈھونڈے ناجستہ اور جس قدر پائے نایافتہ سمجھے کہ کمال اس دولت کا کسی کو حاصل نہ ہوا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جن کا ایمان مجموع امت کے ایمان سے غالب ہے کہتے ہیں یا رسول اللہ ما الایمان اے رسول اللہ ایمان کیا ہے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تعالوا نؤمن باللہ ساعۃ آؤ کہ خدا پر ایک ساعت ایمان لاویں مسلمانوں سے فرماتا ہے یاایھا الذین اٰمنوا اٰمنوا اے ایمان والو ایمان لاؤ یہ وہی ایمان ہے جس کا نام معرفت رکھتے ہیں اور وہی مقام ہے جسے عرفان کہتے ہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں العجز عن الادراک ادراک عاجز ہونا جاننے سے جاننا ہے نہایت دانائی عقلا کی یہی ہے کہ اپنی نادانی کو جانیں اور اپنی نارسائی کا اقرار کریں یہاں اعتراف بجہل عین علم ہے اور دعویٰ علم نفس جہل لاادری اگر اور جگہ نصف العلم ہے یہاں کل العلم ہے۔ ایک شخص یہ شعر پڑھتا تھا ؎ اسئل سلمی فھل من مخبر ٭ یکون لہ علم بھا این تنزل۔ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے کان میں آواز اُس کی پہنچی بے اختیار ایک چیخ ماری اور کہا ؎ واللہ ما فی الدارین عنہ مخبر۔ خدا کی قسم دونوں جہان میں اُس کی خبر دینے والا کوئی نہیں ایک عارف کہتے ہیں ؎ قد تحیرت فیک خذ بیدی ٭ یا دلیلا لمن تحیر فیک۔ یہ مقام جہل و حیرت ہے نہ وہ جہل و حیرت جسے ہم جہل و حیرت کہتے ہیں بلکہ وہ عین معرفت ہیں نہ وہ معرفت جسے ہم معرفت سمجھتے ہیں دیدہ کشف شہود اس مقام میں خیرہ و تباہ اور ہاتھ عقل کا دامن ادراک سے کوتاہ اے عزیز انسان حاسۂ وہم و خیال سے نجات نہیں پاسکتا اور جس میں وہم و خیال کو دخل ہے وہ معلول و مجہول ہے کہ ظلال اور مفید علم الیقین ہے نہ عین الیقین کہ آثار و اظلال مطلوب سے ہے نہ عین مطلوب ؎ ہیں کردمورے دعائے سحر ٭ کہ نہمائش آید سلیمان مگر ٭ چہ خوش گفت مرغ زیرک بدو ٭ سلیمان بیاید و لے جائے کو۔ تحقیق اس مقام کی اور تفصیل اس مرام کی یہ ہے کہ آدمی کسی چیز کو بے اعانت و امداد حواس کے ادراک نہیں کرتا ہے اور وہم و خیال کسی بشر کا اُس کے جناب تک نہیں پہنچ سکتا اس لئے کہ مرتبہ تنزیہہ میں جس طرح مثل نہیں مثال بھی نہیں ف فلا تضربوا للہ الامثال اور جبکہ وہ ذات پاک عالم مثال میں نہیں تو عالم خیال میں کہ ظلال اُسکا ہے کس طرح آسکے فلاجرما نما یکون ثمہ الجھل والحیرت بلکہ قطع نظر اس مقدمہ کے کہ عقل انسانی حواس سے استمداد و استعانت کرتی ہے عقل صرف بھی اس جگہ عاجز ہے نہ اس وجہ سے کہ اُس کے نور و ظہور میں کچھ قصور ہے کہ ظہور آفتاب اُسکے ظہور کا اور نور اُس کا اُس کے نور کا ایک پرتو ہے بلکہ اس سبب سے کہ عقل یہاں چشم خفاش کا حکم رکھتی ہے اور کوئی طریق ادراک کا نہیں پاتی نہ وہاں شبیہہ ہے نہ مثل نہ جنس نہ فصل نہ زمان نہ مکان نہ سمت نہ جہت نہ یمین نہ شمال نہ غرب نہ شرق نہ تحت نہ فوق نہ قرب نہ بعد نہ اسم نہ رسم نہ طلوع نہ غروب نہ فلک نہ ملک نہ دھوپ نہ سایہ نہ اتصال نہ مقابلہ نہ عبارت نہ اشارت نہ عرش نہ کرسی نہ زمین نہ آسمان نہ صورت نہ شکل نہ مجانست نہ کیفیت نہ وہ جسم ہے نہ جوہر نہ عرض نہ

محدود نہ معدود نہ متجزی نہ متبعض نہ متناہی نہ مرکب۔ مقام اثبات میں اس قدر جانتے ہیں کہ وہ قدیم ہے اور واجب الوجود اور قائم بالذات اور واحد من جمیع الجہات زندہ قادر دانا سمیع بصیر شائی متکلم بکلام ازلی مرید مکون وخالق اشیاء احاطہ وہم وخیال سے منزہ ومبرا وھو بکل شیئ محیط وھو علی کل شیئ قدیر ؎ مرا از حافظ شیراز ایں مصرع چہ خوش آمد ✤ کہ کس نہ کشود و نکشاید بحکمت ایں معمارا۔ کہتے ہیں ایک صدیق نے کسی کے لئے دعا کی الٰہی اسے اپنی معرفت عنایت کر اُسی وقت وہ شخص بے ہوش ہو کر گر پڑا صدیق حیران تھا کہ الٰہی یہ کیا ہوا جواب آیا ہزار شخصوں نے اسوقت یہی دعا کی ایک ذرہ معرفت کا اُن پر چمکا دیا سب کا یہی حال ہوا اور کوئی تاب لا سکا ۔ ایک روز سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل امین سے پوچھا کہ تم نے پروردگار کو کبھی دیکھا یا نہیں عرض کیا مجھ میں اور جناب الٰہی میں ستر پردے نور کے حائل اگر ذرا بھی اپنی جگہ سے تجاوز کروں جل جاؤں اور ایک روایت میں ہے مر شیخ اگر پہلے کو بات لگاؤں فوراً جل جاؤں تا جس دن اسرافیل پیدا ہوئے خدا کے خوف سے آنکھ اوپر کو نہ اٹھائی اُن میں اور پروردگار میں ستر حجاب نور کے ہیں اگر ذرا بھی بڑھیں جل جاویں آے عزیز جبکہ خاصان بارگاہ الٰہی ماعرفناک حق معرفتک کہیں اور کلیم باری جواب ارنی میں لن ترانی سنیں تو ہمارا تمہارا وہاں ذکر کیا اور زید وعمرو کی رسائی کجا ؎ تو از کجا و امید وصالِ او زکجا ✤ بدامنش نہ رسد دستِ ہر گدا حافظ۔ مطلب نایاب اور راہ دور وصل میں ہجر ہجر میں وصل بعد میں قرب قرب میں بعد ؎ فقلت لاصحابی ھی الشمس وضوءھا ✤ قریب ولکن تناولھا بعید۔ خواجہ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں جس کام میں ہم مشغول ہیں کمال قرب اُس کا کمال بعد ہے خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے میں نے سنا تھا الرحمن علی العرش استوی جب عرش تک پہنچا اُسے بھی اپنی طرح تشنہ پایا پس استقرار عرش بھی مجازی ہے آے عزیز دنیا میں معرفت اُس کی مخصوص بحضرت ہے آخرت میں بقدر مراتب ہر ایک کو حاصل ہوگی وہاں علم الیقین عین الیقین ہو جائیگا اور نور اصل بے شائبہ ظل جلوہ فرمائے گا ؎ برائے دیدن روے تو چشمے دیگرم باید ✤ کہ ایں چشمے کہ من دارم جمالت را نمی شاید۔ پس موہوم اور معقول اور مشوق اور مشہود اوروں کا ماسوی میں داخل ہے ؎ ما بکنہ حقیقت نرسیم ✤ اے یقین وگمان باہمہ ہیچ ✤ ہر چہ بیند خیال باہمہ نقص ✤ گرچہ گوید زبان باہمہ ہیچ ۔ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب موسومہ میر محمد نعمان بدخشی میں لکھتے ہیں کہ جو کچھ معلوم اور مشہود ہو لا کے تحت میں داخل کرے اور بجانب اس بات میں سوا تکلم بہ کلمہ اثبات کچھ ملحوظ نہ رکھے ؎ اے دریغا ہر چہ گفتم ہیچ بود ✤ دیدہ کور و راہ پیچا پیچ بود۔ ؎ دردا و دریغا کہ ازیں خاست ونشست ✤ خاکیست مرا برسر و بادیست بدست۔ بندۂ ناچیز کی کیا مجال ہے کہ سراپردہ ہیبت وجلال سے گزر کر جمال اُس کا بے پردہ دیکھے ؎ در راہ تو فکر من بجائے نرسید ✤ کانجا زمن وفکر نشاں نیست پدید ✤ من کیستم و راہ تو کو فکر کجا ✤ حقا کہ خیالیست ہمہ گفت وشنید۔ متوسط ظل کو اصل اور تجلی کو عین متجلی سمجھتے ہیں اور مبتدی ایمان استدلالی کو معرفت حقیقی جانتے ہیں کل حزب بما لدیھم فرحون ؎ منشینم بخیال تو و آسودہ دلم ✤ کیں وصلے است کہ دروے غم ہجرانش نیست۔ منتہی کہتے ہیں ؎ ہلا اے مرغ زیرک پر بینداز ✤ کہ اینجا مشکلست آہنگ پرواز ✤ دریں وادی نہ رہ پیدا نہ منزل ✤ ازیں پردہ نہ بانگ آید نہ آواز ✤ کسے واقف نمی گردد ازیں حرف ✤ کسے محرم نمی باشد

محدود نہ معدود نہ متجزی نہ متبعض نہ متناہی نہ مرکب۔ مقام اثبات میں اس قدر جانتے ہیں کہ وہ قدیم ہے اور واجب الوجود اور قائم بالذات اور واحد من جمیع الجہات زندہ قادر دانا سمیع بصیر شامی متکلم بکلام ازلی مرید مکون وخالق اشیاء احاطہ وہم وخیال سے منزہ ومبرا وھو بکل شیئ محیط وھو علی کل شیئ قدیر؎ مرا از حافظ شیراز ایں مصرع چہ خوش آمد ÷ کہ کس نہ کشود ونکشاید بحکمت ایں معمارا۔ کہتے ہیں ایک صدیق نے کسی کے لئے دعا کی الٰہی اسے اپنی معرفت عنایت کر اُسی وقت وہ شخص بے ہوش ہو کر گر پڑا صدیق حیران تھا کہ الٰہی یہ کیا ہوا جواب آیا ہزار شخصوں نے اسوقت یہی دعا کی ایک ذرہ معرفت کا اُن پر چمکا دیا سب کا یہی حال ہوا اور کوئی ثابت لاسکا اُن ایک روز سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل امین سے پوچھا کہ تم نے پروردگار کو کبھی دیکھا یا نہیں عرض کیا مجھ میں اور جناب الٰہی میں ستر پردے نور کے حائل اگر ذرا بھی اپنی جگہ سے تجاوز کروں جل جاؤں اور ایک روایت میں ہے مر شیخ اگر یک سرِ موئے برتر پرم ÷ فروغ تجلی بسوزد پرم اگر پہلے کو ہات لگاؤں فوراً جل جاؤں تت جس دن اسرافیل پیدا ہوئے خدا کے خوف سے آنکھ اوپر کو نہ اٹھائی اُن میں اور پروردگار میں ستر حجاب نور کے ہیں اگر ذرا بھی بڑھیں جل جاویں آے عزیز جبکہ خاصان بارگاہ الٰہی ماعرفناک حق معرفتک کہیں اور کلیم باری جواب ارنی میں لن ترانی سنیں تو ہمارا تمہارا وہاں ذکر کیا اور زید وعمرو کی رسائی کجا؎ تو از کجا وامید وصال او زکجا ÷ بدامنش نہ رسد دست ہر گدا حافظ۔ مطلب نایاب آور راہ دور وصل میں ہجر ہجر میں وصل بعد میں قرب قرب میں بعد؎ فقلت لاصحابی ھی الشمس وضوءھا ÷ قریب ولکن تناولھا بعید۔ خواجہ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کہتے ہیں جس کام میں ہم مشغول ہیں کمال قرب اُس کا کمال بعد ہے خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے میں نے سنا تھا الرحمن علی العرش استوٰی جب عرش تک پہنچا اُسے بھی اپنی طرح تشنہ پایا پس استقرار عرش بھی مجازی ہے آے عزیز دنیا میں معرفت اُس کی مخصوص بحضرت ہے آخرت میں بقدر مراتب ہر ایک کو حاصل ہوگی وہاں علم الیقین عین الیقین ہو جائیگا اور نور اصل بے شائبہ ظل جلوہ فرمائے گا؎ برائے دیدن روئے تو چشمے دیگرم باید ÷ کہ ایں چشمے کہ من دارم جمالت رانمی شاید پس موہوم اور معقول اور مشوف اور مشہود اوروں کا ماسوٰی میں داخل ہے؎ مابکنہ حقیقت نرسیم ÷ اے یقین وگمان باہمہ ہیچ ÷ ہرچہ بیند خیال باہمہ نقص ÷ گرچہ گوید زبان باہمہ ہیچ۔ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب موسومہ میر محمد نعمان بدخشی میں لکھتے ہیں کہ جو کچھ معلوم اور مشہود ہو لا کے تحت میں داخل کرے اور بجانب اس بات میں سوا تکلم بہ کلمہ اثبات کچھ ملحوظ نہ رکھے؎ اے دریغا ہرچہ گفتم ہیچ بود ÷ دیدہ کور وراہ پیچا پیچ بود۔؎ دردا ودریغا کہ ازیں خاست ونشست ÷ خاکیست مرا برسر وباد یست بدست۔ بندۂ ناچیز کی کیا مجال ہے کہ سراپردہ ہیبت وجلال سے گزر کر جمال اُس کا بے پردہ دیکھے؎ در راہ تو فکر من بجائے نرسید ÷ کانجا زمن وفکر نشاں نیست پدید ÷ من کیستم وراہ تو کو فکر کجا ÷ حقا کہ خیالیست ہمہ گفت وشنید۔ متوسط ظل کو اصل اور تجلی کو عین متجلی سمجھتے ہیں اور مبتدی ایمان استدلالی کو معرفت حقیقی جانتے ہیں کل حزب بمالدیھم فرحون؎ ہمنشینم بخیال تو وآسودہ دلم ÷ کیں وصلے است کہ درپے غم ہجرانش نیست۔ منتہی کہتے ہیں؎ ہلا اے مرغ زیرک پر بینداز ÷ کہ اینجا مشکلست آہنگ پرواز ÷ دریں وادی نہ رہ پیدا نہ منزل ÷ ازیں پردہ نہ بانگ آید نہ آواز ÷ کسے واقف نمی گردد ازیں حرف ÷ کسے محرم نمی باشد

اور تحقیق و تفصیل ذات اور اُسکے لواحق اور اجزار اور صفات کی کتب سلف میں بخوبی مسطور ہے اس جگہ چند فوائد اُن سے التقاط کر کے لکھے جاتے ہیں اور بعض مطالب نفیسہ اور مضامین بدیعہ اپنے ذہن سے بھی ضمن تقریر میں بیان کئے جاتے ہیں

فائدہ اولیٰ اکثر رواقیین اور ارسطو انسان کو نفس اور بدن سے مرکب کہتے ہیں اور تعریف اُسکی ناطق ناشی برجلین کیسا تھ کرتے ہیں اس تقریر پر انسان موت کے بعد انسان نہیں رہتا اور سعادت انسانیہ بدون کمالات بدنیہ تمام نہیں ہوتے اُسوقت اگرچہ انسان باعتبار ایک جز کے اور بوجہ تعلق سفلیات کے سفلی ہے مگر بنظر دوسرے جز اور مطالعہ علویات اور اشتیاق عالم علوی کے اُس عالم سے بھی مناسبت کامل رکھتا ہے پس حقیقت انسانیہ عالم ارواح و ملائک اور عالم مواد و عناصر میں برزخ ہے اسی وجہ سے دونوں عالم میں تصرف اُسکا جاری ہے اور منصب خلافت حق سے مشرف ہے ہاں جو امور شریفہ سے جاہل اور بے خبر اور عالم علوی سے کہ بطن اصلی روح کا ہے بے رغبت ہے اولٰئك کالانعام یہ لوگ چارپاؤں کے برابر ہیں کہ اپنی تکمیل اور فضائل کے تحصیل سے کام نہیں رکھتے بل ھم اضل بلکہ اُن سے بھی بدتر ہیں کہ اُن میں استعداد و قوت ہی نہیں اور یہ استعداد رکھتے ہیں مگر اُسکو غفلت میں ضائع کرتے ہیں اے عزیز قیمت تیری طلب پر ہے جیسی طلب ویسی ہی قیمت سگ اصحاب کہف کا مطلوب عمدہ تھا قیمت اُسکی شیروں سے بڑھ گئی اور بلعم باعور کا مطلوب ہوا و ہوس تھی قدر اُس کی کتوں سے کم ہو گئی کہتے ہیں کسی نے خدا سے بیٹا مانگا مخنث پیدا ہوا کہا الٰہی یہ کیسا بیٹا دیا جواب ہوا ہم دینا جانتے ہیں تجھے مانگنا نہیں آتا پس مدار کار تیری مراد پر ہے جیسی مراد ویسا کام اور جیسی طلب ویسا انعام صاحب مجمع الاخبار شیخ رکن الدین بن شیخ صدرالدین قدس سرہما کے ملفوظات سے نقل کرتے ہیں کہ بشر مجموع صورت و سیرت ہے اور حکم صفت پر ہے نہ صورت پر دار آخرت میں کہ ظہور حقیقت اشیاء کی جگہ ہے یہ حکم بخوبی ظاہر ہوگا کہ اکثر خلق کو اُسکی سیرت کی مناسب صورت دیں گے بلعم کو کتے کی شکل پر اٹھائیں گے فمثلہ کمثل الکلب اور ظالم کو بھیڑیے کی صورت اور متکبر کو چیتہ کی شکل پر مسخ کردیں گے ؎ سوف تریٰ اذا انجلی غبار ؛ اتحتك فرس ام حمار ؎ بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت ؛ کہ با کہ باختہ عشق در شب دیجور۔ بلکہ کبھی عالم مثال میں نفس اُس چیز کی شکل و صورت پر نظر آتا ہے جس سے مناسبت رکھتا ہے بعضوں نے اُسے چوہے اور بعضوں نے سانپ اور بعضوں نے لومڑی کی شکل پر دیکھا ہے ایک شخص نے اپنے نفس کو چوہے کی شکل پر دیکھا پوچھا تو کون ہے کہا میں ہلاک غافلاں اور نجات مخلصاں ہوں۔ ولی علی کرم اللہ وجہہ اپنے شیعوں کو کہتے ہیں یا اشباہ الرجال ولا رجال یعنی ہر چند کہ شکل و صورت تمہاری آدمیوں کی سی ہے مگر حقیقت میں تم آدمیت سے خارج ہو اصل یہ ہے کہ آدمی میں فرشتوں اور چارپاؤں کی صفتیں جمع ہیں اگر صفت فرشتوں کی غالب آتی ہے اُن کی عادتیں اختیار کرتا ہے اور جو صفت بہائم یا سبع کی غالب آتی ہے اُن کے گروہ میں داخل ہوتا ہے کہ جس طرح کتے اور سور اور شیر اور بھیڑیے کھانے پینے جماع آزار ضعفا میں مشغول ہیں اسی طرح یہ بھی انھیں چیزوں میں اپنی عمر عزیز کو ضائع کرتا ہے یاکلون کما تاکل الانعام فرق اس قدر ہے کہ وہ اس کھانے پینے اور جماع پر ماخوذ نہیں اور اس سے ایک ایک بات کا حساب لیا جائے گا اگر حرام اور خلاف طریق شرع سے بچتا رہا تو طول حساب اور ہول مآل کے بعد نجات پائے گا اور جو حرام کا مرتکب ہوا دوزخ میں جائیگا والنار مثوی لھم اور قرآن

زقوم کھانے کو اور حمیم پینے کو ملے گا نعوذ باللہ من ذالک علامہ بیضاوی انما المشرکون نجس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ مشرکین کتوں کی مانند نجس العین ہیں اے عزیز تو جس کام کیواسطے پیدا ہوا بنظر جس اعتبار سے انسان کہلایا اُس کو ہر حال میں ملحوظ رکھ اور اُس میں ہر وقت مشغول رہ ورنہ دعوئی انسانیت سے دست بردار ہو گھوڑا جب گدھے کی چال چلنے لگتا ہے اُس پر پالان لدتا ہے کوئی سوار نہیں ہوتا کسی بزرگ نے ایسے مذہب پر ایک نکتہ بدیعہ اور لطیفہ پسندیدہ کہا ہے انسان دو جز سے مرکب ہے بدن کہ اصل اُسکی زمین ہے اور روح کہ آسمانی ہے اور آسمان و زمین تعمیل احکام رب العالمین میں شب و روز مستعد و سرگرم رہتے ہیں پس جو آدمی اپنے مولیٰ کی عدول حکمی کرتا ہے یقیناً انسانیت سے خارج ہے کہ جب حکم اجزا کا بالکل باطل ہو جاتا ہے مرکب بھی نہیں رہتا اے عزیز یہ اُس کا حال ہے جو اپنے کام میں مشغول نہ ہو اور اُس میں قصور کرے پس کیا حال ہے اُس کا جو مقتضائے انسانیت کی ضد پر عمل کرے اور اُس کے برخلاف چلے وہ شخص بہائم اور درندوں سے قطعاً بدتر ہے اس لئے کہ ہر جانور یہاں تک کہ اُلّو اور گدھا اُس چیز کو جسے اُسکی بقا مربوط ہے طلب کرتا ہے اور یہ اُن چیزوں کو ڈھونڈتا پھرتا ہے جو اُس کے زوال اور فنار دائم کے سبب ہیں اگر ہزار نوع کے جانوروں کو ایک مکان میں جمع کرو اور جس قدر اقسام ماکولات اُن انواع کے مناسب ہوں اُس میں رکھو ہر نوع اُسی کھانے کیطرف میل کریگی جو اُسکے مناسب ہے گدھا گوشت کیطرف اور اُلّو گھانس کی طرف ہرگز میل نہ کریگا بخلاف آدمی نادان کے کہ شب و روز اُن باتوں کیطرف جو مقتضائے نوع کیخلاف ہیں مائل رہتا ہے اور جو اُمور کہ اُسکے نوع کے مناسب ہیں اُن کی تحصیل سے غافل کوّا جسے اینٹ اُٹھاتے دیکھتا ہے اُس سے ڈرتا ہے اور فوراً اُڑ جاتا ہے نفس شیطان بافراغت اسکے ہلاک کے اسباب جمع کرتے ہیں اور یہ اصلا حذر نہیں کرتا طاؤس میں ایک عیب ہے جب اُسے خیال کرتا ہے روتا ہے اس میں لاکھ عیب ہیں مگر کبھی اُنھیں چشم عبرت سے نہیں دیکھتا اور اپنے حال پر تاسف نہیں کرتا بیل اور گدھا بھوسہ اور گھانس سونگھ کر کھاتا ہے یہ حلال حرام میں اصلا تمیز نہیں کرتا اے عزیز جانور ایک طرف عناصر کہ شعور و ادراک و حواس ظاہر و باطن سے بے بہرہ ہیں اپنے حیز کیطرف دوڑتے ہیں افسوس کہ تو شعور و ادراک رکھتا ہے اور زیور عقل و حواس سے آراستہ ہے اور اپنے مرجع کی طرف رجوع نہیں کرتا باوجود اسکے کہ اُدھر جانا ضرور ہے اگر آپ سے نہ جائیگا گھسیٹ کر لے جائیں گے آسمان باں صلابت حق کے حکم سے شق ہو جاویگا اور پتھر باں سختی اُس کے خوف سے پھٹ جاتا ہے مگر تو نافرمانی سے باز نہیں آتا اور اُسکا خوف تیرے دل پر اثر نہیں کرتا فھی کالحجارۃ او اشد قسوۃ تیرے دل پر صادق ہے اور قول شاعر ؎ فجلھم اذا فکرت فیھم حمیر او کلاب او ذباب۔ تیرے حال کے مطابق خلاصہ مطلب یہ ہے کہ انسان اس مذہب کے بموجب بدن اور نفس سے مرکب ہے اور اصل بدن کی خاک ہے اور اصل نفس کی عالم پاک حقیقت انسانیہ سے وہی شخص بہرہ کامل رکھتا ہے جو بہمہ تن وطن روح کی طرف متوجہ رہتا ہے اور باوجود اُس کے تواضع وانکسار کہ اقتضا جزو خاکی کا ہے کسی وقت اور کسی حال میں اُسکے اقوال و احوال سے جدا نہیں ہوتا اور قدما کے نزدیک بدن مانع سعادت ہے کہ جب تک انسان طبیعت اور اُس کی کدورتوں اور ہیولیٰ کی تاریکیوں اور اُسکی احتیاجوں میں مبتلا رہتا ہے انوار و اسرار کو اچھی طرح قبول نہیں کرتا بعد موت کے جب ان ظلمتوں اور تاریکیوں سے نجات پاتا ہے اُسوقت استعداد اُسکی کامل ہو جاتی ہے اور تصفیہ کامل بخوبی حاصل ہوتا ہے ان کے طور پر بدن

آدمی کا جزو نہیں بلکہ اُس کی ذات سے خارج اور تحصیل سعادت کو مانع ہے اور یہ دونوں مذہب صحیح نہیں صحیح یہ ہے کہ اگرچہ بدن جزو انسان کا نہیں مگر اُس کے عنوان میں معتبر ہے جس طرح مجموع زید اور مرکب کو سوار کہتے ہیں اسیطرح مجموع بدن اور نفس کو انسان کہتے ہیں بدن اس جگہ مانند سواری کے اور روح انسانی بمنزلہ زید کے یہ روح جنس ملائکہ سے ہے بقا اسکی بقائے جسم سے مربوط نہیں مرکب کے فنا سے سوار نہیں مرجاتا بلکہ بے مرکب رہ جاتا ہے اور یہ مرکب روح انسانی کو اسلئے عنایت ہوا کہ اُسکے وسیلہ سے فضائے عالم قدس تک پہنچے جو شخص مقصود تک پہنچا مرکب کا مرنا اُس کے حق مضر نہیں بلکہ مفید ہے کہ دانہ گھاس کے فکر سے چھوٹا اور مطلوب حقیقی کا جلوہ بے نزاع و خلل میسر ہوا غ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں موت مسلمان کا تحفہ ہے مگر جس کا مرکب منزل میں پہنچنے سے پہلے مرگیا اُسکے واسطے موت مرکب کی ایک سخت مصیبت ہے کہ عذاب گور اسی سے عبارت ہے خلاصہ اس مذہب کا یہ ہے کہ انسان بدن اور روح سے مرکب ہے نہ بایں معنی کہ بدن اُسکی حقیقت کا جزو ہے بلکہ بایں وجہ کہ اُسکے عنوان میں معتبر ہے اور تعلق اُس کا بدن سے تکمیل کیواسطے ہے مگر جب گھوڑا سوار پر غالب ہوجاتا ہے اُسے نقصان پہنچاتا ہے اسی طرح جب آثار و احکام حواس و مواد کے احکام روح پر غالب ہوتے ہیں اُسے ضرر پہنچاتے ہیں پس حقیقت انسانی روح علوی ہے اور بدن اُس کے عنوان کا جزو اور اُسکی تکمیل کا آلہ ہے واللہ اعلم **فائدہ ثانیہ** روح دو ہیں روح انسانی اور روح حیوانی **روح حیوانی** کہ اُسے روح طبی بھی کہتے ہیں ایک بخار لطیف ہے کہ اخلاط باطنہ سے بمزاج معتدل پیدا ہوتا ہے اور دل سے دماغ کی طرف بواسطہ عروق کے حرکت کرتا ہے آنکھ کو قوت دیکھنے کی اور باقی حواس کو قوت اُن کی اُسکے سبب سے حاصل ہوتی ہے مانند چراغ کی لو کے کہ جو کچھ اُسکے سامنے پڑتا ہے روشن ہوجاتا ہے پس وہ مانند لو کے اور دل مانند چراغ کے اور غذا مانند روغن کے ہے کہ جو حواس اُس سے مقابل ہوتا ہے اُس میں قوت ادراک کی پیدا ہوتی ہے اور جس میں سدہ پڑجاتا ہے یا کسی اور وجہ سے آڑ میں ہوجاتا ہے اُسکی قوت میں بقدر اُس حجاب کے نقصان واقع ہوتا ہے اور جس طرح بدون تیل کے چراغ نہیں جلتا اسی طرح آدمی بے غذا کے نہیں جیتا اور جس طرح سخت ہات مارنے سے چراغ بجھ جاتا ہے اسی طرح زخم شدید سے آدمی مرجاتا ہے اور جب اُسکے اعتدال میں کہ موجب حس و حرکت ہے غلبہ حرارت یا برودت سے فرق پڑتا ہے آئینہ زنگ خوردہ کی طرح کسی امر کی قابلیت اُس میں نہیں رہتی اور دیگر اعضا اُس کی روشنی سے محروم ہوجاتے ہیں کہتے ہیں آدمی مرگیا حالانکہ وہ نہ مرا بلکہ روح حیوانی فنا ہوگئی اور آثار حواس کے کہ اُس کے تابع تھے باطل ہوگئے زعفرانی امام سے نقل کرتے ہیں کہ موت کے وقت وہ روشنی آدمی کی ظاہر و باطن سے اور نوم کے وقت ظاہر بدن سے منقطع ہوتی ہے پس نوم اور موت ایک جنس سے ہیں لیکن موت میں انقطاع تام ہے اور نوم میں ناقص اور **روح انسانی** کہ اُسے روح اور روح حقیقی بھی کہتے ہیں نفخت فیہ من روحی میں یہی روح مراد ہے اور قل الروح من امر ربی اسی کی معرفت کا منتہی حقیقت اُس کی احاطۂ وہم و خیال سے باہر اور ادراک بشر سے برتر ہے جب لوگوں نے اُس کی حقیقت پوچھی حکم آیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم اُن سے کہدو کہ روح میرے رب کا حکم ہے اور تم کو علم نہیں ملا مگر تھوڑا سا پس مسلک اہل سنت وجماعت کا اس باب میں یہ ہے کہ خدا عزوجل نے ہم کو اُسکی ہستی سے خبر دی ویسئلونک عن الروح اور قدم کی اُس نفی کی قل الروح من امر ربی کہ جو شئے امر کے تحت میں ہے

وہ حادث ہے پس ہم کو اسی قدر پر اعتقاد کرنا چاہئے کہ اُسکی حقیقت سے تعرض ممنوع ہے وما اوتیتم من العلم الا قلیلا ؎ جاں بلندی داشت تن پستی زخاک + مجتمع شد خاک پست وجان پاک + چوں بلند وپست باہم یار شد + آدمی اعجوبۂ اسرار شد + ہیچ کس واقف نشد ز اسرار او + نیست کار ہر گدائے کار او + چند گوئی جز خموشی راہ نیست + زانکہ ہرگز زہرۂ یک آہ نیست۔ صاحب تعریف فرماتے ہیں کہ روح اور قلب اور نفس اور دنیا کے وجود پر خلق کا اجماع ہے مگر کتاب و شریعت میں اُسکی حقیقت سے تعرض نہیں البتہ اُن کے صفات واحوال اور تاثیرات وافعال مذکور ہیں پس اسی قدر کہہ سکتے ہیں کہ روح عالم امر سے ہے اس عالم میں کھیتی اور سوداگری کے واسطے آئی ہے سب اعضا اُسکے تابع اور خادم ہیں اور وہ سب کی بادشاہ اور حاکم تکلیف اور خطاب اُسکے ساتھ خاص ہے اور سعادت وشقاوت اور ثواب وعذاب اُس کے لئے مخصوص حواس ظاہرہ اور باطنہ اُسے ادراک نہیں کرسکتے اور عقول واذہان اُسکی حقیقت نہیں جانتے اس عالم میں مسافرانہ وارد ہے اور ہر وقت وہر دم وطن اصلی کی طرف روانہ منتہی اُسکے سفر کا پروردگار اور غذا اُسکی ذکر وتسبیح ایزد غفار معرفت ومشاہدہ اور قبول وحی والہام اُس کے کام ہیں روح اور روح مدبر اور روح علوی اور روح حقیقی اور نفس مطمئنہ اور نفس ملکوتیہ اور دل اور جان اُس کے نام اگرچہ بظاہر مسکن اُسکا زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے ہے مگر حقیقت میں وطن اُسکا جناب احدیت ہے وہیں سے آئی اور وہیں جائے گی نہ وہ جسم ہے نہ عرض بلکہ ایک شئی بسیط ہے غیر قابل للقسمۃ حامل اسرار حضرت عزت کدورات ہیولانیہ سے پاک اور ظلمات جسمانیہ سے منزہ اگرچہ ازلی نہیں مگر ابدی ہے فنا جسم کے بعد باقی رہتی ہے اور اسی طرح آثار اُسکے............ باقی اور ابدی ہیں من کان فی ھذہٖ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی واضل سبیلا خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پروردگار نے علم روح کا کسی پر ظاہر نہ فرمایا پس کسی کی کیا مجال ہے جو اُس کی حقیقت سے تعرض کرے ؎ مگر چوں در اشارت نایدت + دم مزن چوں در عبارت نایدت۔ اسی جگہ سے بعض کاملین نے دشواری معرفت پر استدلال کیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایک مخلوق یعنی روح کی حقیقت ظاہر نہ فرمائی تمام خلق اُس کے پہچاننے میں عاجز ہوئی جب معرفت مصنوع کا یہ حال ہے تو معرفت صانع کس درجہ دشوار ہوگی ؎ آنکہ خود را شناخت نتواند + آفرینندہ را کجا داند + تو کہ در ذات خود زبوں باشی + عارف کردگار چوں باشی۔ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ اگر حقیقت روح کی عقل سے معلوم ہوتی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جنکے کمال عقل پر موافق ومخالف کا اجماع ہے اُس کو ضرور بیان فرماتے اور وہ جو وارد ہے کہ بعض اولیا نے روح کو دیکھا اُس سے ادراک اُسکی حقیقت کا لازم نہیں آتا ہاں رویت اُس کی جائز ہے صوفیہ کرام فرماتے ہیں جب آئینۂ دل زنگ طبیعت وظلمت بشریت سے صاف ہوجاتا ہے ایک نور اُس پر تجلی کرتا ہے اور بقدر اس صفائی کے وہ نور بڑھتا جاتا ہے مثلاً اگر دل بقدر ستارہ کے صاف ہوتا ہے نور غیبی ستارہ کی شکل میں دل پر چمکتا ہے اور جو چاند کے برابر صاف ہوجاتا ہے نور بھی چاند کی شکل پر نظر آتا ہے اور جب صفائی دل کی زیادہ ہوجاتی ہے آفتاب کی شکل نظر آتی ہے اور کبھی چاند اور سورج دونوں معاً نظر آتے ہیں چاند کو نور دل اور سورج کو نور روح کہتے ہیں مگر یہ بھی حقیقت روح کی نہیں ابھی ہزاروں حجاب باقی ہیں اس لئے کہ روح شکل وصورت سے پاک ہے یہی مراد اُن کی ہے کہ کریمہ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ مجاہدہ سے ادراک روح ممکن ہے

یعنی اُسکا دکھائی دینا اور کسی صورت خاص میں تجلی کرنا بعد مجاہدہ کے ہو سکتا ہے نہ یہ کہ حقیقت اُسکی حاصل ہو جاتی ہے اور ماہیت اُسکی منکشف ہوتی ہے اور یہاں سے ظاہر ہوا کہ وہ جو اقلیم الاسلام میں لکھا ہے کہ خواص کو علم روح کا حاصل ہوتا ہے مگر نااہل پر منکشف نہیں ہوتا کہ موجب فتنہ و فساد کا نہ ہو اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی لئے اُس کا بیان نہ فرمایا کہ افشا اس راز کا کس و ناکس پر باعث فتنہ و فساد ہے اور بعض صوفیہ سے منقول ہے کہ جو روح کو نہیں جانتا اپنے تئیں نہیں جانتا اور جو اپنے تئیں نہیں جانتا خدا کو نہیں جانتا اور علم اُس کا بعض اولیا و اصفیا و حکما و علما پر ظاہر ہوتا ہے مگر اتباعاً لخیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام زبان پر نہیں لاتے مراد اُس سے علم بالوجہ یا علم بوجہ ہے علم بالکنہ روح کا کسی کو حاصل نہیں ہوتا

فائدہ ثالثہ نفس بھی روح کے مانند دو معنی پر آتا ہے اوّل جامع قویٰ حیوانیہ صوفیہ اسی کو نفس کہتے ہیں یقال افضل الجہاد ان تجاھد نفسك اور اسی کی طرف سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ فرماتے ہیں اعدی عدوك نفسك التی بین جنبیك اور یہ نفس اصل خلقت میں امارہ ہے یوسف علیہ السلام باوجود عصمت کے فرماتے ہیں وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء لیکن ریاضت و مجاہدہ اور قہر کے بعد مطمئنہ ہو سکتا ہے جس طرح باز وحشی اور گھوڑا سرکش اور کتا بے تمیز تعلیم اور صحبت کے اثر سے اہلی اور مطیع اور معلم ہو جاتا ہے الا ما رحم ربی اُسکے اطمینان کی طرف اشارہ ہے اور حدیث میں بھی آیا ہے حسنوا اخلاقکم اگر اصلاح اُس کی ممکن نہ ہوتی حکم ساتھ اُسکے وارد نہ ہوتا کہ بالمحال معقول نہیں بعض کہتے ہیں کہ نفس ناطقہ بالطبع کریمہ اور ادیبہ اور نفس غضبیہ قابل للادب ہے مگر نفس بہیمہ ادب کو قبول نہیں کرتا ہاں قوت غضبیہ کے زجر و توبیخ سے دب جاتا ہے یہانتک کہ بعض اوقات معدوم سمجھا جاتا ہے حکما کہتے ہیں کہ قوت غضبیہ انسان کو اسلئے عنایت ہوئی کہ اُس سے نفس بہیمہ کی قوت کو کم کرے اور قوت بہیمہ تا غذا کی طرف بقدر حاجت میل کرے تا عبادت کی قوت باقی رہے اور اپنے ہم جنس منکوحہ سے جماع کرسکے کہ بقاء نوع بے اُس کے ممکن نہیں اے عزیز ان قوتوں کا پیدا کرنا بیکار یا محض اضرار کیواسطے نہیں منفعت ان کی ان کی مضرت سے غالب ہے جو بات انکے اجتماع سے حاصل ہوتی ہے عقل صرف سے حاصل نہیں ہو سکتی احاطہ جزئیات اور استنباط صناعات اُنکے ساتھ مربوط ہے اور مجاہدہ ہوا کہ بسبب اُس کے مرتبہ آدمی کا فرشتے سے بڑھ گیا ہیئتہ ترکیبیہ کیلئے مخصوص ہے اگر شہوت کی اتباع سے پلیدی اور بے شرمی اور حرص فضول اور خست اور حسد اور شماتت اور چاپلوسی وغیرہا رذائل پیدا ہوتے ہیں اُسکو فرماں بردار کرنے سے قناعت اور شرم اور عفت اور زہد اور بے طمعی وغیرہا فضائل حاصل ہوتے ہیں اور جو غضب کی فرمانبرداری سے لاف زنی اور مکر اور تکبر اور استخفاف خلق وغیرہا بری عادتیں پیدا ہوتی ہیں اُسکے مطیع کرنے سے نجدہ اور صبر اور حلم اور شجاعت اور عفو اور ثبات اور کرم اور شہامت اور وقار اور دوسری اچھی خصلتیں حاصل ہوتی ہیں اگر غضب نہ ہو آدمی بے حیا اور بے حمیت ہو جاوے اور جو شہوت نہ ہو طاعات اور بہشت کی لذتوں اور مرتبے کی ترقی پر حرص نہ کرے پس نفس امارہ کتے کے مانند ہے جو اُس سے مغلوب ہوا کتا اُسکا گوشت کھاتا ہے اور خون پیتا ہے اور جو اُسے مغلوب کرلیتا ہے مرتقی ربانی ہو جاتا ہے حاجتیں اُسکی قلیل اور دل اُس کا غنی اور ہاتھ اُس کا سخی اور معاملہ اُس کا خلق و خالق سے اچھا رہتا ہے اصل یہ ہے کہ شہوت اور غضب من وجہ مفید اور من وجہ مضر ہیں جب ایک کے غلبہ سے دوسرے کا عمل باطل ہو جاتا ہے اخلاق بد اور رذائل پیدا ہوتے ہیں اور جو وہ اعتدال پر رہتے ہیں فضائل حاصل

ہوتے ہیں **دوم** بمعنی حقیقت اور ذات تفصیل اور تحقیق اُسکی فائدہ اولیٰ میں مذکور ہے یہاں صرف اُسکی امارگی اور اطمینان کا بیان منظور ہے پوشیدہ نہ رہے کہ نفس بمعنی مذکور اصل فطرت مین سعادت وشقاوت میں متردد ہے اگر نفس سبعیہ یا بہیمیہ یا دونوں اُس پر غالب ہوجاتے ہیں خدا سے دور پڑتا ہے اور رذائل اور اُن کی آفتوں میں گرفتار ہوتا ہے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ انھیں کے رنگ میں ہوجاتا ہے اور بُرائیوں کی طرف راغب اور نیکیوں سے بے رغبت ہوجاتا ہے اس حالت میں نفس امارہ کہلاتا ہے اور مرتبہ انسانیت سے تنزل کرکے درندوں اور چارپایوں کے گروہ میں داخل ہوجاتا ہے اگر قوت بہیمیہ غالب ہوتی ہے اُسوقت آدمی گدھے او بیل کے مانند شہوت اور حرص میں مبتلا ہوتا ہے اور جو قوت غضبیہ غالب آتی ہے درندوں اور شیطانوں میں شمار کیا جاتا ہے اولئك كالانعام بل هم اضل اور یاکلون کما تاکل الانعام والنار مثوی لهم اور شياطين الانس والجن يوحی بعضهم الی بعض زخرف القول غرورا اور الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس اسی تنزل کی طرف اشارہ ہے اور جو نفس سبعیہ اور بہیمیہ پر غالب آتا ہے اور اُن کو اپنا مطیع او منقاد اور عقل وشریعت کا تابع اور فرمانبردار کرلیتا ہے اُس وقت اُس عالم سے مستفیض ہوتا ہے اور آرام و سکینہ اُس پر نازل ہوتا ہے جس کے سبب سے اُس کو اطمینان کلی حاصل ہوتا ہے اور قلق واضطراب زائل ہوتا ہے اس مرتبہ میں اُس کو مطمئنہ کہتے ہیں اور اُس وقت وہ خدا کے حکم پر راضی ہوتا ہے اور علم وفضل اُس کا ترقی پکڑتا ہے یہاں تک کہ اُس کو اس عالم سے علاقہ نہیں رہتا اور اُس عالم سے علاقہ پیدا ہوتا ہے اور عالم ملائکہ میں داخل ہوتا ہے اور مدبرات ومکملات سے شمار کیا جاتا ہے بلکہ اسوقت مرتبہ اُس کا بعض فرشتوں سے بڑھ جاتا ہے کہ فرشتے اصل پیدائش میں شہوت وغضب سے پاک ہیں اور یہ باوجود اسکے کہ اُن میں مبتلا ہے مشقت ومجاہدہ کے ساتھ اُن کے شر سے بچتا ہے اور زور سے اُن کو عقل کا تابع کرتا ہے اور جو قویٰ جسمانیہ کے فساد سے اچھی طرح رہائی نہیں پاتا بلکہ کام اُس کا متردد ہوتا ہے کہ کبھی عقل کی مدد سے اُن پر غالب آتا ہے اور کبھی اُن سے مغلوب ہوجاتا ہے لیکن اپنی مغلوبی پر متالم اور غمگین ہوتا ہے اور اپنی کم ہمتی اور ضعف پر ملامت کرتا ہے اسوقت اُسے لوامہ کہتے ہیں اور کبھی نفس متقیہ کو اس لئے کہ قاصرہ پر ملامت اور اُس کو نصیحت کرتا ہے یا اس لئے کہ اپنے افعال اور احوال پر اگرچہ اچھے ہوں تواضع وانکسار کی راہ سے یا دفع عجب کے واسطے طعن وتشنیع کرتا رہتا ہے اور کبھی مطلق نفوس کو اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے ہر نفس نیک وبد قیامت کے دن آپکو ملامت کریگا اگر نیکی کری ہوگی کہے گا زیادہ کیوں نہ کی اور جو بدی کی ہوگی کہے گا کاش نہ کری ہوتی اس لفظ کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں بہرحال نفس متوسط خواہ اُسے لوامہ کہیں یا نہ کہیں یا غیر کو بھی اس نام میں شریک کریں یا نہ کریں کہ قویٰ جسمانیہ کے فساد سے بالکل پاک نہ ہوا اور کام اُسکا متردد ہے اور وہ اپنے حال پر متاسف **فائدہ رابعہ** لفظ عقل پانچ معنی پر وارد ہے **اول عقل** اوّل جسے زبان شرع میں قلم کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اول چیز کہ خدا نے اُسے پیدا کیا عقل ہے پھر اُس سے فرمایا اقبل یعنی میری طرف متوجہ ہو کر اپنا کمال حاصل کر فاقبل پھر وہ متوجہ ہوئی ثم قال له ادبر پھر اُس سے ارشاد ہوا پیٹھ پھیر اور ممکنات کی طرف متوجہ ہو تاکہ تجھ سے استفاضہ اور استکمال کریں فادبر پھر اُس نے پیٹھ پھیری اور دوسری حدیث میں آیا اول خدا نے قلم کو پیدا کیا پھر اُس سے فرمایا لکھ عرض کیا کیا لکھوں فرمایا لکھ جو قیامت

تک ہونے والا ہے عمل اور اثر اور رزق اور اجل سے پھر اُس نے لکھا جو کچھ قیامت تک ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ عقل اول سے روح پاک محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور نور احمدی صلی اللہ علیہ وسلم مراد لیں اس لئے کہ اُس کے لئے حدیث قدسی میں آیا ہے ماخلقت خلقا اعز علی وافضل منک میں نے کسی مخلوق کو اپنے نزدیک تجھ سے زیادہ عزیز اور افضل پیدا نہ کیا اور سوا جناب رسالت کے اس مضمون کا مصداق دوسرا نہیں پایا جاتا ہے دوم معنی اعم واشمل یعنی وہ معنی کہ عقول عشرہ کیلئے جنس اور عقل اول سے عام ہے سوم روح انسانی کہ محل علم اور جوہر علوی ہے و لکن مر بیانہ چہارم علم حسن وقبح وکمال ونقصان وتمیز بین الفاضل والافضل وبین الناقص والانقص پنجم صفت نفس کہ اُسے قوت عاقلہ اور نفس ناطقہ اور قوت فکریہ اور قوت نظریہ بھی کہتے ہیں اور جس طرح آنکھ بواسطہ بصر کے ادراک محسوسات کیلئے مستعد ہوتی ہے اسی طرح نفس اس قوت کے واسطہ سے ادراک معقولات کے واسطے مستعد ہوتا ہے کلیات مجردہ کو بے تکلف اور غیر مجردہ کو اُس کے واسطہ سے تجرید کر کے ادراک کرتا ہے اور اس صفت کے تین مرتبے ہیں۔ اول استعداد مطلق کہ نہ فعل موجود ہوا ور نہ وہ چیز جس کے وسیلہ سے موجود ہو سکے جیسے قوت بچے کی کتابت پر دوسرے یہ استعداد اُس چیز کیساتھ جس کے واسطہ سے اکتساب فعل ممکن ہو مانند اُس لڑکے کی استعداد کے جو دوات قلم اور اشکال حروف کو جانتا ہے تیسرے کمال اس استعداد کا بایں معنی کہ جب چاہے لکھ لے اور صرف ارادہ اُس کا فعلیت کیلئے کفایت کرے کچھ حاجت اکتساب صناعت کی نہ رہے مثل قوت کاتب کامل الصناعت کے اُسوقت کہ لکھتا نہ ہو پہلی مرتبہ میں قوت نظریہ کو عقل ہیولانیہ کہتے ہیں کہ جس طرح ہیولیٰ اپنی ذات میں ہر صورت سے ایک طرح کی نسبت رکھتا ہے اسی طرح یہ استعداد تمام افراد نوع سے ایک ہی نسبت رکھتی ہے اور سب آدمی اس امر میں باہم مساوی ہیں ہاں اُس کے استعمال میں اختلاف واقع ہوتا ہے کہ کوئی اُسے کسی علم میں اور دوسرا دوسرے علم میں استعمال کرتا ہے اور دوسری مرتبہ میں جبکہ اُسکو علوم ضروریہ اور معقولات اولیہ کہ جن کی تصدیق میں اکتساب کی اصلا حاجت نہیں جیسے کل جزء سے بڑا ہے اور مساوی کا مساوی مساوی ہوتا ہے حاصل ہوتے ہیں اُسے عقل بالملکہ کہتے ہیں اور عقل ہیولانی کے اعتبار سے عقل بالفعل بھی کہہ سکتے ہیں اور تیسری مرتبہ میں جب اُسے معقولات اس حیثیت کے ساتھ کہ اُن سے دوسرے معقولات کو دریافت کر سکے حاصل ہوتے ہیں عقل بالفعل کہتے ہیں کہ مبادی اکتساب نظریات بالفعل اُس میں مخزون ہیں جب چاہے اُن کو بے تکلف ادراک کر لے مگر اس مرتبہ میں باعتبار مرتبہ رابعہ کے کہ اس کے بعد ہے عقل بالقوہ بھی کہلاتی ہے کہ حقیقت فعلیت کی اُس وقت حاصل ہوتی ہے جس وقت صورت علیہ عقل کے سامنے حاضر ہوتی ہے اور وہ اُسے بالفعل مطالعہ کرتی ہے اور اپنے مطالعہ اور تعقل کو بھی جانتی ہے اُسوقت اُسے عقل مستفاد اور عقل قدسی کہتے ہیں کہ عقل قدسی اور عقل فعال سے کہ دائم الفعل ہے مستفید اور مستفاد ہے اس مرتبہ میں نوع انسانی تمام ہو جاتے ہیں اور مبادی اولیہ سے ایک طرح کی مناسبت اور مشابہت پیدا ہوتی ہے مگر یہ مرتبہ بھی باعتبار استفادہ اور استفاضہ کے کم اور کیف میں متفاوت ہے جن کی مناسبت مبادی عالیہ سے ناقص ہوتی ہے وہ ہر امر میں نظر اور فکر کی محتاج ہوتے ہیں اور جن کی نسبت کامل ہے وہ اکثر باتیں حدس سے حاصل کرتے ہیں محتاج تعلیم اور فکر کے نہیں ہوتے اور حدس بھی دو قسم ہے کبھی طلب اور شوق کے بعد ہوتا ہے اور گاہے بے طلب شوق کے جس کو خدا تعالیٰ نے نفس قدسی عطا کیا ہے

بے طلب وشوق کے ہر چیز کو ادراک کرسکتا ہے اکثر احوال باریک باتیں جو اذہان متوسطہ میں طلب و شوق کے بعد اور نفوس سافلہ کو نظر اور فکر کے بعد حاصل ہوتی ہیں اُس کے سامنے بے طلب اور شوق کے خود بخود حاضر ہوجاتی ہیں **ف** یکاد زیتہ یضیئ ولو لم تمسسہ نار ای نار الشوق والفکرۃ اسی واسطے کہتے ہیں کہ رسالت اور نبوت عطیہ الٰہی ہے کسب سے حاصل نہیں ہوتے **ف** اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ وقال تعالیٰ کذالک اوحینا الیک روحا من امرنا ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان مگر اس تقریر سے اُس کا اتفاقی ہونا لازم نہیں آتا کہ جس کو اس نعمت کبریٰ اور دولت عظمیٰ سے مشرف کیا چاہتے ہیں پہلے ہی تمام اعتدال اور کمال متانت اور حسن صورت وسیرت اور بلندی ہمت پر پیدا کرتے ہیں اور ذہن ثاقب اور عقل کامل اور حدس صائب اور فکر سلیم عطا فرماتے ہیں اور تمام عیبوں اور برائیوں سے نگاہ رکھتے ہیں اور سب خوبیاں اور بھلائیاں اُس میں جمع کرتے ہیں اور اُس کے سینہ کو قبول آثار وحی وعلوم معارف غیبی کیلئے کھولتے ہیں اور اُس کو مجاہدہ اور ریاضت کی توفیق اور ہر کمال کی قوت اور استعداد بخشتے ہیں ھذا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال منہ المبدء والیہ المآل **فائدہ خامسہ** حواس دو قسم ہیں ظاہرہ اور باطنہ **ظاہرہ** پانچ ہیں **اول حاسہ لمس** کہ اور حواس سے اتصال میں مقدم اور سرایت میں زیادہ اور تمام افراد حیوانی کو اشمل واعم ہے اور وہ ایک قوت ہے تمام شرہ حیوان اور اسکے گوشت اور رگ پے میں پھیلی ہوئی کہ جس سے حرارت و برودت اور رطوبت اور یبوست اور صلابت اور رخاوت اور لین اور خشونت اور خفت اور ثقل کو ادراک کرتا ہے اور حامل اس قوت کی روح حیوانی ہے اور اسے دل اور دماغ سے مدد پہنچتی ہے **نکتہ** حیوان متحرک بالارادہ ہے پس تغیر مکان اُسے لازم ہے اور یہ قوت مکان ملائم اور غیر ملائم میں فارق ہے یعنی یہ قوت آدمی کو اس لئے عنایت ہوئی کہ اسکے وسیلے سے مکان ملائم اور ناملائم میں فرق کرے **دوم حاسہ شم** وہ ایک قوت ہے زائدتین دماغ میں مبثوث کہ حیوان اُس کے واسطہ اور وسیلہ سے بو کو ادراک کرتا ہے اور زائدتین دماغ دو چیزیں ہیں دماغ میں سر پستان زن کے مانند اُبھرے ہوئے کہ روح حیوانی اُن کی اس قوت کی حامل ہے اور ہوا ر لطیف اُس کی ممد ہے اس طرح پر کہ اجزاء لطیفہ مشموم مجاورت ہوا سے ہوا کی طرف مستحیل ہوجاتے ہیں اور بعد استحالہ کے ہوا ہوکر حاسہ تک پہنچتے ہیں نہ اسطرح کہ ہوا بو مشموم کی حاسہ تک پہنچا تی ہے اور مشموم اپنی جگہ اور اپنے حال پر رہتا ہے کما وھم **حکمت** حیوان غذا کیطرف محتاج ہے اور اکتساب اُسکا ارادی ہے پس یہ قوت اُسے عنایت ہوئی تا اُن مطعومات کو کہ اُس کے مزاج اور طبیعت سے مناسب اور موافق ہیں اُن سے کہ مناسب اور موافق نہیں تمیز کرلے اور یہ بات اگرچہ بعض اوقات اور حواس سے بھی حاصل ہوسکتی ہے مگر دلالت اس حاسہ کی اُس پر اتم اور اعم اور قوی ہے **سوم حاسہ ذوق** اور یہ قوت اُس پٹھے میں کہ جرم زبان پر مفروش ہے مودع ہے کہ جب اجزاء مطعومات بسبب اختلاط لعاب دہن کے خواہ تھوک اُن کی طرف مستحیل ہوجاوے یا وہ تھوک کی طرف استحالہ کریں اس قوت سے مس کرتے ہیں حیوان مزا اُن کا ادراک کرتا ہے **حکمت** یہ قوت حیوان کو اس لئے عنایت ہوئی تا اُن چیزوں کو جو ریح اور بو نہیں رکھتے ہیں ادراک کرے **چہارم حاسہ بصر** اور یہ قوت ملتقی عصبتین مجوفتین میں رکھی گئی ہے اور عصبتین مجوفتین سے وہ دو پٹھے مراد ہیں کہ مقدم دماغ سے نکل کر باہم نزدیک ہوتے جاتے ہیں اور بعد ملاقات اور ایک ہوجانے دونوں تجویفوں کے پھر آنکھوں کی طرف بطور تقاطع صلیبی دور ہوتے جاتے ہیں جب مبصر باصرہ سے بمقابلہ مخصوصہ مقابل ہوتا ہے

اور کوئی شئے کثیف غیر شفاف اُن میں حائل نہیں ہوتی تو صورت مرئی کے طبقہ جلیدیہ میں اور وہاں سے مجمع نور یعنی ملتقی میں پھر حس مشترک میں منطبع ہوتی ہے نہ یہ کہ وہی صورت جلیدیہ سے ملتقی اور اُسی حس مشترک کیطرف منتقل ہوتی ہے بلکہ انطباع فی الجلیدیہ انطباع فی الملتقی اور وہ انطباع فی الحس المشترک کی ممد ہے اور ہرچند کہ ہر صورت دونوں آنکھ کی جلیدیہ میں علیحدہ علیحدہ منطبع ہوتے ہیں مگر حس مشترک میں ایک ہے اسلئے کہ وہ فقط ملتقی کے مقابلہ سے ادراک اور اس سے اخذ کرتا ہے اور ملتقی میں صرف ایک ہی صورت ہے اور اس قوت کے عجائبات سے ہے کہ باوجود صغر محل کے بڑے بڑے پہاڑوں اور جانوروں بلکہ آسمانوں اور چاند اور سورج کو ادراک کرتی ہے حکمت جسقدر حاجت حیوان کو اس حاسہ کیطرف ہے کسی کی طرف نہیں اور جو کام جاندار خصوصًا انسان کے اس سے نکلتے ہیں دوسرے سے نہیں نکلتے جو شخص اس کی کیفیت سے واقف ہو کر اندھا ہو جاتا ہے نابینائی سے موت کو اچھا سمجھتا ہے اے عزیز یہ حاسہ جس طرح امور دنیا میں بہت کام آتا ہے اسی طرح راہ مولیٰ میں بھی بہت کام دیتا ہے ملاحظہ صحرا صورت اطلاق کو دیکھنا اور معائنہ چشم غزالاں مورث وحشت وحیرت اور دیکھنا جنازے کا تقویت نسبت فنا اور پہاڑ کی طرف نظر کرنا مذکر معنی ہیبت وعظمت ہے **پنجم حاسہ سمع** یہ قوت اُس عصبہ میں کہ مقعر سماخ میں جلد طبل کے مانند مفروش ہے مودع ہے اور اُسکے اندر طبل کی طرح ہوا محتقن ہے جب ہوا متکیف بالصوت بسبب تموج کے کہ قرع یا قلع سخت سے اور مقاومت مقروع اور مقلوع کے سببسے حاصل ہوتا ہے اُس پٹھے کو قرع کرتی ہے قوت کہ اُس میں مودع ہے آواز کو ادراک کرلیتی ہے اس طرح کہ ہوا متصل بلسان متکلم قلع یا قرع اور مقاومت کے سببسے متکیف ہوتی ہے پھر وہ ہوا جو اُس سے متصل ہے یہاں تک کہ ہوا متصل بالسامع پھر اُس سے وہ ہوا کہ سامع کے کان میں ہے پھر اُس سے وہ ہوا کہ صماخ میں راکد اور ٹھیری ہوئی ہے متکیف ہو کر عصبہ کو قرع کرتی ہے اور اسی سبب سے دور اور نزدیک کی آواز میں فرق ہوتا ہے کہ جسقدر مسافت زیادہ ہوتی جاتی ہے کیفیت بھی ضعیف ہوتی جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ آہستہ بولنے اور چلانے میں فرق معلوم ہوتا ہے کہ قرع اور قلع کی سختی اور شدت قوت کیفیت اور اُسکا ضعف اُسکے ضعف کو مستلزم ہے حکمت یہ قوت باصرہ سے منفعت میں قریب تر ہے کہ اکثر امور معاش ومعاد کی درستی دوسرے کی بات سمجھنے اور سننے پر موقوف اور بعض اشیاء نافعہ اور ضارہ سے آگاہ ہونا بے توسط اس قوت کے محال ہے اور حواس باطنہ بھی پانچ ہیں **اول حس مشترک** کہ اُسے یونانی میں بنطاسیا یعنی لوح نفس کہتے ہیں کہ مدرکات حواس ظاہرہ اُس میں جمع ہوتے ہیں اور محل اس قوت کا مقدم تجویف اول دماغ ہے اور وجدان اُسکے وجود پر شاہد ہے اسلئے کہ اگر یہ قوت نہوتی ہر مبصر اور مسموع کی دو صورتیں معلوم ہوتیں کہ ہر آنکھ اور کان میں صورت علیحدہ علیحدہ منقش ہوتی ہے اسی قوت کے سبب سے ہر مبصر ومسموع ایک معلوم ہوتا ہے اور دونوں شیئین کہ مثلًا دونوں آنکھوں میں علیحدہ علیحدہ ہیں بسبب تطابق اور توافق کے اُسکے نزدیک ایک ہیں **دوم وہم** کہ تمام دماغ میں مرتب ومستقر ہے مگر اُسکی تجویف اوسط کی آخر سے زیادہ خصوصیت اور ربط رکھتا ہے اور اشخاص محسوسہ سے معانی جزئیہ غیر محسوسہ ادراک کرتا ہے وجدان حاکم ہے کہ بکری میں حواس ظاہرہ کے سوا ایک قوت ہے جو بھیڑیے کی عداوت پر حکم کرتی ہے اور اُس سے بھاگنے پر باعث ہوتی ہے کہ محبت وعداوت مخصوصہ معانی جزئیہ ہیں کہ عقل اور حواس ظاہرہ سے معلوم نہیں ہوتے اور یہ قوت اکثر معاملات میں کام آتی ہے اور کبھی ضرر بھی پہنچاتی ہے **سوم حافظہ** کہ تجویف آخر کے اول میں مودع اور

وہم کا خزانہ ہے کہ جس بات کو وہم ادراک کرتا ہے یہ قوت اُسے نگاہ رکھتی ہے اسی سبب سے معانی جزئیہ ادراک کے بعد ہم سے بالکل غائب نہیں ہوتے بلکہ ادنیٰ تامل سے یاد ہو جاتے ہیں چہارم خیال کہ اُسے قوت مصورہ بھی کہتے ہیں محل اُسکا موخر تجویف اول ہے اور وہ حس مشترک کا خزانہ ہے کہ جب محسوسات حواس ظاہرہ سے غائب ہو جاتے ہیں اُنکی مثال اس قوت میں محفوظ رہتی ہے اسی لئے جب پھر ہی محسوسات دوبارہ مقابل ہوتے ہیں سمجھا جاتا ہے کہ یہ وہی ہیں جن کو ہم نے پہلے بھی مشاہدہ کیا تھا پنجم متصرفہ کہ تجویف اوسط میں مرتب اور اس تجویف کے جز اول پر زیادہ تر مسلط ہے اور کام اُس کا ترکیب اور تحلیل ہے نفس جس طرح اور جس انداز سے چاہتا ہے مخزونات حافظہ اور خیال میں اُس سے کام لیتا ہے اور بواسطہ اُسکے صناعات مختلفہ اور نقوش عجیبہ اور خطوط منتظمہ حاصل کرتا ہے اور جس طرح یہ قوت اشیاء مذکورہ میں ترکیب اور تحلیل کرتی ہے اسی طرح تصرف اُسکا معقولات میں بھی جاری ہے جس وقت وہم اُس سے محسوسات میں کام لیتا ہے اُسکو متخیلہ اور جب عقل اُسے معقولات کی طرف متوجہ کرتی ہے متفکرہ کہتے ہیں پس قوت متصرفہ عقل و حواس دونوں سے تعلق رکھتی ہے اور دونوں کے مدرکات میں تصرف کرتی ہے اور صحت تخئیل تابع صحت احساس و تعقل ہے نہ باین معنی کہ صحت ترکیب و تحلیل اور صحت احساس و تعقل پر موقوف ہے بلکہ اس طرح کہ اگر احساس و تعقل میں غلطی ہو جاتی ہے متفکرہ اُسے صورت باطلہ میں تحلیل اور ترکیب کرتی ہے اور جو اُن میں غلطی نہیں ہوتی حکم اُسکا بھی صحیح ہوتا ہے مثلاً اگر حواس نے سخت زمین کو ریتا سمجھا تو متخیلہ بھی اُس قسم کی زمین پر یہی حکم کرے گی اور جو اُس سے سخت سمجھا تو متصرفہ بھی اُسے سخت ہی ٹھہرائے گی اور یہ قوت سب افراد میں ایک سی نہیں ہوتی بعض آدمیوں کی تخئیل فرشتوں سے مناسبت رکھتی ہے اور اُن سے استفادہ اور استفاضہ کرتی ہے یہاں تک کہ انوار اُن کے اُس پر متواتر نازل ہوتے ہیں اور تاثیر اُن کی اُسے فرشتوں کے رنگ میں کر دیتی ہے اُس وقت اُن کی بینائی اور شنوائی اور گویائی سے دیکھتا سنتا بولتا ہے اور وہ اسکی آنکھ اور کان اور زبان سے دیکھتے سنتے بولتے ہیں ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ اور بعضوں کی تخئیل شیاطین سے مناسبت رکھتی ہے یہاں تک کہ اُسکی تخئیل میں تاثیر اور مداخلت کرتے ہیں اُسوقت آدمی اُن کی گویائی سے بولتا ہے اور وہ اُسکی زبان سے کلام کرتے ہیں اور آدمی اُن کی بینائی اور شنوائی سے دیکھتا سنتا ہے اور وہ اُسکی آنکھ اور کان سے دیکھتے سنتے ہیں قل ھل انبئکم علیٰ من تنزل الشیاطین تنزل علیٰ کل افاک اثیم یلقون السمع واکثرھم کاذبون اسی جگہ سے کہتے ہیں کہ استقامت اصل کار ہے استقامت سے آدمی فرشتوں کے گروہ میں اور افک و اثم کے سبب سے شیاطین میں شمار کیا جاتا ہے مدتخیل حالت خواب میں متفکرہ معطل نہیں ہوتی بلکہ اُس وقت اُسکو نفس اشغال حواس سے خالی پاکر بیداری سے زیادہ معقولات میں استعمال کرتا ہے پس یہ اعتراض کہ اگر تخئیل کو ترتیب مقدمات اور انتاج مطالب میں دخل ہو تو حالت نوم میں کہ وقت تعطل متفکرہ کا ہے آدمی ادراک سے محروم رہے وارد نہیں ہوتا ہاں بعض نفوس کہ اُنکی نسبت اُس عالم سے کامل ہے خواب اور بیداری میں متفکرہ کی محتاج نہیں جس طرح بیداری میں بعد شوق اور توجہ کے اور کبھی بلا شوق و توجہ معقولات اُن کے سامنے حاضر ہوتے ہیں اسی طرح خواب میں بھی اُن کو معلوم ہو سکتے ہیں ایسے لوگوں کی خواب بیداری کا حکم رکھتی ہے اور اس قسم کی خواب تعبیر کی محتاج نہیں ہوتی جو کچھ دیکھتے ہیں اُسی کے مطابق واقع ہوتا ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ خواب میں دیکھتے

سپیدۂ صبح کے مانند ظاہر ہوتا ہے فائدہ سادسہ قوت محرکہ دو قسم ہے فاعلہ اور باعثہ فاعلہ اور اُسے قدرت بھی کہتے ہیں ایک قوت ہے بمدد حرکت کہ عضلات کو قبض و بسط و تشنج و ارخا کے ساتھ مستعد علی الحرکت کرتی ہے جس سے آدمی مطلوب کی طرف حرکت کرتا ہے اور منافر سے بچتا ہے اور باعثہ جسے شوقیہ اور ارادہ بھی کہتے ہیں اور قوت فاعلہ کو تحریک پر باعث ہوتی ہے اور برانگیختہ کرتی ہے دو نوع ہے اگر کسی شئے کی طلب پر اس وجہ سے کہ اُس سے توقع نفع کی ہوتی ہے آمادہ کرتی ہے اُسے قوت شہوانیہ کہتے ہیں اور جو کسی چیز کے دفع پر اس لئے کہ اُس سے ظن اضرار کا ہوتا ہے باعث ہوتی ہے غضبیہ کہتے ہیں تحقیق مقام کی یہ ہے کہ ہر فعل اختیاری کا وجود قدرت پر اور قدرت ارادہ جلب نفع یا دفع ضرر پر موقوف ہے اور ارادہ کسی چیز سے بے اُسکے جاننے کے متعلق نہیں ہوتا جب صورت مطلوب یا نامرغوب کی خیال میں آتی ہے اور نفس اُس کے نفع یا نقصان پر مطابق واقع کے یا خلاف اُس کے ظن یا جزم کرتا ہے قدرت کو تحریک اعضا پر باعث ہوتا ہے اور قدرت اعضا کو حرکت میں لاتی ہے یہاں تک کہ فعل متحقق اور موجود ہو جاتا ہے پس مبدء حرکت اشتیاق طالب ہے اور منتہیٰ اُس کا حصول مطلوب اور وسط اُس کا سلوک و طلب ہے ھذا واللّٰہ الموفق لطلب الخیر والسعادۃ والاجتناب عن الشر و موجبات الشقاوۃ حکیم ذوالجلال اور صانع باکمال نے بدن انسان میں اُن چیزوں کے سوا جو فوائد ستہ میں مذکور ہوئیں ہزارہا عجائب قدرت و غرائب صنعت مودع کئے ہیں کہ تفصیل اور تشریح اُن کی زبان قلم سے ادا نہیں ہوتی فائدہ سابعہ قلب ایک مضغہ ہے جسد میں تمام بدن سے اشرف اور سب اعضا و جوارح کا حاکم مخزن علوم و معارف مورد اسرار و انوار خزانہ محبت الٰہی مہبط فیوض نامتناہی کارخانہ تمام عالم کا اُس سے وابستہ ہے اور صلاح و فساد جسم اُس کی صلاح و فساد پر موقوف ہے اہل طریقت حقیقت جامعہ انسانیہ کو بھی کبھی مجازاً قلب کہتے ہیں مگر معنی حقیقی یہی ہیں حدیث نبوی اللّٰھم یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی طاعتک میں اسی مضغہ کی استقامت و ثبات مطلوب و مسئول ہے کہ اطمینان اور ثبات حقیقت جامعہ کا اس سوال بلکہ مرتبہ نبوت سے پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا بلکہ یہ اطمینان اور ثبات تصفیہ اور تزکیہ کے بعد اولیا کو بھی حاصل ہوتا ہے مگر اطمینان اور ثبات اس مضغہ کا ادراک حواس اور مرتبہ عین الیقین سے مشروط ہے قال اولم تومن قال بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی اعتراف بایمان حقیقت جامعہ کا ثبات اور اطمینان کا بیان اور ولکن لیطمئن قلبی سے اطمینان مضغہ مطلوب ہے محققین طریقہ نقشبندیہ فرماتے ہیں کہ نہایت النہایت حقیقت جامعہ کی ادراک ظل ہے مگر مضغہ بے نور قدیم اور اصل الاصل مطمئن نہیں ہوتا وسعت حقیقت جامعہ باعتبار وسعت معلومات محدود و متناہی ہے اور وسعت مضغہ بوجہ عدم تناہی مطلوب نہایت نہیں رکھتی پس انشراح اور انفتاح اور فراخی اور وسعت حقیقت جامعہ کی مضغہ کے انشراح اور انفتاح اور فراخی اور وسعت سے اصلا نسبت نہیں رکھتی بلکہ حقیقت انشراح اور انفتاح کی اسی کیلئے ثابت ہے اور محل اُس کا یہی ہے اے عزیز حقیقت جامعہ کیا زمین و آسمان بلکہ عرش و کرسی اُس کی وسعت کو نہیں پہنچتی سید الطائفہ جنید بغدادی اور خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہما فرماتے ہیں کہ عرش و ما فیہ اگر مسلمان کے دل میں رکھ دیں تو نظر بھی نہ آوے کہ عرش حادث اور دل مومن مظہر انوار قدیمہ ہے اور حادث قدیم سے ملتے ہی لاشئے ہو جاتا ہے لایسعنی ارضی ولا سمائی لکن یسعنی قلب المومن پس وسعت اور فسحت اُسکی محدود نہیں مگر اغیار کیلئے اس قدر تنگ ہے کہ جزء لایتجزی بھی اُس میں نہیں سما سکتا الضیق

الاوسع والاقل الاکثر اُسکی شان ہے اور مجمع الضدین کہنا اُسکے شایان یہ مضغہ ایک جوہر نفیس ہے کہ اسرار عالم امر و خلق کے اور انوار ملکوت و جبروت کے اُس میں مخزون ہیں ستارے اور چاند اور سورج اُس سے روشن ہیں اور وہ نور مطلق سے منور ہے جو قرب کہ مسلمان کے دل کو میسر ہے کسی شے کو نہیں ف ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ جو بوجھ کہ آسمان و زمین بلکہ ملائکہ مقربین سے نہ اُٹھا دل انسان نے بے تکلف اُٹھا لیا انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوات والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان ؎ کیا ہوا دل نے لیا جو ایک کوہ غم اٹھا ✤ یہ نہیں دبتا ہے ایسے دس کے بوجھ سے بہشت کا خزانہ نعمت اور دل کا خزانہ محبت ایک جوہر خزانہ دل کا تمام خزانہ جنت سے بہتر ہے ؎ قیمت یک نفس دل زدو کون افزون است ✤ کیں گہرہائے گرانمایہ بازار مفروش - نگہبان خزانہ بہشت رضواں اور حافظ خزانہ دل رحمٰن عرش پیدا کیا مقربوں کو حوالہ کیا دوزخ پیدا کی مالک کو سونپی بہشت بنائی رضوان کو سپرد فرمائی دل پیدا کیا اپنے حفظ میں رکھا۔ القلوب بین اصبعین من اصابع الرحمٰن یہ دو انگلیاں فضل و عدل ہیں کبھی نسیم فضل سے اُس کو خوش کرتا ہے اور گاہ سموم قہر سے گداز فرماتا ہے اور وہ ان دونوں صفت کی تربیت میں رہتا ہے الایمان بین الخوف والرجاء اسی حال کی طرف اشارہ ہے دل ایک آئینہ صاف ہے کہ حق مصنوع اور صانع کا اُس میں نظر آتا ہے اور طریق معرفت کا اُسے ظاہر ہوتا ہے ؎ دل کعبۂ حاجت است درراہِ صفا ✤ درعالم دل درآ اگر خواہی شود - دل محل راز و منظر خالق بے نیاز ہے حجر اسود پر سال بھر میں ایک بار نظر ہوتی ہے زیارت اُس کی فرض ہے پس زیارت دل کی جس پر تین سو ساٹھ بار نظر کرتے ہیں کس درجہ ضرور ہوگی افسوس کہ ہم مفلسان مادر زاد نہ زیارت دل سے بہرہ مند ہیں اور نہ زیارت کعبہ سے مشرف خاک قصب اپنے سر پر ڈالیں اور اپنی بدبختی پر روئیں دل اشرف لطائف اور افضل مدارک و مشاعر ہے اس لئے کہ معرفت الٰہی سے کوئی معرفت شریف تر نہیں اور دل کو اُس سے زیادہ کوئی چیز لذت نہیں بخشتی جس طرح شہوت کو کھانے پینے میں اور غضب کو انتقام میں مزا ملتا ہے اور آنکھ کو اچھی صورت سے اور کان کو اچھی آواز سے لذت حاصل ہوتی ہے اسیطرح دل بالطبع معرفت کی طرف مائل ہوتا ہے اور اُس سے لذت اُٹھاتا ہے قرصا والعبادیں ہے کہ نشتر عشق رگ روح پر مارا اُس سے ایک قطرہ ٹپکا اُس کا نام دل رکھا - - - - - - - - - - - - - - - -

جس دل میں معرفت و محبت کا اقتضا نہیں وہ بیمار ہے اگر آج علاج نہ کریگا کل بیمار اُٹھے گا من کان فی ھذہ اعمٰی فھو فی الاخرۃ اعمٰی بلکہ اس حال سے بدتر ہو جائیگا واضل سبیلا اسی جگہ سے کہتے ہیں کہ جس دل میں معرفت اور محبت نہیں وہ دل ہے نہیں کہ جب اقتضائے شے باطل ہو گیا شے باطل ہو گئی ف ان فی ذالک لذکری لمن کان لہ قلب اگرچہ باشتراک اسمی اُس کو دل اور قلب کبھی کہیں مگر حقیقت میں وہ دل نہیں دل وہی ہے جو دل کا کام کرے ورنہ گل ہے - - - - - - صوفیہ فرماتے ہیں دل ہرچند خزانہ اسرار ہے اسرار اُس میں اسطرح پوشیدہ ہیں جیسے آگ پتھر میں اور پانی شاخ اخضر میں مگر جس دل میں خدا کی یاد اور اُسکی محبت نہیں وہ بھسوڑی اور سنڈاس سے بدتر ہے ح یہ تقریر اُس کی اصل فضیلت و بزرگی کے منافی نہیں کہ اصل میں وہ خدا کی عمدہ نعمتوں سے ہے اور خرابی اُس کی بسبب عارض کے ہے ممکن الزوال ہے ؎ صائب روا مدار کہ بیت الحرام دل ✤ از فکر ہائے بیہودہ بیت الصنم شود۔

حقیقت مرض کی مرض دل ہے ف فانها لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور اور حقیقت تندرستی کی تندرستی دل ف الا من اتی اللہ بقلب سلیم پس اصلاح دل کی اہم اور حفظ اور نگہبانی اُسکی مقدم ہے اے عزیز دل کی بیماری سے ہزاروں خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور اُسکی تندرستی اور صحت سے سب کام بن پڑتے ہیں جب آدمی گناہ کرتا ہے ایک نقطہ سیاہ اُسکے دل پر پڑتا ہے اگر توبہ و استغفار سے اُسکو دور نہیں کرتا وہ نقطہ بڑھتا جاتا ہے اور تمام دل کو گھیر لیتا ہے یہاں تک کہ وہ سیاہی مہر اور قفل کے مانند ہو جاتی ہے کہ اُسے انشراح اور انفتاح اور توجہ الی اللہ سے روکتی ہے اُسوقت حق بات قبول نہیں کرتا اور کفر و نفاق میں مبتلا ہوتا ہے ف افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالها اور ارشاد ہوتا ہے کلا بل ران علی قلوبهم ما کانوا یکسبون وقال تعالی ومنهم من یستمع الیک حتی اذا خرجوا من عندک قالوا للذین اوتو العلم ماذا قال انفا اولئک الذین طبع اللہ علی قلوبهم واتبعوا اهواءهم اُسوقت علاج نفع نہیں بخشتا بلکہ ضرر کرتا ہے ف ولا یزید الظالمین الا خسارا اور مرض بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ آدمی خدا پر تکبر کرتا ہے فی قلوبهم مرض فزادهم اللہ مرضا ولهم عذاب الیم بما کانوا یکذبون ٥ پس ابتدا میں اس مرض کی قساوت سے اور انتہا تکبر علی اللہ پر ہے انجام ابتداء مرض کا یہ ہے ف فویل للقاسیة قلوبهم من ذکر اللہ حال اُس کی انتہا کا کیا ہوگا۔ نعوذ باللہ منها سعادت آخرت بے صحت و سلامت قلب حاصل نہیں ہوتی جب دل صحیح و سالم ہوتا ہے انشراح و انفتاح اور یقین اور ایمان کو قبول کرتا ہے اور محبت و اخلاص سے مشرف ہوتا ہے خدا تعالی ایسے دل کی قسم کھاتا ہے اور اُسے کتاب مسطور اور بیت المعمور سے تعبیر فرماتا ہے کتاب مسطور اس نظر سے کہ معارف و حکم دونوں عالم کے اُس میں منتقش ہیں اور بیت المعمور اس وجہ سے کہ معرفت و اخلاص سے لبریز اور معمور ہے جب یہ دولت حاصل ہوتی ہے اُسوقت اُس نور سے کہ دعاء ماثور اللهم اجعل لی نورا فی قلبی میں جسکی طلب وارد ہے روشن اور منور ہوتا ہے سه تضیئ کضوء سراج السلیط لم یجعل اللہ فیہ نحاسا پھر تو شوق اُسکا ترقی پکڑتا ہے اور چاہتا ہے کہ ملک و ملکوت پیچھے چھوڑ کر جبروت و لاہوت کی طرف عروج کرے اور اُس نور کی روشنی میں محبوب حقیقی کا جلوہ بعین الیقین دیکھے اور یہ منتہائے سعادت اور نہایت کرامت ہے اسی واسطے مردان راہ اصلاح قلب میں رات دن مصروف رہتے ہیں صحابہ کرام ظاہر کی طہارت میں مبالغہ کرتے تھے اور تطہیر قلب میں شب و روز مشغول رہتے تھے اور طریق اُسکی تطہیر اور اصلاح کا علم و عمل سے مرکب ہے علم یہ ہے کہ خواطر مختلفہ کے اقسام کو جو متواتر و متوالی اُس پر وارد ہوتے ہیں اور اُس کو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منقلب کرتے ہیں دریافت کرے تا خیر اور شر میں اور الہام اور وسوسہ میں تمیز حاصل ہو مخفی نہ رہے کہ خاطر ایک اثر ہے کہ آدمی کے دل میں پیدا ہوتا ہے اور رغبت کو جسے شوق و نفرت بھی کہتے ہیں فعل و ترک کی طرف حرکت دیتا ہے اور خاطر چار قسم ہے اگر مصمم جازم اصول اعمال یا اعمال باطنہ میں طاعت یا گناہ کے بعد پیدا ہوتی ہے خدا کی طرف سے ہے قول خواجہ جنید حدثنی قلبی عن ربی اسی خاطر کی طرف اشارہ ہے اگر طاعت کے بعد براہ عنایت ثواب دینے یا غفلت پر تنبیہ کرنے کیلئے القا فرمائی جاوے خیر ہے اور اعانت اُس پر توفیق اور جو معصیت کے بعد بطریق ابتلا و تعذیب دل میں ڈالا جاوے شر ہے اور اعانت اس پر خذلان کہتے ہیں علامت قبول عبادت کی یہ ہے کہ آدمی کو دوسری عبادت کی توفیق دی جاوے اور گناہوں سے روکا

جاوے اور نشان غضب الٰہی کا یہ ہے کہ گناہ کے بعد دوسرے گناہ میں مبتلا کیا جاوے اور اُسکو اُسکے حال پر چھوڑا جاوے جو شخص اس بلا میں پھنسے یقین کرے کہ میرا مالک مجھ سے ناخوش ہے اسلئے مہلت دیتا ہے کہ ناگاہ ہلاک کرے ف فامليت للكفرين ثم اخذتهم فكيف كان نكير اور ارشاد ہوتا ہے واملی لهم ان کیدی متین دوسری قسم کہ اسے الہام کہتے ہیں فرشتے کی طرف سے ہے اور ہمیشہ خیر ہی ہوتی ہے اور فروع اور اعمال ظاہرہ میں واقع ہوتی ہے اور اطاعت پر رغبت دلاتی ہے اور طاعت یا معصیت سے مسبوق بھی نہیں ہوتی حدیث میں آیا ہے علی فی القلب لمتان لمة من الملك وعد بالخير وتصديق بالحق ولمة من الشيطان ايعاد بالشر وتكذيب بالحق ونهى عنه اور وارد ہوا علی ان القلب مقترن بملك وشيطان يدعوانه تیسری قسم جسے وسوسہ کہتے ہیں اور شیطان کی طرف سے ہے شر ہی ہوتی ہے مگر کبھی خیر کی بھی اس غرض کے واسطے رغبت دلاتا ہے کہ اُس میں مشغول کر کے افضل سے روکے یا ایسے گناہ میں کہ ضرر اُس کا اُس کے نفع سے زیادہ ہو مانند عجب وریا کے مبتلا کرے اور یہ تحریص خیر نہیں بلکہ عین دشمنی ہے اسی لئے قرآن شریف میں جابجا اُسکی عداوت اور شرارت پر متنبہ کیا ہے تا ہوشیار رہیں اور اُسکی کسی بات پر اعتماد نہ کریں کہ دشمن کی تواضع پر اعتماد کرنا آپ کو ہلاک کرنا ہے ؎ بر تواضعہائے دشمن تکیہ کردن ابلہی است ٭ پائے بوس سیل از پا افگند دیوار را۔ اور نشان وسوسہ کے پانچ ہیں اول یہ اکثر اوقات مسبوق بالمعصیۃ نہیں ہوتا دوسرے اس میں عجلت اور تعجیل کی طرف ترغیب پائی جاتی ہے تیسرے ثواب کی اُمید یا رد کا خوف اُسکے ساتھ نہیں ہوتا چوتھے متردد ہوتا ہے اگر آدمی ایک بات میں شیطان کا کہنا نہیں مانتا دوسرے کی رغبت دلاتا ہے کسی خاص امر پر اصرار نہیں کرتا کہ مقصود اُسکا نفس کا اغوا ہے نہ کسی خاص گناہ میں مبتلا کرنا پانچویں معصیت اُسوقت کمال لطف اور آراستگی کیساتھ نظر آتی ہے کہ شیطان جب کسی کو ورغلاتا ہے گناہ کو کمال مشاطگی سے اُس کی نگاہ میں رونق دیتا ہے ف سول لهم اے زین ف واملى لهم اے تدلهم فى الامال والامانى چوتھی قسم کہ نفس کی طرف سے ہے اور اُسے ہوا کہتے ہیں تیسری قسم کی مانند محض شر ہے اس لئے کہ نفس بالطبع معصیت و شرارت کی طرف مائل اور عبادت سے متنفر ہے مگر فرق اسقدر ہے کہ شیطان دشمن ہے اور دشمن کسی وقت اور کسی حال میں دشمن کی بھلائی نہیں چاہتا اور اُسے فائدہ کی بات نہیں بتاتا بخلاف نفس کے کہ نادان دوست ہے اپنی حماقت سے اُس کی طرف رغبت دلاتا ہے جو ہلاک کرے اور اُس سے روکتا ہے جو زندگی ہمیشہ کی بخشے لیکن جب شیطان اُس پر غالب آتا ہے اُس سے مکر و فریب سیکھتا ہے اور جب سلطان عقل اُسکو اپنا محکوم کر لیتا ہے بسبب خوف کے گناہ سے متنفر اور ثواب کی توقع اور امید پر عبادت کیطرف راغب ہوتا ہے بلکہ اطمینان کا حکم پیدا کرتا ہے اور خیر پر تحریص اور ترغیب کرنے لگتا ہے اُسوقت اُس کی خاطر کو خاطر قلب کہتے ہیں اور فتوائے دل کے مانند اُس کے فتوی پر عمل کرتے ہیں بلکہ استفت قلبك سے فتوئ نفس مطمئنہ کا مراد لیتے ہیں اور اُسے شریعت میں مقبول اور طریقت میں مدار کار سمجھتے ہیں بہت مسائل میں تحری قلب معتبر ہے اور اہل طریقت کے نزدیک جس بات پر دل گواہی نہ دے اُس پر عمل کرنا ممنوع اور کمال مضر ہے آور یہ پانچویں قسم خاطر کی ہے اور حقیقت علم خاطر نہایت باریک ہے کہ ہر شخص اُن کے اقسام کی تفصیل نہیں جانتا اور جو جانتا ہے وہ خاطر شر اور خاطر خیر میں اور توفیق اور خذلان اور وسوسہ اور الہام اور فتوائے دل

اور فتوائے نفس مطمئنہ اور ہوائے نفس امارہ میں فرق نہیں کرتا اور شیطان کے مکائد اور نفس کے فریبوں بلکہ اُسکی امارگی اور اطمینان سے واقف نہیں ہوتا انسان بیچارہ کہ ہر وقت دو ضدوں میں گرفتار اور پنجہ لطف و قہر میں مجبور ونا چار ہے فرشتے اُسکو اپنی طرف کھینچتے ہیں اور شیطان و نفس اپنی راہ پر لگایا چاہتے ہیں اس کشمکش میں کیا خاک تمیز کرسکے کہ ہر شئے کے اطراف و جوانب پر نظر کرنا اور دشمن کے فریبوں اور حیلوں سے واقف ہونا فراغت پر موقوف ہے اسی واسطے خاطر اور ارادہ پر مواخذہ نہیں عفی ماحدث به نفوسنا البتہ عزم وہم پر مواخذہ ثابت ہے ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنه مسئولا اور ارشاد ہوتا ہے ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوه یحاسبکم به الله اور حضرت فرماتے ہیں انما یحشر الناس علی نیاتهم اور کبر و ریا اور عجب پر کہ اعمال باطنہ ہیں باجماع اُمت مواخذہ واقع ہے ہاں اگر عزم وہم کے مقتضا پر خدا کے ڈر سے یا اُسکی رضا کیلئے عمل نہیں کرتا ایک روشنی اُسکے دل میں پیدا ہوتی ہے جس سے سیاہی تاثیر قصد و عزم کی بلکہ اصل خطرہ محو ہوجاتا ہے اور اُس امتناع کے بدلے ایک ثواب اُسکے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے ان ترکها فاکتبوه حسنة هذا و اسال الله ان یحفظنی من خواطر النفس ووساوس الشیطان ویوفقنی لما یوصل الی المعرفة والایقان اور عمل یہ ہے کہ خاطر خیر پر کہ موجب رقت و صفائی قلب اور موافق شرع و طریقہ صالحین اور خدا کی عنایت یا دل اور نفس مطمئنہ کی شہادت یا فرشتے کی ہدایت سے ہے عزم کو مصمم کرے اور اُسکے مقتضی کو ذوق و شوق و اخلاص کے ساتھ بجالائے اور خاطر شر کو مورث قساوت و ظلمت قلب اور مخالف شرع و طریقہ سلف صالح خدا کے عتاب یا شیطان اور نفس امارہ کے فساد اور شرارت سے ہے دفع کرے تا عزت آخرت اور سعادت ابد کہ عبارت تقوی القلب سے ہے حاصل ہو اور ختم و رین اور تمام امراض سے کہ دل کو لاحق ہوتے ہیں اور آدمی کو ہلاک حقیقی اور خسران ابدی میں مبتلا کرتے ہیں اور طریق اُسکے دفع کا یہ ہے کہ اگر وہ خاطر خدا کیطرف سے ہے توبہ اور انابت اور عجز و زاری بجالاوے کہ مالک کے معاملہ میں تدبیر کو دخل نہیں بڑی تدبیر یہی ہے کہ عجز و الحاح اور توبہ و استغفار سے اُسکو راضی کرے اور جو شیطان کیطرف سے ہے تو اُسکے دفع کی چار تدبیریں ہیں اوّل استعاذہ کی کثرت کرے کہ شیطان دشمن قوی ہے علی الخصوص عابد سے کہ اُسکو غیظ و غصہ میں مبتلا رکھتا ہے سخت عداوت کیساتھ پیش آتا ہے اور علاج قوی دشمن کے شر اور فساد اور ایذا اور اضرار کا یہی ہے کہ اُس سے زبردست کی پناہ پکڑے اور اُس شخص کے حضور میں جو اس دشمن پر قدرت و حکومت رکھتا ہے استغاثہ کرے حدیث میں آیا ہے جب بندہ صبح کو اُٹھتا ہے شیاطین اُسکے دل پر جمع ہوتے ہیں پھر اگر اعوذ بالله من الشیطان الرجیم کہتا ہے اُس سے علیحدہ ہوجاتے ہیں اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے جو شخص صبح کو تین بار اعوذ بالله من الشیطان الرجیم اور تین آیتیں سورہ حشر سے پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے متعین کرتا ہے کہ شام تک اُس پر درود بھیجتے ہیں پھر اگر اُس روز مر جاتا ہے تو شہید مرتا ہے اور جو شخص شام کیوقت اسے پڑھتا ہے یہی مرتبہ پاتا ہے اور جس کیساتھ بادشاہ کے سپاہی رات دن متعین رہیں اور اُس کی حفاظت اور خیر خواہی میں جان و دل سے مصروف ہوں دشمن کی مجال نہیں کہ اُسے ہلاک کرسکے یا ضرر پہنچا سکے دوسری تدبیر یہ ہے کہ ذکر الٰہی کی کثرت کرے اس لئے کہ خدا کی یاد دل کو روشن کرتی ہے اور چور اُس گھر میں جس میں روشنی ہوتی ہے نہیں جاتا حدیث میں ہے علی ان الشیطان واضع خرطومه علی قلب ابن آدم فان ذکر الله خنس وان نسی الله التقم قلبه

بے شک شیطان اپنی چونچ آدمی کے دل پر رکھے ہے اگر وہ خدا کو یاد کرتا ہے پچھلے پاؤں ہٹ جاتا ہے اور جو خدا کو بھول جاتا ہے اُسکے دل کو کریدتا ہے یا کھودتا ہے تیسری تدبیر یہ ہے کہ اُسکے رد کرنے اور مہلکات کے قلع قمع میں مجاہدہ کرے کہ وہ امتحان کیلئے مسلط ہوا ہے جو اُسکا کہنا نہیں مانتا خدا تعالیٰ اُس کو شیطان کے شر سے بچاتا ہے ف ان عبادی لیس لک علیھم سلطان اور وہ خود بھی اُس پر حملہ کرنا بے فائدہ جانتا ہے ف الاعبادک منھم المخلصین چوتھی تدبیر یہ ہے کہ اُس کے مکائد اور فریبوں کو جیسے تسویف اور عجلہ اور ریا اور عجب وغیرہا اور اُسکے فریب دینے کے طریقوں کو اچھی طرح سمجھے کہ چور جب گھر والے کو ہوشیار اور اپنے حال سے واقف اور خبردار جانتا ہے بھاگ جاتا ہے اور جو نفس کی طرف سے ہے علاج اُس کا سخت دشوار ہے اسلئے کہ نفس گھر کا بھیدی ہے اور بھیدی چور سے بچنا نہایت مشکل ہے اور محبوب ہے اور محبت آدمی کو اندھا کرتی ہے کہ کوئی عیب محبوب کا اُسے دکھائی نہیں دیتا ہے پس اُس کے علاج میں بہتر طریق یہ ہے کہ ہات اپنا ایسے شخص کے ہاتھ میں دے جو عیوب نفس کے دریافت کرنے میں بصیرت اور اُسکی شرارت کے طریقوں سے اچھی طرح اطلاع رکھتا ہو اور حب دنیا اور مال وجاہ سے مونہہ پھیر کر ریاضت ومشقت سے تزکیہ نفس کر چکا ہو اور سلسلہ اُس کا جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہوتا وہ اُس کے عیبوں پر دلالت کرے اور طریق اُن کے مدافعت کا بتادے اور جو ایسا شخص میسر نہ آوے دوست صادق اور یار موافق پیدا کرے کہ وہ عیوب پر تنبیہ اور اُن کے ترک و احتراز پر تاکید کرتا رہے یا دشمن کی عیب جوئی پر نظر کرے اگر اُس کے بیان کو اپنے حال سے مطابق پاوے شکر اُسکا بجالاوے بلکہ اس کام کے واسطے دشمن دوست سے بہتر ہے کہ دوست کو دوست کے عیوب نظر نہیں آتے اور دشمن کی نگاہ میں تھوڑا عیب بہت دکھائی دیتا ہے یا خلق سے مخالطت کرے اور اُس میں جو بات مکروہ نظر آوے اپنے نفس کو بھی اُس سے باز رکھے کسی نے لقمان حکیم سے پوچھا کہ حکمت کس سے سیکھی فرمایا نادانوں سے کہ جس کام میں اُنھیں مبتلا پایا اُس سے پرہیز کیا یا اپنے حالات اور عادات اور اقوال اور افعال کتاب وسنت پر عرض کرے جو بات موافق پاوے شکر بجالاوے اور جو مخالف دیکھے اُسے ترک کرے اور یہ طریق بہت نافع ہے مگر ہر شخص کو حاصل نہیں ہوسکتا یا نفس کو عبادت وریاضت میں اسقدر سخت پکڑے کہ از خود شرارت اور امارگی سے باز آوے کہ گھوڑا سرکش گھانس دانہ کم کرنے سے مطیع ہوجاتا ہے اور گدھا بہت بوجھ لادنے سے دب جاتا ہے یا نفس کی مخالفت کرے اور اُسکو ہر طرح کی خواہش سے روکے کہ جب آدمی اُسکے کہنے پر نہیں چلتا بلکہ اُس کی مخالفت کرتا رہتا ہے مجبور ہو کر اپنی حرکتوں سے باز آتا ہے اور سب سے اسہل اور افضل طریق یہ ہے کہ خدا کی طرف رجوع کرے اور اُس سے بکمال عجز والحاح فساد نفس سے نجات چاہتا ہے کہ بے اُس کی عنایت کے کوئی تدبیر کام نہیں آتی اور اُس کی مدد بدون کوئی چیز نفس کے شر وفساد کو دفع نہیں کرسکتی ف ان النفس لامارۃ بالسوء الاما رحم ربی تنبیہ اے عزیز آفت نفس کی تمام آفتوں سے سخت تر ہے اور فریب اُس کے بے نہایت قابیل کو شیخ اور ہاروت وماروت کو شہوت کے دام میں پھانسا اور معلم ملکوت کو کہ مسند تدریس اُسکی گنبد ہفت آسمان پر رکھی تھی تکبر اور حسد کے جال میں پھانس کر ہلاک کیا عقلمند وہ ہے کہ نفس کے کام سے کہ گھر کا بھیدی اور شیطان کا مغوی ہے ہوشیار ہے اور اُسکے علاج اور تدبیر اور تہذیب میں جہد بلیغ کرے اور اپنے مالک سے ہر دم التجا کرتا ہے کہ اُس مایہ شر وفساد سے

محفوظ رکھے فائدہ ثامنہ بدن انسانی میں ان چیزوں کے سوا جو فوائد سبعہ میں مذکور ہوئیں حکیم ذوالجلال اور صانع باکمال نے ہزار عجائب قدرت وغرائب صنعت مودع کئے ہیں کہ تفصیل و تشریح اُنکی زبان قلم سے ادا نہیں ہوتی ایک قطرہ ناچیز کو تخم اُسکی آفرینش کا اور رحم مادر کو کھیت اُس تخم کا ٹھہرایا پھر اُسے پارہ خون بستہ پھر گوشت پارہ یعنی مضغہ کیا پھر اُس میں جان ڈالی اور خون حیض کو اُس تخم کا پانی قرار دیا جان پڑنے کے بعد اُسی خون کو جنین کی غذا اور اُسی قطرہ ناپاک اور خون حیض سے اعضا اور اعصاب اور گوشت اور پوست اور رگ اور استخوان وغیرہ چیزیں مختلف اشکال اور صفات پر پیدا کیں اور اُن میں طرح طرح کی حکمتیں اور بڑی بڑی صنعتیں رکھیں ہر ہاتھ اور پاؤں میں پانچ شاخیں پیدا کیں اور ان میں عجیب عجیب لکیریں بنائیں ظاہر بدن میں چشم و گوش دہان و بینی و زبان اور باطن میں معدہ کلیہ جگر تلی پتہ دل وغیرہ بہت چیزیں ہر ایک نئی صورت اور نئی صفت پر بنائیں اور اُن میں طرح طرح کی قوتیں اور نئی نئی تاثیریں پیدا فرمائیں ایک دماغ میں پانچوں حواس باطنہ مودع ہیں کہ ہر ایک کی منفعت ہفت اقلیم کی سلطنت سے بہتر ہے ہر انگلی میں تین پورے اور ہر آنکھ میں سات طبقے پیدا کئے اور مونہہ میں بتیس دانت جمائے گردن کو سات مہروں سے اور پیٹھ کو چوبیس مہروں سے بنایا اور بدن میں دوسو اڑتالیس ہڈی پیدا کریں۔ اگر اُن میں سے ایک کم زیادہ ہو جاوے حسن ظاہری اور آرام میں نقصان اور خلل واقع ہو اور پانچسو اٹھائیس عضلات پیدا کئے کہ مدار حرکت کا اُن پر ہے اگر اُن میں سے ایک کو دور کریں سو خرابیاں لاحق ہوں اور اُس میں تین حوض بنائے اور اُن سے تمام اعضا میں نہریں جاری کیں آنکھ کے گرد پلکیں پیدا کیں تا اُسے اکثر صدمات سے بچاویں اور بھویں پیدا کیں تا چہرہ کا حسن و جمال زیادہ کریں اور کان میں تلخ پانی رکھا تاکوئی حیوان اُس کے اندر جانے کا قصد نہ کرے جب تک آدمی ماں کے پیٹ میں رہتا ہے خون حیض سے تغذی ۔۔۔۔ جب باہر آتا ہے ماں کے پستان اپنے پینے کیواسطے دودھ سے بھرے پاتا ہے چھوٹے چھوٹے سوراخ پستان مادر پر اس لئے ہیں کہ اُن سے دودھ بلا دقت نکل آوے اور ماں کے دل میں شفقت اس لئے کی کہ اپنے آرام پر تیری پرورش کو ترجیح دے جب دودھ چھٹتا ہے طرح طرح کا رزق کہ ہر ایک کا مزا جدا ہے اپنے واسطے مہیا اور موجود دیکھتا ہے اگر انسان اپنے رزق کے اسباب اور آلات اور جو چیزیں اُس کے حاصل کرنے میں کام آتی ہیں بچشم بصیرت ملاحظہ کرے تمام خلق کو اپنے کام میں مصروف اور اپنے لئے مخلوق جانے سہ احصار و حصر نعمت حق قدرت تو نیست ÷ فکر اندراں خیال چہ باید ترا گماشت ÷ ایں منبسط بساط زمیں بہر تو نہاد ÷ ویں سائبان سبز فلک بہر تو فراشت ÷ چندیں نعم ببزم ظہور آشکار کرد ÷ چندیں نعم بعالم دیگر نگاہ داشت کار تو ایں بود کہ بدانی کہ ایں ہمہ ÷ بہر تو آفرید و ترا بہر خود نگاہ داشت ÷ غافل مشو ز ذکر خداوند روز و شب ÷ آندم کہ آش شام خوری یا غذائے چاشت۔ سوم حقائق و صفات خلق اُس حیثیت کیساتھ کہ مقام محبت اور طریقہ سلوک سے مناسبت رکھتے ہیں آے عزیز جب کسی امیر کے گھر جاتا ہے اُس کے مکان کے نقش و نگار اور فرش و مسند کی بہار کس قدر غور سے دیکھتا ہے اور ہر وقت خدا کے گھر میں رہتا ہے اور اُس کے عجائب پر ایک دم بھی نظر نہیں کرتا یہ عالم اجسام قدرت خانہ خدا ہے کہ زمین فرش اُس کا اور آسمان اُسکی مقطعب ستون اور پہاڑ اُس کے خزانہ جواہر خانہ اور چاند اُس کا چراغ اور آفتاب اُس کی مشعل اور ستارے اُس کے قندیل اور فرشتے اُن مشعلوں کو اُٹھانے والے اور عجیب تر یہ ہے کہ جس قدر

تو اپنی نظر قاصر سے دیکھتا ہے اُس کے عجائب کا ایک شمہ ہے جیسے وہ چیونٹی کہ قصر شاہی کے کسی سوراخ میں بیٹھی ہو اُس قصر کے حال سے واقف نہیں ہوتی مگر اُس قدر کہ اُس سوراخ سے دیکھتی ہے اور یہ سیر یعنی ذوات و صفات خلق میں نظر کرنا مقدمہ معرفت الٰہی اور پہلی منزل سلوک کی ہے کہ بے قطع اُس کے سالک اس راہ میں قدم نہیں دھر سکتا ؎ بلوح اول الف با تا نخوانی ✦ ز قرآں درس کردن کے توانی ۔ انسان اول محسوسات اور مخیلات سفلیہ میں فکر کرتا ہے پھر اس فکر سے اُس کو اجرام فلکیہ سے ایک طرح کی مناسبت حاصل ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اُس مناسبت کی وجہ سے حالات و حقائق اُن کے اُسکے اوپر منکشف ہوتے ہیں پھر استعداد سیر انفسی کی پیدا ہوتی ہے کہ آدمی اس تفصیل کا جو اجسام سفلیہ اور اجرام علویہ میں مطالعہ کر چکا اجمال ہے اسواسطے اُس کو مجمع العجائب والغرائب کہتے ہیں اس سیر سے ملکہ ادراک معانی لطیفہ و امور مجردہ اُس میں پیدا ہوتا ہے جس کے سبب سے صفات الٰہیہ کی طرف توجہ کر سکتا ہے منادیان منبر قدس ندا کرتے ہیں کہ عظمت و جلال خالق اپنے نفس میں دیکھ **ف** وفی انفسکم افلا تبصرون علاوہ بریں مخلوق کی ہر صفت خالق کی کسی صفت پر دلالت کرتی ہے جب بندہ تمام خلق کو عاجز اور بے مقدور سمجھتا ہے خالق کی قدرت پر یقین کرتا ہے اور جب سب کو حادث و فانی پاتا ہے تو اُسکے قدم و بقا پر ایمان لاتا ہے اسی طرح مخلوق کا ہر حال و ہر وصف خالق کے کسی فعل و صفت پر دلالت کرتا ہے ؎ رو دیدہ بدست آر کہ ہر ذرہ زخاک ✦ جام ست جہاں نما کہ در وے تو بنگری ۔ اہل نظر کہتے ہیں ما رأیت شیئا الا و رأیت اللہ فیہ ؎ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ✦ ہر ورقے دفترے ست معرفت کردگار ۔ ہر گریۂ و خندۂ عالم ظاہر باطن کے کسی فعل کا اثر ہے کہ رنگ اُس فعل کا اُس سے ظاہر ہے **ف** صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ اسی طور سے آدمی بعد طے کرنے اس منزل کے اپنے نفس سے کہ خلاصہ کل موجودات اور نمونہ جملہ تغیرات ہے پروردگار کے صفات کو پہچانتا ہے مثلاً جب خیال کرتا ہے کہ میں اصل میں ایک قطرہ منی تھا اسی نطفۂ ناپاک سے ایک شخص خوبصورت اور خوش شکل بن گیا تو سمجھتا ہے کہ کوئی میرا پیدا کرنے والا ہے عالم حکیم حی قادر مرید جس نے اُس نطفہ ناچیز کو اپنی قدرت کاملہ سے ایسی عجیب و غریب صورت عنایت فرمائی کہ اگر تمام جہان کے عقلا اور سارے عالم کے دانا جمع ہوں ایک انگلی بھی اس خوبی اور اعتدال کیساتھ نہ بنا سکیں اور جس وقت آپ کو ممکن اور مملوک اور مقہور اور ذلیل جان لیتا ہے معبود کو واجب اور مالک اور قاہر اور عزیز سمجھتا ہے اور جب اپنی جان کو وہم و خیال سے منزہ پاتا ہے پروردگار کے بیچونی اور بیچگونی اور تنزہ اور تقدس پر ایمان لاتا ہے اور جب اپنی جان کو کسی خاص عضو کی طرف باوجود اُسکے کہ ہر عضو میں موجود ہے نسبت نہیں کر سکتا تو پروردگار کو بالاولیٰ حیز و مکان سے منزہ جانتا ہے اور جس طرح اپنی جان کو بدن میں تصرف و حکمراں پاتا ہے اُسی طرح اُس مالک الملک کو عالم کا حاکم سمجھتا ہے اسی واسطے کہتے ہیں جس نے اپنے نفس کو جانا اُس نے خدا کو پہچانا من عرف نفسہ فقد عرف ربہ اور جو اپنے نفس کو نہ پہچانے گا دوسرے کو کیا جانے گا من جہل نفسہ فہو بالغیر اجہل ؎ آنکہ خود را شناخت نتواند ✦ آفرینندہ را کجا داند ✦ تو کہ در ذات خود زبوں باشی ✦ عارف کردگار چوں باشی اے عزیز راہ مولیٰ نہ زمین میں ہے نہ آسمان میں نہ مشرق میں نہ مغرب میں بلکہ تیرے نفس میں ہے وفی انفسکم افلا تبصرون ؎ چیزے کہ تو جویائی نشان اوئی ✦ با تست ہمی تو جائے دیگر جوئی ✦ اس جگہ سے بعض نا اہل اتحاد و حلول کی طرف

جاتے ہیں اور اس قسم کی باتوں کو اپنے فاسد عقیدہ پر محمول کرتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ راہ مولیٰ اور ہے اور مولیٰ اور جس کسی بزرگ کے کلام میں اس قسم کا مضمون پایا جاتا ہے مراد اُس سے سیر انفسی اور آفاقی ہے ورنہ انفس و آفاق کجا و خلاق کجا خلاصہ مطلب آیتہ اور شعر کا یہ ہے کہ سیر انفسی علم صفات کا واسطہ ہے ایدھر اُدھر بھٹکنا بے فائدہ ہے اپنے نفس میں نظر کر کہ شاید مطلب جلوہ گر ہو اور یہاں سے ظاہر ہوا کہ سیر آفاقی اور انفسی میں حد سے زیادہ مشغول رہنا محض نادانی ہے فلاسفہ اسی گھاٹی میں ہلاک ہوئے سالک کو چاہئے کہ جسوقت استعداد صفات الٰہیہ کے ادراک کی اپنے میں پاوے فوراً اس گھاٹی سے نکل کر مطلوب کی طرف متوجہ ہو کہ وسائل سے صرف اس قدر غرض متعلق ہوتی ہے کہ مقصد تک پہنچا دیں جو ضرورت سے زیادہ اُن میں مشغول ہوتا ہے مطلب سے محجوب ہوتا ہے ؎ چو خواہی رخت در منزل نہادن ✦ نباید بر سر پل ایستادن۔ خصوصاً اس جگہ کہ وسیلہ غیر متناہی ہے عجائب نفس تو ایک طرف آفاق میں اسقدر حکمتیں اور صنعتیں مودع ہیں کہ آدمی تمام عمر میں لاکھ حصہ سے ایک حصہ اُنکا دریافت نہیں کر سکتا بلکہ افراد عالم کو شمار بھی نہیں کر سکتا **ف** لا یعلم جنود ربك الا ھو **ف** سبحان الذی خلق الازواج کلھا مما تنبت الارض ومن انفسھم ومما لا یعلمون ہ سوا خدا کے اُسکی مخلوق کو کون جانتا ہے اور آدمی جن چیزوں کو جانتا ہے اُن میں سے ایک چیز کے بھی عجائب وغرائب اور اسرار و فوائد کما ینبغی نہیں دریافت کر سکتا یہاں تک کہ جو چیزیں روز مرہ آدمی کے کام میں رہتی ہیں اور شب و روز اُن سے اختلاط اور ائتلاف رکھتا ہے اُن کے فوائد و اسرار سے بھی اچھی طرح واقف نہیں ہوتا سلمان شاعر کہتا ہے ؎ وما او تیتم ہمی خوانی و میگوئی کہ میدانم ✦ علوم غیب گر ہستی علوم غیب را دانا ✦ بگو تا فتنہ بر آتش چرا گردید پروانہ ✦ بگو تا عاشق خورشید رخشاں از چہ شد حربا۔ اگر تمام درخت قلم اور تمام دریا سیاہی ہو جاویں اور سب مخلوق لکھنے پر قدرت پاوے اور ازل سے ابد تک خدا کی حکمتیں اور اسرار جو اُس نے اپنی مخلوق میں رکھے ہیں لکھے کروڑ میں سے ایک بھی نہ لکھ سکے ہر ذرہ ذرات زمین و آسمان سے اپنے مالک کی تسبیح اور تقدیس کرتا ہے اور بزبان حال کہتا ہے کہ اُسکی قدرت کا کمال مجھ میں دیکھ اور نفائس علوم میری ذات وصفات سے حاصل کر چیونٹی اضعف مخلوقات اور احقر موجودات ہے زبان حال سے کہتی ہے کہ اے غافل نقاش ازل کی حکمت وصنعت میں غور کر کہ مجھ سی ناچیز کو باوجود صغر جثہ کے ہات پاؤں سر اور سب اعضا عنایت فرمائے اور اس چھوٹے سے سر اور دماغ میں بہت غرفے پیدا کئے کسی میں قوت ذوق اور کسی میں قوت شم رکھی اور جو چیزیں تحصیل غذا اور اُسکے کھانے اور ہضم کرنے کیلئے درکار ہیں عنایت فرمائیں وہ ناک مجھے دی کہ اپنے گھر بیٹھے دور سے بو ہر چیز کی سونگھتی ہوں اور وہ قدرت مجھے بخشی کہ جس جگہ تو اپنی چیز کو رکھتا ہے اُسی جگہ پہنچکر بفراغ خاطر اُسے نوش کرتی ہوں غلہ اپنا صحرا میں لیجا کر خشک کرتی ہوں اور برسات میں پھر لا کر گھر میں رکھتی ہوں گیہوں کو دو ٹکڑے کر کے جمع کرتی ہوں کہ جم نہ سکے اور زمین کی سردی سے گھن نہ لگے اور دھنئے کو سالم رکھتی ہوں کہ توڑ کر رکھنے سے خراب نہو جاوے اُس پروردگار کا شکر کس زبان سے ادا کروں جس نے مجھ حقیر کو یہ چالاکی اور دانائی عنایت فرمائی اور تجھ سے مخلوق بے نظیر کو میری خدمت سپرد کی تو جانتا ہے کہ تمام عالم میرے واسطے پیدا ہوا اور میں کہتی ہوں کہ خدا نے تجھے میری خدمت کے لئے بنایا تو زراعت کرتا ہے اور میں کھاتی ہوں تو نفیس کھانے پکاتا ہے اور میں نوش کرتی ہوں اسی طرح تمام مخلوق خالق کے کمال حکمت وصنعت پر گواہی دیتی ہے اور حمد و ثنا اُس کی بجا لاتی ہے اگرچہ انسان کی سمجھ میں نہ آوے **ف** وان من شیئ الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم

؎ ہرچہ تو بینی زسپید و سیاہ + سرکاریست دریں کارگاہ + نگہ کن ذرہ ذرہ گشتہ پویاں + بحمدش نکتہ توحید گویاں ف
الم تر ان اللہ یسبح لہ من فی السموات والارض والطیر صافات کیا نہ دیکھا تونے کہ خدا کی پاکی بیان کرتا ہے جو
آسمانوں اور زمین میں ہے اور پرند صف باندھے ہوئے ؎ مرغان چمن بہر صباحے + خوانند ترا با صطلاحے۔ ف
یسبح للہ السموات والارض ومافیھن خدا کی تسبیح کرتے ہیں آسمان اور زمین اور جو کچھ اُن میں ہے۔ ف
کل قد علم صلوتہ وتسبیحہ ہر ایک نے جان لی اپنی نماز یا دعا اور تسبیح مجاہد کہتے ہیں کہ ہر چیز زندہ ہو یا مردہ یا جماد
خدا کی تسبیح کرتی ہے اور اُس کی کمال قدرت اور عظمت اور حکمت اور صنعت پر گواہی دیتی ہے ؎ ہمہ نقش ایں گنبد زرنگار + گواہ اند
بر صنع پروردگار + اگر گوہر آمد گرچہ خسے است + برون و درونش حکایت بسے است + تو گر گفت ایشاں ندانی خموش + کہ
گفتند لیکن نداری تو گوش۔ بحث ثالث فکر میں شریعت کی رعایت واجب ہے جس بات میں فکر کرنے کی شریعت اجازت
دے اُس میں فکر کرے اور جس میں فکر کرنے سے منع فرمادے اُس سے باز رہے اور عقل کو حاکم مستقل سمجھ کر خدا کے کام میں دخل نہ دے
کہ وہ مخلوق ہے اور مخلوق کو خالق کے معاملہ میں دخل دینا بیجا ہے ف الا للہ الدین الخالص جبکہ دنیا کے بادشاہ اور
حاکم کے حکم میں دخل دینا حماقت سے شمار کیا جاتا ہے بادشاہ حقیقی اور حاکم مطلق کے حکم میں دخل دینا اور منقول کو عقل کا تابع
سمجھنا اور جو بات سمجھ میں نہ آوے اُس میں تاویل کرنا کس درجہ مذموم ہوگا اے عزیز ہمارا تمہارا کیا ذکر ہے نفوس قدسیہ اور
عقول کاملہ بھی کہ ظلمات ہیولانیہ اور کدورات جسمانیہ سے پاک اور منزہ ہیں کار دین اور مرتبہ حق الیقین میں مستقل نہیں اُنکا علم
تعلیم شارع اور اُنکی معرفت تعریف پیمبر میں منحصر ہے عقل کا کام یہ ہے کہ آنکھ بند کرے اور کان لگا کر سنے کہ کیا حکم آتا ہے اور کیا
ارشاد ہوتا ہے یہاں کان کافی ہیں اسلئے اُن کو آنکھ سے بہتر کہتے ہیں ؎ تا گہر وصف ترا شد صدف + سامعہ بر باصرہ دارد شرف
اگر عقل معرفت اسرار غیب اور اصلاح معاش و معاد میں کافی ہوتی نبی کیوں آتے اور تمام عقلا ادنی چیزوں کی خاصیت کے
سبب و علت کے ادراک سے کیوں عاجز رہتے اور جذب کہربا اور اسہال سقمونیا کی وجہ میں کیوں معترف بنادانی ہوتے اسیطرح
سب امور میں اپنے عجز و قصور پر معترف ہوں یا کوئی دلیل رسول کیطرف سے بیان کریں امام قشیری اور خواجہ ابو القاسم فرماتے ہیں
جو شخص اپنی عقل پر اعتماد کرتا ہے جہل مرکب میں گرفتار ہوتا ہے کہ کچھ نہیں جانتا اور آپ کو دانا سمجھتا ہے بادام سے واقف ہونا ہے
کہ مغز سے واقف ہو اور ہر بات کے مغز سے واقف ہونا سخت دشوار ہے بے دیکھے اور کھائے پوست کے دیکھنے سے حقیقت
اُسکی ظاہر نہیں ہوتی ظاہر اور قریب ترین اشیا ر آدمی سے صرف ہستی اُس کی ہے اور نہیں جانتا کہ میں کون ہوں اور کیا ہوں بھلا جس
عقل کو حاکم سمجھتا ہے اُسی کی حقیقت بتا کہ وہ کیا ہے جب تیری عقل اپنی حقیقت کو نہیں جانتی تو اوروں کی حقیقت میں اُس پر
اعتماد کرنا محض بیجا ہے بندہ کو چاہئے کہ عقل سے تعمیل حکم کا طریق دریافت کرے کہ کس طرح اور کس آداب سے بجالاؤں نہ یہ کہ کیوں حکم
دیا اور کس لئے اُس پر عمل کروں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم تحویل قبلہ باوجودیکہ عقل میں نہیں آتا کس عجلت کیساتھ قبول کیا
کہ نماز ہی میں کعبہ کی طرف پھر گئے شیطان نے حکم الٰہی میں عقل کو دخل دیا کہ وہ خاک اور میں آگ سے پیدا ہوا اُسکے سامنے کس لئے سر
جھکاؤں قہر الٰہی میں مبتلا اور تمام خلق سے بدتر ہوگیا حقیقت میں عقل خادم شرع ہے نہ مدار منقول کما یظنہ الجھول علما جو منقول
میں تصرف و تاویل اور اُسکی معقول سے تطبیق کرتے ہیں معقول صرف تطبیق نہیں کرتے بلکہ اُس سے کہ قوانین شرع سے معقول ہے

ہر اُس امر کو کہ عقل میں نہ آوے تسلیم نہ کرنا عقل کو دوسرا حاکم ٹھیرانا اور حکم شرع کو اُس پر پیش کرنا گویا بادشاہ کے حکم کو بے منظوری اُس کے چوبدار کے ناقص وناتمام سمجھنا ہے وللہ درمن قال ؎ مصطفٰے اندر میاں آنگہ کسی گوید بعقل ✤ آفتاب اندر جہاں آنگہ کسے جوید سُہا۔ عقل کیا چیز ہے کہ حکم الٰہی سے معارض ہو سکے بندہ مالک سے اور ذرہ آفتاب سے اور قطرہ دریا سے اور محکوم حاکم سے مقابلہ نہیں کر سکتا اور جو یہ مشہور ہے کہ نبی کا صدق معجزات میں نظر کرنے سے ظاہر ہوتا ہے اور یہ کام عقل کا ہے پس عقل دین کی اصل ہے محض غلط ہے بلکہ نبی کی تصدیق خدائے تعالٰی کی ہدایت اور توفیق سے حاصل ہوتی ہے نہ نظر وفکر سے اگر نظر وفکر پر مدار ہوتا عقلاءِ عالم سے کوئی شخص کافر نہ رہتا نورِ نبوت کجا اور عقل بشر کجا نبوت سب چیز کو ثابت کرتی ہے عقل کیا چیز ہے کہ نبوت کو ثابت کرے یہ کلام مشہور ہو گیا ہے مگر پیرایۂ تحقیق سے معرا ہے جس طرح کہتے ہیں اثبات واجب جلالہٗ کو واجب مثبت ہر شئے کا ہے اگر تو کہے کہ حدیث میں آیا ہے اول ماخلق اللّٰہ العقل پس مدار کار عقل پر ہے اور خطاب وعتاب اُس سے متعلق ہے عقل کو کہ سبب علم ہے اہلسنت کے مذہب میں معزول ومعطل سمجھنا جہالت وضلالت ہے جواب اُسکا یہ ہے کہ حدیث میں عقل اول اور روح اعظم سے قلم اعلٰی اور اہل کشف کے نزدیک حقیقت محمدی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اور روح اقدس اُس جناب صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی کہ عالم قدس میں مربی ارواح تھی اور جو بدن سے متعلق ہو کر تکمیل وارشاد خلق کا سبب ہوئی مراد ہے اور وہ جو نقل کرتے ہیں اول ماخلق اللّٰہ نوری مؤید اس معنی کا ہے پس عقول جزئیہ کہ متعلق باَبدان انسانیہ ہیں اُس عالم اور اس عالم میں اُسے عقل کل اور عقل اول اور روح اعظم سے فیض حاصل کرتے ہیں اور اُسی کے پرتو سے روشن ہیں جیسے آنکھیں آفتاب اور ماہتاب سے کہ جب وہ نکلتے ہیں یہ دیکھتی ہیں تابع متبوع سے اور عکس اصل سے کب معارض ہو سکتا ہے ہزاروں لاکھوں آدمی جنکو ارسطوئے زماں اور افلاطون وقت کہتے نور نبوت کے معارضہ سے عاجز ہوئے اور باوجود اُس حمیت وعداوت کے کہ اپنے مذہب قدیم کا تنزل اور دین اسلام کی ترقی روز افزوں دیکھ کر جان سے بیزار تھے کوئی قاعدہ ایسا کیوں نہ نکالا جو اُن کے باپ دادا کے دین کا تنزل اور اسلام کی ترقی کو مانع ہوتا اور جنھوں نے یہ ہوس کی اُن کا مدعا کیوں نہ حاصل ہوا تنبیہ ہماری اس تقریر کا یہ مطلب نہیں کہ عقل محض بیکار اور امر دین میں معزول ہے بلکہ عقل مانند بصر اور چراغ کے اور شرع مانند شعاع اور روغن کے ہے ایک بے دوسرے کے کام نہیں آتا عقل کی بڑائی اور بزرگی میں کسے کلام ہے کہ قواعد معاش ومعاد اور نظر وفکر خلق ونفس میں بلکہ معرفت واجب کہ عمدہ مقاصد ومطالب ہے بتعلیم صاحب شرع اُس سے متعلق ہے اور مہم شرع اور دفع تعارض میں اُسکو مداخلت کاملہ ہے بلکہ مہم شرعیات بے اُسکے محال اور عمل بے فہم کے بے فائدہ پس اس اعتبار سے عقل کو علم وعمل کا مدار بھی کہہ سکتے ہیں چنانچہ مسلم الثبوت اور نورالانوار شرح منار اور احیاء العلوم وغیرہ کتب معتبرہ میں اس مضمون کی طرف اشارہ واقع ہے بلکہ کلام اس بات میں ہے کہ عقل کو شرع پر ترجیح اور اُسکے حکم میں دم مارنے کی مجال اور امر دین میں استقلال نہیں جو بتا دیا جاتی ہے اور جو نہیں بتایا دریافت نہیں کر سکتی سیکڑوں باتیں مانند مسئلہ جبر واختیار وتاویل آیات متشابہات وحقیقت روح ومدت بقائے عالم ووقت قیام قیامت وحکمت عدد موکلان دوزخ اور اکثر حقائق واسرار شریعت وطریقت اور احوال برزخ وآخرت عقل میں نہیں آتیں بایں معنی کہ عقل کو اُن کے ادراک کی قدرت نہیں دی گئی نہ یہ کہ عقل اُن کے بطلان کا حکم کرتی ہے ایسی جگہ عقل کا کام یہ نہیں کہ اُنکی حقیقت میں خوض کرے اور اُن کے سر اور بھید کی فکر میں پڑے کہ طلب محال ہے بلکہ کام اُسکا یہ ہے کہ جو ارشاد ہوا اُس پر یقین لاوے اور

علت وسبب کے دریافت کرنے سے ہات اُٹھاوے ف والراسخون فی العلم یقولون اٰمنا بہ کل من عند ربنا
وما یذکر الا اولوا الالباب لا راسخ فی العلم سے بھی کامل فی العقل مراد لے سکتے ہیں لیکن لفظ اولوا الالباب سے تو خوب تصریح ہو گئی
کہ ایسی جگہ عقل کا کام تسلیم کرنا اور اُسکی تحقیق و توضیح سے آپ کو عاجز جاننا ہے جس احمق نے اس قسم کی باتوں میں خوض کیا یا سفسط
میں پڑا اور توسیط اسباب بلکہ تمام کارخانہ حکمت سے اور یا جب حقیقت اُسکی سمجھ میں نہ آئے اور سبب اور غایت اور فائدہ اُن کا
دریافت نہو الحاد و زندقہ میں مبتلا اور اُن کی اصلیت سے منکر ہو گیا بعضے تمام موجودات کو قبضہ قدرت میں مجبور دیکھ کر سزائے
عمل اور بعض دلائل عذاب پر نظر کرکے تقدیر ازل سے منکر ہوئے ؎ ہر کس بخیال خویش خبطے دارد۔ ان نادانوں کی وہی نقل ہے
کہ چھوٹا موتہہ بڑی بات حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر افعال خضر علیہ السلام اور اقوال چوپان کی حقیقت کو نہ پہنچے ہر
شخص خدا کے افعال اور احکام کی حقیقت کس طرح دریافت کر سکے جو میوہ کہ مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں ڈالا گیا مزا اُسکا زکریا
علیہ السلام کی زبان تک نہ پہنچا سب علم کسی کو حاصل نہیں ہوتا کیا تو نے نہ سنا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا وما اوتیتم من العلم
الا قلیلا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو حکم ہوتا ہے قل رب زدنی علما اگر حالت منتظرہ باقی نہوتی طلب زیادت
طلب محال تھی الوہیت و نبوت کے دلائل کو دیکھا اور خدا کی وحدانیت اور رسول صلی علیہ وسلم کی رسالت پر یقین حاصل کر جب
یہ یقین حاصل ہوگا کوئی شبہہ اور وسوسہ تیرے پاس نہ آئے گا اس لئے کہ جو کچھ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک کی طرف سے پہنچایا
بندہ پر اُس کی تصدیق اور تعمیل واجب ہے نہ اُس کی علت اور غایت ڈھونڈنا تنبیہ اس تقریر سے یہ غرض نہیں کہ کسی
شئے کے سبب و علت سے کام نہ رکھے اور اُس کی حقیقت و ماہیت کے ادراک میں خوض نہ کرے کہ یہ تو عمدہ طریق معرفت
کا ہے پروردگار کے کمال قدرت و حکمت پر یقین بخشتا ہے اور اُسکی بہت صفتوں پر دلالت کرتا ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
دعا کرتے ہیں اللھم ارنا حقائق الاشیاء کما ھی بلکہ اسباب کی نفی سے تو حکمت الٰہی کا انکار لازم آتا ہے اور اسباب کا پیدا
کرنا لغو ٹھہرتا ہے ف سبحانک ما خلقت ھذا باطلا جس طرح اُسکے کمال قدرت پر یقین واجب ہے اسی طرح اُس
کی کمال حکمت پر اعتقاد ضرور ہے ہر چند کہ وہ فاعل مختار ہے مگر توسیط اسباب و علل اُس کی حکمت کا مقتضا ہے اکثر اشیاء
کو علل و اسباب پر موقوف رکھا ہے اگرچہ تیری سمجھ میں نہ آویں یہ کیا ضرور ہے کہ جو بات تیری سمجھ میں نہ آوے حقیقت میں
بھی نہو بہت صنعتیں دنیا میں ایسی ہیں کہ تو اُن کو نہیں جانتا اور صانع بھی بے اس بات کے کہ تو مدت تک اُسکی شاگردی کرے
اور اُنکو شروع سے قاعدہ تعلیم کے موافق سیکھے ہرگز نہیں بتلا سکتا اور بہت محسوسات اس قسم کے ہیں کہ اُنکی پیدائش کا فائدہ تجھے
کسی طرح دریافت نہیں ہو سکتا بااینہمہ اُن کے وجود سے انکار نہیں کرتا ہے اور شریعت کے جس حکم کی حقیقت اور وجہ معلوم
نہیں ہوتی اُس سے منکر ہوتا ہے بلکہ ضرور ہے کہ خدا کے سب بھید تیری سمجھ میں نہ آویں اس لئے کہ اگر بندہ ہر چیز کی حقیقت اور
علل و اسباب و فوائد و غایات سے واقف ہو جائے تو علم الٰہی سے مساوات لازم آئے سوا اس کے اُن کے پوشیدہ رکھنے میں
ایک بھید یہ ہے کہ جب آدمی شہادت عقل سے قطع نظر کرکے خدا کا حکم خدا کے واسطے مانتا ہے اُس کی فرماں برداری اور بندگی
بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ مذمومات عقلیہ اور منافرت طبعیہ سے تو ہر شخص بچنا چاہتا ہے اسی فائدہ کے لئے آدم علیہ السلام کو
گیہوں یا ترنج یا انجیر کھانے سے منع فرمایا اور یہی سبب ہے کہ اکثر احکام جیسے رمی جمار اور مسح سر کے بھید خلق سے پوشیدہ رکھے

تا معلوم ہو کون بے تامل مانتا ہے اور کون تکرار کرتا ہے نصیحت عقلمند کو چاہئے کہ اُن باتوں میں جن کو عقل اُسکی دریافت کر سکتی ہے بقدر اقتضائے وقت تفکر کرے اور جو اُسکی عقل سے وراہیں اُن میں عقل کو دخل نہ دے اپنے کام سے کام رکھے اسلئے کہ جو شخص خوان نعمت پائے اور اسی خیال میں رہے کہ یہ خوان کہاں سے آیا کون لایا یہ کھانا کیسا ہے میرے پاس کیوں آیا ہے سیر کردیگا یا نہیں یہانتک کہ اور لوگ کھا جاویں اور وہ موتہہ دیکھتا رہ جاوے اُس سے زیادہ احمق کون ہے اس فکر سے بے فکری اور نادانی بہتر ہے ؎ زیں خرد بیگانہ می باید شدن ✤ دست در دیوانگی باید زدن ✤ آزمودم عقل دور اندیش را ✤ بعد زیں دیوانہ خوانم خویش را ۔ اسی واسطے ارشاد ہوتا ہے کہ اکثر بہشتی بھولے ہیں ؎ بیشتر اصحاب جنت ابلہ اند ✤ تا زِ شرِ فیلسوفی وا رہند ۔ جو شخص ہر شئی کی ماہیت اور حقیقت اور مادہ و صورت و غرض و غایت کی تفتیش میں رہتا ہے مسبب الاسباب سے غافل اور جس شئے کی حقیقت یا علت و غایت سمجھ میں نہیں آتی اُس کے وجود سے منکر ہو جاتا ہے اور جو اپنی عقل پر اعتماد کرکے فکر میں شرع کی رعایت نہیں کرتا زندقہ اور سفسطہ اور تشبیہ اور تعطیل میں مبتلا ہوتا ہے اللّٰھم احفظنا من ظلمات الھویٰ وارزقنا اتباع النبی المجتبیٰ معنی دہم جب خلق کے کام سے فراغت پاوے تو اپنے پروردگار کی یاد میں مشغول ہو اور اُسکی تحمید اور تمجید اور تسبیح اور تہلیل اور تکبیر میں جان و دل سے بکمال توجہ و حضور و شوق و ذوق مصروف رہ وانی ربک فارغب آور اُسی سے دل لگا کہ مقصود اصلی ذکر سے یہ ہے کہ مذکور کی محبت دل میں اس طرح متمکن ہو جاوے کہ ماسویٰ سے اصلا تعلق اور اغیار سے کچھ کام نہ رہے اور یہ عمدہ مقاصد و اشرف مطالب ہے کہ کارخانہ عالم اس سے وابستہ ہے بلکہ عالم اسی کیواسطے پیدا ہوا ہے اگر محبت نہوتی کچھ نہوتا اور ذکر کو نصب سے تعبیر کرنے میں اُس کی ادامت اور ہمیشہ کرنے کی طرف کہ نفس پر نہایت شاق ہے اشارہ ہے ق معاذ بن جبل نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب اعمال میں بہتر اور خدا کو زیادہ پیارا کون ساعمل ہے فرمایا یہ کہ مرتے وقت تک خدا کی یاد سے زبان تر رہے ابن ابی الدنیا شب معراج آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ عرش کے نور میں غائب ہے پوچھا یہ کون فرشتہ ہے جواب ہوا فرشتہ نہیں ہے بلکہ آدمی ہے کہ دنیا میں خدا کا ذکر کیا کرتا اور دل اُس کا ہمیشہ مسجد میں لگا رہتا اور کسی سے اپنے ماں باپ کو گالی نہ دلواتا نی ق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اہل بہشت کو اُس ساعت کے سوا جس میں خدا کو یاد نہ کیا کچھ حسرت نہوگی م س فرشتے ذکر کرنے والوں کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں جہاں اُن کو دیکھتے ہیں گھیر لیتے ہیں جب آسمان پر جاتے ہیں خدا تعالیٰ اُن سے پوچھتا ہے کہاں سے آئے عرض کرتے ہیں تیرے بندوں کے پاس سے کہ زمین میں تجھے یاد اور تیری تسبیح اور تہلیل کرتے ہیں ارشاد ہوتا ہے کیا میرے بندوں نے مجھے دیکھا ہے کہتے ہیں نہیں فرماتا ہے اگر مجھے دیکھیں کیا کریں عرض کرتے ہیں اگر تجھے دیکھیں تیرے ذکر میں زیادہ مشغول رہیں ارشاد ہوتا ہے میری یاد سے کیا چاہتے ہیں کہتے ہیں بہشت چاہتے ہیں اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں فرماتا ہے کیا انھوں نے بہشت اور دوزخ کو دیکھا ہے عرض کرتے ہیں نہیں اگر دیکھیں زیادہ فکر و خیال کریں پھر حق تعالیٰ فرماتا ہے گواہ رہو کہ میں نے اُن کو بخش دیا اور مقصد اُن کا برلایا ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ فلاں شخص اُن میں ذاکر نہیں اپنے کام کو جاتا تھا بیٹھ گیا حکم ہوتا ہے اُسے بھی بخشا فائدہ سبحان اللہ ان لوگوں کا وہ رتبہ ہے کہ جن کا ہمنشین بھی بخشا جاتا ہے مناسب اسی مقام کے کہا ہے

اور وارد ہوا ہے جب کچھ لوگ خدا کے ذکر کیواسطے جمع ہوتے ہیں اور کسی قدر ذکر خدا کر چکتے ہیں ایک فرشتہ آسمان سے پکارتا ہے جاؤ تم بخشے گئے اور برائیاں تمہاری نیکیوں سے بدل گئیں اور یہ بھی آیا ہے حس کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یار حلقہ باندھے خدا کی یاد کر رہے تھے جبرئیل امین آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ان یاروں سے خدائے تعالیٰ فرشتوں سے مباہات کرتا ہے اور یہ بھی منقول ہے کہ کوئی عمل ذکر کے برابر عذاب قبر سے نجات دینے والا نہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اہل ذکر آسمان والوں کی نگاہ میں ایسے چمکتے نظر آتے ہیں جیسے تارے اہل زمین کی نگاہ میں اور آیا ہے فی کہ قیامت کے دن خدا کو یاد کرنے والے اور اس کیلئے آپس میں محبت رکھنے والے تجلی الٰہی کی داہنی طرف نور کے منبروں پر بیٹھیں گے شہدا اور انبیا ان پر غبطہ کریں گے ق خدا کا ذکر دل کا صاف کرنیوالا ہے اور عذاب سے نجات دینے میں اس سے زیادہ کوئی چیز مفید نہیں اگرچہ مرد مجاہد اس قدر لڑے کہ تلوار اس کی ٹوٹ جاوے مگر ذکر کرنے والے کے برابر نہیں ہوسکتا فی زقط جو شخص رات میں جاگنے اور مال خرچ کرنے اور کافروں سے لڑنے سے عاجز ہے ذکر خدا کرے کہ ان سب کا تدارک کرے گا ع جس کو چار چیزیں میسر ہوئیں دنیا و آخرت کی خیر و برکت اسے حاصل ہوئی دل شاکر اور زبان ذاکر اور بدن صابر اور عورت ناموس و مال میں امانت کرنے والی فی ایک شخص روپیہ بانٹے اور دوسرا اس کے ساتھ خدا کو یاد کرتا رہے ذکر کرنے والا افضل ہے م س یاد کرنیوالا زندہ اور غافل مردے کے مانند ہے نیا س ذکر کرنیوالوں کی جماعت جس جگہ بیٹھتی ہے فرشتے اس کے گرد جمع ہوتے ہیں اور حلقہ باندھتے ہیں خدا کی رحمت انکو ڈھانپ لیتی ہے سکینہ ان پر نازل ہوتا ہے ت ذکر الٰہی تمام اعمال سے بہتر ہے اور خدا کے نزدیک اطیب اور درجوں کو بہت بلند کرنیوالا اور چاندی سونا خیرات کرنے اور کافروں سے لڑنے سے افضل ہے ت قیامت کے دن ذکر کرنیوالوں کا مرتبہ خدا کے نزدیک سب بندوں سے زیادہ ہوگا بل ابو درداء کہتے ہیں کہ ذکر الٰہی سو غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے اور تمام عبادتوں سے افضل و اطیب و ارفع درجات میں موثر تر اور چاندی سونا خرچ کرنے بلکہ خدا کی راہ میں لڑنے سے افضل ہے ابن ابی شیبہ ابوہریرہ فرماتے ہیں اہل ذکر آسمان والوں کی نظر میں ایسے چمکتے ہیں جیسے تارے زمین والوں کی نگاہ میں بعض صحابہ سے منقول ہے کہ ایک تکبیر دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور بعض فرماتے ہیں اگر سو تکبیر کہوں مجھے اس سے کہ سو دینار خیرات کروں زیادہ پسند ہے اور بعض سے مروی ہے کہ صبح کی نماز پڑھ کر طلوع آفتاب تک خدا کی یاد میں مشغول رہنا مجھ کو پہاڑ پر جہاد کرنے سے زیادہ پیارا ہے اور یہی مضمون عصر سے غروب آفتاب تک ذکر کرنے کے باب میں آیا ہے بعض کہتے ہیں ایک آدمی مشرق سے اور دوسرا مغرب سے چلے اور ایک اپنا مال خدا کی راہ میں صرف کرتا جاوے اور دوسرا خدا کو یاد کرتا چلے جب دونوں ملیں گے ذاکر کو افضل پاویں گے ابن ابی شیبہ امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں خدا کے نزدیک ذکر و شکر سے کوئی کام افضل نہیں ت عطا کہتے ہیں ذکر الٰہی اس سے بزرگ ہے کہ اس کے ساتھ کوئی گناہ باقی رہے بیضاوی مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ جو شخص بہشت کی کیاریوں میں چرنا چاہے اسکو لازم ہے کہ خدا کو بہت یاد کرے اور سب سے بڑا فائدہ ذکر کا یہ ہے کہ جو شخص خدا کو یاد کرتا ہے خدا بھی اسے یاد کرتا ہے آدمی اگر تمام دنیا و مافیہا کو اس دولت عظمیٰ و نعمت کبریٰ پر نثار کرے بجا ہے اور جو ہفت کشور کی سلطنت اور ربع مسکوں کی جاہ و حشمت اس کے مقابلہ میں بے حقیقت سمجھے تو روا ارشاد ہوتا ہے ق اذکرونی اذکرکم تم مجھے یاد کرو تاکہ میں تمہیں یاد کروں می عس سعید بن جبیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں

اذکرونی بطاعتی اذکرکم بمغفرتی تم مجھے طاعت کیساتھ یاد کرو میں تمہیں مغفرت کیساتھ یاد کروں اور یہ بھی منقول ہے اذکرونی بالدعاء اذکرکم بالاجابة تم مجھے دعا کیساتھ ذکر کرو اور میں تمہیں اجابت کیساتھ ذکر کروں یعنی تم دعا کرو میں قبول فرماؤں اور یہ بھی آیا ہے اذکرونی ملاء من الناس اذکرکم فی ملاء من الملئکة تم مجھے آدمیوں کی جماعت میں یاد کرو میں تمہیں فرشتوں کی جماعت میں یاد کروں اذکرونی فی الرخاء اذکرکم فی البلاء تم مجھے فراغت میں یاد کرو میں تمہیں بلاؤ مصیبت میں یاد کروں اذکرونی فی السراء اذکرکم فی الضراء تم مجھے آسائش کی حالت میں یاد کرو میں تمہیں تکلیف کے وقت یاد کروں اذکرونی فی الیسر اذکرکم فی العسر تم مجھے آسانی میں یاد کرو میں تمہیں سختی میں یاد کروں اذکرونی فی الحیوٰة اذکرکم بعد الممات تم مجھے زندگی میں یاد کرو میں تمہیں تمہارے مرنے کے بعد یاد کروں اذکرونی فی الدنیا اذکرکم فی الآخرة تم مجھے دنیا میں یاد کرو میں تمہیں آخرت میں یاد کروں اذکرونی بالعبودیة اذکرکم بالربوبیة تم مجھے بندگی کی راہ سے یاد کرو میں تمہیں بوجہ اپنی ربوبیت کے یاد کروں اذکرونی بالاخلاص اذکرکم بالاختصاص تم اخلاص کیساتھ میرا ذکر کرو میں تمہیں ذکر میں خاص فرماؤں ھم س ب خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اے فرزند آدم اگر تو مجھے دل میں یاد کرے میں بھی تجھے دل میں یاد کروں اور جو تو مجھے حلقہ اور مجمع میں یاد کرے میں تجھے اُس مجمع میں کہ تیرے مجمع سے بہتر ہے یعنی کروبین و ملائکہ مقربین و ارواح انبیا و اولیا کے سامنے یاد فرماؤں اگر تو ایک بالشت میری طرف آوے تو میں ایک گز تجھ سے نزدیک ہوجاؤں اور جو تو میری طرف قدم قدم آوے میں تیری طرف دوڑوں اے عزیز اگر آدمی ہزار برس خون جگر کھاوے اور عمر بھر آنکھوں سے آنسو بہاوے بعدہ ذکر اُس کا اس بارگاہ میں آوے کمال عنایت اور مہربانی محبوب کی اور خوش نصیبی اپنی سمجھے کسی نے شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یہ آیت پڑھی اخسئوا فیھا ولا تکلمون آپ نے فرمایا خوشا نصیب اُنکی کہ محبوب سات ہزار برس کے بعد بھی اُن سے کلام کرے یہ نہ دیکھا کہ کیا کلام ہے بلکہ اس طرف خیال فرمایا کہ کس کا کلام ہے عاشق ہمکلامی جاناں پر دم دیتا ہے اور اس طرف کہ وہ کلام دلداری کا ہے یا دل شکنی کا اصلا خیال نہیں کرتا اے عزیز ذکر سے بڑھ کر اس راہ میں کوئی چیز کام نہیں آتی اور جو اطمینان اور روشنی اور صفائی اور استعداد قبول فیض کے یاد الٰہی کے سبب سے دل میں پیدا ہوتی ہے کسی چیز سے نہیں ہوتی جس قدر نام زیادہ لیا جاتا ہے اُسی قدر شجرۂ طیبہ معرفت بڑھتا جاتا ہے گویا ذکر چمن معرفت کے لئے آب حیات ہے اور سفینہ بحر طریقت کیواسطے باد مراد دفع بلا اور نجات از آفات میں اُس سے زیادہ کوئی چیز مؤثر نہیں یونس علیہ السلام کے قضیہ میں ارشاد ہوتا ہے فلولا انہ کان من المسبحین للبث فی بطنہ الی یوم یبعثون یعنی جو یونس تسبیح کرنے والوں سے نہ ہوتے قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے دعوی عشق و محبت کے دو گواہ ہیں ذکر مدام اور فکر تمام عشق ذکر سے پیدا ہوتا ہے لایزال العبد یذکرنی حتی عشقنی وعشقتہ اور عاشق بے یاد معشوق کے نہیں رہتا من احب شیئا اکثر ذکرہ شیطان ذکر سے بھاگ جاتا ہے علؔ فان ذکر اللہ خنس اور نور ذکر آگ کی طرح اُسکے وسوسوں کو جلا دیتا ہے جو دم بے ذکر کے گزرتا ہے ضائع ہے خوشا نصیب اور زہے قسمت اُس صاحب دولت کی جسے ایک دم یاد الٰہی کی توفیق دی جاوے شبلی رحمۃ اللہ علیہ طوبیٰ لمن کان فی عمرہ نفس۔ ؎ دولتش ہمنشیں بود ہمہ عمر؛ ہر کہ با تو دمے نشست اے دوست۔ ولنعم ما قیل ؎ آسماں سجدہ کند پیش زمینے کہ برو + یکدو کس یک دو نفس بہر خدا بنشیند + اے عزیز خدائے کریم جس کو سعید اور عزیز کیا

چاہتا ہے اُسکو دل شاغل اور زبان ذاکر عنایت فرماتا ہے اور شوق اپنی یاد کا اُس کے دل میں پیدا کرتا ہے یہاں تک کہ سوا مذکور کے سب کو بھول جاتا ہے بلکہ اپنے نفس سے بھی غافل ہوتا ہے ف واذکر ربك اذا نسیت اے نسیت نفسك اُس وقت نور یقین اُسکے دل میں پیدا ہوتا ہے اور آفتاب محبت مشرق قلب سے طلوع فرماتا ہے رفتہ رفتہ محب سے محبوب ہوجاتا ہے اور مقبولان حضرت صمدیت میں داخل ہوتا ہے ضؔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا خدایا تجھے سب بندوں میں کون زیادہ پیارا ہے ارشاد ہوا جو مجھے یاد کیا کرتا ہے جب یہ مقام آدمی کو حاصل ہوتا ہے اُسوقت ذکر سے بھی اعراض کر کے ہمہ تن مذکور کی محبت میں مستغرق ہوجاتا ہے بعض اولیا سے منقول ہے جو مذکور سے مل گیا ذکر سے مستغنی ہوا اس مقام پر ذکر حجاب راہ اور مذکور سے دور رکھنے والا ہے کسی نے اسی مقام پر کہا ہے ابعد ھم عن اللہ اکثرھم ذکراللہ جو خدا کو بہت یاد کرتے ہیں وہ خدا سے بہت دور پڑتے ہیں ؎ گر عاقلے حدیث تو کم کنمے + راہ سر گفت وگوے محکم کنمے + پس سوختہ چند فراہم کنمے + بر گفتہ بگریمے و ماتم کنمے ۔ ہر چند کہ ذکر علامت محبت مذکور ہے مگر جب محبت نہایت کو پہنچے آدمی کو اندھا اور بہرا کرتی ہے حبك الشئ یعمی ویصم اور زبان کو گونگا کر دیتی ہے ؎ احب مناجات الحبیب باوجہ + ولکن لسان العاشقین کلیل ۔ پس ابتدا محبت کی اور انتہا اُسکی نتیجہ ذکر اور کارخانہ دین و دنیا وابستہ محبت ہے گویا ذکر الٰہی سبب نظام ہر دو عالم ہے واللہ اعلم تتمیم افضل اذکار اور بہترین اوراد کلمہ طیبہ ہے چنانچہ نقل کرتے ہیں افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ بہت حدیثوں سے ثابت ہے کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے بہشت کا مستحق ہوجاتا ہے فوائد و فضائل اس کلمہ کے جس قدر وارد ہیں یہ رسالہ اُن کی تفصیل کی گنجائش نہیں رکھتا بلکہ انسان اُس کی فضل و بزرگی بیان نہیں کر سکتا نجات دوزخ سے اور حصول نعیم بہشت اسی کلمہ پر موقوف اور خوبی اور بھلائی دونوں جہان کی اُس سے منوط ہے اسکے برابر کوئی چیز غضب الٰہی سے محفوظ رکھنے میں نفع نہیں بخشتی کہ جب مالک اپنے مملوک سے ناراض ہو کر غضب میں آتا ہے اور بندہ اپنے مالک کے قدموں پر گر پڑتا ہے مالک اُسپر رحم فرماتا ہے اسی طرح جب بندہ اپنے معبود کو قبلہ توجہ کا کرتا ہے اور تمام عالم سے انقطاع کر کے اسی کیطرف رجوع لاتا ہے ارحم الراحمین اُسپر نظر رحمت فرماتا ہے اور اپنے سخط و غضب سے نجات بخشتا ہے یہانتک کہ باجماع امت اسکی تصدیق کرنیوالا باوجود اس کے کہ عمر بھر کبائر میں منہمک ہے دوزخ میں ہمیشہ نہ رہیگا علامہ شرف الدین یحییٰ منیری حدیث قدسی لا الٰہ الا اللہ حصنی فمن دخل حصنی امن من عذابی یہ کلمہ ننانوے رحمت کی کنجی ہے کہ قفل اُن کا بے اسکے نہیں کھلتا بعض اہل کشف و شہود فرماتے ہیں ہم کو مکاشفہ سے دریافت ہوا ہے کہ اگر اس کلمہ سے تمام جہان کو بخش دیں اور بہشت میں داخل کریں ہو سکتا ہے اور جو برکتیں اس کی سب جہان کو تقسیم کریں ابدالآباد تک کافی ہوں تمام دنیا اس کلمہ کی جنب میں اسقدر بھی قدر نہیں رکھتی جیسے ذرہ آفتاب کے سامنے اور قطرہ دریا کے مقابلہ میں جس وقت کہ معاملہ غیب صرف سے پڑتا ہے یہی کلمہ اُس وقت مدد کرتا ہے اور کام آتا ہے کمالات مرتبۂ ولایت کے اس کے آثار و نتائج سے ہیں اور عفو کبائر اس کے ثمرات سے آے عزیز عفو کبائر ایک طرف اس کلمہ کے بدولت برائیاں نیکیوں سے بدلی جاتی ہیں ف اولٰئك یبدل اللہ سیئاتھم حسنات اور خوبیاں اور نعمتیں دارین کی حاصل ہوتی ہیں جب آدمی عالم سے انقطاع کر کے خدا کی نزدیکی حاصل کرتا ہے اُسوقت فائدہ اور مرتبہ اس کلمہ کا اُسکو معلوم ہوتا ہے اور جس قدر مرتبہ اُسکا بڑھتا جاتا ہے اُسی قدر عظمت کلمہ کی دل میں زیادہ پیدا ہوتی ہے اور جسقدر عظمت

کلمہ دل میں زیادہ ہوتی جاتی ہے اُسی قدر مرتبہ اُس کا بڑھتا جاتا ہے راہ مولیٰ دو قدم ہے پہلا قدم اُس کے جزء اول اور دوسرا قدم اُس کا اُسکے جزء ثانی سے قطع ہوتا ہے یہاں تک کہ انسان اپنے منتہیٰ کو پہنچتا ہے اور جلوہ محبوب حقیقی کا بقدر اُس صفائی اور روشنی کے کہ اس کلمہ کی برکت سے میسر ہوتی ہے نظر آتا ہے اللھم اذقنا حلاوتھا واتمم لنا نورھا واغفرلنا انک علیٰ کل شیئ قدیر لطیفہ بعض اہل تفسیر نے الم کے لطائف میں لکھا ہے کہ الف کا مخرج اقصی حلق ہے کہ مبدء مخارج ہے اور لام کا طرف زبان کہ اوسط مخارج ہے اور میم کا شفہ اور وہ آخر مخارج کا ہے ان تینوں حرفوں کے جمع کرنے میں اس مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ یاد الٰہی کو اپنے کلام کا اول اور اوسط اور آخر کرے اور کسی وقت اُس کے ذکر سے غافل نہ رہے لطیفہ بغوی معالم میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے ہر فرض کے لئے ایک حد مقرر فرمائی اور صاحب عذر کو مہلت دی سوا ذکر کے کہ نہ اُس کے لئے حد مقرر کی اور نہ عذر کو اُس میں دخل ہے ہر وقت اور ہر حال میں مندوب اور کثرت اُسکی مطلوب ہے **ق** الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلیٰ جنوبھم **ق** یاایھا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا **ق** کذکرکم اباءکم او اشد ذکرا **ق** من اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا **ق** ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین **ق** فاذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون وغیرھا من الایات المحکمات الدالۃ علیٰ ذلک ہرچند حقیقت ذکر کی دل اور زبان کی موافقت اور مطابقت سے حاصل ہوتی ہے بلکہ حقیقت میں اعتبار دل کا ہے مگر ذکر لسانی بھی اگرچہ دل حاضر نہو فائدہ سے خالی نہیں بیہودہ گوئی سے بچتا ہے اور اچھی بات کی عادت ہوتی ہے کسی مرید نے خواجہ عثمانی مغربی سے عرض کیا کہ زبان سے ذکر کرتا ہوں مگر دل میرا حاضر نہیں ہوتا فرمایا شکر کر کہ خدا نے ایک عضو تیرے بدن کا اپنے کام میں رکھا شیطان اس جگہ یہ وسوسہ دل میں ڈالتا ہے کہ جب دل حاضر نہیں زبان سے ذکر کرنا بے فائدہ ہے سابق بالخیرات اُس بدذات کے جواب میں کہتے ہیں کہ ہم دل کو حاضر کر کے تیرے زخم دل پر نمک چھڑکیں گے اور تیری آتش حسد کو بھڑکائیں گے اور مقتصد اُس مفسد کو جواب دیتے ہیں کہ بہرحال زبان سے ذکر کرنا خاموشی اور فضول باتوں سے اچھا ہے آدمی کو چاہئے دل کے احضار میں کوشش اور مبالغہ کرے اور جو کسی وقت حاضر نہ ہو سکے تو ذکر لسانی ہی کو غنیمت سمجھے جیسے بادشاہت نہ ملے تو کیا ضرور ہے کہ خدمت شاہی چھوڑ کر کناسی اختیار کرے اور ظالم لنفسہ اُس دشمن دین وایمان کی بات پر اعتماد کرتا ہے اور اُس کے وسوسوں کو قبول کر کے خدا کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے اور ذکر لسانی سے خاموشی کو بہتر جان کر اوراد و وظائف ترک کرتا ہے اور وہ جو بعض صوفیہ سے منقول ہے کہ جس کی زبان شاغل اور دل غافل ہے نفاق خفی میں مبتلا ہے بر تقدیر ثبوت کے اُس سے ذکر قلبی کی ترغیب اور غفلت دل کی مذمت اور ترہیب میں مبالغہ مقصود ہے یا باعتبار مقام مقربین اور مرتبہ کاملین کے انفراد زبان کو نفاق خفی کہہ سکتے ہیں اگرچہ بنظر عوام مومنین اُسے بھی عبادت سے شمار کریں حسنات الابرار سیئات المقربین تذئیل بعضوں کے نزدیک فکر ذکر سے افضل ہے مرج البحرین کہ حدیث میں آیا ہے ایک ساعت فکر کرنا دو برس اور ایک روایت میں ساٹھ برس کی عبادت سے افضل ہے اور یہ تفاوت باعتبار درجات متفکرین اور فکر کے ہے اور بعضے ذکر کو فکر سے افضل جانتے ہیں کہ ذکر صفت حق ہے اذکرکم اور فکر صفت خلق اور ذکر متعلق باسم ذات بلکہ متعلق ذات اور فکر متعلق بصفات تفکروا فی الائہ ولا تفکروا فی ذاتہ اور حق یہ ہے کہ یہ دونوں عمدہ طریق معرفت کے ہیں

اور تفضیل ایک کی دوسرے پر علی الاطلاق صحیح نہیں بلکہ بعض اوقات اور بعض احوال بعض اشخاص کے حق میں ذکر فکر سے انسب اور افضل ہے اور باعتبار بعض احوال و اوقات و اشخاص کے فکر اولیٰ اور بہتر ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم معنی یازدہم نفس کشی اور مخالفت ہوا یعنی جب تم اپنے ضروری کاروبار سے فارغ ہو تو نفس کے مارنے اور اُسکے خلاف میں مشغول رہو ہر چند کہ یہ کمال اُس جناب صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام خلق سے زیادہ بدایت امر میں حاصل تھا مگر نہایت و کمال اسکا کہ مافوق اس سے متصور نہیں آخر عمر میں حاصل ہوا قال اللہ تعالیٰ وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ جب آپ غزوہ تبوک سے لوٹے تو فرمایا رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر جہاد اصغر سے جہاد بالکفار اور جہاد اکبر سے جہاد بالنفس مراد ہے اور اکبر کہنا اُسکو بنظر اُس سختی و مشقت کے ہے کہ جہاد اصغر کی مشقت سے کروروں مرتبے زیادہ ہے جہاد اصغر میں ایک موت ہے اور جہاد اکبر میں ہر دم موت ہے اسی واسطے اُسکو لفظ نصب کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے یا اکبر کہنا اُسکو باعتبار اُس کے ثواب اور فائدہ کے ہے کہ جہاد بالکفار کا ثواب اور فائدہ اُس سے اصلا نسبت نہیں رکھتا اے عزیز نفس کشی اور مخالفت ہوا اصل کار ہے مقصود بے اس کے ہرگز حاصل نہیں ہوتا ہے بذلوا ارواحکم یا عاشقین + ان تکونوا فی ھواھا صادقین گوئے دولت آں سعادت مند برد + کو بپائے دلبر خود جاں سپرد + گرہمی خواہی حیات و عیش خوش + گاؤ نفس خویش را اول بکش ۔ جس نے ہوا کو ترک کیا مطلب کو پہنچا اور جو اُس میں گرفتار رہا ہلاک ہو گیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ وکان امرہ فرطا اُس کی پیروی نہ کر جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش پر چلا پس ہو گیا کام اُس کا ضائع ف ومن اضل ممن اتبع ھواہ بغیر ھدی من اللہ اور اُس سے زیادہ کون گمراہ ہے جو اپنی خواہش کی پیروی کرے بغیر ہدایت خدا کے ف افرأیت من اتخذ الٰھہ ھواہ کیا تو نے دیکھا اُسکو جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا ٹھیرالیا ف بل اتبع الذین ظلموا اھواءھم بلکہ ظالموں نے اپنی خواہشوں کی پیروی کی ف وتتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ اپنی خواہش کی پیروی نہ کر کہ خدا کی راہ سے تجھے بھٹکا دے گی ف واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ھی الماویٰ اور جو خدا کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرے اور نفس کو خواہش سے روکے پس بیشک اُس کا ٹھکانہ بہشت ہے نبا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اشد ما اخاف علیکم خصلتان اتباع الھویٰ وطول الامل یعنی مجھے دو خصلتوں سے تم پر سخت خوف آتا ہے ایک پیروی نفس دوسرے درازی امید اور یہ بھی وارد ہوا ہے حف کہ تین چیزیں آدمی کو ہلاک کرنیوالی ہیں بخل اور ہوی اور عجب اور قرآن میں بھی وارد ہے واتبع ھوٰہ فتردیٰ اپنی خواہش پر چلا پس ہلاک ہو گیا اور ترمذی کی حدیث میں آیا ہے جو نفس کی پیروی کرے عاجز ہے کسی نے خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا وصل کسے کہتے ہیں فرمایا ترک ہوا و ہوس اور خواجہ ابو تراب نخشبی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ توبہ کیا ہے کہا ہوا و ہوس کو چھوڑنا کسی بزرگ سے پوچھا گیا کہ اسلام کیا ہے فرمایا نفس کی مخالفت اور شمشیر ریاضت سے اُسے ذبح کرنا جو اُسے قتل کرتا ہے مراد کو پہنچتا ہے من قتل نفسہ فانا دیتہ بعض صوفیا فرماتے ہیں کہ نفس کی مخالفت سب عبادتوں کی جڑ ہے اور خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خواہش پر چلنا کفر کی بنیاد ہے ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کنجی عبادت کی فکر ہے اور دلیل معرفت کی مخالفت ہوی اہل طریقت

متفق ہیں کہ ترک ہوائی پہلا درجہ معرفت کا ہے خواجہ محمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ عجب ہے اُسکے حال پر جو اپنے حظ نفس کیلئے کعبہ کو جاتا ہے اگر خواہش کو چھوڑے مالک کعبہ تک پہنچے خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو اڑتے دیکھا پوچھا یہ مرتبہ تجھے کس طرح حاصل ہوا کہا میں نے ہوا اور خواہش پر قدم مارا ہوا میں اڑنے لگا ابو بکر وراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے نزدیک خواہش سے بدتر کوئی بُرائی اور شہوت سے زیادہ کوئی گمراہی نہیں شریعت میں آدمی اُسوقت بالغ ہوتا ہے کہ شہوت صحیح اور خواہش صادق حاصل ہو اور طریقت میں جب بالغ ہوتا ہے کہ خواہش اور شہوت اصلا باقی نہ رہے بحر العلوم حاشیہ میر زاہد جلالیہ میں ثابت کرتے ہیں کہ ہوائے نفس غلطی اور گمراہی کا سبب ہے اگر ریاضت و مشقت سے یہ آفت زائل ہو تو فطرت انسانیہ بے استعمال قواعد منطق مطلب کو دریافت کرسکے اور ادراک میں کبھی غلطی نہ کرے بعض کاملین سے منقول ہے کہ نفس کا پیرو اگر آسمان پر اڑتا ہے خدا سے دور ہے اور جو اُس سے دور ہے اگر مزبلہ میں پڑا ہے خدا سے قریب ہے ؎ ہر کہ ایں سگ را کند بند گراں ÷ خاک او بہتر ز خون دیگراں - اے عزیز جو نفس کی پیروی کرتا ہے ہزار طرح کی ذلت و خواری میں مبتلا ہوتا ہے اور جو اُس پر لات مارتا ہے عزت و حرمت دنیا و آخرت میں حاصل کرتا ہے زلیخا کو خواہش نفس نے محتاج اور یوسف علیہ السلام کو ترک ہوا نے صاحب تاج کیا ابتدا ہر معصیت کی اور اصل ہر آفت کی یہی سرکش ہے والبادی اظلم شیطان بے اس کی مدد کے دخل نہیں کرسکتا اور کوئی شخص بے اس کا سر کاٹے بے اسکے قتل کئے راہ مولیٰ میں قدم نہیں دھر سکتا دوستی مولیٰ کی اسکی دشمنی سے حاصل ہوتی ہے اور فرمانبرداری اُسکی اسکی نافرمانی سے ہاتھ آتی ہے جو اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے محبت سے بے بہرہ اور جو نفس کے کہنے پر چلتا ہے دعوی اسلام اس کو نازیبا ہے حسن بصری کہتے ہیں کوئی جانور بدلگام نفس سے بدتر نہیں خواجہ ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک راہب سے ملک روم میں ملاقات ہوئی دنیا اُس نے ستر برس سے چھوڑدی تھی میں نے کہا رہبانیت چالیس برس سے زیادہ نہیں کہا میں اپنے نفس کو بند کئے اور اُس کی خواہش کو روکے بیٹھا ہوں تا اس شوریدہ سر کے شر اور ایذا سے خلق کو محفوظ رکھوں یہ رہبانیت نہیں بلکہ سگبانی ہے اے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کسی سے کام نہ رکھ اپنے نفس کی فکر کر جب اُسکو یاد رے غافل مت ہوجا کہ ہوائے نفس ہر روز نئی طرح کا لباس پہنکر دھوکا دیتی ہے اور ہر وقت نئے طور سے گمراہ کرتی ہے آدمی ہزار طرح سے اس کتے کی دم کو سنوارے مگر کجی سے باز نہ آوے اور لاکھ طرح سے اسے روکے مگر ایک دم کی غفلت میں زنجیریں توڑ کر قابو سے نکل جاوے پہاڑ کو ناخن سے کاٹنا سہل ہے اور اس گمراہ کو راہ پر لانا مشکل اے عزیز نفس بے تمیز کسی حالت میں شرارت سے باز نہیں آتا اور ہر وقت نیا رنگ لاتا ہے بھوک کیوقت دیوانہ ہوجاتا ہے اور گدھے کی طرح چلاتا ہے سیر ہوتا ہے تو سرکشی کرتا ہے اور کتے کی طرح بے وجہ کاٹنے کو دوڑتا ہے غصہ کیوقت درندہ اور تنعم کیوقت فرعون بن جاتا ہے ہرچند خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شفیع لادیں اور سکرات موت اور گور کی سختی اور محشر کی تکلیف اور دوزخ کے عذاب سے ڈراویں شرارت اور کبر و نخوت سے باز نہیں آتا وللہ در من قال ؎ گرسنہ چوں میشوی سگ می شوی ÷ سخت بدپیوند و بدرگ میشوی ÷ چوں شدی تو سیر مردارے شدی ÷ بیخبر افتادہ دیوارے شدی ÷ پس دمے مردار و دیگر دم سگی ÷ چوں کنی در راہ شیراں خوش تگی - اسی واسطے مردان راہ شب و روز اُس سے ہوشیار رہتے ہیں اور اُس کی مخالفت اور قتل اور تعذیب اور تذلیل اور توہین کو مدار کار سمجھتے ہیں علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں

کسی بزرگ سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص نفس کو تکلیف نہ دے اور عذاب نہ کرے ثواب راحت سے اور جو اُسے قتل کرے حیٰوۃ ابدیہ سے محروم رہے کہ تنعم دائم اُسکی تعذیب اور زندگی ابدی اُس کے ہلاک پر موقوف ہے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎ نفس فرعونیست آنرا خوار کن ✣ تانیارد یاد از کفر کہن ✣ دشمن راہ خدا را خوار دار ✣ دزد را منبر منہ بردار دار ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کوہ لبنان پر میں نے بہت انار دیکھے جی چاہا کھاؤں کھٹے تھے نہ کھائے ایک شخص نظر آیا بے شمار بھڑیں اُس کے بدن سے لپٹی ہیں اور گوشت اُس کا نوچ نوچ کر کھاتی ہیں قریب جاکر اُسکو سلام کیا کہا وعلیک السلام یا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ میں نے کہا تو نے مجھے کس طرح پہچانا کہا جو خدا کو پہچانتا ہے اُس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی میں نے کہا تم خدا کے مقبول معلوم ہوتے ہو کس لئے دعا نہیں کرتے کہ خدا ان بھڑوں کو تم سے دور کرے فرمایا اے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ تو بھی خدا سے ایک حالت رکھتا ہے کس لئے دعا نہیں کرتا کہ خدا تیرے دل سے انار کی خواہش دور کرے زخم بھڑوں کا اِس عالم میں اور زخم انار کی خواہش کا اُس عالم میں ہے ایک کامل کے نفس نے کسی کھانے کی طرف رغبت کی اتفاقاً وہ چیز اُسی وقت میسر ہو گئی تیس برس تک نفس واویلا کرتا رہا مگر زبان پر نہ رکھی آخر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اجازت دی جب کھائی پھر ایک دن نفس نے کسی چیز کی خواہش کی کہا اے احمق تیس برس تک اگر تو فریاد کرے تو شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکم کریں اور بے حکم اُن کے سو برس کے بعد بھی تیرا کہنا نہ مانوں گا اور کبھی تیری خواہش پر عمل نہ کرونگا امام ابو عبداللہ یافعی ابو حمزہ خراسانی رحمۃ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک بار کوئیں میں گر پڑا نفس نے کہا فریاد کر تا کوئی نکال لے نہ مانا یہاں تک کہ دو شخص اُدھر سے نکلے اور آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ اس کوئیں کو پاٹ دیں اُسوقت نفس بہت گھبرایا مگر میں نے اپنے حال سے اُن کو اطلاع نہ کی پھر ایک جماعت اُدھر سے گزری ہر چند نفس نے چاہا میں نے اُن کو بھی مطلع نہ کیا پھر ایک شیر آیا اُس نے کوئیں میں اپنے پاؤں لٹکا کر اشارہ کیا میں نے اُس کے اس فعل کو خدا کی طرف سے سمجھا اور اُس کے پاؤں پکڑ کر باہر نکل آیا غیب سے ندا ہوئی یا ابا حمزۃ الیس ھذا احسن نجینا من التلف بالتلف اے ابو حمزہ کیا یہ بات اچھی نہیں کہ ہم نے تجھے تلف سے بواسطہ تلف کرنیوالے کے نجات دی ایک بزرگ کسی گاؤں میں تشریف لے گئے وہاں کے باشندے شام سے کواڑیں بند کر کے اپنے اپنے گھروں میں بیٹھ رہے اس کا سبب دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہاں رات کے وقت ایک شیر آتا ہے جسکو باہر پاتا ہے کھا جاتا ہے نفس نے کہا یہاں سے بھاگ چل نہ مانا بلکہ خاص اُس جگہ جہاں شیر بیٹھا کرتا جاکر سو رہے شیر آیا مگر اُنھیں نہ ستایا مرج البحرین ایک صاحب حال کو احتلام ہوا نفس نے کہا موسم جاڑے کا ہے حوض پر برف جما ہوا ہے ہوا سرد اور تیز ہے بدن ناتواں ہے اسوقت نہانا اچھا نہیں اُسی وقت گدڑی پہنے ہوئے پانی میں کود پڑے جب غسل سے فارغ ہوئے نفس نے کہا گدڑی اتار کر سکھالے نہ سکھائی یہاں تک کہ کئی دن کے بعد بدن پر خشک ہوئی ایک بزرگ کے پاؤں میں کانٹا لگا نفس نے کہا ذرا بیٹھ کر کانٹا نکال لے نہ مانا اُسی حال میں راہ چلتے رہے یہاں تک اس صدمہ سے اندھے ہو گئے ایک کامل نے کئی دن کے فاقہ کے بعد ایک انگور نفس کے کہنے سے کھالیا اسکے جرمانہ میں دو برس فاقہ کیا عہ عتبۃ العلام نے عبدالواحد بن زید سے کہا کہ فلاں شخص وہ باتیں کرتا ہے جو مجھ سے نہیں ہوتیں فرمایا وہ روکھی روٹی اور تو چھوارے کیساتھ کھاتا ہے اگر تو بھی چھوارے کھانا چھوڑ دے اُسکے برابر ہو جائے کہتے ہیں اس کے بعد عتبۃ العلام

رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی پکا ہوا آٹا اور ٹھنڈا پانی نہ پیا خمیر کو دھوپ میں خشک کر کے کھالیتے اور پانی گرم کر کے پیتے۔ ع مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے نفس نے دودھ کی خواہش کی چالیس برس تک نہ پیا کسی نے آپ کو تھوڑے چھوارے دیئے ہاتھ میں لیکر پھیر دیئے اور فرمایا تم کھاؤ میں نے چالیس برس سے نہیں کھائے ع ایک بزرگ کے نفس نے کسی گناہ کی طرف رغبت کی گرم ریت پر لوٹنے لگے اور فرمایا اے نفس تجھ سے ریت کی گرمی نہیں اٹھائی جاتی دوزخ کی حرارت کروروں مرتبے اس سے سخت ہے کس طرح اٹھائی جائے گی ع احمد بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے نفس کی خواہش سے ایک لقمہ گرم روٹی کا مونہہ میں رکھ لیا فوراً تھوک دیا اور رو کر جناب الٰہی میں عرض کیا خدایا تجھے شاید میری تعذیب منظور ہے کہ خواہش کو مجھ پر مسلط کیا اور اُسے میرے سامنے رکھا الٰہی توبہ کرتا ہوں معاف فرما ع مالک بن ضیغم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے بازار بصرہ میں ایک ترکاری بکتی دیکھی نفس نے اُسکی خواہش کی چالیس برس ہوئے آج تک نہیں کھائی کہتے ہیں کسی بیابان میں شیخ ابوحفص حداد رحمۃ اللہ علیہ پر کئی فاقے گزرے خادموں کے باطن سے الجوع الجوع کی صدا آنے لگی ناگاہ ایک ہرن آیا اور آپ کے سجادہ پر گر پڑا خادموں نے اُسکو فتوحات غیب سے سمجھ کر ذبح کرنا چاہا حضرت نے فرمایا اسے چھوڑ دو کہ نفس اس وقت کھانے کی طرف راغب ہے اور مراد نفس پر کھانا حرام ہے ؎ مراد ما بغیر از حق حرام است + غم او در جہاں مار اتمام است ۔ احمد بن ارقم بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک سال میرا نفس جہاد کی ترغیب دینے لگا میں نے سوچا کہ خدا نے اُسے امارہ بالسوء فرمایا یقیناً اس ترغیب میں کچھ فریب ہے اُس سے کہا اے نفس اگر تو تنہائی سے گھبرا کر چاہتا ہے کہ اس حیلہ سے شہروں اور بازاروں کی سیر اور لوگوں سے ملاقات کرے تو میں جنگل کی راہ چلونگا تا کوئی تیرے حال سے واقف نہو اور تیری تعظیم اور توقیر واقع نہو اس بات پر بھی راضی ہو گیا پھر کہا اے نفس میں بے ہتھیار دشمن سے لڑونگا اور سب سے پہلے اپنی جان خدا کی راہ میں قربان کرونگا یہ بھی قبول کر لیا جب تو میں حیران ہوا اور جناب الٰہی میں عرض کیا خدایا تیرا کلام سچا ہے اور میرا نفس جھوٹا ہے مجھے اُس کے مکر و فریب سے آگاہ فرما مکاشفہ میں مطلب اُسکا معلوم ہوا کہ احمد میری کسی خواہش پر عمل نہیں کرتا رات دن تنہائی میں مجھے قتل کیا کرتا ہے کاش میدان میں مارا جاؤں کہ اس ہر روز کی موت سے نجات پاؤں سب کہیں احمد شہید ہوا احمد شہید ہوا جب میں اُسکے فریب پر متنبہ ہوا اُس سال جہاد ترک کیا اے عزیز تو نے سنا کہ بزرگان دین اُس سے کس قدر ہوشیار رہتے ہیں اور اُسکی مخالفت میں کیسی محنت و جانفشانی اختیار کرتے ہیں مدار کار اس مکار کی ہلاک پر ہے جب تک یہ رہزن راہ سے نہ اٹھ جاوے سالک مطلوب تک کس طرح پہنچے اگر وقت اجابت میسر ہو یہی دعا کر کہ خدا تجھے تیرے سامنے سے اٹھا لے اور نفس سرکش کے پنجے سے چھڑا لے ؎ نفس من بگرفت سرتا پائے من + گر نہ گیری دست من اے وائے من + گم شدم در بحر حیرت ناگہاں + زیں ہمہ سرگشتگی بازم رہاں + پردہ برگیر آخر و جانم مسوز + پیش ازیں در پردہ پنہانم مسوز + باز ازیں آلودگی پاکم بکن + یا نہ در خونم کش و خاکم مکن ۔ سوال اہلاک نفس محال ہے کوئی کامل اُسے ہلاک نہ کر سکا شیخ ابو علی سیاح رحمۃ اللہ علیہ نے اُسے اپنی شکل پر دیکھا بال اُسکے پکڑ کر درخت سے باندھا اور ارادہ اُسکے قتل کا کیا کہا اے ابو علی اس قصد سے ہاتھ اُٹھا کہ میں جنود الٰہی سے ہوں تو مجھے ہلاک نہیں کر سکتا جب اولیا کرام نے اُسکے اہلاک پر قدرت نہ پائی تو اور کون قتل کر سکتا ہے جواب قتل نفس سے اُسکی خواہش کو مارنا اور شریعت

کیسا منے مردہ کی مانند مجبور اور بے اختیار کر دینا اور تعذیب سے اُسکی تادیب مراد ہے نہ معنی حقیقی قتل و تعذیب کی کہ بعد انقیاد کے وجود اُسکا مضر نہیں کتا جب مطیع ہوجاتا ہے اور ہنر اور ادب سیکھ لیتا ہے اُسکا رکھنا جائز ہوتا ہے النفس کلب یباح وامساك الکلب بعد ریاضة مباح بلکہ مفید ہے حتی یکون هو نه تبعا لما جئت به امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر نفس حق سے موافق ہوجاوے تو گویا شہد مکھن کیساتھ ہے اے عزیز دل بیدار اور عقل سلیم درکار ہے اگر ہاتھ آوے تو نفس تیرا فرمانبردار ہوجاوے مصرعہ هی النفس ما حملته تتحمل خرمن سوزی اور کارسازی جان افروزی اور عقل گدازی کام اُسکا ہے جسطرح غفلت و بے پرواہی سے سباع و بہائم کی عادت اختیار کرتا ہے اسی طرح ریاضت کے بعد روح کی مانند عالم امر کا مشتاق ہوجاتا ہے پس قول صحیح اور طریق سالم یہ ہے کہ اگر نفس سرکشی اور نافرمانی سے باز آوے اور ریاضت و مشقت سے حق کا تابع ہوجاوے تو اُس پر جبر و عتاب نہ کرے اور اُسکے اہلاک اور تعذیب کے درپے نہ رہے دشمن سے اُسی وقت تک عداوت جائز ہے جب تک وہ عداوت کے درپے ہے ف فعاقبوا بمثل ما عوقبتم اور جب دشمن اطاعت اختیار کرے اور عداوت سے باز آوے تو اُس سے عداوت کرنا اور اُسکو ایذا پہنچانا مروت سے بعید ہے ف فان جنحوا للسلم فاجنح لها ہاں اُسکی فرمانبرداری اور دوستی پر اعتماد کلی کرکے غافل نہ ہوجاوے اور ہر وقت اُس سے ہوشیار رہے مبادا دوست بنکر دشمنی کرے اور فریب سے تیرا کام تمام کردے ؎ بر تواضع ہائے دشمن تکیہ کردن ابلہی است + پا بوسی سیل از پا افگند دیوار را + اور جو اپنی شیطنت اور شرارت سے باز نہ آوے تو اُسکو زجر و توبیخ اور نصیحت و ملامت و تہدید و تنبیہ سے جس طرح موقع ہو قابو میں لاوے اور اُسکی خواہش اور شہوت کی مخالفت پر کمر مضبوط باندھے اور اُسکو ریاضت اور فاقہ سے کمزور کرے اور لگام تقویٰ کی اُس کے مونہہ میں دے اور اُن باتوں میں جو اُس کے زور کو گھٹا دیں مشغول رہے تا حرف خواہش کا درمیان سے اُٹھ جاوے اور حقیقت تصوف کی کہ عبارت ترک ہوا و ہوس سے ہے ہاتھ آوے اے عزیز خواہش نفس اصل تمام آفات کی ہے اسی کے سبب سے آدم علیہ السلام بہشت سے زمین میں آئے اور ہاروت و ماروت چاہ بابل میں قید ہوئے قابیل کو اس نے حسد کی رسی سے باندھا اور فرعون کو حب ریاست کے جال میں پھانسا صوفیہ فرماتے ہیں جہاں خواہش ہے ہزار کاہش ہے موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام پر دو اعتراض کے مصحبت برہم نہوئی تیسرے اعتراض میں تو خواہش کی پائی گئی ف لو شئت لاتخذت علیه اجراه جدائی کی ٹھہری ف هذا فراق بینی و بینك مشائخ تصریح کرتے ہیں کہ طالب پر سب بلائیں خواہش کے سبب سے نازل ہوتی ہیں اگر آرزو و خواہش اور حصر و تعصیب کو دخل نہ دے کبھی کوئی آفت قریب نہ آئے ؎ ہر چہ آید بر تو از ظلمات و غم + آں زبے باکیست و گستاخی ہم + ایں ہمہ غمہا کہ اندر سینہا است + از بخار گرد و باد و بود ہا است ۔ آدمی جبتک خواہش سے دست بردار نہیں ہوتا راہ مولیٰ میں قدم نہیں رکھ سکتا الی اللہ ان یکون لصاحب النفس الیه سبیلا اہل طریقت کہتے ہیں راہ مولیٰ دو قدم ہے اول ترک دنیا دوم ترک نفس ثم انت و ربك مصرعہ یک قدم بر نفس زن واں یک قدم در کوئے دوست پروردگار تقدس و تعالیٰ فرماتا ہے وَاِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ یعنی جب تم اپنے ضروری کاروبار سے فارغ ہو تو نفس کشی اور مخالفت ہوا میں مشغول ہو اور اپنے رب کی طرف متوجہ گویا ارشاد ہوتا ہے کہ جب تم نے نفس کو مغلوب اور اُسکی خواہش کو ہمارے حکم کے تابع کرلیا تو اب اس راہ میں کوئی مانع اور مزاحم نہ رہا بے تکلف ہماری طرف متوجہ ہو اور طلب میں مشغول قولہ تعالیٰ وَاِلٰی رَبِّكَ

فارغب تفسیر اس آیت کی پانچ بحثوں کو متضمن ہے **بحث اول** یہ جملہ انشائیہ جزا پر معطوف ہے ای اذا فرغت من امور الدنیا او الجہاد الاصغر فانصب فی العبادۃ والجہاد الاکبر وارغب الی اللہ عزوجل **بحث دوم** الی انتہا رغایت کیواسطے آتا ہے یعنی مجاہدہ نفس اور عبادت اور نماز اور فکر اور ذکر اور گریہ وغم اور تہجد اور استغفار ات اور دعا اور تجرید و تفرید پر اقتصار کر کے مت بیٹھ رہ کہ کمال حقیقی اور منتہائے سلوک جناب باری ہے چنانچہ دوسری جگہ صاف ارشاد ہوتا ہے۔ ان الی ربک المنتہی بیشک تیرے رب کیطرف نہایت ہے اے عزیز مقصود اصلی اور مطلوب حقیقی خدا تک پہنچنا اور اسکو پہچاننا ہے مجاہدہ اور ریاضت اور ذکر و فکر اور تجرید و تفرید وغیرہا وسائل اس مقصد و مطلب کے ہیں صوفیہ کرام فرماتے ہیں اگر آدمی بہتے پانی پر مصلی بچھا سکے اور ہوا میں نماز پڑھ سکے آپ کو کامل نہ سمجھے اسلئے کہ مچھلیاں پانی میں اور پرند ہوا میں اُسکی بندگی اور عبادت کرتے ہیں اگر اس نے بھی ہوا اور پانی پر نماز پڑھ لی کیا کمال ہوا فارق انسان و حیوان میں محبت و معرفت ہے نہ آب و ہوا پر عبادت جو شخص اس دولت سے بہرہ نہیں رکھتا دعوی انسانیت کا اُسکو زیب نہیں دیتا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیائے سعادت میں کہتے ہیں کہ محبت الٰہی بندوں پر بالاجماع فرض ہے اور احیاء العلوم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ کسی کا ایمان ٹھیک نہیں ہوتا جبتک خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ دوست نہیں رکھتا غ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کیا ہے فرمایا خدا اور رسول کو تمام خلق سے زیادہ دوست رکھنا بندہ مومن نہیں ہوتا جبتک خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل اور مال اور خلق سے زیادہ دوست نہیں رکھتا **ف** الذین امنوا وعملوا الصالحات واخبتوا الی ربہم اولئک اصحاب الجنۃ ھم فیہا خالدون ۝ جو لوگ ایمان لائے اور اُنہوں نے اچھے کام کئے اور خدا سے دل لگا بیٹھے یہی لوگ بہشتی ہیں وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں غ ایک اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب ہوگی فرمایا تو نے اُس دن کیلئے کیا تیار کیا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس نماز روزہ بہت نہیں ہے مگر خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں فرمایا کل ہر شخص اُسکے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھے گا **فائدہ** اے عزیز اس دولت سے زیادہ کوئی چیز نہیں یہ وعدۂ وصل دائم ہے اگر تمام عالم اس پر نثار کرے تھوڑا ہے اور جو دنیا و ما فیہا اُس پر قربان کرے زیبا غ عیسیٰ علیہ السلام ایک قوم پر گزرے وہ لوگ نہایت ضعیف و نزار تھے پوچھا کیا حال ہے عرض کیا امید بہشت نے ہمارا یہ حال کر دیا فرمایا تمہاری آرزو تم کو حاصل ہوگی دوسری قوم پر گزر ہوا اُن سے بھی زیادہ نحیف و ناتواں تھی اور چہرے اُن کے آئینوں کے مانند تاباں حال اُن کا دریافت کیا کہا خدا کی محبت نے ہمارا تن بدن گلا دیا آپ اُن کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا تم خدا کے دوست ہو اور اُس کے مقرب ہم کو حکم ہے کہ تمہاری صحبت اختیار کریں اور تمہارے پاس بیٹھیں بعض صحیفوں میں لکھا ہے کہ اے میرے بندہ میں تجھے دوست رکھتا ہوں بحق میرے کہ تجھ پر ہے تو بھی مجھے دوست رکھ غ کسی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ افضل امور کیا ہے فرمایا محبت خدا اور رضا بالقضا غ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قیامت کو ہر شخص پیغمبروں سے نسبت کیا جائیگا مثلاً کہا جائیگا اے اُمت موسیٰ علیہ السلام اے اُمت عیسیٰ علیہ السلام اے اُمت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مگر خدا تعالیٰ کے دوست اُسکے نام کے ساتھ پکارے جائیں گے اُن سے کہیں گے اے خدا کے دوستو ادھر آؤ ہمارے پاس بیٹھو اُس وقت اُن کے دل خوشی کے سبب سے چھلنے لگیں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولا ھم یحزنون ۝ یعنی بیشک خدا کے دوست خوف اور

غم سے محفوظ رہیں گے آسمان باآں صلابت اور کرسی باآں وسعت اور عرش باآں عظمت اس بارگراں کی تاب نہ لایا **ف**
انا عرضنا الامانة علی السمٰوٰت والارض والجبال فابین ان یحملنها انسان ضعیف البنیان کہ ازل سے بداغ ظلومیت
وجہولیت مرتسم تھا نے تاج بہشت سر شوریدہ اور حلۂ جنت تن کاہیدہ سے پھینک کر یہ بارگراں بے تکلف وتامل اپنے دوش
ہمت پر اُٹھالیا **ف** وحملها الانسان انه کان ظلوماً جهولاً اور بہشت سا گھر چھوڑ کر کوئے عشق میں رہنا اختیار کیا
ساکنان عالم قدس نے اُس کی ہمت عالی اور اس ودیعت نفیس پر نظر نہ فرمائی صرف آلودگی کو دیکھ کر زبان طعن کھولی
ف اتجعل فیها من یفسد فیها ویسفك الدماء جواب ہوا انی اعلم مالا تعلمون یعنی تم اُن کے خطا وقصور کو
دیکھتے ہو اور ہم اُن کی ہمت پر نظر رکھتے ہیں پیدائش اُنکی سرسری نہ جانو اور حدیث اُن کی مجازی نہ سمجھو اپنی طاعت وطہارت
پر نظر نہ کرو تم کو اُن سے کیا نسبت اور اُن کو تم سے کیا مشابہت اگر لاکھ برس عبادت کرو اُن کے مرتبہ کو نہ پہنچو گے جسے
حاشیہ بساط پر گذر ہے ضرور نہیں کہ مقام انبساط میں بھی دخل ہو اور جسے دیوان عام میں رسائی ہے کیا لازم ہے کہ اُسے
ہمرازی اور سرگوشی بھی نصیب ہو اے عزیز وصول بحق میں محبت سے زیادہ کوئی چیز مفید نہیں دیکھ جذبۂ عشق زلیخا نے یوسف
علیہ السلام کو کس طرح مصر میں پہنچایا ملکوں پھرے مگر سوا اُسکے گھر کے کہیں قرار نہ پایا نہ ٹھیرے حدیث میں ہے المرء مع من
احب اللهم ارزقنی حبك وحب من احبك وحب ما یقربنی الی حبك واجعل حبك احب الی من الماء
البارد للعطشان وانك انت المستعان **بحث سوم** تقدیم جار مجرور کی واسطے بیان تخصیص کے ہے یعنی اپنے رب ہی
کی طرف رغبت کر **ف** وتبتل الیه تبتیلا دوسرے سے غرض نہ رکھ کہ جس نے اُسے پایا سب کچھ پایا اور جس نے اُسے
نہ پایا کچھ نہ پایا من له المولیٰ فله الکل ومن فاته المولیٰ فاته الکل ؎ اگر م ہیچ نباشد نہ بد نیا نہ بعقبیٰ ✦ چو تو دارم ہمہ دارم
دگرم ہیچ نباید ؎ گر ہر دو جہاں دہند مارا ✦ چوں وصل تو نیست بے نوائیم ۔ اللہ بس باقی ہوس ابو النجیب عبد القاہر رحمۃ اللہ
علیہ حرم کعبہ میں بیٹھے تھے خضر علیہ السلام تشریف لائے آپ اُنکی طرف اصلا متوجہ نہ ہوئے ابو عبد اللہ عمر بن محمد سہروردی رحمۃ اللہ
علیہ نے عرض کیا یاسیدی خضر علیہ السلام آئے اور چلے گئے فرمایا ویحک خضر علیہ السلام اگر لوٹ گئے پھر آویں گے مگر یہ وقت
استغراق اور ذوق شوق کا قیامت تک ہاتھ نہ آتا افسوس اس کالب گور تک باقی رہتا ؎ لکل شیئ اذا فارقته عوض ✦
ولیس لله ان فارقت من عوض۔ جو اُسے پالیتا ہے کسی کی طرف گوشۂ چشم سے نہیں دیکھتا مگر اُسے وہی پاتا ہے جو تمام
کائنات بلکہ اپنی ذات سے بھی کنارہ کرتا ہے لایصل الی المولیٰ الامن انقطع عن الکل ایک عابد کسی باغ میں عبادت کیا کرتا
اتفاقاً وہاں ایک جانور نے گھونسلا بنایا عابد کو آواز اُسکی پسند آئی چاہا کہ اُس درخت کے تلے جہاں اُسکا گھونسلا ہے بستر کرے
اور اُسکی آواز دلکش سنے حکم ہوا کہ تو نے غیر سے دل لگایا اس لئے ہم نے تجھے نظر عنایت سے گرا دیا اور مرتبہ تیرا چھین لیا ۔ ایک
جوان نے زبیدہ خاتون سے عرض کیا کہ میں تم پر عاشق ہو گیا حکم کیا کہ اسے دس ہزار درہم دیدو جسوقت جوان نے درہم کا نام
سنا نہایت خوش ہوا اور درہم لینے کیلئے ہاتھ دراز کیا فرمایا اسے نکال دو کہ یہ بڑا مکار ہے کہ ہماری محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور
غیر سے راضی ہے اصمعی کہتے ہیں میں ایک عورت پر عاشق ہوا اُس سے اپنا حال بیان کیا کہا اے نادان میری بہن مجھ سے زیادہ
خوبصورت ہے اگر اُسے دیکھے میرے حسن کو بھول جاوے دیکھ وہ آتی ہے میں نے اُس طرف نگاہ کی کہا اے جھوٹے

عشق کا دعویٰ زبان پر لاتا ہے اور غیر کی طرف نظر کرتا ہے ایک بزرگ طواف کعبہ میں تھے کسی نے اُن کو پکارا اُس طرف دیکھنے لگے غیب سے ندا ہوئی من التفت الی غیرنا فلیس منا جو ہمارے غیر کی طرف التفات کرے ہمارا نہیں ہے امیر الحسن نے سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ سے التماس کیا کہ دیدار کے بعد بہشت میں کون سی نعمت عنایت ہوگی فرمایا بڑا بوالہوس ہے جو دیدار کے بعد کسی چیز کی ہوس رکھے ایک متحیر نے اپنے دل کو تلاش کیا اُس کے باطن میں کہا گیا اے مدعی کذاب دل کو تلاش کریا ہم کو اگر ہم کو پایا دل کو کیا کرے گا جب یوسف علیہ السلام جدا ہوئے یعقوب علیہ السلام کی بینائی جاتی رہی کہ بے جمال یار آنکھ بیکار ہے جو مدعی محبت غیر کی طرف التفات کرے اُسے اپنے دعویٰ پر رونا لازم ہے ؎ ہنوز از کاف کفرت ہم خبر نیست + حقائق بہائے ایمانی چہ دانی ۔ یاد رکھ کہ جب تک غیر کی تیرے دل میں گنجائش ہے تو طالب خدا نہیں ایسی تھوڑی جگہ میں دو مطلوب کس طرح سمائیں وہ بے جہم کہہ سکتا ہے کہ توجہ اُسکی فراخ ہے مگر تیرے دل میں دو چیزیں نہیں سما سکتیں کہ دل تیرا تنگ ہے آفتاب تمام جہان کو روشن کرتا ہے مگر ذرہ کو ممکن نہیں کہ آفتاب اور غیر سے ایک آن میں علاقہ پیدا کر سکے اے عزیز محب صادق کو محبوب کے سوا دوسرے سے کیا کام ہے غواص بلند ہمت جب محیط میں غوطہ لگاتا ہے دُرِ شاہوار کے سوا کسی چیز پر ہاتھ نہیں ڈالتا ۔ قاضی حمید الدین احمد بن عطار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے ایک متحیر کو دریائے شہود میں مستغرق دیکھا نام اُس کا پوچھا کہا ھو پوچھا تو کون ہے اور کہاں کو جائیگا اور کہاں سے آیا سوا ھو کے کچھ جواب پایا میں نے کہا ہوش میں آ کیا کہتا ہے خدا کریم ان باتوں سے برتر اور اعلیٰ ہے یہ سنتے ہی ایک چیخ ماری اور مر گیا خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عورت سے پوچھا کہاں سے آئی جواب دیا اللہ پوچھا کہاں جائیگی کہا اللہ پوچھا مطلب تیرا کیا ہے کہا اللہ جو کچھ پوچھتے یہی جواب پاتے کسی شاعر نے مناسب اس حال کے کہا ہے ؎ چو غلام آفتابم ہم از آفتاب گویم + نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم ۔ خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب باری میں عرض کیا کیف الطریق الیک تیری راہ کس طرح طے جواب ہوا دع نفسک وتعال اپنے نفس کو چھوڑ اور چلا آ کسی نے آپ سے پوچھا کیف الطریق الی اللہ خدا کی راہ کس طرح طے فرمایا ان غبت عن الطریق تصل الیہ اگر تو راہ کو نہ دیکھے اُس تک پہنچے اسی جگہ سے کہتے ہیں کہ طالب اگر اپنے آپکو یا اپنی طلب کو دیکھتا ہے حقیقت طلب سے بے بہرہ ہے مست آپکو اگر مست سمجھے نشہ اُس کا ناقص ہے صوفیہ کرام فرماتے ہیں جو کام کرتا ہے اور اُسکو دیکھتا ہے کام اُس کا مولیٰ کے واسطے نہیں بلکہ آخرت کے لئے ہے طالب مولیٰ کام کو کام نہیں جانتا نفس کو دیکھنا اور نہ دیکھنے پر نظر کرنا دونوں برابر ہیں کسی درویش نے نماز پڑھ کر کہا الحمد للہ علی التوفیق استغفر اللہ علی التقصیر ایک دل سوختہ نے یہ کلام سنکر تعجب کیا کہ تو اسی توحید پر نازاں تھا اگر اپنی نماز پر نظر نہ کرتا تقصیر سے واقف نہ ہوتا اور نماز تیری صفت ہے جو اپنی ذات وصفات پر نظر رکھے اُسے توحید ومعرفت سے کیا کام ہے شیخ ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ جب وہ ظاہر ہوتا ہے میں گم ہو جاتا ہوں اور جب میں ظاہر ہوتا ہوں وہ نظر نہیں آتا ہر چند روتا ہوں جواب ہوتا ہے یا تو ہو یا میں دونوں جمع نہیں ہو سکتے اے عزیز من وتو اس عالم میں ہے وہاں تیرا دخل نہیں وہی حق ہے اور سب کچھ باطل **ف** قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون ؎ الا کل شیء ما خلا اللہ باطل ۔ خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا قاصد ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا آپکو نہ پہچانا پوچھا ابو یزید کہاں ہیں آپ نے فرمایا ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ میں نے بایزید کو برسوں ڈھونڈا اب تک اُس کا پتہ نہ ملا کسی نے شیخ ابو القاسم خرقانی رحمۃ اللہ

عشق کا دعویٰ زبان پر لاتا ہے اور غیر کی طرف نظر کرتا ہے ایک بزرگ طواف کعبہ میں تھے کسی نے اُن کو پکارا اُس طرف دیکھنے لگے غیب سے ندا ہوئی من التفت الی غیرنا فلیس منا جو ہمارے غیر کی طرف التفات کرے ہمارا نہیں ہے امیر الحسن نے سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ سے التماس کیا کہ دیدار کے بعد بہشت میں کون سی نعمت عنایت ہوگی فرمایا بڑا بوالہوس ہے جو دیدار کے بعد کسی چیز کی ہوس رکھے ایک متحیر نے اپنے دل کو تلاش کیا اُس کے باطن میں کہا گیا اے مدعی کذاب دل کو تلاش کریا ہم کو اگر ہم کو پایا دل کو کیا کرے گا جب یوسف علیہ السلام جدا ہوئے یعقوب علیہ السلام کی بینائی جاتی رہی کہ بے جمال یار آنکھ بیکار ہے جو مدعی محبت غیر کی طرف التفات کرے اُسے اپنے دعویٰ پر رونا لازم ہے ؎ ہنوز از کاف کفرت ہم خبر نیست ✦ حقائقہا ایمانی چہ دانی ۔ یاد رکھو کہ جب تک غیر کی تیرے دل میں گنجائش ہے تو طالب خدا نہیں ایسی تھوڑی جگہ میں دو مطلوب کس طرح سمائیں وہ یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ توجہ اُسکی فراخ ہے مگر تیرے دل میں دو چیزیں نہیں سما سکتیں کہ دل تیرا تنگ ہے آفتاب تمام جہان کو روشن کرتا ہے مگر ذرہ کو ممکن نہیں کہ آفتاب اور غیر سے ایک آن میں علاقہ پیدا کر سکے اے عزیز محب صادق کو محبوب کے سوا دوسرے سے کیا کام ہے غواص بلند ہمت جب محیط میں غوطہ لگاتا ہے دُر شاہوار کے سوا کسی چیز پر ہاتھ نہیں ڈالتا ۔ قاضی حمید الدین احمد بن عطار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے ایک متحیر کو دریائے شہود میں مستغرق دیکھا نام اُس کا پوچھا کہا ھو پوچھا تو کون ہے اور کہاں کو جائیگا اور کہاں سے آیا سوا ھو کے کچھ جواب نہ پایا میں نے کہا ہوش میں آ کیا کہتا ہے خدا کریم ان باتوں سے برتر و اعلیٰ ہے یہ سنتے ہی ایک چیخ ماری اور مر گیا خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عورت سے پوچھا کہاں سے آئی جواب دیا اللہ پوچھا کہاں جائیگی کہا اللہ پوچھا مطلب تیرا کیا ہے کہا اللہ جو کچھ پوچھتے یہی جواب پاتے کسی شاعر نے مناسب حال کے کہا ہے ؎ چو غلام آفتابم ہمہ از آفتاب گویم ✦ نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم ۔ خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب باری میں عرض کیا کیف الطریق الیک تیری راہ کس طرح طے ہو جواب ہوا دع نفسک وتعال اپنے نفس کو چھوڑ اور چلا آ کسی نے آپ سے پوچھا کیف الطریق الی اللہ خدا کی راہ کس طرح طے ہو فرمایا ان غبت عن الطریق تصل الیہ اگر تو راہ کو نہ دیکھے اُس تک پہنچے اسی جگہ سے کہتے ہیں کہ طالب اگر اپنے آپکو یا اپنی طلب کو دیکھتا ہے حقیقت طلب سے بے بہرہ ہے مست آپکو اگر مست سمجھے نشہ اُس کا ناقص ہے صوفیہ کرام فرماتے ہیں جو کام کرتا ہے اور اُسکو دیکھتا ہے کام اُس کا مولیٰ کے واسطے نہیں بلکہ آخرت کے لئے ہے طالب مولیٰ کام کو کام نہیں جانتا نفس کو دیکھنا اور نہ دیکھنے پر نظر کرنا دونوں برابر ہیں کسی درویش نے نماز پڑھ کر کہا الحمد للہ علی التوفیق استغفر اللہ علی التقصیر ایک دل سوختہ نے یہ کلام سنکر تعجب کیا کہ تو اسی توحید پر نازاں تھا اگر اپنی نماز پر نظر نہ کرتا تقصیر سے واقف نہ ہوتا اور نماز تیری صفت ہے جو اپنی ذات وصفات پر نظر رکھے اُسے توحید و معرفت سے کیا کام ہے شیخ ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ جب وہ ظاہر ہوتا ہے میں گم ہو جاتا ہوں اور جب میں ظاہر ہوتا ہوں وہ نظر نہیں آتا ہر چند روتا ہوں جواب ہوتا ہے یا تو ہو یا میں دونوں جمع نہیں ہو سکتے اے عزیز من دو تو اس عالم میں ہے وہاں تیرا دخل نہیں وہی حق ہے اور سب کچھ باطل **ف** قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون ؎ الا کل شئ ما خلا اللہ باطل ۔ خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا قاصد ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا آپکو نہ پہچانا پوچھا ابو یزید کہاں ہیں آپ نے فرمایا ایں ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ میں نے بایزید کو برسوں ڈھونڈا ابتک پتہ نہ ملا کسی نے شیخ ابو القاسم خرقانی رحمۃ اللہ

سہ کسی سے بر آوے نہ کچھ کام جاں + جو وہ مہرباں ہے تو کل مہرباں۔ سہ میرے تو تمہیں ہو اور تم تک میری دوڑ + جیسے کاگ جہاج بن سوجھے اور نہ ٹھوڑ۔ **تتمہ**:۔ انسان کو دوسرے شخص سے محبت چھ سبب سے ہوتی ہے **اول** بسبب اپنی ذات وصفات کے کہ اُن چیزوں کو جو اُسکی بقا اور تکمیل میں کام آتے ہیں دوست رکھتا ہے محبت مال اور دولت اور عزیزوں اور دوستوں کی اسی قسم سے ہے اور اسی لئے بیٹا باپ سے اسقدر محبت نہیں رکھتا جس قدر باپ بیٹے کو چاہتا ہے کہ اُسکی بقا کو اپنی بقا اور اُسکے کمال کو اپنا کمال اور اُسکو اپنا یادگار اور اپنے نام کے باقی رہنے کا سبب سمجھتا ہے اگر کوئی کہے تیرا بیٹا تجھ سے بہتر ہے ناخوش نہیں ہوتا بلکہ مدح وثنا اُسکی بعینہ اپنی مدح اور ثنا جانتا ہے اور یہ محبت حقیقت میں پروردگار کیلئے مخصوص ہے اس واسطے کہ اُس نے اُن چیزوں کو جو تیری بقا اور تکمیل میں کام آتے ہیں پیدا کیا اور انھیں تیری بقا اور کمال کا سبب قرار دیا پس لائق ہے کہ اُسی کی طرف رغبت کر اور اُسی سے کام رکھو سایہ سے محبت رکھنا اور درخت کو عزیز نہ جاننا طریقہ انصاف سے بعید ہے کہ وجود سایہ کا درخت سے ہے **ثانی** جس سے آدمی کو فائدہ پہنچتا ہے بے اختیار دل اُسکی طرف رغبت کرتا ہے **ن** جبلت القلوب الی حب من احسن الیھا اور جس سے آئندہ کو امید نفع کی ہوتی ہے اُس سے بھی خواہ مخواہ محبت ہو جاتی ہے الانسان عبید الاحسان **غ** اسی واسطے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں الٰہی مجھے کسی فاسق بدکار کا ممنون مت کر کہ دل میرا اُس کی طرف رغبت کرے گا اور ظاہر ہے کہ جو احسانات پروردگار کے ہیں بندہ اُن کو شمار نہیں کر سکتا بلکہ جو شخص کسی طرح کا احسان کرتا ہے وہ بھی اُس کی ربوبیت کا اثر ہے پس بندہ کو چاہئے کہ اگر بسبب کسی احسان کے اُس سے محبت رکھے تو پروردگار سے محبت رکھے کہ منعم حقیقی ہے **ثالث** خوبی اور نیکی انسان کو بالطبع محبوب ہے اور پروردگار خیر محض اور جمال مطلق ہے بلکہ جو خوبی اور نیکی اور خیر وجمال کسی چیز میں ہے اُسی کی پرورش کا ثمرہ ہے پس اس نظر سے بھی وہ ذات پاک محبت کے واسطے شایاں تر ہے **رابع** مناسبت دو طبع میں موجب محبت ہے خواہ وہ مناسبت ظاہر ہو جیسے لڑکا لڑکے سے اور عالم عالم سے اور بازاری بازاری سے مناسبت رکھتا ہے اور خواہ اصل فطرت میں پوشیدہ ہو جیسے عالم اور بازاری میں محبت ہو جاتی ہے اور بظاہر اُن میں کسی طرح کی مناسبت نہیں پائی جاتی **غ** الارواح جنود مجندۃ فما تعارف منہا ایتلف وما تناکر منہا اختلف ارواح لشکر کے لشکر ہیں جن میں پہچان ہوتی ہے اُن میں محبت ہو جاتی ہے اور جن میں تعارف ازلی نہیں ہوتا اُن میں اختلاف ہوتا ہے اور انسان کو پروردگار سے ایک مناسبت خاصہ ہے کہ **ق** قل الروح من امر ربی **ق** ونفخت فیہ من روحی + وان اللہ خلق اٰدم علی صورتہ اسی مناسبت کی طرف اشارہ ہے **غ** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب بندہ مجھ سے نزدیکی چاہتا ہے میں اُسے دوست رکھتا ہوں اور جب میں اُسے دوست رکھتا ہوں تو اُسکے کان اور آنکھ اور زبان ہو جاتا ہوں مجھ سے سنتا ہے اور مجھ سے دیکھتا ہے اور مجھ سے بولتا ہے **غ** ایک کامل بیمار ہوئے پیغمبر وقت کو حکم ہوا کہ میں بیمار ہوا تو نے مجھے نہ پوچھا عرض کیا کہ تو بیماری سے پاک ہے فرمایا فلاں بندہ میرا بیمار تھا اگر اُس کی عیادت کو جاتا مجھے وہاں پاتا **تنبیہ** یہ مناسبت خاصہ اور قرب ومعیت اور مثل اُن کے معلوم الانیۃ مجہول الکیفیت ہیں مبحث تفکر میں بخوبی بیان ہو چکا کہ جو بات عقل سے وراء ہے اُسکی ماہیت وکیفیت میں دخل نہ کرنا چاہئے اور اس وجہ سے کہ شریعت میں وارد ہے اُس پر ایمان لانا چاہئے اور جو وارد نہیں اگرچہ اُسکا مطلب صحیح ہو اطلاق اُس کا جائز نہیں مثلاً اطلاق لفظ قرب ومعیت واحاطہ شرع میں وارد ہے قال اللہ تعالےٰ

اذا سالك عبادی فانی قریب وقال عزوجل ما یکون من نجوی ثلثة الا هو رابعهم ولا خمسة الا هو سادسهم ولا ادنی من ذلك ولا اکثر الا هو معهم این ما کانوا وقال جل شانه نحن اقرب الیه من حبل الورید وقال عم نواله هو معکم اینما کنتم وقال تبارك وتقدس ان الله بکل شیئ محیط ہ وقال علیه الصلوٰۃ والسلام لابی بکر رضی اللہ عنہ لا تحزن ان الله معنا۔ وقال موسیٰ صلوٰۃ اللہ علی نبینا وعلیه انا معی ربی سیهدین اُس پر ایمان لانا ضرور ہے اور اُس کی کیفیت اور ماہیت میں دخل دینا بے جا قرب احاطہ اُس کا ایسا نہیں جیسا کہ عرض اور جسم میں اور جسم اور جسم میں ہوتا ہے بلکہ اُس کی ذات کی مانند بیچون اور بے چگون اور ادراک عقل سے وراء ہے ؎ دور بینانِ بارگاہِ الست ✦ بیش زین پے نبردہ اند کہ ہست۔ اور اتصال و انفصال و دخول و خروج کا اطلاق مالک علی الاطلاق پر صحیح نہیں کہ شرع میں وارد نہ ہوا ھذا والله اعلم وعلمه اجل واعلیٰ خامس لذت بسبب سببِ ثالث سے منفک نہیں ہوتا اور تکمیل اُس محبت کی کہ بسبب ثالث کے ہوتی ہے اکثر جگہ خصوصاً جبکہ محب حظ نفس اور ہوائے طبع میں گرفتار ہو اس سبب پر موقوف ہے اور ظاہر ہے کہ دیدار پروردگار سے کسی چیز میں زیادہ لذت نہیں اثبات اس مطلب کا اور بیان اُسکی حقیقت کا جیسا کہ چاہئے عبارت میں نہیں آتا مگر اجمالاً بقدر اقتضائے مقام مذکور ہوتا ہے واللہ الموفق وایاہ نستعین پوشیدہ نہ رہے کہ یہ مطلب بالتسلیم پانچ مقدموں کے بدیہی ہے **مقدمہ اولیٰ** علم معرفت سے دل کو ایک راحت حاصل ہوتی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی میں جس طرح اور قوتیں پیدا کیں اور ہر ایک کو ایک کام کے لئے مقرر کیا اور التذاذ اور اقتضا اُس کا اُس میں منحصر کر دیا مثلاً غضب کو واسطے بدلہ لینے اور شہوت کو واسطے تحصیل غذا وغیرہ اور بصر کو واسطے دیکھنے اور سمع کو واسطے سننے کے پیدا کیا اور لذت وخوشی ہر ایک کی اُسکے مقتضیٰ میں رکھی اسی طرح دل میں بھی ایک قوت پیدا کی کہ اُسے عقل کہتے ہیں لذت اُس کی علم ومعرفت میں منحصر کی اور ادراک اُن اشیاء کا خیال وحس سے وراء ہیں اُس کے سپرد کیا تا صانع باکمال اور اُس کی صفات بے زوال کو جانے اور بہت باتیں باریک جن میں حواس ظاہرہ اور باطنہ کو دخل نہیں ادراک کرے پس مقتضائے عقل علم ومعرفت ہے اور دل کو اس سے لطف ولذت حاصل **مقدمہ ثانیہ** لذت اور خوشی دل کی حواس کی لذت اور خوشی سے قوی تر ہے اور یہ بات دونوں کے اجتماع سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے اگر عاقل کو مرغ بریاں اور ریاست میں مخیر کریں ریاست کو اختیار کرے گا اور جو عالم کہ کیفیت علم سے واقف ہے علم کو سلطنت وریاست پر ترجیح دے گا **مقدمہ ثالثہ** شرف علم باندازہ شرف معلوم ہے اسی لئے علم سیاست علم زرگری سے اور علم اسرار صرف ونحو سے خوش تر اور لطیف تر ہے اور موجودات میں کوئی چیز خدا کے برابر نہیں کہ علم اُسکا معرفت الٰہی کے برابر ہو پس معرفت اُسکی سب معرفتوں سے خوش تر اور علم اُسکا سب علوم سے شریف تر ہے بلکہ اُسکو شریف تر اور خوش تر کہنا لائق نہیں اس لئے کہ کوئی علم ومعرفت بہ نسبت اُس کے خوش اور شریف کہنے کے قابل نہیں تا اُسے شریف تر اور خوش تر کہنا زیب دے **مقدمہ رابعہ** لذت نظر لذت معرفت سے خوش تر ہے اور عین الیقین علم الیقین سے اعلیٰ اور برتر کہ مشاہدہ کمال معرفت ہے **مقدمہ خامسہ** دار آخرت میں پروردگار کو دیکھنا عقلاً جائز اور باجماع اہلسنت نقلاً واجب ہے علماء نے جواز عقلی پر دو دلیل قائم کیں ایک عقلی صرف دوسری ماخوذ نقل سے عقلی صرف یہ ہے کہ ہم جواہر اور اعراض کو دیکھتے ہیں اور حکم مشترک کیلئے علت مشترکہ ضرور ہے اور وہ اس جگہ وجود ہے اور یہ علت واجب میں بھی موجود ہے پس حکم بھی ممکنات وواجب میں مشترک ہے اور واجب بھی ممکن کی طرح مرئی ہو سکتا ہے آدھا ماخوذ من النقل

یہ ہے کہ اگر رویت ممکن نہ ہوتی موسیٰ علیہ السلام رب ارنی انظر الیک نہ کہتے اور امتناع ممتنع سے کیونکر واقف نہ ہوتے اور خدا تعالیٰ رویت کو معلق باستقرار جبل نہ کرتا کہ سکون کوہ ممکن ہے اور معلق بممکن ممکن ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان تعبد اللہ کانک تراہ مقام مقتضی تشبیہ بممکن کو ہے نہ تشبیہ بالمحال کو مگر یہاں پردہ درمیان ہے اس لئے کانک تراہ فرمایا وہاں انک تراہ ہو جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ اور وجوب نقلی پر کتاب و سنت سے دلیل لائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ کچھ مونہہ اُس دن تروتازہ اور اپنے رب کیطرف نظر کرتے ہونگے اور صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جس طرح اس چودھویں کے چاند کو برملا دیکھتے ہو۔ تنبیہ امام ابوشکور سلمی تمہید میں فرماتے ہیں کہ مراد تشبیہ رویت کی رویت سے ہے نہ تشبیہ مرئی کی مرئی سے یعنی جس طرح چاند کو دیکھنا جائز ہے پروردگار کو بھی دیکھنا جائز ہے پس اعتراض منکروں کا کہ یہ خبر صحیح نہیں اس لئے کہ تشبیہ کو متضمن ہے لغو ہو گیا شارح عقائد کہتے ہیں کہ اس خبر کو اکیس صحابی نے روایت کیا صحیح مسلم کی روایت میں ہے پردہ اُٹھایا جائے گا اور جمال پروردگار کا بہشتیوں کو نظر آئے گا کہ بہشت کی سب نعمتوں سے اچھا معلوم ہو گا مفسرین کریمہ للذین احسنوا الحسنیٰ و زیادۃ کی تفسیر میں حضرت صدیق اکبر اور عبادہ بن صامت اور حذیفہ وغیرہم اکابرین صحابہ سے نقل کرتے ہیں کہ حسنیٰ سے بہشت اور زیادہ سے دیدار پروردگار مراد ہے اور یہ بھی وارد ہے بل ادنیٰ بہشتی اپنے باغوں اور حوروں اور خادموں اور نعمتوں اور چھپر کھٹوں کو ہزار برس کی راہ تک دیکھے گا اور افضل اہل بہشت وہ ہو گا جو صبح شام اپنے رب کی طرف نظر کریگا ع کسی نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ پروردگار کو ہر شخص خلوت اور تنہائی میں کس طرح دیکھے گا فرمایا تم سب چاند کو خلوت میں دیکھتے ہو وہ خدا کا ایک مخلوق ہے جہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں درحالیکہ بہشتی ناز و نعمت میں مشغول ہونگے ناگاہ اُن پر ایک نور ظاہر ہو گا کہ سب اُسکی طرف دیکھنے لگیں گے پھر پروردگار تقدس و تعالیٰ فرمائیگا السلام علیکم یا اہل الجنۃ قولہ تعالیٰ سلام قولا من رب رحیم سے یہی کلام مراد ہے پھر پروردگار اہل بہشت پر نظر فرمائیگا اور وہ اُسکو دیکھیں گے اُس وقت کسی نعمت بہشت کی طرف متوجہ نہ ہونگے یہاں تک کہ اُن کی نگاہ سے ورا ہو جائیگا اور نور و سرور و ذوق و شوق اُن کے دلوں میں رہ جائے گا بالجملہ قرآن و حدیث سے دیکھنا پروردگار کا عالم آخرت میں ثابت ہے اور اُس پر ایمان لانا واجب بغوی شرح السنۃ میں نقل کرتے ہیں کہ کسی نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ بعض لوگ خدا کے دیدار سے منکر ہیں اور آیت میں مضاف کو مقدر کہتے ہیں ای الی ثوابہ ناظرۃ فرمایا کریمہ کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون ہ سے کیا جواب دینگے اگر مسلمانوں کو اپنے دیدار سے مشرف نہ فرماتا کافروں کو حجاب اور اوٹ کیساتھ سرزنش اور تشنیع نہ کرتا اور تخصیص مسلمانوں کی بنظر دار السلام کے ہے ورنہ روز قیام مسلمان کا فر سب دیکھیں گے البتہ کفار متلذذ نہ ہونگے اور قول بعض صوفیہ کا کہ صفات حجاب ذات ہیں اور ذات سے منفک نہیں ہو سکتیں پس رویت ذات کی صحیح نہیں اور قول فلاسفہ کا کہ مرئی اعراض ہیں نہ جواہر منافی مدعا کا نہیں کہ عرف میں رویت ذات مع الصفات کو رویت ذات اور رویت اعراض جسم کو رویت جسم سے تعبیر کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم نے جسم کو دیکھا یہ نہیں کہتے کہ ہم نے اُسکی درازی اور سپیدی اور سیاہی کو دیکھا بالجملہ آخرت میں وہ امر حاصل ہو گا جس پر لفظ دیدار کا صادق آئے گا خواہ ذات صفات کے ساتھ مرئی ہوں اور خواہ صرف صفات ہی نظر آویں اور یہاں سے اعتراض منکرین کا کہ شروط رویت یعنی مرئی کا کسی مکان اور

جہت میں مقابل رائی کے موجود ہونا اور وجود مسافت متوسطہ کا کہ نہ نہایت قرب ہو اور نہ بہت بعد درمیان رائی اور مرئی کے اور اتصال شعاع بصر کا مرئی سے اس جگہ ممکن نہیں پس رویت بھی ممکن نہ ہوگی باطل ہوگیا تقریر دفع اور بطلان کی یہ ہے کہ نہ یہ امور شرط رویت ہیں اور نہ وجود حاسۂ بصر اس کام کیلئے واجب بلکہ توقف اُسکا اس حاسہ پر اور اسی طرح دخل ان امور کا رویت میں بحسب عادت ہے خدا قادر ہے چاہے اندھے مادر زاد کو مشرق میں مغرب اور مغرب میں مشرق دکھاوے اور چاہے تو بینا پہاڑ کو کہ آنکھ کے سامنے ہو نہ دیکھ سکے بعض عارف کہتے ہیں کہ اگر عقل ہماری رویت بصر کو اس جگہ تجویز نہ کرتی مگر جب اُس نے فرما دیا کہ آنکھ کو بھی اُس میں حظ اور نصیب ہوگا تو ایمان اُسپر واجب ہوا اگر وہ کہتا کہ تمہارے کان یا کندھے کو دخل ہوگا بسر وچشم قبول کرتے اور اُس پر یقین لاتے اور استدلال منکروں کا ساتھ قول اُم المومنین محبوبہ حبیب رب العالمین عائشہ صدیقہ کے صحیح نہیں کہ وہ دیدار دنیا سے انکار کرتی ہیں نہ مطلق دیدار سے باوجود اسکے تمام سلف وخلف اس قول کو تسلیم نہیں کرتے اور اُن کے استدلال سے جواب دیتے ہیں ماله او ما علیہ اس بحث کا باب المعراج میں تفصیل مذکور ہے فمن شاء الاطلاع فلینظر ثمہ ہاں اس قدر مسلم ہے کہ دنیا میں اس دولت سے مشرف ہونا اگرچہ ممکن ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا دوسرے کیلئے واقع نہیں اور کسی سلف وخلف ولی وشیخ سے مروی ومنقول نہیں بلکہ نوادر فقہ میں کہ مذہب شافعی میں ہے مرقوم ہے کہ جو شخص کہے میں خدا کو بچشم سر دیکھتا ہوں یا وہ مجھ سے بالمشافہ کلام کرتا ہے وہ کافر ہے البتہ خواب میں حصول اس نعمت کا اولیاء امت کیواسطے بھی ثابت ہے کہ وہ درحقیقت رویت قلب کی ساتھ مثال کے نہ ابصار اور مثال خدا کیواسطے جائز ہے ف فلا تضربوا للہ الامثال سے ممانعت تشبیہ اور تمثیل کی مقصود ہے نہ نفی مثال کی فتدبر سادس محب کو محبوب کے ہر متعلق ومتوسل سے محبت ہوتی ہے یہ قسم جناب احدیت کیواسطے شایاں نہیں کہ محبت اُسکی واسطہ اوروں کی محبت کا ہے وہ کون شے ہے جس کو اُسکی محبت کا واسطہ تجویز کریں بلکہ کامل کے نزدیک جملہ اسباب مذکورہ اس جگہ صالح سببیت ہیں محب صادق وہ ہے کہ علاقہ وسبب کو اُسکی محبت میں دخل نہ دے محبوب کو محبوب کے واسطے چاہے اپنے حصہ اور نصیب سے کام نہ رکھے جس جگہ محبت میں سبب کو دخل ہے وہ محبت سبب کی ہے نہ محبوب کی اسی واسطے بانعدام سبب منعدم ہوجاتی ہے حکما کہتے ہیں کہ جوہر علوی جب کدورات مادی اور طبعی سے پاک ہوجاتا ہے بسیط حقیقی اور محبوب اصلی کی طرف بالطبع میل کرتا ہے کہ رجوع ہر شے کی اپنے مرکز کی طرف ہے پس اس رجوع اور میل کیواسطے علت اور سبب اور غایت اور غرض درکار نہیں یہ سب امور محبت خلق با خلق میں معتبر ہیں جو لوگ محبت خالق میں ان چیزوں کو دخل دیتے ہیں وہ خدا کی محبت کو بندوں کی محبت کے برابر جانتے ہیں اُنھیں کو جھڑکا جاتا ہے اور عتاب ہوتا ہے ف یحبونہم کحب اللہ والذین امنوا اشد حبا للہ آدمی کو چاہئے کہ خدا کی محبت کو اپنے مال اور اولاد اور عزیزوں اور دوستوں اور آبرو اور عزت بلکہ اپنی جان کی محبت پر ترجیح دے احیاء العلوم کی حدیث میں گزرا کہ جبتک آدمی خدا ورسول کو تمام عالم سے زیادہ دوست نہیں رکھتا ایمان اُسکا صحیح نہیں ہوتا بلکہ خدا کے سوا کسی سے محبت نہ رکھے اور اس امر کو سجدہ کی طرح خدا کے واسطے خاص سمجھے سر جھکانا غیر کی طرف منع ہے دل جھکانا کب درست ہوگا ہاں خاصان حضرت احدیت سے محبت اور مقبولان بارگاہ صمدیت کو دوست رکھنا علامت ایمان وسعادت کی ہے یہ شرکت محبت میں نہیں بلکہ اثر محبت کا ہے ؎ لحب حبیبہا طلعات نجد ＊ وما شغفی بہا لولا ہواہا۔ دوستی کاغذ اور سیاہی کی عین دوستی قلم کی ہے حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم حسنین اور فاطمہ اور ابوبکر اور عائشہ اور علی اور زید اور اسامہ رضی اللہ عنہم

سے محبت رکھتے اور اپنے صاحبزادہ ابراہیم کی وفات پر روئے باوجود اس کے کہ فرماتے ہیں مثل لو کنت متخذا خلیلا من غیر ربی لاتخذت ابا بکر خلیلا ولکن صاحبکم خلیل اللہ جواہر التفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے لڑکپن میں جناب مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے پوچھا کہ آپ مجھ سے کسقدر محبت رکھتے ہیں فرمایا بہت کہا بھائی سے فرمایا بہت تم دونوں کو کس طرح نہ چاہوں کہ تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہو کہا والدہ صاحبہ سے فرمایا اُن سے کسطرح محبت نہ رکھوں کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پارہ جگر ہیں کہا نانا صاحب سے فرمایا وہ محبوب خدا اور رسول کبریا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا وہ نجوم ہدایت و پیشوایان اُمت ہیں کہا دو الفت ایک دل میں جمع نہیں ہوتیں آپکے دل میں اسقدر محبتیں کسطرح جمع ہو گئیں فرمایا تم سب سے خدا کیواسطے محبت رکھتا ہوں کہ خدا سے ایک طرح کا علاقہ تم کو حاصل ہے مگر جسوقت اُسکا دھیان آتا ہے سب کو بھول جاتا ہوں ابو الشیخ نے قتادہ سے نقل کیا کہ آدم علیہ السلام نے عمر بھر مینہ کا پانی پیا کہ یہ پانی میرے رب کے پاس سے آتا ہے بعض اولیا جب ابر کو دیکھتے آنسوؤں کا مینہ برساتے اور فرماتے ھذا قریب العھد من ربی سہ اخبرونی عن العقیق خبرا + انتم بالعقیق اقرب عھدا۔ کیمیائے سعادت میں ہے کہ نو بادہ کو دوست رکھے اسلئے کہ حق تعالیٰ سے قریب العہد ہے اے عزیز جس چیز سے محبوب کو کسی طرح کا علاقہ ہوتا ہے عاشق اُسکو بھی اپنی جان سے زیادہ عزیز جانتا ہے یعقوب علیہ السلام کے گیارہ بیٹے پاس تھے جسوقت یوسف علیہ السلام کے قرطہ کی بو اسی فرسنگ سے مشام میں آئی آنکھیں کھل گئیں بدن میں جوانی کی طاقت آگئی اسیواسطے محبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام عالم پر فرض ہوئی آپ فرماتے ہیں جبتک مجھے --- ---- زیادہ دوست نہ رکھے گا ایمان حاصل نہوگا اور اسی طرح صحابہ اور اہلبیت کی محبت کی بھی تاکید وارد ہے اور جو دو مسلمان خدا کیواسطے آپس میں محبت رکھتے ہیں اُنکے واسطے وارد ہوا غ کہ اُنکو قیامت کے دن عرش کے گرد کرسیوں پر بٹھائیں گے مونہہ اُنکے چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہونگے تمام خلق خوف و ہراس میں ہوگی مگر وہ ایمن ہونگے اور وہ خدا کے دوست ہیں غ جو اُن میں زیادہ محبت رکھتا ہے وہ خدا کو زیادہ پیارا ہے ایک روایت میں ہے عل اُن کو عرش کے گرد نور کے منبروں پر بٹھائیں گے لباس اُن کا نور اور مونہہ اُن کے نور ہونگے پیغمبر اور شہدا اُن پر غبطہ کریں گے غ خدا تعالیٰ فرمادیگا کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے واسطے آپس میں محبت رکھتے تھے کہ آج کے دن کہ خلق کو پناہ اور سایہ میسر نہیں اُن کو اپنے سایۂ کرم میں رکھوں غ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حشر کے روز سات شخص خدا کے سایہ میں ہونگے ایک امام عادل دوسرا وہ شخص کہ آغاز جوانی سے عبادت میں مشغول ہو تیسرا وہ شخص کہ جب مسجد سے نکلے دل اُس کا مسجد میں لگا رہے چوتھے وہ شخص جو آپس میں خدا کیلئے محبت رکھیں اُسی کیلئے جمع ہوں اور اُسی کے واسطے جدا پانچواں وہ شخص کہ خلوت میں بچشم پُر نم خدا کو یاد کرے چھٹا وہ مرد کہ خوبصورت عورت اُسکی خواہش کرے اور وہ خدا کیواسطے اُس سے جدا ہے ساتواں وہ کہ دہنے ہاتھ سے صدقہ دے اور بائیں کو خبر نہو غ ایک پیغمبر کی طرف وحی ہوئی کہ تو نے زہد رنج دنیا سے چھٹنے کیلئے اور عبادت اپنی بخشش کیواسطے اختیار کی مگر غور کر کہ میرے واسطے میرے دوستوں سے دوستی اور میرے دشمنوں سے دشمنی بھی حاصل کی یا نہیں غ عیسیٰ علیہ السلام کیطرف وحی ہوئی کہ جو عبادتیں آسمان اور زمین والوں کی بجالاوے جبتک دوستی اور دشمنی میرے واسطے نہو کچھ فائدہ نہیں اور وارد ہے کہ خدا کا ایک فرشتہ ہے کہ آدھا بدن اُس کا برف کا اور آدھا آگ کا ہے کہتا ہے الٰہی جسطرح تو نے آگ اور برف میں الفت ڈالی اسی طرح اپنے نیک بندوں کے دلوں میں الفت ڈال اور فرماتے ہیں غ کہ جو لوگ خدا کیواسطے آپس میں محبت رکھتے ہیں اُن کیلئے ایک ستون سرخ یاقوت کا کھڑا کریں گے اُس پر ستر ہزار محل بنے

ہوئینگے وہاں سے بہشتیوں کو دیکھیں گے نور اُن کے چہروں کا بہشتیوں پر اس طرح پڑیگا جیسے آفتاب کا نور اہل دنیا پر بہشتی آپس میں کہیں گے چلو انکو دیکھیں جب قریب پہنچیں گے دیکھیں گے کہ کپڑے سبز سندس کے پہنے ہوئے ہیں اور اُنکی پیشانی پر لکھا ہے المتحابون فی اللہ یہ لوگ خدا کیواسطے آپس میں محبت رکھنے والے ہیں اور فرماتے ہیں ع محبت میری اُن کیلئے حق اور لازم ہے جو میرے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہیں اور میرے لئے ایک دوسرے سے مال میں مسامحت کرتے ہیں اور میرے واسطے ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں ع مجاہد کہتے ہیں جب خدا کے دوست آپس میں محبت رکھتے ہیں گناہ اُنکے درخت کے پتوں کی طرح جھڑ جاتے ہیں ع ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ موت کیوقت کہتے تھے الٰہی جسوقت میں معصیت کرتا تھا مطیعوں کو دوست رکھتا تھا بسبب اس محبت کے اُس معصیت سے درگزر **تبصرہ** طبیعت انسانی مجبول ہے کہ اُس شخص سے کہ کچہری یا مدرسہ یا محلہ میں ساتھ رہتا ہے اور اسی طرح خوبصورت اور خوش بیان اور محسن سے خواہ مخواہ محبت ہو جاتی ہے اُسے محبت فی اللہ نہیں کہتے کہ یہ محبت بغیر ایمان محبوب کے ہو سکتی ہے اور حب فی اللہ میں ایمان شرط ہے اور اس محبت میں غیر حق پر نظر ہے بخلاف محبت فی اللہ کے کہ وہاں غیر کو دخل نہیں سبب اُس محبت کا صرف حق تعالیٰ ہوتا ہے ہاں غرض دینی کیلئے کسی سے محبت رکھنا محبت فی اللہ میں داخل ہے جیسے محبت اوستاد سے کہ علم دین سکھائے اور محبت شاگرد سے کہ علم دین سیکھے بلکہ اگر کسی سے اسلئے محبت رکھے کہ وہ روٹی پکڑا دیتا ہے اور اس تفقد اور خبر گیری سے عبادت کیلئے فراغت ہات آتی ہے یا اپنی عورت سے اسوجہ سے محبت کرے کہ وہ فساد سے روکتی ہے اور فرزند صالح سے اسواسطے محبت رکھے کہ وہ دعا میں یاد کرے گا تو یہ محبت بھی محبت حق میں داخل ہے اور نفقہ اُس عورت اور فرزند کا صدقہ سے زیادہ ثواب رکھتا ہے البتہ درجہ اُس محبت کا جس میں غرض کو اصلا دخل نہو جیسے کسی سے اسلئے محبت رکھے کہ وہ مطیع خدا کا ہے یا اس نظر سے کہ وہ بندہ اور پیدا کیا ہوا اپنے محبوب کا ہے بہت زیادہ ہے کہ یہ مرتبہ افراط محبت الٰہی اور عشق محبوب حقیقی سے حاصل ہوتا ہے جو کسی سے عشق رکھتا ہے اُسکی گلی اور محلہ اور شہر اور در و دیوار اور عزیز و قریب اور غلام اور نوکر بلکہ اُسکے کتے کو بھی جان سے زیادہ عزیز سمجھتا ہے اور جس کو محبوب سے زیادہ علاقہ ہوتا ہے اُسے زیادہ چاہتا ہے **تنبیہ** اس تقریر سے لازم آتا ہے کہ ہر مخلوق سے اس حیثیت سے کہ وہ مخلوق محبوب یا محبوب خالق ہے محبت رکھے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کسی سے للہ عداوت نہ کرے عاصی سے بوجہ عصیان اور کافر سے بوجہ کفر دشمنی رکھنا دلیل ایمان ہے اس جگہ بعض احمق مغرور مدعی استغراق کے کہتے ہیں کہ ہم اہل توحید خلق کو قبضہ قہر ربوبیت میں مضطر دیکھتے ہیں اسلئے پرخاش اُن سے بیجا جانتے ہیں یہ نتیجہ اس مداہنت کا ہے جو اُن کے دل میں متمکن ہے اگر راست باز ہوتے کسی کے ظلم و ستم و غصب و غضب اور بدگوئی اور بد زبانی پر چیں بجبیں اور دل تنگ اور اندوہگیں نہوتے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ اُحد میں خون چہرہ اقدس سے پاک کرتے اور فرماتے اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون بار خدایا میری قوم کو ہدایت فرما کہ وہ نادان ہیں جو شخص اپنے حق میں خاموش نہ رہے اور خدا کے حق میں خاموش رہے مستغرق نہیں بلکہ یہ امر اُس کے ضعف پر دلالت کرتا ہے اور اس میں اصرار کرنا تخم زندقہ اور الحاد کا ہے چاہتا ہے کہ توحید کے حیلہ سے کارخانہ شریعت درہم برہم کردے اور امر معروف و نہی منکر کو کہ بعثت انبیاء و ارسال رسل و انزال کتب اُسی کے واسطے ہے ضائع کرے مسلمان کامل وہ ہے کہ عداوت الٰہی کو اپنی عداوت پر مقدم کرے اور خدا کے دشمن سے بہ نسبت اپنے دشمن کے زیادہ عداوت رکھے اور اُن کے قتل و غارت و تذلیل و توہین میں

شدت کرے ارشاد ہوتا ہے **ق** یاایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم وماوٰھم جھنم اور صحابہ کی تعریف میں آیا ہے **ق** اشداء علی الکفار رحماء بینھم اسی واسطے سلف صالح سیاست میں کمال مبالغہ رکھتے البتہ اپنے حق میں درگذر فرماتے اور معاف کرتے دیکھو **غ** امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حارث محاسبی سے صرف اسی سبب سے کہ انھوں نے علم کلام میں کتاب تصنیف کی ملاقات ترک کردی اور فرمایا کہ تم معتزلہ کے مذہب کی تقریر کرتے ہو پھر جواب دیتے ہو شاید کسی کے ذہن میں پہلی تقریر جم جاوے اور تمہارا جواب خیال میں نہ آوے اور اس سبب سے اُسکے عقیدہ میں فساد پیدا ہو تذییل مراتب خلاف متفاوت ہیں عداوت بھی ہر ایک سے بقدر اُس کے خلاف و نافرمانی کے چاہئے شیطان سب سے زیادہ نافرمان ہے اسی لئے اسکی عداوت پر زیادہ تاکید وارد ہے **ق** فاتخذوہ عدوا وکذا النفس ولذا ورد اعدیٰ عدوک الذی بین جنبیک اُن کو سب سے زیادہ دشمن سمجھے اور ہمیشہ اُنکے خلاف اور ایذا اور اضرار میں مستعد و سرگرم رہے وہ ہر وقت تیری فکر میں رہتے ہیں تجھے بھی چاہئے کہ ہر دم اُنکو رنج پہنچائے اور توبہ اور انابت اور استعاذہ اور لاحول سے اُنکی کمر توڑتا رہے دوم کفار حربی کہ عداوت اُن سے فرض ہے اور اُن کو قتل کرنا اور لوٹنا اور اُن کی عورتوں اور بچوں کو لونڈی غلام کر لینا موجب اجر سوم اہل ذمہ کہ دشمنی اُن سے بھی فرض ہے اور اُن کی تحقیر اور توہین اور راہ کو اُن پر تنگ کرنا لازم اور محبت اُن سے مکروہ تحریمی حق تعالیٰ فرماتا ہے لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الاٰخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ اور حضرت فرماتے ہیں **غ** جو شخص خدا اور روز قیامت پر ایمان لاتا ہے اُس کے دشمنوں سے دوستی نہیں کرتا لکھا ہے کہ اہل ذمہ کو عامل اور صوبہ کرنا اور مسلمانوں پر قدرت دینا اسی باب میں داخل ہے چہارم بدعتی داعی ببدعت کہ اظہار عداوت اور ترک سلام و کلام اُس سے لازم ہے تا خلق اُسکے دام تزویر میں نہ پھنسے اور اُس سے متنفر رہے پنجم فاسق کہ اگر امید قبول ہو نرمی کیساتھ اُسکو نصیحت کرے ورنہ اعراض لائق ہے مگر جواب اُسکے سلام کا دینا لازم ہے اور اُس پر لعنت کرنا ممنوع ھذا واللہ اعلم بحث پنجم رغبت لغت میں بمعنی خواہش اور چاہنے کے ہے والترغیب بالتحریک کذلک یقال رغبت وارتغبت فیہ کذا فی الصراح اور محبت سے مرادف ہے کہ محبت بھی بمعنی میل نفس و ہوائے طبع متعارف ہے اسیواسطے بعض علما کہتے ہیں کہ محبت صرف اجسام میں واقع ہوتی ہے اور نسبت اُسکی جناب باری کیطرف مانند اضافت ید اور وجہ کے سمعی ہے عقل میں نہیں آتی کہ پروردگار تقدس و تعالیٰ ہوائے طبیعت اور میل نفس سے پاک ہے اور نفس و طبع بندہ کی اُسکی طرف میل کرتی ہیں جو محسوس ہو سکے پس محبت بندہ کی طاعت سے اور محبت خدا کی توفیق و ہدایت سے عبارت ہے یا محبت خدا کی طرف سے یہ ہے کہ بندہ کو دنیا میں نعمت اور آخرت میں ثواب جنت اور عذاب سے نجات بخشے اور بندہ کیطرف سے یہ ہے کہ پروردگار کی بڑائی اور عظمت اور اُسکا شوق دل میں اسقدر پیدا ہو کہ اُسکی یاد میں سب سے بیزار اور اُسکی طلب میں بیقرار رہے اور غیر کا ذکر اپنی زبان پر نہ لائے اور اسی طرح اطلاق عشق کا بھی اس جگہ صحیح نہیں جانتے کہ عشق تجاوز عن الحد سے عبارت ہے اور خدا تعالیٰ محدود نہیں کہ تجاوز اس سے صحیح ہو اور بندہ اگرچہ محدود ہے مگر نسبت تجاوز کی خدا کی طرف معقول نہیں اور بعض محبت و عشق بندہ کیطرف سے جائز سمجھتے ہیں کہ میل و خواہش کیلئے ادراک محبوب بوجہ کافی ہے محسوسیت اُسکی شرط نہیں اور عشق عبارت ہے منع سے اور بندہ اپنے رب سے ممنوع ہے کہ اُس تک نہیں پہنچ سکتا اور بعض محبت کو بندہ کیطرف سے جائز اور عشق کو ناجائز سمجھتے ہیں اس لئے کہ عشق میں معائنہ معشوق ضرور ہے بخلاف محبت کے اور پروردگار تقدس و تعالیٰ اس عالم میں مرئی نہیں اور تحقیق یہ ہے کہ محبت

جانبین سے واقع ہے میل طبع وہوائے نفس کو مطلق محبت میں دخل نہیں بلکہ یہ امر محبت مادیات کیلئے خاص ہے علاوہ بریں میل وخواہش مجردات کی طرف بھی صحیح ہے اور عشق بھی بندہ کی طرف سے جائز ہے کہ محبت کو مرتبہ کمال میں عشق کہتے ہیں اور تجاوز عن الحد سے تجاوز عن حد المحبۃ مراد لیتے ہیں نہ عن حد المحبوب کہ عدم تناہی محبوب استحالہ عشق کو مستلزم ہو البتہ عشق بموجب اس تفسیر جائز نہیں اسواسطے کہ اُسکی صفات مانند ذات کے غیر متناہی وغیر محدود ہیں وہاں جس مرتبہ کو تجاوز عن حد المحبۃ فرض کریں گے وہ عین محبت ہوگا اور عاشق کا اطلاق حضرت خلاق پر اکثر علماء نے جائز نہ سمجھا اور اطلاق شوق کا دونوں جانب سے جائز ہے ع رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم دعا کرتے ہیں اسألك الشوق الى لقائك ولذة النظر الى وجهك الكريم اور علی ع پروردگار تقدس وتعالیٰ فرماتا ہے طال شوق الابرار الى لقائي واني الى لقائهم اشد شوقا منهم شوق میری ملاقات کا نیکوں کو بہت ہوا اور میں اُن سے زیادہ اُنکی ملاقات کا مشتاق ہوں معنی شوق بندہ کے ظاہر ہیں کہ شوق تقاضا اُس شئے کے دیدار کا ہے جو دوسری وجہ سے حاضر ہو اس لئے کہ طلب مجہول مطلق کی محال اور طلب حاضر من جمیع الجہات کے تحصیل حاصل ہے پس شوق بندہ کی طرف سے صحیح وثابت بلکہ دنیا وآخرت میں دائم وباقی ہے اسلئے کہ خدا تعالیٰ معرفت میں حاضر ہے اور مشاہدہ میں حاضر نہیں اور آخرت میں اگرچہ شہود ہوگا مگر شوق میں کمی نہ ہوگی اور طلب ہر آن ترقی پر رہے گی کہ عاشق دو بات کا مشتاق ہوتا ہے ایک نفس دیدار کہ جمال یار کو جو عاشق کے خیال میں جلوہ گر رہتا ہے بچشم سر دیکھنا چاہتا ہے یہ شوق قیامت کے دن منقطع ہوگا۔ دوم اطلاع تمام اعضاء اور سراثر محبوب پر کہ جب چہرہ یار کا دیکھتا ہے چاہتا ہے کہ اُس کے سینہ اور شکم کو بھی دیکھے بلکہ جو شئے زیادہ چھپی ہے اُسکے دیکھنے کا شوق زیادہ ہوتا ہے ہرچند کہ پروردگار تقدس وتعالیٰ اعضاء اور اس مثال سے پاک اور مبرا ہے لیکن جب مشتاقان عرصہ تقدیس اپنی آرزو سے بہرہ مند اور دیدار محبوب سے کامیاب ہوینگے زیادہ دریافت کیا چاہیں گے اور جمال حضرت احدیت کا نہایت نہیں رکھتا پس یہ شوق کبھی منقطع نہ ہوگا ؎ ہست دریائے محبت بے کنار ✤ لاجرم یک تشنگی شد صد ہزار۔ مگر جو کہ ہر وقت ایک ادراک تازہ حاصل ہوتا رہے گا دل کو عدم تناہی محبوب سے اصلا ملال نہ پہونچے گا بلکہ بسبب اس کے کہ مطلوب موجود ہوگا دل خوش رہے گا اسی کو انس کہتے ہیں مثل شوق کے یہ انس بھی بڑھتا جائیگا اور لذت بے نہایت بہشت میں یہی ہے ورنہ جب طبیعت کو کسی چیز کی عادت ہوجاتی ہے اُس کے لطف میں فتور واقع ہوتا ہے دوا بھی جب مدت تک استعمال کی جاتی ہے غذا کا حکم پیدا کرتی ہے ف قالوا يا موسى لن نصبر على طعام واحد مگر معنی شوق کے اُس طرف سے عقل میں نہیں آتے کہ بندہ من جمیع الجہات تمام احوال واوقات میں پروردگار کے سامنے حاضر ہے ف ما يعزب عن ربك من مثقال ذرة في الارض ولا في السماء ولا اصغر من ذلك ولا اكبر الا في كتاب مبين خواجہ بسطام فرماتے ہیں کہ اگر بندہ اپنے مولیٰ سے محبت رکھے لائق ہے عجب یہ کہ مولیٰ بندہ ناچیز کا مشتاق ہو اور اُس سے محبت رکھے اور زیادہ مشتاق ہونا زیادہ عجیب ہے یہاں دم مارنے کا مقام نہیں زبان قلم اس صفحہ پر گنگ ہے اور پائے عقل اس راہ میں لنگ مالک مختار ہے چاہے طالب بنے چاہے مطلوب چاہے محب بنے چاہے محبوب بندہ کو مجال زبان ہلانے کی کیا ہے هذا وفي هذا المقام مقاصد شريفة يحب ذكرها للمحبين وما التوفيق الا بالله عليه اتوكل وبه استعين المقصد الاول دس چیزیں حصول محبت میں مدد کرتی ہیں اوّل ہمیشہ باوضو رہنا کہ دل کو روشن کرتا ہے دوم خلوت کہ شواغل سے فارغ اور حواس کو ساکن

کرتی ہے خصوصاً اندھیرے مکان میں زیادہ فائدہ بخشتی ہے اور جو اندھیرے میں نہو سکے تو سر کو کپڑے سے ڈھکے اور آنکھوں کو بند رکھے ؎ چشم بند و لب بہ بند و گوش بند ✤ گر نہ بینی نور حق بر ما بخند **سوم** سکوت کہ عقل کو روشن اور فہم و حفظ کو قوی کرتا ہے **چہارم** گرسنگی **پنجم** بیداری کہ بسبب کم ہونے خون اور گلنے چربی کے دل میں ایک طرح کی روشنی پیدا ہوتی ہے **ششم** نفی خواطر کہ تخمنی شاغل ہے **ہفتم** تسلیم ہر حال میں **ہشتم** کسی شخص کو اپنے ضروری کاروبار پر مقرر کرنا کہ خود مشغول ہونا توجہ خاطر کی اُس طرف سے روکتا ہے **نہم** فکر سالم کہ آدمی جب خدا کی قدرتوں اور اُسکی حکمتوں کو دیکھتا ہے بے اختیار اُسکا دل اُس طرف مائل ہوتا ہے **دہم** ذکر دائم طریق اُسکا یہ ہے کہ ابتدا میں کلمہ طیبہ یا اسم ذات یا لا الہ الا ھو الحی القیوم یا اور کسی اسم کیساتھ بفتوائے دل زبان سے تلفظ کرے اور دل کو حاضر رکھے جب وہ اسم بلا اختیار زبان پر جاری ہونے لگے تو تلفظ اور حروف کو چھوڑ دے اور دل کو اُس کے ساتھ گویا کرے یہانتک کہ جو کیفیت زبان کی تھی دل کی ہو جاوے اُسوقت آفتاب محبت آسمان دل پر تاباں ہوگا اور مشغولی بمذکور ذکر سے مستغنی کر دیگی اللھم ارزقنا **المقصد الثانی** ہر چند محبت الٰہی وہبی ہے کسب اختیار و قصد و ارادہ کو اُس میں دخل نہیں مگر بے صحت روح اور سلامت قلب یہ دولت ہات نہیں آتی ؎ گوہر پاک بباید کہ بود قابل فیض ✤ ورنہ ہر سنگ و گلے لولو و مرجاں نبود ۔ ہر سر لائق اس سودا کے نہیں نہ ہر ہات ید بیضا ہے ہر مالک دینار مالک دینار نہیں اور نہ ہر سری سقطی ہے ہر بادشاہ ابراہیم ادہم نہیں اور نہ ہر مشہور معروف کرخی ہے مرتبہ سہل ہات آنا دشوار ہے اور مقام بایزید ملنا مشکل ہر چوب خام کو آگ نہیں جلاتی اور صاحب زکام کے دماغ میں خوشبو نہیں جاتی ؎ تو اے مرغ پر کندہ چنداں ملاف ✤ کہ عنقا شناسد رہ کوہ قاف ✤ سوئے آسماں دیو را راہ نیست ✤ ز حیواں بجز خضر آگاہ نیست جس طرح طبیعت بسبب لحوق امراض و آفات کے اپنے مقتضیات کی طرف نہیں کرتی اسی طرح جب دل اور روح امراض باطنہ اور کدورات مادیہ میں مبتلا ہوتے ہیں اُنکے اقتضا اور شوق میں فتور واقع ہوتا ہے اور استعداد اُن کی باطل ہو جاتی ہے پس حصول محبت اگرچہ کسی علت و سبب اور شوق و طلب پر موقوف نہیں مگر حفظ صحت و سلامت روح و دل اور بقاء استعداد میں تجلیہ اور تخلیہ اور کسب اختیار کو ایک طرح کی مداخلت ہے اسی لئے علماء نے علم و معرفت اور ارادت صادق اور تواضع اور ہمت اور جد و اجتہاد اور زہد اور اخلاص کو مشروط محبت سے شمار کیا نہ بایں معنی کہ وجود محبت اُنکے وجود پر موقوف ہے بلکہ بایں نظر کہ اُن کو حفظ صحت و سلامت روح و دل اور بقاء استعداد میں ایک طرح کا دخل ہے پس طالب صادق کو رعایت اُن کی لازم ہے اور یہ امر اُن کی ماہیت اور کیفیت اور فوائد و فضائل کے معلوم ہونے پر موقوف ہے تفصیل اور تحقیق اور امور کے سابق مذکور ہوئے لہٰذا اس جگہ صرف ارادت اور ہمت کے بیان پر اقتصار کیا جاتا ہے **فصل** یہ فصل ارادت کے بیان میں ہے اور اس میں چار مرصد ہیں **المرصد الاول فی تعریف الارادۃ وفضیلتھا** جس طرح شریعت میں ہر کام نیت پر موقوف ہے اسیطرح طریقت میں ہر امر ارادت سے مشروط ہے بلکہ مآل دونوں کا ایک ہے فی الصراح النواۃ القصد والنیۃ آہنگ کردن والارادۃ خواستن امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اہل بصیرت پر مکشوف ہوا ہے کہ سب خلق ہلاک ہونے والی ہے سوا عابدوں کے اور سب عابد ہلاک ہونیوالے ہیں سوا عالموں کے اور سب عالم ہلاک ہونے والے ہیں سوا مخلصین کے اور مخلصین بڑے خطر میں ہیں بے اخلاص سب محنت و مشقت برباد ہے اور بے صدق نیت اخلاص صحیح نہیں غ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہر شخص عبادت سے اپنی نیت کے موافق ثواب پاتا ہے جو غزا و جہاد کیلئے ہجرت کرتا ہے اُس کی

ہجرت خدا کے واسطے ہے اور جو مال یا عورت کیلئے ہجرت کرتا ہے اُسکی ہجرت اُس چیز کیواسطے ہے جسے ڈھونڈتا ہے غ بہت لوگ شہید ہوتے ہیں اور ثواب نہیں پاتے اور بہت لوگ بستر پر مرتے ہیں اور شہادت کا ثواب پاتے ہیں اسواسطے کہ اُنکی نیت کو پروردگار اُنکا خوب جانتا ہے بندہ بہت کام کرتا ہے اور حکم ہوتا ہے اس کام کو صحیفہ سے دور کرو کہ میرے لئے نہیں کیا ہے اور بہت کام نہیں کرتا اور حکم ہوتا ہے یہ کام اُسکے صحیفہ میں لکھدو کہ نیت رکھتا تھا غ اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے غزوہ تبوک میں ارشاد کیا کہ مدینہ میں بہت آدمی ہیں جو ہمارے رنج اور بھوک میں شریک ہیں اسلئے کہ عذر کے سبب نہ آسکے اور نیت ہمارے ساتھ کی سی رکھتے تھے غ بنی اسرائیل میں ایک سال قحط پڑا کسی نے کہا اگر یہ سب مکان گیہوں ہوجاتے اور مجھے دیئے جاتے فقیروں کو تقسیم کردیتا پیغمبر وقت کو حکم آیا اُس سے کہدو ہم نے تجھے اُسی قدر گیہوں کے صدقہ کا ثواب عنایت فرمایا غ حدیث میں ہے کہ لڑائی کیوقت فرشتے لکھتے جاتے ہیں کہ فلاں واسطے معصیت کے اور فلاں لوجہ اللہ اعلاء کلمہ حق کیلئے لڑتا ہے اور مارا جاتا ہے غ کسی نے آپ سے پوچھا کہ مجھے کوئی کام ایسا بتائیے کہ ہر وقت کرسکوں اور بھلائی سے کسی وقت خالی نہوں فرمایا جو وقت خیر نہ کرسکے خیر کی نیت کرے کہ ثواب اُسکا تجھے عنایت فرماویں گے **تکمیل** ارادت و نیت کو عمل پر کئی وجہ سے ترجیح ہے **اوّل** نیت و ارادت حبط سے محفوظ ہے بخلاف عمل کے **دوم** نیت بے عمل کے طاعت اور عمل بے نیت کے خسارت اسی واسطے علماء کہتے ہیں پہلے نیت سیکھو پھر عمل کر **سوم** مقصود عمل تن سے تصفیہ و تزکیہ دل ہے نہ بالعکس پس عمل نیت کیواسطے کرتے ہیں کہ بدن کی مدد سے افعال دل کے درست اور مضبوط ہوجاتے ہیں نہ نیت واسطے عمل کے جیسا کہ عوام سمجھتے ہیں ارادت و نیت اصل مقصود شریعت و طریقت ہے عمل کیا چیز ہے جو نیت سے مقصود ہو حضرت عزت دل کو دیکھتا ہے جوارح پر التفات نہیں فرماتا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ بَلْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ ؎ ما زباں را ننگریم وقال را + ما رواں را بنگریم وحال را + ناظر قلبیم گر خاشع بود + گرچہ گفت ولفظ ناخاضع بود + گر زبانت کج بود معنیت راست + آں کجی لفظ مقبول خداست **چہارم** ریا کو عمل میں مداخلت ہے اور ارادت و نیت میں اصلا دخل نہیں **المرصد الثانی** ارادت و نیت تین قسم ہے **اوّل** ارادت دنیا کہ آفت عظیم و مرض مہلک و مانع خیرات و مورث آفات ہے فقط سعادت آخرت سے محروم نہیں رکھتی بلکہ مقاصد دنیوی سے بھی دور کرتی ہے غ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جسکی نیت دنیا کیواسطے ہو ہمیشہ محتاج رہے اور جسکی نیت آخرت کی ہو خدا تعالیٰ دنیا میں بھی اُسے تونگر اور زاہد کرتا ہے **ف** قال عز وجل حيل بينهم وبين ما يشتهون ؎ کار دنیا کسے تمام نکرد + ہر چہ گیرید مختصر گیرید + اور جو بالفرض عشرت جشید و شوکت دارا ہاتھ آوے بے عیش آخرت عین مصیبت ہے لا عیش الا عیش الاخرۃ ۔ اے عزیز ارادت دنیا یکطرف اہل استقامت تو عیش آخرت کی طرف نظر نہیں کرتے جس طرح ارادت دنیا سعادت آخرت سے محروم رکھتی ہے **ف** ----- ماله فی الاخرة من خلاق اسی طرح اُن کے نزدیک ارادت آخرت بھی حق سے مانع ہے ما شغلك عن الحق فهو طاغوتك **دوم** ارادت آخرت کہ اُسے رغبت و رہبت بھی کہتے ہیں **ف** منكم من يريد الدنيا ومنكم من يريد الاخرة انھیں دو ارادت کی طرف اشارہ ہے **سوم** ارادت حق کہ دیدۂ بصیرت کیواسطے کحل جواہر ہے جو اس سرمہ کو آنکھ میں لگاتا ہے ہمت اُسکی عرش و کرسی سے نکل جاتی ہے اور ممکنات سے تعلق رکھنا ذلت سمجھتا ہے پس عزت ابدی سے ممتاز ہوتا ہے **ف** من كان يريد العزة فان العزة لله جميعا اُس وقت کھانا پینا اُٹھنا بیٹھنا اُس کا خدا کیواسطے ہوجاتا ہے اور وہ اپنے ہر کام پر ثواب پاتا ہے **المرصد الثالث** نیت و ارادت کو معصیت

میں اصلا مداخلت نہیں کوئی معصیت بہ نیت خیر خیر نہیں ہوسکتی خیر وہ ہے کہ جسے شریعت خیر فرماوے انما الاعمال بالنیات
سے یہ مطلب نہیں کہ بدکام اچھی نیت سے نیکی ہوجاتا ہے بلکہ بُری بات سے نیکی کا قصد اور بھلائی کی اُمید رکھنا دوسری بدی ہے کہ اگر اسے
بُرا سمجھتا ہے اور پھر اُس سے امید بھلائی کی رکھتا ہے فاسق اور احمق ہے اور جو نہیں جانتا تو جاہل ہے مثلاً ایسے شخص کو جسکی نیت مباہات
اور تحصیل مال یا اغوائے خلق کی ہو علم دین تعلیم کرنا یا راہزن کو تلوار اور شرابی کو انگور اور شیرہ دینا نشر علم و سخاوت نہیں بلکہ ان چیزوں کا
ایسے شخصوں سے چھین لینا بہتر ہے پس ارادت و نیت صرف دو چیزیں دخل رکھتی ہے **اوّل** طاعت کہ جو شخص علم نیت رکھتا ہے
وہ ایک طاعت میں دس ثواب حاصل کرسکتا ہے مثلاً ایک شخص مسجد میں اعتکاف کرے اور نیت کرے کہ یہ خانۂ خدا ہے جو اس میں
آتا ہے گویا خدا کا زائر ہے اور مزور پر حق ہے کہ اپنے زائر کا اکرام کرے دوسرے انتظار نماز کی نیت کرے کہ منتظر نماز نماز میں ہے تیسرے
خیال کرے کہ یہاں بیٹھنے سے اعضا گناہوں سے محفوظ رہیں گے اور یہ روزہ کے حکم میں ہے حدیث میں آیا کہ مسجد میں بیٹھنا میری امت کی رہبانیت
ہے چوتھے اس جگہ دنیا سے بے شغلی حاصل ہوتی ہے پانچویں نیت کرے کہ یہاں بیٹھنے سے ذکر و فکر میں مشغول رہونگا چھٹے مخلوق کے شر سے
بچونگا ساتویں نہی منکر و امر بالمعروف کرونگا آٹھویں اوروں کو نماز کے مسئلے اور اُسکے پڑھنے کی ترکیب سکھاؤں گا نویں علما اور صلحا کی زیارت
اور اُنکی صحبت میسر ہوگی دسویں میرے بیٹھنے سے اوروں کو بھی بیٹھنے کا شوق ہوگا **دوم** مباہات کہ حکم اُن کا باختلاف نیت و ارادت
مختلف ہوتا ہے ایک چیز فساد نیت سے معصیت اور صدق ارادت سے عبادت اور بغیر نیت کے عبث ہوجاتی ہے مثلاً استعمال خوشبو
فی نفسہ مباح ہے مگر بہ نیت تعظیم خانہ خدا اور تفریح قلوب مومنین ثواب اور بقصد تفاخر اور مائل کرنے بیگانہ عورتوں کے حرام لوگ نیت
کو طاعت میں منحصر سمجھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ مباح نیت کے وسیلہ سے طاعت ہوجاتا ہے ھذا واللہ اعلم **المقصد الرابع** فرائض
و واجبات کو بعذر انعدام نیت و حضور و خشوع و خضوع کے ترک کرنا جائز نہیں بندہ کا کام یہ ہے کہ حکم مولیٰ کا بجالائے حتی الوسع
احضار نیت میں کوشش کرے اگر میسر ہو فہو المراد ورنہ جیسا ہوسکے کرے اگر حقیقت تعمیل کی بات نہ آئیگی تمرد و سرکشی سے تو نجات
حاصل ہوگی البتہ مباحات و مستحبات کو اس غرض کیواسطے ترک کرنا درست ہے **ع** ابن سیرین نے حسن بصری کے جنازہ کی نماز نہ
پڑھی اور کہا کہ اس وقت نیت حاضر نہیں پاتا اور سفیان ثوری نے حماد بن سلمہ کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی اور فرمایا اگر نیت حاضر
ہوتی بیشک پڑھتا کسی نے طاؤس شامی سے دعا چاہی فرمایا ٹھہر جا کہ نیت حاضر ہولے اور جب اُن سے حدیث پوچھتے تحدیث
نہ کرتے اور کبھی از خود فرمانے لگتے اور فرماتے کہ نیت کا منتظر تھا ایک کامل کہتے ہیں کہ بانتظار نیت فلاں بیمار کی عیادت کو
مہینہ بھر سے نہ گیا سفیان ثوری اُلٹا کپڑا پہنتے تھے کسی نے کہا اِدھر آیئے کپڑا سیدھا کردوں فرمایا اسے بہ نیت خیر پہنا تھا اب
بہ نیت خلق سیدھا نہ کروں گا سچ ہے ایسا اُلٹا سیدھے سے بہتر ہے **فصل فی بیان الہمۃ**۔ جاننا چاہئے کہ ہمت بلند سب کاموں کی اصل
ہے متقدمین کہتے ہیں ہمت کو بڑا اثر ہے بلکہ ہمت خود اثر ہے ؎ ہر کارے کہ ہمت بستہ گردد ✣ اگر خارے بود گلدستہ گردد۔ خصوصًا
ترقی بے ہمت بلند کے میسر نہیں ہوتی کوئی مقام ایسا نہیں کہ ہمت بلند وہاں نہ پہنچا دے اور کوئی کام ایسا نہیں کہ حوصلہ عالی
اُسکو ناتمام چھوڑے اور پورا نہ کرسکے ؎ ہر کہ صاحب ہمت آمد مرد شد ✣ ہمچو خورشید از بلندی فرد شد۔ یہ دولت خاصہ انسان ہے
اسی لئے سرداری دوجہاں سے مخصوص ہوا بعض صحف سماویہ میں آیا خلقت جمیع العالم لکم و خلقتکم لی جب بارگران امانت کو
آسمان باآں رفعت و زمین باآں وسعت اور پہاڑ باآں صلابت اور فرشتے باآں عصمت و طہارت نہ اُٹھا سکے اس مشت خاک نے

بیخوف باک اپنے دوش ہمت پر رکھ لیا مقربین ملاء اعلیٰ کو حکم ہوا کہ اسکے سامنے سر جھکاؤ اور مراتب تعظیم و تکریم کے بجالاؤ اگرچہ بحکم اتحاد نوع استعداد اُس امانت کی ہر بشر میں ہے مگر بعضے دون ہمت دنیا کی طرف ایسے متوجہ ہوتے ہیں کر وہ قوت فعل میں نہیں آتی اور غایت اصلی حاصل نہیں ہوتی ہمت اُنکی اُسکی لذت فانیہ میں مقتصر ہے اور اُن کی دانست میں لطف و مزا انھیں اشیاء خسیسہ میں منحصر ؎ چو آں کرمے کہ در سنگے نہاں است ✤ زمین و آسمان او ہمانست۔ لطف یہ ہے کہ تحصیل دنیا میں امور آخرت سے محنت کم نہیں بلکہ زیادہ ہے راہیں طالبان دنیا خوفناک قطع کرتے ہیں اور لوٹنے والوں اور درندوں کے خوف میں مبتلا ہوتے ہیں گویا از خود موت کی طرف جاتے ہیں اپنے پاؤں سے کوئیں میں گرتے ہیں بایں ہمہ اکثر اوقات مطلب حاصل نہیں ہوتا اور جو حاصل بھی ہو تو فانی ہے اور ہزاروں آفتیں اُس پر طاری رات دن اُسکی نگہبانی میں پریشان خاطر رہتے ہیں مگر وہ ہلاک ہو جاتا ہے یا یہ اُسے چھوڑ کر مر جاتے ہیں اور جسقدر مال زیادہ حاصل ہوتا ہے اُسی قدر تشویش زیادہ ہوتی ہے لوگ بادشاہوں کے تجمل و حشم و موالی و خدم کو دیکھ کر اُنھیں خوش نصیب سمجھتے ہیں حالانکہ اُن سے بڑھکر کوئی شخص مصیبت میں گرفتار نہیں ایک ساعت انھیں چین نہیں ملتا اور کسی وقت فکر سے اُنکو نجات میسر نہیں ہوتی صدیق عتیق ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں فرماتے ہیں اشقی الناس فی الدنیا والاخرة الملوك لان حسابه اشد وعفوه اقل بخلاف دولت معرفت و ثواب آخرت کے کہ نہ اُسے چور لیجا سکے اور نہ اُس پر ڈاکہ پڑے پس یہ لوگ اس سبب سے کہ حاصل کرنا آخرت اور دولت معرفت کا دشوار ہے دنیا کو اختیار نہیں کرتے بلکہ اُنکی نگاہ میں یہ دولت عظمٰی اور نعمت کبریٰ کچھ قدر نہیں رکھتی اور جاہ و منزلت اُس عالم کی عیش و عشرت دنیا کیسامنے اصلا خیال میں نہیں آتی ؎ عرش خدا سے دل سوئے کوئے بتاں گرا ✤ کیا پست حوصلہ تھا کہاں سے کہاں گرا۔ اور جن کو پروردگار تقدس تعالیٰ نے حوصلہ بلند اور ہمت ارجمند سے مخصوص و ممتاز فرمایا ہے وہ لذات ہیولائی کو ناقص و فانی سمجھکر شب و روز تہذیب و تکمیل نفس میں مشغول رہتے ہیں اور عالم محسوس کے مصالح اور مضار کی طرف ضرورت سے زیادہ التفات نہیں فرماتے نجات ابدی معرفت الٰہی میں منحصر سمجھتے ہیں جبہ جبہ اور لقمہ لقمہ کیواسطے مخلوق کے دروازوں پر ٹھوکریں نہیں کھاتے ماسوی اللہ سے کام نہیں رکھتے مرکب جاہ و کرامت کا پی کر کے پائے طلب راہ دوست میں جماتے ہیں اور تختہ ننگ و ناموس کا دھو کر ملامت کو اُس کی راہ میں شنار و صفت سے بہتر جانتے ہیں اگر دنیا و آخرت اُنکو دیں اصلا التفات نکریں اور جو فلک بریں اُنکی ہمت کے سامنے آوے اُسکو زمین کی مانند پست سمجھیں ؎ مرغ ہمت چو بال بکشاید ✤ عز و اقبالش آشیاں باشد ✤ پیش چوگان ہمت عالی ✤ کمتریں گوئے آسماں باشد ✤ ہر قت کوہ طور طلب پر چڑھ کر موسیٰ دار علیہ السلام نعرہ ارنی مارتے ہیں اور جواب لن ترانی سے دل تنگ نہ ہو کر اپنے کام سے دست بردار نہیں ہوتے بہشت اور حور و قصور اپنے خاموں کیلئے پسند نہیں کرتے تیغ ریاضت سے نفس خود پرست کو قتل کر کے ہوا و ہوس یک قلم بیزار ہو گئے آے عزیز ہمت بلند طریقہ صدیقین اور شیوہ مقربین ہے مدار کار ہمت پر ہے ہر شخص بقدر ہمت کے فکر کرتا ہے ؎ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔ اور باندازہ اُسکے مرتبہ پاتا ہے ؎ ہمت بلند دار کہ پیش خدا و خلق ✤ باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو۔ جو شخص باقتضائے ہمت بلند دونوں جہان سے نکل جانے کا ارادہ رکھتا ہے اُس کو ما فوق الدنیا والآخرة حاصل ہوتا ہے اگر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج کسی طرف التفات فرماتے اُسی جگہ رہ جاتے قاب قوسین او ادنیٰ سے مشرف نہوتے آے عزیز اگر دونوں جہان پر تجھے اختیار دیں قناعت نہ کر کہ ما فوق الدنیا والآخرة ابھی باقی ہے اور جو بہتے پانی پر مصلے بچھا سکے یا ہوا پر نماز پڑھ سکے نازاں مت ہو کہ ہنوز دہلی دور ہے مچھلیاں پانی میں اور پرند ہوا پر اُسکی

عبادت میں مشغول ہیں کمال انسان کا معرفت ومحبت میں ہے ف ولا تنسوا الفضل بینکم مرید طالب کرامات ہوتا ہے اور کامل طالب مکرم شیخ لقمان سرخسی رحمۃ اللہ علیہ راگ سنتے تھے اہل مجلس سے ایک شخص اڑکر درخت پر جا بیٹھا اور آپ سے کہا اے لقمان رحمۃ اللہ علیہ تم بھی آؤ کہ ہم تم اڑکر سیر کو چلیں فرمایا ہم دونوں جہان میں نہیں سما سکتے کہاں چلیں امام شبلی فرماتے ہیں کہ جسکی ہمت دنیا وآخرت سے پاک نہو اُسے ہماری مجلس میں آنا حرام ہے خواجہ بسطام فرماتے ہیں کہ اگر خلت ابراہیم اور مناجات موسیٰ اور روحانیت عیسیٰ تجھکو دیں قناعت نہ کر کہ ابھی بہت کام کرنے میں شیخ الشیوخ امام الطریقۃ والحقیقۃ عوارف المعارف میں لکھتے ہیں کہ کشف وکرامت شرط ولایت نہیں ولایت قرب الٰہی کو کہتے ہیں پس تفاضل اولیا میں باعتبار قرب کے ہے نہ کشف وکرامت کے اے عزیز کشف وکرامت بھی عقبات راہ سے ہے اکثر سالک اس گھاٹی میں ہلاک ہوتے ہیں بعضے تو تھوڑی سی بات پر نازاں ہوکر بیٹھ رہتے ہیں اور دولت ابدی سے محروم رہتے ہیں اور بعضے کہ بہ نسبت اُن کے ہمت عالی رکھتے ہیں جو وقت انوار انھیں نظر آتے ہیں اور اسرار اُن کے مونہہ سے نکلنے لگتے ہیں لوگ اُن کے وعظ ونصیحت سے متاثر ہوتے ہیں اور دوست دشمن اُن کے معتقد ہوجاتے ہیں اُس وقت وہ بھی غرور پنداشت میں مبتلا ہوتے ہیں اور اپنے تئیں کامل سمجھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ حجاب نور کا حجاب ظلمت سے سخت تر ہے انتہا کام کی عشق پر ہے اور عشق خود نہایت نہیں رکھتا ؎ عشق مارا کے شود غایت پدید ؛ حسن جاناں چوں ندارد غایتے پس انسان کو کسی جگہ توقف کرنا اور اپنے کمال پر نازاں ہونا بڑی کم ہمتی اور نری پست فطرتی ہے ہر مرتبہ پر ایک مرتبہ ہے مراتب صعود ونزول پر نظر کرے تا کسی مرتبہ کو مرتبہ انتہا اور کسی مقام پر توقف روا نہ سمجھے جاننا چاہئے کہ مرید کو اثنا سیر میں تین حال پیش آتے ہیں سلوک وقوف رجوع سلوک کے چھ مرتبے ہیں پہلا مرتبہ علم مصرع کہ بے علم نتواں خدارا شناخت مشائخ کہتے ہیں جسقدر علم زیادہ اُسیقدر طلب ارادت زیادہ اور جسقدر طلب ارادت زیادہ اُسی قدر سلوک زیادہ اور جسقدر سلوک زیادہ اُسی قدر رسائی زیادہ مدار کار علم پر ہے اگرچہ ہر دولت ونعمت ورثہ انبیا ہے اول پیغمبروں کو عنایت ہوتی ہے اُن کا پس خوردہ اوروں کو بھی بسبب اُن کے اتباع اور اطاعت کے ملتا ہے وللارض من کاس الکرام نصیب۔ مگر علم کو اُن سے علاقہ زیادہ ہے کما لا یخفی صاحب الطریقۃ مرتبہ علم کو صورت شریعت اور نماز اور روزہ اور جو افعال اور اعمال کہ اس مرتبہ میں واقع ہوتے ہیں اُنکو صورت اعمال کہتے ہیں اسوقت نفس امارہ سرکشی وطغیانی ونافرمانی وکفران پر مصر رہتا ہے مگر پروردگار تعالیٰ اپنی رحمت سے اُس اذعان کی تکلیف نہیں دیتا صرف تصدیق دل کو قبول فرماکر ایمان ناقص پر اجر کامل یعنی بہشت اور اُسکی نعمتوں کا وعدہ فرماتا ہے جب مرید احکام شریعت پر مواظبت اور اُس کے حدود کی محافظت کرتا ہے استعداد طریقت کی اُسکو حاصل ہوتی ہے اور ولایت عامہ کہ مفاد ف اللہ ولی الذین اٰمنوا ہے بعنایت الٰہی ہاتھ آتی ہے دوسرا مرتبہ اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اقوال وافعال میں اور تہذیب اخلاق اور دفع رذائل وامراض باطنہ اور علل قلبیہ کہ متعلق بمقام طریقت ہے گردش اسی مقام میں ہوتی ہے اولاً تصفیہ وتزکیہ وتخلیہ نفس کا رذائل سے بعد اُس کے تجلیہ اُس کا فضائل سے عمل میں آتا ہے اس مرتبہ میں حواس سے کام کم پڑتا ہے کھانا پینا دیکھنا بولنا کم ہوجاتا ہے اور نفس کو ایک طرح کا اطمینان حاصل ہوتا ہے اور کراہت جبلی اور شرارت خلقی سے باز آتا ہے اُسوقت آدمی اپنے مولیٰ کے حکم پر راضی اور شاکر ہوجاتا ہے اور کمر جدوجہد پر باندھتا ہے اور روش پر قائم ہوکر بے تعلقی اور تنہائی کہ طبع انسانی پر ناگوار ہے اختیار کرتا ہے اور ماسویٰ سے انقطاع کرکے وحدت شہود میں مستغرق رہتا ہے تمام جہان سے صلح کرتا ہے اور سب کو مرایا

جمال مطلق کا جانتا ہے ایک ہی کو دیکھتا ہے اور ایک ہی سمجھتا ہے تیسرا مرتبہ اتباع ذوق وحال سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسمیٰ بمقام مجذوب سالک ثمُ مقام سالک مجذوب مشہور بولایت خاصہ ہے اُسکو مقام بقا اور اسلام طریقت اور حقیقت سے بھی تعبیر کرتے ہیں انوار اور اسرار اس مقام میں اچھی طرح منکشف ہوتے ہیں اور حقیقت اشیار بلکہ فنا وبقا کی کما ینبغی معلوم ہوتی ہے اور ذوق وشوق ورضا ورغبت احکام شرع کی حاصل ہوتی ہے اور نفس کو بالکل اطمینان ہو جاتا ہے اور عالم ملکوت سے مشابہت کاملہ پیدا ہوتی ہے کھانے پینے سونے جاگنے کیطرف اصلا احتیاج نہیں رہتی تسبیح وتہلیل ورکوع وسجود کہ غذائے روح ہے تقویت جسم کیلئے بھی کفایت کرتی ہے گویا اسوقت جسم روح کے حکم میں ہو جاتا ہے اور جہاد با قالب ختم ہوتا ہے یہ مقام مقام فنا سے افضل ہے کہ متمم اُس کے ابراہیم علیہ السلام اور مکمل اُسکے سید رسل صلی اللہ علیہ وسلم ہیں متعلق نفی ممکنات اور متعلق اثبات ذات وہ مرتبہ علم الیقین ہے یہ مقام عین الیقین چوتھا مرتبہ کہ حقیقت شریعت ہے مقام علمار راسخین اور اصحاب یمین کا ہے کہ صاحب تاویل متشابہات اور واقف اسرار حروف مقطعات ہیں اس مقام میں حقیقت اسلام اور بندگی کی حاصل ہوتی ہے یہ مرتبہ ورثہ انبیا ہے اور طریقت و حقیقت اس مرتبہ کی تحصیل کیلئے وسیلہ ہیں جیسے وضو شرط صحت نماز اور اُس کا وسیلہ ہے طریقت سے نجاست حقیقیہ اور حقیقت سے نجاست حکمیہ باطنی کی زائل ہوتی ہے بعد طہارت کاملہ کے قابلیت اُس نماز کی کہ معراج مومنین اور ستون دین ہے حاصل ہوتی ہے بلکہ حقیقت روزہ اور زکوٰۃ اور حج اور تمام عبادات کی اسی وقت ہات آتی ہے اور محبت وشوق وذوق دل میں پیدا ہوتے ہیں اسوقت روح سے کام پڑتا ہے اور فضائے عالم جبروت میں گزر ہوتا ہے جب انوار اُس عالم کے بواسطہ روح دل پر طاری ہوتے ہیں شوق اور ذوق اور محبت دل میں ساری ہوتے ہیں اور مقام تکمیل وارشاد حاصل ہوتا ہے پانچواں مرتبہ اتباع کمالات محبت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کہ علم وعمل سے ورا اور محض فضل پر موقوف ہے یہ مرتبہ پانچ درجوں کو متضمن ہے محبت محبیت محبوبیت حب رضا مقام جب جامع تینوں مراتب متقدمہ کا ہے اور مرتبہ رضا اُس سے بھی بالا ہے اسوقت انسان کو علت اولی کیساتھ مشابہت پیدا ہوتی ہے نہ جانے کا غم نہ آنے کی خوشی نہ ماضی ومستقبل سے کچھ غرض نہ کسی حال سے خوف وفزع نہ کسی شئے کی خواہش نہ طلب نہ کسی چیز میں حظ نہ حصہ نہ کسی بات کی حاجت نہ ضرورت نہ کسی کیطرف التفات نہ کدورت اُسوقت آدمی کو فضیلت وسعادت کاملہ ہاتھ آتی ہے اور افعال اور اقوال اُسکے خیر محض ہو جاتے ہیں اور دواعی نفس مانند بہیمیہ غضبیہ وطباع بدنیہ کے بیکار اور وہم وتخئیل مغلوب ہوتے ہیں اور عقل الٰہی کہ منشا رصدور افعال الٰہیہ مطلوبہ لنفسہا کی ہے غالب آتی ہے اور اقصیٰ مراتب خیرات پر پہنچتا ہے اور سابقین بالخیرات اور مقربین حضرت عزت میں داخل ہوتا ہے اور اشتیاق صحبت ارواح وملائکہ کا اُسے اُنکی جماعت میں پہنچاتا ہے اور بقدر استعداد و شوق وہمت وارادت کے اُن سے مستفیض ہوتا ہے چھٹا مرتبہ اتباع کمالات محبوبیت خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ مقام مرتبہ رضا سے برتر ہے کیفیت اُسکی ادراک عقل سے ورا ہے سوا اُس جناب کے کوئی پیغمبر اور فرشتہ اس مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل اسی مقام کی تخصیص کی طرف اشارہ ہے یہ مقام کسب سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ مدار اسکا محبت پر ہے کہ فضل وکرم سے بھی برتر ہے البتہ بطفیل وتوسل سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اولیاء امت کو بھی اس خوان نعمت سے ایک توشہ اور اس خرمن دولت سے ایک خوشہ عنایت ہوا ہے ؎ درقافلہ کہ اوست دانم نرسم ✦ ایں بس کہ رسد ز دور بانگ جرسم - اللھم ارزقنا حبک وحب من یحبک وحب ما یقربنا الی حبک

واحیینا بجاہ حبیبک المصطفٰی واجعل حبک الینا احب من الاٰخرۃ والاولٰی ووفقنا لما تحب وترضٰی یہ چھ مرتبے مقامات سلوک و عروج کے ہیں پھر وقوف ہوتا ہے اور سالک بعض ان مراتب و مقامات سے جو بمقتضائے ہمت اُس کے لئے مقدر ہیں اپنے قبضہ میں کرتا ہے پھر مقام ہفتم جسے نزول و ہبوط و رجوع سے تعبیر کرتے ہیں اور جمیع درجات سابقہ کو جامع اور بمنزلہ آن کے کل کے ہے حاصل ہوتا ہے دائرہ ظہور عکس اسم وصفت کا کہ سیر فی اللہ سے مربوط ہے اس مقام میں تمام ہوتا ہے اور حقیقت ہر شئے کی کما حقہ معلوم ہوتی کہ دعا صدیق اکبر اللّٰھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ میں اسی مقام کی درخواست ہے یہ مقام لاہوت ہے معاملات سابقہ اس جگہ کچھ اعتبار نہیں رکھتے اور اس مقام میں روح سے بھی کچھ کام نہیں رہتا یہ حقیقت کی حقیقت ہے اور حقیقت سابقہ اسکی صورت حقیقت جسکی صورت اور ولایت جس کا مقدمہ ہو اسکی حقیقت کس طرح سمجھ میں آوے ~ قیاس کن ز گلستان من بہار مرا۔ بعد طے ان مقامات کے بندہ میں قابلیت اس امر کی پیدا ہوتی ہے کہ محبوب بلا شائبہ ظلیت و توہم حالیت و محلیت اُس پر ظہور فرماوے اور بسبب اس کے کہ ذات وصفات میں انفکاک محال ہے بالضرور ظہور محبوب کا صفات کیساتھ ہوتا ہے اور دو قوس ایک قوس صفات کا اور دوسرا ذات کا مشہود ہوتے ہیں اسے مقام قاب قوسین کہتے ہیں لیکن جب علاقہ ذات سے زیادہ ہو جاتا ہے اور محبت انتہا کو پہنچتی ہے اُس وقت ذات محبوب اسماء وصفات و شیون و اعتبارات سے مجرد و معرا نظر آتی ہے یہ مرتبہ اَوْ اَدْنٰی ہے اور یہ دونوں مقام مخصوص بسرور انبیا ہیں اس مقام پر توحید حقیقی اور فنا ر کلی کہ بقا سے بمراتب بالا ہے حاصل ہوتی ہے اور معرفت کامل کوئی مقام اس سے بڑھ کر بندہ کے حق میں متصور نہیں اور اوہام بشریہ بلکہ عقول ملکیہ کو گرد اس محل کی گزر نہیں الغرض مراتب سلوک متفاوت ہیں بعض اُن میں سے سوا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے کو حاصل نہیں ہوتے اور جو ہو سکتے ہیں وہ بھی نہایت نہیں رکھتے ہزاروں سر اس راہ میں نامرادی سے ٹھوکریں کھاتے ہیں یہ دولت ہر شکم پرست کو نہیں دیتے اور یہ خلعت زیبا ہر قامت کو نہیں بخشتے ~ سر و غم عشق بوالہوس را ندہند ✦ سوز دل پروانہ مگس را ندہند ✦ عمرے باید کہ یار آید بکنار ✦ ایں دولت سرمد ہمہ کس را ندہند۔ اگرچہ اکثر سراس سودا سے خالی نہیں مگر اس راہ میں سر بے اعتبار ہے سر در کار ہے پس کسی مرتبہ پر توقف کرنا اور فضل و کمال کو اُس میں منحصر جاننا اور اپنے مشہود و موہوم و متخیل کو موجود حقیقی سمجھنا اور اُسکو وصول و شہود و رویت تصور کرنا پست ہمتوں کا کام ہے اہل ہمت ایسے موہومات و متخیلات بلکہ مشاہدات و معلومات کو ظل سمجھتے ہیں اور نفی میں داخل کرتے ہیں اور اپنے مشاہدہ اور مکاشفہ پر اعتماد نہ کر کے ہر وقت اور ہر حال میں طلبگار ترقی کے رہتے ہیں لوگ اس بات کا اہتمام رکھتے ہیں کہ دائرہ اثبات وسعت پیدا کرے اور جملہ ماسوٰی مظہر حق نظر آوے اور مقصود اُنکا ہر ذکر و شغل و کلمہ طیبہ سے وسعت دائرہ نفی کی ہے کہ جو شہود و مراقب ہو سب منفی ہو جاوے یہ حال اُنکے عدم وصول کا ہے اگر ذکر اُنکے حصول کا کیا جاوے کون سمجھے اللّٰھم ارزقنا اتباعھم واحشرنا فی زمرتھم انک علٰی کل شیئ قدیر۔ **المقصد الثالث** آثار و علامات محبت بکثرت ہیں ازاں جملہ اہل علامت یہ ہے کہ جس کے دل میں آگ محبت کی بھڑکتی ہے سرد آہ اُسکے مونہہ سے نکلتی ہے اور چہرہ پر زردی ظاہر ہوتی ہے ~ نعیم بوستانش آہ سرد است ✦ گل گلزار عشقش رنگ زرد است۔ بھوک پیاس جاتی رہتی ہے بلکہ اُسکے تمام حرکات و سکنات و افعال و عادات سے بوئے محبت آتی ہے ہر بات اُسکی درد دل پر دلالت کرتی ہے اور اُسکے کلام سے ہر شخص کے دل پر ایک چوٹ لگتی ہے فریاد و فغاں اُسکے دشمنوں کے دل

کو جلاتی ہے جو چیز اُس کے بدن سے نکلتی ہے سوز باطن پر گواہی دیتی ہے ؎ حدیث سینہ سوزانم اے بہشتی روے ✤ مپرس کاتش دوزخ آید از دہانم۔ خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک بار خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے میں قارورہ اُنکا ایک نصرانی طبیب کے پاس لیگیا اُس نے دیکھتے ہی کہا کہ یہ بیمار مرض عشق میں گرفتار ہے اس بات کو سُنکر میں بیہوش ہوگیا جب حضرت کے پاس آیا حال عرض کیا فرمایا قاتلہ اللہ کیا خوب تشخیص ہے اے عزیز ادنیٰ اثر آتش دوزخ کا جسے لُو کہتے ہیں دنیا میں پہنچتا ہے اثر آتش محبت کا کہ بمراتب آتش دوزخ سے زیادہ حرارت رکھتی ہے کس طرح ظاہر ہوگا ؎ ففی فواد المحب نار ھوی ✤ احر و نار جہنم ابردھا۔ اے عزیز آگ دوزخ کی بدن کو اور آگ محبت کی جان کو جلاتی ہے اگر ذرہ محبت کا پہاڑ پر پڑے جل کر راکھ ہوجاوے عارف بھی اگرچہ سوز گداز رکھتا ہے مگر آگ محبت کی اور ہے المعرفۃ نار والمحبۃ نار فی نار۔ جگر عاشق کا ہر وقت اس آگ پر کباب اور دل اُسکا بیقراری سے رشک سیماب رہتا ہے شیخ عربی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اگر میں تصنیف میں مشغول نہ ہوتا غلبہ حال سے جل جاتا **دوسری علامت** اتباع شریعت کہ جو شخص کسی کو چاہتا ہے اُسکے حکم کی تعمیل واجب سمجھتا ہے جسقدر محبت زیادہ اُسیقدر طاعت زیادہ جو بالکل طاعت نہیں کرتا ہے محبت سے اصلا بہرہ نہیں رکھتا ہے اور جو بعض امور میں نافرمانی اور بعض میں فرمانبرداری کرتا ہے وہ بھی کمال محبت سے بے بہرہ ہے بندہ کامل وہ ہے کہ فرمانبرداری خدا و رسول کی ہر کام اور ہر حال میں اختیار کرے اور بے اجازت شرع کسی وقت قدم نہ اٹھائے امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ شرح السنۃ میں اور امام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ نووی کتاب الحجۃ میں مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ کسی کو ایمان حاصل نہیں ہوتا جبتک خواہش اُسکی میری شریعت کے تابع نہو جاوے اس وقت پر آشوب میں بعضے صوفیان خامکار اور متصوفان مکار احکام فقہا اور اقوال علماء کو لغو اور نصوص کتاب و سنت کو اہل ظاہر کے واسطے مخصوص سمجھتے ہیں یہ لوگ طریقت و حقیقت اور رہ رسم محبت سے اصل آگاہی نہیں رکھتے مکتوبات اور ملفوظات بزرگوں کے بنظر سرسری دیکھکر صاحب سجادہ اور حال وقال پر آمادہ ہو بیٹھے اسی طرح بعضے ظاہر بین گستاخ صوفیہ کرام اور اولیاء عظام کے اقوال و افعال کو اپنے وہم و خیال سے خلاف شریعت سمجھکر اُن حضرات کو باطنیہ اور ملاحدہ اور زنادقہ کہنے لگے نعوذ باللہ من طرفی الافراط والتفریط انہ علی کل شیئ قدیر وبکل شیئ محیط طریق مستقیم یہ ہے کہ شریعت کو جو حیٰوۃ ابدی کا سبب ہے اتباع اُسکا قول و فعل میں واجب سمجھے اور بزرگوں کی جناب میں نیک اعتقاد رکھے اگر کوئی قول یا فعل اُنکا کتاب و سنت کے خلاف پائے اول تحقیق کرے کہ لوگوں نے اکثر قصے بے سروپا اُن حضرات کی طرف منسوب کر دیئے ہیں پھر اگر تاویل ہو سکے کرے ورنہ غلبہ سکر و حال اور استیلائے ذوق و شوق پر حمل کرے کہ نیت اُنکی بخیر ہے اور قصہ اُنکا صحیح اگر بسبب استیلائے محبت و غلبہ شوق و مبالغہ قہر نفس و قطع اسباب و اعراض از ماسوی کے کبھی کوئی امر خلاف شرع اُن سے ظہور میں آوے نہ بقصد خلاف و عصیان و غلبہ جہل و ہوائے نفس کے تو وہ معصیت نہیں ہے صحو ابتدا ہی سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اُسوقت اکثر احوال میں سکر و جذب غالب رہتا ہے اور بیہوش سے مواخذہ نہیں مگر پیروی اُنکی ان باتوں میں نہ کرے اور ان امور کو خطا سمجھے لیکن اُنھیں خاطی نہ کہے ؎

اے کہ از کشمکش قیل و قال ✤ نیستت حالت ارباب کمال ✤ نشنیدہ ز کساں بجز خبرے ✤ ہیچ نایافتہ در خود اثرے ✤ قابل کار نہ معذوری ✤ یا خود از کوشش آں بس دوری ✤ باش کیں راہ گزارے دگر است ✤ ہر کسے قابل کارے دگر است ✤ لیکن اندر پے انکار مرو ✤ از جہاں منکر ایں کار مرو ✤ بنگر حالت درویشاں را ✤ کوشش و شورش ایشاں را ✤ کہ دریں رہ چہ طلبہا دارند ✤ زیں طلبہا چہ تعبہا دارند ✤ زیں طلب گر نہ خدا یافتہ اند ✤ ایں ہمہ بہر چہ بشتافتہ اند ✤ در طلب ایں ہمہ

جانبازی چیست ÷ مال و اسباب فدا سازی چیست ÷ کشف گر نیست قیاس تو کجا است ÷ عقل کو درک حواس تو کجا است ÷ یاری
گر نیست ترا وجدانی ÷ معتقد باش و بیار ایمانی ۔ ہاں مرجع خلق کو بشرط رعایت سات باتوں کے ایسی باتوں پر انکار کرنا جائز ہے
اوّل یہ کہ نیت لقلقہ اور مجلس آرائی کی نہو بلکہ صرف ہدایت خلق اور روکنا لوگوں کا جھوٹے صوفیوں کے دام فریب سے مقصود ہو
دوسری انکار میں زیادتی اور مبالغہ نہ کرے اور تقویٰ و ورع کی رعایت ملحوظ رکھے **تیسری** کسی شخص کو تعین کرکے اعتراض کرے
چوتھی مریدان سادہ لوح کے سامنے بیان نہ کرے اگر ضرورت اعلان کی ہو تو صوفیہ کی مدح و ثنا بھی کسی قدر کرے کہ عوام کے اعتقاد میں
خلل نہ آوے **پانچویں** کوئی کلمہ توہین اور سوءِ ادب کا زبان پر نہ لائے اور کسی حال میں ادب کی رعایت ترک نہ کرے **چھٹی** بتصریح کہہ دے کہ
بزرگوں سے ان باتوں پر مواخذہ نہیں کہ وہ اُسوقت سکر و حال میں تھے کلام اُس سے ہے کہ ہوش میں ایسی باتیں کہے اور شریعت کی رعایت چھوڑ
دے ۔ درحق او مدح درحق تو ذم ÷ درحق او شہد درحق تو سم **ساتویں** اپنی نادانی و کم فہمی ظاہر کرے کہ خدا جانے اُنکا مطلب کیا ہے
جو میں سمجھتا ہوں اُس میں یہ خلل پیدا ہوتا ہے پس اعتراض اس صورت میں اُن پر نہوگا بلکہ اپنی سمجھ پر ہے اور جو شخص مرجع خلق نہو وہ اُن
باتوں میں سکوت کرے اگر کوئی اُنکے سامنے اُنکا ذکر لاوے تا بمقدور ٹال دے اور اس مقام پر سات باتوں کا سمجھنا ضرور ہے **امر اوّل**
شریعت اور طریقت اور حقیقت میں مخالفت نہیں بلکہ یہ تینوں مقام ایک راہ کے ہیں شریعت مرتبہ اسلام اور طریقت مقام ایمان
اور حقیقت درجہ احسان ہے پس طریقت مرتبہ متوسطہ اور حقیقت کمال شریعت ہے **سوال** بعض اقوال و افعال صوفیہ شریعت
کے خلاف ہیں اگر طریق انکا خلاف شرع نہوتا یہ اقوال و افعال اُن حضرات سے کبھی واقع نہ ہوتے **از انجملہ** ایک دن حضرت شبلی کو خیال
آیا کہ تو بخیل ہے عہد کیا کہ آج جو ملے گا محتاجوں کو دیدوں گا پچاس دینار ملے ایک اندھے فقیر کو حجامت بنواتے دیکھا اُسکے سامنے
کئے فقیر نے نہ لئے فرمایا دینار ہیں کہا کیا میں نے تجھے بخیل کہا تھا کہ مجھے دینار دکھاتا ہے حجام کو دینے لگے اُس نے کہا میں فقیروں کی خدمت
پر مزدوری نہیں لیتا لاچار ہوکر دریا میں ڈالدیئے اور فرمایا ما اعزک احد الا اذلہ اللہ جس نے تیری عزت کی خدا نے اُسے ذلت
دی یہ تضیع مال ہے کہ شرع میں روا نہیں **از انجملہ** ایک روز شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے نئے کپڑے پھاڑ ڈالے کسی نے کہا کیا شریعت حکم کرتی ہے
کہ نئے کپڑے پھاڑیں فرمایا کیا شریعت حکم کرتی ہے کہ گھوڑوں کو پے کریں **از انجملہ** اُنکا بیٹا مر گیا اُس کی ماں نے اپنی چوٹی جلادی
آپ نے بھی نورہ سے داڑھی صاف کر ڈالی اہل بغداد اس حرکت سے ناخوش ہوئے اور تعزیت کو نہ آئے کسی نے کہا آپ نے یہ کیا کیا
فرمایا بی بی کا ساتھ دیا عرض کیا اہل و عیال کی موافقت میں مخالفت شریعت کب درست ہے فرمایا سچ تو یہ ہے میں نے حدیث میں دیکھا
تھا کہ جو نیکی کا اوروں کو حکم دے اور آپ نہ کرے خدا کی رحمت سے دور پڑے اور مستحق لعنت کا ہو جاوے اس لئے میں نے چاہا
کہ لوگ میرے پاس آویں اور مجھے صبر کا حکم کریں اور بسبب بے عملی کے خدا کی رحمت سے دور پڑیں اس نیت سے داڑھی منڈانا شریعت
میں جائز نہیں **از انجملہ** خواجہ بسطام رحمۃ اللہ علیہ نے جب دیکھا کہ معتقدوں کی کثرت سے عبادت میں خلل پڑتا ہے ایک دن
نماز کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر کہا لا الہ الا انا فاعبدون لوگ کافر کافر کہہ کر اُٹھ گئے **از انجملہ** شیخ ابوالحسن نوری
رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں خلیفہ وقت نے صوفیہ کو گرفتار کیا اور قتل کا حکم دیا جلاد جو وقت قتل کیلئے آیا ابوالحسن اُس کی طرف
دوڑے اُس نے کہا کیا چاہتا ہے فرمایا ہمارے مذہب میں جاں نثاری سے بہتر کوئی کام نہیں چاہتا ہوں کہ آخر وقت میں یاروں
پر جان قربان کروں جلاد نے یہ کیفیت بادشاہ سے عرض کی قاضی کو حکم ہوا کہ حقیقت اس قوم کی دریافت کرکے بیان

کرے قاضی نے نوری سے سوال کئے اور جواب شافی پائے بادشاہ سے عرض کیا اگر یہ لوگ کافر ہیں تو دنیا میں کوئی مسلمان نہیں ؎ کافرانِ رہِ عشقیم اگر انصاف است ✤ صد مسلمان تو اے خواجہ ویک کافر یا۔ بادشاہ نے سب کو رہا کیا اور عذر بجالایا یہ اعانت بر قتل نفس ہے کہ شرعًا ممنوع ہے ف لاتلقوا بایدیکم الی التھلکۃ ازانجملہ غ ایک مرید نے خواجہ بسطامی سے شکایت کی کہ دن کو روزہ رکھتا ہوں اور رات بھر نماز پڑھتا ہوں مگر مطلب حاصل نہیں ہوتا فرمایا تو اگر تین سو برس ریاضت کرے گا کچھ فائدہ نہوگا۔ ایک درہم کے اخروٹ مول لے اور داڑھی منڈا کر لڑکوں کو جمع کر اور اُن سے کہہ دے جو مجھے ایک دھول مار یگا اُسے ایک اخروٹ دونگا اگر اس حال سے تمام شہر میں پھرے ابھی مطلب حاصل ہو اُس نے کہا سبحان اللہ مجھ سا شخص یہ حرکت کرے فرمایا اس سبحان اللہ سے خدا کی تنزیہہ اور تقدیس مقصود نہیں بلکہ اپنے نفس کی بڑائی اور بابا کی منظور ہے چلا جا کر ایسے خود پرست کو اُس درگاہ میں بار نہیں یہ کبیرہ کا حکم دینا اور گناہ پر دلالت کرنا ہے ازانجملہ منصور حلاج نے انا الحق کہا ہر چند سمجھاتے باز نہ آتے ازانجملہ اکثر صوفیہ راگ سنتے ہیں خصوصًا حضرات چشت اس فعل پر کمال اصرار رکھتے ہیں ازانجملہ بعض صوفیہ کہتے ہیں علم حجاب ہے ازانجملہ مولانا روم مثنوی میں کہتے ہیں ؎ من ز قرآں مغز را برداشتیم ✤ استخواں پیش سگاں انداختیم۔ ازانجملہ صوفیہ کہتے ہیں کہ کامل کو کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا اذا احب اللہ عبدا لایضرہ ذنب ازانجملہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں من ارادالعبادۃ بعد الوصول فقد اشرک باللہ ازانجملہ کہتے ہیں کہ فقیر کے مذہب میں کسی کو بُرا سمجھنا جائز نہیں جواب شبلی رحمہ اللہ امام اہل وجد وسکر تھے اکثر احوال پلکوں اور بھوؤں کے بال نوچتے اور اپنی کھال زنبوروں سے کھینچتے کہ کسی طرح ہوش میں آویں اور نوری تین تین دن تک وجد اور حال میں پڑے رہتے نہ کھاتے نہ پیتے اور بایزید نے پہلی بات کا خود جواب دیا کہ میں نے آیت قرآن کی بہ نیت تلاوت پڑھی تھی تا خلق کے اجماع سے کہ میرے حق میں سم قاتل تھا نجات پاؤں اور دوسرے قصہ میں کبیرہ کا حکم نہیں دیا بلکہ اس تقریر سے اُس مرید کا آزمانا اور وجہ اُسکی محرومی کی ظاہر کرنا مقصود تھا اور منصور سے کمال استغراق میں یہ کلام صادر ہوا جب جریری نے اُن کے حبس پر اور شبلی نے اُنکے قتل کا فتویٰ دیا انھوں نے کہا مسلمانوں کے حق میں میرا قتل ہی بہتر ہے اوروں کو عبرت ہو اللہ رے شوق قتل کہ خود اپنے قتل پر۔۔۔۔۔۔ اور راگ سننا امام غزالی اور اکثر علماء شریعت نے ارباب محبت کیواسطے جائز رکھا شیخ عبدالرحمٰن سلمی نے اس باب میں ایک کتاب لکھی اُس میں ثابت کیا کہ جو بات دل میں ہوتی ہے راگ اُسے زیادہ کر دیتا ہے پس فاسقوں کے حق میں گناہ ہے اور اہل محبت کو نفع بخشتا ہے اور العلم حجاب اللہ سے یہ غرض نہیں کہ علم خدا سے دور کرتا ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ کوئی شخص بے علم کے خدا تک نہیں پہنچتا جو پردہ تک نہ پہنچے گا جمال محبوب کا بے پردہ کس طرح دیکھے گا اسی واسطے کہتے ہیں ما اتخذ اللہ ولیا جاھلا کوئی جاہل ولی نہ ہوا اور جہل سب لتوں کی اصل ہے پس جاہل کیونکر ولی ہوگا لیکن جب گرفتار ذات پردہ کے اندر پہنچتا ہے پردہ سے کام نہیں رکھتا ورنہ گرفتار حجاب ہے نہ گرفتار محبوب اور مراد عارف رومی کی یہ ہے کہ مغز قرآں اور اصل مطلب اُس کا ہم اہل سنت وجماعت نے دریافت کیا اہل بدعت واہوا کو سوا استخوان کے کچھ ہات نہ آیا چنانچہ دوسری جگہ فرماتے ہیں ؎ اے گرفتار ابوبکر وعلی ✤ تو چہ دانی سر حق کاے غافلی۔ گرفتار ابوبکر سے خارجی اور ناصبی اور گرفتار علی سے شیعی مراد ہے اہلسنت سوا ذات احدیت کے کسی کے گرفتار نہیں کہ اوروں سے تبعًا محبت رکھتے ہیں نہ استقلالًا پس وہ محبت در حقیقت محبت الٰہی ہے نہ گرفتاری بغیر حافظ شیرازی فرماتے ہیں ؎ جنگ ہفتاد ودو ملت ہمہ را عذر بنہ ✤ چوں ندیدند

حقیقت رہ افسانہ زدند ف وننزل من القرآن ما ھو شفاء ورحمۃ للمومنین ولا یزید الظالمین الا خسارا ہ یہ مطلب نہیں کہ شریعت استخوان و پوست ہے اور طریقت مغز بلکہ شریعت لب اللب ہے نادان ہے جو اُسے استخوان و پوست سمجھے مغز کلام وہی ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے یاروں نے سمجھا وھم علی ما انا علیہ واصحابی کوئی شخص بے شریعت کے طریقت حاصل نہیں کرسکتا ؎ داشتے مغز کے گردد نہال + صورت بے جاں نباشد جز خیال - اور اذا احب الیہ عبد الا یضرہ ذنب سے یہ غرض نہیں کہ کامل کے حق میں حرام حلال ہوجاتا ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے پیغمبروں کو معصوم پیدا کیا ہے اسی طرح اولیا کو بھی گناہ سے محفوظ رکھتا ہے اور جب گناہ واقع نہ ہوگا ضرر بھی نہ کریگا یا یہ کہ کامل سے قبل از مرتبہ ولایت جو گناہ واقع ہوئے ضرر نہیں کرتے الاسلام یھدم ما کان قبلہ یا سالک سے اگر مقام سکر طریقت میں کوئی گناہ واقع ہوتا ہے اُس پر مواخذہ نہیں کہ حکم شرع صاحب عقل کیلئے مخصوص ہے مجنون و بے ہوش مرفوع القلم ہے شیخ شرف الدین یحییٰ منیری فرماتے ہیں کہ عشق ایک جنون ہے اور عشاق سے اُن کی خطاؤں پر مؤاخذہ نہیں کرتے مگر جو شخص بے حصول ان مقامات کے مرتکب اُن باتوں کا ہو وہ ملحد ہے ؎ درحق او شہد درحق تو سم + درحق او مدح درحق تو ذم + قیاس اوروں کا اُن کے حال پر قیاس مع الفارق ہے ؎ کار پاکاں را قیاس از خود مگیر + گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر جوبات بنی اسرائیل نے کہی تھی ارنا اللہ جھرۃ وہی طلب موسیٰ علیہ السلام سے واقع ہوئی ف رب ارنی انظر الیک اُن پر بجلی گری اور اُن پر اصلا عتاب نہوا کہ وہ کلمہ بے باکی اور یہ انس سے ناشی ہوا مگر چونکہ یہ سوال بھی طریق ادب سے خلاف تھا مرتبہ قبول کو نہ پہنچا بخلاف ف ارنی کیف تحیی الموتیٰ کے اس قسم کی طلب ادب کے منافی نہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسی سوال کو کس خوبی کیسا تھ ادا کرتے ہیں اللھم ارنی حقائق الاشیاء کما ھی علیہ کی حقیقت الحقائق ذات مطلق ہے پس طلب ایک ہے اور طریق طلب متفاوت کوئی طلب کرتا ہے اور پاتا ہے اور کوئی طلب کرتا ہے اور نہیں پاتا یہ دونوں راستباز ہیں اور بعضے مبطل طلب کرتے ہیں اور رد کئے جاتے ہیں اس لئے کہ وہ طلب انکی لیاقت واستعداد سے زیادہ ہے چاہتے ہیں کہ جوبات کاملوں کو سالہا سال کی مشقت وریاضت کے بعد حاصل ہوئی بے محنت ومشقت حاصل کریں مقصود اُن کا یہ ہوتا ہے کہ کاملوں کی سی باتیں کرکے ناقصوں کو دھوکا دیں اور اپنے دام فریب میں پھانسیں پس جبکہ باطن میں اُن کے شرارت ہے مبطل اور محق میں فرق ظاہر ہے راست باز اُس حال میں بھی پیروی شریعت سے انکار نہیں کرتا منصور قید خانہ میں بیڑیاں پہنے ہر روز پانچسو رکعت پڑھتے اور مدعی کو اتباع شرع کوہ قاف سے گراں معلوم ہوتا ہے ف اذا تتلی علیھم ایاتنا بینات یعرف فی وجوہ الذین کفروا المنکر اے عزیز احکام شرعیہ بھی باختلاف احوال مختلف ہوتے ہیں منکوحہ کا بوسہ لینا اُس روزہ دار کو جائز ہے جو نفس کو روک سکے اور بے اختیار نہ ہوجاوے پس نشان سالک راست باز کا یہ ہے کہ ایسی باتوں میں بزرگوں کی پیروی نہ کرے اور اُن پر اعتراض بھی جائز نہ جانے جس طرح حضرت خضر علیہ السلام پر لڑکے کے قتل اور کشتی کے توڑنے میں نہ کوئی شخص اعتراض کرسکتا ہے اور نہ ہر ایک کس وناکس لیاقت پیروی کی رکھتا ہے ابن عباس رحمۃ اللہ علیہ حروری کے اعتراض کے جواب میں لکھتے ہیں اگر تو بھی خضر علیہ السلام کی طرح لڑکوں کے حال سے واقف ہوتا قتل انکا تیرے لئے بھی درست ہوجاتا اور مراد حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی کہ بعد وصول کے ارادہ نہیں رہتا بلکہ محب اپنے محبوب کی خدمت میں مضطر ہوتا ہے اور

بے اختیار اُسکی بندگی بجالاتا ہے یا وصول سے بہشت مراد ہے کہ مقام عشرت وراحت ہے نہ مقام محنت ومشقت اور یہ بات کہ فقیر کے مذہب میں کسی کو بُرا سمجھنا جائز نہیں علی العموم صحیح نہیں مذمت شیطان اور ابولہب اور قارون وفرعون وہامان کی قرآن میں بتصریح موجود ہے اور ایمان لانا اُس پر واجب سالک تمام ذرات عالم کو آئینہ جمال مطلق کا جانتا ہے اور سب سے صلح کرتا ہے کسی کو بُرا نہیں کہتا اور بُرا نہیں سمجھتا جب مرتبہ فرق وتمیز کہ عبارت اسلام طریقت سے ہے حاصل ہوتا ہے اُسوقت مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر اور اچھے کو اچھا اور بُرے کو بُرا جانتا ہے جیسا کہ سلوک سے پہلے جانتا تھا اسی لئے کہتے ہیں النہایۃ ھی الرجوع الی البدایۃ پس جو بات عالم سکر میں معلوم ہوتی ہے اُسکو عقیدہ اور حقیقت نہیں کہہ سکتے عقیدہ یہ ہے ف لایستوی اصحٰب النار واصحٰب الجنۃ اصحاب الجنۃ ھم الفائزون امر دوم ان تینوں مرتبوں میں تلازم ہے ایک بے دوسروں کے صحیح نہیں باطن بے ظاہر حیلہ بازی اور ظاہر بے باطن سخن سازی ہے امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں من تفقہ ولم یتصوف فقد تفسق ومن تصوف ولم یتفقہ فقد تزندق ومن جمع بینھما فقد تحقق پس ظاہر بے باطن ناتمام ہے اور باطن بے ظاہر ناقص اور اور جامع دونوں کا عالی مقام اور اس عبارت میں ایک نکتہ لطیفہ ہے کہ اول کو فاسق اور دوسرے کو زندیق فرمایا اسلئے کہ جو شخص حقیقت معاملہ سے واقف نہیں ہوتا اکثر خطا میں مبتلا ہوتا ہے اور عمل سے محروم رہتا ہے اور جو کرتا ہے تو اُس فعل میں لطف نہیں پاتا چھوڑ دیتا ہے اور دوسرے پر اگر کوئی نکتہ ظاہر ہوتا ہے اسقدر غرور وپنداشت میں گرفتار ہو جاتا ہے کہ ایمان بھی ہاتھ سے کھو دیتا ہے اور کلمات کفر اور شرک کی باتیں زبان پر لاتا ہے اور اُنکو تصوف اور فقیری سمجھتا ہے اسی لئے کہتے ہیں کہ اول علم ظاہر حاصل کرے پھر تصوف کو دیکھے کہ شریعت سے رجوع الی التصوف آسان ہے من عمل بما علم اورثہ اللہ علم ما لم یعلم اور بالعکس نہایت دشوار کہ جب شیطان لعین نے آدمی کو کفر اور خلاف شرع پر مضبوط کر دیا اور عقیدہ اُسکا بگاڑ دیا تو اب حق کیطرف رجوع مشکل ہے پانی اسی درخت کو ہرا کر سکتا ہے جس میں رطوبت اصلیہ باقی ہے جو بالکل خشک ہو گیا وہ کیونکر ہرا ہو سکتا ہے اے عزیز طلب طریقت کی بے شریعت کے ایسی ہے جیسے کوئی شخص بے سیڑھی کوٹھے پر چڑھنا چاہے پس جو لوگ کہ خلاف شریعت پر اصرار رکھتے ہیں اور وقت مواخذہ اور اعتراض کے کہتے ہیں کہ شراب پینا ناچ دیکھنا رنڈی لونڈی کیساتھ خلوت میں بیٹھنا سر پر عورتوں کی طرح چوٹی رکھنا شریعت میں منع ہے ہم لوگ اہل طریقت ہیں ہم کو پیروی شریعت کی ضرورت نہیں قرآن وحدیث اہل شرع پر حجت ہیں ہم کشف والہام سے مطلب کو دریافت کر سکتے ہیں یہ لوگ اپنے دین وایمان کو برباد کرتے ہیں اور شیطان کے دام فریب میں پھنسے ہوئے ہیں ہر مطلب کی ایک راہ مقرر ہے بے اتباع شریعت طریقت حاصل نہیں ہوتی اور بے پیروی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی دولت ہاتھ نہیں آتی اگر یہ دولت محنت اور ریاضت سے بے اتباع شریعت ہاتھ آتی برہمنوں اور جوگیوں کو بھی میسر ہوتی اسی واسطے کہتے ہیں کہ جو کشف یا خارق بے پیروی شریعت کے حاصل ہوا استدراج ہے اور جس بات کو شریعت قبول نہ کرے باطل ہے کل حقیقۃ ردتہ الشریعۃ فھو زندقۃ اور ہم سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد اور جو باوجود پیروی شرع کے ہزار ظلمت پیش آویں انجام بخیر ہے کہ شریعت اپنے پیرو کو راہ تک پہنچا دیتی ہے اور مقصود سے ملا دیتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا ف قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام و یخرجھم من الظلمات الی النور باذنہ ویھدیھم الی صراط مستقیم خدا کی رسی کو مضبوط پکڑو اور متفرق نہ ہو جاؤ تحقیق آیا

تمہارے پاس خدا کی طرف سے ایک نور اور روشن کتاب نے کھاتا ہے اللہ تعالیٰ ساتھ اُسکے اُس شخص کو جو اُس کی رضا ڈھونڈتا ہے راہیں سلامتی کی اور نکالتا ہے اُسے تاریکیوں سے طرف نور کے اپنے حکم سے اور دکھاتا ہے اُنکو سیدھی راہ ف یا ایھا الناس قد جاءتکم موعظة من ربکم وشفاء لما فی الصدور وھدی ورحمة للمومنین. تحقیق آئی تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت اور شفا اُس چیز کیلئے جو سینوں میں ہے اور ہدایت ورحمت واسطے ایمان والوں کے ف کتاب انزلناہ مبارک لیدبروا آیاتہ ولیتذکر اولوا الالباب یہ کتاب ہم نے اُسے اُتارا مبارک تا اُسکی آیتوں کو سوچیں اور عقلمند نصیحت قبول کریں ف فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما قسم تیرے رب کی وہ مسلمان نہ ہوینگے جبتک تجھے اپنے جھگڑوں میں حاکم نہ کریں اور پھر تیرے حکم سے اپنے دل میں تنگی نہ لائیں اور اُسکو تسلیم نہ کریں ف لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوة حسنة تمہارے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اچھی ہے ف ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا جو کچھ رسول تم کو دے لو اور جس سے منع کرے باز رہو ف فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الآخر ذلک خیر واحسن تاویلا اگر تم آپس میں جھگڑو تو خدا ورسول کیطرف لیجاؤ اگر تم خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور اچھی تاویل ف ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم بیشک یہ قرآن بہت سیدھی راہ دکھاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ت ک قرآن خدا کی میزبانی ہے اُسکی ضیافت قبول کرو ت وہ فصل ہے نہ ہزل جو اُسکے سوا اور سے راہ ڈھونڈے خدا اُسکو گمراہ کرے وہ خدا کی رسی ہے اور محکم نصیحت اور سیدھی راہ پس جو اُس سے کہتا ہے سچا ہے اور جو اُس پر عمل کرتا ہے ثواب پاتا ہے اور جو اُسکے مطابق عمل کرتا ہے عادل ہے اور جو اُسکی طرف بلاتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے ت ن جو قرآن کی پیروی کرے گا نہ دنیا میں بھٹکے گا اور نہ آخرت میں بدنصیب رہے گا۔ ط میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں اگر اُنھیں مضبوط پکڑو گے کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدا کی دوسری سنت اُسکے رسول کی اور ایک روایت میں ہے کتاب اللہ اور عترت اپنی ح ق قرآن شافع اور مشفع اور فاصل ہے جو اُسے آگے کرے اُسکو بہشت میں لیجائے اور جو اُسے پیٹھ کے پیچھے ڈالے اُس کو دوزخ کی طرف ہنکالے و ت اس قرآن کو لازم پکڑو پس جس چیز کو اُس میں حلال پاؤ اُسے حلال سمجھو اور جسے اُس میں حرام پاؤ حرام جانو آئے عزیز علم اولین وآخرین قرآن میں موجود ہے بعض علما نے ایک لطیفہ عجیبہ لکھا ہے کہ ابتدا قرآن کی با بسم اللہ سے اور انتہا اُسکی س والناس پر ہے یعنی قرآن بس ہے باقی ہوس ارشاد ہوتا ہے ف اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتٰب یتلی علیھم ط ان فی ذلک لرحمة وذکری لقوم یؤمنون کیا اُنھیں کفایت نہیں کرتی یہ بات کہ اُتاری ہم نے تجھ پر کتاب پڑھی جاتی ہے اُن پر اُس میں رحمت ونصیحت ہے ایمان والوں کیلئے علاوہ ازیں جو چیز الہام سے ثابت ہو ظنی ہے اور حکم قرآن یقینی سہ وقد اتاک یقین غیر ذی عوج + من الالہ وقول غیر مکذوب۔ اور ظن یقین سے معارض نہیں ہو سکتا ف فان الظن لا یغنی من الحق شیئا آ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من کانت فترتہ الی سنتی فقد اھتدی ومن کانت فترتہ الی غیر ذلک فقد ھلک جس کی فترت میری سنت کی طرف ہو وہ راہ پائے اور جس کی فترت میری سنت کی طرف نہ ہو وہ ہلاک ہو جاوے ع جسے قرآن وحدیث یاد ہے اُسکے دونوں مونڈھوں میں پیغمبری درج کی گئی ہے مگر اُس پر وحی نہیں کیجاتی اور حدیث میں ہے ت میری اُمت گمراہی پر جمع نہ ہوگی اور خدا کا ہاتھ جماعت پر ہے جو تنہا ہوا دوزخ میں پڑا جہ

سواد اعظم کی پیروی کرو بلکہ وہ جو شخص جماعت سے بالشت بھر جدا ہوا اُس نے ربقہ اسلام کا اپنی گردن سے نکال ڈالا طریقہ محمدیہ میں رسالہ امام قشیری کلم سے نقل کرتے ہیں کہ سید الطائفہ خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سوا پیروی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سب راہیں بند ہیں جاہل قرآن وحدیث سے پیروی کے قابل نہیں اسواسطے کہ مذہب صوفیہ کا مقید بقرآن وحدیث ہے اور حضرت سری سقطی قدس سرہ سے منقول ہے کہ صوفی وہ ہے کہ نور معرفت اس کے تقویٰ میں خلل نہ ڈالے کوئی بات خلاف شریعت کے نہ کہے اپنی زور کرامت سے حرام شرعی کو حلال نہ ٹھیرا دے اور سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تم کسی کو بزور کرامت ہوا پر اڑتے دیکھو اگر شریعت پر قائم نہیں اُسے کامل نہ سمجھو ایک شخص مشہور بکرامت تھا آپ اُس کے پاس گئے اُس نے قبلہ کیطرف تھوکا فوراً لوٹ آئے اور اُس سے کلام تک نہ کیا اور فرمایا یہ شخص آداب شریعت سے واقف نہیں خدا کو کیا پہچانے گا ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جو بات میرے دل میں آتی ہے اُسکو شریعت پر پیش کرتا ہوں اگر قرآن وحدیث کے مطابق پاتا ہوں مانتا ہوں ورنہ وسوسہ نفس کا سمجھتا ہوں ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد کرتے ہیں کہ نشانی محبت خدا کی یہ ہے کہ افعال واخلاق وامر ونہی میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے خواب میں فرمایا کہ چار باتوں نے تجھے اسرار سے خبردار اور اپنے امثال سے افضل کر دیا خدمت صالحین اور محبت آل واصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین اور خیر خواہی اہل اسلام اور اتباع سنت ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو باطن ظاہر کے خلاف ہے باطل ہے محمد بن فضل کہتے ہیں کہ چار گروہ اسلام کو کھو دینگے ایک وہ لوگ کہ جانتے ہیں اور نہیں کرتے دوسرا نہیں جانتے کرتے ہیں تیسرا جو کچھ کرتے ہیں اُسے نہیں سیکھتے چوتھے وہ لوگ کہ اوروں کو کرنے سے روکتے ہیں ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تین گروہ دین ومذہب کو بدلتے ہیں سلاطین اور فقرا اور علما خواجہ بسطام رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جب سیر آسمان وزمین اور بہشت ودوزخ سے گزر کر فضائے پاک حدیث میں پہنچا دیکھا تو خودی موجود تھی فریاد کی الٰہی اسکا کیا علاج ہے حکم ہوا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر اُنکے خاک قدم کا سرمہ اپنے چشم امید میں لگا جب اس بلا سے نجات پائیگا مشائخ اسے معراج بایزید کہتے ہیں خواجہ جنید رحمۃ اللہ کو وقت انتقال کے ایک مرید نے وضو کرایا داڑھی میں خلال کرنا بھول گیا آپنے اسکا ہات پکڑ کے داڑھی میں پھیر دیا اور اس سنت کو بھی ادا کر لیا اخبار الاخیار شیخ نصیر الدین قدس سرہ مجلس میں بیٹھے تھے کہ راگ ومزامیر شروع ہوئے آپ اُٹھ کھڑے ہوئے لوگوں نے کہا بیٹھئے فرمایا خلاف سنت ہے کہا آپ کے پیر سنتے ہیں فرمایا دلیل کتاب وسنت سے چاہئے نہ قول وفعل پیر سے جب یہ خبر حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی فرمایا نصیر الدین سچ کہتا ہے مولانا ضیاء الدین حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ کو ہمیشہ راگ سننے کی ممانعت کرتے اُنکے انتقال کیوقت عیادت کیواسطے تشریف لے گئے مولانا نے اپنی پگڑی بھیجدی کہ اسے آپ کے قدموں تلے بچھا دو آپنے اُسے چوم کر سر مبارک پر رکھ لیا جب مولانا نے انتقال فرمایا کہا یہ شخص حامی شریعت تھا افسوس کہ اب کوئی آدمی ایسا نہ رہا جو دین کی حمایت کرے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی دانست میں کوئی سنت ترک نہ کی سوا اسکے کہ لوگوں نے مجھے سوار ہو کر - - - - - تاریخ بلاد خانی میں لکھا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ سے خواب میں ارشاد کیا تو میرے دین کا مددگار ہے اور ایک سنت میری سنتوں سے یعنی نکاح کو چھوڑتا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کسی سنت کو ترک نہ کرتے یہاں تک کہ مکہ ومدینہ کی راہ میں ایک درخت کے تلے حضرت نے قیلولہ فرمایا تھا جب اُس طرف سے گزرتے آپ بھی قیلولہ کرتے صوفیہ فرماتے ہیں کہ آج جو راہ شریعت پر ثابت قدم ہے قیامت کے دن صراط پر قائم رہے گا اور جو خط مستقیم شرع سے ذرا بھی جدا ہو جائیگا

جس قدر چلے گا مرکزِ مقصد سے دور ہوتا جائے گا ؎ ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی + کیں راہ کہ تو میروی بترکستانست + شیخ شہاب الدین احمد مغربی برنسی قواعد الطریقۃ فی الجمع بین الشریعۃ والحقیقۃ میں نقل کرتے ہیں کہ کسی بزرگ نے اپنے مرید سے کہا پانی ٹھنڈا کرکے ٹھنڈا پانی دل سے شکر نکالتا ہے اُس نے عرض کیا کہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے برتن پر دھوپ آگئی نہ اٹھایا اور فرمایا مجھے شرم آتی ہے کہ اپنے حظِ نفس کیلئے پانی کا برتن اٹھاؤں فرمایا وہ صاحبِ حال ہیں اُنکی پیروی نہیں ہوسکتی مشائخ طریقت نے اجماع کیا ہے کہ اگرچہ اہلِ سکر و جذب معذور ہیں مگر راہ سالم یہ ہے کہ شریعت پر استقامت رکھے اور اسرارِ توحید وغیرہ ظاہر نکرے منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ نے جب دعویٰ انا الحق کیا اور علما و مشائخ میں اُنکے معاملہ میں اختلاف واقع ہوا جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اُنکے حبس و ضرب کا اور شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے قتل کا فتویٰ دیا انھوں نے فرمایا کہ مسلمانوں کے حق میں میرا قتل ہی بہتر ہے تا اوروں کو عبرت ہو ایک روز خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ کو خبر پہنچی کہ تین دن سے نوری نے کچھ نہیں کھایا اللہ اکبر اللہ اکبر وجد میں کہتے ہیں فرمایا نماز کا کیا حال ہے کہا نماز کے وقت ہوش میں آجاتے ہیں پھر بیہوش ہوجاتے ہیں فرمایا الحمد للہ حال اُن کا صحیح ہے اور خلاف شرع سے محفوظ ہیں آے عزیز جب کہ خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم شریعت کی پیروی کا حکم دیں اور اُسکے خلاف کو باطل اور ضلالت اور موجب ہلاک فرمادیں اور مقتدایان صوفیہ اور پیشوایان دین نجاتِ حقیقی اُسکے اتباع میں منحصر جانیں اور ہمیشہ اُسکی پیروی کرتے رہیں تو ان متصوفانِ خام کار اور مدعیان بدکردار کے انکار کا کیا اعتبار ہے جنید و شبلی اور کرخی و سقطی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ تمام عمر نماز پڑھتے رہے ہیں ان کو ترکِ نماز کی اجازت کہاں سے حاصل ہوئی سلف سے اب تک جتنے کامل گزرے شرع پر ثابت قدم رہے اور فلاح اور نجات اور خیر و خوبی معاش اور معاد کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں منحصر جانتے رہے اور مخالفتِ سنت کو سبب خرابی دنیا و آخرت کا سمجھتے رہے ؎ عزیزے کہ از درگہش سر بتافت + بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت ؎ ادلیل تو بس توراہ مجو + او زبان تو بس تو یادہ مگو + ہرچہ او گفت راز مطلق داں + ہرچہ او کرد کردۂ حق داں + خاک او باش بادشاہی کن + آن او باش ہرچہ خواہی کن + ہر کہ او نیست خاک بردر او + گر فرشتہ است خاک بر سر او۔ امر سوم جس طرح بے اتباع شریعت طریقت ہاتھ نہیں آتی اسیطرح بے اُسکی پیروی کے طریقت پر قائم رہنا محال ہے شریعت مانند نیو کے اور طریقت مثل دیوار کے ہے دیوار جس قدر بلند ہوتی ہے بنیاد کی طرف اُسکو احتیاج زیادہ ہوتی جاتی ہے اور نیو کے خراب ہوتے ہی دیوار بھی گر جاتی ہے احکام شرع بمنزلہ درخت کے ہیں اور معارف طریقت و حقیقت مشابہ پھل کے جبتک درخت قائم ہے ثمر بھی متوقع ہے جب درخت سوکھ جائے ثمر کہاں سے آئے یہ بات کہ شریعت واسطہ وصول ہے جو منزل میں پہنچ جاتا ہے اُسے راہ سے کچھ کام نہیں رہتا مراد نماز و روزہ سے یہ ہے کہ عالم غیب کیطرف توجہ حاصل ہو جو اُس طرف سے کسی وقت غافل نہیں اُسے نماز و روزہ سے کیا فائدہ فریبِ نفس اور وسوسۂ شیطان ہے نفس اباحت پسند ہے بالطبع متنفر ہے آدمی اپنا ایمان کھو دیتا ہے مگر پابندی گوارہ نہیں کرتا اور شیطان جب آدمی کو کشف و کرامت سے خوش پاتا ہے اس قسم کے فریب دیتا ہے اکثر سادہ لوح اُسکے دام میں پھنس جاتے ہیں اور نماز و روزہ چھوڑ دیتے ہیں نہیں جانتے کہ شیطان اُن سے اپنی پیروی چاہتا ہے اور اس حیلہ سے اُنکو اپنا سا کیا چاہتا ہے اُس نے بھی یہی کہا تھا کہ جب میں فرشتوں کا اُستاد ہوگیا آدم خاکی کو سجدہ کرنے کی مجھے کیا حاجت رہی۔ کیا اُنھیں معلوم ہے کہ نماز و روزہ میں سوا اسکے کچھ فائدہ نہیں سب علم اُنھیں حاصل نہ ہوا ف وما اوتیتم من العلم الا قلیلا نہ جاننا اور بات اور نہ ہونا اور بات عقلمندی یہ ہے کہ جس حکم کی حکمت نہ سمجھے اُسے عبث نہ جانے کہ حکیم کا کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا اگر نماز

وروزہ میں سوا اسکے کوئی فائدہ نہ رکھتے پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا باآں علو مقام اسقدر نماز کیوں پڑھتے کہ پائے مبارک سوج جاتے اور ہر مہینہ میں روزہ کیوں رکھتے یہانتک کہ بعض دنوں میں لوگ گمان کرتے کہ اب کبھی روزہ نہ چھوڑیں گے پس طہارت باطن طہارت ظاہر سے وابستہ ہے اور طریقت کو ہر وقت شریعت کیطرف حاجت ہے جسکو خدا نے روز ازل سعید ٹھہرایا پیروی شریعت کی کسی وقت اور کسی حال میں نہیں چھوڑتا اور جسے اشقیا میں لکھدیا شیطان کے فریب میں آکر اُسکی پیروی کرتا ہے **ف** ذلک ھدی اللہ یھدی بہ من یشاء من عبادہ ومن یضلل اللہ فما لہ من ھاد یہ کام عالی ظرفوں کا ہے کہ جس بات سے اُن کا مرتبہ بڑھتا ہے اُسکی قدر زیادہ کرتے ہیں ہر بوالہوس سے کب ہو سکتا ہے کہ شریعت وطریقت دونوں پر عمل کرے سہ برکفے جام شریعت برکفے سندان عشق + ہر ہوسناکے نداند جام وسنداں باختن **ف** فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم **امر چہارم** ولی کو نبی پر ترجیح دینا کفر ہے کہ ولی تابع ہے اور نبی متبوع جو کچھ اُسے حاصل ہوتا ہے نبی کی پیروی کا نتیجہ ہے پہلا قدم نبی کا ولی کے تمام سلوک سے بہتر ہے کہ ولی کو بعد سلوک کے مشاہدہ حاصل ہوتا ہے اور پہلا قدم نبی کا مقام مشاہدہ میں پڑتا ہے البتہ بعض علما و مشائخ ولایت کو نبوت سے ترجیح دیتے ہیں اسلئے کہ علم نبوت بوحی ہے اور علم ولایت بسر اور نبوت میں توجہ بخلق ہے اور ولایت میں توجہ بحق اور جمہور جواب دیتے ہیں کہ جس جگہ سر اولیا کا پہنچتا ہے وہاں جسم نبی کا جا سکتا ہے اور دوسری دلیل کے جواب میں کہتے ہیں کہ توجہ انبیا کو اپنی توجہ پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے نبی ابتدائے کار میں تعلق ماسوی سے آزاد ہوتا ہے اور توجہ بخلق ہماری گرفتاری بماسوی ہے وشتان بینھما علاوہ بریں مرتبہ نزول میں کہ بعد تکمیل کے ہے ولی کو بھی توجہ بخلق ہوتی ہے سوی اسکے توجہ بخلق نبی کی توجہ بحق ولی سے افضل ہے کہ رہنمائی خلق کی تہذیب نفس سے بہتر ہے اندھا اگر کوئیں میں گرتا ہو اُسکا ہات پکڑنا نماز پڑھنے سے اولی ہے کہ خدائے غنی نماز سے بے نیاز اور مستغنی ہے اور اندھا محتاج دستگیری خصوصاً جبکہ توجہ بخلق بحکم حق سے ہو کہ وہ درحقیقت توجہ بحق ہے نہ توجہ بخلق جو لوگ ترجیح ولایت کے قائل ہوئے اُنھوں نے عصمت کے معنی کی طرف توجہ نہ فرمائی کہ توجہ بخلق عصمت کیساتھ توجہ بحق کو مانع نہیں ہوتی واللہ اعلم **امر پنجم** مطلب حضرات صوفیہ کا بہت بلند ہے جس قدر اُسکی ایضاح میں کوشش کرتے ہیں زیادہ تر مغلق اور دشوار ہو جاتا ہے پس آدمی کو لازم ہے کہ اُنکے کلام میں خوب تامل کرے بے تحاشا اعتراض نہ کرنے لگے اگر سمجھ میں نہ آوے اپنی سمجھ کا قصور سمجھے اور اُن پر طعن و تشنیع روا نہ رکھے اور اُن باتوں میں جن کا سمجھنا عقل ناقص کا کام نہیں اور اسی طرح اُن کلمات میں کہ ارباب حال سے عالم سکر و استغراق میں واقع ہوئے خوض نہ کرے اور جو اسرار طریقت سمجھ میں آویں عوام کے سامنے نہ کہے حدیث میں ہے حدثوا الناس بما یعرفون اترید ون ان یکذب اللہ ورسولہ ہر شخص سے اُسکی سمجھ کے لائق کلام کرنا چاہئے تکلموا الناس علی قدر عقولھم سید الطائفہ قدس سرہ ایک مسئلہ کی کئی طرح تقریر فرماتے کسی نے سبب اسکا پوچھا فرمایا الجواب علی قدر السائل جیسا سائل آتا ہے ویسی تقریر کرتا ہوں **امر ششم** اثنائے سلوک میں سالک کو بعض معانی اس قسم کے پیش آتے ہیں کہ بدون لفظ کفر و شرک و بت و زنار و شراب و کباب کے تعبیر اُن سے دشوار ہے ہر قوم کی ایک اصطلاح جدا ہے ولا مناقشۃ فی الاصطلاح اصلاح میں جھگڑا بیجا ہے مثلاً بعض اُنکی اصطلاح میں وصال سے دیدار الٰہی اور فراق سے حجاب اور چشم سے لطف و نظر اور زلف سے قرب الٰہی یا سلسلہ عجائب یا ظلمت کفر اور نور سے ایمان اور کفر سے چھپانا اپنا اور شراب ومستی سے ذوق اور خرابات سے خرابی دل و نفس اور آبادی سے صفات بشریہ پس اگر اُن کے کلام میں باعتبار معنی لغوی کے کسی طرح کا خلل دیکھے نزاع اور جدال اور اعتراض اور طعن نہ کرے

بلکہ معانی مصطلحہ پر نظر رکھے اہل عرب باپ سے ساتھ لفظ لکَ ومنکَ کے جسکا ترجمہ واسطے تیرے اور تجھ سے ہے خطاب کرتے ہیں اور ہند میں باپ کو تو کہنا بے ادبی اور گستاخی جانتے ہیں ؎ ہندیاں را اصطلاح ہند مدح ✣ سندھیاں را اصطلاح سندھ مدح امر ہفتم کامل اور ناقص اور سچے اور جھوٹے میں فرق کرنا سہل کام نہیں جو نظر رکھتا ہے وہی کر سکتا ہے اور جسے نظر نہیں وہ سکوت کرے اور کسی کو مکار اور دغا باز نہ کہے مبادا کسی کامل کا انکار لازم آوے حضرت موسیٰ علیہ السلام وعظ کہتے تھے کسی نے نعرہ مارا آپنے اُسے للکارا خطاب ہوا یجیء صلحوا ویجیء نالحوا ویوجدن ی ولحوا فلم تنکر علی عبادی میری محبت سے چلاتے ہیں اور میری محبت میں نوحہ کرتے ہیں اور ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ تو میرے بندوں پر انکار نہ کر غ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے کعبہ کو بہت بزرگی دی ہے مگر ایک ولی کی اہانت اس سے بدتر ہے کہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ جدا کرے مولانا رومی قدس سرہ مثنوی شریف میں لکھتے ہیں کہ ایک چوپان کو موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ اپنے ذوق وشوق میں اس قسم کی باتیں کہہ رہا ہے الٰہی اگر تو مجھے ملے تو میں تجھے روغنی روٹی کھلاؤں تیرے پاؤں دابوں تیرے بالوں میں کنگھی کروں اور جوئیں دیکھوں جب تو بیمار ہو تیری دوا کروں اور تیری خدمت میں حاضر رہوں آپنے یہ باتیں سنکر فرمایا اے دیوانہ کیا بکتا ہے پروردگار تقدس وتعالیٰ ان باتوں سے برتر اور اعلیٰ ہے وہ تو یہ بات سنتے ہی روتا ہوا جنگل کی طرف بھاگا اور موسیٰ علیہ السلام کو حکم آیا کہ تم نے ہمارے بندہ کو ہم سے جدا کیا اور اُسکے ذوق وشوق میں خلل ڈالا جن کے دل آتش محبت سے جلتے ہیں وہ اس قسم کی باتیں کہہ سکتے ہیں ؎ وحی آمد سوئے موسیٰ از خدا ✣ بندۂ ما را زما کردی جدا ✣ تو برائے وصل کردن آمدی ✣ یا برائے فصل کردن آمدی ✣ موسیا آداب دانا دیگر اند ✣ سوختہ جان وروانان دیگر اند ✣ تو ز سرستان قلاؤزی محو ✣ سینہ چاکاں را چہ فرمائی رفو۔ اے عزیز اس جگہ عقل کو دخل نہیں عقل اس کام میں بیگانہ ہے مست و مدہوش ہو جا اس رمز کو سمجھے ؎ ایں دولت بیدلی بہر دل ندہند ✣ ویں نزل بخفتگان منزل ندہند ✣ در عالم عشق آنچہ بے عقلاں راست ✣ یک ذرہ بصد ہزار عاقل ندہند۔ حکم شرع کا اس مقام میں جاری نہیں لیس علی الخراب خراج ؎ کار عاشق چون ز اضطرار افتند ✣ واں ز فرط دوست داری او فتند ✣ لاجرم دیوانہ را گرچہ خطاست ✣ ہرچہ می گوید گستاخی روا ست ✣ ہرچہ از دیوانہ آید در وجود ✣ عفو فرمایند از دیوانہ زود۔ یہ حدیث اصول وفروع کے مطابق ہے کوئی قاعدہ شرع کا اُسکے منافی اور مناقض نہیں کوئی کسی کے حال سے کما ینبغی واقف نہیں ہوتا حدیث میں آیا ہے رب اشعث اغبر لو اقسم باللہ لابرہ بہت سے بکھرے بال گرد آلود چہروں والے اگر خدا کی قسم کھائیں خدا اُن کی قسم پوری کرے ؎ خاکساران جہاں را بحقارت منگر ✣ تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد۔ اکثر بزرگوں نے اپنے مرتبہ اور مقام کو خلق سے چھپایا ہے اور گمنامی کو اختیار فرمایا ہے ایک شخص نے کسی بزرگ سے پوچھا کہ معاملہ تمہارا خدا کے ساتھ کس طرح پر ہے فرمایا جب سے اُسے پہچانا گناہ نہ کیا کہا کب سے پہچانا فرمایا جب سے لوگوں نے دیوانہ جانا حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ جن کے حق میں انی اجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن بعض کتب صوفیہ میں وارد ہے جنگلوں میں پھرتے اور ریت پر لوٹتے بسبب برہنگی کے یاروں سے ملاقات نہ کرتے جب شہر میں آتے لوگ اُن سے ٹھٹھا کرتے اور لڑکے اینٹیں مارتے ابن سعد طبقات میں اور ابو نعیم حلیہ میں اور بیہقی دلائل النبوۃ میں اور ابن عساکر تاریخ میں اسیر بن جابر سے حکایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے اویس سے پوچھا تم نے یاروں سے ملنا کیوں چھوڑا فرمایا برہنہ ہوں میں نے کپڑا دیا کہ اسے پہن کر شہر میں چلئے فرمایا لوگ ہنسیں گے آخر کار بعد اصرار کے میرے ساتھ شہر میں آئے لوگ اُنکو دیکھتے ہی ہنسنے لگے ایک نے کہا آج یہ چادر

کہاں سے اُڑائی دوسرے نے کہا کہ شاید کسی کی چرائی میں نے آن کو للکارا اور اس حرکت سے منع کیا اے عزیز ہزار شہرت اس گمنامی پر نثار اور ہزار ہوشیاری اس دیوانگی پر قربان نادانوں کی نگاہ میں وہ نادان ہیں اور پروردگار کے نزدیک اُنکی نادانی کروڑ دانائی سے بہتر ہے ؎ جنوں نہ سمجھو اسے عین ہوشیاری ہے + تمہارے راہ کے تنکے جو ہم اُٹھاتے ہیں۔ تذئیل جس طرح فقراء و صوفیہ کی جناب میں بدگمانی اور سوء ادب ناروا ہے اسی طرح ہر شخص کو دعویٰ ولایت زیب نہیں دیتا جو لوگ خلق کو گرویدہ کرنے کیلئے ظاہر کو آراستہ کرتے ہیں وہ دین کو دنیا کے بدلے بیچتے ہیں آدمی مرقع اور سجادہ اور سخن طامات سے صوفی اور ولی نہیں ہو جاتا اے عزیز تو بزرگوں کی طرح سجادہ پر بیٹھتا ہے اور اپنے موہومات اور تخیلات پر سر ہلاتا ہے اور اس حرکت کو ولایت اور کمال سمجھتا ہے مثال تیری اُس عورت کی مانند ہے کہ زرہ اور خود پہنے اور ہتھیار باندھے میدان میں کھڑی ہے مگر نہیں جانتی کہ مردان کارزار میں کیا کرتے ہیں ؎ رنگے کپڑے جو تم نے تو ہوا کیا + بنے جوگی نہ لیکن جوگ سیکھا۔ تیسری علامت محب اپنے محبوب کی کسی بات سے ترش رو اور تنگ دل نہیں ہوتا اور اُسکے عتاب میں اور کے پیار سے زیادہ لطف پاتا ہے ؎ پرسش از یست بگونا سزا + کز دمنت یک سخنم آرزواست اسلئے کہ عتاب کو دلیل عنایت جانتا ہے ؎ اذا ذھب العتاب فلیس ود + ویبقی الود مابقی العتاب۔ جو چیز کہ محبوب کی طرف سے اُس کو پہنچتی ہے اُس چیز کی طرف نظر نہیں کرتا کہ کیسی ہے بلکہ یہ دیکھتا ہے کہ کس نے بھیجی ہے عزیر علیہ السلام پر وحی ہوئی کہ اے عزیر اگر ہم تجھے زرد الو دیں اُسے بنظر حقارت نہ دیکھ اس بات پر نظر کر کہ وقت تقسیم ارزاق کے تو ہم کو یاد تھا۔ چوتھی علامت عاشق دنیا و مافیہا سے کام نہیں رکھتا اور محبوب کے سوا کسی سے اُنس نہیں پکڑتا سب سے کنارہ کرتا ہے اور تمام جہان سے نفرت رکھتا ہے ع صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جسے خدا کی محبت حاصل ہوئی اُسے دنیا سے کام نہ رہا وہ خلق سے متنفر ہوتا ہے محبوب کے سوا کسی سے دل اُسکا نہیں لگتا ہے زن و فرزند اور عزیز و قریب اور دوست آشنا سے اُسکو کچھ کام نہیں رہتا مرنا جینا کھانا پینا اُٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا محبت عداوت اور تمام اقوال و افعال اُسکے محبوب کے واسطے ہو جاتے ہیں بلکہ اپنی جان سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا اکثر احمق اس حال کا دعویٰ کرتے ہیں اور ماسویٰ سے آپ کو بے تعلق سمجھتے ہیں مگر حقیقت اس دولت کی حضرات انبیاء علیہم التحیۃ والثنا کیواسطے مخصوص ہے کہ دنیا و مافیہا کی طرف دل اُنکا اصلا متوجہ نہیں ہوتا اور غیر حق سے اُنکو باوجود اس کے کہ زن اور فرزند و قبیلہ و قوم سے ظاہری تعلق رکھتے ہیں واقع میں اصلا علاقہ نہیں دولت تمام عالم کی اور عمر ابد اگر اُنکو دیں ایک دم بھی کسی چیز کیطرف دل کو مائل نہ کریں ہاں بعض اولیا بھی بطفیل اُنکے اس مرتبہ سے بہرہ رکھتے ہیں مگر یہ دولت ہر کس و ناکس کو نہیں دیتے ؎ بر کفے جام شریعت بر کفے سندان عشق + ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن۔ پانچویں علامت محبوب کی شکایت زبان پر نہیں لاتا کہ جب وہ اپنی خواہش اور حظ نفس سے دست بردار ہو کر اپنے محبوب کے عشق میں مستغرق ہو گیا تو اُسکو شکوہ اور شکایت عتاب اور عنایت سے کیا کام رہا اور جب محبوب کا عتاب عنایت اُسکے نزدیک یکساں ہے تو غیروں کی نصیحت و ملامت پر کب نظر کرے گا بلکہ کبھی ملامت سے خوش ہوتا ہے ؎ اجد الملامۃ فی ھواک لذیذۃ + حبا لذکرک فلیلمنی اللوم۔ کہتے ہیں کہ ملامت پروبال عشق ہے رد خلق سے عاشق کا کچھ نقصان نہیں بلکہ قبول اُنکا اُس کے حق میں مضر ہے عاشق ہزار ظلم و ستم خلق کے سہتا ہے اور جزع فزع سے باز رہتا ہے ؎ ہر کہ عشق یکے درویش گرفت قرار + روا بود کہ تحمل کند بر جفائے ہزار۔ چھٹی علامت آدمی اس کام میں گونگا بہرا بن جاتا ہے ؎ حبک الشیئ یعمی ویصم اسی جگہ سے کہتے ہیں کہ کتمان اسرار حقوق بندگی اور لوازم محبت سے ہے

محب اپنے محبوب کا بھید کسی پر ظاہر نہیں کرتا سر الحبیب مع الحبیب لا نطلع علیہ الرقیب وللہ در السعدی حیث قال

؎ ایں مدعیاں در طلبش بیخبر انند + کاں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد + اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز + کاں سوختہ جاں شد و آواز نیامد۔ بلکہ طریق استقامت میں حرکت مذبوحی پروانہ کی بھی معیوب ہے لطف یہ ہے مانند موم کے ہمہ تن آتش محبت میں فنا ہو جاوے مگر جادۂ استقامت سے اصلا حرکت نہ کرے اور دعوی محبت زبان پر نہ لائے کہ جہاں دعوی ہے ہزار بلا ہے شریعت میں مدعا علیہ سے مواخذہ کرتے ہیں اور طریقت میں مدعی کو پکڑتے ہیں خواجہ فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر تجھ سے پوچھیں کہ تجھے خدا سے محبت ہے یا نہیں سکوت اختیار کر کہ انکار میں اندیشہ کفر ہے اور اقبال میں خوف مقت جس نے اُسے جانا اپنے سے بیگانہ ہوا دعوی کون کرے ہزاروں مدعی دیکھے محقق ایک نہ پایا ساتویں علامت عاشق محبوب سے جدائی ایک آن گوارہ نہیں کرتا ؎ فراق یار اگر اندک است اندک نیست + درون دیدہ اگر نیم مواست بسیار است۔ ؎ دو ہمدم را کہ باہم شاں حباب است + اگر موئے میاں باشد حجاب است + بلکہ اگر عشق صادق ہے تو محبوب خود اُس سے کسی حال میں جدا نہیں ہوتا اگر لاکھوں پر ہو رگ جانِ عاشق سے قریب تر ہے ق نحن اقرب الیہ من حبل الورید ؎ دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار + جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی۔ آٹھویں علامت محب صادق کو خدا کی بندگی اور عبادت میں وہ لطف حاصل ہوتا ہے کہ دنیا و مافیہا کو اُسکے مقابلہ میں بے حقیقت سمجھتا خواجہ جنید فرماتے ہیں محب کو محبوب کی طاعت میں مزہ ملتا ہے حکم اُسکا دل کو ناگوار اور بدن پر گراں نہیں گزرتا۔ نویں علامت جو لوگ خدا سے محبت رکھتے ہیں وہ موت سے نہیں گھبراتے بلکہ اُس کی آرزو کرتے ہیں کہ حقیقت وصل کی بعد موت کے حاصل ہوتی ہے اسی لئے موت کو وصال کہتے ہیں ؎ مرنے کو بھی لوگ کہتے ہیں وصال + یہ اگر سچ ہے تو مرجاتے ہیں ہم۔ دسویں علامت محب صادق ہر وقت اپنے محبوب سے خائف و ترساں اور اُسکی ناخوشی اور ناراضی سے بر خود لرزاں رہتا ہے گیارہویں علامت محبوب کی ایک بات کو تمام عالم سے عزیز تر سمجھتا ہے اور اُس سے ایک آن عرض حال کرنا دولت ہفت کشور اور سلطنت ربع مسکوں سے بہتر جانتا ہے اگر محبوب کو اپنی طرف کچھ بھی متوجہ پاتا ہے بڑی بڑی آرزوئیں اور طرح طرح کی امیدیں دل میں جماتا ہے مگر چونکہ حقیقت اس دولت کی ہر شخص کو حاصل نہیں ہوتی اسلئے عاشقوں نے قرآن و نماز کو اختیار فرمایا ہے کسی نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ آپ نے تنہائی کیوں اختیار فرمائی فرمایا میں تنہا نہیں ہوں بلکہ خدا میرے ساتھ ہے جب اُس سے کلام کرنے کو دل چاہتا ہے قرآن کی تلاوت کرتا ہوں اور جب اُس سے مناجات کرنے کو جی چاہتا ہے نماز پڑھتا ہوں بارہویں علامت عاشق الٰہی کا شوق روز بروز بڑھتا جاتا ہے ؎ تری الایام بتلی کل شیئ + واشواقی الی لیلی یکاھی۔ درد طلب اُسکا ہمیشہ ترقی پر رہتا ہے ؎ حاشا کہ دلم از تو جدا خواہد شد + یا با کس دیگر آشنا خواہد شد + از مہر تو بگزرد کرا دارد دوست + وز کوئے تو بگذرد کجا خواہد شد۔ مچھلی جب تک جیتی ہے پانی میں رہتی ہے نکلتے ہی مرجاتی ہے جو اُسے کھاتا ہے پیاس میں مبتلا ہو جاتا ہے ؎ گر از پس مرگ من بجوئی یابی + آں ذوق در استخوان بوسیدۂ من۔ حکماء عشق کو بطی الزوال کہتے ہیں مگر عشق حقیقی ممتنع الزوال ہے عالم آخرت میں نماز روزہ حج و زکوٰۃ کی فرضیت ساقط ہو جائے گی مگر آگ محبت کی دل عاشقوں کا زیادہ جلائیگی ؎ مپنداری کہ مہرت از دل عاشق رود ہرگز + چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد۔ تیرہویں علامت محب کو جو مزا اپنے محبوب کی یاد میں حاصل ہوتا ہے کسی چیز میں نہیں ملتا حدیث میں آیا ہے من احب شیئا اکثر ذکرہ چودہویں علامت دنیا میں خدا کے دوستوں پر طرح طرح کی بلائیں اور انواع انواع آفتیں نازل ہوتی

ہیں **غزل** اذا احب اللہ العبد ابتلاہ فان احب الحب البالغ اقتناہ فان صبر اجتباہ وان رضی اصطفاہ دنیا کے بادشاہ جسکو کسی منصب پر مقرر کرتے ہیں اُسکو خلعت و انعام سے نوازتے ہیں وہ جنکو نوازتا ہے کلاہ و قبا اُسکے سر سے دور کرتا ہے المحبۃ لا تبقی ولا تذر محبت جو کچھ پاتی ہے خاک میں ملاتی ہے جان و دل نذر کرنا اس راہ کی پہلی منزل ہے عاشق کو سکون چھوڑ سے کچھ کام نہیں زن و فرزند و عزیز و یگانوں کو چھوڑ کر دشت بدشت اور کوچہ بکوچہ شہر بشہر دست بگریبان خاک بسر آوارہ و پریشان پھرتا ہے لڑکے اُن کو پتھر مارتے ہیں اور ہوشیار اُن کو دیوانہ جانتے ہیں راستوں کی خاک چھاننا اور بھوکے پیاسے اندھیرے مکانوں میں بیٹھنا اُن کو خوش آتا ہے اشعث اغبر اُن کا خطاب ہے اے عزیز حال اویس قرنی کا تو نے سنا کہ جنگل میں رہتے سے بدن چھپانے پرسے اگر اچیانا دن کو شہر میں آجاتے لوگ اُن کو چھیڑتے اور لڑکے پتھر مارتے فرماتے پتھر اس طرح مارو کہ وضو کرنے میں ہرج نہو کسی نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میں خدا سے محبت رکھتا ہوں فرمایا سمجھ کیا کہتا ہے خدا کے دوست پر بلا اس طرح آتی ہے جیسے پانی اپنے منتہا کو دوڑتا ہے عرض کیا آپ سے بھی محبت رکھتا ہوں فرمایا محتاجی پر آمادہ ہو کہ میرے دوست کو تنگدستی چار طرف سے گھیر لیتی ہے اے عزیز اس کوچہ میں قدم رکھنا عابدوں اور زاہدوں کا کام نہیں بلکہ یہ کام بھوکوں ننگوں مصیبت زدوں کا ہے سلطان العارفین فرماتے ہیں وجدت ھذہ المعرفۃ ببطن جائع وبدن عار میں نے یہ معرفت بسبب بھوکے پیٹ اور ننگے بدن کے پائی **پندرہویں علامت** جو شخص خدا سے محبت رکھتا ہے فرمانبرداری اور اطاعت کے سبب سے انجام کار خدا کے محبوبوں میں داخل ہوجاتا ہے **ف** قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ کہہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا تمہیں دوست رکھے گا جب آدمی اس دولت عظمیٰ سے مشرف ہوتا ہے اُس وقت اُسکو کئی چیزیں کہ ہر ایک اُن میں سے دنیا و مافیہا سے بہتر اور شریف تر ہے حاصل ہوتے ہیں **اول** ہدایت ایزدی اُسکی دستگیری فرماتی ہے اور اُس کیلئے عالم غیب سے ایک واعظ و زاجر مقرر ہوتا ہے کہ اُس کو نیکیوں کی ترغیب دلاتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے اُس وقت شیطان اور نفس اُسکو جادۂ استقامت سے نہیں پھیر سکتے اور دنیا اور اہل دنیا اُسکو سلوک سے باز نہیں رکھتے من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ایسے شخص کو محفوظ کہتے ہیں اور اس مقام پر تو عصمت جب آدمی کو کمال اس مقام کا حاصل ہوتا ہے اُس وقت ارشاد ہوتا ہے فافعل ماشئت فقد غفرت لک ولا ابالی تو جو چاہے سو کر میں نے تجھے بخشدیا اور مجھے کچھ پرواہ نہیں نہ با یں معنی کہ اُسے گناہ کی اجازت ہوتی ہے بلکہ اس نظر سے کہ خواہش اُسکی خواست مولیٰ میں فنا ہوجاتی ہے وہ وہی چاہتا ہے جو مولیٰ چاہتا ہے اور وہی کرتا ہے جو مولیٰ فرماتا ہے ہر کام اُس کا خدا کیواسطے اور ہر فعل اُسکا مولیٰ کی رضا کیلئے ہوجاتا ہے حدیث قدسی میں آیا ہے جب میں بندہ کو دوست رکھتا ہوں تو اُسکا کان ہوجاتا ہوں کہ مجھ سے سنتا ہے اور اُسکی آنکھ ہوجاتا ہوں کہ مجھ سے دیکھتا ہے اور اُسکا پاؤں ہوجاتا ہوں کہ مجھ سے چلتا ہے اور اُس کا ہاتھ ہوجاتا ہوں کہ مجھ سے پکڑتا ہے پس فعل اُس کا گویا فعل مولیٰ ہے **ف** ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ اور **ف** ید اللہ فوق ایدیھم اسی مضمون کیطرف اشارہ ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم **دوم** قبول خلق کی ضمن پروردگار جس بندہ سے محبت رکھتا ہے اُس کیلئے جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے کہ میں فلاں بندہ کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اُسے دوست رکھو اور آسمان و زمین میں ندا کر کہ وہ خدا کا محبوب ہے سب مخلوق اُسے دوست رکھے پس اہل آسمان و زمین اُس سے محبت رکھتے ہیں

ف ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت سیجعل لھم الرحمٰن ودا سوم توریت میں ہے کہ حق تعالیٰ جس سے محبت رکھتا ہے اُسکے دل میں نوحا اور جس سے دشمنی رکھتا ہے اُس کے دل میں راگ پیدا کرتا ہے چہارم امداد غیبی ہر وقت اُسکی طرف متوجہ رہتی ہے اور اُسکو دشمنوں پر مظفر و منصور کرتی ہے مش نصرت بالرعب مسیرۃ شھر اور ف قذف فی قلوبھم الرعب ثمرہ اسی مقام کا ہے ایک اثر حکومت عاما حکم الحاکمین کا اُن پر پڑتا ہے جس کے سبب تمام عالم اُن کی اطاعت اور ہر دوست دشمن اُنکی خدمت اختیار کرتا ہے اور جو اُسکی فرمانبرداری سے اعراض کرتا ہے ہلاک اور تباہ ہو جاتا ہے پنجم جسے اپنا کرتے ہیں اُسے ایک جذبے سے وہاں کھینچتے ہیں اور اُس مقام پر پہنچاتے ہیں کہ دوسرے ہزار برس کی مشقت و ریاضت سے نہیں پہنچ سکتے جذبۃ من جذبات الحق توازی عمل الثقلین عابدین ہفتاد سالہ بلکہ مقربین ملاء اعلیٰ حیران رہ جاتے ہیں کہ ابھی کیا تھا اور کیا ہو گیا کہاں سے کہاں پہنچا جواب ہوتا ہے فعّالٌ لما یرید ہم مالک مختار ہیں جسے چاہیں نوازیں کون ہے کہ ہمارے کام میں دخل دے اور ہمارے حکم میں دم مارے ایک کو طرفۃ العین میں وہاں پہنچا دیں کہ جہاں وہم قدسیوں کا نہ پہنچے اور دوسرے کو اس طرح رد کریں کہ ستر برس ایک عقبہ میں بھٹکتا پھرے اور قطع نہ کر سکے اگر وہ بدنصیب اپنی نامرادی پر کسی وقت تاسف کرے اور کہے خدایا تو اوروں کو راہ دکھاتا ہے اور مجھے محروم رکھتا ہے ہم سب تیرے بندے ہیں سرادقات جلال سے ندا ہو خبردار ہوشیار ادب ہات سے نہ دے اور سر ربوبیت سے غافل نہ ہو مالک حقیقی اپنے ملک میں جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے فضولی کو دم مارنا نہ چاہیے یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید اُسکی شان ہے اور لا یسئل عما یفعل اُسکو لائق و شایان آے عزیز مآل اس کام کا ایک اصل عظیم کی طرف راجع ہے ذٰلک تقدیر العزیز العلیم العدل الحکیم کوئی اس راہ کو ستر برس اور کوئی بیس برس اور کوئی دس برس اور کوئی ایک مہینہ اور کوئی ایک دن اور کوئی ایک ساعت میں قطع کرتا ہے اصحاب کہف اور سحرہ فرعون نے ایک دم میں یہ راہ قطع کی ایک عالم اُن کی عداوت اور قتل پر کمربستہ تھا اور وہ بے تردد و بے تکلف فرماتے تھے لا ضیر انا الی ربنا منقلبون کہتے ہیں کہ شیخ شرف الدین یحییٰ منیری جب شیخ نجیب الدین طوسی کی خدمت میں گئے دیکھتے ہی فرمایا اے فقیر یہ فقیر رسول سے تیرا منتظر تھا کہ امانت تیری تجھے پہنچا دوں یہ فرما کر اُسی وقت کمال کو پہنچا دیا اور وطن کی طرف رخصت کیا اُسی طرح غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک نصرانی کو رات کے وقت اُسکے گھر جا کر سوتے سے جگایا اور مسلمان کر کے مرتبہ ابدالیت عنایت فرمایا اور بعضے سالہا محنت و مشقت کرتے ہیں مگر عمر بھر میں ایک مرحلہ اس راہ کا طے نہیں کر سکتے کیا تماشا ہے کہ ایک قوم رات دن طلب میں مشغول ہے اور وصل سے محروم اور دوسرے طلب نہیں کرتے اور ارشاد ہوتا ہے الیّ یا مبارک اے مبارک ہماری طرف آ دا اصطفیتک لنفسی میں نے تجھے اپنے لئے پسند کیا مثال اس راہ کی مانند صراط کے ہے کہ کوئی اُس پر بجلی کے مانند اور کوئی ہوا کی طرح اور کوئی مثل پرند کے اور کوئی مانند گھوڑے کے اور کوئی مانند پیادے کے گزرے گا اور عنایت الٰہی جس کی دستگیری نہ کریگی دوزخ میں گر کر ہلاک ہو جاویگا وہ صراط واسطے نفوس کے ہے کہ باختلاف احوال نفوس احوال اُسکے مختلف ہیں اور یہ صراط واسطے اہل قلوب کے ہے کہ باندازہ ہمت و بصیرت بعنایت حضرت احدیت اُس کو طے کر سکتے ہیں آے عزیز درازی اور کوتاہی اس راہ کی قدم اٹھا کر پاؤں سے قطع ہوتی ہے قیاس نہ کر یہ راہ روحانی ہے کہ قطع اُس کا دل سے متعلق ہے جب دل نور آسمانی سے منور ہوتا ہے اُسوقت اس راہ کے سلوک کی استعداد حاصل ہوتی ہے اور یہ نور وہی ہے کہ بحض عنایت الٰہی دل کو روشن کرتا ہے بندہ اگر

ہزار برس محنت و مشقت کرے ایک قدم اس راہ کا بے عنایت مولیٰ قطع نہ کر سکے ؎ سر پٹک کر مر گئے صد ہا بشر ✤ کچھ موئی محنت نہ انکی کارگر ✤ ؎ اگر مولیٰ نہ بندے کی خبر ہے ✤ تلاش اُسکی سراسر دردِ سر ہے ششم صرف کر اللہ تعالیٰ اُسکے دل کو ماسویٰ سے پھیر دیتا ہے اور غیر کیطرف اصلا متوجہ نہیں ہونے دیتا اگر احیاناً غیر کی طرف نظر کرتا ہے غیرت محبت اُس حجاب راہ کو فوراً ہلاک کر دیتی ہے یا اُسکی وجہ سے ایسا رنج وصدمہ پہنچاتی ہے کہ دل بندہ مقبول کا اُس سے پھر جاتا ہے اور اُسکی محبت کو سبب رنج و آفت کا سمجھ کر ہمہ تن خدا کی محبت میں مشغول ہو جاتا ہے ؎ ماسویٰ دلبر کے جو آوے نظر ✤ عشق کردے خاک اُسکو سر بسر۔ یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کی طرف التفات ہوا اُنکے سبب طرح طرح کا رنج و ملال اُٹھایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف التفات فرمایا قصہ افک نے انواع رنج و غم اُس روح عالم کو پہنچایا ہفتم قربِ اتم اور وصل دائم کہ کوئی دولت اُس کے ہمسر اور لذتیں اور نعمتیں دونوں عالم کی اُسکے مقابلہ میں ذرہ کے برابر نہیں بحث ششم ایراد اس مضمون کا صیغہ امر میں واسطے بیان امکان اس امر کے ہے کہ امر بالمحال و بالیس فی المجال معقول نہیں ہر چند حقیقت اس دولت کی حاصل ہونا نہایت دشوار ہے مگر اگر بالکل نہیں دیتے بالکل محروم بھی نہیں رکھتے ؎ تو مگو ما را بآں شہ بار نیست ✤ با کریماں کارہا دشوار نیست۔ ہمت درکار ہے بیڑا پار ہے ہر طالب کو بقدر اُس کی طلب کے یہ نعمت دیتے ہیں اور ہر تشنہ لب کو بقدر اُسکی تشنگی کے سیراب کرتے ہیں مگر قطع اس راہ کا بے دستگیری مرشد کامل اور توجہ رہبر دانا کے سخت مشکل نابینا بے دستگیری صاحب نگاہ کے ایسی دشوار راہ کو کیونکر قطع کر سکے ؎ کور ہرگز کے تواند رفت راست ✤ بے عصا کش کور را رفتن خطاست۔ تجربہ کار چاہیئے کہ راہ کی آفات اور نشیب و فراز سے اطلاع بخشے ؎ دریا و کوہ در رہ و من خستہ و ضعیف ✤ اے خضر پے خجستہ مدد دہ بہمتم۔ جبکہ موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے کہ خضر علیہ السلام کے پاس جاؤ اور اُن سے طریق حاصل کرو تو ما و شما کس شمار میں ہیں کہ بے رہنمائی مرشد کے منزل کو پہنچیں اور اس راہ صعب کو قطع کر سکیں ؎ کو بہائے آتشیں در رہ بسے است ✤ ایں چنیں کارے نہ کار ہر خسے است۔ اے عزیز چیونٹی ضعیف سے بھی ہو سکتا ہے کہ دامن کبوتر تیز پر کا پکڑ کے ہوا میں پہنچے اگر بے اسکے جانا چاہے ہزار برس میں نہ پہنچ سکے ؎ گر نیفتد بر تو مردے را نظر ✤ از وجود خویش کے یابی خبر ✤ گر تو بنشستی بہ تنہائی بسے ✤ راہ نتوانی بریدن بے کسے ؎ اندراں مرکب کہ بر پشت صبا بندند زیں ✤ با سلیماں کے برانم من کہ مورم مرکب است۔ کوئی کھیت بے توجہ خورشید کے نہیں پکتا اور کسی درخت خود رو میں مزہ دار پھل نہیں آتا سایہ بے آڑ درخت کے آفتاب کے مقابل نہیں ہو سکتا اور ہر کس و ناکس بے وسیلہ مقربان سلطانی دربار شاہی میں نہیں جا سکتا اکثر سالک خود روی سے گمراہ ہو جاتے ہیں دو چار باتیں کسی کتاب میں دیکھ کر یا کسی سے سنکر بیہودہ دعوی کرتے ہیں اور شیطان و نفس کے مکر و فریب زور و غرور میں پھنس کر اپنے کمال پر نازاں ہوتے ہیں اسیواسطے کہتے ہیں لا دین لمن لا شیخ لہ کہتے ہیں کسی مرید کو ایک نور نظر آیا بے اختیار چلا پڑا انی رأیت ربی میں نے خدا کو دیکھا پیر نے فرمایا اے احمق یہ نور تیرے وضو کا ہے تو کہاں اور نور الٰہی کہاں کتان ماہ پر نظر نہیں کر سکتا اور سایہ خورشید کو نہیں دیکھ سکتا جو اُسکو پاتا ہے آپ نہیں رہتا ہے انا اور انی نہیں کہہ سکتا ؎ جب وہ بے پردہ ہوا تو پھر کہاں ✤ شمس جب چمکا کہاں تارے وہاں ؎ چہ نشاں پرسی از رہے کہ نخست ✤ از وجود تو بے نشاں آمد ✤ چہ زنی حلقہ بر درے کانجا ✤ تا تو باشی نمی تواں آمد ؎ اے مفلس بے نوا کسی صاحب دولت کا دامن پکڑ کر راحت دارین تجھے حاصل ہو اور اے مریض ناتواں کسی طبیب حاذق کا علاج کر کر شفا کامل

ہات آوے ایک نسخہ طبیب کامل کا برس روز کے ناقص علاج سے زیادہ نفع بخشتا ہے اور دوا لطیف اُسکی وہ کام کرتی ہے جو قطع و کے سے نہیں ہو سکتا یہ نسخہ سدیدی اور نفیسی میں نہ دیکھا اور یہ علاج قانون اور اقسرائی میں نہ پایا یہ دولت سینہ بسینہ ہے نہ در سفینہ ما صبّ اللہ شیئًا فی صدری الا وقد صببت فی صدر ابی بکر کون و مکان اس صبّ سے ناواقف اور قلم و زبان اس رمز سے نا آشنا الغرض جو بات ہزار برس کی محنت و ریاضت سے حاصل نہیں ہوتی کامل کے وسیلے سے ایک آن میں حاصل ہو سکتی ہے مشائخ کرام فرماتے ہیں کامل وہ ہے جس کے اشارہ سے کام نکلے اور ایک گوشہ نظر سے زنگ آئینۂ دل کا صاف کرے اسی جگہ سے کہتے ہیں من لم ینفعک لحظة لم ینفعک لفظة مگر سخت آفت یہ ہے کہ جوہر علوی کے اطبا کمیاب ہو گئے زمانہ نبوت ختم ہوا اور دورہ خلافت منقضی علما و اولیا کہ نائب انبیا و خلفا ہیں کم ہیں اور بازار جاہلوں اور شریروں کا کہ اتباع شیطان ہیں نہایت گرم ؎ در مجلس وصالت دریا کشند مستاں ٭ چو دور خسرو آمد مے در سبو نماند۔ ہم کو لائق ہے کہ اس مصیبت پر ماتم کریں اور اپنے سر پر خاک اڑا دیں شاید باد لطف اس طرف کو بھی چلے اور ابر رحمت ہماری خشک کھیتی پر نزول فرمادے اے عزیز اگرچہ شومی بخت تجھے اُن کی خدمت و صحبت سے محروم رکھتی ہے مگر ملفوظات و مکتوبات اُن کے موجود ہیں بحکم ان لم یصبہا وابل فطل انکو غنیمت سمجھ اور بچشم عبرت دیکھا کر ؎ چونکہ گل رفت و گلستاں شد خراب ٭ بوئے گل را از چہ جوئیم جز گلاب ؎ از بخت بدم اگر فرو شد خورشید ٭ از نور رفت جہا چراغ گیرم۔ بعض عارفین سے منقول ہے کہ کتب شریعت اور تالیفات مشائخ طریقت سے کوئی ہمنشین بہتر نہیں ؎ ہم نشینے بہ از کتاب مخواہ ٭ کہ مصاحب بود گہ و بیگاہ ٭ بہجت افزائے جان و راحت دل ٭ ہر چہ دلخواہ تست ازو حاصل ٭ ایں چنیں ہمدم لطیف کہ دید ٭ کہ نہ رنجید و ہم نرنجانید۔ تنبیہ مقصود اس تقریر سے یہ ہے کہ اگر صحبت کسی صاحب دولت کی میسر نہو ناقصوں کی صحبت سے کاملوں کی ملفوظات اور اُنکی تالیفات دیکھنا بہتر ہے نہ یہ کہ کامل کی تلاش چھوڑ کر تالیفات مشائخ پر قناعت کر کے بیٹھ رہے کہ ہر چند صاحب دولت کم ہیں مگر ہر جگہ موجود ہیں اور تلاش سے مل سکتے ہیں مثل مشہور ہے جوئندہ یابندہ و فی الذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا سوال اگرچہ کوئی ملک کسی وقت میں کامل سے خالی نہیں ہوتا ایک صاحب دولت ہر جگہ موجود ہے کہ سب مفلس و محتاج اُس کے سایۂ عنایت میں رہتے ہیں مگر ناقص و کامل محق و مبطل میں فرق نہیں ہو سکتا ولی کو ولی جانتا ہے مبتدی بیچارہ کب پہچان سکتا ہے لا یعرف الولی الا الولی جواب بحکم العنایة قبل الماء والطین جسے ازل میں نیک بخت کرتے ہیں پیر کامل خود بخود اُسے مل جاتا ہے اور جو کچھ اس راہ میں درکار ہوتا ہے مہیا ہو جاتا ہے کوئی چیز اُسکے مانع و مزاحم نہیں ہوتی لا مانع لما اعطیت مگر سعی اور طلب ضرور ہے کہ عنایت اکثر احوال میں بے طلب کے نہیں ہوتی اے عزیز جبکہ عنایت ازلی دستگیری فرمائے اور مرشد کامل ہات آئے تو اُسکی ایک ساعت کی صحبت ستر برس کی ریاضت سے بہتر سمجھ کہ وہ سعادت یہ کیمیائے سعادت ہے ؎ مہر پاکاں درمیان جاں نشاں ٭ دل مدہ الا بمہر دلخوشاں ٭ نار خنداں باغ را خنداں کند ٭ صحبت مرد انت از مرداں کند ٭ سنگ گر خارا و گر مرمر بود ٭ چوں باہل دل رسد گوہر بود۔ ایک نگاہ اُنکی پتھر کو لعل بے بہا بناتی ہے اور ایک توجہ اُنکی ظلمت کو نور کر دیتی ہے اسی جگہ سے کہتے ہیں کامل وہ ہے جسکے اشارہ سے کام نکلے اور ایک نظر اُسکی سو برس کا زنگ آئینۂ دل سے صاف کرے مشائخ کرام فرماتے ہیں من لم ینفعک لحظة لم ینفعک لفظة حکایت شہر بصرہ میں قحط پڑا لوگوں نے جنگل میں جا کر نماز استسقا پڑھی اور بہزار آہ و زاری دعا کی کچھ اثر نہوا ناگاہ ایک سار جنگل کی طرف سے آیا اُس نے

کہا الٰہی بحق اُس بھید کے جو میری آنکھوں میں ہے مینہ برسا فوراً مینہ برسنا شروع ہوا لوگوں نے پوچھا وہ کیا بھید ہے جس کے سبب سے
خدا نے ہم پر رحم فرمایا کہا میں نے ان آنکھوں سے بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا **حکایت** خواجہ ابو تراب نخشبی رحمۃ اللہ علیہ
نے اپنے ایک مرید سے فرمایا بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو جا اُس نے کہا میں خدا کو دیکھتا ہوں بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر
کیا کروں گا فرمایا خدا تجھے تیرے مرتبہ کے لائق دکھائی دیتا ہے اگر بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس جاوے تو خدا تجھے اُسکے مرتبہ
کے لائق دکھائی دے کہا آپ مجھے بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے چلیں نخشبی رحمۃ اللہ علیہ اُسکو حضرت کے پاس لے گئے آپ
اُسوقت پرانی پوستین پہنے بیٹھے تھے مرید نے دیکھتے ہی ایک چیخ ماری اور جان اُسکی نکل گئی نخشبی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا آپنے ایک نگاہ
سے میرے مرید کو قتل کیا فرمایا مرید صادق تھا ایک بھید کہ اُسپر ظاہر نہ ہوتا تھا میری صورت دیکھتے ہی ظاہر ہوا بسبب ضعف کے تحمل
ہو سکا مر گیا **حکایت** ایک بزرگ سے منقول ہے کہ جب کاہل ہوتا ہوں محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ آتا ہوں رغبت ایک
ہفتہ کی عبادت کی دل میں پیدا ہو جاتی ہے **حکایت** ع بزرجمہر کا ایلچی خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا آپ کو جنگل میں
پایا کہ دھوپ میں سو رہے تھے اور چٹائی کے نشان بدن پر بن گئے تھے متعجب ہوا کہ الٰہی یہ وہ شخص ہے جسکی ہیبت سے قیصر و کسریٰ
بید کی طرح کانپتے ہیں اس بات سے دین اسلام کی خوبی اور حقیقت اُسکے ذہن میں جم گئی کہا اگر میں پیغام نہ لاتا ہوتا ابھی مسلمان
ہو جاتا پیغام پہنچا کر مسلمان ہو جاؤں گا **حکایت** ع حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ پر مکہ کی راہ میں بھوک غالب ہوئی
خواجہ ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے کیفیت عرض کی جب کوفہ میں پہنچے فرمایا تو بھوک کے سبب سے نہایت ضعیف ہو گیا پھر ایک رقعہ اس مضمون
کا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اے وہ ذات پاک کہ سب احوال میں تو ہی مقصود ہے اور اشارہ سب کا تیری ہی طرف ہے میں ثنا گو اور ذاکر اور
شاکر ہوں مگر بھوکا اور ننگا اور پیاسا ہوں ان چیزوں سے نجات دینا تیرا کام ہے لکھ کر مجھے حوالہ کیا اور حکم دیا جو پہلے ملے اُسے
دینا ایک شخص شتر سوار نظر آیا رقعہ اُسے دکھایا تھرا کر رویا اور پوچھا صاحب رقعہ کہاں ہے میں نے کہا مسجد میں ایک تھیلی چھ سو
دینار کی مجھے دی میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہے کہا ترسائی پھر وہ دینار حضرت کی خدمت میں حاضر کئے فرمایا توقف کر کہ وہ
ترسائی بھی آتا ہے اس عرصہ میں وہ بھی حاضر ہو کر حضرت کے پاؤں پر گر پڑا اور مسلمان ہوا **حکایت** اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ
حاکم سبزوار بڑا ظالم اور جابر تھا وارث النبی خواجہ معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ نے ایک بار اُس سے فرمایا کیا تو نے ظلم و ستم چھوڑ
دیا یہ کہتے ہی دنیا و دولت چھوڑ اور غلاموں کو آزاد کر اور مال مظلوموں کو بانٹ کر آپ کے ساتھ ہو لیا **حکایت** حکیم ضیاء الدین صوفیہ کا
معتقد نہ تھا ہمیشہ بزرگوں پر طعن و اعتراض کرتا آپ نے ایک کباب اُسے عنایت کیا کھاتے ہی پاؤں پر گر پڑا اور مع اپنے شاگردوں
کے مرید ہو گیا **حکایت** ایک کافر نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا جب وہ تلوار لیکر آپ کے سر پر آیا اُس کی طرف دیکھ کر فرمایا کیا دیر ہے
بندہ حاضر ہے سہ گر بدست تو آمدہ اجلم + قد رضینا بما جری القلم + یہ سنتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑا اور مسلمان ہو گیا **حکایت**
ایک روز کسی بتخانہ میں سات ہندو پوجا بتوں کی کر رہے تھے آپ اُس طرف سے نکلے صورت آپ کی دیکھتے ہی بے تاب
ہو گئے اور ایمان لائے آپ نے سب کا نام حمید الدین رکھا اور ہر ایک کو اُس کے لائق مرتبہ عنایت کیا **حکایت** ایک فیلسوف
نے شیخ محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آگ محرک بالطبع ہے اجسام قابلہ کا اُس سے بچنا ممکن نہیں آپ اپنے کپڑے پر آگ رکھ کر
دیر تک ہلاتے رہے نہ جلا اُس کے ہات پر ڈالی جلنے لگا فوراً مسلمان ہو گیا **حکایت** ایک کامل کا قارورہ کسی کافر

طبیب کے پاس گیا دیکھتے ہی ایمان لایا اے منکر بے دولت اُن کا بول تیرے قول سے بہتر ہے بول اُن کا کافر کو مسلمان کرتا ہے اور قول تیرا تیرے ایمان میں خلل ڈالتا ہے اُن سے دعویٰ ہمسری شقاوت ہے اور ادعاء برابری ضلالت مرد و زن میں فرق ہو ہے اور مردوں میں فرق مو بمو ہے **ف** انما انا بشر مثلکم بار بار پڑھتا ہے اور **ف** یوحی الیّ ایک مرتبہ بھی نہیں پڑھتا وہ بشر ہیں مگر بے شر اور تو سراپا شر ہے ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک + کہ تو ذرہ ہے وہ خورشید افلاک۔ جہاں اُن کی نظر پہنچتی ہے وہاں تیری عقل نہیں جا سکتی ہمت عالی اُن کی زمین و آسمان عرش کرسی سے تعلق نہیں رکھتی ایاک نعبد کہنا انھیں زیب دیتا ہے اور اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کا دعویٰ انھیں زیبا ہے تو ابُن کا لقائے مولیٰ اور اجر اُن کا انتم اولیائی حقا یریدون وجھہ اُن کے حق میں نازل ہے اور لاخوف علیھم ولاھم یحزنون اُن کے لئے وارد ہر بوالہوس اُن کے مرتبہ سے خبر نہیں رکھتا اور ہر خود پرست اُن کی داستان سے واقف نہیں ہوتا عاشق صادق ہو کر گل و بلبل کا حال جانے اور تجربہ کار ہو کر قصہ یوسف علیہ السلام زلیخا کی حقیقت سمجھے **ف** لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولی الالباب ؎ قصۂ شمع از دل پروانہ پرس + حال گل از بلبل دیوانہ پرس عندلیب مست داند قدر گل + چغد را از گوشۂ ویرانہ پرس۔ اے عزیز فرہاد و زلیخا و مجنوں و وامق خدا کے بے شمار ہیں مگر تجھے نظر نہیں کہ انھیں دیکھے اور مرتبہ اُن کا جانے تو اُن کو جو فروش و گندم نما سمجھتا ہے اور وہ گندم فروش و جو نما ہیں ؎ نور سے جس کے یہ روشن ہے جہاں + نیم شب تو اُن کو کرتا ہے گماں + خلق ہے خفاش ذہ شمس الضحیٰ + ہوا ہے معلوم اُنکا حال کیا ؎ از نعرۂ بلبلان ما زاغ + آگاہ نہ گشت کرگس و زاغ۔ جس بات پر خدا کی قسم کھائیں خدا اُن کی قسم پوری کرے لو اقسم باللہ لابرہ جو اُن کے مونہہ سے نکل جاوے پروردگار اُس کے مطابق حکم فرماوے لقد وافقک ربک یا عمر خلق حرام سے توبہ کرتی ہے کہ دوزخ سے بچے یہ فضول حلال سے توبہ کرتے ہیں کہ مولیٰ ملے شراب تجلی اُن کے کام جان میں اس قدر ٹپکتی ہے کہ اُس کے نشہ میں مست و مدہوش رہتے ہیں اور شعاع آفتاب ظہور کی اُن کے دل پر اس طرح چمکتی ہے کہ ظلمات ماسویٰ اللہ اُن کی نظر سے محو ہو جاتے ہیں اُسی کو دیکھتے ہیں اُسی کی طرف چلتے ہیں اُسی کی بات سنتے ہیں اُسی سے کہتے ہیں راست و چپ خدا کے سوا کسی کو نہیں دیکھتے اُٹھتے بیٹھتے ما دون حق پر نظر نہیں کرتے ماضی سوائے کان اللہ ولم یکن معہ شیئ اور مستقبل سوائے کل شیئ ھالک الا وجھہ اور حال بجز کل یوم ھو فی شان اُن کے خیال میں نہیں اور پیش و پس للہ الامر من قبل ومن بعد کے سوا اور بالا و پست میں بجز ھو اللہ فی السمٰوات والارض کے اور درون و بیرون میں ھو الظاھر ھو الباطن کے سوا کسی چیز کی طرف التفات نہیں کرتے فکر زن و فرزند و دنیا و آخرت کی قریب اُن کے نہیں آتی خاطر اُن کے دنیا کی نعمت و حشمت و جاہ و ثروت کی طرف توجہ نہیں فرماتے اگر اُن کا بدن جل جاوے یا بیشام جاوے اصلا خبر نہ ہو اور جو سلطنت ہفت کشور اور دولت ربع مسکوں اگر اُن پر عرض کی جاوے ہرگز التفات نہ فرماویں حاجت اپنی خلق سے نہیں مانگتے کھانے پینے مرنے جینے کی فکر نہیں رکھتے نہ اکس و جان سے مطلب رکھتے ہیں اور نہ جسم و جان سے کچھ غرض دل اُن کا آتش اشتیاق سے ہر دم جلتا ہے پہلا قدم اُن کا انقطاع عماسویٰ ہے دوسرے کا بیان کیا ہو کہ آفاق و انفس سے وراء ہے زہر و شکر کہ محبوب کی طرف سے آوے

ان کے نزدیک برابر ہے اور انتقام اگر مراد محبوب ہو عفو سے انکے نزدیک بمراتب بہتر ہے ~ گر طمع خواہد زمن سلطان دین +
خاک برفرق قناعت بعد ازیں۔ اگر حکم تمام عالم سے قطع کریں اور جوار شاد ہو تو شب و روز امراو سلاطین کے دربار میں رہیں
خلق کی مہربانی اور غصہ سے کچھ کام نہیں رکھتے اور انکی ملامت و تشنیع سے اصلا نہیں ڈرتے وفا اور جفا کو یکساں سمجھتے ہیں جفا
کے عوض وفا ظلم کے بدلے سفارش گالی کے بدلے دعا کرتے ہیں مینہ انکے طفیل برستا ہے اور رزق ان کے سبب ملتا ہے۔
بھم یمطرون و بھم یرزقون ان کے احسان کا بیان ہے اوروں کی راحت کیلئے اپنے نفس پر مشقت اٹھانا ان کا خاصہ
اور نشان ~ پس گدایاں آئینہ جو د حق اند + وانکہ با حق اند جود مطلق اند + اے عزیز وہ آفتاب تاباں ہیں کہ ہر شخص اس
کے نور پر پاؤں رکھتا ہے اور وہ سب پر نظر مہر کرتا ہے سب کی پرورش کا سبب ہے کسی سے دشمنی نہیں رکھتا اخبار الاخیار میں
لکھا ہے کہ جب انسان مرتبہ عرفان کو پہنچتا ہے تمام عالم اس کی دو انگلیوں میں نظر آتا ہے۔ جو چاہتا ہے ہو جاتا ہے۔ بواسطہ
کلام مولیٰ کا سنتا ہے عارف ایک آفتاب ہے جہاں اس کے نور سے چمکتا ہے اے عزیز شان عارف کی یہ ہے کہ نہ اس
کے دل پر کسی بات سے غبار آوے اور نہ کسی چیز سے پست پر بار اے عزیز یہ قوم قضا و رضائے الٰہی پر راضی و شاکر
ہے پتھر اور اینٹ اور چاندی اور سونا ان کے نزدیک برابر ہے آدمی اور پری اور طیور و بہائم بلکہ تمام عالم پر حکم ان
کا جاری ہے اور بحر و بر اور زمین و آسمان ان کے زیر نگیں جو چاہتے ہیں خدا کرتا ہے اس لئے کہ وہ وہی چاہتے
ہیں جو خدا چاہتا ہے نہ کسی سے ڈرتے ہیں نہ کسی کی خدمت کرتے ہیں بلکہ تمام عالم ان سے ڈرتا ہے اور انکی خدمت
کرتا ہے ~ بے ساقی و بے شراب مستیم + بے تخت و کلاہ کیقبا دیم + اہل دل ہیں سب دلوں کے بادشاہ + گو کہ
ظاہر میں ہوں با حال تباہ + مسکنت ان کی ہے فخر سلطنت + فقر ان کا ہے خراج مملکت + ہے سلاطینوں پہ سلطانی
انھیں + حاکموں حکمرانی انھیں + مرد مفلس جانتی ہے جسکو خلق + شیر شرزہ ہے چھپا وہ زیر دلق + خلق جسکو
جانتی ہے بینوا + کفش پا اسکی ہے دنیا سے سوا + مرد حق ہیں مفلسی میں بادشاہ + حکمران خلق بے فوج و سپاہ + پا برہنہ اور
فلک زیر قدم + مشتری خلق بے دام و درم + خالی ہاتھوں اور جہاں زیر نگیں + ابلق دوراں ہمیشہ زیر زیں + پیش حق
محفوظ و مقبول و پسند + پیش خلقاں خوار و زار و ریش خند + حکم انکا حکم دوست اور تعرف ان کا تعرف دوست ہے
حرکات ان کی اختیاری نہیں دولت دنیا کی انھیں پیاری نہیں ~ خواہش انکی خواہش حق میں ہے گم + حال ظاہر پر نظر کیجیو
نہ تم + نفس کی خواہش سے وہ بیکار ہیں + مثل تیشہ فی ید النجار ہیں۔ جو انھیں پہچانتا ہے خدا تک پہنچتا ہے جو ان سے پھرا ہے
خدا سے پھرا ہے ہمت ان کی عرش سے گزر جاتی ہے اور آدھر سے نور و سرور لاتی ہے یرزق من یشاء بغیر حساب انہیں
کا طغرا ہے مقام ان کا عقول بشری بلکہ نفوس ملکی کی ادراک سے سوا ہے ~ گفت تو کے دیدے آں رخسار را +
چشم مجنوں باید آں دیدار را + گر بچشم من بہ بینی روئے او + تو تیا سازی زخاک کوئے او۔ نگاہ عنایت ان کی کیمیائے
سعادت ہے جس عاصی اور بیگانہ کو دیکھا مطیع اور یگانہ کر دیا جو ان کی خدمت کرتا ہے دولت سے بے نصیب نہیں رہتا
لا یشقی جلیسھم ولا یخیب انیسھم نور حق ان کا مقتدا ہے اور فیاض مطلق ان کا رہنما ~ بر دل پاک اہل دولت
ودیں + فیض الہام میرسد ز خدا + در رہ حق غلط نخواہد کرد + ہر کہ را نور اوست راہ نما۔ تب آدم کا ان کے دم سے

قائم ہے اور معمورۂ عالم اُن کے قدم سے آباد لوث غم سے آزاد ہیں اور عین فنا میں دلشاد الہام اُن کے سچے ہیں اور معارف اور مواجد اُن کے صحیح تواضع اور انکسار اُن کا شعار اور شرم حیا اُن کی عادت نفس کو ہر وقت محنت و ریاضت میں رکھتے ہیں خوف خدا و اشتیاق مولیٰ میں شب و روز روتے ہیں ہر روز ستر بار مرتے ہیں اور زندہ ہوتے ہیں عرش اُن کی تکلیف پر ہل جاتا ہے مگر قدم اُن کا طریق استقامت سے نہیں ٹلتا اهتز العرش بموت سعد بن معاذ سعد بن معاذ کی موت نے عرش کو ہلا دیا مگر اُن کی ثبات میں اصلا فرق نہ پڑا یہ لوگ موت کو راحت اور مفلسی کو دولت جانتے ہیں سلطنت ہفت کشور کو پرپشہ سے کم اور تجرید اور تفرید کو بادشاہت سمجھتے ہیں ؎ دیہیم خسروان بر ما نعل اختر است ✤ خرد کے کہ حلقہ تجرید برسراست ۔ اگر اُن سے استفسار ہو کہ دنیا کو کیسا سمجھتے ہو کہیں جب سے ہم ہوشیار ہوئے اپنے مولیٰ کی یاد میں رہے ہم نے دنیا کو نہ جانا اور اُس کے لطف کو نہ پہچانا ہم تو اپنی میان سے مطلب رکھتے ہیں قل اللہ ثم ذرھم اور اُسی کو جانتے ہیں الیس اللہ بکاف عبدہ وہ سابقین ہیں کہ پردہ ظلمت اصحاب شمال اور حجاب نورانی ارباب یمین سے نکل گئے ایک قدم یمین اور دوسرا شمال رکھ کر میدان اصل میں کہ اسم و رسم سے وراء ہے پہنچے کتاب اُن کی اصحاب یمین و شمال کی کتاب سے وراء ہے اور حساب انکا اُن کے حساب سے جدا نماز روزہ اُن کا اُن کی نماز روزہ سے ہزاروں مرتبہ برتر اور اعلیٰ اصحاب یمین مثل اصحاب شمال کے اُن کے حال سے ناواقف روح و ریحان و رحمت و غفران ہر وقت اُن کے لئے حاضر وہ شمار میں تھوڑے ہیں مگر اعتبار میں زیادہ قلیل اذا عدوا وکثیر اذا عدوا وہ آب نیل ہیں سبطی انہیں پانی اور قبطی خون جانتا ہے موت سے اس لئے نہیں ڈرتے کہ مرنا اُن کا عین جینا ہے ؎ ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ✤ ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما ✤ گرد اُن کی جس پر پڑے عزیز ہو جاوے ایک نگاہ اُن کی دونوں عالم میں غنی کردے عالم حقائق میں انہیں نزاع القبائل کہتے ہیں نظام عالم اُن کے قدم سے ہے اور قیام دین اُن کے دم سے اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم نہ وہ کسی کی بات سنتے ہیں نہ کسی کی طرف دیکھتے ہیں تراهم ینظرون الیک وهم لا یبصرون کہتے ہیں اور نہیں کہتے سنتے ہیں اور نہیں سنتے چلتے ہیں اور نہیں چلتے بیٹھتے ہیں اور نہیں بیٹھتے گرد دونوں جہان کی اُن کے پاؤں کو نہیں لگتی زمین و آسمان کو اُن کے چلنے سے خبر نہیں ہوتی وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلتے اور نظر اُن کی کون و مکان سے گزر جاتی ہے ابدانهم فی الدنیا وقلوبهم فی العقبیٰ خلوت انجمن میں اور سفر وطن میں اُن کو میسر ہے لوگ اُن کو ساکن جانتے ہیں اور وہ ہر دم متحرک ہیں اور بیقرار ہیں بنگو جس قدر تیز چلتا ہے ساکن معلوم ہوتا ہے نسیم سحر اس قدر تیز گزر جاتی ہے کہ کسی کو خبر نہیں ہوتی تری الجبال تحسبها جامدة وهی تمر مر السحاب وہ آسمان ہدایت کے سیارے ہیں اور راہ شریعت و طریقت کے تارے ؎ من تلق منهم تقل لاقیت سیدهم ✤ مثل النجوم التی یسری به الساری ۔ محبت اُن کی محبت خدا اور طاعت اُن کی طاعت مولیٰ ہے ماں باپ سے حق اُن کا زیادہ ہے کہ ماں باپ وجود ظاہری کے سبب اور بدن کے مربی ہیں اور وہ وجود حقیقی کے سبب اور روح و دل کے مربی ہیں ؎ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ۔ آدمی کو چاہئے کہ اگر قسمت کی رہبری سے سعادت اُن کی صحبت کی پاوے اُن کی خدمت و طاعت میں اپنے ارادہ اور خواہش کو گم کرے کہ مرید اگرچہ لغت میں بمعنی خواہندہ ہے مگر اصطلاح میں اُسے کہتے ہیں جو خواہش اور ارادہ سے دستبردار ہو اپنے تئیں مردہ

اور پیر کو نہلانے والا سمجھے اگر زہر دے نوشدارو سمجھ کر بے تامل نوش جان کرے اپنی عقل کو دخل نہ دے اُس کے حکم میں دم نہ مارے۔ بحث ہفتم بعض قاریوں نے اس آیت کے پچھلے لفظ کو باب تفعیل سے پڑھا ہے والی ربك فرغب یعنی جب تو اپنے ضروری کاموں سے فارغ ہو تو ادائے رسالت اور خلق کی ہدایت میں مشقت اُٹھا اور اُن کو خدا کی طرف ترغیب دے اور اُس کی طرف بُلا کر غایت رہنمائی اور ہدایت سے ایصال طالب الی المطلوب ہے واحضار سالک بحضور محبوبہ

محمد از تو می خواہم خدا را ۔ خدایا از تو عشق مصطفیٰ را ۔ یا نبی اللہ السلام علیک ۔ انما الفوز والفلاح لدیک
بسلام آمدم جوابم دہ ۔ مرہمے بر دل خرابم نہ ۔ چوں توئی دیدہ ور بباغ بلاغ ۔ ہمچو نرگس زسرمۂ مازاغ
سوئیم افگن زرحمت نظرے ۔ بازکن بر رخم زلطف درے ۔ تلخ شد کام من زبخت نژند ۔ ساز شیریں زلعل شکر خند
لب بجنباں پئے شفاعت من ۔ منگر در گناہ و طاعت من ۔ گرنہ رفتم طریق سنت تو ۔ ہستم از عاصیانِ امتِ تو
ماندہ ام زیر بار عصیاں پست ۔ افتم از پا گرم نہ گیری دست ۔ خود بہ دست تو کے رسد دستم ۔ ایں قدر بس کہ در راحت بستم
پست بودم براق تو خوشتر ۔ کز بلندی بعرش سودن تر ۔ جز آستان تو م در جہاں پناہ نیست ۔ سر مرا بجز ایں در حوالہ گاہے نیست
من بیدل و راہ بیمناک است ۔ چوں راہ نما توئی چہ باک است ۔ از خوان تو با نعیم ترجیست ۔ وز حضرت تو کریم ترکیست
از خرمن خویش دہ زکاتم ۔ منویس این و آں براتم

یاایھا النبی الکریم انا نتوسل بك الی ربك فاشفع لنا عند المولی العظیم اللھم انی اسئلك بشرف الذات المحمدیة وباٰلہ وباصحابہ ائمة البریة ان تنعمنی بلقائك وتمتعنی بالنظر الی وجهك وتدخلنی فی جنة نعیمك وتسقنی من حوض نبیك وتضع عنی الاوزار والاثقال وتطهر قلبی عن کل وصف یفضی بنی الی الخطاء والنسیان وتنور بصیرتی بانوار العرفان وتفیض علی قریحتی زلال الایمان۔ وتحشرنی فی زمرة المصطفیٰ وتکون لی فی الاٰخرة والاولیٰ .... یکتب ھذ الکتب ویعمل به بتوفیقك ایاہ الی الصواب انك مجیب الدعوات وقاضی الحاجات یامن یقبل التوبة عن عبادہ ویعفو عن السیئات اللھم نجنی من کل ضیق بجاہ المصطفیٰ ....

اللھم یا باسط الیدین بالعطیة ویامن تفرد بالصفات القدیمة الازلیة۔ ثبت قلبی علی دینك و اعنی علی حسن عبادتك واغرقنی فی بحار نعمائك وامطر علی شاٰبیب الائك وصل علی نبیك وحبیبك شفیع المذنبین وخاتم المرسلین وعلی اٰلہ واصحابه اجمعین برحمتك یاارحم الراحمین واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین ۞